بعون صانع مکین و یکتا و فضل خلاق مبین در زمان آن اوان

نسخهٔ رنگین سحر البیان سرور افزای خوانندگان بر چهار جلد

۱۲۹۲

داستان امیر حمزه

1876

باهتمام قاضی ابراهیم بن الحاج قاضی نور محمد حسن مرحوم و ملا نور الدین بن جیوا خان

در مطبع حیدری واقع معروف بمبئی زیور طبع مزین و محلّی گردید

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بنیاد اس قصۂ دلچسپ کی سلطان محمود بادشاہ کے وقت سے ہے اُس زمانے مین جہانتک راویان شیرین کلام تھے انہون نے آپس مین ملکر امیر حمزہ کے قصّے کی چوّدہ جلدین کہین واسطے بادشاہ کے سُنانے کے اُسکے سُننے سے آئین ہر طرح کی خلقت کا معلوم ہوتا ہے دوسرے منصوبے لڑائیون کے اور قلعہ گیری اور ملک گیری کے یاد آتے ہین اس خاطر ہر روز بادشاہ کو سُناتے تھے کہ کسی امر مین غیر کی مصلحت کا درماندہ نرہے اور اب اس عصر مین شاہ عالم بادشاہ کے مطابق سنہ بارہ سو پندرہ اور اٹھارہ سو ایک عیسوی کے خلیل علیخان نے جو متخلص بہ اشک ہے بموجب خواہش مستر گلکرسٹ صاحب عالیشان والا مناقب کے واسطے نو آموزون زبان ہندی کے اس قصّے کو زبان مین اردوے معلّی کے لکھا تاکہ صاحبان مبتدیون کے پڑھنے کو آسان ہووے

ابتدائے دفتر نوشیروان

نامۂ آغاز داستان امیر حمزۂ نامدار کشورستان عم رسول آخر الزمان اس طرح سے ہے کہ بیچ سرزمین ایران کے ملک مدائن مین ایک بادشاہ قباد کامران نامی اس قدر شجاع اور عادل رعیت پرور تھا کہ اوسکے عمل مین ہر چند غریب و فقیر اپنے اپنے گھر مین غنی تھا ظلم اور جور کا اوسکے شہر مین کہین نام اور نشان نتھا مگر عدل اور انصاف کہ اوسکے دور مین

تمام خلقت آسودہ و بحیظ تھی کسیکو کسی بات کا غم نتھا اُسکے عدل مین باگ بکری ایک گھاٹ پانی
پیتے تھے اوس بادشاہ کے چالیس وزیر تھے کہ جنکی شمیم عقل اس گلشن سلطنت کو ہمیشہ خوشبو
رکھتی تھی اُن وزیرون کے سواسات سے حکیم اور رمّال اور سات ہی سے ندیم صاحب
کمال چار سے پہلوان کرسی نشین تین سے بادشاہ تاجدار اور ایرانی دس لاکھ سوار چالیس ہزار
غلام زرین کمر و زرین کلاہ مغرق بجواہر اُس بادشاہ کی خدمت مین روز و شب حاضر رہتے
تھے سردار سب وزیرون مین ملک القش نامی شخص تھا کہ اوس سے بیشتر بادشاہ کو امور سلطنت
مین مشورہ رہتا تھا اوسی شہر مین ایک حکیم مرد مسلمان اولاد مین حضرت دانیال پیغمبر کے
بخت جمال نامی رہتا تھا اوسکو علم رمل مین اس قدر معلومات تھی کہ القش وزیر نے اکثر اسکے
زایچہ کے حکم کو سیکھنے لگا کئی ایکدن مین باہم یہہ دوستی بہم پہنچائی کہ ایک روز بن دیکھے
چین نہوتا بعد کتنے دنون کے ایک روز القش بطور ہمیشہ خواجہ بخت جمال کے پاس آیا اور
کہا کہ آج مینے آپکی خاطر قرعہ ڈالا تھا اوس مین صورت خوف و خطر کی نظر آئی کہ وہ خوف چالیس
دن تک رہیگا پس لازم ہے آپکو اتنے دن گھر سے باہر پاؤن نرکھئے کہ خطرہ جان کا ہے اور
اعتبار کسیکا نہ کیجئے بندہ بھی اُن روز دن کے بعد آنکر قدمبوس ہوگا یہہ کہکر اپنے گھر کی راہ لی
یہان بخت جمال گھر کے دروازے کو بند کرکے ایک کونے مین بیٹھکر لگا دنون کو گننے تاکہ
انتالیس دن بخیر و خوبی گذر گئے چالیسوین دن صبحکو اوٹھکر غسل کیا اور اُجلے کپڑے پہنکر عصا کو
ہاتھ مین لیا اور ارادہ کیا کہ آج آپ چلکر القش وزیر سے ملاقات کیجئے کہ اپنے تئین اس شہر مین
سوائے اوسکے اور کسی سے واسطہ نہین ہے یہہ کہکر گھر سے باہر نکلا اور وزیر کے گھر کیطرف
چلا شاہراہ چھوڑ کر دریا کی طرف سے جدہر ویرانہ تھا روانہ ہوا آدھی راہ طی کی تھی باعث دہوپ کی
گرمی کے ایکدرخت کے تلے آنکر کھڑا ہوا دیکھے تو وہان ایک ہوا کا مکان ہے کہین کسی آدمی
کا اپنے سوا نام و نشان نہین ازبسکہ وہان کسیوقت مین عمارت تھی ٹوٹی ٹوٹی حویلیون کے کچھہ کچھہ
نشان باقی رہ گئے تھے اُس میدان کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو اسکو خوش آئی ایکدرخت کے نیچے
ٹہلنے لگا اور جی مین کہا کہ یہہ مکان کئی برس سے ویران پڑا ہے اور اب تابع ملک القش وزیر کے
ہے اوسنے بھی آباد نہ کیا اگر یہہ ملے تو اس سے بہتر مکان اور لب دریا نہ نکلے یہہ تصوّر

کرکے ایک بار زیکا توڑا دروازہ تھا اوس مین جاکر اندر ایک دالان کے دیکھا تو داہنی طرف
ایک کوٹھری ہے لیکن دروازہ اینٹونسے چُنا ہے بخت جمال نے عصا کی نوک سے اینٹون کو
گرا کر جی مین کہا کہ اسکے اندر جاکر دیکھئے کہ کیا ہے اس کوٹھری کے اندر جاکر دیکھا تو ایک کو نہین
چھوٹی سی کھڑکی ہے اور اُسمین قفل لگا ہوا ہے پر زنگ نے اُسے ایسا کھایا ہے کہ لوہی مین کچھہ
باقی نہین ہے ہاتھہ سے زور کرکے اس قفل کو توڑ ڈالا اور دروازہ کھول کر دیکھا تو کچھہ سیڑھیان
سی نظر آئین نیچے ایک تہ خانہ تھا اون سیڑھیون سے اترکر اوسکے اندر گیا اور اوس مین دیکھا کہ سات گنج
مال کے ہین کہ شداد نے کسیوقت مین یہان دفن کیے تھے جی مین کہا کہ یہہ دولت تجھکو خدا نے
دی ہے لیکن تو مرد غریب ہے کب ہضم کرسکیگا بہتر یہہ ہے کہ القش وزیر سے کہیے کہ وہ اپنا بڑا
دوست ہے یہہ کہکر باہر آیا اور القش کی ڈیوڑھی پر گیا جو نہین اوسکو خبر ہوئی گھر سے باہر آیا
اور بخت جمال کو استقبال کرکے لیگیا پاس اپنے مسند کے بٹھلا کے کہا کہ الحمد للہ وہ ایام بد جلد
گذرے خدا عالم ہے کہ بندیکو ہر دن آپکا خیال تھا اور آپنے کیون تصدیع فرمائی آج مین
مقرر حاضر ہوتا رات سے یہہ خیال تھا کہ کل چالیسوان دن ہے چلکر حضرت کا آستانہ بوس ہوجیے
بخت جمال نے کہا کہ خدا آپکو سلامت رکھے اپنے تئین آپکی ذات سے اس سے توقع زیادہ ہے
لیکن جہان پایہ دوستی زیادہ ہے وہان کب دلکو اتنا صبر ہوتا ہے کہ دوست کے آنیکا انتظار کیجیے
اگر مین ہی آیا تو کچھہ مضائقہ نہوا آپکی خاطر ایک خوشی بھی لایا ہون جھک کر کان مین آہستہ سے
کہا کہ مین نے راہ مین اس طرح فلانے مکان مین سات گنج مال کے دیکھے ہین سو مجھہ مین اتنا
حوصلہ کہان کہ اوسکو صرف کرون صاحب کو مبارک ہو جو اس فقیر کو اپنے ہاتھہ سے
دیجیے گا وہی تھوڑا بہت ہے القش اوسکو سنکر شدت سے خوش ہوا اور کہا بندہ بھی دیکھے فرمایا
بہت بہتر آپکیلیے تشریف لیچلیے القش نے دو گھوڑے خاصے منگوائے ایک پر بخت جمال کو
سوار کیا اور ایک پر آپ سوار ہوکر لوگونسے کہا اسوقت کوئی ساتھہ نہ آوے تنہا یہہ دونون
شخص وہان آئے جہان وہ مکان تھا اوسکے اندر جاکر گھوڑون پر سے اتر پڑے اور اُنکو باگ ڈورونسے
درخت کے ساتھہ باندھہ کر اندر اُس دالان کے گئے اور کوٹھری مین جاکر تہ خانے مین اترے از
بسکہ جواہرات کی روشنی سے تمام اس مکان مین اُجیالا تھا القش مال کو دیکھہ کر باغ باغ ہوا اور

جی مین کہنے لگا کہ لات منات نے یہہ دولت تجھ کو دی ہے لیکن یہہ حکیم اس راز سے واقف ہے اب ہو کہ کل کو تجھ سے بیمزہ ہو کر اسکو فاش کرے تو موجب بدنامی کا ہے سارا عالم کہیگا کہ وزیر نے یہہ مال پایا اور اوسکو بادشاہ سے چھپایا تو اب خوب یہی ہے کہ اسکو مارکر اس مکان مین ڈالدیجیے تا کوئی دوسرا واقف نہو یہہ ارادہ کرکے گردن اُس بیچارے کی پکڑکر اپنی طرف کو کھینچا اور پچھاڑکر اوس مرد پیر کی چھاتی پر بیٹھا اور خنجر کمر سے نکالکر چاہا کہ سر کو اوسکے جدا کرے لیکن اسکو ایک حیرت کا مقام تھا کہ مین نے سوائے نیکی کے کچھہ بدی نہین کی بے اختیار رو کر کہنے لگا کہ مین نے ایسا کیا گناہ کیا جو تم ذبح کرتے ہو کہا گناہ تو کچھہ نہین کیا لیکن اسوقت مصلحت یہی ہے بخت جمال نے کہا کہ اگر تمکو یہہ خیال ہے کہ مین اسکو کسی سے کہونگا مجھ سے قسم لو القش نے کہا جان بچانیکی خاطر آدمی بہت سی قسمین کھاتا ہے لیکن مین کب مانتا ہون اُس بیچارے مرد ضعیف نے ہرچند منت و زاری کی پر اس بیرحم کے ہاتھ سے صورت بچنے کی نہ دیکھی کہا اے القش آخر تو حلال کریگا لیکن مین ایک وصیت رکھتا ہون اگر میرے مرنیکے بعد تجھسے ہو سکے تو عین احسان ہے پوچھا کیا کہا میرے گھر مین سوا آج کے کل کا خرچ نہین ہے کچھہ واسطے خرچ کے بھجوانا اور میرے مرنیکا حال مت سُنانا دوسرے میرے گھر مین امید حمل کی ہے سو اتنا کہد یجیو کہ اگر بیٹی ہو تو تو مختار ہے جو چاہنا نام رکھنا اگر بیٹا تولد ہو تو بزرجمہر نام اسکا رکھنا یہہ کہکے آنکھین بند کین اور کلمہ پڑھا اس قاتل بے درد نے خنجر بیدریغ سے سر اُس بیچارے کا تن سے جدا کیا اور اُسکا گھوڑا بھی مارکر اُس تہ خانے مین ڈالدیا اور دروازے کو بند کرکے دریا کے کنارے گیا خنجر سے اور ہاتھ سے لہو دہو کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس طرف آیا اور کہا اس مکان مین ہمارے واسطے ایک باغ تیار ہو اور جہان وہ مال تھا اُسکے گرد کہا کہ ایک چار دیواری سنگ مرمر کی بنے اور اسکو پاٹ کر ایک بنگلہ واسطے نشست کے ہو نگینہ سا بنے غرض ساتھ ہی اُس حکم کے معمار جہان تلک تھے حاضر ہوئے اور راج پیشہ مزدور سنگ تراش بڑہی بیلدار بتردار بلوائے اور مدد لگادی کہ جلد وہ باغ تیار ہو یہہ حکم کرکے القش بموجب وصیت خواجہ ایک دو سے روپیے لیکر بخت جمال کے گھر گیا اور وہ جو وصیت کی تھی سب کہی اور کہا یہہ روپیے اپنے خرچ مین لاؤ اور اُسکی طرف کا کچھہ غم نہ کھاؤ کہ مین نے اوسکو تجارت کے واسطے

چلین بھیجا ہے یہہ کہکر اپنے گھر گیا بعد کئی دن کے جب وہ تیار ہوا القش نے اوسکا نام باغ بیداد رکھا

بیان تولد ہونا بزرجمہر کا اور جاماس نامہ سے احوال دریافت کرنا اپنے باپ کے مارنیکا

راوی شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتا ہے کہ وہ بختجمال کے گھر مین جو حرم حاملہ تھی بعد نو مہینے کے بوقت سعد جمعہ کے دن آفتاب کی ساعت مین ایک فرزند نرینہ مثل خورشید برج حمل سے اوسکے طالع ہوا جو نہین نگاہ اوس عورت کی اپنے فرزند پر گئی حالت مین تنہائی کے اوسکے باپ کو یاد کرکے خوب روئی لیکن صورت اس لڑکے کی دیکھکر جی سے خدا کا شکر ادا کیا اور نام اسکا بزرجمہر رکھکر لگی پرورش کرنے تاکہ پانچ برس کا ہوا بختجمال کے شاگردون مین ایک اخوند تھا تمام محلے کے لڑکے اوس سے پڑھتے تھے یہہ بھی بزرجمہر کو اوسکے نزدیک لیگئی اور کہا حق بختجمال کا تم پر بہت سا ہے اور یہہ اوس کا بیٹا ہے اگر صحبت بد مین آوارہ ہوگا تو تمہارے واسطے بھی باعث سبکی کا ہے اسکو پڑھاؤ تاکہ تمہارا نام ہووے اوس معلم نے سنکر بدل و جان قبول کیا اور بزرجمہر کو چھاتی سے لگاکر بٹھلایا اور پڑھانا شروع کیا ازبسکہ طفلگی سے اوسکا ذہن رسا تھا کئی برس مین فارغ التحصیل ہوا کہ کوئی علم اوس سے باقی نرہا تمام دن اخوند کے پاس پڑھتا تھا جسوقت چار گھڑی دن رہتا اوسوقت رضا لیکے اپنے گھر کو جاتا اوسکی ماں محنت مزدوری کرکے جو پکا رکھتی کھاتا اتفاقاً ایک روز کچھہ کھانیکو میسر نہوا جب کہ دو گھڑی دن باقی رہا اوسوقت بیتاب ہوکر اپنی ماں سے کہا کہ اب مارے بھوک کے برا حال ہے اگر کچھہ چیز ہو تو دو کہ اوسکو بازار مین بیچکر کچھہ کھانیکی فکر کرون اوسکی ماں نے کہا بیٹا جو کچھہ اثاثہ گھر مین تھا ہمیشہ تیرا باپ بیچ بیچکر کھا گیا مگر تیرے ناناکے وقت کی ایک کتاب طاق پر دھری ہے کہ اوسکا جاماس نامہ نام ہے بارہا تیرے باپ نے چاہا کہ اوسکو بیچ کھائے جب اوسکی لینے کو گیا طاق سے ایک کالا ناگ پھن پھناتا ہوا اوسپر نکلکر دوڑا اوسکی دہشت سے وہ کتاب بچ رہی ہے اگر تیرا جی چاہے تو اوسے بیچ کھا اور تو سوا اسکے کچھہ نہین ہے جو تجھکو دون بزرجمہر نے اس کتاب کو واسطے دریافت کرنیکے اتارا کہ معلوم کیجئے کہ کیا کتاب ہے جو نہین دو ایک صفحے پڑھے زار زار مانند ابر نوبہار ڈاڑھ مارکر

خوب رویا اور پھر دو مین ورق پڑھتے ہی چہرے پر خوشی سی معلوم ہوئی سب بے اختیار کھل کھلا کر
اپ ہنسا کہ سب دیکھنے والے حیران ہوئے جو نہین اسکی ماں نے یہہ حرکت دریافت کی کہ
اسکو سودا ہوا لگی لوگوسنے کہنے ارے خدا کے واسطے فصّاد کو بلاؤ کہ اسکی فصد کھلواون
یہہ سنکر بزرجمہر نے کہا کہ مجھے سودا نہین ہوا ہنسنے اور رونیکا یہہ سبب ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے
سے احوال تمام باطن کا معلوم ہوتا ہے اول مین جو رویا مجھ کو معلوم ہوا کہ میرے باپ کو
القش نے فلانی جا مار کر ڈالدیا ہے اتبک لاش اسکی خشک پڑی ہے اور ہنسا اس
خاطر تھا کہ اس سے اپنے باپ کا خون لونگا اور یہان کا بادشاہ مجھکو اپنا وزیر کریگا اب تم
کھانیکی کچھ فکر نکرو مین ایک حکمت کرتا ہون یہہ کہکر ایک لونڈیکو اپنے ساتھ لیا اور ایک بنئے
کی دوکان پر آیا اور اس سے کہا کہ اس عورت کو اتنا میدہ اور گھی اور قند دیا کر کہ جبتک مین
خون اپنے باپ کا لون اس نے کہا کہ قیمت کب ملیگی کہا تو مجھ سے قیمت طلب کرتا ہے او جو تو نے
حامد دہقان سے کئی ہزار من گیہون مول لئے تھے اور اوسکو معہ چار فرزند زہر دیکر
مار ڈالا اگر یہہ بات عدالت مین بادشاہ کے تئین پہنچے تو تیرے حق مین کیا ہو بنیا سنکر بیحواس ہوا
اور کہنے لگا جسوقت جو آپکو درکار ہو منگوالیا کیجئے پر یہ بات کو اپنے جیمین رکھئے بزرجمہر نے
لونڈی کو اسکے روبرو کیا اور وہاںسے قصّاب کی دکان پر آنکر اوس سے کہا کہ ایک من تبریزی
گوشت اس کنیز کو میری روز دیا کر اور اگر منظور نہووے تو وہ جو تو نے توس گلہ بان سے کئی ہزار
بکریان مول لی تھین جب وہ تجھ سے انکی قیمت مانگنے کو آیا تو تو نے اسے مار کر اپنی کوٹھڑی مین
گاڑ دیا ہے کہے تو وہ کھدون قصائی یہہ سنکر گائے کیطرح کانپ گیا اور کہنے لگا خدا کے
واسطے یہہ حرف زبان پر نلایئے جتنا گوشت چاہیئے مین دونگا اسی صورت سے کچھ
بنئے صراف کو تبلاکے کئی دینار اس سے مقرر کئے اور اپنے گھر جاکر لگا گذران کرنے

حکایت یہان دو کلمہ داستان ملک القش کے ملاحظہ فرمایئے جب کہ وہ باغ تیار
ہوا ایک دن بادشاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام نے ایک باغ حضور کی دولت سے بنایا ہے
سو امیدوار ہے کہ ظل سبحانی اگر وہان تشریف فرما ہون اور ایک چمچہ آش کا نوش جان
فرمائین تو اس خانہ زاد کا باعث عزت ہے **مصرعہ** شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

فرمایا کیا مضائقہ تم جاکر تیاری کرو ہم بھی آتے ہین القش حضور سے رخصت ہوکر واسطے تیاری
کے آگے گیا بعد اوسکے جانب کے بادشاہ بھی ایک زمرد کے تخت پر سوار ہوکر اور تمام وزرا
وامرا ہمراہ لیکر طرف باغ بیدادوکے رونق افروز ہوئے جب کہ سواری قریب باغکے آئی
ملک القش نے ایک تخت واسطے بادشاہ کے تیار کیا تھا ہوادار کہ تمام اوس مین گل اور
بوٹے لعل اور الماس کے تھے اور چار ونکونون پر اوسکے چار طاؤس زمرد کے بنائے تھے
کہ جنکے پیٹ مین نخلخے خوشبو کے رہتے تھے اور واسطے تخت کی شان کے اوس طاؤس کے
پہلو مین دونو طرف ایک ایک نرگس دان رکھا تھا کہ جنکے کوزے مرصع کے اور زمرد کے
سبز تھے اور الماس کے پھول جنہونکی زردی پکھراجکی سی کتنی اسکو معہ ہودون اور چالیس تھی
جن پر جھولین زربفت کی پڑی ہوئین ہودج اور عماریان تمام زری کار اور جواہر نگار
اونکی پیٹھ پر کسی ہوئین اور دو سے گھوڑے عربی عراقی ترکی تازی معہ جواہر
مرصع اور کئی اونٹ بغداد کے دوکوہانی کہ جنکے کجاون پر کارچوبی زربفت کی چادرین
کسی ہوئین اور کتنے خیمے اور کتنی کشتیان سلاح کی اور جواہرات کی اور پارچۂ آلات سوتی
اور پشمینی اور ریشمی اپنے ساتھ لیکر اور باہر کے جلوخانے تک استقبال کرکے بادشاہ کو
یہہ سب نظر گذرانا اور تخت کا پایہ پکڑکر بوسہ دیا اور ہمراہ ہوا جب کہ بادشاہ اندر باغکے
گئے دیکھا تو واقعی عجب گلزار ہے کہ شاید اور کہین ایسا نہوگا اوسکی چار دیواری سنگ
مرمر کی جس مین تمام فیروزے کی تحریر اور طرح بطرح کی دار بیل ہے اور نیچے اون دیوارونکے
ہر طرف سنہری چوبون کی انگور ونکی داربست بنی ہوئی کہ اوس مین سبز پتے زمرد کے
اور خوشے موتیونکے لگے ہوئے اور وہ جو اصلی خوشے ہین اونہین تھلیان تاش اور بادلہ
کی چڑھی ہوئین کہ بے اختیار لوگ اونکو دیکھ کر ہر طرف سے تاک رہے ہین اور وہ صاف صاف
روشنی پریون کا عالم ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پھولون کی خوشبو ہر دم جس سے دماغکو قوت ہوتی
تھی کیاریان اقسام کی گلزار ہر قسم کے پھول جس مین پھولے ہوئے مثل گل لالہ نافرمان
جعفری بابونہ گیندا جوئی سوسن چنبیلی موتیا موگرا رائے بیل بیلا گلاب سیوتی قلفا
گل مہدی گل اورنگ گل شبو نرگس داودی ہر ایک طرح کی بہار تھی اور دونون

طرف روشن کے وہ بڑے بڑے پیڑ چمپا اور مولسری بہت خوبصورت چھوٹے ہوئے جنکے تمام ٹہنیون پر اور شاخون پر غرارے بادلے کے چڑھے ہوئے وہ مہندی اور ناگربیل کی ٹٹیون کی شان وہ چوپڑ کی نہر مثل لوح الماس لبالب پانی سے ہر چار طرف گئی کہ جس کے فوارون پر ہزارہا طوطی بلبل فاختہ مور عندلیب جواہرات کے بنے ہوئے کہ جنکے پر وبال سے ہزارہا چھوٹتا ہوا ایک لطف دیتا تھا اور سفید سفید عالم عمارت کا کہ جس مین سنہری روپہری لماس تراش ستادون پر تمام تمامی کے سائبان کھنچے ہوئے کہ جنمین سراسر موتیون کی جھالر تھی اور سونیکی تیلیون کی چلونین مینے سے رنگی ہوئین بوتے دار درون پر کلابتون کی ڈوریون سے زربفت کے پردون کے ساتھ بندھی ہوئین غرض بادشاہ اس باغکو دیکھکر اپنے باغ دادکو بھول گیا ایک بارہ دری بھی ایسی تھی کہ اوس مین پکھراجکا کام تھا اوسکے اندر بادشاہ ایک تخت پر بیٹھا اور القش کو خلعت جمشیدی امداد کیا بعد جہان تلک بادشاہ اور بادشاہزادے قباد و کامران سے ہمراہ آئے تھے داہنے اور بائین طرف بادشاہ کے کرسیون پر حواہر کی بیٹھے تھے بادشاہ نے خاصہ تناول فرما کے وزیر پر بہت سی سرفرازی فرمائی اور صحبت عیش و نشاط کی گرم ہوئی جہان تلک معشوقان ماہرو اوس شہر مین تھے آنکر حاضر ہوئے اور اونکا لگا مجرا ہونے ساقیان گلفام مے ارغوانی کا جام ہاتھون مین لیکر گردش مین لائے اور لگے ساتھ تحفگی کے ہر طرف دینے آواز نوش بادہ نوش باد کی بلند ہوئی غرض بادشاہ نے اکیس دن تک وہان جشن کیا بعد جشن کے دوبارہ وزیر کو خلعت دیا اور سوار ہوکر اپنی دولت سرا کی طرف روانہ ہوئے **بیان خواجہ بزرجمہر کا** بیان سے دو کلمۂ داستان خواجہ بزرجمہر کے بیان کردن کہ اپنے گھر مین گوشۂ عافیت مین رہتا تھا ایکدن اوسکی مان نے کہا کہ کچھ اندنون اکثر میتھی کے ساگ کھانیکوجی دوڑتا ہے کہین سے منگوایا چاہیے بزرجمہر نے کہا مین لاتا ہون کچھ پیسے اپنے ہاتھ مین لیکر باغ بیداد کے دروازے پر آیا اور باغبان کو آواز دی وہ سنکر آیا اور دروازہ بند تھا چاہا کہ قفل کو کھولے بزرجمہر نے کہا خبردار قفل کو ہاتھ مت لگانا کل جو تو نے وہ سانپ مارا تھا اوسکا جوڑا اس مین تیرے کاٹنے کو بیٹھا ہے باغبان برابر قفل کے آنکر دیکھا تو واقعی ایک پتلی سٹک سی

کالی ناگن قفل کے چھید سے منہہ نکالے ہوئے بیٹھی ہے اوس نے اُسے مار ڈالا اور دروازہ کھولکر لڑکے کا بڑا معتقد ہوا کہ صاحب کمال ہے پوچھا کہ یہہ سانپ کا احوال تونے کسطرح جانا کہا تجھکو اسبات سے کیا اگر تیرے باغمین میتھی کا ساگ ہو تو دے اُس نے بزرجمہر کو ایک جا بٹھلایا اور آپ ساگ توڑنیکو گیا ناگہان اُسی باغبانکی ایک بکری جدہر ہزاران زار کا ایک تختہ زرد مثل رنگ چہرۂ عشاق کھلا ہوا تھا جا پڑی اور لگی کھانے باغبان نے دیکھکر ایک بیلچہ اوس بکری کی پیٹھ پر اس زور سے مارا کہ تڑپکر مرگئی بزرجمہر نے کہا اے نادان یہہ تین خون تونے کیون کئے اوس نے ہنسکر کہا اے لڑکے تجھے سودا ہوا ہے کہ ایک خونکو تین تبلاتا ہے کہا ایک یہہ اور دو بچے اس رنگ کے اسکے پیٹ مین ہین جسوقت ان دونون مین باتین ہوتی تھین القش بھی بالاخانے سے سنتا تھا انکو اپنے نزدیک بلاکر احوال کو دریافت کیا کہ یہہ گفتگو کیا ہے بکریکا پیٹ پھاڑکر دیکھا تو اُسی رنگ کے دو بچے ہین القش نے باغبان کو رخصت کیا اور بزرجمہر کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور یہہ غیب دانی کیونکر دریافت کی کہا مین بیٹا بختجمال کا اور نواسا جاماسپ حکیم کا ہون میرے باپ کو اس شہر مین کسی نے مار ڈالا ہے سو اُسکے خون کا بدلا لینے کی فکر مین ہون القش نے کہا کہ پھر خونی کو اپنے باپ کے کس طرح پائیگا کہا خدا کے نزدیک کچھہ دور نہین وقت پر موقوف ہے القش نے کہا بھلا تبلا تو رات کو میرے دلمین کیا ضمیر تھی کہا تو نے کسی جا مال پایا ہے اپنی جورو سے کہا چاہتا تھا پر نہ کہا القش اُسکی صورت دیکھکر کانپ گیا اور جیمین کہا کہ یہہ لڑکا بڑا روشن ضمیر ہے اکثر سُنا ہے کہ روشن ضمیر کے دل اور جگر کے کباب کھانے سے آدمی روشن ضمیر ہوتا ہے اسکا ایک غلام تھا بختیار حبشی اُسکو بلاکے چپکے سے کہا مین تجھکو تیری مراد کو پہنچاؤنگا تو اس لڑکیکو کسی جا لیجاکر ذبحکر اور اسکے دل اور جگر کے کباب بناکر میری خاطر لا اوس غلام نے بزرجمہر کو لیکے ایک اندھیری کوٹھری مین پچھاڑا اور چاہا کہ چھاتی پر بیٹھکر چھری سے حلال کرے بزرجمہر نے بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھے اوسکے کہنے سے قتل کرتا ہے اپنی مراد کو نہ پہنچیگا وہ مراد میرے ہاتھ سے برآئیگی اس نے کہا میری مراد کیا ہے کہا تو القش کی بیٹی پر عاشق ہے اوس نے تجھسے دینے کا وعدہ کیا ہے پر نہ دیگا مجھکو چھپا رکھ آج کے دس دن کے بعد بادشاہ

ایک

ایک خواب دیکھ کر بھول جائیگا اوس وقت یہہ مجھکو تجھسے مانگیگا جب تک مین طمانچے اوسکے ہاتھ سے
نکھانا مجھ کو مت نہلانا غلام نے کہا اوس نے تمہارے دل اور جگر کے کباب طلب کئے ہین
اگر اور جانور کے بنا کر لیجاونگا تو وہ حکیم ہے معلوم کرلیگا کہ یہہ گوشت آدمی کا نہین ہے بزرجمہر
نے کہا شہر کے دروازے پر ایک بڑھیا بکری کا بچہ بیچتی ہے کہ اوسکو آدمی کے دودھ سے پالا ہے
اوسسے مول لیکر حلال کر اور اوسکے دل اور جگر کے کباب بنا کر اوسکو کھلا اوس مین بھی آدمی کی بو ہے
اوس غلام نے بزرجمہر کو رخصت کیا اور وہ بکری کا بچہ لا کر اوسکے دل اور جگر کے کباب بنا کر
القش کو دئے وہ کھا کر بہت خوش ہوا کہ اب مین صاحب کمال ہوا بزرجمہر نے اپنے گھر کو آکر
آرام سے بیٹھ رہا اسبات کو کئی ایکدن گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھکر فراموش کیا
صبحکو دربار کے وقت جبکہ تمام امرا و وزرا حاضر ہوئے بادشاہ نے فرمایا رات کو مین ایک خواب
دیکھ کر بھول گیا ہون سو سوال ہے سب سے کہ وہ خواب کیا تھا اور اوسکی تعبیر کیا ہے جہانتک حکیم
اور ندیم تھے یہہ سنکر حیران ہوئے اور عرض کی کہ اگر خواب معلوم ہو تو اوسکی تعبیر کہین اور
خواب کا احوال کیونکر کہین کہ آپنے یہہ خواب دیکھا تھا فرمایا سکندر کے وقت مین اکثر ایسے حکیم
تھے کہ سکندر اگر خواب دیکھکر بھول جاتا تو خواب کو معہ تعبیر کہتے تھے مین بھی تم سب کو ہر سال
اسقدر مال دیتا ہون اور کبھی کچھہ کام نہین لیتا اگر اس خواب کو میرے معہ تعبیر نکہوگے تو ایک
ایک کو جیتا قبر مین گاڑ دونگا بلکہ اس کام کی خاطر تم سب کو چالیس دن تک مہلت دیتا ہون
تاکہ اسکی فکر کرو القش سب سے زیادہ تھا اوسکو زیادہ تقید کی لیکن یہہ سب حیران تھے کہ کیا جواب
دین چالیس دن کے بعد بادشاہ نے پوچھا کہ خواب کو ہمارے دریافت کیا اور تو سب خاموش
رہے لیکن القش نے کہا غلام بموجب نجوم کے معلوم کیا کہ آپنے دیکھا تھا آسمان سے مرغ آیا
اور اوس نے آپکو اوٹھا کر آگ کے دریا مین ڈالدیا آپ اس وحشت سے جاگ اوٹھے اور
خواب بھول گئے بادشاہ نہایت خفا ہوا اور کہا اے مردک ایسی عقل پر وزارت کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ مین حکیم ہون یہہ خواب مین نے کب دیکھا تھا قسم ہے آتشکدہ نمرود کی دو دن کی فرصت
اور دیتا ہون اگر اسکے درمیان مین نکہوگے تو تیسرے دن تم سب کو مار ڈالونگا جب تو حواس
ان سب کے اڑ گئے القش اپنے گھر گیا اور غلام سے پوچھا مین نے جو اس لڑکیکو تجھے ذبح کرنیکو

دیا تھا وہ بڑا مکار تھا شاید تیرے ہاتھ سے بچ گیا ہو تو اب اوس سے ایسا ہی کام ہے جہان ہو
وہان سے لے آ اوس نے کہا مین نے آپ کے کہنے سے اوسکو ذبح کیا اور اوسکے دل اور جگر کے
کباب بنا کر آپکو کھلائے ہڈیان بھی اوسکی گل کر چونہ ہو گئین اب وہ کہان ہے القش نے کھسیانہ ہو کر
ایک تین طمانچے اس زور سے اوسکے گالون پر لگائے کہ بیتاب ہو گیا اور لگا کہنے غلام کو مت
مارئیے ابھی لئے آتا ہون القش حیران ہوا اور لگا کہنے اے نادان تو نے پہلے کیون نہ کہا
جو مار بھی کھائی کہا یہہ بھی اوس نے کہدیا تھا کہ ملک القش کے ہاتھ سے تجھ کو تین طمانچے لگنے ہین
وزیر نے اوس غلام کو چھاتی سے لگا کر کہا جا لے آ اوس نے بزرجمہر کے دروازے پر جا کر
دستک دی بزرجمہر آواز سنکر باہر آیا اور اوس غلام سے پوچھا خیر تو ہے اوس نے سلام کر کے
کہا صاحب جو جو تمنے کہا تھا سو سب سچ ہوا اب القش نے تمکو بلایا ہے بزرجمہر خوش ہو کر
اوسکے ہمراہ القش کے گھر گیا اوس نے دیکھ کر بہت تعظیم کی اور عزت سے اپنے پاس بٹھلایا اور
شدت سے خاطر کی گذشتہ کا بھی عذر کیا اور کہا بادشاہ ایک خواب دیکھ کر بھول گیا ہے سو ہم سب پر
ایک عذاب ہے اگر آپ کہدین تو نہایت احسان ہے بزرجمہر نے کہا یہان تو مین ہرگز نہین کہنے
کا آپ صبح کو جو دربار مین جائیے تو بادشاہ سے کہئیے کہ مین ان وزیرون کی عقل دیکھتا تھا
سو معلوم ہوا بندیکا ایک شاگرد ہے فرمائیے تو وہ ابھی آنکر کہدے یہہ کہکر حضور سے کسیکو بھیجکر بلوا لیجیا
مین آنکر کہدونگا یہہ کہکر رخصت ہوا اور اپنے گھر گیا باقی داستان فردا شب را

داستان پہلی بزرجمہر کا القش پر سوار ہو کر بادشاہ کے پاس جانے مین اور اپنے باپ کے خون کا عوض لینے مین

جو ہر بان بازار سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جسوقت القش حضور مین فجر کو بادشاہ
کے گیا عرض کیا کہ غلام کا ایک شاگرد ہے وہ اس خواب کو کہا چاہتا ہے اور غلام نے کبھی کا کہدیا
ہوتا پر مجھ کو ان سب حکیمونکا امتحان لینا تھا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور فرمایا لوگ جاوین اور
اوسکو لے آوین بموجب حضور کے حکم کے چوبدار گئے اور جا کر بزرجمہر سے کہا کہ جلد تمکو حضور مین
بادشاہ کے یاد فرمایا ہے کہا اچھا چلو پر سواری کیا ہے لوگون نے کہا سواری تو کچھہ نہین

کہا اچھا جاؤ وے آئے چوبدارون نے بادشاہ سے عرض کی فرمایا گھوڑا لیجاؤ دو بارہ آدمی گھوڑا لیگئے اور کہا اسپر سوار ہوکر چلئے بزرجمہر نے کہا پیدائش گھوڑے کی باد سے ہے اور آدمی کی خاک سے پس خاک اور باد سے کیا نسبت کہ باہم دشمن ہین مین نہین اسپر سوار ہونے کا کچھ اور لایق میرے لاؤ کہ اوسپر سوار ہوکر حضور مین بادشاہ کے جاؤن لوگون نے یہہ بھی عرض بادشاہ سے کی کہا اور سواریان ہین سو سب لیجاؤ جس پر چاہے سوار ہوکر آوے جسوقت سب سواریان بزرجمہر کے پاس لائے دیکھکر کہا کہ ان مین کوئی قابل میری سواری کے نہین ہے کسواسطے کہ ہاتھی جو ہے بادشاہ کے تخت کا ہے خلاف ادب ہے اسپر سوار ہونا اور میانہ جو ہے اوسپر آدمی چڑھتے ہین مین بیمار نہین ہون اور اونٹ پر کیونکر سوار ہون کہ یہہ فرشتہ ہے خچر حرامزادہ ہے حلال زادہ اسپر سوار نہوگا اور یہہ بیل جو لائے ہو اس پر بنئے اور دہوبی چڑھتے ہین اور گدہے پر وہ سوار ہو کہ جس نے ایسا ہی گناہ کیا ہو مین بیگناہ ہون انکو لیجاؤ اور حضور مین عرض کرو لاچار سب سواریان پھر لیگئے اور بادشاہ سے یہہ تمام احوال کہا پھر فرمایا اوس سے پوچھا کیا سواری بھیجون کہ تو جسپر سوار ہوگا لوگون نے جاکر پوچھا کہا بادشاہ کو اگر خواب سننا منظور ہے تو القش کی پیٹھ پر زین کس کر بھجوا دین کسواسطے کہ کوی سواری سوا اسکے میرے لایق نہین جس پر سوار ہوکر حضور مین آؤن اَلْجِنْسُ مَعَ الْجِنْسِ وہ بھی آدمی ہے مین بھی آدمی دوسرا وہ آخر حکیم ہے اوس پر چڑھنا عیب نہین جسوقت یہہ خبر بادشاہ کو ہوئی بے اختیار ہنسا اور کہا معلوم نہین اسکے ہاتھ سے اوسکو کیا ایسی ایذا پہنچی پھر بے اختیار ہنسا اور کہا کہ القش کی پیٹھ پر زین باندھکر لیجاؤ ہرچند اوس نے منت وزاری کی پر کچھ فائدہ نہوا آخر القش کی پیٹھ پر زین باندھکر بزرجمہر کی ڈیوڑھی پر لائے اور کہا صاحب سوار ہوجئے بادشاہ نے تمہاری خاطر کی بزرجمہر اوسوقت ملک القش کے اوپر سوار ہوا اور باواز بلند کہا کہ آج مین نے اپنے باپ کے خونی کو پایا ہے یہہ کہکر بادشاہ کی ڈیوڑھی پر گیا لیکن پیچھے پیچھے اوسکے واسطے تماشیکے خلقت چلی آتی تھی اور لڑکو نکو ایک تماشا ہوا لگے غل مچانے غرض بزرجمہر اسیطرح آیا اور اُسکے اوپر سے اوترکر حضور مین بادشاہ کے گیا اور دعا دی بادشاہ نے دیکھکر بہت عزت کی اور واسطے بیٹھنے کے حکم کیا بزرجمہر آداب بجالائے بعد ایک ساعت کے بادشاہ نے کہا ایعزیز خواب کو میرے جلد بیان کر اور القش نے

تجھسے کیا برائی کی جو تو نے اوس سے یہہ حرکت کی کہا خائن حضور کا ہے اوس نے سات گنج مال کے
پاکر آپ سے چھپائے ہین اور دوسرا باپ کو میرے بیگناہ قتل کیا ہے سو اس سے حضور
مین بادشاہ سے خون چاہتا ہون بادشاہ نے غضب کی نگاہ سے القش کو دیکھا اور کہا کہ یہہ کیا
کہتا ہے کہا القش نے مجھپر بہتان کرتا ہے بزرجمہر نے کہا عیان را چہ بیان لوگ بندیکے ساتھ
آوین مین ثابت کردونگا بادشاہ آپ بزرجمہر کو معہ اور سب سردار ساتھ لیکر باغ بیدا
مین آئے اور اُس مکان کو کھدوا کر دیکھا تو واقعی سات گنج مال کے دہرے ہین اور
ایک مردہ آدمی کا سوکھا پڑا ہے بادشاہ نے وہ مال خزانے مین بھجوایا اور بزرجمہر کو کہا کہ
اپنے باپ کی لاش کو اول منزل پہنچاؤ بزرجمہر بادشاہ کی دولت سے لاش کو گڑوایا اور پختہ مقبرہ
بناکر روشنی کی اور کھانا پکوا کے فاتحہ دی اور غربا و مساکین کو کھلایا بعد چالیس دن کے حضور
مین آیا اور عرض کی ارشاد ہو تو وہ خواب بندہ بیان کرے فرمایا بہت اچھا بزرجمہر نے کہا
آپ نے یہہ دیکھا تھا کہ آپکے روبرو دسترخوان پر چالیس پر ایک قاب کھانیکی رکھی ہین آپنے
ایک حلوے کی قاب سے نوالہ بناکر چاہا کہ تناول کرین ایک کالا کتا آیا اور آپ کے ہاتھ سے
چھین کر کھا گیا آپ اس دہشت سے چونک اوٹھے اور خواب بھول گئے فرمایا قسم ہے آتشکدہ نمرود
کی یہی خواب مین نے دیکھا تھا اب اسکی تعبیر کہہ کہا غلام کو محل مین لیچلئے اور جہانتک کہ
عورتین ہین معہ چالیس اور ایک محل سب ہون وہان عرض کردونگا بادشاہ بزرجمہر کو اندر
زنانے مین لیگئے اور سب معشوقون کو بلوایا بموجب حکم کے سب کی سب حاضر ہوئین بعد ان
سب کے ایک معشوق کئی ایک خوبصورت خواصین اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئی اوسکے ساتھ ایک
حبشن تھی بزرجمہر نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بادشاہ سے کہا کہ وہ سگ سیاہ یہی ہے اور لقمہ
خاص یہہ بادشاہزادی بادشاہ حیران ہوا اور دریافت کیا تو وہ مرد تھا بادشاہ نے
لوگون کو بلوا کر فرمایا اس حبشن کو شکاری کتون کے آگے ڈالدو کہ پھاڑ ڈالین اور
اس بدبخت کو سر راہ مینار مین چنوا دو بعد اسکے بزرجمہر پر بہت سرفرازی فرمائی اور
القش کو اوسی روز آدہا زمین مین گاڑ کر تیر اندازی کی اور جہانتک اوسکا مال تھا معہ
نقد او جنس اور زن و فرزند کے بزرجمہر کو عنایت فرمایا بزرجمہر نے اوٹھکر نذر سرفرازی کی

گذرانی

گذرانی اور رخصت ہوکر ہمراہ بختیار غلام کے القش کے محل مین گیا اور اوسکی جورو کو بلا کر کہا مجھکو تمھارے مال اور دولت سے کچھ کام نہین تمکو مبارک ہو مین نے بختیار سے شرط کی تھی کہ بعد اسکے باپ کے خون لینے کے القش کی بیٹی کو تجھ سے بیاہ دونگا سو اسوقت تمسے بھی شرط کرتا ہون اگر انکا بیٹا تولد ہوا تو اوسکو آپ پڑھاکے فاضل کرونگا اور القش کی جا بادشاہ سے خلعت وزارت کا دلواکر بٹھلاؤنگا القش کی جورو نے قبول کیا اور اپنی بیٹی کی شادی بختیار سے کی بزرجمہر نے جہانتک القش کا مال تھا سب اوسکو معاف کیا بادشاہ اوسکو سنکر حیرت مین گیا کہ عجب مرد چشم سیر ہے یہہ دولت کچھہ اوسکے خیال مین نہ آئی سب اوسکو بخشدی اسکے کئی روز کے بعد بادشاہ نے ایکدن جبکہ سب امرا وزرا حکیم ندیم پہلوان شاہ و شہریار بارگاہ جمشیدی مین حاضر ہوئے بادشاہ نے فرمایا تم سب سے سوال کرتا ہون کہ بزرجمہر اپنی قوم کا بزرگ ہے اور اشرف ہے دوسرے حکیم جاماس کا نواسا ہے تیسرے علم اور فضل مین آج کوئی اوسکا ثانی نہین ہے پیشتر جتنے وزیر تھے سب بے عقل تھے اب مین چاہتا ہون کہ اسکو اپنا وزیر کرون سب نے کہا اے بادشاہ جو مرضی حضور کی وہی مرضی ہماری بھی بادشاہ نے قابل وزارت کے جانکر بزرجمہر کو خلعت وزارت کا دیا اور کرسی الماس نگار پر بیٹھنے کا حکم کیا بزرجمہر دیوان سے برخاست کیوقت ایک تجمل سے سوار ہوا اور اپنے گھر جاکر اپنی ماںکو خوش کیا اور واسطے عمارت کے حکم فرمایا باقی داستان فردا شب را

حکایت قباد ہیزم فروش کی

بادشاہ نے جس نسے اوس بادشاہزادی کو ہمراہ اوس حبشی کے بابت تعبیر خواب مارا تھا اوس نسے تمام عورتونکا اعتبار بادشاہ کے دلسے اٹھ گیا تھا بلکہ انکی صورت دیکھنی موقوف کی اور کہا کہ اب انکا منہہ کبھی نہ دیکھونگا لیکن ایک عورت تھی دلارام نام چنگ کے بجانے مین کمال رکھتی تھی اور مصاحبت اوسکی بادشاہ کو بہت بھاتی تھی ایک اوسیکو اکثر صحبت مین یاد فرماتے تھے اور جہان تشریف لیجاتے تھے اوسکو اپنے ہمراہ سے جدا نکرتے تھے ناگہان بعد کئی دن کے بادشاہ واسطے شکار کے طرف ایک صحرا کے گئے اور دلارام اور خواجہ بزرجمہر

اور بھی کئی سردار ہمراہ تھے پہاڑ کی ترائی مین ایک میدان تھا سبز گھاس سے کہ کوسون تلک ایک تختہ زمرد کا معلوم ہوتا تھا اور وہ رنگ اوس پہاڑ کا اور اُسکے اوپر سے چادرین پانی کی چھوٹی ہوئین ایک لطف دیتی تھین اور وہ جو پہاڑ کے دامن سے دریا نکلا تھا اوسکے کنارے دونون طرف ہرے ہرے دھانونکے کہیت کا عالم جسطرح لوح الماس پر تحریر زمردی ہوتی ہے اُس دریا کے کنارے دونوطرف پختہ گھاس سنگ مرمر کے بہت دور تک بنے ہوئے تھے وہان بجرے اور کشتیان واسطے بادشاہ کی سواری کے رہتی تھین رنگ برنگ کی کشتیان اور بجرے ونواڑے فیل چھرے مگر چھرے سنگ چھرے گھوڑ دوڑ مورپنکھیان چلکے بھولئے چلکر پلوارین پانی مین سب پر ایک عجب طرحکا عالم تھا سواری اُسجا کھڑی ہوئی بادشاہ لب دریا آکر لگے تماشا دیکھنے قضارا ایک طرف سے اوس جنگل کے ایک بوڑھا لکڑہارا گٹھا لکڑیون کا سر پر لئے چلا جاتا تھا لیکن ایسا ضعیف و ناتوان کہ اتنے عرصے مین کئی جا گر پڑا اور پھر اٹھکر چلا بادشاہ کو اوسپر ترس آیا فرمایا دریافت کرو کہ اس کا نام کیا ہے لوگون نے اوس سے جا کر پوچھا اوسنے کہا کہ میرا نام قباد ہے بادشاہ اس نام کو سُنکر حیرت مین گیا اور بزرجمہر سے پوچھا کہ ہمارے طالع مین کیا ہے اور اوسکے طالع مین کیا ہے عرض کی آپکا بھی جوزا اوس کا بھی جوزا فرمایا یہہ کیا سبب ہے کہ مین اور وہ ہم طالع اور ہم نام ہون مین بادشاہ ہفت اقلیم کا اور وہ ایسا محتاج بزرجمہر نے گذارش کیا آپ کے تولد کے وقت آفتاب اور مہتاب شرق مین تھے اور اوسکے تولد کے وقت ہبوط مین فرمایا یہی باعث ہوگا لیکن دلارام بولی مین اسبات کی قائل نہین اوسکی مفلسی کا یہہ سبب ہے کہ شاید اوسکے گھر مین عورت نہین ہے اور اگر ہے تو بدسلیقہ ہے اس باعث یہہ آسودہ نہین ہوتا ہے بادشاہ کے دل مین عورتون کی طرف کی ازبسکہ خلش تھی فرمایا بس یہہ ہماری دولت تیرے باعث سے ہے جا مین نے تجھکو اوسکے حوالے کیا دیکھون تو اوسکو کس طرح میرے برابر کرتی ہے یہہ کہکر فرمایا کہ اس کا زیور اور لباس اتار لو اور ایک پرانی بنات کی چادر اڑھا کے اس جنگل مین چھوڑ دو یہہ کہا اور چلے گئے یہان دلارام نے دیکھا کہ غضب سلطانی مین گرفتار ہوئی بادشاہ ناراض ہوکر چھوڑ گیا لاچار اُس پیرمرد کے پاس آئی اور کہا اے شخص مین نے

تجھکو اپنا دین کا باپ کیا ہی مجھکو اپنے گھر لیچل ہمیشہ تیری خدمت کیا کرونگی اوس
لکڑہارے کو اوسکی چاند کی سی صورت دیکھکر چکا چوندھی آگئی کہنے لگا مین تو فرزند یمین
تجھکو قبول کرکے لیجاؤن لیکن میرے یہان کچھہ کھانے کو نہین دلارام نے کہا مین تجھسے
کھانا نہین مانگنے کی اسبات سے خاطر جمع رکھہ یہہ کہکے اوسکے ہمراہ ہولی
جونہین گھر گئی اور اوسکی جورو نے دیکھا کہ ایک جوان سی رنڈی اوسکے ساتھہ آتی ہی وہین
چوڑیل کیطرح چلاتی ہوئی دوڑی اور کہنے لگی کہ او ایسے تیسے تجھکو کیا بڑ بھس لگا ہی جو مجھپر
سَوت لایا ہی یہہ کہکر دوہتڑ اُس بیچاریکی پیٹھہ پر اس زور سے مارا کہ وہ لوٹ گیا اور کہنے
لگا کہ ای لڑکی مین تجھسے نہ کہتا تھا آخر تو نے مار بھی کھلوائی اب تیرا جہان جی چاہے وہان
جا دلارام آگے بڑھی اور اوس عورتکا ہاتھہ پکڑکر کہنے لگی کہ تم غصہ کیون کرتی ہو مین نے
اسے اپنا دین کا باپ کیا ہی اور تم میری مان ہو فرزند یمین مجھسے بھی اپنے گنو کچھہ تمکو کھانے
پینے کی تصدیع ندونگی ایسی باتین اوس بڑھیا کے ساتھہ کین کہ اوسکو دلارام پر ترس آیا اپنی
اوس حرکت سے شرمندہ ہوئی اور دلارام کو بٹھلایا لیکن وہ بڈھا بازار مین لکڑیونکو بیچکر اوسکے
پیسے کی روٹیان مول لایا تھا بارہ تیرہ اوسکے بیٹے اور بیٹیان تھین سب اندھے لنگڑے لولے چار
طرف سے غل مچا کر اوسکو لپٹ گئے اور بھوکھا بھوکھا کرکے لگے نوچنے وہ لکڑہارا جو روٹیان لایا تھا
رکھدین لڑکون نے اوسکو چھوڑ دیا اور روٹیون پر جا گرے آدھی آدھی حصہ مین بھی نہ آئی کسیکا
پیٹ نہ بھرا بھوکھے کے بھوکھے رہے دوسرے دن جبکہ وہ بڈھا لکڑیون کے کاٹنے کو چلا دلارام
نے اوسکو کہدیا کہ آج لکڑیان جو بکین اوسکی قیمت کی روٹیان نہ لانا گیہون لیتے آنا وہ اُس دن کہنے
سے اوسکے گیہون لایا دلارام نے پڑوس مین ایک کے گھر مین چکی تھی جاکر آٹا پیسا اور اپنے ہاتھہ
سے روٹیان پکاکر سبھون کو کھلائین اور اوس آٹے کو تین دن کیا کہ سبھون نے پیٹ بھر کر کھایا
اور اوسکو دعا دی وہ جو تین دن کے پیسے بچے تھے دلارام نے اُس سے دنبے کی پشم مول لیکر مہین
مہین ڈوریان بٹین کتنے ایک دن مین سَو سَوا سَو ڈوری تیار کرکے اوس بڈھے کو دین
کہ اتنے اتنے مول کو بازار مین بیچ لا اوسنے بیچ کر روپیے اوسکے دلارام کو لا دیئے اسی
طرح کچھہ روپے جمع کرکر اوس بڈھے کو ایک گدھا مول لیکر دیا کہ اس پر لادکے

لایا کرو کہ چیز بھی بہت سی آوے اور تمکو بھی آرام ہووے غرض اِس طرح ایک برس کے عرصہ
مین مرتبہ مرتبہ دلارام نے پانچ غلام اور کئی گدھے لیدئے پھر تو لگی اور زیادہ آمد ہونے
کچھ اور عرصے مین دس گیارہ گدھے اور پانچ غلام لیدئے اور گھر کی نئی صورت معلوم
ہونے کچھ اسباب بھی ہو گیا اُن دنون موسم گرمی تھا دلارام نے اوس بڈھے کو کہا کہ ان دنون
تمکو بڑی محنت ہوتی ہوگی ایک کام کرو پہاڑ کے تلے کسی جا بڑا گڑھا تلاش کر کے اسمین
لکڑیون کو جمع کرو کہ جاڑے مین مہنگی بکنے گین اوس نے بھی دیکھا کہ سچ کہتی ہے خدا
کے فضل سے گھر مین کھانے کو ہے دامن مین پہاڑ کے ایک غار پیدا کیا اور اوس مین
لکڑیون کو جمع کر کے ایک ڈھیر کیا بعد اپنے گھر مین آنکر آسودگی کے ساتھ رہنے لگا کتنے
ایک دن مین جبکہ موسم جاڑے کا آیا اتفاقاً بادشاہ اوس پہاڑ کے نیچے شکار کھیلنے کو آیا
اور اوس روز وہین اُترا اوس رات ایسی برف پڑی کہ تمام لشکر مارے سردی کے مرجائے لوگون
نے جا کر اوس لکڑیون کے ڈھیر پر سے پتھر دور کئے اور آگ لگادی تمام رات سارے
لشکر نے اوس آگ سے تاپ تاپ کر اپنی جان بچائی صبحکو بادشاہ وہانسے کوچ کر کے اپنے
قلعہ مین داخل ہوا یہان وہ لکڑہارا دو تین روز کے بعد جو وہین اوس غار پر آیا دیکھتا کیا ہے کہ
تمام لکڑیان جلکر کوئلا ہو گئین بیٹھکر خوب رویا لیکن اوس مکان مین سونے کی کان تھی اُس
آگ کی گرمی سے تاؤ کھا کر سلین کی سلین پتھر کی صورت بنکر رہ گئین اوس بڈھے نے واسطے
دلارام کے دکھلانے کے کئی گدھے اوس کوئلے سے بھر لئے اور ایک اوس پتھر کی سل
اُٹھا لی کہ یہہ عورتون کے مصالح پیسنے کو خوب ہے دلارام کو وہ کوئلے دکھلائے اور
وہ سل دی دلارام کی آنکھون مین اوس پتھر کے اوپر کچھ کچھ نقش سے نظر آئے ازبسکہ
عاقلہ تھی چھری کی نوک سے کُھرچکر دیکھا تو سونا ہے بہت خوش ہوئی اور خدا کا شکرانا ادا
کیا اور اوس بڈھے سے پوچھا ایسے پتھر وہان اور بھی ہین کہا بہت پڑے ہین دلارام نے کہا
سب اوٹھالا بڈھا گدھے لیکر گیا اور تمام سلین اوٹھالے آیا اور دلارام نے گھر کی صحن
مین تین گڑھے بڑے بڑے کھدوا کر وہ سب پتھر گڑوا دئے اور ایک خط تیار کر کے اُس
بڈھے کو دیا اور کہا یہہ خط اور دس گدھے اس سونے کے سلونکی بھر کر بصرہ مین لیجا وہان فضیل

زرگر نامی ایک آدمی ہی کہ مین نے اوسکو اپنا بھائی کیا ہی اوسکے پاس جا اور کہیو کہ مین کہ دل
دلارام کا ہون وہ تجھکو اِن سب کا سکہ کر دیگا تو لے آنا وہ راضی ہوا دلارام نے وہ خط اُس
بڈھے کو دیکر طرف بصرے کے بھیجا بعد اوسکے جانے کے دلارام نے ایک غلام کو مداین بھیجکر سہیل
صراف کو بلوایا اور اوسنے کہا کہ مین کئی برس سے بادشاہ کی خفگی مین ہون پر اب اگر خدا چاہتا ہی
تو وہ خفگی جاتی ہی لیکن تجھکو اس خاطر بلایا ہی کہ مین چاہتی ہون کہ اس بیابان مین بادشاہ
کے محل کی سی عمارت بنواؤن کار فرما اس کام کا تو ہی رہیگا ایک کڑوڑ روپے مجھے قرض
دے اور معمارونکو بلواکر مدت لگا دے کہ جلد تیار ہو اوسکو از بسکہ دلارام کا اعتبار تھا کہ حرم
خاص بادشاہ کی ہی روپے ڈوب نہین جائینگے کہا بندہ حاضر ہی جو فرمائیگا بجالاؤنگا
کہا تو اوسکی فکر کر اوس نے معمار اور کاریگر بُلائے اور مکان بنانا شروع کیا جب کہ وہ مکانات
تیار ہوئے دلارام نے مُصوّرونکو بلا کے کئی تصویرین اوسوقت کھنچوائین کہ جسوقت بادشاہ
نے دلارام کو اوس لکڑہارے کے حوالے کر دیا تھا اُن تصویرونکو ہر دروازے پر اوس مکان
کے لگوا دیا اور جہان تک اسباب ضرور تھا منگوایا اور کئی آدمی بھی نوکر رکھے اس عرصہ مین
قباد سوداگر وہ سونے کی اشرفیان بصرے سے بنواکر لایا اور دلارام کو دین اوس نے اوسے حمام مین
واسطے غُسل کے بھیجا لوگ جسوقت لگے کپڑے اُتارنے وہان کی گرمی دیکھکر لگا غُل مچانے
کہ مین نے کیا تقصیر کی جو میرا بدن جلاتے ہو جسوقت لنگی باندھنے کو دی لگا سر سے باندھنے
غرض اسیطرح بہزار خرابی نہاکر کپڑے پہنے دلارام نے وہ پوشاک پہنا دی کہ سوائے
بہزاد بادشاہ کے اور کسیکو میسر نہین ہوتی اور لوگون سے کہدیا کہ آجکے دنسے سوائے
قباد بازرگان کے جو قباد لکڑہارا کہیگا سو ہلاک ہوگا اوسکے چار پانچ دن کے بعد دلارام نے
بہت سا تحفہ اوسکے ہمراہ کرکے واسطے خواجہ بزرجمہر کے ملاقات کے بھیجا بزرجمہر بغلگیر ہوئے
اور بہت عزت کی جب کہ دو تین ملاقاتین ہو چکین دلارام نے کہا تم بزرجمہر سے اب بادشاہ
کی ملاقات کی درخواست کرو دیکھو اوسکا کیا جواب دیتے ہین قباد نے جاکر خواجہ سے
کہا کہ امیدوار ہون بادشاہ کی ملاقات کا فرمایا کل اچھا دن ہی اول وقت تشریف
لائیے ہم اور آپ ہمراہ چلینگے اور ملازمت بھی ہو جائیگی قباد رخصت ہوکر

اپنے گھر گیا اور دلارام سے کہا اُس نے اُسی دن نذر کی تیاری کر رکھی دوسرے دن سہیل سے دریافت کیا کہ بادشاہ کے گلیمین کیسی پوشاک ہی کسواسطے اوسکو بادشاہ کے خدمتگاروں سے راہ تھی ویسی ہی خلعت قباد سوداگر کو پہنا کر سوار کیا اور بھیجا جسوقت قباد بزرجمہر کے پاس آیا وہ منتظر کھڑے تھے سوار ہو کر خواجہ نے قباد سوداگر کو بھی ہمراہ لیا اور حضور کی ڈیوڑھی پر آنکر کہا کہ تم ذرا ٹھہرو مین پہلے جا کر تقریب کرلون جس وقت حضور سے تمھاری طلب ہوگی تو آنا یہہ کہکر اندر گئے اور بعد مجرے کے عرض کی کہ ایک شخص سوداگر قباد نامی امیدوار ہی کہ حضرت کا آن کر قدمبوس ہووے فرمایا بلوالو جسوقت اُس کی یاد ہوئی کہ قباد سوداگر کا نام ہی چلئے حضور مین یاد ہوئی ہی اوس نے سُنکر قصد اندر جانے کا کیا لیکن یہہ بیچارا تمام عمر لکڑیان کاٹا کیا اوسکو بادشاہ اور وزیر کی صحبت سے اور آئین سلطنت سے کیا کام تھا جسوقت دلارام نے اُسے بھیجا تھا اوسوقت کہدیا تھا کہ جب حضور مین بادشاہ کے جانا پہلے داہنا پیر آگے بڑھانا وہ بات اوسکو اوسوقت یاد آئی لیکن داہنے پاؤن کو بھول گیا کہ کونسا ہی بہتیرا قصد کیا کہ یاد آوے ہرگز میسر نہوا جی مین کہا کہ دونون پاؤن ملا کر کودکے اندر جائیے کہ داہنا پاؤن پیچھے نرہے یہہ خیال کرکے دونون پاؤن برابر ملا کر ایک جست کی جو چوکھٹ کے اندر گیا وہان سنگ مرمر کا جو صاف فرش تھا اوس پر دونون پاؤن بے اختیار پھسل گئے اور گر پڑا کہ چوٹ بھی کھائی جو نہین آواز اوسکے گرنے کی ہوئی بادشاہ نے معہ سب سرداروں کے دیکھا اور ایک عجب طرح کی ہنسی ہوئی تقریب سے جو بزرجمہر کے آیا تھا کچھہ کسی نے نہ کہا بادشاہ نے بُلا کر نذر لی اور سرفراز کیا ہاتھہ مین بادشاہ کے اوسوقت ایک مصری کی ڈلی تھی اوسکو عنایت فرمائی اوس نے لیکر سلام کیا اور مونہہ مین ڈال لی اور کھا گیا سب اوسکو دیکھہ کر حیران ہوئے کہ کیا بے ادب ہی بزرجمہر بھی اپنے جی مین شرمندہ ہوئے لیکن جب کہ دربار برخاست ہوا سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے گھر گئے یہہ بھی رخصت ہو کر اپنے گھر آیا اور دلارام سے سب احوال کہا وہ اپنے جی مین نادم ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر شرمندہ ہوئے ہونگے قباد کو کہا ایسا کام کوئی بھی کرتا ہی کہ بادشاہ

کی دی ہوئی چیز اوسی وقت کھا جاوے کہا پھر کیا کرتے ہین دلارام نے کہا اُسکو
سر پر رکھتے ہین اوس نے اوسکو یاد رکھا دوسرے دن جو گیا اوسوقت بادشاہ خاصہ
کھاتے تھے اوسکو دیکھ کے مہربانی سے ایک رکابی طلائی قورمے کی عنایت فرمائی یہہ لیکر
آداب بجالایا اور وہ بات یاد آئی کہ بادشاہ کی دی ہوئی چیز سر پر رکھتے ہین وہ رکابی
لیکر سر پر اونڈیل لی کہ تمام اوسکا شوربا داڑھی اور موچھون سے بہکر لگا گرنے بادشاہ نے
اور بھی زیادہ تعجب کیا کہ عجب مرد بیوقوف ہی جو حرکت کرتا ہی نئی نئی کرتا ہی لیکن جو اُسکا
لباس دیکھتا تھا کہ بادشاہ سے اور اوسسے کچھ فرق نہین اوس روز دلارام نے اوسکو
کہدیا تھا کہ خواجہ بزرجمہر کو شریک کرکے بادشاہ سے عرض کرنا کہ غلام کی دعوت قبول
ہو اسیطرح بادشاہ سے کہا کہ بندہ امیدوار ہی خداوند کی معہ سرداروںکے ضیافت
کرے بادشاہ نے قبول کیا قباد آداب بجالا کر رخصت ہوا اور واسطے تیاری کے آگے گیا
یہان بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے پاس بہت مال ہی جو میری ضیافت
کا قصد کیا ہی عرض کی بجا ارشاد ہوا غلام کو بھی یہی معلوم ہوتا ہی دوسرے دن بادشاہ
بزرجمہر کو اور کئی سرداروں کو ہمراہ لیکر قباد کے مکان کی طرف روانہ ہوا جسوقت کہ قباد
سوداگر اپنے گھر گیا اور دلارام سے کہا کہ بادشاہ صبحکو آئیگا دلارام سُنکر بہت خوش ہوئی
اور تمام تیاری اسی روز کر رکھی دوسرے روز گھڑی دن چڑھا تھا کہ خبر ہوئی بادشاہ کے آنے
کی قباد سوداگر استقبال کے خاطر آگے گیا اور بادشاہ کو نذر دی اور اوس مکان مین
لے آیا جسوقت کامران قباد اوس مکان کے دروازے پر آیا دیکھا تو تصویر اپنی لگی ہوئی
ہی لیکن اُسوقت کا عالم ہی کہ بادشاہ نے دلارام کو اوس لکڑہارے کے حوالے کر دیا تھا یاد کرکے
اوسکو آنکھونمین آنسو بھر لایا اور سب سردار بھی جتنے اوسکی خاطر گریان ہوے اور بہت افسوس کیا
پر بادشاہ اوس مکان کو دیکھ کر حیرت مین ہوگیا کہ تمام نقشے اپنے یہان کے سے ہین بزرجمہر سے
فرمایا یہہ معلوم ہوتا ہی جس نے عمارت بنوائی ہی گویا میرے مکان مین سو برس رہا ہی
کہ کہین فرق نہین جس قطعہ مین جاتے تھے اپنی اور دلارام کی تصویر نظر آتی تھی لیکن بارہ
دری جو خاص بادشاہ کے بیٹھنے کی تھی اوس مین جا کر مسند الماس نگار پر بیٹھا اور کھانا

تناول فرمایا اوسوقت دلارام پوشاک نفیس پہنکر جواہرات مین ڈوبی ہوئی ایک پردیکی اوٹ مین کھڑی تھی جونہین نظر بادشاہ کی اوسپر گئی شباہت یاد کرکے دلارام کی چشم نم ہوئے اور قباد تاجر سے پوچھا کہ یہہ عورت کون ہی کہا اس غلام کی بیٹی ہی آپ سے تو کچھہ پردہ نہین تشریف لیچلیئے بادشاہ قباد کا ہاتھہ پکڑکر اندر اوس دالان کے گیا نزدیک سے دلارام کو دیکھہ کر پہچانا اور ایک آہ سرد بھرکر پوچھا کہ تو دلارام ہی دوڑکر قدمبوس ہوئی اور کہا یہہ عزیز جو آپ کے نزدیک کھڑا ہی یہہ وہی قباد لکڑہارا ہی جسکے حوالے اس لونڈی کو آپنے کردیا تھا اسکو اس درجہ پر پہنچا دیا بادشاہ نے دلارام کو چھاتی سے لگایا اور اوسکے رخساروںکے بوسے لیئے اوسوقت سرداروں مین کوئی مخلِ صحبت نتھا دلارام کا ہاتھہ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور اوسی مسند کے پاس بٹھلایے دلارام پہلو مین بادشاہ کے مسند کا کچھہ ایک حاشیہ دبائے ہوئے بیٹھی سردار جتنے تھے دلارام کو دیکھہ کر خوش ہوئے جہان تک کہ وہ مال اور اسباب دلارام کا تھا معہ وہ سونیکی سلین دلارام کو معاف فرمایا اور خواجہ قباد کو خلعت دیا دو پہر تک وہان آسایش فرمائی بعد خواجہ پر بہت سرفرازی فرمائی اور خلعت منصب کا عنایت فرمائے ملک بازارگان خطاب دیا اور دلارام کو سوار کرکر طرف شہر کے تشریف فرما ہوئے اوس روز بادشاہ کا پھر عورتون کیطرف خیال ہوا اور اپنے چچا کی بیٹی محرم بانو سے عقد کیا بعد دو برس کے حمل رہا جب امید ظاہر ہوئی سبھون نے بادشاہ کو نذرین مبارکبادی کی گذران کر مبارکبادی اور اوس روز عجب طرح کی خوشی رہی

داستان دوسری پیدا ہونا نوشیروانکا

جب کہ نو مہینے گذرگئے ایک روز گھڑی پہر دن چڑھا تھا کہ محل کے اندر سے ایک خواجہ سرا آیا اور کچھہ آہستہ بادشاہ کے کان مین کہکر چلا گیا بادشاہ نے اسیوقت دیوان برخاست کرکے خلوت کیا اور خواجہ بزرجمہر کو بلوابھیجا اور فرمایا کہ تم ساعت کو تولد کے ساد ہو ہمارے گھر مین لڑکا ہوا چاہتا ہی بزرجمہر نے واسطے دریافت کرنے وقت کے کئی گھڑیان

فرنی

فرنگی رومی ہندی اپنے نزدیک رکھین اور اسطرلاب ستارون کے معلوم کرنے کو
ایک طرف حاضر کئے تختہ اپنے روبرو رکھا قرعہ اپنے ہاتھ مین لیکر نیت کی اور عین تولد
کے وقت ڈالا زایچہ لکھکر طالع مین نظر کی تمام شکلون کو خوب سا دیکھکر بادشاہ کو مبارک
باد دی اور کہا کہ یہہ بادشاہزادہ ملک ایران مین ستر برس بادشاہت کریگا بلکہ
ہفت اقلیم سے خراج لیگا پر ایک مصاحب بد کے سبب سے سرگردانی بھی بہت سی اوٹھائیگا
یہہ کہکر فکر مین نام رکھنے کے گئے کہ کیا نام رکھئے وہین عیار آئے اور اونھون نے بادشاہ
کو بعد دعا کے خبر دی کہ وہ جو چشمہ نوش خاص جو کئی برس سے سوکھ گیا تھا آج خود بخود
پانی آگیا اور روان ہوا بزرجمہر نے بموجب اسی خوشی کے نوشیروان نام رکھا اور
بعضے راوی کہتے ہین کہ تولد کے وقت بادشاہ کے ہاتھ مین جام شراب کا تھا بزرجمہر
نے زبان فارسی مین بادشاہ سے کہا ای قبلۂ عالم نوش روان کن اور مطابق اس
مژدہ کے نوشیروان نام رکھا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کو خلعت مرصع عنایت فرمایا اور
حکم کیا کہ نقارخانے مین اور توپخانہ مین خبر دو کہ شلک ہو اور شادیانے بجین جونہین یہہ
خبر ہوئی توپخانہ مین لگی مبارکبادکی سلامتی داغنے اور نقارخانہ مین جہانتک نقارچی
تھے اونھون نے زربفت کے تھانون سے نوبت خانہ کو مڑہ کر سائبان اور پردے
بادلے کے باندھے اور سقرلات کی زرنگار کرتیان گلومین پہنکر زری سرپیچ سرون پر باندھے
ہوئے روپہری نقارون کی جوڑیان سب نے اپنے آگے رکھین اور زیلون کو سینک کر
بم پر پانی چھڑکا مرصع نگار چوبین اپنے اپنے ہاتھ مین لین اور لگے بجانے اور وہ کرنا نواز اٹھا
بنا کر ساز بھرکی اوپر لگا کر لگے بجانے اور آواز کرنا کی لگی بلند ہونے غرض جونہین جو ہون
سے بڑون کا ہوا اسکی آواز لگی پھیلنے ہر ایک غنی اور فقیر نے سنی جہانتک امرا وزرا تھے
سب نے مبارکبادی کی نذرین بادشاہ کو دیکر تہنیت دی بادشاہ نے نذرین لیکر سب کو موافق
مرتبے کے خلعت دیا اور باغ داد مین صحبت جشن کی آراستہ ہوئی جہانتک دعاگو تھے
حاضر ہوئے اور لگا مجرا ہونے بھانڈ بھگتے کشمیری قوال ڈھاڑی کلاونت سبھی تھے اور
رنڈیون کے طایفے بھی حاضر ہوے بین قانون رباب سرمنڈل اجلترنگ ستار

طنبورہ چنگ مورچنگ سارنگی تال کٹھال پکھاوج منڈول ڈھولکی تبلا وہ برہ جنجری لگے
بجنے اور اونکے سُرون کے ساتھ وہ خوش آواز جہان تک تھے ٹپا خیال دُھرپت کبت
سینگت تک چنگل بند ترانہ سرگم دستک فارسی ٹھمری کہروا دادرا لگے گانے راگ کا ایک
عجب طرحکا عالم ہوا اور کنچنیان اور ڈومنیان میراسنین باگرنیان چونوالیان رام جنیان نٹنیان
آئین ہر ایک کا ہر ایک طرف لگا ناچ ہونے بادشاہ بہت خوش ہوا اوس روز اتنا مال و زر انعام مین
خرچ کیا کہ ہر ایک فقیر اپنے اپنے گھر مین آسودہ ہوگیا ایک برس کی تمام ملک کی تحصیل رعیت
کو معاف فرمائی گیارہوان روز نوشیروان کے تولد کو ہوا تھا کہ بادشاہ کو عین جشن
مین خبر ہوئی کہ القش کا نواسا بختیارک کے طرف سے پیدا ہوا ہی بادشاہ نے سُنکر
بزرجمہر سے فرمایا یہہ لڑکا تیرے دشمن کی اولاد مین سے ہی اسکا نانا بھی تیرا دشمن تھا
اور اگر یہہ جیتا رہا تو مقرر تجھسے دشمنی کریگا اسکو مار ڈال تا فتنہ باقی نرہے اگر جیتا رہا
تو بہت سے فساد برپا کریگا بزرجمہر نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ بادشاہ کا اختر دولت
ہمیشہ تابندہ رہے جو ارشاد ہوا سو بجا ہی لیکن ابھی بیگناہ ہی امیدوار ہون کہ اُسپر
مہربانی ہو فرمایا مختار ہی لیکن آخر کو ایذا اُٹھانی پڑے گی بزرجمہر اوسکو بخشا کر
کے سوار ہوئے اور القش کے گھر جا کے اوس لڑکے کا نام بختک رکھا اور واسطے
پرورش کے تقید کی یہہ دونون لڑکے لگے پلنے جب کہ نوشیروان چار برس کا ہوا
قباد نے بزرجمہر کے حوالے کیا کہ علم و ادب سیکھے بزرجمہر نے بختک سے بھی بادشاہ
کو نذر دلوائی اور نوشیروان کا مصاحب کیا ایک ساتھ ہی پڑھنا شروع کیا لیکن
نوشیروان ذہین تھا کئی ایک برس مین اوس نے علم نحو کی تحصیل مین صرف کئے
کہ عالمون مین مشہور و معروف ہوا اس نے ہیئت و ہندسہ و بیان و آداب منطق و
معانی معقول و منقول سب کو دریافت کیا اور علم رمل اور نجوم مین ایسی معلومات پیدا
کی کہ آئینۂ دل پر روشن ضمیر کا سا اوسکو صاف نظر آوے وفینے لفظی اور وفین لگا لگانے
اور لکھنے مین اتنی مشق کی کہ جتنے قلم خط کے تھے مثل نستعلیق و نسخ و ثلث و ریحان و خفی و جلی و شکستہ
و شعاع و شگفتہ شفیعہ گلزار سب مین مشاق ہوا اور سپاہ گری کے امور مین کشتی لکڑی

بانک پٹا بندوقی تیر بازی بندوق لگانا سب معلوم کیا بارہوین برس ہر فن مین لاثانی ہوا کہ کوئی کسب اور ہنر اوس سے باقی نرہا ایکدن چین سے کئی سوداگر آئے تھے بادشاہ کو تحائف گذران کر بادشاہزادیکو نذر دیئے نوشیروان نے راہ و رسم چین کی پوچھی ان سوداگرون نے تعریف خاقان اعظم بادشاہ چین کے بیٹی کی اس درجہ کی کہ نوشیروان نادیدہ عاشق ہوا چندروز مین یہہ حالت ہوئی کہ کھانا پینا بھی موقوف ہوا اور چہرے پر نقاہت سی لگی معلوم ہونے جب تو سب گھبرا گئے کہ بادشاہزادیکو کیا ہوا ایک روز بزرجمہر نے کسی حکمت سے نوشیروانکو بہت خوش کیا جب کہ طبیعت مین فرحت معلوم ہوئی کہ نصیب دشمنان یہہ کیا حال آپکا ہے جو کھانا پینا بھی موقوف ہوگیا بندہ تو کسی طرح سے مخل نہین اگر دریافت ہو تو اسکا علاج کرے فرمایا خواجہ مین تمکو بھی اپنا بزرگ جانتا ہون کسواسطے کہ میرے اوستاد ہو تمسے کوئی بات میری چھپی نہین ہے بادشاہ چین کی بیٹی مہرانگیز پر عاشق ہوا ہون ہرچند چاہتا ہون کہ دلکو سنبھالون پر نہین ہوسکتا اگر اس مرادکو نہین پہنچونگا تو زندگی نظر نہین آتی خواجہ بزرجمہر نے عرض کی بادشاہزادے ہی بادشاہزادیون پر عاشق ہوتے ہین آپ خاطر جمع رکھئے مین اس بادشاہزادیکو آپ جاکر لاؤنگا نوشیروان کی خاطر جمع کرکے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ باعث شہزادیکا آزار کا یہہ ہے کہ بادشاہ چین کی بیٹی پر فریفتہ ہے لیکن اس گفتگو سے تقریر کی کہ بادشاہ بے اختیار ہوگیا کہ سوائے تمھارے اور کسی سے یہہ مہم سر ہوگی کنجیان خزانون اور کوٹھریون کی لیکر جتنا اسباب تحفہ نقد و جنس درکار ہو لو اور چین کو جاکر اوسکو لے آؤ بزرجمہر نے جو کچھ ضرور درکار تھی ساتھ لی اور پچاس ہزار سوار پیادہ توپچی اپنے ہمراہ لیکر طرف چین کے روانہ ہوئے لیکن بختک کا یہہ عالم تھا کہ ہر روز اپنی مان سے یہہ کہتا تھا کہ یہہ حکیم بادشاہ و بادشاہزادیکے نزدیک بڑا رئیس ہے پر مین بھی جب قابو پاؤنگا اپنے نانا کا بدلا لونگا اور ہر روز نوشیروانسے سوائے بدی کے خواجہ بزرجمہر کیطرف سے کچھہ اور نہ کہتا بلکہ کتنے مرتبہ بادشاہزادہ خفا بھی ہوا پر اوس نے اپنی عادت نچھوڑی باقی داستان فردای شب را

داستان تیسری شادی ہونا نوشیروان عادل کی مہرانگیز کے ساتھ

پر اویان اس دستان کو یون بیان کرتے ہین کہ بزرجمہر جب نزدیک چین کے گئے یہہ خبر خاقان الاعظم کو ہوئی کہ بادشاہ ہفت کشور کا وزیر آتا ہے بادشاہ چین نے جہانتک سردار تھے معہ اپنے چار فرزند واسطے استقبال کے بھیجے اور شہر کو آئینہ بند کیا تا دو چند لطف معلوم ہووے بزرجمہر جب قریب دروازے کے پہنچے تھے کہ بادشاہان ختن اور سرداران چین پیشوا آنکر بزرجمہر کو لے گئے بارگاہ مین خاقان اعظم کے جاکر نذر گذرانی اور ساتھ اپنے یہان کے آداب کے مجرا کیا بادشاہ آداب و لحاظ اسکا دیکھ کر بہایت خوش ہوا اور خواجہ کو خلعت امداد فرمایا اوس روز بادشاہ چین اور بزرجمہر سے یہہ اختلاط ہوا کہ بادشاہ نے جو سوال کیا اسکا جواب باصواب پایا کہتے ہین کہ اس روز بادشاہ نے گیارہ مرتبہ بزرجمہر کو خلعت سرفرازی کا دیا اور ہر بات مین بزرجمہر سے خوش ہوتا تھا سامنے اوسکے ایک بتخانہ تھا بادشاہ اوس مین واسطے عبادت کے گیا اور معہ اپنے سردارون کے سجدہ کیا لیکن خواجہ ایک جا کھڑے ہوئے تماشا دیکھتے تھے جبکہ بادشاہ اپنی عبادت سے فراغت کر چکا بزرجمہر سے کہا کہ تمنے سجدہ کیون نہین کیا عرض کی یہہ بت کس وقت مین بنے ہین فرمایا بعضے جمشید کے وقت کے ہین اور کتنے میرے وقت کے ہین بزرجمہر نے کہا کہ جو چیز آپ بنایا ہو وہ کب سزاوار سجدے کے ہے بادشاہ یہہ بات سنکر بہت خوش ہوا اور بزرجمہر سے پوچھا باعث تمھارے آنیکا اسطرف کیا ہے عرض کی بیٹا بادشاہ ہفت کشور کا نوشیروان کہ علم و فضل اور آئین سلطنت مین لاثانی ہے وہ بادشاہزادہ نور اقبال شاہ چین ملکہ مہرانگیز بانو پر عاشق ہے یہہ تحایف واسطے بادشاہزادی کے بھیجا ہے اور واسطے نوشیروان کے اسکی طلب کی ہے بادشاہون کو سوائے بادشاہونکی غیر سے رشتہ نہین ہوتا بادشاہ چین نے سنکر فرمایا سعادت ہے میری کہ نوشیروان میرا داماد ہو وہین فرمایا اسباب سفر کا واسطے مہرانگیز کے ہمراہی کا تیار ہو گئی ایک روز مین اسباب سفر کا مہیا کر کے بادشاہ چین نے تحفہ چین کا بیشمار اور چالیس ہزار ازبک اور ترک تیرانداز اور دو بیٹے کہ بہ چینی اور قلابہ چینی کو ہمراہ مہرانگیز کے کیا اور بزرجمہر کے ساتھ طرف ایران کے روانہ کیا

بعد کئی مہینے کے جب نزدیک ایران کے پہنچے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بزرجمہر مہرانگیز بانو کو چین سے لیکر آئے ہین شہر سے پانچ کوس پر انکا لشکر اترا ہے فرمایا شہر آئینہ بند ہو اور تمام امرا بلباس جشن صبحکو آنکر حاضر ہون کہ ہم نوشیروان کو لیکر سوار ہونگے صبح کو تمام شاہ اور شہریار جواہرپوش ہوکے جلوخانے مین حاضر ہوئے اور بادشاہ بھی ایک تجمل سے سوار ہوا نوشیروان بھی ایک تخت پر مرصع کے سوار ہوکر ساتھ بادشاہ کے روانہ ہوا وہ چھتر الماس کا سر پر شہزادے کے پھرتا ہوا اور دونون طرف مورچھل زمرد کے ہوتے ہوئے اور پیچھے پیچھے بادشاہ کے چار سے تخت بادشاہ ہفت ملک کے جواہرنگار اور ہزارون ہی پالکی نالکی جھپان سکھپال سبکر تخت نیم تخت ہوادار دونون طرف برابر چلے جاتے تھے اور ایکبارہ بیرہ سو کہار قلماق زربفت کی کرتیان پہنے ہوئے تاشکی پگڑیان سر پر باندھے ہوئے سوئے سونے جڑا اور سونے کے کڑے سب کے ہاتھون مین اور وہ سرخ و سفید ان سب کے چہرے اور سیاہ سیاہ زلفین انکی چھوٹی ہوئین کیا خوب معلوم ہوتی تھین اور آگے تخت کے روشن چوکی والے صبحکو سرنئی مین بھیروی کی تانین لیتے ہوئے اور ایکہزار سے عیار بجنے مین زمزمہ زابلکا بجاتے ہوئے اور انکے دایرون مین دھیمی یک تالے کی گت بجتی ہوئی ایک لطف دیتی تھی اور اوسکے آگے گھوڑون پر تمام نقارچی آہستہ آہستہ نوبت بجاتے ہوئے چلے اور قریب بادشاہ کے کچھ ایک آگے بڑھے ہوئے چوبدار نقیب مردھی سونٹے بردار عصابردار ونکا اہتمام اور ہاتھیونکا یہہ عالم کہ جنکے سنہری روپہری ہودے اور عماریان چمکتی ہوئین ایک لطف دیتی تھین وہ شہر کی تیاری اور وہ فوج کا عالم کہ ایک دولہ کی برات کا سا سما معلوم ہوتا تھا غرض اوس شان و شوکت سے بادشاہ نوشیروان کو ہمراہ لیکر باہر گیا ادہر سے بزرجمہر آئے اور بادشاہ کے پائے تخت کو بوسہ دیا اور نذر گذران کر چین کے بادشاہزادون کی ملازمت کروائی بادشاہ بزرجمہر سے نہایت خوش ہوئے اور شہزادگان چین کو خلعت شاہانہ عنایت فرمایا مہرانگیز کے محافہ پر زر سرخ اور سفید نثار کرتے ہوئے محل مین داخل ہوئے تمام امرا اور وزرا

بادشاہ اور بادشاہزادیکو اوسکی خوشی کی نذرین گذرانیان بادشاہ نے شادی اس بادشاہزادیکی نوشیروان کے ساتھہ کی اور ایک برس تک اوس شادیکا جشن رہا بعد اوس شادیکے ایک دن بادشاہ نے بزرجمہر کو بلا کے فرمایا مین چاہتا ہون کہ نوشیروان کو اپنی قیدحیات مین تخت سلطنت پر بٹھلاؤن سو اس امر کا تمکو مختار کیا بزرجمہر نے عرض کی کہ بعد چالیس دن کے لیکن اس چالیس دن مین جو حرکت کرون آپ مزاحم ہوجیئے فرمایا ہمنے تمکو مختار کیا جو مناسب جانو سو کرو خواجہ بزرجمہر نے اوسی روز نوشیروان کو طوق و زنجیر کرکے زندان مین بھیجا بعد چالیس دن کے قید سے نجات دی اور آپ گھوڑے پر سوار ہوکر نوشیروان کو پیدل ساتھہ لیکر اپنے گھر آئے اور زمین کو ڑے شہزادیکو لگائے کہ خط پڑ گئے بعد اوسکے تازیانہ کو ڈالدئے اور تلوار کھینچکر بادشاہزادیکے ہاتھہ مین دی اور اپنا سر جھکا کر کہا اب غلام حاضر ہے لگائیے کسواسطے کہ غلام نے بے ادبی واقعی کی ہے لیکن اسکا باعث یہہ تھا کہ خدا نے آپکو بادشاہ کیا ہے قدر ہر ایک کی سمجھو کسیکو بیگناہ قیدمت کرو اور نہ مارو کہ اسکا مزہ معلوم رہے اور جو لوگ سواری کے آگے دوڑین اونکی قدر کرو نوشیروان نے بزرجمہر سے ہنسکر کہا یہہ مین جانتا ہون جو تم کروگے بغیر حکمت کے نہ کروگے مین اس حرکت سے آزردہ نہین ہوا بزرجمہر نے نوروز کے دن نوشیروان کو حمام مین غسل کروایا اور خلعت شاہانہ پہنا کر سوار کیا اور معہ سب سرداران رکاب سعادت کے بارگاہ جمشیدی مین داخل ہوکے تخت سلطنت پر بٹھلایا اور بزرجمہر نے بادشاہ سے سفارش بختک کی کرکے اوسکو خلعت وزارت کا دلوایا قباد نے دونون ہاتھہ پکڑکر نوشیروانکو نصیحت کی کہ باباجان خبردار بغیر بزرجمہر کی مشورت کے کچھہ کام مکرنا اور بختک کا ہرگز کسی بات مین کہنا نہ ماننا جہانتک امیر وزیر تھے سب نے بادشاہ کو نذرین گذرانیان اور ایک برس تک نوشیروان جشن مین رہا لیکن بختک ہر روز بادشاہ کو ورغلاتا تھا یہانتک دو برس کے بعد قباد کامران نے انتقال کیا نوشیروان سیاہ پوش ہوا اور باپ کو اپنے تجہیز و تکفین کیا کتنے دن تک قباد کے مرنیکا غم رہا لیکن بعد قباد کے مرنے

کے مصلحت بختک کی سُنکر بہہ ظلم کرنا شروع کیا کہ کسی بادشاہ کے وقت مین ایسا ظلم نہوا تھا ناگہان ایک قزاق حضور مین بادشاہ کے پکڑا آیا کہ اوس نے ایک قافلہ کو لوٹا تھا حکم ہوا کہ اسکی گردن مارو اوس نے کہا کہ مجھ کو سب جانورونکی زبان سمجھنے کا علم ہے اگر مجھ کو چالیس روزتک ایک خوبصورت رنڈی اور شراب وکباب دیجئے جبکو فرمائے بتلا دون بعد اوسکے مار ڈالیئے گا نوشیروان نے اُسے بزرجمہر کے حوالے کیا خواجہ اوسے اپنے گھر لے گئے اور چالیس روزتک اوسکو اسیطرح رکھا بعد چالیس روز کے خواجہ نے اوسکو بُلاکر پوچھا کہ وہ بوجھنا جانورون کی زبانکا بتلا اوس نے کہا کہ مین نے واسطے جان بچانے کے کہا تھا ورنہ کہان مین اور کہان جانور اپنی خاطر خواہ عیش اسی بہانہ سے کرلیا اب شوق سے میری گردن مارئیے آرزو کسی بات کی نہین رہی بزرجمہر نے اوسکی جانبخشی کی اور چوری سے توبہ کروائی اپنے پاس سے کچھ خرچ دیکر نکالدیا اوسکے کئی دن کے بعد ایک روز بادشاہ واسطے شکار کے گیا تھا فوج سے اپنے جدا ہوکر سوائے بزرجمہر اور بختک کے کوئی ہمراہ نتھا بہہ تینون سوار ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے ناگہان اوس پر ایک جوڑا الوّ کا بیٹھا ہوا تھا اور آپس مین کچھ بولتا تھا بادشاہ نے بزرجمہر کو پوچھا کہ وہ جو تمنے جانورون کی زبان سیکھی تھی عرض کی معلوم ہے فرمایا کہ بہہ دونو جانور کیا کہتے ہین بزرجمہر نے کہا کہ ان دونون نے آپس مین رشتہ کیا ہے وہ جانور اپنے بیٹے کے واسطے اوسکی بیٹی مانگتا ہے سو بہہ کہتا ہے اتلسے اتلسے تین ویرانے اگر جہیز مین دے تو مین قبول کرون وہ کہتا ہے کہ اگر نوشیروان کی بادشاہت ہے تو بہہ تین کیا ایسے اتلسے دس دونگا بادشاہ نے کہا بس میرے ظلم کا شہرہ یہانتک پہنچا ہے کہ جانور بھی ذکر کرتے ہین اسی روز سے شہر مداین مین آکر زنجیر عدالت کی باندھی اور کہا جو دادخواہ ہو اس زنجیر کو ہلا دے کہ مین اوسکی مراد کو پہنچاؤنگا پھر تو وہ عدالت شروع کی کہ باگ وبکری لگے ایک گھاٹ پانی پینے اور ہر ایک اپنے گھر کا دروازہ کھول کر لگا رہنے کسیکو کسی بات کا غم نرہا کتنے برس سلطنت کی کہ

خواجہ بزرجمہر کو بھی دو فرزند ہوئے خواجہ سیاہ وش اور خواجہ دریادل اور بادشاہ
کے بھی دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی بادشاہزادون کا نام ہرمز اور فرامرز اور بادشاہزادیکا
نام مہرنگار اور بختک کے گھر مین بھی ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام بختیارک رکھا
ایک روز نوشیروان نے خواب مین دیکھا کہ مشرق کی طرف سے ایک کوّا آیا اور وہ
میرے سر سے تاج اتار کرلیگیا پھر مغرب سے ایک باز آیا اوس نے اوس زاغکو مارکے
وہ تاج پھر میرے سر پر رکھا اوس خواب کو دیکھکر بادشاہ جاگ اوٹھا اور صبحکو بزرجمہر
سے اوسکی تعبیر پوچھی کہا کہ اسکی تعبیر یہہ ہے کہ مشرق کیطرف ایک شہر ہے کہ نام اوسکا
خیبر ہے وہان ایک بادشاہزادہ پیدا ہوگا حشام بن علقمہ خیبری نام کہ وہ آنکر
بادشاہ کا تخت اور تاج چھین لیگا اور مغرب کی طرف مکّہ سے ایک لڑکا آویگا
امیر حمزہ نامی کہ وہ اوسکو مارکر پھر تاج اور تخت حضور مین گذاریگا بادشاہ
بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کو خلعت دیکے طرف مکّہ کے بھیجا کہ اگر وہ لڑکا پیدا ہو
ہو تو اوسکی پرورش کرو اور ہمارا فرزند مشہور کرو بزرجمہر بہت سا اسباب
اور تحفہ لیکر طرف مکّہ کے روانہ ہوئے جب کہ بزرجمہر کو نوشیروان نے طرف مکّہ کے
رخصت فرمایا اور انہون نے اسباب اور تحفہ واسطے رؤسایان مکّہ کے اپنے ساتھ
لیکر گئے جسوقت نزدیک مکّہ معظمہ کے پہنچے ایک خط خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین بھیجا کہ
وہ بنی ہاشم کی قوم مین سردار تھے مضمون اس خط کا یہہ تھا کہ یہہ بندہ واسطے زیارت
بیت اللہ کے آیا ہے اور دو سرا مشرف ہوا چاہتا ہون آپ کی بھی خدمت مین خواجہ
عبدالمطلب نے خط پڑھکر مضمون دریافت کیا اور جہانتک کہ رئیس مکّہ کے تھے
سب کو لیکر استقبال کیا اور شہر مین لے آئے پہلے بزرجمہر نے ہمراہ خواجہ عبدالمطلب
کے طواف کعبۃ اللہ کا کرکے شہر مین سکونت اختیار کی اور جہانتک بزرگ اور
سردار وہانکے تھے سب سے ملاقات کی اور بادشاہ ہفت کشور نوشیروان کی طرف سے
ان سب کو روپے اور اشرفیان بحساب بخشین اور فرمایا کہ سلطان ایران تمسے بہت
خوش ہے اکثر فرماتا ہے کہ یہہ اہل عرب ہمیشہ سے میرے دعاگو ہین مین اپنا دوست

جانتا ہون سو اب مجھکو اسواسطے بھیجا ہے کہ اس شہر مین جہانتک عورات حاملہ ہین اون کے لڑکے آج کے دن سے بادشاہ کے نوکر ہین اور ڈھونڈھئے کو بلوا کر حکم دیا کہ تمام شہر مین ڈھنڈھورا پھیر دے کہ آج کے دن سے جسکے گھر مین فرزند ہو وے اوسے ہمارے پاس لے آوے کہ اوسکا نام بھی رکھین اور درماہہ جاری کرین پر لشکر خواجہ بزرجمہر کا شہر سے باہر تھا اکثر بزرگ مکہ کے وہین تشریف لیجاتے اور کبھی خواجہ عبدالمطلب کے مکان مین خواجہ بزرجمہر آپ جا رہتے تھے دن بیس کے بعد بزرجمہر جو ایکبار اونکے گھر گئے کہ عبدالمطلب اندر سے باہر نکلے اور سلام علیک کرکے کہا کہ بندہ زادہ ایک پیدا ہوا بزرجمہر نے اوسی وقت اس لڑکے کو منگوا کر اپنے ہاتھون پر لیا اور نظر طالع مین کی دیکھا تو یہہ وہی لڑکا ہے جو ہفت اقلیم سے خراج لیگا اور تمام جہان مین اپنا عمل کریگا اور ملک بملک کے پہلوانون اور بادشاہونکو زیر کرکے حلقہ اپنی بندگی کا ان کے کان مین ڈالیگا اور مسلمان کریگا بزرجمہر نے اس لڑکے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور حمزہ نام رکھا خواجہ عبدالمطلب کو مبارکباد دی اور واسطے لڑکے کی سلامتی کے فاتحہ پڑھکر سبنے طرف کعبہ کے دعا مانگی کئی صندوق اشرفیون اور روپونکے بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو واسطے امیر حمزہ کی پرورش کے دئے بعد شربت تیار کرکے قصد کیا کہ سب کو پلواوین بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے فرمایا کہ ایک دو ساعت اور تامل کیجئے کہ مین اور بھی دو شخص کا منتظر ہون کہ اونکے لڑکے یار جانی امیر حمزہ کے ہونگے یہہ باتین کرتے تھے کہ بشیر غلام خواجہ عبدالمطلب کا ایک لڑکے کو اپنے ہاتھون پر لئے ہوئے آیا اور کہا غلام کے یہان بھی خانہ زاد پیدا ہوا بزرجمہر نے اوس لڑکے کا نام مقبل وفادار رکھا اور بشیر کو ایک توڑا ہزار اشرفیونکا واسطے مقبل کی پرورش کے دیا اور کہا یہہ لڑکا تیراندازی کے فن مین بادشاہو گا مان نے حمزہ کے انتقال کیا اور مقبل کی بھی مان گئی دو یہہ لڑکے ایک اور بھی ہے ان تینون کی پرورش ایک ہی جا ہووے تو بہتر ہے لیکن جسوقت بشیر اوس لڑکے کو اور اشرفیون کو لیکر اپنے گھر کی طرف چلا تھا راہ مین عمیہ ساربان سے ملاقات ہوئی عمیہ نے دیکھا کہ ایک توڑا لئے ہوئے بہت

دشاد شاد جاتا ہے سلام علیک کرکے بشیر سے پوچھا کہ یہہ توڑا کہانسے پایا اوسنے تمام احوال بیان کیا کہ نوشیروان کا وزیر آیا ہے جسکے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے اوسکو اس قدر مال دیتا ہے عمیہ ضمیری بہت خوش ہوا اور اپنے گھرمین جاکر اپنی جورو سے کہنے لگا تو جو ہمیشہ کہا کرتی ہے کہ مین پیٹ سے ہون جلد لڑکا جن کہ اسوقت روپے بھی ہاتھ آتے ہین اوسنے کہا کہ تو دیوانہ ہوا ہے ابھی مجھکو ساتوان مہینا ہے جب نو مہینے پورے ہونگے تب کہین لڑکا پیدا ہوگا عمیہ نے کہا اگر نو مہینے کے بعد ہوا تو مین نے کیا فائدہ پایا مین ایسے ہونے سے باز آیا اسوقت جلد زور کر مین ایسی باتین نہین مانتا تو خوب سا کھانس کہ جلد لڑکا نکل پڑے اوسنے یہہ سنکر دو تین گالیان دین عمیہ ضمری خفا ہوا اور ایک لات اسکے پیٹ مین اس زور سے ماری کہ بلبلا گئی اور اسی درد سے لڑکا جنکر مرگئی عمیہ ضمری نے اس لڑکے کو اپنی فرغل کی آستین مین اوٹھا لیا اور خواجہ بزرجمہر سے آن کر کہا کہ غلام کے گھر مین بھی لڑکا پیدا ہوا ہے جونہین بزرجمہر کی نظر اوس پر پڑی بے اختیار ہنسے اور اسکو گود مین لیکر باواز بلند کہا کہ یہہ وہ لڑکا ہے کہ تمام بادشاہ ہفت اقلیم سے خراج لیگا اور اوسکے زیر فرمان رہین گے اور اوسکے واسطے ہمیشہ نذر بھیجا کرینگے اور اسکے خنجر کی نوک تلے رہین گے اور جو کہ اوسکے فرمان سے باہر ہوگا اوسکو خفت دیگا اور جو قلعہ بادشاہان گذشتہ سے فتح نہین ہوا اوسکو یہہ اکیلا سر کریگا اور محرم راز اور قوت پرداز حمزہ کا رہیگا اور بادشاہ تمام عیاران روئے زمین کا ہوگا لیکن بزرجمہر کی گودی مین اوس لڑکے نے یہہ رونا شروع کیا کہ اونکو بات کرنی مشکل ہوئی واسطے اوسکی تشفی کے بزرجمہر نے انگلی اوسکے منہہ مین دی کہ چپ رہے ایک انگوٹھی خواجہ کی اس انگلی مین تھی اس لڑکے نے منہہ سے اتار لی اور چپ ہو رہا خواجہ نے نام اس لڑکیکا عمر رکھا اور فرمایا کہ شربت لاؤ سب پئین جسوقت کہ شربت آیا اور بزرجمہر نے پیا اسوقت یہہ خیال کیا تو ہاتھ مین وہ انگوٹھی نہین دیکھی لگے تکیون کے تلے جیب مین ادہر ادہر ڈہونڈھنے لاچار جب کہ نہ ملی خاموش ہو رہے اور منہہ سے بھی کہہ نہین سکتے کہ لوگ شرمندہ ہونگے آپ شربت پینیکے چاہا کہ ایک قطرہ اوس لڑکے کے منہہ مین

ڈالدین کہ وہ انگوٹھی نکل پڑی یہہ دیکھ کر حیرت مین رہ گئے بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کے
طرف دیکھ کر کہا کہ یہہ پہلی اسکی چوری ہے ایک صندوق روپیون اور اشرفیون کا
عمیہ ضمری کو عمر کی پرورش کی واسطے دئے اور کہا اسے لیجاؤ اور پرورش کرو عمیہ
ضمری نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اس لڑکے کی مان اسکو جنکر مرگئی ہے غلام سے اسکی
پرورش کیونکر ہوسکیگی بزرجمہر نے تامل سے خیال کیا اور خواجہ عبدالمطلب سے فرمایا امیرحمزہ کی
مان نے انتقال کیا اور اُن دونون لڑکون کی بھی مائین مرگئین تو اس سے بہتر کوئی بات
نہین کہ آپ صبحکو شہر کے باہر جائیے کہ مان معدی کرب کی عادیہ بانو امیر کے دودہ پلانے
کو آتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوسکو خواب مین مسلمان کیا ہے اور بھیجا ہے
اوس کو بیٹیوا جا کرئے آؤ سوائے اوسکے امیر کو کوئی دودہ ندیگی پس اوسکی داہنی
چھاتی سے امیر دودہ پیا کرے اور بائین سے عمر او مقبل وفادار خواجہ عبدالمطلب
بموجب خواجہ بزرجمہر کے کہنے کے جاکر اوس کو لے آئے اور تینون لڑکون کو اوسکے
حوالے کیا کہ دودہ پلائے جب کہ چھ دن امیر کے تولد کو گذرے خواجہ بزرجمہر نے
خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ صبحکو گہوارہ امیر کا بالاخانے پر رکھوا دیجئے گا اور اگر وہ گہوارہ
غائب ہو جائے تو کچھ اندیشہ نکیجیگا حق تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے عجائبات بہت
خلق کئے ہین چنانچہ دنیا کے گرد بڑے بڑے دریا ہین جیسے محیط کہ تمام دنیا کو جس نے
احاطہ کر کے درمیان مین لیا ہے اوسکے پار ایک پہاڑ ہے عظیم الشان کہ اسے سب
خلقت کوہ قاف کہتے ہین اوسکے نیچے اٹھارہ طرحکا عالم رہتا ہے مثل دیو پری جن
غول شتر گاؤ سر گاؤ گلیم گوش نیم تن شہر دختران اسیطرح بستیان ہین بادشاہ ان توئونکا
شہپال بن شاہرخ ہے ایک پریزاد نہایت خوبصورت اور عادل عبادت الٰہی مین
رات دن مشغول رہتا ہے گہوارہ امیر حمزہ کا اوسکے پاس جائیگا بعد سات روز کے
پھر آئیگا یہہ فرما کے خواجہ عبدالمطلب کو رخصت کیا لیکن یہانسے دو کلمہ داستان پردہ
کوہ قاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ پردہ کوہ قاف مین ایک بادشاہ تھا شہپال بن
شاہرخ ایک روز بارگاہ سلیمانی مین تخت پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹھا تھا

تمام اٹھارہ اقلیم قاف کے بادشاہ حاضر تھے اور بادشاہ کے محل مین ایک لڑکی تولد ہوئی تھی ایک وزیر تھا اوس بادشاہ کا عبدالرحمن نامی جنی کہ اوس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بھی وزارت کی تھی اور سب علمون مین لاثانی تھا بادشاہ نے اوسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم طالع لڑکی کا دیکھو عبدالرحمن نے تختہ اپنے آگے رکھا اور را وسپر قرعہ ڈال کر زایچہ لکھا اور رمل کی بیاض کو کھول کر شکلون کا احکام دیکھا اور بادشاہ کو مبارکباد دیکر عرض کی طریق اسکے اتنے ایسے نظر آتے ہین جیسے آپ کے ہین یہہ لڑکی اٹھارہ برس پردۂ قاف مین بادشاہت کریگی اور جماعت دیو پری کی اسکے زیر فرمان رہیگی تمام عمر اسکو عشرت اور مزے مین گذرے گی لیکن اٹھارہوین برس اسکا طالع کچھ نفی ہوگا کہ تمام دیو پری جو اسوقت زبردست ہونگے اور بادشاہ سے مخالف ہونگے اور سب اجتماع کرکے چارون طرف سے آوینگے اور شہر گلستان ارم شہر زرین شہر سیمین شہر قائم سب ملک بادشاہ کے ہاتھ سے نکلجاوینگے لیکن پردۂ دنیا سے ایک آدم زاد آئیگا اوسکی قوت سے یہہ ملک پھر ہاتھ آوینگے بادشاہ شدت سے خوش ہوا اور خواجہ عبدالرحمن سے دوسرے دن فرمایا دیکھو تو وہ آدم زاد پیدا ہوا یا نہین اور کس ملک مین ہے عبدالرحمن نے عرض کی کہ دنیا مین ایک ملک ہے مکہ وہان کا ایک شخص سردار ہے عبدالمطلب نام ہے اوسکے گھر مین وہ لڑکا تولد ہوا ہے سو آج اس نے گھر کے چھت پر اوس لڑکے کے گہوارے کو رکھا ہے بادشاہ نے پریزادون کو فرمایا کہ پردۂ دنیا مین جاکر اوس لڑکے کو لے آؤ کئی پریزاد اودہر اڑ کے چلے اور یہان نام اس لڑکی کا آسمان پری رکھا اور بادشاہ نے جشن کی تیاری کی اس وقت بارگاہ سلیمانی مین بادشاہان قاف حاضر تھے کہ عین جشن مین وہ پریزاد جو لینے گئے تھے گہوارہ امیر حمزہ کا لائے اور بادشاہ کے روبرو رکھا نظر جس جب پریزاد کی اوس لڑکے کے حسن و جمال پر پڑی تصویر کی سی صورت حیرت مین رہ گئے بادشاہ نے اس گہوارے کو نزدیک منگوایا امیر کو اپنے ہاتھون پر اوٹھا کے پیشانی پر اوسکے بوسہ دیا اور سرمہ سلیمانی منگوا کے آنکھون مین امیر کے ڈالا اور دودہ دیو پری جن

وغول وشیر کا پلوا کے کہا کہ عالم جوانی مین کس سے دہشت نکھاویگا خواجہ عبدالرحمن نے عرض کی
کہ علم غیب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیاہ بھی اسماپری کا اوسیکے ساتھ ہوویگا بادشاہ
خوش ہوا اور گہوارہ اپنے یہانسے منگوایا کہ اسکے چارون پائے زمرد کے تھے
اور پٹیان اور کھڑے یاقوت کے اور اوسیطرح بطرحکا جواہرات بیش قیمت
سراسر اوس گہوارے مین لگا تھا امیر کو اوس مین لٹایا اور کئی دانے لعل شب چراغ
سرخ اور سبز ریشم مین قاف کے اوس گہوارے مین لٹکا دیئے اور اون پریزادونکو
کہا کہ اوسی مکان مین رکھ آئیو پریزادون نے گہوارہ امیر کا مکہ مین جہان سے لائے تھے
وہین رکھا اور جاکے اپنے بادشاہ کو خبر دی باقی داستان فردائی شب را

داستان چوتھی جانا بزرجمہر کا نوشیروان کے پاس اور روانہ کرنا گستہم کا اور عمر عیار نے اپنے اوستاد کی حق مین کرنا بدی کا

راوی اس داستان کا یہانسے یون بیان کرتا ہے کہ وہان خواجہ عبدالمطلب نے خواجہ
بزرجمہر کے کہنے سے آدمیون کو اپنے کہا دیکھو گہوارہ امیر حمزہ کا آیا لوگ جاکر دیکھے تو
ایک اور ہی گہوارہ ہے کہ جسکی جوت سے تمام چھت چمک رہی ہے خواجہ کو خبر دی
اور امیر کے گہوارے کو لے آئے بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا پرورش مین آپ
ان تینون لڑکون کے تغافل نہ فرمایئگا اور انکو بادشاہ ہفت کشور کا پسر خواندہ سمجھیے گا اور
بندہ اب رخصت ہوتا ہے کہ حضور مین بادشاہ کے اپنے دشمن بھی ہین اس واسطے
جلد جاتا ہون اور بندہ جو کہ گذارش نامہ لکھا کرے اوسے مطالعہ فرماکے عمل کیجیے گا
خواجہ عبدالمطلب نے ایک عرضی اپنے احوال کی لکھکر بزرجمہر کو دی اور کہا کہ بندے کیطرف
سے حضور مین گذاریگا اور یہہ کہہ کے رخصت کیا بزرجمہر کئی روز مین راہ طے
کرکے مداین مین پہنچے اور بادشاہ کو نذر گذرانی بادشاہ نے میر منشی کیطرف واسطے
پڑھنے کے اشارہ کیا جو نہین اوسکو پڑھا مضمون یہہ تھا کہ ہم ہمیشہ سے

بادشاہ کے دعاگو ہین اور یہہ جو ہم پر مہربانی فرمائی ہے امید یہی رکھتے ہین کہ الطاف
سے اس جناب کے ہمیشہ دعاگوؤن مین گنے جائینگے بادشاہ بہت خوش ہوا اور
بزرجمہر پر نہایت سرفرازی فرمائی اسکے کئی ایک مہینے کے بعد ایک روز بادشاہ
بارگاہ جمشیدی مین تخت پر کیکاوس کے بیٹھا تھا کہ چین کے اخبار گذرے
خفیہ نویس نے لکھا تھا کہ خاقان اعظم کا بیٹا بہرام گرد خاقان چین نام اوسکی جا
تخت نشین ہوا ہے زور آوری مین کوی اوسکے برابر نہین جنگل مین جب شکار کو جاتا
ہے گھوڑے کو ملاکر جس ہاتھی کی مستک مین گھونسا مارتا ہے بٹھلا دیتا ہے اور شیر مست
کا کان پکڑ کر لے آتا ہے سوائے چین ماچین کے اور بھی ملک اوس نے اپنے
قبضے مین کئے ہین اور سال بسال ترقی ہے اور چار سال سے اپنے تئین بھی
خراج نہین دیتا ہے کہتا ہے کہ مین بزور شمشیر شاہ ہفت کشور سے نعلبندی لونگا
بادشاہ سنکر فکر مین گیا اور بزرجمہر سے پوچھا کہ اوس کا علاج کیا کرین عرض کی لازم تو
یون ہے کہ اوس نے قرار واقعی زور نہین پکڑا ہے اور قایم ابھی نہین ہوا اگر خلق
اوسکے پاس جمع ہوی اور تسلط ہوا تو پھر اوس کا اوکھاڑنا مشکل ہوگا کسی خانہ زاد کو
اجازت ہو کہ اوسے سنبھلنے نہ دیوے باندھ کر حضور مین حاضر کرے فرمایا تم مختار ہو
جسکو مناسب جانو اوسکو روانہ کرو بزرجمہر نے ایک شخص سپہ سالار تھا گستہم بن اشک
زرین کفش ساسانی اوسکو بادشاہ سے خلعت رخصت کا دلوا کے بارہ ہزار سوار
ساسانی کی جمعیت سے بہرام گرد خاقان کے سر پر روانہ کیا جب تک کہ یہہ چین پہنچے
دو کلمہ داستان امیر اور عمر کے سنئے جب کہ مکہ مین پرورش ہوتے تھے اور عادیہ
بانو دودھ اُن نہون لڑکون کو پلاتی تھی دیکھے تو امیر دن بدن دُبلے ہوتے جاتے
ہین اور عمر روز بروز موٹا ہوتا جاتا ہے سب حیران ہوئے کہ اس کا کیا سبب
ہے ایک دن رات کو دیکھتے ہین کہ عمر نے امیر اور مقبل کو پلنگ سے تلے ڈالدیا اور
دونون چھاتیون سے آپ دودھ پینے لگا صبح کو دائی نے کہا کہ یہہ لڑکا بڑا چور
ہوگا جب کہ کچھ اور سیانہ ہوا گھٹنون سے لگا چلنے راتکو چپکے سے جاتا اور رازا بند

بچھا

چھلّا انگوٹھی نتھ عورتون کی گھر مین سے چرا کر دائی کے گھر مین چھپا تا صبحکو سب دہوم
مچاتیان کہ چوری ہوئی جب کہ تلاش کرتیان دائی کے پاندان مین سے وہ نکلتا
وہ بیچاری شرمندہ ہوتی اسیطرح کئی ایک دن کے بعد وہ جو لعل شب چراغ
امیر کے گہوارے سے بندھے تھے اُن مین سے ایک غائب ہو گیا یہہ خبر
خواجہ عبدالمطلب کو ہوئی اونہون نے آکر بہت ڈہونڈھا کہین نہ پایا لاچار ہوکے
غلام اور لونڈیونکو باندھا اور دائی کو دھمکایا کہ اوس لعل کو پیدا کرو نہین تو ایک ایک سے
بیطرح سمجھونگا سب روتے تھے اور قسمین کہاتے تھے کہ ہمنے نہین لیا یون آپ
مالک ہین جو چاہین سو کرین خواجہ نے عمر کے گہوارے کے پاس آکر لگے دیکھنے دیکھین تو
گال عمر کا سوجا سا معلوم ہوتا ہے لعل کو بھول گئے اور دائی کو پوچھنے لگے کہ یہہ کیا ہوا
اوس نے کہا کہ یہہ رات کو بھلا تھا اسوقت خدا جانے کیا ہوا ہے خواجہ نے ہاتھ سے معلوم
کرنیکو ذرا دبایا کہ عمر کے منہہ سے وہ لعل نکل پڑا خواجہ حیران ہوئے کہ خدا خیر کرے بڑا ہوگا
تو مقرر یہہ چور ہوگا جن جنکو باندھا تھا کھول دیا اور دائی سے معذرت کی غرض عمر کے
ہاتھ سے سب نالان تھے جبکہ پانچ برس کے یہہ لڑکے ہوئے عبدالمطلب نے جہانتک
کہ اشراف مکہ تھے سب کی ضیافت کی اور فرمایا مین چاہتا ہون کہ ان لڑکون کو مکتب مین
اخوند کے پاس پڑھنے کو بٹھلاؤن کہ ماں باپ پر یہہ بڑا فرض ہوتا ہے ایک اخوند اوس
محلے مین تھا کہ تمام قوم بنی ہاشم اور بنی امیہ کے اوسکے پاس پڑھتے تھے امیر حمزہ
اور عمر اور مقبل کو اسکے پاس بہت شیرنی لیکر لیگئے اور پڑھنے کو بٹھلایا اوس روز فقط
بسم اللہ ہی پڑہوائی دوسرے دن جو یہ لڑکے سبق لینے کو گئے اخوند لگا پڑھانے امیر اور
مقبل جو جو کہ اخوند کہتا تھا کہتے تھے لیکن عمر نے عجب تکرار شروع کی اخوند حیران ہوا
اخوند کہے الف عمر کہے برحق اخوند نے کہا کہ مین تجھ سے کیا کہتا ہون اور تو کیا کہتا ہے
عمر نے کہا کہ مین بھی تو آپ کا جواب دیتا ہون آپ نے کہا الف یعنے الف واحد ہے اور
واحد ذات خدا کی ہے خدا برحق ہے غرض اسیطرح بہزار خرابی پہلی تختی پڑھی جب کہ
دوسری تختی شروع کی اُنہون نے کہا کہہ الف خالی بے کے نیچے ایک نقطہ ت کے اوپر دو نقطے

ث کے اوپر تین نقطے عمر نے اخوند کیطرف دیکھ کر قاعدیکو بند کیا امیر اور مقبل کا ہاتھ پکڑ
کر کھڑا ہوا کہ چلو گھر مین چلین ہم اس اخوند کے پاس نہین پڑہین گے ہم کو اسکے پاس
پڑھنے کو بھیجا ہے نہ کہ حساب سیکھنے کو یہہ سخت خاین ہے کسی پاس ایک ہوتا ہے
کسی پاس دو کسی پاس تین اسنے ہمکو کیا جو اسے یاد رکھین اخوند لاچار ہوا اور عمر
کو چشم نمائی کی لیکن عمر جو پڑھتا تھا ساتھ شرارت کے سبکو پڑھا تھا اخوند خواجہ
عبدالمطلب کی خدمت مین گیا اور کہا کہ عمر عمیہ ساربانکا بیٹا سخت شریر ہے اوسکو
اور کسی اخوند کے حوالے کیجئے مجھ کو حیران کرتا ہے اور حمزہ کو بھی پڑھنے نہین دیتا
خواجہ نے اوسکو رخصت کیا اور چاہا کہ عمر کو امیر سے جدا کرین امیر نے رونا شروع
کیا اور کہا کہ اگر عمر مجھ سے جدا ہوگا تو مین ہرگز نہین جینے کا لاچار پھر اوسی اخوند کے
پاس بھیجا ہر روز پڑھتے اور جتنے لڑکے اخوند کے پاس پڑھتے تھے ناشتے کو اپنے
گھر سے لیجاتے تھے دوپہر کو سو کر اوٹھکر کھانا کھاتے تھے ایک روز عمر نے دیکھا
کہ سب سو گئے ہین چپکے سے اوٹھکر سب کا ناشتا چرایا اور اخوند کے سرہانے تکیونکے
تلے چھپایا اور آپ سو رہا جبکہ تمام لڑکے جاگے دیکھین تو ناشتا کوئی لے گیا اخوند سے
ظاہر کیا اخوند نے کہا کہ سوائے عمر کے اور کسیکا کام نہین مین نے سنا ہے کہ جب
دودھ پیتا تھا جواہرات امیر کے گہوارے سے چرا لیتا تھا بلا کے عمر کو شور کیا اور کہا
کہ یہہ سب کھانا کیا کیا عمر نے کہا مین تو سوتا تھا مجھ کو کیا معلوم ہے کہا کہ ڈہونڈہو
جس نے چرایا ہوگا دریافت ہو جائیگا ملا نے کہا جا تلاش کر عمر لگا ڈہونڈھنے
پہلے سب لڑکونکو اٹھا کر اونکا جھاڑا لیا بعد اخوند کا بچھونا نکالکر پیٹی مین تکیے کے تلے سے
وہ سب نکالا اور بآواز بلند لگا کہنے دیکھو صاحبو اخوند صاحب آپ لڑکون کا کھانا چرائے
ہین اور مجھ کو دھمکاتے ہین اسوقت چار پانچ بھلے مانس اور بھی کھڑے تھے ملا
بیچارا نہایت شرمندہ ہوا اور دو تین قمچیان عمر کو مارین لیکن امیر نے تقصیر
معاف کروائی دوسرے دن لڑکے پڑھنے کو آئے اوس روز عمر نے دوپہر
کے وقت جبکہ سب لوگ سو گئے اخوند کا شملہ کرمانی چرا کر حلوائی کی دوکان مین پانچ

روپے پر رکھا اور مٹھائی لاکر رکھی اور آپ سو رہا جب کہ سب جاگے دیکھا تو ایک ٹوکرا شیرنی کا دھرا ہے اور عمر سوتا ہے جگا کر پوچھا کہ یہہ شیرنی کیسی ہے عمر نے کہا کہ باوا جان نے نذر مانی تھی سو یہہ شیرنی وہ لائے تھے بڑی دیر تک بیٹھے رہے جب آپ نجاگے تو اونکو کام ضرور تھا مجھ کو اوٹھا کر کہہ گئے کہ اس پر فاتحہ دلوا کر تقسیم کر دینا آپ فاتحہ دیجئے کہ کسکے نام کی فاتحہ دون عمر نے کہا کہ ایک فقیر بابا شملہ تھے تب اخوند نے کہا کہ یہہ کیسا نام ہے عمر نے کہا اکثر فقیر لوگو نکا ایسا ہی نام ہوتا ہے اخوند نے فاتحہ پڑھ کر اوپر سے بڑے بڑے پیڑے اوٹھا لئے اون پیڑون مین جمال گوٹا ملا ہوا تھا اخوند نے وہ کھائے اور باقی مٹھائی عمر نے امیر اور مقبل کے آگے رکھی امیر نے اور سب لڑکو نکو شریک کر کے کھائی گھڑی دو ایک گذری کہ اخوند کو دست آنے شروع ہوئے عمر سے کہا کہ یہہ تو نے کیا کھلایا ہے عمر نے کہا مجھ کو بدنام مت کیجئے یہی سب کھاتے ہین آپ کی بھوک تھوڑی ہے اور کھا گئے بہت اوس نے جاکر گرمی کی بدہضمی ستے پیٹ چھوٹ گیا جب گھڑی چار ایک دن رہا امیر نے شرارت عمر کی دریافت کر کے دہی منگوایا اور اخوند کو پلوایا بارے کچھ فرصت ہوئی اخوند نے لڑکو نکو چھٹی دی اور آپ نے اوٹھ کر کپڑے پہنے شملہ دیکھے تو نہین ہے لڑکے بھی جا چکے تھے کس سے پوچھین دوپٹے کو سر سے لپیٹ کر مسجد سے عصا کو ہاتھ مین لیکر اپنے گھر چلے جو نہین حلوائی کی دوکان پر گئے اوس نے وہ شملہ دیا اور کہا آپ نے پانچ روپے کی مٹھائی منگوائی جب چاہیئے منگوا لیا کیجئے یہہ شملہ بھیجنا کیا ضرور تھا اخوند نے معلوم کیا کہ آج کی شیرنی جو عمر لایا یہہ وہی تھی اپنے پاس سے اوسکو قیمت دی اور شملہ لے گھر گئے اوس کی صبحکو عمر نے نماز کے وقت اوٹھکر سب لڑکو نسے پہلے مکتب مین آکر جھاڑو دی اور بچھونا کر کے قاعدہ کھول کر لگا پڑھنے اخوند نے آن کر دیکھا تو عمر سب کے آگے آیا جی مین کہا اسکو تیری دہشت ہے آج کچھ نہ کہہ آنکر بیٹھا کہ اور لڑکے بھی آئے اخوند سبکو سبق دیا اوس روز اخوند نے حمام مین جانے کا قصد کیا خضاب بنا

کو کے عمر کو دیا کہ فلانے نے حمام مین لیکر جاؤ اور مین بھی آتا ہون یہہ کہہ کے آپ لگا نماز
پڑھنے عمر نے راہ مین اوس خضاب کے اندر ایک تولہ ہڑتال باریک کر کے
ملا دیا اور حمام مین جا کر لگا اخوند کی راہ دیکھنے گھڑی ایک کے بعد اخوند صاحب بھی
آئے اور کپڑے اتار کر وہ خضاب ڈاڑھی اور موچھون مین لگا کر ارنڈ کے پتون سے
باندھ کر بیٹھے اور عمر نے اپنے گھر کی راہ لی یہان اخوند نے دو گھڑی کے بعد گرم
پانی سے دہویا جونہین پانی منھہ پر ڈالا اور چاہا کہ ہاتھ سے ملے پانی پڑنے کے ساتھ
ہی تمام بال چھوٹ رہے تھے گر پڑے اخوند بیچارہ مارے شرمندگی کے
پانی پانی ہوگیا کہ مین جو باہر نکلونگا لوگ کیا کہینگے کپڑے پہنکر خواجہ عبدالمطلب
کے پاس جا کر اونکے روبرو اپنا عمامہ دے مارا اور اپنا حال دکھایا کہ عمر نے
میری یہہ صورت کی آپ اوسکو سزا دیجئے خواجہ عبدالمطلب نے اخوند کو رخصت کیا
اور عمر کو بلا کر دونون ہاتھ پانون باندھ کر لٹکا دیا اور خوب کف پائیان اور قمچیان
لگائین بعد امیر کو بلوا کے منع کیا کہ تم عمر سے کبھی بات کروگے تو ہم تم سے خفا
ہونگے اور فرمایا کہ عمر کے ہاتھ کھول کر نکال دو عمر کو تو نکال دیا لیکن امیر کی حالت
عمر بن عجب ہوئی کہ اوسکی جدائی کے قلق سے دو دن تک رو یا کئے اور
کھانا بھی نہ کھایا لاچار خواجہ نے عمر کو بلوا کے امیر کے حوالے کیا اور اخوند سے
عمر کی تقصیر معاف کروائی عمر پھر لگا پڑھنے ایک دن اخوند کے پاس ایک لڑکے
کے گھر سے کھانا آیا تھا عمر کو کہا کہ یہہ ہمارے گھر لیجا لیکن خبردار کھولیو مت کہ اس
مین مرغ ہے اڑ جائیگا عمر نے کہا کہ مجھ کو کھولنے سے کیا کام ہے اوسکو یونہین حوالے
کر دونگا اس خوان کو سر پر اوٹھا کر اخوند کے گھر کیطرف چلا جب کہ مکان کے نزدیک
آیا ایک جا کنارے اوس کو کھول کے دیکھا تو اوس مین بھونے میٹھے چانول
بہت خوب پکے ہوئے ہین بھوکا بھی تھا پیٹ بھر کھائے باقی کتون کے آگے ڈالدئے
خالی رکابی خوان مین دھر کر اخوند کے گھر گیا اور اوسکی جورو سے کہا
کہ اخوند صاحب نے کھانا بھیجا ہے اور کہدیا کہ آج کچھ گھر مین پکانا نہین یہہ کہہ

کے وہ خوان دیا اور مکتب مین جاکر اخوند کو خبر دی شام کو اخوند سب لڑکونکو چھٹی دیکر اپنے گھر گیا اور اپنی جورو سے کہا کہ کیا پکا ہے اوس نے کہا کہ تمنے منع کر بھیجا تھا اس لیئے کچھ نہین پکایا وہ خوان تمنے بھیجا تھا دہرا ہے ملا بیچارا چپ ہو رہا اور اوس خوان کو منگواکر کھولا دیکھا تو خالی ہے ساری رات گھر کا گھر بھوکھا رہا صبحکو کچھہ ناشتا کرکے مکتب مین گیا اور عمر سے پوچھا کل کا کھانا کیا کیا عمر نے کہا کھانے سے تو مین واقف نہین ہون لیکن وہ خوان جو مین لیگیا تھا راہ طی کرتے وقت وہ مرغ کسنی پھاڑ کر اڑگیا اخوند نے کہا پھر تونے گھر کے کھانے کو کیون منع کیا عمر نے کہا کہ یہہ البتہ تقصیر ہوئی اخوند نے اور لڑکون سے کہا کہ عمر کو باندہ کر خوب مارو آخر امیر نے تقصیر معاف کروائی اور کہا کہ پھر ایسی حرکت اوس سے نہو گی لیکن عمر جی مین دشمن جانی اخوند کا ہوا پر اوسی مکتب مین جہان امیر اور عمر پڑھتے تھے اوسیجا ابوجہل اور ابوسفیان بھی پڑھتے تھے دوسرے دن دوپہر کیوقت جب تمام لڑکے سو گئے عمر نے اوٹھکر انگوٹھی ابوجہل کے ہاتھ سے اتار لی اور اخوند کے گھر جاکر اوسکی بیٹی کے پاندان مین رکھدی اور اوس لڑکی کے کان کی بالی لاکر ابوجہل کے ہاتھ مین اوس انگوٹھی کی جا پہنا دی اور سو رہا جب کہ سب لڑکے جاگے منہہ ہاتھ دہوکر پڑھنے لگے اخوند نے ابوجہل کی انگلی مین وہ اپنی بیٹی کے کان کی بالی دیکھی ابوجہل سے پوچھا کہ یہہ بالی کہانسے پائی وہ دیکھا تو انگوٹھی کے عوض کسی نے کیکے کان کی بالی انگلی مین پہنا دی ہے حیران ہوا کہ کیا جواب دون عمر نے کہا کہ صاحب مجھسے پوچھو اس سے مین خوب واقف ہون آخوند نے کہا کیا عمر نے کہا کہ دوپہر کو جب یہہ سب سوجاتے ہین یہہ اوٹھکر آپ کے گھر جاتا ہے آج مین اس کے پیچھے پیچھے گیا تھا جب کہ یہہ آپ کے دروازے پر گیا اور اس نے زنجیر کو کواڑ کے ہلایا اوسکی آواز سے آپ کی بیٹی اندر سے آئی اس سے کچھہ باتین ہوئین بعد اوس کے اوس نے اپنے کان کی بالی اوسکو دی اور اس نے انگوٹھی اوسکو دی اخوند کی آنکھون مین مارے غصہ کے ایک اندھیرا سا آگیا ابوجہل سے وہ بالی توڑے لی اور اوسکو بیہانتک ماری کہ تمام بدن کی کھال اترگئی اور اس غصہ مین اپنے گھر گیا اور اپنی بیٹی کا پاندان کھولکر دیکھا

تو انگوٹھی اوس مین تھی دیکھتے ہی اک آگ سی لگ گئی پکڑ کر بال اوسکے دو چار طمانچے خوب ہی
لگائی کہ تلملا گئی یہہ حرکت جو نہین اوسکی جورو نے دیکھی بے اختیار گالیان دیتی ہوئی دوڑی
اور ایک دو ہتڑ اوسکے پیٹھ پر مارا اوس نے اوس لڑکی کو چھوڑ دیا اور متوجہ ہوا
اوس عورت کیطرف غرض دونون مین خوب ہی لڑائی ہوئی اوسکے دوسرے دن کہ
روز جمعہ کا تھا عمر فرصت پاکر بازار مین ایک بساطی کی دوکان پر گیا اور آہستہ اوسکے کان
مین کہا کہ تم یہان بیٹھے ہو گھر مین تمھاری جورو کا برا حال ہے اس بساطی کو اپنے گھر مین
عورت سے زیادہ انس تھا بیتاب ہوکر دوڑا عمر بھی تھوڑی دور تک اوسکے ساتھ گیا
بعد اوس سے جدا ہوکر پیچھے رہ گیا اور اوسکی دوکان پر آکر اوسکے شاگرد سے کہا کہ تمھارے
اوستاد نے وہ جو پوڑا سویون کا ہے ایک شخص اوسکو سب مول لیگا سو دو مانگا ہے
اوس نے حوالے کیا عمر اوسکو لیکر اپنے گھر گیا دوسرے دن صبح کو اوٹھکر مکتب مین آیا اور وہ
پوڑا سویون کا کھول کر اخوند کے بستر کے تلے اور تکیون مین غرض ہر چہار طرف وہ سویان
رکھدین اور چلا گیا جب سب لڑکے آچکے عمر بھی آیا اوس روز اخوند لڑکون کے پیچھے
اور اندر مکتب کے جاکر چاہا کہ پاؤن رکھے وہ سویان تمام تلوون مین چبھکر پار ہوگئین
اور ایک آہ کرکے بیٹھ گیا ساتھ بیٹھنے کے وہ توشک اور تکیون مین جو تھین بیچارے کے
بدن مین گڑ گئین بے اختیار خون ہر عضو سے بہنے لگا اور اوسکے درد سے مچھلی
کی طرح لوٹنے لگا ایک مردے کی سی حالت ہوگئی جب تو سب لڑکے گھبرا گئے اور ہر طرف
سے دوڑ کر اخوند کے پاس آئے اور وہ سویان لگے نکالنے جبکہ اوسکے بدن سے
تمام سویان نکال چکے تب دوپہر تک اس غریب ملا کی حالت غش کی رہی لیکن سب بدن
سوج گیا ہوش مین آکر کہا اے لڑکو معلوم نہین کہ تمھارے بیچ مین میرا ایسا کون
دشمن ہے جس نے یہہ حرکت کی عمر نے کہا کہ اگر مجھکو معلوم ہووے تو اوس بیحیا
سے اسیطرح سلوک کرون کہ ان سویون کو اوسکے بدن مین چھیدون اخوند نے
کہا کہ تو جاکر میانہ لے آکہ اوس پر سوار ہوکر گھر کو جاؤن عمر جاکر سواری لایا اخوند
جاکر سوار ہوا اور لڑکون کو کہا کہ تم سب بیٹھے پڑھو چار گھڑی دن رہے اپنے اپنے

گھر کو جاؤ عمر کو اپنے ساتھ لیکر چلا جو نہین میانہ اوس لباطی کی دوکان پر پہنچا اور نظر
اوسکی عمر پر پڑی بے اختیار دوکان سے دوڑا اور کہنے لگا کہ او لڑکے تو بڑا
شریر ہے کل مجھ کو بہانہ کرکے دوکان سے اوٹھا کر ادہر بھیجا اور پوڑا سویون کا
لیگیا اب کہان جاتا ہے اخوند نے نام سویونکا سنکر اوسکی طرف دیکھا اور پوچھا
کیا کہتا ہے وہ لگا اخوند سے احوال کہنے عمر نے دیکھا کہ ابتو بات بگڑی اخوند کی آنکھ بچا کر بھاگا
اور مکتب مین آنکر امیر اور مقبل سے لگا کہنے کہ اب ہمارا شہر مین رہنا برا ہے امیر
نے کہا آخر سبب کیا ہے ہم بھی تو سنین عمر نے کہا کہ مجھے جو اس بات کربکا نہین
رخصت ہوتا ہون امیر نے کہا اے عمر مفارقت تیری مجھ سے کبھی ہی جائیگی مین بھی
تیرے ساتھ ہون امیر اور مقبل عمر کے ساتھ ہوئے اور بھی جن جن لوگونکو امیر سے الفت
ہوگئی تھی ہمراہ ہوئے اور شہر سے باہر کی راہ لی باہر مکہ کے ایک پہاڑ ہے کہ اوسکا نام
جبل ابو قیس ہے اوسکے درے مین سب لڑکے جا کر چھپے جب کہ تمام روز گذرا اور
رات ہوئی اوسی درے مین ایک پتھر پر سب لڑکے سو رہے صبحکو اوٹھکر ایک چشمہ تھا
پانی کا اوس مین وضو کرکے سبھنے نماز پڑھی اور باہم بیٹھ کر لگے باتین کرنے جبکہ چار
گھڑی دن چڑھا امیر نے عمر کیطرف دیکھ کر کہا بھائی ابتو مارے بھوکھ کے برا حال
ہے کچھ کھانیکی فکر کرو عمر نے کہا کہ غلام کھانا لاتا ہے یہہ کہکر طرف شہر کے دوڑا شہر مین
جا کر قصائی سے ہاتھ دو ایک رود آنت کا لیکر ایک بڑھیا تھی زبیدہ نام اوسکر
گھر مین مرغیان بہت تھین کہ اونکے انڈے اور بچے بیچکر اپنی گذران کرتی تھی عمر نے
اوسکے پچھواڑے جا کر اوس رود کے ایک سرے پر گرہ دیکر ایک مرغی کے آگے ڈالدیا
اور دوسرے کو اپنے ہاتھ مین رکھا اوس مرغی نے اس سرے کو نگل گئی عمر نے دوسرے کو
منہہ مین لیکر پھونکنا شروع کیا کہ وہ آنت پھول گئی اور وہ گرہ اوسکے گلے مین آٹکی مرغی
لگی تڑپنے عمر نے چپکے اوسکو پکڑ کے تلے داب ذبح کیا اور صاف کرکے اپنے
رومال مین باندھا اور پچھواڑے چار پانچ پتھر اس بڑھیا کے چھپر سے پر مارے
کہ وہ بیچاری غل مچاتی ہوئی گھر سے باہر نکلی اور اسطرف سے آکر لگی شور مچانے عمر نے دوسرے

طرف سے اندر جاکر ایک باسن مین انڈے بھرے ہوئے تھے اونکو اٹھاکر اپنی راہ لی اور ایک کبابی کی دوکان پر جاکے اوس سے کہا کہ ان انڈونکا خاگینہ تلدے اور اس مرغی کے کباب اور ایک پانچ روسپئے کی روٹیان اور پنیر ایک خوان مین لگا کر اوسکے اوپر کباب انڈے رکھدے مین اپنے سر پر لیجاؤن گا اور ایک آدمی اپنا میرے ساتھ کردے کہ اسکو خواجہ عبدالمطلب سے اسکی قیمت دلوادون گا اوس نے موافق کہنے عمر کے سب تیار کرکے ایک خوان مین لگا دیا اور عمر کے سر پر رکھدیا اور واسطے لانے قیمت کے ایک آدمی اپنا ساتھ کیا عمر نے تھوڑی دور جاکر اوس آدمی سے کہا کہ تم خواجہ عبدالمطلب کے دیوانخانہ مین جاکر بیٹھو مجھ کو کچھ اور کام ہے اس طرف سے ہوکر آتا ہون وہ تو اُس طرف چلا اور عمر نے کوہ ابوقبیس کی راہ لی وہ جو لیگیا تھا سب امیر کے روبرو رکھدیا دیکھا تو کھانا معقول لایا ہے امیر نے سب لڑکونکو ساتھ لیکر کھایا اور عمر کو شاباشی دی یہان وہ آدمی کبابی کا واسطے لانے قیمت کے عمر کے ہمراہ گیا تھا خواجہ کے پاس گیا اور احوال عمر کا کہا کہ اس طرح ہماری دوکان سے آپکا نام لیکر اتنا سودا لیگیا ہے اخوند آگے سے وہان بیٹھا ہوا اپنا احوال کہہ رہا تھا کہ وہ بیچاری ضعیفہ بھی آئی اور خواجہ سے فریاد کی کہ عمر عمیہ ضمری کا بیٹا میرے گھر سے ایک مرغی اور اتنے انڈے لیگیا ہے اور لگی رونے خواجہ نے اوسکو مرغی اور انڈون کی قیمت دیکر رخصت کیا اور اوس کبابی کے آدمی سے پوچھا کہ وہ کدھر ہے اوس نے کہا کوہ ابوقبیس کی طرف گیا خواجہ نے یہہ دریافت کرکے اوسکو بھی قیمت دی اور اخوند کو کہا کہ تم لڑکے لیکر جاؤ عمر کو اور سب لڑکونکو پکڑ لاؤ اخوند رخصت ہوکر مکتب مین گیا اور بیس بائیس لڑکے اپنے ساتھ لئے اور اُن سب کے ہاتھون مین لکڑیان دین کہ عمر کو مارنا اس طرح مُقرر کرکے روانہ ہوئے جونہین نزدیک پہاڑ کے پہنچے اور نظر عمر کی اخوند پر پڑی بے اختیار ہنسا اور امیر سے کہا کہ یہہ اخوند اُن کونکو ساتھ لیکر میرے پکڑنے کو آتا ہے قسم ہے مجھ کو بیت اللہ کی یہہ تو کیا بغیر خواجہ عبدالمطلب کے اگر جمشید جم سا کو میرے پکڑنے کو آئیگا تو بھی ایک مرتبہ اس سے

لڑونگا امیر نے فرمایا عمر مین بھی تیرا شریک ہون مقبل نے کہا بندہ بھی حاضر ہے اور سب
لڑکے بھی مستعد ہوئے اخوند نیچے اس پہاڑ کے آیا اور لڑکونکی طرف اشارہ کیا کہ جاؤ
اور ان سب لڑکونکو پکڑو لڑکے لکڑیان ہاتھون مین پکڑکر طرف عمر کے دوڑے عمر چپکا کھڑا تھا
جسوقت وہ لڑکے نزدیک پہنچے عمر نے ایک پتھر اوٹھا کے ایک لڑکا جو آگے بڑھا چلا آتا تھا
اوسکے ماتھے مین مارا کہ اسکا سر پھٹ کر لہو بہنے لگا وہ تو بھاگا ادہر امیر نے دو تین لڑکون
کے ہاتھ پاؤن توڑے اور ادھر مقبل نے لڑکونکے ساتھ کتنے کو مارے جب لڑکے
سب زخمی ہوکر بھاگے تب اخوند آپ عصے کو ہاتھ مین لیکر عمر کی طرف چلا کہ شاید ملاحظہ سے
کچھ نہ کہے اور پکڑا جائے پر عمر نے ذرا بھی خیال نہ کیا ایک پتھر اوٹھا کر ایسا ہی اوسے مارا
کہ سر اوسکا پھوٹ گیا اور پگڑی بھی گر پڑی مارے شرمندگی کے عصا کو توڑ ڈالدیا اور
گویا آپ عصے کی شکل بنکر زمین پر گر پڑا اب تو نہ آگے پاؤن رکھ سکتا ہے لیکن وہ لڑکی
جو زخمی ہوکر بھاگے تھے اپنے اپنے گھر جاکر اپنے ماباپ کو انہون نے وہ حال دکھایا وہ
اُن لڑکونکو لیکر خواجہ عبدالمطلب کے پاس گئے اور سب ماجرا سنایا خواجہ نے بلاتامل
اونٹ منگوایا اور سوار ہوکر طرف اس پہاڑ کے چلے جو نہین اس میدان مین پہنچے اور عمر
نے دور سے دیکھا کہ خواجہ آپ تشریف لاتے ہین امیر سے کہا کہ اب میرے قدم نہین ٹہرتے
مین تو جاتا ہون آپ اپنی فکر کیجئے یہہ کہکر ایک طرف کی راہ لی جونہین خواجہ عبدالمطلب
قریب آئے امیر دیکھ کر اپنے باپ کو اس پہاڑ کے نیچے اتر آئے اور اپنے والد کے
قدمبوس ہوئے انہون نے اس فرزند ارجمند کو چھاتی سے لگایا اور کہا مین جانتا
ہون تمہاری کچھ تقصیر نہین جو شرارت ہے اس ساربان زادیکی ہے کہ وہ تمکو بھی بدراہ
کرتا ہے دیکھو تو اس سے مین کیا سلوک کرتا ہون امیر اور مقبل معہ سب لڑکونکو شہر مین لے آئے
اور تقید کی کہ عمر کو یہان ہرگز مت آنے دو تین روز امیر کے آنیکو گذرے اور عمر سے ملاقات
نہوئی امیر کی حالت تباہ ہوئی خواجہ عبدالمطلب کو یہہ خبر ہوئی فرمایا جو ہو سو ہو عمر کو ہرگز
نہ آنے دونگا جب ساتوان روز گذرا اور امیر نے کھانا نہ کھایا تب تو لاچار ہوئے عمر کو
پھر بلاکے امیر کے حوالے کیا لیکن یہہ کہدیا کہ عمر کا کہا مت مانیو اگر تمکو سیر کو جانا منظور ہو

ہوا اپنے باغکو جاؤ شہر کے باہر نجایو کہ تمہارے واسطے موجب اسبکی کا ہے امیر نے قبول کیا اور ساتھ عمر کے کھانا کھایا اور لگے گھر مین رہنے روز دس ایک بعد ایکدن امیر اور عمر اور مقبل بازار مین سیر کی خاطر نکلے پھرتے پھرتے اپنے بہانکے نخلستان مین جا نکلے وہان خوب سا ہر طرف پھرے بعدہ عمر کسی اور کے نخلستان مین لیگیا وہان دیکھے تو خوشے خرمہ کے بامراد لگے ہوئے ہین اور ہوا بھی خوب سرد ہے ایک تختہ سنگ مرمر کا بہت صاف تھا امیر اوسکے اوپر مقبل کے زانو پر سر رکھکر سو رہے اور عمر لگا پھرنے ایک درخت پر دیکھا تو بہت خوب خرمہ لگے ہوئے ہین اسپر چڑھکر کئی خوشے توڑے اور نیچے لاکر کھانا شروع کیا امیر بھی جاگے اور عمر سے پوچھا کہ یہہ کہانسے لایا کہا درخت پر چڑھکر توڑ لایا ہون امیر نے کہا ہم بھی دیکھین عمر نے کہا یہہ بندہ بڑی محنت سے لایا ہے اگر آپ مین طاقت ہے تو آپ بھی توڑیئے امیر اوٹھکر لگے درخت پر چڑھنے عمر نے کہا درخت پر چڑھنا ہمسے دبلے پتلونکا کام ہے اور پہلوان درخت کو اکھاڑکر میوہ کھاتے ہین امیر کو یہہ طعنہ عمر کا برا معلوم ہوا غصے مین آکر ایک درخت کو اکھاڑ ڈالا اور لگے اوس سے توڑکر خرمے کھانے عمر امیر کی قوت دیکھکر حیران ہوگیا لیکن امیر کے دق کرنے کو کہنے لگا کہ اتنے کرم کے کھائے ہوئے درخت کو تو مجھ سا دبلا آدمی بھی اکھاڑ سکتا ہے جب جانئے کوئی مضبوط پیڑ اکھاڑے امیر نے طیش مین آکر ایک اور جوان درخت تھا اوسکو اکھاڑا عمر نے کہا کہ یہہ تو بن پانی کمزور ہو رہا تھا امیر نے ایک اور پیڑ اکھاڑ ڈالا جب تین درخت امیر نے اکھاڑے اور چوتھے پر چلے عمر نے کہا کہ او عرب کچھ دیوانہ ہوا ہے پرایا باغ اجاڑے ڈالتا ہے تجھے کیکا ڈر بھی ہے یا نہین امیر نے کہا کہ مینے تو تیرے کہنے سے اکھاڑے ہین عمر دوڑا ہوا صاحب باغکے پاس گیا اور کہا کہ ایک بگولہ آیا تھا سو اس باغمین کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے ہین اوس نے کہا کہ یہان تو ہوا کا نام بھی نہین ہے باغمین ہوا کہانسے آئی عمر نے کہا کہ یہہ خدا جانے لیکن تم چلکر دیکھو کہ مین سچ کہتا ہون یا جھوٹھ باغبان نے عمر کے ساتھ آنکر دیکھا تو واقعی تین نامدار درخت گر پڑے ہین اونہین درخت سے اوسکی روزی تھی رونے لگا امیر کو

اوسپر رحم آیا ہر نخل کے عوض اوسکو ایک ایک اونٹ دیا وہ زمین شتر لیکر بہت خوش ہوا اور وہانسے چلا عمر اوسکے پاس گیا اور کہنے لگا اے سن تو درخت تو تیرے ہوا سے اکھڑے اور چاپلوسی کرکے تو لڑکو نسے شتر لیوے ہے مین ہرگز نہ لینے دونگا غرض یہانتک اوس سے تکرار کی کہ ایک اونٹ پھیر لیا اور اوسکو دو دیئے پھر امیر سے آن کر کہا کہ اب گھر چلیئے وہانسے یہہ لڑکے اپنے گھر آئے اور رہنے لگے باقی داستان فردائے شب را

داستان پانچوین

قضارا ایک دن بالاخانے پر امیر اور عمر اور مقبل یہہ تینون بیٹھے تھے بازار مین دیکھے تو لوگ بہت سے ہر طرف سے آتے ہین اور شہر کے طرف چلے جاتے ہین امیر نے عمر سے کہا دریافت تو کرو یہہ خلقت کہان جاتی ہے عمر اوپر سے اوترا اور دریافت کرکے امیر سے جاکر کہا کہ سوداگر آکر شہر کے باہر اترے ہین اور گھوڑے اونکے پاس طرح بطرح کے ہین امیر کو گھوڑونسے شوق تھا عمر اور مقبل کو ہمراہ لیکر اس طرف کو چلے وہان آکر دیکھا تو واقعی کیا کیا خوب گھوڑے ہین کہ ویسے گھوڑے بادشاہ ہفت کشور کے یہان بھی کم ہونگے لیکن ایک گھوڑا ہے ابلق جہانتک خوبیان گھوڑے مین چاہیئے وہ اس مین موجود ہین ایک بانات کے شامیانہ کے نیچے زنجیرون سے بندھا ہے عمر اوس سوداگر کے نزدیک گیا اور اوس سے پوچھا اس گھوڑیکو ایسا زنجیرونسے کیون باندھا ہے اوسنے کہا کہ اگر ایسا نہ باندھین تو آدمیو نکو ایذا دے اور اسپر کوئی آجتک سوار نہین ہوا اگر جو اسپر سوار ہو تو گھوڑا مین اوسکو یونہین دیتا ہون اور قیمت اوسکی نہین مانگتا عمر نے کہا کہ یہہ بات تو کہنے کی ہے مجھ کو کہو تو اسپر سوار ہوکر خوب سا پھرون پھر سوداگر نے کہا کہ اگر سوار ہو تو گھوڑا مین نے تیرے نذر کیا عمر نے کہا کہ یارو تم شاہد رہنا یہہ عزیز آپ اقرار کرتا ہے ایسا نہو جو پھر اس گھوڑیکا دعوی کرے اور سوداگر نے بھی کہا کہ تم سب گواہ رہیو یہہ لڑکا اپنی

جان آپ دیتا ہے کل کو کوئی اسکے خون کا آن کر مجھ سے دعوی کرے عمر اوس سے قرار
کرکے امیر کے پاس آیا اور کہا کہ حیف ہے کہ مین گھوڑے پر سوار ہون اور تم کھڑے
رہو امیر کو غیرت دامنگیر ہوئی قدم آگے بڑہا کے اس مرکب کے نزدیک گئے اور جہانتک
کہ زنجیرین اور سپر بندھی تھین سب کھولڈالین اور اندھیری بھی اتاری اوس گھوڑے نے
آدمی کو اپنے نزدیک دیکھا منہہ کھول کر چاہا کہ امیر کو کاٹے امیر نے اوسکی عنان پکڑکے
ایک گھونسا اس زور سے اوسکے سر پر مارا کہ تمام بدن اوسکا تھرتھرا گیا اور سر ڈالدیا
امیر نے اوسکا کان پکڑکے عمر سے کہا کہ بابا اوسکی زین مانگ لا عمر ایک خیمہ سے اوسکی زین
اوٹھا لایا کہ اوس زین مین کل مرصع جڑا ہوا تھا امیر نے وہ زین کو اوس مرکب کی پیٹھ
پر کس کر باہر شامیانے کے نکالا اور سوار ہونے لگے پہلے اوسکو قدم پر لگائے
لیکن گھوڑے نے اپنے کو کھلا پایا اور میدان کی ہوا دیکھی دہانے کو داڑھ کے تلے دابکر
ایک سمت کو صحرا کے بے اختیار چلا ہرچند امیر نے اوسکو روکا نہ رکا تمام روز مین
قریب پچاس ساٹھ کوس کے جا پہنچا جسوقت کہ کچھہ ایک دن باقی رہا گھوڑا ایک
خندق پر پہنچا اور جست کرکے اس پار گیا لیکن لنگر زبردست تھا گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی
اور مرگیا امیر لاچار اوس سے جدا ہوکر پیادہ پا چلے کوس دو ایک گئے تھے کہ پانون
مین آبلے ہو آئے اور ماندے ہوکر درخت کے تلے بیٹھ گئے اور لگے جناب ایزدی مین
دعا مانگنے کہ ایک طرف اوس بیابان کے ایک سوار نمودار ہوا نقاب سبز منہہ پر ڈالے
ہوئے امیر کے برابر آ گھوڑے سے اتر پڑا اور امیر کو کہا کہ خدا کے حکم سے ہمنے تمکو اپنا
نظر کردہ کیا کہ کوئی پہلوان تمہارے برابر ہو سکیگا اس پتھر کے نیچے ایک صندوق
ہے پیغمبرون کی سلاحکا اسکو تم اپنی ذات سے نکالو اور یہہ گھوڑا ہے خنگ اسحاق
نبی کا اسپر سوار ہو امیر نے اوس صندوق کو کھود کر نکالا اور اوس مین سے پیراہن
اسمعیل علیہ السلام کا پہنا اور خود ہود پیغمبر کا سر پر رکھا اور زرہ داود پیغمبر کی گلے مین
ڈالی اور دستانے یوسف پیغمبر کے اور موزے صالح نبی کے اور کمربند یعقوب
پیغمبر کا اور خنجر رستم کی اور دو تلوارین صمصام و قمقام الیاس کی اور سپر گرشاسپ کی

اور گرز سام بن نریمان کا اور نیمچہ سہراب کا اور زرہ نوح نبی علیہ السلام کا یہہ سب سلاح لگا کے
اُس گھوڑے پر سوار ہوئے نام اوس گھوڑیکا قیطاس تھا اور وہ نقاب پوش
غائب ہوگیا راوی کہتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے لیکن جسوقت امیر اوس مرکب پر
سوار ہوئے جہانتک کہ کوفت تھی سب دور ہوگئی اور مارے خوشے کے سماتے نتھے
چندروز مین راہ طی کرکے آگئے طرف مکہ معظمہ کے لیکن یہان دو کلمہ عمر کے ملاخطہ فرمائیے کہ وہ
جو امیر کے پیچھے چلا تھا کوس دس ایک تو گیا لیکن تمام کانٹونسے پاؤن چھد گئے اور ٹھوکرین
لگ کر ناخن اوتر گئے بیہوش ہوکر گر پڑا حکم سے خدا کے حضرت خضر علیہ السلام آئے اور
عمر کو اپنا نظر کردہ کرکر فرمایا کہ تجھ سے آگے کوئی نہ چل سکیگا یہہ کہکر تشریف لیگئے اور عمر
نے اوٹھکر دیکھا تو آگے سے چوگنی قوت معلوم ہوتی ہے اور دوڑ مین دیکھا تو کوئی
آگے نہین چل سکتا خدا کا شکرانہ ادا کیا پھر امیر کی تلاش مین چلا تھوڑی دور گیا تھا
کہ اس طرف سے امیر ساتھ اس شان وشوکت کے چلے آتے ہین عمر کی نگاہ جو نہین ان پر
پر پڑی اوس سلاح اور گھوڑیکو دیکھکر حیران ہوا اور کہنے لگا او عرب وہ گھوڑا
سوداگر کا کہان بیچا اور یہہ کسکو مارکر سلاح اور گھوڑا اسکا لے آیا امیر نے فرمایا
خون کرنا تیرا کام ہے مین خضر علیہ السلام کا نظر کردہ ہوا ہون اور یہہ خنگ اسحاق نبی
کا اور یہہ سلاح سب نبیون کے مجھکو خدا کی جناب سے عنایت ہوئے ہین عمر نے
کہا کہ مجھکو تب اعتبار آوے کہ یہہ گھوڑا پیغمبر کی سواریکا ہے جب مجھ سے آگے نکل جاوے
امیر نے فرمایا اچھا دیکھین دوڑ عمر نے کہا کہ کچھہ شرط بدو فرمایا جو تو کہے عمر نے
کہا اگر مین اس گھوڑے سے آگے نکلجاؤن تو آپ دس اونٹ مجھے دیجئے اور اگر یہہ
بڑھ گیا تو میرا باپ ایک سال تمہارے باپ کے اونٹونکو بے اجرت چرا دے امیر نے
قبول کیا لیکن عمر کی نظر پانے کی خبر نرکھتے تھے گھوڑیکو دوڑایا اور عمر بھی گوش بگوش مرکب کے برابر
قدم مارتا ہوا چلا دونو کے قدم برابر تھے کوئی نہ بڑھ سکتا تھا لیکن احوال وہانکا سنئے جب
گھوڑا امیرکو وہانسے لے بھاگا اور عمر نے تعقب امیر کا کیا لوگون نے یہہ خبر خواجہ عبدالمطلب
کو دی گریبان چاک کرکے معہ خویش و اقربا روتے ہوئے شہر سے باہر نکلے اور لگے اُس

میدان کی طرف دیکھنے ناگہان اک سمت سے اُس بیابان کے ایک گرد اوٹھی اور مقراض
بادنے گریبان گرد کا چاک کیا جوہین دامن گرد شگاف ہوا نظر سب کی امیر اور عمر پر پڑی
کہ امیر شکوہ تاجداران عرب لباس تمام نیلونکا پہنے ہوئے مرکب اسحاق نبی سیاہ قیطاس پر سوار
اور جلو مین عمر عیار قدم طرار کئے ہوئے برابر اس خنگ کے چلا آتا ہے راوی کہتا ہے
کہ عمر اور سیاہ قیطاس دوڑ مین برابر تھے جوہین نگاہ خواجہ عبدالمطلب کی امیر پر پڑی
مارے خوشی کے عجب حالت ہوئی امیر گھوڑے سے اتر کر باپ کے قدمبوس ہوئے خواجہ نے
چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا شہر مین ہر ایک کو امیر کے آنیکی خوشی ہوئی لیکن
مقبل وفادار نے دیکھا کہ امیر اور عمر دونو نے نظر پائی جی مین کہا کہ اب تو اندونون نظر
کردون مین کس طرح رہیگا بہتر یہہ ہے کہ نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوجئے وہان
سب کی عزت برابر ہے یہہ خیال کر کے شہر سے باہر نکلا اور مداین کیطرف چلا کوس چار
ایک جاکر شدت سے ماندہ ہوا اور ایکدرخت کے تلے بیٹھ گیا اور جی مین کہنے لگا کہ اس
زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ یون ذلیل ہوتے پھرے یہہ تصور کر اس درخت پر چڑھ کر ایک
شاخ پر جا بیٹھا اور کمر سے پٹکا کھول کر اوسکے سر کی اپنے گلے مین پھانسی لگائی اور دوسرا
سرا درخت کی پھننگ سے باندھ کر کود پڑا اور لگا لٹکنے آنکھون مین دم آگیا تھا قریب تھا کہ
جسم روح سے انتقال کرے کہ وہین اوس میدان مین ایک شہسوار پیدا ہوا کہ زمین سے
لے آسمان تک اوسپر ایک طبقہ نور کا تھا برابر مقبل کے اس شہسوار نے آکر ایک انگشت کا
اشارہ کیا کہ وہ کمر بند درمیان سے جدا ہوا اور مقبل گر پڑا اوس سوار نے مقبل کو اٹھا
پانچ تیر اور ایک کمان دی اور کہا کہ تیر اندازی مین تجھکو ہمنے اپنا نظر کردہ کیا اس کسب مین
تو بادشاہ ہوگا مقبل نے ہوش مین آکر عرض کی کہ اگر کوئی پوچھے کہ تو کس کا نظر کردہ ہے
تو کیا بتلاؤن فرمایا کہ کہو اسد اللہ الغالب یہہ کہہ نگاہ سے مقبل کے غائب ہوگئے
مقبل وہ تیر کمان لیکر شاد ہوا اور دیکھا تو آگے سے دس درجے زیادہ قوت ہے
ملہ کی طرف پھرا وہان امیر اور عمر نے مقبل کو جو نہ دیکھا گھبرا گئے اور نہایت فکرمند ہوئے
کہ کہان گیا ایسے مین مقبل آیا امیر کو خوشی اپنے نظر پانے کی سنائی امیر اور عمر نے

اوسکو گلے سے لگایا اور باہم لگے رہنے راوی کہتا ہے کہ بعد نظر پانیکے ایک روز امیر اور مقبل اور عمر یہہ تینون جوان نوخاستے کہ ساتوان برس انکو شروع تھا امیر بازار مین ایک دن واسطے سیر کے نکلے دیکھین تو لوگ بہت سے کچھہ خزانہ تحصیل کرتے ہین اور بہر کے آدمیونکو باندھتے ہین امیر نے عمر سے کہا دریافت کر یہہ کون ہین عمر نے دریافت کیا کہ سہیل یمنی کرکے ایک سردار ہے منظر شاہ یمن کا وہ یمن سے آیا ہے اسکے لوگ خزانہ تحصیل کرتے ہین امیر کو برا معلوم ہوا عمر سے فرمایا ہم تعلق رکھتے ہین نوشیروان سے یہہ کون اوس مکان سے خراج لینے آئے انکو منع کرا ور روپے جو جمع کئے ہین اون سے پھیر لو عمر نے جاکر اون آدمیونکو منع کیا کہا اونہون نے کہ ہم ایسے لڑکون کے کہنے سے چھوڑ دین پس سپاہ گری کر چکے امیر کو یہہ بات بدمعلوم ہوئی فرمایا انکو مارو اور روپئے چھین لو وہ بھی دو اڑہائی سو آدمی تھے لڑنے کو مستعد ہوئے امیر بھی سلاح اپنا کے پہنکر سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے عمر عیار اور مقبل وفادار اور اکثر جو یار تھے ہمراہ لیکر اُن لوگون کے ہاتھہ ناک کان کاٹے اور روپئے جو اونہون نے جمع کئے تھے چھین کر جنکے تھے انکو پہنچا دئے اور اونکو شکست دی وہ سب بھاگ کر سہیل یمنی کے خیمہ کیطرف چلے وہان مکہ کے لوگ دیکھین تو بہت سے آدمی زخم کھائے ہوئے بھاگے آتے ہین اور اونکے پیچھے کوئی مارتا چلا آتا ہے یہہ زخمی تو اندر خیمہ کے گھس گئے اور لگے اپنا احوال کہنے ایسے مین امیر بھی مع لوگون اوسکے اندر پیٹھ گئے نظر سہیل کی جو امیر پر پڑی عجب اک جوان خورد سال مثل آفتاب کے دکھائی دیا کہ مستغرق سلاح مین اور اوس گھوڑے پر کہ چشم فلک نے ایسا مرکب ندیکھا ہوگا امیر کیطرف متوجہ ہوکر لگا کہنے کہ یہہ سلاح اور گھوڑا مجھے دے کہ معاف کرون وگرنہ تونے شاہ یمن کے حکم کو عدول کیا اور اوسکے آدمیون کو مارا ہرگز جیتا نہ بچیگا امیر نے فرمایا او مردک جو تجھ سے ہوسکے قصور مت کر جب تو اوسکو آگ سی لگ گئی تلوار کھینچکر امیر پر جھپٹا امیر نے قدم آگے بڑھا کے قبضہ اسکا پکڑ لیا اور تلوار ہاتھہ سے نکال لی دوسرا ہاتھہ کمر مین دیکر اوسکو اوٹھا لیا اور زمین پر

پٹکا عمر نے حلقہ کمند کشادہ کرکے اوسکے گلے مین ڈالا اور باندھا دس ہزار اوسکے جو ہمراہ آئے تھے وہ سب مسلح ہوکے تیار ہوئے اور امیر کو معہ ہمراہیون کے گھیر لیا لیکن معہ یاران جنگ رستمانہ کرنے لگے قریب ڈیڑہ ہزار سوار کے مارے گئے اور ہزار آدمی کو مسلمان کئے باقی رہے انہون نے یمن کی راہ لی اور اون کا مال و اسباب امیر کے ہاتھ لگا سہیل یمنی بھی مسلمان ہوا امیر نے اوسکو کھول کے گلے سے لگا لیا اور اپنے برابر بٹھلایا اوس روز امیر کو عمر اور مقبل نے ایک تخت پر بٹھلا کر نذر دی اور سب یارون نے بھی دعا دی پھر کہا آج سے غلامون نے آپکو اپنا امیر کیا مسکرا کر سب کی نذر لی اور جسوقت کہ معہ ہزار سوار یمنی نومسلم داخل شہر مین ہوئے تمام عالم تماشا دیکھنے کو نکلا اول امیر جا کر شرایط طواف بیت اللہ کے ادا کئے بعد گھر مین جا کر اپنے باپ کے قدمبوس ہوئے اور خوشی کی نذر اس فتح ہونے کی اور امیر ہونے کی گذرانی فرمایا بابا خوشی تو تمہاری ہمکو ہر دم کے دیکھنے کی ہے لیکن ظاہر مین یہہ دونون باتین خوب نکین امیرون مین سب اسکا رشک کرینگے اور دشمن ہونگے اور بادشاہ یمن سے جو بگاڑا خوب نہ کیا کہ وہ مالک چالیس ہزار سوار کا ہے مبادا اگر وہ چڑھ آوے تو سخت مشکل ہے امیر نے عرض کی کہ توفیق سے خدا کے اور دعا سے آپ کے اوسکو یہان کب آنے دیتا ہون آگے ہی جا کر اوسکو معہ ملک مین مسخر کرتا ہون خواجہ نے بہت سا سمجھایا لیکن امیر رخصت ہوئے اور ہزار سوار کی جمعیت سے طرف ملک یمن کے روانہ ہوئے دوسری منزل تھی کہ امیر فوج سے جدا ہوکر اور عمر عیار کو ہمراہ لیکر ایک طرف چلے دیکھین کہ تختۂ سنگ پر ایک نوجوان برس دس گیارہ کے سن و سال مین لباس فقیرانہ پہنے بیٹھا ہے امیر کو اوسپر رحم آیا کہ اب جوان فقیر ہوا اوسکے برابر آکر سلام علیک کی اور کہا کہ یہہ تمہاری عمر اور جمال باعث اس وضع کا کیا ہے اوس نے کہا صاحب کو اوسکے پوچھنے سے کیا حاصل ایک درد رکھتا ہون کہ جسکی دوا نہین امیر نے کہا کہ درد مرگ کی دوا نہین ہے اور سب دردون کی حق تعالے نے دوا بنائی ہے شاید کہ اوسکی دوا میرے ہاتھ سے ہو واسطے جو شفقت

امیر کی اسقدر دیکھی کہا مین بیٹا بادشاہ مغرب کا ہون منظر شاہ یمنی کی بیٹی پر عاشق ہو کر نکلا ہون جو کوئی سنتا ہے سو فریفتہ ہو کر جاتا ہے وہ بادشاہزادی کہ ہمائے تاجدار اسکا نام ہے جو شخص اسسے نکلکر میدان مین چوگان بازی کرتا ہے وہ اوس سے گوی سبقت لیجاتی ہے اور اس کا باپ اس جوان کا سر کاٹ کر قلعہ کے کنگورے پر رکھوا دیتا ہے مین نے اپنے یہہ جرات نہ پائی یہان فقیر ہو کر بیٹھا ہون امیر نے کہا اگر خدا نے چاہا تو مین اس معشوقہ کو تمہارے زیر کرونگا اور نام اوس جوان پر ارمان کا سلطان بخت مغربی تھا مسلمان ہوا اور امیر کے پانو نکو بوسہ دیا امیر نے اوسکو چھاتی سے لگایا اور اسباب ضروری یاوری خانہ اور نقار خانہ کا اور اصطبل کا ایک خیمہ اوسکو عنایت فرمایا اور اوس روز وہان مقام کیا دوسرے دن کوچ کر کے روانہ ہوئے منزل بمنزل چلے جاتے تھے کہ ایکدن امیر اوسیطرح لشکر سے جدا ہو کر جنگل جنگل جاتے تھے کہ نظر امیر کی ایک جوان پر پڑی کہ شیر کے چمڑے کا ٹوپ سر پر اور شیر ہی کی کھال کی قبا گلے مین زنجیر آہنی سے کمر باندھی ہوئی اور ایک شیر روبرو بندھا ہوا ہے امیر نے اوسکو اپنا ہم عمر دیکھا برابر آکر اوس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور یہہ لباس کیون اختیار کیا کہا نام میرا طوق بن جیران حرامی ہے اس جنگل مین رہتا ہون جو شخص کہ ادہر سے گذرتا ہے اسپر شیر کو اوسپر چھوڑ دیتا ہون یہہ شیر اوسکو مار ڈالتا ہے مین اسکا لباس اور اسباب لیکر بازار مین جاکر بیچتا ہون اور اوسکی قیمت سے اپنی اوقات مین صرف کرتا ہون امیر نے کہا حیف ہے کہ تجھسا جوان یہہ پیشہ اختیار کرے اگر کچھ میسر نہو تو گدائی کرے کہ اس سے وہ خوب ہے کہ بندگان خدا کو بیگناہ مارنا اوس نے کہا اے جوان مجھ کو تیرے اوپر ترس آتا ہے اپنا لباس اور گھوڑا میرے حوالے کر دے نہین تو شیر کو چھوڑتا ہون امیر نے ہنسکر کہا کہ مین بھی اس شیر کا منتظر ہون اوس نے پٹا شیر کے گلے سے نکال لیا اور امیر کیطرف اشارہ کیا وہ شیر امیر پر لپکا امیر نے نیزے لیسے اوٹھا لیا اور اوپر اوس جوان کے پھینکا اوس نے جو یہہ زور اور قوت امیر کی دیکھی تلوار کو نیام سے کھینچکر امیر پر دوڑا جو نہین نزدیک آیا امیر نے وہی نیزہ عصا وار اوسکے شانون مین اس زور سے مارا کہ گر پڑا اور پھر اوٹھکر چلا امیر بھی گھوڑے سے اتر پڑے اور اوسکے برابر جاکر ایک ہاتھ سے اوسکی گردن پکڑی

اور دوسرا ہاتھ کمربند مین ڈالکر سر سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اوس نے امان طلب
کی امیر نے اوسکو مسلمان کیا اور بہت خوش ہوئے اس روز لشکر وہین اترا امیر نے اسباب واسطے
طوق بن جیران کے جدا کیا اور اوسکو اپنا علم بردار کیا دوسرے دن طرف یمن کے چلے جبکہ قلعہ یمن کا
پانچ کوس رہا وہان اُترے لیکن یہان یمن مین منظر شاہ یمنی نے جو اپنے لوگونکے مارے جانیکا
اور سہیل یمنی کے معہ ہزار سوار مسلمان ہونیکا احوال سُنا اپنے بیٹے کو نام اوسکا نعمان بن
منظر تھا دس ہزار سوار سے قلعہ کی محافظت کو چھوڑا اور باقی فوج اپنے ساتھ لیکر طرف مکہ معظمہ
کے روانہ ہوا لیکن امیر اور راہ سے چلے اور وہ اور راہ سے گیا امیر نے ایک خط لکھکر
نعمان کو بھیجا کہ مین خواہندہ مغربی ہون واسطے ہمارے تاجدار کی خوشی کے آیا ہون جو جو اوسکی شرطین
ہین سو مجھ سے کہے کہ مین ادا کرون جسوقت کہ وہ خط نزدیک نعمان کے گیا اوس نے پڑھکر اپنی
بہن سے یہہ احوال کہا اوس نے کہی کہ بید انکو ہموار کرو صبحکو اوس سے سلاح بازی کرکے سزا دونگی اُس
نے جواب امیر کے پاس بھیجا امیر چوگان بازی کا نام سُنکر نہایت شاد ہوئے اور ادھر نعمان
بن منظر دس ہزار سوار سے قلعہ کے باہر گیا اور طبل جنگ کا حکم کیا امیر کے بھی لشکر مین طبل
اور نقارے لگے بجنے تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی امیر اوس شب
یارونکو ہمراہ لیکر شب بیدار رہے عمر عیار جام شراب کا ہاتھ مین لیکر لگا امیر کو پلانے
اسوقت شب مہتاب مین خیمہ کے روبرو وہ جو بڑی بڑی سابر کی قناتین تھین کھولڈالین
فقط ایک نگیرا اطلس سرخکا کہ اوس مین بادلے کی جھالر لگی ہوئی تھی کلابتون کی ڈوریون سے
طلائی الماس تراش استادون پر کھڑا ہوتھا اوس چاندنی رات مین میدان کا عالم اور
ابتدائے برسات کی ہوا مطلع صاف تھا لیکن کہین کہین چھٹتے ابر کے سفید سفید چاند کی
روشنی مین فلک پر معلوم ہوتی ہوئی اور صدا دریا کے موجکی اور سناٹا ہوا کا اور لشکر کی
دہوم آواز کوس و نقاریکی آتی ہوئی نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی اوسوقت امیر کو سرور
شراب کا اور اُس گلابی آنکھون مین سرخ ڈورون کی نمود جیسے برگ گل پر رگ
گل کا عالم ہوتا ہے اس حالت مین عمر کو فرمایا کہ اب تم جام اور شیشہ رکھدو اور
ہتیارون کو منگوالو عمر نے اسوقت امیر کا معہ یارون سلاح منگوایا اور لگے سان

دینے

دینے غرض اسیطرح تمام رات گذری صبحکو نعمان بن منذر دس ہزار سوار لیکر میدان مین کھڑا
ہوا اوس طرف سلطان صاحب قران امیر حمزہ نامدار ہزار سوار کی جمعیت ہمراہ لیکر تمام
سلاح بنہون کا لگائے ہوئے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور طوق بن حیران حرامی
ہاتھ مین علم لئے ہوئے اوس کا سایہ صاحب قران کے سر پر کیا ہوا دست راست امیر کے
سلطان بخت مغربی سلاح جواہر نگار مین مغرق اور دست چپ کو سہیل اور اسیطرح پیچھے
امیر کے مقبل وفادار دو ترکش قضا قی ایک گھوڑے سے لگائے ہوئے اور
ایک کمر بندسی کمان ہاتھ مین سئلے ہوئے مستعد اور آگے جلو مین عمر عیار پیک نامدار خنجر
گذار چست وچالاک بنا ہوا اس طرح امیر آہستہ آہستہ جسوقت کچھ ایک کرن سورج کی نکلنی
شروع ہوئی اسوقت مقابل نعمان کی فوجکی جا کر کھڑے ہوئے لیکن عمر نے اوس قرینہ سے
صفین استادہ کی تھین کہ وہ ہزار بھی چار ہزار سے کم نہ معلوم ہوتے تھے اور اوسوقت
ہلکا ہلکا خفیف ساکچھ ابر بھی آسمان پر چھایا ہوا اور سبزہ میدان کا معلوم ہوتا ہوا
خنکی ہوا کی بان وشان دونون فوجونکے پھرتے ہوئے تیرہ گی زرہ جوشن کی اور
گھوڑون کا ہنہنانا نقیبون کی صدا اوسوقت سب منتظر ملکہ ہمائے تاجدار کے کھڑے
تھے کہ ایک مرتبہ قلعہ کی طرف سے ایک سوار جواہر پوش نکلا گویا سراسر یہہ مرکب
جواہرات کے دریا مین غوطہ مارے تھا لیکن ایک نقاب سبز زمرد نگار منہہ پر پڑا ہوا معہ سپر
تلوار خنجر ترکش کمان پر سلح ہے اور ایک چوگان ہاتھ مین سئلے ہوئے آیا مانند شعلہ
آتش منہہ سلمانون کیطرف کیا اور آواز دی کہ کہان ہے خواہندہ مغربی آوے میدان
مین کہ اسکا کسب اور ہنر دیکھ لون ساتھ ہی اس کہنے کے امیر نے خنگ اسحاق نبی کو ران
مین گدگدایا مثل برق کے میدان مین آیا اور برابر اسکے آکر کہا کہ وہ معشوق دیکھون تیرا
کمال جو یہہ شہرہ تونے پیدا کیا ہے اوسنے اشارا کیا اپنے عیار کو اس نے ایک گوے
میدان مین ڈالا اس معشوق نے چوگان کو گوے سے آشنا کیا اور میدان مین لیچلی امیر نے تامل
کیا جبکہ آدھے میدان مین گذر گئی جب تو امیر نے بھی چوگان عمر کے ہاتھ سے لیکر سیاہ قیطاس کو
میدان مین ڈالا اور برابر آکر اوسکے چوگان کو گوے مارا اور طرف میدان کے پھیر آس

معشوقہ نے نقاب کھول کر سر پر ڈالا اور امیر کو کہا کہ میری طرف دیکھ جونہین نگاہ امیر کی اس پر پڑی تو واقعی ایک معشوقہ ہے کہ حسن اور جمال مین لاثانی ہے آفتاب اور ماہتاب اوسکے حسن کی تجلی کے آگے شرمندہ ہین ایک سکتہ کی حالت ہوگئی اس معشوقہ نے امیر کی یہہ حالت دیکھ کر گھوڑیکو جولان دیا اور پھر چوگان سے اوس گوئے کو لیچلی امیر نے دفعتاً ہوش مین آکر اپنے مرکب کو بھی ایڑ دی اور کہا او علامہ معلوم ہوا کہ تو اسیطرح مردان عالم کو فریب دیکر شرط جیت لیتی ہے لیکن مین ہرگز تیرے حسن کا فریفتہ نہین ہوا اب میرے ہاتھ سے کہان جا سکتی ہے یہہ کہکر چوگان کو اوسپر لائے اور میدان کی طرف لیچلے ہر چند ہمانے چاہا کہ گوئے تک پہنچے لیکن امیر لے ہی گئے اور فرمایا اے ہما اب کیا کہنی ہے کہا ایک مرتبہ اوسکو پھر آزمائیے امیر نے گوئے اسطرف پھینکا اور وہ اس دفعہ مثل ہوا کے لیچلی امیر نے بھی گھوڑا دبا کر گوئے پھیری اوس نے دیکھا کہ حمزہ گوئی کیطرف مصروف ہے بھاگی اور چاہا کہ بھاگ کر صف مین جاوے نظر امیر کی اوسپر پڑی گوئے اوسپر چھوڑ کر اوسکے برابر گئے اور کمر بند پکڑ کر گوئے سمیت اوٹھالیا اور لاکر عمر کے حوالے کیا اوس نے ہاتھ سے باندھکر لشکر کی راہ لی یہہ حالت نعمان نے دیکھی فوجکو حکم کیا اور کہا یارو اس جوان نے غضب کیا سب ملکر اسکو مار لو یہہ کہنا تھا کہ دس ہزار سوار ہر طرف سے سپر و تلوار و خنجر لئے ہوئے امیر صاحب قرآن پر آگرے امیر نے بھی سپر دست چپ و شمشیر دست راست لیکے لشکر کفار مین گھسے جسطرح کہ شیر درندہ بکریون مین در آتا ہے اور سب بھاگتی ہین اسطرح پرے کے پرے لگے بھاگنے اور رفیق بھی امیر کے ہزار سوار کی فوج سے مدد کو امیر کے اوس دس ہزار سوار پر جا گرے اور لگی تلوار چلنے جس کافر کے سر پر تلوار مارتے تھے تا بکمر زنجیر کاٹتے جسکی کمر مین لگاتے تھے مانند خیار تر کے قلم کرتے تھے جسکی حمایل پر ہاتھ چھوڑتے تھے مع ایکطرف کے ہاتھ سر جدا ہوتا غرض امیر کے پہلوان جنگ آور دہاڑتے ہوئے مردم نعرہ کنان سر ٹہرئے کافران مانند گوئے غلطان خونہائے روان مثل آبجوی روان دونون فوجونکا عالم جیسی گھٹا سی چھائی ہوئی چمکنا تلوار کا بجلی کی مانند اور تقاطر ہونا خونکا ایک عجب عالم تھا کہ سب کے چہرون پر چھینٹے ہو کے

پڑے ہوئے اور تلواروں کی دھاروں سے خون بہہ بہہ کر قبضوں کے پاس آکر ٹپکتا غرض جسوقت
نعمان نے آکر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر نے سپر پر روکی اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کر
اوسکو اوٹھالیا اور عمر کی طرف پھینکا اوس نے حلقہ کمند سے اوسکو باندھا باقی لوگ شکست کھاکر
شہر مین بھاگ گئے نعمان نے امان مانگی اور مسلمان ہوا امیر نے اوسکو بلوا کے خلعت دیا اور
چھاتی سے لگایا نعمان نے جہانتک کہ خلقت مین مین تھی سبکو مسلمان کیا اور امیر کو شہر مین لیگیا
امیر نے ہمائے تاجدار کو مسلمان کر کے محل مین بھیجا لیکن وہان جو منظر شاہ مکہ کو جاتا تھا راہ مین
یہہ خبر اسکو پہنچی کہ شہزادہ معہ سپاہ و ہمائے تاجدار حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے اور قلعہ بھی
اپنے تحت سے گیا لاچار وہین سے پھرا اور یمن مین آکر دیکھا تو تمام ملک مسلمان ہوا جو فوج اسکے
ساتھ تھی لیکر طبل جنگ کا بجوایا دوسرے دن میدان مین آکر امیر سے لڑا اور مسلمان ہوا امیر
نے اُس کا ملک اسکو بخشا وہ قدمبوس ہوا اور امیر کی ایک مہینے تک دعوت کی خوب جشن رہا
بعد امیر نے ہمائے تاجدار کو بلوا کے سلطان بخت مغربی کے حوالے کیا وہ امیر کی لیاقت
دیکھ کر حیران ہوا اور عرض کی کہ ابھی یہہ اپنے باپ کے گھر رہے کسواسطے کہ میری خاطر جمع ہوئی
جب آپ شادی کیجئے گا بندہ بھی تب ہی کریگا بعد امیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اُسنے
کہا اب غلام آپکے قدم چھوڑ کر کہان جاتا ہے یہہ قصد رکھتا ہے کہ رکاب سعادت
کے ہمراہ رہون منظر شاہ نے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور دس ہزار سوار جنگ
آزمودہ ہمراہ لئے وہان اپنی طرف سے ایک نائب شہر مین چھوڑا اور امیر کے ہمراہ طرف مکہ کے روانہ ہوا

داستان چھٹی

یہان سے دو کلمہ داستان حشام بن علقمہ خیبری کے ملاحظہ کیجئے کہ خیبر مین اسکا
تولد ہوا جبکہ گیارہ برس کا ہوا ایک روز بازار مین خیبر کے سیر کی خاطر شاہانہ نکلا دیکھا کہ نوشیروان کی
طرف سے کچھ لوگ آئے ہین اسکو برا معلوم ہوا لگا کہنے جہان مین رہون وہانکا خزانہ اور
ان مین سے بیس آدمی کے ہاتھ پاؤن اور ناک کان کاٹ کے شہر سے نکالدیا اور
لوگونکو کہا خراج ہمارے واسطے لاؤ کہ فوجکو جمع کر کے نوشیروان کو مار لون لوگ
بموجب کہنے اسکے سب حاضر کرتے تھے چند روز مین اوس نے فوج تیار کی اور مداین کیطرف

چلا راہ مین جس جگہہ جاتا تھا جو قصبہ یا گانون یا شہر ملتا تھا اوسکو لوٹ کر بیچراغ کرتا تھا
چالیس ہزار سوار غرق آہن فولاد ہمراہ لئے ہوئے اسیطرح قریب مداین کے جا پہنچا یہہ
خبر بادشاہ کو ہوئی بزرجمہر سے مشورت پوچھی کہ اسکا علاج کیا کرین اپنا قصد ہے کہ سپہ لیکے
نکلئے اور اسکو مار لیئے بزرجمہر نے کہا کہ ہرگز آپکو مناسب نہین جو اوسکا سامنا کیجئے کس
واسطے کہ وہ بے نام و نشان تھوڑی سے جمعیت ساتھ لیکر آیا ہے روبرو ہونا حضور کی سبکی
ہے خدا نخواستہ اگر اوسکے ہاتھ سے کچھہ زیادتی ہوتی تو سب کہینگے کہ بادشاہ ایک ادنی
شخص سے فتح نہ پا سکا دوسرے ہوت اوسکی اور کے ہاتھ ہے بیفائدہ لڑنے سے کیا حاصل
اوسکے آنے سے قبل شکار کو چلئے کہ لوگ جانینگے بادشاہ کو خبر نہوئی کسی پہلوان کو قلعہ
کی محافظت کیواسطے یہان چھوڑ دیئے کہ وہ خبردار رہے اور آپ چالیس دن شکار مین نالیئے
کہ چالیس دن آپکے طالعون مین نحوست ہے بادشاہ کو کہنا بزرجمہر کا خوش آیا ایک
پہلوان تھا غز فیل گوش نام اوسکو پچاس ہزار سوار سے قلعہ مین چھوڑا اور تقید کی کہ
خبردار جو کوئی لڑنے کو آوے قلعہ بند کرکے لڑنا اور شہر ہاتھ سے ندینا اوسکو کوتوال
کرکے شہر حوالے کیا اور آپ طرف کوہستان کے واسطے شکار کے گئے اوسکے دس
بارہ دنکے بعد حشام چالیس ہزار سوار خونخوار سے آیا اور طبل جنگ کا بجوا کر شہر کو محاصرہ
کیا اور لڑائی شروع کردی لیکن غز فیل گوش بھی شرط قلعداری کی جیسی چاہیئے ویسی بجا لایا
اوپر سے گولے مارا کیا اور کسیکو تمام دن نزدیک خندق کے پھٹکنے ندیا کہ کوئی قلعہ مین
نہ آوے جب شام ہوئی اور رات کا وقت قریب آیا حشام نے طبل بازگشت کا بجوایا اور ایک
طرف کو مداین کے اتر پڑا رات کو غم و غصہ مین کاٹا صبحکو پھر کوس و نقارے جنگ کے بجوا کر
شہر مداین کے لینے کو میدان مین آکر کھڑا ہوا راوی لکھتا ہے کہ اوس روز غز فیل گوش
کے جی مین خیال آیا کہ مین سپہ گری مین اس گبر سے کم نہین ہون میدان مین نکلکر اوسکو کیون
نہ جواب دون کہ بادشاہ کے سامنے نام ہووے یہہ خیال کرکے مسلح ہوا اور دروازہ
شہر کا کھولکر پانچہزار سوار سے باہر نکلا پشت قلعہ کی طرف کرکے مقابل حشام کی فوجکی استادہ ہوا نظر حشام
کی جو نہین اسپر پڑی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا اور کہنے لگا کہ اس کی اجل گریبان پکڑ کر

میرے روبرو لائی ہے یہہ آپ سے نہین آیا سپاہ کو اوسنے اوسی جا چھوڑا اور گرگدن کو
اپنے دوڑاکر برابر اُسکے آیا لگا کہنے کیا قصد ہے غترنے جواب دیا او گبرنچے یہہ
کیا فکر تیرے دلمین سمائی ہے کہ دروازہ بادشاہ ہفت کشور کی دشمنی کا تونے اپنے اوپر
کھولا ہے اس بات سے درگذر نہین تو تو مارا جائیگا تیرے واسطے بہتر ہے کہ فرمانبرداری
کرا اور اپنی تقصیر معاف کروا حشام نے کہا مین بزور شمشیر تیرے بادشاہ سے اس ملک کا خراج
لونگا غتر حشام کی اس گفتگو سے بہایت خفا ہوا وہ نیزہ جو ہاتھہ مین تھا حشام کے سینہ مین مارا
اسنے ہاتھہ کو دراز کرکے گلوگاہ نیزہ کا پکڑکر بزور اوسکے ہاتھہ سے لیلیا اور وہی نیزہ
غتر کی چھاتی پر مارا کہ سنان تیز کی چھاتی پر لگتے ہی پشت کو چھوڑکر پار گذر گئی حشام نے اس
جوانکو صدر زین سے اکھاڑکر زمین پر مارا اور لوگ اپنے ہمراہ لیکر وہ جو اوسکے ہمراہ پانچہزار
سوار کھڑے تھے اُمین جا پڑا وہ شکست کھاکے قلعہ کی طرف بھاگے حشام بھی متعاقب اونکے اور اپنے
چالیس ہزار سوار سے سوزن کشادہ داخل شہر ہوا اور حکم کیا کہ شہر کو تاراج کرو ہمنے تمام
شہر کی لوٹ اپنی فوجکو معاف کیا آدمی اوسکے ساتھہ کے جہانتک تھے ہر محلہ مین در آئے اور
دست تاراج لگے دراز کرنے ستر ہزار آدمی زن و مرد اسیر کئے حشام تخت و تاج و اثاثہ
سلطنت جہانتک تھا اسپر متصرف ہوا تمام اسباب اور اسیر ہمراہ لیکر مع تخت بجلوس سلطنت
آثاثہ بادشاہت لیکر شہر سے باہر نکلا اور آکر مقام کیا دوسرے دن کوچ کرکے روانہ ہوا
کئی ایک منزل کے بعد اُسکا لشکر ایک دوراہی پر وارد ہوا کہ وہانسے ایک راہ خیبر کو جاتی
تھی اور ایک دوسری راہ مکہ کی مفسد لوگ جو اوسکے ہمراہ تھے انہون نے کہا کہ آپ کو
مکہ چلنا بھی بہایت ضرور ہے کیونکہ وہان گھر مسلمانونکے خدا کا ہے اُسکو خراب کرنا لازم ہے
کہ کچھہ کام اپنے دین کا بھی ہو اور نوشیروان کا ملک جو غارت کیا واسطے دنیا کے وہ بھی
بت پرست تھا اور تو بھی بت پرست ہے اس مین کام عقبیٰ کا نہوا حشام کے دلمین یہہ باتین
مفسدونکی معقول معلوم ہوئین کہا سچ کہتے ہو لشکر کو مکہ کی جانب بھیجا اور آپ بھی اسیطرف
روانہ ہوا لیکن خبر اس ملعون کے خروجکی تمام جہان مین مشہور ہوئی تھی قضارا مکہ مین بھی
معلوم ہوا کہ اس شہر کے غارت کرنیکا ارادہ کرکے آتا ہے اس وہشت سے

ہر ایک شخص کانپ گیا اور لگا جناب باری مین دعا کرنے کہ باریخدایا ظالم سے اس ناپاک کے بچا نا یکم تبہ اُنکی دعا کا مستجاب ہونا قادر قدرت نمانے قدرت اپنی کو ظاہر کیا کہ اسی روز امیر حمزہ نامدار بالشکر خونخوار یمن سے مکہ مین تشریف لائے اوّل زیارت بیت اللہ کی کرکے باپ کی قدمبوسی کو گئے نظر خواجہ عبدالمطلب کی جونہین اپنے اس فرزند ارجمند پر پڑی شکرانہ جناب ایزدی مین کیا امیر کو چھاتی سے لگا کر مبارکباد یمن کے فتح کرنے کی دی بعد گفتگو کے نگاہ چہرے پر سلطان صاحب قرآن کے کرکے بے اختیار زار و نزار مانند ابر نو بہار کے رونے لگے امیر نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار آج حق تعالےٰ نے مجھکو صاحب فتح و ظفر کیا ہے کہ ملک یمن کا میرے تصرف مین آیا ہے چاہیئے آپکو خوشنودی ہو موجب رونیکا معلوم نہین ہوتا کیا ہے فرمایا بیٹا خدا تمکو ہمیشہ صاحب حشمت رکھے اپنی بھی خوشی ہے کہ تم ہمیشہ صاحب اقبال رہو لیکن موجب اسوقت گریہ کا یہہ ہے کہ حشام بن علقمہ خیبری سے شخص نے کمر تمہاری دشمنی پر باندھی ہے کہ نوشیروان جس کے عہد سے نیز آیا مداین کو غارت کرکے اثاثہ سلطنت شاہ ہفت کشور کا لئے ہوئے اب اس شہر پر آتا ہے دیکھیے احوال ہم لوگونکا کیا ہوتا ہے امیر نے یہہ سنکر کہا قبلہ حاجات آپ خاطر جمع رکھین کہ عنایات الٰہی سے کچھہ نہوگا اس سے ہرچند کہ وہ شیطان سیرت زور آور صاحب لشکر ہے پر آپ خاطر جمع رکھین اوسکو گوشمالی واجبی دونگا کہ پھر دوسرا بادشاہ کی خدمت مین ایسی حرکت نکرے خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا اے فرزند مین چاہتا ہون کہ تجھکو کسی بہانے سے طرف حبش کے بھیجون کہ اوسکے شر سے امین رہے اور تیرا قصد اسکے مقابلہ کا ہے وہ نہایت زور آور ہے مثل شاہ یمنی نہین امیر نے جوابدیا کہ آپ اتنی دہشت اسکی کیون کرتے ہین خدا میرا کریم ہے اور سب پر توانا ہے جسکو چاہے توانائی دے یہہ کہکر باپ کے ہاتونکو بوسہ دیا اور کہا آپ دعا سے فراموش نکیجئے گا مین جاتا ہون رخصت ہوکر بیت اللہ مین گئے اور سجدہ کرکے جناب پروردگار سے مدد چاہی پھر باہر نکلکر سوار ہوئے اور اپنے اردو مین جاکر مقام کیا اور تیاری لشکر کی کرکے مع اپنے سردارون کوچ کرکے متوجہ طرف حشام کے ہوئے راوی کہتا ہے کہ امیر وہان پہنچے کہ جس مکانسے اوحشام

کے لشکر سے تیس کوس کا مفاصلہ رہ گیا امیر اور سب وہان اترے جب گھڑی چار ایک رات گذری وہ جو بہادر کار آزمودہ تھے انہون کولیکر سوار ہوئے اور تیس کوس کے عرصے دھاوا کرکے شبخون حشام کی فوج پر مارا اوستادون نے لکھا ہے کہ امیر نے شبخون دشمن کے لشکر پر تمام عمر مین اپنے سوا اُسکے اور کہین نہین مارا اگر کوئی قصہ خوان کسی دفتر مین یا کہین اور جا لکھے غلط ہے صبح قریب تھی کہ فوج امیر صاحب قران کی اوس کے لشکر پر گری اور امیر حمزہ نامدار نے نعرہ اللہ اکبر کا کیا اور کہا کہ جو کوئی جانتا ہے جانتے اور اگر نہین جانتا ہے سو پہچانے کہ مین ہون امیر کشورگیر حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف اور تلوارین دونون ہاتھون مین لیکر جنگ کرنے لگے اور لشکر امیر کا بھی لگا ہر ایک اصل جہنم کو مارنے پھر جو جیتا خیمہ سے نکلتا تھا اُسکو مارتے تھے دس ہزار سوار حشام کے لشکر کے جہنم واصل ہوئے فوج پراگندہ ہوئی حشام اوسوقت سوتا تھا یہہ احوال دیکھکر حیران ہوا سلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا لوگ جو اوسکے متفرق ہوئے تھے اوسکو دیکھکر پھر جمع ہوئے صبحکو جسوقت آفتاب گلرنگ نے سر دریچہ خیبر جنگ سے باہر نکالا اور روشنی اسکی تمام عالم پر ظاہر ہوئی اسوقت تین ہزار سوار سے حشام اور صاحب قران دس ہزار سوار سے میدان مین صف باندھ کر کھڑے رہے بان برق دونون لشکرون مین لگے پھرانے صدا ہر طرف سے کوس و نفیر کی لگی ہونے چاہتے تھے کہ کوئی میدان مین نکلے کہ اتنے مین تبردار جھاڑ بوٹا کاٹ گئے اور بیلدار پست و بلند زمین کو ہموار کر سقے آب پاشی کر گئے اور نقیب پکارے کہ کجا لاقہ کجا لامان کجا سہراب بن رستم کجا سام بن نریمان آوین میدان مین اور اپنی اپنی شجاعت کا نشان بلند کرین اس آواز کو سنتے ہی حشام قہرناک مثل شعلۂ آتش میدان مین آیا اس شان و شوکت سے کہ اسکو دیکھکر ہر ایک کے رونگٹے کھڑے ہوگئے ایک خود فولادی صیقل کیا ہوا سر پر دہرے ہوئے اور اس پر تین جیغے مرصع نگار رکھے ہوئے ایک ابلق پر کسی جانور کا کلغی کے جا کھونسا ہوا زرہ تنگ کے حلقے گلے مین پہنے ہوئے اس کے اوپر چار آئینے لگائے ہوئے شمشیر حمایل اور کمر مین خنجر لگائے ہوئے دو کمانین و قربان سپر ابریشم ہفت رنگ

مرصع کے قبون کی شانے پر لٹکائے ہوئے ایک کمند مثل زلف سیاہ محبوب فتراک سے لگائے ہوئے ساعد بند و زانو بند ہاتھ پانون پر نصب کئے ہوئے ایک نیزہ دراز مانند آہ عاشقان پنجہ مین گرز گران بار قربوز زین مین کرگدن پر سوار جس کے کھاگ کو سونے سے مڑھکر اوپر دانے یاقوت و زبرجد کے بیش قیمت لگائے تھے اسپر ایک پھل سہ پہلو فولادی ایا ہوا نصب کیا زین فولادی زرکوب کا اس کرگ کی پیٹھ کسا ہوا جسپر وہ گبر بچہ سوار میدان مین آیا اور لشکر کی طرف دیکھکر شکل رعد غرآیا اور لگا کہنے آرزوے مرگ کسکو ہے کہان ہے امیر حمزہ نامدار عرصہ کارزار مین میرے مقابل آوے تا کائنات بہادری اور مردان عالمی کی آج معلوم ہو جاوے امیر نے جو نہین اس گبر بچے کو نصف میدان مین دیکھا خنگ اسحاق بنی مرکب سیاہ قیطاس کو اسطرف ڈالا اور برابر اس گبر کے آکر ایک نعرہ اللہ اکبر کا رستمانہ ایسا کیا بند بند اوسکا کانپ گیا اوسنے نگاہ چوطرف امیر کے کی دیکھے تو ایک جوان بکمال صفا از سر تا پا لباس حرب مین غوطہ لگائے ہوئے کھڑا ہے حشام نے اپنی تمام عمر مین یہہ یراق نہ دیکھا تھا لگا کہنے او عرب زادے یہہ لباس اور گھوڑا کسکا لیکر آیا ہے لایق ہماری شان و شوکت کے ہے تجھکو زیب نہین دیتا میرے حوالے کر کہ تیرا گناہ معاف کرون یہہ تونے بے ادبی کی کہ شبخون میرے لشکر پر مارا اسکو پھر زبان پر نہ لاؤن اور اگر عذر اوسکے کریگا ہرگز جان بر نہوگا امیر کو اسکی گفتگو سے آگ سی لگ گئی اور مارے غصہ کے رنگ سرخ ہو گیا فرمایا او پاجی ہرزہ گوئی موقوف کر اگر کچھہ زور بازو رکھتا ہے تو زبان کو کوتاہ کر اور اس زور بازو کو دراز کر تا اب بہادرون مین تیری شجاعت معلوم ہو جاوے حشام کو طیش آیا وہ جو نیزہ اسکے ہاتھہ مین تھا داہنی اور بائین بغل سے نکال مثل آہ عاشقان و یا کاکل معشوقان طرف امیر کے چلا اور برابر آکر امیر کی چھاتی پر لگایا امیر کے ہاتھہ مین بھی نیزہ تھا اس نیزکی سنان پر روکا لگی دو نوجوان مین نیزہ بازی ہونے ایسا کہ آپس مین سو سو طعن نیزہ زنی جوانو نکے رد و بدل ہوئے اور کسیکو آسیب نہ پہنچا جب تو حشام غضب مین آیا اور کہنے لگا اب کام ہمارا یہانتک پہنچا کہ اس عرب زادے کے ساتھ اس قدر نیزہ بازی ہو کھسیانہ ہو کر اپنا نیزہ ہاتھ سے دور پھینکا اور ہاتھ تلوار کے قبضہ پر ڈال کر امیر پر چلا نیام سے نکال کر

تیغ الماس دم کو طرف امیر کے بلند کیا اور گینڈے کو دباکر برابر آیا چاہتا تھا کہ امیر کے سر پر مارے
لیکن امیر عرب نے خدا کو ہزار اور ایک نام سے یاد کرکے دست پلے کو دراز کیا اور بند دست
اس گرگ کا پکڑ کر زور کر جبراً و قہراً تلوار اوسکے قبضہ سے نکال لی اور آسی تلوار کو بلند کرکے
کہا خبردار رہو یون نہ کہنا کہ خبردار نکیا ضرب اپنی لگا چکا اب ضرب میری نوش کر غم دنیا دل سے
فراموش کر دور تیرا گیا اور وقت میرا آیا از بسکہ اوس نے سپر فولادی سر پر تلوار بچانے کو
لی امیر نے حق قدیم واحد واجب التعظیم اللہ اکبر کہہ کر اوسکے سر پر ماری اوس نے سپر پر روکی
تلوار لنگر دار تھی اور امیر کا بازو پر قوت تھا سر پر جو تلوار بیٹھی مثل قالب پنیر تر کے اسکو قلم
کرکے دو لغلی پر خود کے پہنچی دو حصہ کرکے استخوان مغز اور گردن کی صراحی کو کاٹا تلوار نے
سینہ مین بھی حجاب نکیا کمر بند سے گذر کر زین اور نمد زین کیطرف دوڑی غرض راوی لکھتا
ہے برق تلوار کی امیر کے اسوقت دکھائی دی جسوقت گرگ کو اوسکے دو حصہ کرکے چار ران
پاؤن کے نیچے زیر تنگ دکھائی دی اس گبر کو مانند خیار تر کے مع مرکب چہار پر کالہ کیا
اُسگھڑی صفائی امیر کے ہاتھ کی دیکھ کر ہر دوست دشمن کی زبان سے آواز سبحان اللہ کا پیدا
ہوا امیر نے حشام کو چار پارہ کرکے میدان کارزار مین ڈالا اوسکی فوجکو دیکھا کہ
سب نے میر یطرف کو گھوڑا اوٹھایا وہی تلوار خون آلودہ ہاتھ مین لیکر اُس تیس ہزار سوار
مین غوطہ مارا جس طرح کہ ایک شیر درندہ زمۂ گوسفندان مین گرتا ہے لگے پر بکے پرے
بھاگنے جسکے سر پر تلوار مارتے تھے تا بکمر زنجیر کاٹتے تھے جس کے حمایل کیا ایک
ہاتھ مین سر جدا جسکی کمر مین لگاتے تھے مثل خیار تر کے قلم کرتے تھے ایک ساعت مین
کشتو نکا پشتارا لگا دیا رفیقون نے جو احوال دیکھا سپر تلوار عمود خنجر نیزہ دسنشس پرا بنے اپنے
ہاتھ مین لیکر آگرے فوج کفار پر جنگ مغلوب ہوا اور لگی تلوار چلنے بارہ ہزار سوار
اُدھر کے جہنم واصل ہوئے اور دس ہزار سوار شکست کھا کر بھاگے باقی جہانتک تھے
مسلمان ہوئے امیر اردوئے حشام پر متصرف ہوئے اور تمام مال اور اموال امیر کے ہاتھ
آیا امیر نے تمام مال مسلمانون کو تقسیم کیا اور تخت و تاج نوشیروان کا اپنے پاس
امانت رکھا اور وہ جو ستر ہزار آدمی زن و مرد حشام مداین سے اسیر کرکے لایا تھا

سب کو آزاد کیا بعضون کو اپنے پاس سے سواری دی اور کتنون کو خرچ راہ کا دیکر رخصت کیا اور عریضہ شاہ ہفت کشور نوشیروان کی خدمت مین لکھا اوس کا یہہ مضمون تھا کہ اقبال سے شہریار کے خانہ زاد نے اس گبر خود پرست کو مارا اور اسکی فوجکو شکست دی اوسکے سر کو نیزہ پر رکھکے ستر ہزار زن و مرد کو قید سے رہائی دی اور ہمراہ مقبل وفادار کے حضور عالی مین بھیجا ہے کہ رضامندی خداوندی کی ہو وے تخت اور تاج اپنے نزدیک رکھا ہے اگر حکم ہو بندہ آپ لیکر حاضر ہو یا نہین تو جسکو ارشاد ہو اوسکے ہاتھ روانہ کرون یہہ عریضہ مقبل کو دیکر ہمراہ اُن لوگونکے طرف مداین کے ارسال کیا باقی داستان فردا شب

ساتوین داستان

اب چند کلمے داستان نوشیروان کے ملاحظہ کیجئے کہ بعد چالیس دن کے شکار سے فراغت کر کے پھر مداین مین آ دیکھے تو تمام شہر خراب ہے اور زن و مرد اسیر ہو گئے ہین اثاثہ سلطنت بھی کچھہ باقی نہین رہا غیر فیل گوش کہ جسکو کوتوال شہر کا کیا تھا مارا گیا بسبب عدل کے نوشیروانکو شفقت فوق الحد تھی بے اختیار رو دیا اور منہہ طرف بزرجمہر حکیم کے کیا اور کہا ای خواجہ خواب مین جو مین نے دیکھا تھا علامت اوسکی تو ظاہر ہوئی اور تمنے تعبیر کہی تھی کچھہ ابتک ظہور مین نہ آئی کہو کشندہ اسکا کہان ہے کہا انشاء اللہ تعالے آج یا صبح تک خبر اسکی آپکو پہنچیگی بادشاہ نے تامل کیا لیکن جہانتک ساسانی تھے سب نے بختک کو اپنے آگے رکھ کے ایک ہجوم کیا گریبان چاک کئے ہوئے خاک منہہ پر ملکر رونا شروع کئے اور بادشاہ سے کہا کہ بزرجمہر آپ کا دشمن ہے چاہتا ہے کہ اپنی قوم کی پرورش کرے اور کیانیونکی سلطنت کو برباد کرے اوس نے دانستہ یہہ حرکت کی جو آپکو غنیم کے آنیکی خبر سنا کر شکار کا مشورہ دیا جو آپ ادہر تشریف لے گئے شہر خداوندی کے جانیسے خالی رہا اس بدبخت نے آکر یہہ ظلم کیا کہ ہمارے زن و فرزند کو اسیر کر کے لیگیا اب ہمکو زندگی تلخ ہوئی ہے کہ یون غیر قوم ہمارے ناموس پر متصرف ہو اور ہم سے کچھہ نہو سکے اس جینے سے مرنا بہتر ہے ناحق آپ نے بزرجمہر کے کہنے سے فریب کھایا اگر

یہین رہتے اور یہان سے کہین تشریف نہ لیجاتے تو کیا مقدور تھا اوسکا جو یہان آتا اگرچہ
وہ گبر نہایت زور آور تھا پر اقبال سے شہر یار کے آپ سے آپ غضب سلطانی مین
گرفتار ہوتا ہرگز شہر پر دست ظلم اپنا دراز نکر سکتا اب آپ خاوندہین انصاف فرماوین
اور ہماری داد دین یا ہماری قتل کا حکم دین کہ ہم لوگ اس درد و الم سے چھوٹ جاوین
غرض اُسوقت اُن سب مین عجب طرحکا غوغائی وحشت تھا بے اختیار روتے روتے کسی نے
اپنا سر پھوڑ ڈالا تھا کسی نے اپنے منہہ پر خاک ملی تھی ماتم کی صورت بنا کر واویلا اور فغان
کر رہے تھے کہ یکایک سوار نمدپوش عیار راہ سے گرد آلودہ آیا اور بادشاہ کو مژدہ
دیا کہ اقبال سے جہان پناہ کے ہشام بن القمہ خیبری کو امیر حمزہ نے مارا اور اوسکی فوجکو
شکست دی جن جنکو وہ یہان سے اسیر کر لیگیا تھا حمزہ نے اُن سب کو نجات دی ہر ایک
کے رُتبہ کے لایق خرچ راہ اور سواری دیکر مقبل وفادار کے ہمراہ بھیجا ہے یہانسے
چار کوس پر اوسکا لشکر اترا ہے اس خبر کو سنتے ہی ایک خروش تمام ساسانیونسے پیدا
ہوا اور بادشاہ کو اُسوقت آئین سلطنت کا امتیاز نرہا بے اختیار شاہ تخت سے کود پڑا
اور دوڑکر بزرجمہر کو چھاتی سے لگایا اور اس درجہ پر خوشی ہوئی کہ یہ فرحت تمام عمر مین
نہوئی تھی فرمایا سب سردار ہمارے مقبل کی استقبال کو جاوین اور اوسکو توقیر تمام لاوین
بموجب حکم کے ہر ایک شخص سوار ہوکر اُدہر روانہ ہوا اور جس جس شخص کے اقربا قید سے
چھوٹ کر ادہر آئے تھے وہ مارے خوشی کے خود بخود اُس طرف چلے لشکر مین مقبل کے ایک
میلا سا لگ گیا ایک شب اُسجا مقام کیا دوسرے دن صبحکو پادشاہ کے پاس اُسے باعزاز
و اکرام لائے جسوقت کہ بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا حضور مین جاکر زمین ادب کو لب عبودیت
سے چوما اور دعا دیکر عرضی امیر کی گذرانی بادشاہ نے اوس پر نہایت سرفرازی فرمائی اور
واسطے امیر حمزہ کی عزت کے وہ عریضہ اپنے ہاتھ مین لیا لفافہ کو کھولکر اول آپنے مطالعہ
فرمایا بعد طرف خواجہ بزرجمہر کے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم اسکو بآواز بلند پڑھو کہ تمام حضار مجلس
سُنین خواجہ نے جسوقت اوسکو پڑھا اور مضمون اوسکی ہر ایک سردار نے دریافت کیا بادشاہ
کو اس فتح کی مبارکبادی دی نوشیروان نے مقبل کو خلعت مرصع نگار شمشیر عنایت فرمایا اور

ارشاد کیا کہ مجلس مین امرا نامور کے بیٹھے اور جب تک مداین مین رہے ہر روز دربار مین آیا
کرے جس روز مقبل وفادار نے بادشاہ ہفت کشور سے ملازمت کی اتفاقاً اوسی روز
ایک فاختہ آکر بارگاہ جمشیدی کے کلس پر بیٹھا لوگون نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ اوسکی
گردن مین لپٹا ہوا ہے جاکر بادشاہ سے عرض کی فرمایا میرا نام عادل سنکر شاید اس سانپ کے
ہاتھ سے وہ فریادی آیا ہے کہ اپنی مراد کو پہنچے اور اس موذی کی گرفتاری سے نجات پاوی
ہان کوئی ایسا ہی کہ اس بلا کو اوسکی گردن سے دور کرے عرض کی سب بندے ہین جسکو آپ فرماوین
ابھی بجا لاوین لیکن کام یہہ بہت مشکل ہے اگر سانپ کو مارین اور ضرب اس فاختہ کو پہنچے تو
حضور کے گنہگار ہون اور غضب سلطانی مین پڑین اس لئے کوئی ارادہ نہین کرتا فرمایا ہمین
یہی منظور ہے جب ایک ساعت نجومی گذری اور کسی نے قصد نہ کیا جب نہایت غمگین
ہوا اور لگا کہنے کہ ہماری عدالت کس کام کی ہے جو ایک جانور کی جان بچ نہ سکی اسدم مقبل
نے اوٹھکر پایہ تخت کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور عرض کی کہ غلام کو ارشاد ہو تو اس کام کو
بجا لاوے بادشاہ بدرجہ کمال خوش ہوا اور کہا جاؤ لیکن وہ شرط ہی کہ اوسکو آسیب نہ پہنچے
مقبل اجازت لیکر صحن مین بارگاہ کے آیا دیکھا تو سانپ اوسکی گلے مین پیچ در پیچ لپٹا ہوا ہے
اور اپنے سر کو اوسکی سر پر وصل کرکے بیٹھا ہے تمام خورد و کلان اوسکی گرداگرد کھڑے
ہوئے دیکھنے کو کہ کیا کرتا ہے مقبل نے ایک نیزہ منگوایا اور اوسکی سر پر ایک آئینہ
باندھا اور آئینہ کو اوسکی مقابل کیا جو نہین سانپ کو اپنی شکل نظر آئی کفچہ کو اوٹھا کر لگا اوسکو
دیکھنے مقبل نے وہی وقت فرصت کا پایا تیر کو چلہ مین کمان کے دیکر تا بگوش کھینچا اور
یاد کرکے اپنے پیر کو شست سے چھوڑا جیسا کہ وہ سانپ پہن اوٹھائے دیکھتا تھا اوسکے سر
مین تراز و ہوا اور وہ اوسکے پر و بال سے جدا ہو کر زمین پر گرا اور فاختہ نے اوڑکر ایک
طرف کی راہ لی بے اختیار ہر ادنی و اعلی کے منہ سے آواز تحسین و آفرین کی پیدا ہوئی
اور بادشاہ نے مقبل کو بلاکر اوسکی پیشانی کے بوسے لئے اور کہا کیون نہو میرا پرور
خوانده ہے اور مالے مروارید کے اپنی گلے سے نکال کر اوسکی گلے مین ڈالدئیے اور
بزرجمہر سے اسقدر خوش ہوئی کہ کبھی ہوئی تھے بختک نے یہہ سرفرازی بادشاہ کی

مقبل اور بزرجمہر پر دیکھی لگا آتش رشک سے جلنے بختک مقبل کی سرفرازی کہ بزرجمہر کو فرمایا
کہ نوازشنامہ ہماریطرف سے امیر کو لکھو کہ تمنے جو کیا ہمکو نہایت پسند آیا نمکخوار اور
جان نثار جو ہوتے ہین اُنکا یہی کام ہوتا ہے واقعی میرے پسر خواندگی کا نام رکھا اور
نہین تو مجھکو ساسانیون سے سخت خفت تہی سب کہتے کہ بزرجمہر کے کہنے سے مسلمانون
کے لڑکونکو بیٹا کیا تھا اُس سے کچھہ نہو سکا اُنکو خدا نے شرمندہ کیا اب مین نے بہمن
سکان اور بہمن خرزان کو تمہارے واسطے خلعت دیکر بھیجا ہے کہ ہاتھہ سے ہماری عوض تمکو
خلعت پہناوین تم انسے بخوبی ملاقات کرنا اور تاج اور تخت معہ اثاثہ سلطنت جو تمنے
حشام کو مار کر لیے گئے اونکے ہمراہ کر کے ہمارے پاس بہیجدینا اور پیچھے انکے
تم بھی تشریف لاؤ کہ ایک عالم تمہاری ملاقات کے اشتیاق کا حد سے گذر گیا ہے
بادشاہ نے وہ خط لکہواکر بختک کو دیا اور ایک خلعت مرصع نگار توشہخانہ سے تکلف
کا نکلواکر اوس کے حوالہ کیا کیونکہ وہ دونون اوسکے ماموں تھے اور فرمایا اسکو روانہ
کرو راوی لکھتا ہی کہ جسوقت بادشاہ نے سکہ بختک کو دیا اوس خط پر مُہر کر کے اُسی
گھڑی اُس نے سوائے اس خط کے ایک اور سفید کاغذ پر بہی مُہر کر کے چھپا رکھا تھا
اور اپنے گھر مین جاکر وہ خط جو حضور کا فرمان تھا چھپا ڈالا اور اوس دوسرے کاغذ پر
بادشاہ کیطرف سے آپنے ایک خط لکھا اس مضمون کا کہ اے عرب میرا ارادہ تھا کہ تمکو معہ
ساری قوم تمہاری قتل کرون پر اب تم سے ایسا کام ہوا ہی کہ کہا نہین جاتا اس خاطر تمہارا
گناہ معاف کیا پر اب تم ہمارا اسباب جہانتک ہے اُن دونوکے ہاتھہ ادہر روانہ کرو
یہہ نامہ اور ایک خلعت نامعقول اُنکی ہمراہ کر کے طرف مکہ کے روانہ کیا باقی داستان فردائے شب را

جانا امیر کا سنگ رواحل مین اور وہانکے پہلوانکو زیر کر کے شہر مین اپنا عمل کرنا

اب چند کلمہ داستان امیر کے ملاحظ فرمائیے کہ قبل اسکی ذکر ہو چکا ہے سلطان صاحبقران
نے جسوقت حشام کو جہنم واصل کیا اُس لڑائی کو فتح کر کے طرف اپنے ملک کے
پھرے راہ مین قریب سنگ رواحل کے جا نکلے وقت شام کا ہوا تھا خیمہ مین داخل

ہوئی اور لشکر ظفر اثر وہین اُترا شب کو تمام سپاہ نے آرام کیا جب صبح کو روز روشن ہوا امیر حمزہ نامدار معہ رفیق و یار سوار ہوئے واسطے سیر کے جب برابر پہاڑ کے آئے دیکھتے تو سبحان اللہ عجب مکان دلچسپ ہے کہ ملک عرب مین کہین نظر نہ آیا ایک دو پہاڑ برابر ہمدوش سر بفلک کشیدہ ہین خوش رنگ اور اوسکے تلے تمام عالیشان عمارت بنی ہوئی ہے درختان سبز ہر طرف کو جلوہ گر مثل قد عروسان اور زمین پر گاہ سبز گوسون تک یہہ معلوم ہوتا تھا گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہے اور گل ہزارہ کا پہاڑون پر اور نیچے صحرا مین ایک لطف اوپر سے اوسکے چادرین پانیکی گرتی ہوئین اور دامان مین اوسکے ہر طرف سے صد ہزار چشمہ آب روان درمیان مین اُن دونون پہاڑون کے ایک دریا بشکل نہر سیحین کے جاری کہ پانی جسکا فصل بہار مین طغیانی کرتا تھا تمام خلقت شہر کی کشتیون مین سوار ہوکر زیر کوہ واسطے سیر کے جاتے تھے اور موسم گرما مین تھوڑا پانی رہ جاتا تھا کہ نمود دور سے معلوم ہوتی تھی امیر کو یہہ مکان نہایت پسند آیا تو لوگون سے پوچھا کہ اسجایکا نام کیا ہے اور یہان کا حاکم کون ہے کہا اسکو قلعہ سنگ رواحل کہتے ہین اور عادی کرب اس جائ کا مالک ہے اٹھارہ ہزار سوار عرب سے اس مکان مین رہتا ہے اور اٹھارہ بھائی شہ زور لشکے برابر کے رکھتا ہے خداپرست اور مسلمان ہے رہزنی کرکے اپنی گذران کرتا ہے اور طریق اوسکا یہہ ہے کہ جب کوئی سردار ادہر آتا ہے آمدنی کی خبر اوسکی سنکر مکانونکو خالی کرکے پہاڑ مین جا چھپتا ہے لوگ جب اس شہر مین داخل ہوچکتے انکو غافل کرکے آکر غارت کرتا ہے امیر اس بات کو کچھہ خیال مین نہ لائے اور اوسجا مقام کیا اور معہ لشکر وہان اترے اور صحبت نشاط کی گرم کی اب احوال پہلوان عادی کا بیان کرون کہ اوس نے حشام بن القمہ خیبری کے آنیکی خبر سنکر مکانونکو اپنے خالی کیا اور دامن مین پہاڑ کی معہ فوج دبکی مار بیٹھا تھا عیارون نے اوسکو یہہ خبر پہنچائی کہ حشام کو امیر ابوالعلی مکی نے مارا اور اوسکی تمام اسباب پر متصرف ہوا ہے اور اب سنگ رواحل مین آیا چاہتا ہے کہ اس راہ سے مکہ کو جاوے حشام حریف مکار تھا اور یہہ اوسکی لڑائی فتح کرکے اس راہ سے اپنے شہر کو جاوی تمہارے واسطے نہایت

سپاہی

سبکی سے ہے عادی نے یہہ بات اپنے یارونسے سُنا اوسکو معقول جانکر ایک سردار تھا نام اُسکا
اسد اسدان اوسی پیغامی کرکے امیر کے پاس بہیجا اور کہا حمزہ سے جاکر کہو کہ حشام شکار
میرا تھا تمنے پیش دستی کی خوب نکیا خیر ہمہ حال گذشتہ را صلواۃ اب جو کچھہ ہاتھ آیا ہی اوسکو
دو حصہ کرو ایک تم لو اور ایک ہمارے واسطے بہجواؤ اور اگر یہہ منظور نہو تو خبردار رہنا مین
بزور لونگا جب اسد اسدان امیر کی خدمت مین آیا اور پہلوان عادی کی زبانی سب احوال
سنایا اوسے سُنکر امیر بے اختیار ہنسے اور کہا کہ پہلوان عادیکو ہماریطرف سے دعا کہنا **بیت**
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ + وگر جنگ جوئی ندارم درنگ + اور اوسے خلعت دیکر
رخصت کیا اسد اسدان امیر کے حسن سلوک کو دیکھہ کر دیوانہ ہوگیا پھر جاکر یہہ احوال :
عادی سے ظاہر کیا معدی کرب اٹھارہ ہزار سوار سے برابر امیر کے لشکر کے آکر اُترا اور
طبل جنگ کا بجواکر میدان مین نکلا امیر بھی امراء نامدار کو لیکر مع عمر و مقبل وفادار بارہ ہزار
سوار سے آکر کھڑے ہوئے عمر نے عادیکو عجب وضع سے دیکھا کہ اکیس ارش کا قد و قامت
سر پر سات پگڑیان باندھے ہوئے اور اوپر اوسکے سات طُرّے ہر طرف کو کھڑے
ہوئے اکیس گز کا دایرہ توند کا اسپر کمر بند فولادی باندھے ہوئے زرہ دستانی چار
آئینہ زاغی موزے اپنے جسم سے لگائے ہوئے سپر تلوار عمود خنجر کمان ترکش بدن پر
آراستہ کئے جون لخت کوہ میدان مین آیا اور امیر کو للکارا عمر اوسکو دیکھہ کر کانپ گیا اور صاحب
قران کیطرف دیکھہ کر لگا کہنے حمزہ یہہ بڑا زور آور معلوم ہوتا ہے سنبھل کر جانا امیر نے
اوس فتح دہندہ عالم کو کہ جس کا نام فتاح ہے ہزار اور ایک نام سے یاد کیا اور اوسکی
قد و قامت سے اندیشہ نکیا مرکب سیاہ قیطاس کو اوسکی طرف پھینکا اور برابر آکر ایک تکاور
سپر کا گھوڑیکی پیشانی مین ایسا مارا کہ کئی قدم وہ گھوڑا پس پا ہوا ازبسکہ عرب مین یہہ جانور
نہایت زور آور مشہور ہی جو اس جوان کا بوجھا اُٹھاتا ہے اُس گھوڑیکو لوگ رخش سکندری
کہتے ہین پر امیر کے زور کے روبرو تاب نلایا عادی نے یہہ قوت حریف کی دیکھی دریافت
کیا کہ یل زمانہ ہے کہنے لگا ای جوان معلوم کیا کہ تو بھی زبردست ہے **بیت** بگو نام خود را
درین انجمن + کہ بسیار تند آمدی پیش من + پر نام اپنے کو ظاہر کر کہ بن نام و نشان

تجہہ سے شخص کا میری ہاتھہ سے مارا جانا خوب نہین مجہکو بھی معلوم رہے کہ مین نے کسی مارا تھا
جواب دیا کہ او پہلوان تعجب ہے کہ تجہسا مرد یہہ بات کہے نہین جانتا بہادرون کا نام کہ تیر کی پیکان
پر اور تلوار کے قبضہ پر کمان کے گوشہ پر لکہا ہوتا ہے نام میرا ابو العلی ہے شوق مین
تیرے ضرب دست کے آیا ہون اگر کچہہ نعمہ بہادریکا رکھتا ہے تو لا عادی کے ہاتھہ مین
ایک نیزہ تھا جیسی ڈاند پہاڑ کا داہنے بغل سے نکالتا ہوا اور بائین بغل سے پیچ و تاب
دیتا مثل آہ عاشقان باکاکل معشوقان امیر پر مارا امیر نے خدائی عز و جل کو یاد کرکے دست
ہلنے کو بڑہایا اور سنان اوسکی نیزیکی پکڑکر ایک جھٹکا مارا کہ مانند خلال فراشان معدی کرب کے
ہاتھہ سے نکل گیا جب تو اوسکو ایک آگ سی لگ گئی گرز گرانبار لیکر امیر کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا حمزہ اس سے جان بر نہو گا اور وہ گرز امیر کے سر پر مارا امیر نے قربوز سے اپنے
عمود کو اوٹھاکر چہریکی پناہ کی اور قوت بازو سے اوسکو رد کرکے کہا اب ضرب سیوم بھی
جو رکھتا ہے لا جب خدا اوس سے بچائیگا تب ضرب مین کرونگا کہ جسکی چاشنی تجہکو تمام عمر یاد
رہے جب تو عادی نے غضب مین آکر گرز کو ڈالدیا اور کہینچی کمر سے تلوار آبدار جواہر
بار مانند تختہ دوکان عطار دشمن کُش بیحجاب اور برابر امیر کی رکاب کی ملاکر وہ تلوار لگائی
امیر نے پنجہ مردیکو دراز کرکے تلوار کی دہار بچاکر اوسکا قبضہ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھہ کمر مین
ڈالدیا عادی نے بھی امیر کی کمربند پکڑ لیا گھوڑیکی پیٹون پر لگا دونون جوانون مین زور کشمکش کا
ہونے عیار دونون طرف کے نکلے اور اُنہون نے اپنے اپنے آقا کو آواز دی کہ قبلۂ
حاجات مرکب بیزبان ہین اُنکا مارنا کیا ضرور ہے اگر زور آزمائی منظور ہو تو زمین پر کیجے
یہہ سُنکر دونون جوان اُتر پڑے عادی نے کہا اے حمزہ سلاح بازی مین ہم تم برابر ہین اب
جنگ مغربی مین آزمایش کرین جو زبر ہو وہ متابعت اختیار کرے امیر نے قبول کیا
اور پلٹی مار کر زمین پر چار زانون بیٹھ گئے پس عادی نے امیر کی کمر پکڑ کر تین مرتبہ ایسا زور
کیا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا لیکن امیر نے اُس مقام سے جنبش نہ کی جب تو عادی نی کہا یا امیر تمہارا
لنگر بھاری معلوم ہوتا ہی ہم زور کر چکے اب دیکہین تم کس طرح اوٹھاتے ہو یہہ کہہ کر اوسیطرح
بیٹھا رہا امیر نے اُس زور دہندہ ہژدہ ہزار عالم کو یاد کرکے عادیکا کمربند پکڑ کے ایک نعرہ

اللہ اکبر کا کیا اور پہلی ہی زد و رمین اوسکو معہ سلاح سر سے بلند کیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارین عادی نے امان طلب کی امیر نے آواز امان کی سنکر ہاتھ سے رکہدیا عادی امیر کا قدمبوس ہوا اور حلقہ بندگی کا صاحب قران کے اپنے کا نمین ڈالا امیر نے چھاتی سے لگا کر اوسکی پیشانی پر بوسہ دیا عادی نے تمام اپنے فوجسے امیر کو مجرا کروایا اور بھائیونسے اپنے نذر دلوائی عادی امیر کو معہ لشکر قلعہ سنگ رواحل کے اندر لے گیا اور سب کی ضیافت کی کئی روز تک امیر کے واسطے جشن رکھا امیر اوس قلعہ کے استحکام کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے بعد کئی روز کے عادی کو معہ اٹھارہ ہزار سوار ہمراہ لیا اور بارہ ہزار یمنی آگے تھے بتیس ہزار کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف مکہ معظمہ کی روانہ ہوا باقی داستان فردائی شب را

	راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح حکایت کرتے ہین	

کہ جب قریب مکہ کے امیر پہنچے اور باہر شہر کے سراپردہ استادہ کیا اُس جا خواجہ عبدالمطلب معہ تمام سرداران مکہ کے استقبال کو آئے امیر سے سب نے ملاقات کی اور زر نثار کیا امیر نے خواجہ سے پہلوان عادی کی معہ سہیل یمنی اور منظر شاہ و نعمان بن منظر سلطان نجت و طوق بن جیران کی ملازمت کروائی اور ہر ایک رئیس مکہ نے امیر کو مبارک باد دی اور بعد دعا کے کہا الحمد للہ عنایت سے رب الارباب کے جو تم پایہ عزم بیسپج رکاب کشور کشائی کے لائے ہو امید ہے خدا سے ہمیشہ رزم ساز و بزم افروز دشمن گداز رہو اُس وقت امیر نے ہر ایک اشراف مکہ کو رخصت کیا اور آپ عادی کو ہمراہ لیکر بیت اللہ کے طواف کو گئے اور عادی سے رہزنی کی توبہ کروائی اور اپنے دیوانخانہ اور فراش خانہ اور نقار خانہ کا داروغہ کیا اور ہراول لشکر کے سپہ سالار اپنی فوج کا کیا غرض اُس روز نہی امیر نے اوسکو صاحب چار منصب کا کیا آخر کو معلوم ہوا کہ عادی بٹیا عادیہ بانو کا ہے دودہ بہائی جانکر نہایت شاد و خرم ہوئے عادی کی خوراک یہہ تھی کہ ہر صبح کو اکیس اونٹ کے بچونکی نہاری کھاتا تھا اور بعد کھانے کے اکیس شراب کے شیشونکا تحت القہوہ پیتا تھا دونون وقت مین اوس کے باورچیخانہ سے اکیس بوجھ اونٹ کے چھلکی پیاز کے نکلتے تھے اکیس سو

تکن کا امیر نے اوس کا روز مقرر کیا لیکن یہہ سب اوسکی کھانیمین خرچ ہوتا تھا اور خرچ بالائی معہ
پوشاک اور درماہ اوسکی فوجکا امیر اپنے پاس سے دیتے تھے لشکر امیر کا تیس ہزار سوار
سے باہر شہر کے اُترا اور آپ مکہ مین داخل ہوئے اوسکی کئی روز کے بعد خبر ہوئی کہ
ایلچی نوشیروان کا نوازشنامہ لیکر آپکے واسطے آتا ہے امیر سنکر نہایت خوش ہوئے
معہ خواجہ عبد المطّلب تمام اہل مکہ کو لیکر شہر سے باہر چار کوس تک آپ اوسکی استقبال کو گئے
اور لشکر مین لائے دوسرے دن ایلچی نے وہ نامہ امیر کو گذرانا امیر نے اوسکو پڑھا
مضمون کو دریافت کیا اور کمال ناخوش ہوئے اور خلعت نامعقول دیکھ کر نہ پہنا چین
بر ابرو ہوئے اور کہا تعجب ہے کہ اسقدر ہم شاہ پر جان نثاری کرین اور بخشش اونکی
ایسی ہو رنگ امیر کا مارے غصہ کے مانند یاقوت سرخ کے ہوگیا خواجہ نے جو امیر کو غمگین
دیکھا کہا باباجان اس مقدمہ مین خفا ہونا خوب نہین یہہ بادشاہ مین کبھی گالی دینے سے
خلعت دیتے ہین اور کبھی سلام کرنے سی برہم ہوتے ہین تم اپنے تئین ناخوش مت کرو
معلوم ہوتا ہے کہ دشمنون نے شاہ کی خاطر نشان کچھہ اور طرح کی ہے اوسکی فکر ہو جائیگی
تم خاطر جمع رکھو امیر کو یہہ سمجھا بجھا کر ایلچی کو ہمراہ لئے اور ایک طرف اونکے لشکر کے اُترنے
کو جا دی علوفہ اونکے واسطے مہیا کیا اور جو جو ضرور تھا حاضر کیا وہ شب تو گذری دوسرے روز
صبحکو کہ خان سالار قدرت نے خورشید کا قُرص گرم تنور سے فلک کے نکالا خواجہ عبد المطلب نے
تمام اکابر مکہ کو جمع کئے اور دونون کی معہ اونکے سرداروں کے ضیافت کی یہہ دونو
آئے اور دوسر اشقہ حضور کا خواجہ کے واسطے لائے تھے کہ اوسکے پڑھنے سے لوگون کو
ایک تعجب ہوا کہ انکا عجب نام ہی بہمن حزا نکے نام پر نکتہ زے پر تھا اسے خے پر سمجھکر بہمن
خران پڑہا اور بہمن سگان کے کاف پر تشدید نہ کی تہی اوسکو بہمن سکان پڑھے یہہ اہی نام
سے مشہور ہوئے لیکن عمر عیار نے جو دیکھا کہ یہہ دونون امیر کے واسطے ایسا نالایق
خلعت لائے ہین نہایت رنجیدہ ہوا اور دلمین کہا کہ جیسا اُن سب نے مجھے آزردہ کیا تو انکو بھی
اسکا عوض دینا ضرور ہے جس وقت دسترخوان بچھا اور سب کھانیکو بیٹھے عمر اسوقت دونون
خوان لایا پر تکلف کسینو سے کسی ہوئے اور انکو کہول کر دو قابین نکالین اور لاکر اُن

دونون کے روبرو رکھین جونہین سرپوش اُن پر سے اوٹھایا لوگ خیال کرکے دیکھے تو ایک رکابی مین ہری ہری گھانس ہے اور دوسرے مین مردیکی ہڈیان یہہ سب دیکھکر حیران ہوئے اور عمر سے پوچھا کہ یہہ حرکت کیا معنی رکھتی ہے عمر نے کہا کہ خورش سگ و خر کی کاہ و استخوان ہے پس اس سے بہتر تعظیم اونکے واسطے اور نہین اس خاطر مین نے بھی اونکی ضیافت کی اس واردات سے تمام مجلس مین ایسی ہنسی ہوئی کہ سب لوٹ گئے اور انکو نہایت شرمندگی ہوئی مارے خجالت کے چاہا کہ عمر سے کچھ بے ادبی کرین لیکن جی مین خیال کیا کہ عمر اس لایق نہین جو ہم اس سے ہمکلام ہووین جب کھانے سے فراغت ہوکر بیٹھے دو دست بقچہ لایا زربفت کے اور اوسکو کھولا اوس مین سے پالان گدھے کی نکال کر ہمن خران کی پیٹھ پر ڈالی اور دوسرے مین سے جھول کُتّے کی نکال کر ہمن سگان کو اوڑہائی جب تو اون دونون مین طاقت نرہی خنجر نکال کر عمر پر دوڑے عمر نے کہا کہ جو خلعت تمہاری لایق تھے مین نے دیا اس پر اگر تم لڑا چاہتے ہو تو مین حاضر ہون عمر بھی خنجر پکڑ کر مستعد ہوا تھا کہ طوق بن حیران حرامی اور ذواطمان بدمست دو سردار امیر کے تھے اونہون نے خنجر اُن دونون کے ہاتھ سے چھین لئے اور مارے گھوسون کے سر اُنکا خون سے آلودہ کیا یہہ دونون خواجہ عبدالمطلب کے گھر سے باہر نکلے اور اپنے لشکر کی طرف چلے مجلس بھی برہم ہوئی جسوقت یہہ دونون گھوڑون پر سوار ہوکر چلے عمر مکہ کے لڑکو نکو ہمراہ لیکر اُنکے پیچھے ہوا پوست خربوزہ اور تربوز انڈون کے چھلکے کیچڑ ٹھیکرے لیکر اونکو مارنا شروع کیا بہزار ذلت یہہ اپنے لشکر مین پہنچے اور اوسی روز کوچ کرکے مداین کو چلے یہان خواجہ عمر پر نہایت خفا ہوئے اور فرمایا یہہ حرکت تونے خوب نکی کسواسطے کُتّے کو اوسکے خاوند کے رو سے دیکھتے ہین نوشیروان اسے سُنکر آزردہ ہوگا اور امیر نے عرضی بادشاہ کی خدمت مین لکھی اس مضمون کی کہ بندے نے آپ پر ایسی جان نثاری کی تعجب ہے کہ خداوند سرفرازیکی عوض یہہ اعتراض نامہ لکھین اور ایسی خلعت عنایت فرمائین کہ عدل و انصاف سے دور ہے یہہ عریضہ اپنا اور وہ خط جو نامہ بادشاہ کا تھا معہ خلعت کے اپنے ایک سردار مہتر عقیق کے ہاتھ روانہ کیا

داستان آٹھوین

اب جب تک داستان پر اوسکی آون یہان دو کلمہ داستان ان ایلچیونکے سُنئے کہ وہ اُسحالت سے
بادشاہ کے حضور مین گئے اور جو واردات کہ اُنپر گذری تھی وہ سب کہی بادشاہ نے اُس
احوال کو سُنکر مارے غصّہ کے بیچ و تاب کھایا اور برہم ہو کر مُنہہ طرف بزرجمہر کے کیا
اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ عرب خیال لغو ہو نیکا رکہتے ہین پس مجکو نہین جانتے کہ مین
کون ہون جو ابدیا شہریار جو یون فرماوین بندہ لاچار ہے اُسکا جواب دے نہین سکتا والا
نہ حمزہ کا وہ سلوک ہے اگر آپ کہین تو حضور کے تخت کو اپنے سر پر رکھ کر یہان آوے نہایت
سعادتمند ہے کیا مقدور رکھتا ہے جو سنے ادبی کرے اسی بات چیت مین تھے کہ مقبل وفادار
بارگاہ خسرویکے دروازے سے آیا اور آداب شاہ کا بجا لایا اور وہ عرضی امیر کی جو اوسکی پاس آئی
تھی بادشاہ کو گذرانی اور وہ نامہ علی نجتک کا ساتھ خلعت کے روبرو رکھا شاہ ہفت
کشور اس مضمونکو دریافت کرکے نہایت برہم ہوا اور نجتک کیطرف دیکھ کر کہا کہ تو سخت
حرامزادہ ہے یہہ خط تو نے وہان بھیجا اور یہہ خلعت اور اصل نامہ اپنے نزدیک رکھا لیکن
مین جانتا ہون کہ تیرا گناہ نہین خیانت ہمیشہ سے تیری میراث مین چلی آتی ہے ہزار تمن زر
سُرخ کا اوس پر جرمانہ کیا اور کئی روز تک اسکو دربار مین آنیکا حکم نہوا امیر کو معذرتنامہ
لکھا اور اُسمین عذر کیا کہ یہہ بدذاتی نجتک کی تھی میرا کچھہ قصور نہین اب مین نے بزرجمہر کے
بیٹے بزرگ امید کو ساتھ خلعت شایستہ کے تمہاری پاس بھیجا ہے لازم ہے تمکو کہ باتفاق
اونکے متوجہ ہماری سر براعلی کے ہو خط تیار کرکے بزرجمہر کو دیا کہ اسکو جلد روانہ کرو
خواجہ لیکر رخصت ہوئے اور اپنے گھر مین آکے اصطرلاب آگے رکھا گردش افلاک سے
سیر کواکب کی دریافت کی ساعت مناسب دیکھ کر ایک علم واسطے امیر کے طلسم کا بنایا کہ جسکی
شکل اژدہی کی تھی نام اوسکا علم اژدہا پیکر رکھا اور اُس مین یہہ صنعت رکھی کہ جب ہوا اوسکو
منہہ مین جاکر پیچ کھاتی تب اُسمین سے خودبخود آواز یا صاحبقران کی متواتر تین مرتبہ پیدا
ہوتی کہ ہر دوست و دشمن کی کان مین جاتی اور خوشبو سے سب کا مشام تازہ ہو جاتا یہہ
علم اور ایک بارگاہ اونکی پاس تھی حضرت دانیال کی یہہ واسطے امیر کے اور چار سو چوالیس
ٹکڑے کسوت عیاریکی خط کے ہمراہ بھیجا اور یہ بتا تا اس لباس کا بزرگ امید کو سب تبلا

دیا کہ عمر کو پہنا نا اور خلعت خاص بادشاہ کا دیکر روانہ کیا بزرگ امید بعد از قطع منازل جب نزدیک
مکہ کے آیا شہر سے کئی کوس پر مقام کیا قضارا عمر اُس روز واسطے بالا دوی کے گیا تھا
بزرگ امید نے اوسکو دیکھہ کر پہچانا تا شتر سے اُتر کر بیدل ہوئے عمر کو اپنے پاس بُلا کر گلے
لگایا اور خیمہ مین لیگئے نہایت خاطر کی اور کہا کہ ہم اور تم دونون بھائی ہین والد نے
تمہارے واسطے ایکدست لباس عیاری کا بھیجا ہے مین تمہین پہنایا چاہتا ہون راوی کہتا ہے اس روز تک
جامہ عُریانی نہ پہنا تھا بزرگ امید نے عمر کو برہنہ کیا اور ایک ساعت ننگا رکھا اور کہا پھر
کبھی طمع خام سے ننگا مت ہونا یہی لباس ہین اور عنایت پر خدا تعالی کے راضی ہو
عمر نے یہہ سُنکر مضطرب ہو کر رونا شروع کیا اور لگا خواجہ زادے کی منت کرنے کہ پوشاک
میری دو مین ہمیشہ تمہارا دعا گو رہونگا بزرگ امید ہنسے اور کہا اے یا بائے روندگان عالم تو بہت
لوگونکو عریان و پریشان کریگا اس خاطر مین نے تجھے برہنہ کیا ہے عمر نے کہا خیر اس کام
مین مین تمہارا شاگرد ہوا اُسوقت بزرگ امید نے بقچہ اسباب کا منگوایا اور اوس سے کھول کر
اول تنبان بے میانی کا عمر کو پہنایا جو نہین اوسکے اوپر پہنچا ستر عمر کا لٹکنے لگا عمر نے کہا کہ باوا
جان بھی نہایت بخیل ہین کہ تنبان میرے خاطر ایسا بھیجا کہ ستر میرا ننگا رہا خواجہ زادے نے آفت بند
نکالا عمر نے دیکھا تو ایک چیز مخمل کی ہے کہ جسپر تمام ابریشم ہفت رنگ سے گل اور بوٹے
بنائے ہین وہ لنگوٹ عمر کی کمر مین باندھکر دوڑیکو اوسکے تکمہ لعل ایک طرف نصب کیا
اور اس لنگوٹ مین ستر عمر کا رکھکر کھینچا اور کہا کہ اسکو آفت بند کہتے ہین اوسکے سبب
دوندگی مین خصیہ کو آفت نہ پہنچے اور دوسرے پانی مین پیرنے کے وقت تنبان کی بند
کہولنے کی احتیاج نہین رہتی عمر نے کہا رحمت ہے والد کو کہ میرے واسطے بھی خلعت بھیجا اور
میرے ستر کے خاطر بھی بعد خواجہ نے دو پیرہن نکالکر عمر کے گلے مین ڈالے ایک حریر کا اور
کتان کا واسطے نرمی بدن کے اور اعتدال ہوا کے قنطورہ زربفتی اوپر اوسکے پہنایا اور نیم
تاج جواہر کا عمر کے سر پر رکھا جسکے اوپر ایک طوطی مرصع کی مجوف پر از مشک و عنبر نصب کی
تھی کہ چلنے کے وقت دماغ معطر رہے کلغیان جواہر نگار اور طاقہا ابلق ساتھ جیغہ ہائے مرصع با
پر چہائے رنگارنگ اوسپر قایم کئے تھے اور ایک فلاخن ستر رنگی ریشم کی اسپر لپٹی ہوئی

پانچ خنجر مرصع کے دستون کے عمر کی کمر مین لگائے چالیس اور چارنگ عمر کی کمر مین باندہ کر بارہ مقام اور اڑتالیس گوشہ شش آوازہ چوبیس شعبدہ چھیانوے رنگ آدمی کی جسم کے اور سات ترکیب علی ڈاڑھی کے باندھنے کی ان سب مین عمر کو تعلیم کیا اور کیسہ قاورہ نفط کا اوسکی کمر مین باندہا اور قدرے سینبل کی روئی دواؤن کے ساتھ شراب کے بھگو کر خشک کی تھی جب پانی مین بہگوتے شراب سارا پانی ہو جاتا حقہ موم روغن کا اور عطر واسطے نرمی بدن وخوشبو کے عمر کو دیا تریاق دانی تریاق سے بھری ہوئی آفتاب گیر پوست آہوی خطائی کا دہوپ کے بچاؤ کو پیشانی پر اوسکے باندہا اور نرگس ران دم طاوس کا ہاتھ مین دیا اور مشکیزہ پانی کا شانے پر لٹکایا سپر تلوار ترکش کمان چہرہ بان سر بری اور گوش بری وبینی بری کی کمر مین لگائیان اور ایک چادر عیاری کی شبکہ دار مثل دام ماہی وہ کہ جسکو اس مین باندھے اسکا دم خفگی نکرے اور مہرہائے کرم ابوب ریشم مین پیرڈے ہوئے عمر کو دئے کہ زانو مین باندھے اور باپوش نرم پہنا کر خاک انداز سفر لاتی پشت پا پر نصب کیا القصہ اسیطرح چارسے چوالیس پارہ یراق عیاری تصنیف بزرجمہر کا سب عمر کو پہنایا عمر اسباب کو دیکھ کر نہایت شاد ہوا ادائے شکر کرکے رخصت ہوا اور امیر کی خدمت مین گیا یہہ تمام احوال بیان کیا امیر نے عمر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ یہہ لباس کہانسے پایا عرض کی بندیکا آپکے یہان قرب نہین ہے وگرنہ جسکو پاس رہونگا وہ مجھکو اس لباس سے رکھیگا ہرمز تاجدار نوشیروان کے بیٹے نے میری تعریف سنکر یہہ خلعت میرے واسطے بھیجا ہے اور ہزار تمن کا مجھے نوکر رکھا ہے آپکے پاس واسطے رخصت کے آیا ہون آپ کیا فرماتے ہین امیر یہہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا اے عمر مین تجھکو اپنا بھائی جانتا ہون اور اسمین کچھہ فرق نہین سمجھا یہان صاحبی اور نوکری نتھی جواب تمہارا وقصد نوکری کا ہے ہزار تمن کیا چیز ہین مین نے پانچ ہزار تمن تمہارے مقرر کیئے واسطے زر و زیور کے ہرجائی مت ہو کہ اسمین بدنامی ہے عمر نے جو یہہ اشتیاق دیکھا امیر کا اپنے اوپر بے اختیار روئی نیاز کو اپنے امیر کے پاؤن پر رکھا اور کہا یا امیر تمہارے ہی سر کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر جمشید آوے اور ہزار

تمن

تمن روز میرا مقرر کرسے جب بھی مین آپ کی بندگی سے منہہ نہ پھیرونگا اور اس کمترین کو آپ سوا غلام وفادار کے ہرگز نوکر نجانئے بندے نے اسوقت خوش طبعی کی اور آپ ملول ہوئے یہہ لباس بزرجمہر نے مینر بخاطر بھیجا ہے اور آپ کے واسطے علم اژدہا پیکر اور بارگاہ دانیال کی بھیجی ہے بادشاہ ہفت کشور نے آپ کو معذرت نامہ لکھاہی اور خلعت بھیجاہے بیٹا خواجہ کا بزرگ امید یہہ سب لیکر آیاہے یہانسے دو کوس پر اوسکا لشکر اُتراہے آپ سوار ہووین اور اُسکے استقبال کو چلین کہ بادشاہ کے خلعت کی عزت کرنی ضرور ہے اور منت خواجہ زادے پر بھی رکھین امیر اُسیدم معہ ہمراہیون سوار ہوئے اور بزرگ امید سے جاکر ملاقات کی بزرگ امید صاحب قران کے آنے سے نہایت شاد اور باغ باغ ہوئے اور وہ خلعت بادشاہ کی سرفرازیکا امیر کو پہنا کر معذرت نامہ حضور کا گذرانا امیر نے اوسکو پڑہ کر اپنے یارونکو سُنایا سب نے مبارکباد دی خواجہ زادے نے وہ علم اژدہا پیکر اور بارگاہ دانیالی امیر کو سونپی امیر نے وہ علم اپنے علمدار طوق بن حیران کے حوالے کیا اور رخصت ہوکر سوار ہوئے اس علم کے سایہ تلے طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے معہ خواجہ بزرگ امید شہر مین داخل ہوئے اور کئی روز تک بزرگ امید کی خاطر جشن رکھا بعد جشن کے فراغت کے بزرگ امید نے کہا مجھے آئے ہوئے عرصہ بہت ہوا آپکو بادشاہ کی خدمت مین چلنا لازم ہے کہ منتظر ہونگے امیر اوسیدم معہ خواجہ بیت اللہ مین گئے اور شرائط وہانکے ادا کرکے گھر مین آئے اور خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہوئے اور بھائیونکو بھی رخصت کیا اسباب سفر کا مہیا کرکے تیس ہزار سوار خونخوار کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکر سوار اور معہ رفقا مداین کو روانہ ہوئے ہر روز منزل و مراحل طے کرتے چلے جاتے تھے پہلوان عادی فراشخانیکا داروغہ پیش خیمہ امیر نے اوسکے ہمراہ کرکے روانہ کیا تھا کئی منزل کے بعد ایک دوراہے پر پہنچا جی مین کہنے لگا معلوم نہین کہ امیر کس راہ سے جاوینگے تو اچھا راہ دیکھ جب لشکر یہان آویگا جدہر کو جانیکا حکم ہوگا اُسطرف کو جانا پیش خیمونکو اتروا کر لگا امیر کا انتظار کرنے بارے اوسکے دوسرے دن امیر بھی وہان تشریف لائے اور عادی سے پوچھا یہان کسواسطے مقام کیا عرض کی کہ اجا دو

راہین ہین اسلیئے غلام نے بیش قدمی نہ کی اب جدہر ارشاد ہووے اُدہر کو جاؤن امیر نے بزرگ
امید سے دو راہونکا احوال پوچھا کہا اسجا سے ایکراہ مداین کو بخطر جاتی ہے لیکن چھہ مہینے کی
راہ ہے اور دوسری یہہ بھی مداین کو جاتی ہے بیشۂ فیض مین ہوکر آدمی اس راہ سے جلد
بہت جاتا ہے مگر پانچ برس سے اس راہ مین ایک شیر پیدا ہوا ہے اوسکی رہزنی کے سبب سے
یہہ راہ بند ہے کوئی اس راہ سے نہین چلتا عمر نے جو یہہ احوال سُنا کہا ہمکو مداین جانا ہے
بیشۂ فیض سے کچھہ کام نہین مثل ہے رہ راست برو اگرچہ دور ست ناحق اس راہ سے اپنے
تئین تہلکہ مین ڈالدینا اس سے کیا حاصل ہے پھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹے کان
ہم اس جلد راہ سے گذرے وہ دورکی راہ ہمکو اچھی ہے لیکن امیر کے دلمین یہہ خیال گذرا
کہ اگر بیشۂ فیض کی راہ سے بچاؤنگا تو لوگ مقرر یہہ کہینگے کہ ابوالعلی شیر سے ڈرکر
اور راہ گیا دوسرے کسیکام کی امید مجھہ سے نرکھینگے لازم ہے کہ اس راہ سے چل اور توفیق
سے پروردگار کے اسکو مار آسمین ناموری اور دوسرے خلق خدا کو اوسکے شر سے امان
ہوگی فرمایا تمام لشکر راہ راست سے جاوے ہم بیشۂ فیض کی راہ سے اُس شیر کو مار کر
آگے بڑھکر تم سب سے ملاقات کرینگے ہرچند سبنے منع کیا امیر نے نہ مانا سلاح انبیا کا بدن سے
لگاکر مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور طرف اُس دشت کے روانہ ہوئے عمر بھی
گھوڑیکا تنکاربند پکڑکر جلو مین ہمراہ امیر ہوا اور لگا کہنے کہ یا امیر مین نے کبھی شیر نہین دیکھا
چاہتا ہون کہ دیکھون کہ کیسا ہوتا ہے امیر ہنسے اور کہا بہت اچھا تمہارے سبب سے ہمارا بھی
دل بہلیگا اور عمر ہمراہ ہوا اور باتین کرتے ہوئے چلے تمام روز مین وہ میدان طے
کیا جب شام ہوئی ایکدرخت کے تلے مغرب کی نماز پڑھی اور رات کو اوسی پیڑ کے نیچے کاٹا صبحکو
عبادت سے خدا کے فراغت پاکے بالاتفاق پھر روانہ ہوئے جب تیسرا پہر نزدیک ہوا بیشۂ فیض نظر آیا
برابر ایک ٹیلے کے نیچے دیکھے تو ہوا وہان کی بھلی معلوم ہوئی کہ چشمہ پانیکے مصفا ساتھ لطافت
کے ہرطرف کو روان اور نسیم روان بخش اوس میدان مین دوان امیر اور عمر تفرج کنان نظارہ اُس
بیابان کا ایکدرخت کے سایہ مین کھڑے ہوکر دیکھ رہے تھے دیکھین تو گھانس کا یہہ عالم ہے گویا کہ
کوسون تک اُس فراش قدرت نے جسکی سبب سے صفحۂ دنیا مین زینت ہے مخمل سبز کو بچھوایا ہے اور

کوہستان اوسکی صحرا کے گرد گلُ ہزارہ کی نقاب الوان منہہ پر ڈالے ہوئ اوس صحکو جلوہ عروسی کا
سا عالم دیکھ رہے تھے کہ ایکطرف دشت زیر کوہستان پھولا ہوا معلوم ہوتا تھا امیر نے عمر کی
طرف دیکھ کر کہا کہ خیال مین آتا ہے کہ شیر اسی جنگل مین ہو کسواسطے کہ اس سے بہتر جا شیر کی
خاطر اور نہین عمر نے کہا واقعی نیستان ہے چاہیئے کہ اسمین شیر ہو امیر آ جا گھوڑے سے اُتر
پڑے اور زین پوشش بچھا کر بیٹھے سپر کو چھاتی تلے دیکر اُس نیستان کو دیکہنے تھے اور
منتظر اُس شیر کے بیٹھے تھے عمر ایک طرف گھوڑیکو لئے ہوئے چرا رہا تھا اور جنگل سے رنگ
برنگ کے پہولونکو توڑ کر گلدستے بناتا تھا اور امیر کے پاس لے آتا تھا اوسکی طرف سے
امیر کو نہایت خطرہ تھا آپ بھی عمر کے ہمراہ لگے پھرنے امیر ایک چشمہ پر بیٹھ کر پانی کا تماشا
لگے دیکہنے اور عمر گھوڑیکو درختونکی اوٹ مین چرا رہا تھا کہ نیستان مین کھڑکھڑاہت پیدا
ہوئی عمر لگا اس طرف دیکہنے وہ شیر کئی دن کا بھوکا تھا آدمی کی بو جو اُسکے ناک مین گئی
جنگل سے باہر نکلا عمر نے تمام عمر مین کبھی شیر ندیکھا تھا جونہین نظر اسپر پڑی گھوڑیکو چھوڑ
کر ایکدرخت پر چڑہ گیا اور لگا امیر کو پکارنے حمزہ خدا کے واسطے بھاگ دیکھ شیر
نیستان سے نکلا ہے مین تو ایک درخت پر چڑہ بیٹھا ہون تو بھی کسی بڑے اونچے پیڑ پر
بیٹھ نہین تو وہ شیر تیریطرف آتا ہے امیر عمر کی یہہ بات سُنکر بے اختیار ہنسی اور لگے
کہنے او دزد مکار دیوانہ ہوا ہے مین آپ ارادہ کرکے اُسکے مارنیکو آیا ہون تو
مجھے بہکاتا ہی کہ وہ اگر آکر میرے گھوڑیکو مارے یہہ کیا معنی رکھتا ہے مرکب میرا میری جان
کے برابر ہے یہہ کہکر اُس شیر کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر نے ظرافت شروع کی امیر
جب نزدیک گئے دیکھا تو عجب صورت کا شیر ہے کہ درازی اوسکی سر سے دم تک چالیس
ہاتھ کی ہے اُسکو دیکھ کر امیر نے خدا کو یاد کیا اور رو برو ہوئے شیر نے جو آدمی کو
اپنے آگے کھڑا دیکھا ایک جست کی اور چاہا کہ امیر کا سر پکڑ کر دانتون مین دبالے امیر
خالی دیکر بیٹھ گئے اور شیر نیچے جا پڑا امیر نے وہین چالاکی سے پھر کر دونون پچھلے
پاؤن شیر کے پکڑ کر سر کے گرد چرخ دیا اور نعرہ اللہ اکبر کا کرکے اس زور سے مارا کہ اُس
شیر کے تمام استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے ایک ہی ٹپکی مین مر گیا عمر درخت سے تلے اُترا اور امیر کے

ہاتھ کو بوسہ دیا اُس شیر کی کھال کھینچ کر صاف کیا اور اندر اوسکے گھانس بھری اور درخت سے لکڑیان کاٹ کر ایک گاڑی بنائی اور اُسپر اُس شیر کو بٹھلایا اور امیر سے کہا دیکھئے مین کیا کرتا ہون غرض اُس گاڑیکو لیکر امیر کے ہمراہ روانہ ہوا قریب صبح کے نزدیک مداین کے پہنچے شہر سے باہر قلعہ کے دروازے کے سامنے ایک بلندی تھی اُسپر اوس شیر کو گاڑی سے اُتار کر بٹھلایا اور آپ امیر کے ساتھ لشکر اسلام مین داخل ہوا

داستان نوین

امیر کے آنیکی خبر نوشیروان کو ہونے مین اور استقبال کرنا اور عمر شرط کو جیتنا راوی اخبار یون بیان کرتا ہے کہ جب امیر اور عمر اپنے لشکر مین داخل ہوئے ادہر یہان صبحکو شہر کا دروازہ کھلا اہل مشقت جتنے لوگ تھے باہر نکلے کوئی لکڑیان کاٹنے کی فکر مین کوئی گھانس چھیلنے کی تلاش مین جو نہین ملکر آگے کو چلے ان مین سے ایک کی نگاہ اُس شیر پر جا پڑی بے اختیار ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگیا اور ساتھ والون نے بھی اوس شیر کو دیکھا اپنی اپنی جان لیکر شہر مین بھاگے اور غل کرنا شروع کیا کہ دروازہ بند کرو بیشۂ فیض سے شیر بھوکا ہو کر آیا ہے لوگون نے شیر کو دیکھ کر دروازہ بند کیا اور بادشاہ کو جاکر خبر دی شاہ آپ سوار ہو کر قلعہ کے برج پر گئے اور دیکھا تو واقعی شیر ایک پشتے پر بیٹھا ہے تمام خلقت سفیلون پر لگی تماشا دیکھنے تجتک اور بزرجمہر حکیم معہ ایک ساسانی بادشاہ کے ہمراہ اوس کو دیکھتے تھے لیکن کوئی اُسپر قصد نکرتا تھا سب اوسکو دیکھ کر کانپ رہے تھے راوی لکھتا ہے کہ مقبل وفادار کا خیمہ لشکر سے باہر تھا ہر روز بادشاہ کے سلام کو آتا تھا اُس روز صبحکو چالیس پچاس سوار سے جو نہین نزدیک قلعہ کے آیا ایک عجب طرحکا غوغا دیکھا حیران ہوا کہ کیا معاملہ ہے دیکھا تو پشتے پر ایک شیر بیٹھا ہے معہ اپنے سوارون گھوڑے اٹھا کر شیر پر چلا قریب جا کر خیال کیا تو وہ شیر ذرا جنبش نہین کرتا پاس جاکر دیکھا معلوم کیا کہ بیشۂ فیض مین امیر نے اس شیر کو مارا ہے اور عمر نے عیارت سے

مر ۱۰ وسلو

اُسکو یہان بُھلایا ہے جاکر بادشاہ سے یہہ تمام احوال بیان کیا شاہ مقبل سی نہایت خوش ہوا اور دروازہ کھلواکر باہر نکلا پاس جاکر اُس شیر کو دیکھا بعد قلعہ مین آکر مجلس جشن کی آراستہ کروائی اور مقبل کو خلعت شاہانہ امداد کیا امیر کے آنیکی خبر سُنکر نوشیروانکو کمال شگفتگی حاصل ہوئی ہر ساعت ازروئے مہربانی اپنے ہاتھ سی مقبلکو پیالہ شراب کا عنایت فرماتے تھے اُس روز مقبل کو کئی صندوق زر سُرخ اور سفید کے حضور سے امداد ہوئے جب دربار کے برخاست کا وقت آیا مقبل نے اُٹھکر بادشاہ کو آداب بجالایا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر کہا غلام اُمیدوار ہی کہ حضور سے رخصت ہوکر امیر شیر بیشۂ فیض کو مارکر نزدیک تا پہنچے ہین مجھکو لازم ہے کہ اب اُنکی خدمت مین جاکر حاضر ہوؤن بادشاہ نے دو بارہ خلعت دیکر اُسے رخصت فرمایا اور اُس موسم مین جو جو میوہ تر و خشک تھا ہمراہ اوسکے واسطے امیر کے بھیجا اور ایک خط دستخط خاص سے مقبل کو دیکر روانہ کیا مقبل باہر نکلکر مرکب تازی نژاد پر مرصع کا ساز لگاکر سوار ہوا اور آپ جواہر پوش ہوکر معہ تین قاتر مال بڑے طمطراق سے بیشۂ فیض ہوکر چلا جنبک داستان آگی کہون اب دو کلمہ داستان امیر اور عمر کے ملاحظہ کیجئے کہ اُس شیر کو وہان رکھکر داخل لشکر ہوا کئی سردار پیچھے رہ گئے تھے اُنکی خاطر دو تین مقام کئے کہ وہ بھی آلین تو مداین کو چلین ایک روز عمر بموجب امیر کے اشارے کیے اُسی جنگل سے باہر نکلکر مداین کیطرف روانہ ہوا قریب جاکر دیکھا تو ایک جماعت قلعہ سے باہر نکلی اور طرف بیشۂ فیض کے روانہ ہوئے عمر نے پاس جاکر دیکھا تو مقبل اس شان و شوکت سے آتا ہے عمر اُسے دیکھکر کھڑا ہوا کہ شاید مجھے دیکھکر گھوڑے سے اُترے اور بغلگیر ہوئے لیکن اُسکی نگاہ جو عمر پر پڑی دیکھکر لگا ہنسنے اور پوچھنے کہ امیر کہان ہے جو تو یہان آوارہ پھرتا ہے عمر کو یہہ حرکت اوسکی نہایت ناشایستہ معلوم ہوئی لگا کہنے سن تو او سیاہ بدنہاد تجھکو امیر نے مداین مین بادشاہ کے حضور مین رہنے کیواسطے بھیجا تھا تو کس کے حکم سے باہر آیا کہا مین نے سُنا ہی کہ امیر اس شہر کے نزدیک آئے ہین واسطے ملازمت کے آیا ہون عمر نے کہا بہت بُرا کیا جو آیا مقبل نے کہا عمر تو دیوانہ ہوا ہے جو مجھسے برابری کرتا ہے عمر بہانہ ڈھونڈھتا تھا لگا کہنے سن تو او کالے غلام تونے یہہ مقدور پیدا کیا کہ مجھکو کہتا ہی کہ میری برابری مت کر اپنے نیم تاجکی ڈوری سے فلاخن

کو کھولا اور ہر ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ آفتاب دیدہ و مہتاب خوردہ رودخانہ کی پانی سے
پرورش پایا ہوا اوس گوفن کے گلیمین رکھ کر مقبل کو مارنیکا ارادہ کیا وہ سنبھلنے نپایا کہ عمر نے مارا
مقبل کی پیشانی پر لگا اور خون جاری ہوا مقبل نے سوا اسکے اور کچھہ علاج ندیکھا روتا ہوا امیر
کی خدمت مین آیا امیر نے اوسکا یہہ حوال دیکھہ کر خیال کیا کہ شاید اہل مداین نے اوسکی یہہ حالت
کی ہے کہ مقبل آکر قدمبوس ہوا اور شکوہ عمر کا کیا امیر نے اوسکو تسلی دی اور عمر کی اس حرکت
پر نے اختیار ہنسے اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھہ عمر آوے تو ہم اُس سے اسکی پرسش کرینگے
یہہ باتین ہو رہین تھین کہ عمر بھی گرد آلودہ آیا امیر نے کہا کہ عمر تو نے سر مقبل کا کیون توڑا جوابدیا
یا امیر آپ خاوندہین انصاف کرین دنیا مین آدمی سے آدمی ہر بات کی توقع رکھتا ہے ایک
مدت کے بعد مجھہ سے اور اس سے ملاقات ہوئی آپکی خدمت مین بندہ اور یہہ دونون برابر
ہین اسکا کیا سبب کہ مین اُسکی ملاقات کو کھڑا ہوا اور یہہ از روئے تکبر یکے مرکب پر سوار
نہ سلام علیک نہ تواضع نہ یہہ کہ گھوڑے سے اُتر کر بغل گیر ہو بس اس لباس جواہرنگار پر اور
صندوق زر سرخ پر اپنے تئین بھول گیا سچ کہتے ہین کہ خدا کم ظرف کو مقدور نہ دیوے بیت
نہ منعم بمال از کسی بہتر است + خر از جل اطلس بپوشد خر است + امیر نے جو احوال دریافت
کیا مقبل سے کہا کہ گناہ تیرا ہے کہ عمر کو بیجا خفا کیا اب لازم ہے کہ آپس مین صلح کرو مقبل
راضی ہوا لیکن عمر نے صلح قبول نہ کی اور کہا کہ وہ مرد صاحب مال و منال اور مین عیار بے
اعتبار مجکو اس سے کیا نسبت اور اُسکو مجھہ سے کیا مناسبت جب مقبل نے دیکھا کہ عمر
تصفیہ نہین کرتا امیر سے کہا کہ نگاہ عمر کی اس مال کے صندوق پر ہے اسمین سے ایک اسکو
دیجئے کہ میرا گناہ بخشے امیر نے ایک صندوق عمر کو دیا جونہین اوس نے صورت مال کی
دیکھی مقبل کو گلے سے لگا کر آشتی کی مقبل نے نوشتہ شاہ کا گذرانا اور وہ سوغات حاضر کی
امیر نہایت خوش ہوئے اور وہ میوہ یارونکو تقسیم کیا وہ شب اوسیجا گذری دوسرے دن صبحکو
بزرگ امید امیر سے رخصت ہو کر طرف مداین کے روانہ ہوئے اُنکے جانیکے تیسرے
دن امیر بھی معہ لشکر اپنے کوچ کر کے آہستہ آہستہ چلے لیکن وہان بزرگ امید نے بادشاہ کی
ملازمت سے سرفرازی حاصل کی امیر کے آنیکا احوال سُنایا اور کہا حمزہ حسب الامر آپکے حاضر

ہوا ہے اور یہان سی چار فرسنگ پر پہنچا ہے حضور مین خبر کرنی ضرور تہی اسواسطے گذارش کی بادشاہ
بزرجمہر کیطرف مخاطب ہوا اور فرمایا تم جسکو مناسب جانو صاحب قران کے استقبال کو
بھیجو ہاتھ باندہ کر عرض کی آپ نے اسکو اس درجہ پر سرفراز کیا ہی کہ عزت اوسکو ہوئی
اور یہانتک وہ آپ کی پابوسی کی تمنا مین آیا اتو لازم ہے کہ لطف شہریاری سی اپنے
چند قدم شہر سے باہر جا کر لائے کہ اوسکو امید ایسکی ہے اگر اسطرح وہ قلعہ مین داخل ہوگا
تو اور زیادہ ممنون اور مشکور رہیگا اسباتکو سنتے ہی ساسانیون مین ایک غل اور خروش پیدا
ہوا سب کہنے لگے شاہ کو کیا لایق ہے کہ بادشاہ ہفت کشور ہو کے اتنے ایک مکہ کی
رئیس زادے کے واسطے استقبال کو جاوے تمام عالم کیا کہیگا جب دشمنون نے بات کو
یہانتک پہنچایا بزرجمہر نے اُنکے جواب مین کہا معاملہ حمزہ کا اُن باتونسے نسبت نہین رکھتا
اُسکی قدر سے تم لوگ واقف نہین ہو کہ شاہ نے اُسے اپنا پسر خواندہ کیا ہی اور تربیت
کرکے اس مرتبہ کو پہنچایا ہے جو کچھہ وہ کرے اقبال اوسکا ہے دوسرے اپنی قوم کا بھی
سردار ہے سب اسکو ممتاز جانتے ہین بہتر ہین اشراف عرب سے ہی تیسرے بادشاہ کو نہین دیکھا
غائبانہ اپنی جان نثار کرکے وہ لڑائی لڑا اور حشام کو مارا حق اوسکا تمام قوم ساسانی زن و مرد خورد
و بزرگ کی گردن پر ہے کہ اتنے ہزار آدمی قید سے چھڑائے اور سب تمہارے اقربا زن
و فرزند تھے پس سب پر لازم ہے کہ اُسکی خدمت کرین سوا اسکی اوسنے اکثر شاہزادون
کو اور پہلوانونکو زور بہادرت اپنے سے مطیع کرکے سلک مین بندگان بادشاہ کے لایا ہے مثل
منظر شاہ یمنی و نعمان بن منظر سلطان بخت مغربی طوق بن جیران عمر معدی کرب مقبل وفادار
عمر عیار اور بیس ہزار سوار بزرجمہر نے ایسی تقریر سے یہہ جملہ ادا کئے کہ ساسانیون نے سکوت
کیا بادشاہ نے سواری منگوا کر معہ اپنے تمام امرا چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہوکر متوجہ امیر کے
استقبال کو ہوا معہ اپنے بیٹون اور وزیرون شکوہ شہریاری سے لشکر لیے نہایت
لیکر قلعہ سے باہر نکلے اُس روز سوار اور پیادونکے چلنے سے گرد و غبار آسمان تک پہنچا
اور ہائے ہوی مردان سپاہی اسپان غوغا پیادگان آگے اونکے بادشاہ تخت پر یکا دس کے
سوار اور روبرو تخت کے ناوک انداز تیر انداز خشت انداز مستعد برابر جلو مین یکطرف مہتر عیار جو

اپنا ثانی نہین رکھتے تھے چار سے عیار سحر فی نوازی کرتے ہوئے اور ایک طرف جوانان پری پیکر مرصع پوشش اور پیچھے تخت کے سازندہائے چالاک اور تیز دست گھوڑون پر سوار گاتے بجاتے عالم عشرت کا اُس بیابان مین سب کو دکھاتے اور ساقی ہائے گل اندام شراب ارغوانی کا جام ہر ایک کو پلاتے چلے جاتے تھے بعد اُنکے سپہ سالار اور سردار ساسانی مجد کی گیامرسی لہراسپی گھوڑون پر گینڈون پر ہاتیون پر تختون پر سوار جب بادشاہ کی سواری مداین سے دو کوس آگے بڑھی نگاہ کرین تو بشیرۂ فیض کیطرف ایک گرد پیدا ہوئی سیاہ لو باریک تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ غلطان وپیچان مانند زلف عروسان جو نزدیک پہنچی مقراض باد نے گریبان کو اُس گرد کے تا بدامان چاک کیا نشان تیس ہزار سوار تیس علم اوسمین سے نمود ہوئے علم اژدہا پیکر کے سایہ تلے امیر مرکب سیاہ قیطاس پر سوار معہ سرداران نامدار لشکوہ سپہ سالاری بادشاہ کو دکھائی دئے اور جلومین امیر کے بابای روندگان عالم سرسرہنگان روزگار عمر عیار قنطورہ زربفتی و تاوہ سقرلاتی گو فن عیاری حیلہ ہائے ناقہ آراستہ کئے ہوئے تمام شاگرد اپنے ہمراہ لئے ہوئے فی نوازی کرتا ہوا اور صاحبقران صلاح پیغمبرون کا بدن سے لگائے ہوئے اور گھوڑے پر جوشن جواہر نگار پڑا ہوا اُسکے اوپر جلاجل زرین اور رنگ حیدری لگے ہوئے وعمہائے پلنگ اور شیرے زربفت کے گردن مین اوسکے پڑے ہوئے اوسکی پیٹھ پر امیر بہادرانہ بیٹھے ہوئے برس پندرہ وسولہ کے سن وسال مین مانند شب چہاردہ اور اُسوقت چہرے پر امیر کے خال سبز رنگ ہاشمی گلابی سے لئے ابراہیمی چمکتا ہوا نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا غرض امیر کی یہہ شان وشوکت دیکھ کر ہر ایک شخص حیرت سے دیکھ رہا تھا اور نوشیروان کا یہہ عالم تھا کہ صاحب قرانکی طرف گویا آنکھین سی دی تہین اور جس نے یہہ وضع امیر کی دیکھی ارادہ برابر یکا دسے اٹھا دیا نگاہ امیر کی جو نہین بادشاہ پر پڑی خانہ زین سے جست کرکے زمین پر کھڑے ہوئے اور وہ جو تخت اثاثہ سلطنت کے ساتھ حشام مداین سے لیگیا تھا اصل تخت خسروی وہ تھا امیر نے اُس تخت کو اپنے سر پر اوٹھا کر بادشاہ کے پابوس کا ارادہ کیا اُس تخت کو سر پر اوٹھانیکا سبب یہہ تھا کہ کسی وقت مین کیخسرو نے توران کو مسخر کرکے جب ارادہ ایران کا کیا اور اہل ایران نے بھی اوسکو

اپنی بادشاہی مین قبول کیا اُس روز رستم بن زال اُس تخت کو سر پر اوٹھا کر تبین قدم
بادشاہ کی تعظیم کو گیا تھا اسواسطے امیر بھی اوسکو سر پر لیکر بادشاہ کی توقیر کو کھڑے
ہوئے اور چالیس قدم گئے کہ میرے نورکو کوئی رستم کے زور سے کم نجانے بادشاہ
کو یہہ حرکت امیر کی نہایت خوش آئی ہاتیونکو اپنے ہٹوا کر تخت سے اپنی اُتر کر زمین پر کھڑی ہوئے
اور خادمونکو اشارت کی کہ امیر کے سر سے تخت جلدی اُتار لین اور آپ دوڑ کر امیر کے پاس
چلے تھے کہ امیر آکر قدمبوس ہوئے شاہ نے دونون بازو امیر کے پکڑ کر مانند جان گلیسے لگایا اور
درمیان مین دونون ابرو کے بوسہ دیا اور اُسیدم امیر کو اپنے ہرمز فرامز دونون بیٹونسے بغلگیر
کروایا معہ نجتک اور بزرجمہر سب سردار وںسے ملاقات کروائی باقی داستان فردائے شب را
دوشنبہ قصہ کو یہانتک پہنچایا تھا کہ جب امیر بادشاہ کی ملازمت کر چکے خواجہ بزرجمہر نے عمر کی
شاہ سے تعریف کرنی شروع کی اور اُسکو حضور مین ملازمت کو لائے شاہ نے اُسکی طرف مہربانی
سے پاؤن پھیلایا کہ چومے اور ہاتھ کو زانو پر رکھا عمر نے بادشاہ کے پاؤنکو چوم کر ہاتھ پر
بادشاہ کے بوسہ دیا اور دست بوسی کے وقت انگشتری شاہ کی اس چالاکی سے اتار لی
کہ کوئی ہرگز واقف ہوا بادشاہ سے ملازمت کرنے لگا اور لوگون سے بغلگیر ہونے
جب نوبت ملک نجتک کی آئی عمر نے ہمکنار ہونے کیوقت وہ انگوٹھی آہستہ سے اوسکی
جیب مین ڈالدی اور ہر ایک امرا نامدار سے ملاقات کی اوسوقت بادشاہ نے گھوڑا
طلب کیا اور امیر سوار ہو کر عنان بعنان صاحبقران کے مداین کو متوجہ ہوئے عمر اپنے
عیارون سے جلو مین نوشیروان کے قدم مارتا ہوا چلا اور اپنے شاگردونکو حکم کیا کہ خبردار
کسی غیر کو اپنے بیچمین آنے ندینا جب نوشاہ کا جو مہتر عیارونکا تھا آتش نامی اوس نے
امیر کیطرف دیکھ کر غل کیا اور کہا کہ او لڑکے اپنی جگہ پہچان جلو بادشاہ کی تجہہ سے تعلق رکھتی ہے
تیرا یہہ رتبہ نہین جو اسجا تو حاضر ہو عمر نے جواب دیا کہ تو بھی اپنے کام کا ایک ہے استخاط اتبک تو تھا
پر اب یہہ خدمت تجھے نہین پہنچی کیونکہ جب پانی نہو تب تیمم کرتے ہین آتش عیار یہہ سُنکر غصہ مین آیا
اور لگا واہیات بکنے یہہ گفتگو امیر اور بادشاہ نے سُنی احوال کو دریافت کیا اور پوچھا کہ یہہ
کیا ماجرا ہے آتش نے عرض کی شہریار غلام آپ کے اردوئے خاص مین عیارونکا سردار ہے

اور یہہ عیار زبچہ مجھے جلو نہین دیتا بادشاہ نے سُنکر نگاہ عمر کی طرف کی اور فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے جواب دیا کہ عیاری فقط باتونسے نہین معلوم ہوتی یہہ تعلق کسب و ہنر سے رکھتی ہے بالفعل بڑا پیشہ اس فن مین دوندگی کا ہے اگر اسکو اسبات کا امتحان منظور ہو تو یہی گوے اور یہی میدان ہے آزمایش کر لے بادشاہ نے فرمایا عمر تو نے خوب کہا ہمنے ایکبات ٹھرائی ہے اسمین دونونکا امتحان ہوجائیگا مداین کے قلعہ کا دروازہ یہانسے دو فرسنگ ہے ایک ایک تیر دونون آدمی لیوین جو شخص پہلے دربان کو دے وہ زیادہ ہے دونون نے قبول کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ایک ایک تیر دونونکو دو عیار سے حضور تیر لیکر روانہ ہوئے کتف بکتف قدم مارتے چلے جب سوارونسے کچھہ آگے بڑھے عمر دانستہ پیچھے رہ گیا اور آتش آدہ کوس نکل گیا ہر ایک لگا کہنے عمر نے ناحق مہتر عیار سے شرط باندہ کر بلا اپنے سر مول لی آخر وہ ہی زور آور تھا آگے پہنچا اور یہہ پیچھے رہ گیا عمر نے لوگون کی یہہ باتین سُنکر پاپوش کے پاشنے راست کئے اور وہان آتش اڑا چلا جاتا تھا اور دلمین کہتا تھا یہہ گوے میدانسے لیگیا اب عمر کب پہنچ سکتا ہے نزدیک تھا کہ دروازے پر پہنچے کہ بابائی روندگان نے معلق اپنے تئین اُسکے پاس پہنچایا اور جست کر کے دو لاتین اس زور سے اُسکی گردنکے نیچے دونون شانونکے بیچمین لگائین کہ وہ بے اختیار گر پڑا اور اُسکا چھٹ گیا عمر نے اُسکا نصف تاج عیاریکا سر سے اتار لیا اور اپنے تئین دربان کے پاس پہنچا کر وہ اپنا تیر دیا اور پھر کر بادشاہ کی خدمت مین گیا امیر کے اور شاہ کی رکاب کو بوسہ دیا اور وہ اُسکا نیم تاج دکھلایا بادشاہ معہ تمام سردارون یہہ سُنکر خوب ہنسے لیکن آتش عیار اس شرمندگی سے حضور مین نہ آیا اپنے گھر کو گیا جسوقت سواری بادشاہ کی معہ صاحب قران نزدیک شہر کے پہنچی دروازے پر شاہ نے جا کر فرمایا کہ لشکر امیر کا تل شادکام پر اُترے قلعہ کے باہر دریا کے کنارے ایکجا ہے اسکو لوگ تل شادکام کہتے ہین لشکر اپنا اور صاحب قران کا وہان اُتارا خیمے اور سراپردے اوس جا استاد ہو گئے اور بادشاہ کے ہمراہ شہر مین داخل ہوئے عجب طرحکا قلعہ آراستہ دیکھا برج و کنگورہ ہر جانب کی فصیل کا محکم خندق پر آب و خاکریز و سنگ انداز تیار شہر مین باغات قصر و ایوان کوشک اور تنجانے خانقاہ مدرسے ہر جا پر سفید ایک لطف

سے معلوم ہوتے تھے شہر نہایت آراستہ و پیراستہ زیب دہندہ زینت بخش چار سو کا ہر ایک
آراستہ امیر نے جو یہاں کی رعیت کے اقربا حشام کی قید سے چھڑا کر بھیجے تھے ہر ایک خورد و
بزرگ نے جشن کی تیاری کی تمام شہر کو آئینہ بند کیا دوکانداروں نے اپنی اپنی دوکانکو
بادلے اور زربفت سے مڑھا اور پوشاک نفیس پہنکر ہر ایک شخص اپنی دوکان مین امیر کے
دیکھنے کے اشتیاق مین بیٹھا اور ہر کوچہ مین پا انداز مخمل اور کمخواب کا بچھایا جواہرات کا
ہر بازار مین ڈھیر لگا دیا شہر مین ایک عالم عید کا سا جمع تھا تماشا کنان تمام خلقت
سواری کی کیفیت دیکھتے تھے کہ امیر رکاب برکاب بادشاہ کے ساتھ سیاہ قیطاس پر
سوار آئے ہر ایک شخص لگا امیر کو دیکھ کر دعا دینے تاکہ شاہ ہفت کشور کے بارگاہ جمشید کے
دروازے پر پہنچے گھوڑون پر سے اُتر کر اندر داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ امراء اسلام
دست راست بیٹھین اور زبردست شاہزادے ہرمز کے عمر کو جا دو عمر ایک کرسی مرصع
نگار پر تکیہ سے لگ کر بیٹھا بزرجمہر کے پہلو مین تمام حکیم بیٹھے اور تمام سردار کفار شاہ
کے دست چپ کو تھے بادشاہ نے فرمایا امیر کی طرف دیکھ کر کہ تم لایق اپنے مکان دیکھو
اور جہان جی چاہے وہان بیٹھو امیر نے دل مین کہا کہ ایسی جا بیٹھئے کہ کوئی دعوی ہمسری کا
نکرے مثل ہے کہ گربہ کشتن بروز اول بادشاہ کے برابر ایک صندلی جواہر نگار بچھی تھی
کہ مشہور وہ رستم کی تھی امیر اُسی پر بیٹھے جسوقت امیر نے اُسکا غاشیہ اوٹھا کر قدم رکھا
کہ فغان سا سانیون مین پیدا ہوئی کہ حمزہ کا یہہ رتبہ نہین جو رستم کی کرسی پر بیٹھے لیکن روز
اول تھا اس خاطر چپ ہو رہے ہے کہ مہمان ہی ابھی اس سے پرخاش کرنی خوب نہین بادشاہ
اوس کے واسطے اور جا مقرر کرینگے سب اسی خیال مین تھے کہ بادشاہ نے کئی خوان زر
سُرخ و سفید کے منگوا کر امیر کے سر پر نثار کئے اور امیر نے جو تحفہ شاہ کی خاطر لایا
تھا گذرانا بعد شاہ نے شربت طلب کیا جوانان خوبصورت خوش لباس و شیرین تر از جام
شربت کا لیکر لگے یارونکو دست بدست دینے جب شاہ و امیر معہ امراء شربت پی چکے
خوان سالار جواہر نگار خوان لیکر حاضر ہوئے اور ہر نعمت ہر قسم کی جو کہ عالم مین ہی بیقیاس
لا کر چنی جب کھانے سے فراغت ہوئے اور ہاتھ دہو چکے آپس مین لگنے خوش

طبعی اور رمز و موز ہونے اور ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق مجلس مین حاضر ہوئے اور دور شراب کا گردش مین آیا مطربان خوش الحان جہانتک تھے حاضر ہوئے اور صدا ساز و آواز کی بلند ہوئی نسیم عیش سے اس گلشن محفل مین غنچہ دل ہر ایک کا شگفتہ ہوا اوسوقت شاہ نے عمر کو از راہ سرفرازی فرمایا کہ بابا ہمکو تمہارے گانا سننے کا نہایت اشتیاق ہے تم کچھہ گاؤ عمر نے دوتارا حضرت داؤد علیہ السلام کا لیکر بجانا شروع کیا اور کئی شعر درد آمیز ایسے گائے کہ ہر طرف سے آواز احسن احسن اور واہ واہ کی پیدا ہوئی بادشاہ نے اوسوقت قصد کیا کہ انگشتری زر ہاتھہ سے نکال کر عمر کو دیوے خیال کیا کہ انگلی مین وہ انگوٹھی نہین حیران ہوا کہ ہمارے ہاتھہ کی انگوٹھی نہین معلوم ہوتی تلاش کرو کس نے لی ہے عمر نے کہا خاوند سوائے خلوتیوں کے کوئی باہر کا نہین آیا حکم ہو تو ان سب کا جھاڑا لون کہا اچھا عمر لگا پکار پکار کر کہنے یارو جس نے انگوٹھی پائی ہو حوالے کر دے کہ شاہ گز کچھہ نہین فرماوینگے مین تمھاری تقصیر معاف کرواؤنگا لوگ لگے ڈھونڈہ نے اور ہر ایک شخص لگا کہنے الحمد للہ ہم ابھی باہر نہین گئے بادشاہ نے فرمایا مردمان اسلام مین کسی نے نہین لی ہمارے ہی آدمیونکو دیکھو جب پروانچی عام ایک ایک کو دیکھ چکے اور نہ ملی حکم بزرجمہر کو ہوا کہ تم اوٹھکر حکما اور علما کا جھاڑا لو خواجہ لگے ہر ایک کی جیب و کمر دیکھنے جب بختک کے پاس آئے وہ خاتم اوسکی جیب سے نکلی شاہ نے فرمایا یہہ وزیر ہو کر نیت چوری کی رکھتا ہے اسکو سیاست کرو کہ پھر ایسی حرکت نکرے امیر نے بادشاہ کے کان مین آہستہ سے کہا کہ اسپر غصہ نفرمائیے یہہ نہ تقصیر ہے یہہ خوش طبعی عمر کی تھی شاہ نے اوسکی تقصیر معاف کی اور عمر کی تیز دستی دیکھ کر حیران ہوئے اور وہ انگشتری عمر کو بخشی اور امیر کو سرو پائے مرصع سرداران اسلام کو خلعت جواہر نگار عنایت فرمایا اور امیر کو ارشاد کیا کہ معہ اپنے رفقا ہر روز دربار کے وقت حضور مین حاضر ہوا کرین اوسوقت امیر رخصت ہو کر تل شاد کام کی طرف روانہ ہوئے اور بارگاہ حشام مین داخل ہوئے باقی داستان فردائے شب راز راوی روایت کرتا ہے کہ جب امیر معہ سرداران اسلام اپنے لشکر مین داخل ہوئے اوس روز ملک بختک نے ایک رقعہ عمر کی خدمت مین

مرا لکھا

لکھا کہ اس مین یہہ مضمون تھا کہ بابای روندگان عالم مین تمسے التماس رکھتا ہون کہ پھر کبھی
دوسری مرتبہ ایسی حرکت مجھسے نہ کیجیئے گا کہ مین ساسانیون مین نام ونشان رکھتا ہون یہہ ظرف
میرے واسطے سُبکی رکھتی ہے پانسو تمن مین نے آپ کی خاطر بھیجے ہین اونکو قبول کیجیئے
اور پانسو تمن کا خط اپنے پاس رکھیئے بعد چندروز کے یہہ بھی حاضر کرونگا عمر نے وہ
روپے لیکر خط کو پڑھا اور نہایت خوش ہوا اور اپنے دلمین کہا کہ یہہ فال مبارک ہے کہ پہلی روز
صورت مال کی دکھائی دی چاہیئے کہ ہمیشہ اسیطرح دستیاب رہے اُس خط کا جواب لکھکر عیار
کو دیا اور معذرت کی اوسکے دوسرے روز امیر پھر معہ امرا نامدار بارگاہ خسروی مین گئے
اور بادشاہ کو مجرا کرکے رستم کی صندلی پر بیٹھے اُس روز بادشاہ نے کمال مہربانی فرمائی
اور ساسانی اور مجدکی اور گیامرسی قوم کے لوگ اور اکثر وزیر و حکیم و ندیم جو کافر تھے انہون
نے امیر کی دشمنی پر کمر باندھی اور فتنہ و فساد کے تجسس مین رہنے لگے کہ کوئی بات ایسی پیدا
کیجیئے کہ اسکو بادشاہ کی نگاہ سے گرائیے ایک روز امیر بارگاہ مین اُسی کرسی پر بدستور
سوابق بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جوان نوخواستہ بارگاہ کے دروازے سے اندر آیا اور
مانند مینار کے قد مرصع پوش زرہ کے دامن کو گردانے ہوئے اور آستینونکو رومال
کئے ہوئے دست بقبضہ اور اُس نے آکر بادشاہ کا مجرا کیا بارگاہ مین جہانتک سردار
کفار تھے اوسکی تعظیم کیواسطے کھڑے ہوگئے وہ ایک فولادی کرسی پر زبردست ہرمز تاجدار
کے بیٹھا اور بچشم غضب امیر کیطرف دیکھ کر کہنے لگا ای ابوالعلی بادشاہ نے مجھکو کابل بھیجا تھا
تم جو میرے باپ کے دنگل پر بیٹھے کیا ارادہ رکھتے ہو اور نوشیروانسے کہا ہی چاہیئے کہ
باپ کو میرے دشمن کی لڑائی پر بھیجا وہ اسے زیر کرکے لے آتا ہوا تنے روز کی لیئے
آپنے صبر نکیا جائے میرے باپ کی ایک ملکہ کے رئیس زادیکو دی بادشاہ سے ایسی باتین
کہین کہ امیر سے رہا نگیا شاہ سے عرض کی کہ یہہ کہتا ہے فرمایا کہ اسکا نام فولاد بن گستہم ہے
بہرام گرد خاقان شہزادہ چین نے مجھسے سرکشی کی تھی مین نے اوسکے باپ کو
اوسکے جنگ کے فتح کرنیکو بھیجا ہے شاید وہ اوسے لیکر بارہ دن مین نہ پہنچے اور وہ
اسی کرسی پر بیٹھتا تھا جسپر تم بیٹھے ہو وہ بہرا سپہ سالار ہے اور بہادری مین لاثانی ہے

اس خاطر یہہ جا اوسکو دی تھی اب یہہ کہتا ہی کہ میرے باپ کی جا یہہ کیون بیٹھا ہے امیر نے جو یہہ بات
سُنی کہا میرا بھی یہی مقصد تھا کہ وہ مجھہ سے زور آوری کا امتحان کرے اِس کے باپ کو یہہ بہرہ
کب ہے کہ میرے روبرو ڈینگ شجاعت کی مارے ویا زور دلاور سے آنکھ ملاوے
فولاد کا سارا بدن مارے غصہ کے کانپ گیا کہنے لگا اے امیر بادشاہ کے پاس بیٹھہ کر
لاف مارنی اچھی بات نہین اگر منظور ہو تو آؤ ہم اور تم پنجہ کرین آپمین زور معلوم ہو جائیگا
امیر نے کہا بسم اللہ آؤ مین بھی یہی چاہتا ہون وہ اوٹھکر امیر کے پاس آیا اور اوس نے
پنجہ طرف امیر کے بڑہایا امیر نے اوسکے پنجہ مین پنجہ ملا کر ایسا زور کیا کہ وہ گبر بیچہ تاب نلا سکا
کرسی سے گر ہی پڑا اور خنجر کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے دست اُسکا پکڑا اور خنجر ہاتھہ سے نکالکر
اپنے طرف اسطرح کھینچا کہ وہ دوزانو بیٹھہ گیا ہرمز تاجدار نے اُسکو امیر کے ہاتھہ سے چھڑایا
اور اس سے کہا کہ تم کیا کرتے ہو شاہ کی مجلس مین بے ادبی کرنے چاہتے ہو کہ یہہ محفل
برہم ہو شاہ نے بھی امیر سے مذکور کیا اور خلعت دیا دشمنونکو امیر سے اور زیادہ بغض پیدا ہوا
جب دربار برخاست ہوا امیر سوار ہو کر تل شادکام کیطرف متوجہ ہوئے ہر روز اپنے موافق
دستور کے حضور مین آتے تھے کہ بعد کئی روز کے حضور مین خبر آئی کہ گستہم بہرام کو معہ
چار ہزار ازبک قید کر کے اپنے ہمراہ لے آیا ہے اور مداین سے کئی کوس پر اُسکا لشکر اُترا
ہے منتظر حضور کے فرمان کا ہے جب ارشاد ہو شہر مین داخل ہوئے بادشاہ کچھہ فرمایا
چاہتے تھے کہ خواجہ گراز الدین ملک بختک نے اوٹھکر بادشاہ کے پایہ تخت بوسہ دیا اور
یہہ عرض کیا کہ وہ خدمت گذار خداوند کے حکم سے بڑا کام کر کے آیا ہے اگر نور اقبال
شہ کا پرتو اسپر پڑے تو کچھہ عجب نہین کہ قطرۂ زلال وصال آپ کے اُس تشنہ بادیہ سر
گردانی کا بھی لب تر ہو اور سرفرازی اُسکی تمام قوم مین ہو لازم ہے کہ آپ سوار ہو کر کئی
قدم شہر سے باہر جاوین اور استقبال کر کے لے آوین کہ موجب تمام ساسانیون کے
امیدواری کا ہے بادشاہ سوار ہو کر شہر سے باہر گیا راہ مین بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ
امیر کو بھی خبر کرنی لازم ہے بادشاہ نے آدمی امیر کے پاس بھیجا کہ ہم گستہم کے لینے کو
جاتے ہین تم بھی جلد آؤ یہان سواری شاہ کی کھڑی ہے جب شہر سے ایک کوس

باہر گئے گرد و غبار رو برو سے پیدا ہوئی اور منقراض باد نے گریبان گرد کو چاک کیا وس
پر کالہ علم نمونہ دس ہزار سوار کا ظاہر ہوا پیشا پیش علم گرگ کے تلے گستہم بن اشک زرین
کفش زرہ جوشن پہنے ہوئے گرگدن پر سوار دکھلائی دیا بہرام کو جو پکڑ لایا تھا اسطرح
موچھونکو تاؤ دیتا چلا آتا تھا کہ گویا تمام عالم اسکا زیر بار احسان ہے نزدیک آکر شاہ سے
ملازمت حاصل کی اور زمین خدمت کی چومی تمام ساسانی خورد و بزرگ سے ملاقات کی
اوسکے آنے سے تمام کفار کو شادمانی حاصل ہوئی سب نے سجدہ شکر کا اپنے پونے دو
سو خدا کو یاد کیا بادشاہ نے اسے ہمراہ لیکر طرف مداین کے بازگشت کی تھوڑی دور گئے
تھے کہ راہ مین پھرتے وقت امیر بھی آئے اور بادشاہ کو مجرا کیا فرمایا گستہم سے تم پہلے
ملو امیر گستہم سے ملاقات کرنے کو چلے اور سواری بادشاہ کی مداین کو گئی لیکن جب تم شاہ
سے ملاقات کر چکا تب پیچھے سوار کے عنان لئے ہوئے آہستہ آہستہ تمام سرداروں کے
ہمراہ جاتا تھا بختک نے اوس سے باتین کرنی شروع کین اور رہم زبانی مین ورغلایا شکوہ صاحب
قران کا لگا کرنے اوسکو امیر سے شوق لڑائی کا دلایا اور کہا اے ادیبان حمزہ کی کہانتک
بیان کرون کہ تمہاری جگہہ پر بیٹھا ہے اور تمہارے بیٹے فولاد بن گستہم سے پنجہ
کیا اور رلگیا کہ تمام مجلس مین شرمندہ کیا گستہم نے کہا خاطر جمع رکھہ کہ اب مین آیا ہون
ہر ایک اپنی جانے بیٹھے گا کس کا مقدور ہے جو میری کرسی پر بیٹھے یہہ دونون اس گفتگو مین تھے
کہ علامت امیر کی سواری کی معلوم ہوئی بختک نے کہا اے پہلوان وہ عرب یہی ہے
تیری ملاقات کو آتا ہے بغلگیر یکبوقت اسکو اپنا زور دکھانا کہ تمام استخوان اوسکے نرم
ہو جاوین آج پہلا روز ہے اگر تیری قوت دیکھے گا ساری عمر یاد رکھے گا کہا خاطر
جمع یہی کرونگا جسوقت امیر نزدیک پہنچے گستہم جلو لئے ہوئے سنے اختیار گھوڑے سے
اترکر زمین پر کھڑا ہوا اور واسطے تعظیم صاحبقران کی طرف چلا امیر بھی اوسے پیادہ دیکھکر
مرکب سے تلے اترے اور باہم اظہار محبت کر کے بغلگیر ہوئے گستہم نے امیر حمزہ
کو چھاتی سے لگا کر زور کرنا شروع کیا اور کہا اے ابو العلی مجھکو تمہاری ملاقات کا
بڑا اشتیاق تھا امیر نے دیکھا کہ یہہ زور اسکا محبت کا نہین نظر آتا اپنی قوت کو امتحان

کرتا ہے اپنے تئین ہشیار رکھنا کہ جہانتک روراس مین تھا سب کیا اور جی مین کہا کہ اس کا کام مین تمام کر چکا پھر امیر نے بھی کچھہ خیال مین نہ لایا اور کہا اے جوان کیا کہون جو مجھے تیری آرزو تھی کہ کونسا روز ہوگا جو ہم آغوش ہونگے بارے آج ایک مدت کے بعد تمنا دل کی حاصل ہوئی اور اوسے بغل مین لیکر ایک زور ایسا کیا کہ وہ تاب لا سکا بیتابانہ تین گوز اوسیدم متعاقب اوس سے صادر ہوئے اور شرمندہ ہو کر دلمین کہا کہ لعنت ہے بختک کی ہفتاد پشت پر کہ مین نے یہہ خجالت اوس کے سبب سے پائی آنکھین نیچے کر کے آہستہ سے امیر کے کان مین کہا کہ اے امیر تم جوانمرد ہو التماس کرتا ہون کہ یہہ واقعہ کسی پر ظاہر نہووے ہمارے اور تمہارے مین یہہ شرط رہے امیر نے قبول کیا اور اوس سے ہاتھہ اوٹھایا گستہم مداین کو روانہ ہوا اور امیر نے عمر سے فرمایا جی مین آتا ہے کہ ذرا اس میدان کا سیر کرلین جب چلین گے سواری امیر کی آگے کو بڑھی دیکھا تو ایک تابوت کے صندوق کو ایک اعرابی کے سر پر زنجیروں سے بندھا ہوا ہے اور تابوت کا منہہ بند ہے اور چار ہزار ادہم طوق و زنجیر کئے ہوئے گھوڑون پر سوار ہین اور اُنکے پانون گھوڑون کے پیٹ تلے رسیون سے بندھے ہوئے ہین امیر نے سیاہ قیطاس کو آگے بڑھایا اور لوگون سے پوچھا کہ یہہ تابوت کس کا ہے کہا بہرام گردخاقان نام اُسکا ایک پہلوان گستہم نے اوسکو چین سے قید کر کے لایا ہے اس تابوت مین وہ بند ہے امیر نے کہا کہ جنکو بہادری سے زیر کرتے ہین اوسکو اس طرح قید نہین کرتے یہہ کہکر برابر تابوت کے آئے اور اوسکے منہہ کو کھولا ایک جوان سرو آزاد کو دیکھا کہ طوق و زنجیر کیا ہوا اوس اندھیر مین مارے بھوکھ اور پیاس کے بیہوش ہے امیر نے تھوڑا گلاب منگوا کر اوسکے چہرے پر چھڑکا اور پانی اوسکے حلق مین چوایا گئے اوس جوان نے آنکھ کھول دی اور امیر سے کہا اے مرد نیک تو کون ہے کہ اسوقت مین تو نے مجھہ سے بھلائی کی کہ باعث میری زندگانی کا ہوا چار مہینے ہوئے کہ مین پانی کی صورت سے واقف نہین اور اگر کبھی کسی نے پانی بھی دیا تو بیہوشی کی دوا ملی ہوئی امیر نے پوچھا

اے بہرام گستہم نے تجھکو کس طرح زیر کیا اوسنے جواب دیا کہ ایک روز اسنے جا کر مجھہ سے لڑائی کی تھی مین نے اُسکو زیر کرکے اپنے تابع کیا چار برس تک یہہ میری خدمت مین حاضر رہا ناگہان ایکدن مین شکار کو گیا تھا ایک صید کے پیچھے اپنی فوج سے تفاوت ہوا یہہ میرے ہمراہ تھا مین نے پیاسا ہو کر اوس سے پانی مانگا اسنے دارو بیہوشی ملا کر مجھے دی مین وہ پانی پیکر بیہوش ہو گیا یہہ اسطرح مجھے پکڑ لایا ہے امیر کو اوس پر رحم آیا قید اوسکے بدن سے دور کئے اور اُسکے آدمیونکو بھی خلاص کر دیا بہرام کو سوار کرکے اپنے اردو مین لے گئے یہہ خبر گستہم کو ہوئی کہ حمزہ نے یہہ حرکت کی سنتے ہی مارے غصّہ کے گویا وہ آگ مین پھنک گیا اور جا کر یہہ احوال بادشاہ سے کہا بادشاہ نہایت خفا ہوا اور کہا کہ حمزہ نے یہہ مقدور پیدا کیا کہ بحکم ہمارے ایسی حرکت کی اسی ساعت امیر کو طلب کیا عیارونے جا کر امیر کو خبر دی کہ حضور مین آپکو بلایا ہی امیر سوار ہو کر شاہ کی خدمت مین گئے اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے فرمایا اے ابو العلی تم جانتے ہو کہ بہرام سا دوسرا اور کوئی میرا دشمن نہین ہے تمنے جو اُسے قید سے چھڑایا اب کیساوہ گرفتار ہوگا امیر نے کہا بندیکی غیرت قبول نہین کرتی اور یہہ خوش نہین آتا کہ ایک شخص کو نامردی سے پکڑ کر اسطرح طوق و زنجیر کیجئے تمام دنیا مین لوگ ہر شہر کے درمیان محافل اور مجلس مین کیا کہین گے آپکے واسطے اس مین بدنامی ہے تاریخ اور تذکرونمین یہہ لکھا جاویگا کہ نوشیروان نامرد تھا اوسکے وقت مین اکثر بہادرونکو نامردی سے گرفتار کرتے تھے کام ایسا کیجئے کہ بدنامی نہو نیکنامی رہے بہرام ایسا کہان لگار ستم زمانہ ہی کہ کوئی اوسکو زیر نکر سکیگا فرمایا کہان ہے بلواؤ امیر اُسے ساتھ لیئے گئے تھے حضور مین حاضر کیا بادشاہ اوسکی طرف مخاطب ہوا اور فرمایا اے بہرام گستہم نے تجھکو مردی سے زیر کیا تھا یا نامردی سے کہا شہریار با وجود اسکے چار مہینے سے مین نے آب و طعام کے قید کی شدت سے قریب مرگ پہنچا ہون گستہم کو کہئے کہ تلوار کھینچکر آوے مین اگر اوسکی تلوار نہ چھین لون تو گنہگار اسیوقت فرمائیے کہ سر میرا تن سے جدا کرین تا پھر کوئی روبرو شاہ ہفت کشور کے جھوٹھ نہ بولے گستہم بھی اُس وقت معہ اپنی تمام سردارون و رسا سانیونکو ہمراہ لئی ہوئے کھڑا تھا پر اتنی جرات نہوئی کہ اُسکو جواب دے

روبرو شاہ کے نہایت شرمندہ ہوا بادشاہ نے فرمایا اے امیر تم بہرام سے لڑو گے جواب دیا
جسوقت فرمایئے اُس سے پوچھا کہ اے بہرام تو حمزہ سے زور آزمائی کریگا عرض کی اسیدم مین حاضر
ہون بندہ بھی یہی امید رکھتا ہے کہ شہریار میری دلاوری کا امتحان لین اور دیکھین کہ بہادرون
مین کیسا ہون امیر نے شاہ سے کہا کہ ابھی یہہ قید کی کوفت رکھتا ہے حکم ہو کہ چالیس روز تک
دولت سے خداوند کے ناز و نعمت مین رہے کہ توانا ہو بعد قبلہ عالم کے آگے بندے سے
لڑیگا بادشاہ کو یہہ بات پسند آئی امیر کو اور بہرام کو خلعت عنایت فرمایا اور کہا یا امیر بہرام
کو تمہین اپنے پاس رکھو بعد چالیس روز کے ہم اوسکو طلب کرینگے امیر اوسکو ہمراہ لیکر
اپنے لشکر کیطرف تل شاد کام کے روانہ ہوئے باقی داستان فردائے شب راوی کل رات کو
قصہ یہانتک پہنچا یا تھا کہ صاحبقران بہرام کو لیکر اپنے مقام پر گئے اور صحبت بزم کی اُسکی
واسطے آراستہ کی ہر روز ایکبار دربار کیوقت بادشاہ کے حضور مین آتے تھے جب
چالیس دن گذرے اکتالیسوین دن امیر بہرام کو سوار کرکے اپنے ہمراہ شاہ کی خدمت
مین لائے اور عرض کیا کہ اب بہرام حاضر ہے اور اپنی قوت اصلی پر ہے بندیکو لڑوایئے
نوشیروان ملک العادل نے بہرام سے پوچھا اوسکو بھی مستعد پایا فرمایا بہت بہتر ہے ہم
بھی تماشا دیکھین گے اسجا بارگاہ کیخسروی مین زمین کو ہموار کرو لوگون نے اسیدم کھاڑا
کھود کر تیار کیا اور کروڑ سوار کے سردار بارگاہ مین حاضر ہوئے امیر اور بہرام دونون نے
سلاح اور لباس اپنے گلون سے اُتار اور شیر کی کھال کے جانگیے رانون مین پہنے اور
اوپر لنگوٹ کھینچا کمر مین زنجیرین سونیکی لپیٹ کر پوست پلنگ کی ٹوپ سرون پر رکھے
اور خم ٹھوک کر دونون جوان مثل رستم بن زال اور سام بن نریمان اس تعلیم مین کودے
اور گردنون مین ہاتھ ڈالکر ایک ٹکر ایسی لی اگر کوہ فولادی انکے ماتھے کے مقابل ہوتا سرمہ
ہو جاتا جنگ کشتی مین در آئے اور لکد بلکد ٹکر بٹکر سینہ بسینہ مشت بمشت لگے لڑنے نہ
اُسکو ظفر تھی نہ اوسکو ظفر نہ اوسکو خطر تھا نہ اسکو خطر کبھی بہرام امیر کے دونون بازو پکڑکر
سینہ مین سر اڑاتا دس بارہ قدم پیچھے دوڑا کر لیجاتا اور کبھی اسطرح امیر بہرام کو تمین پہر کامل
کشتی ہوئی گھڑی ایک دن باقی رہا امیر نے کمربند بہرام کا پکڑکر مثل رعد نعرہ اللہ اکبر کا

کیا اور زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا بہرام نے آواز دی کہ یا امیر ہمین نے معلوم کیا کہ تم مردان عالم ہو بہادر بہادرونکو اسیطرح زبر کرتے ہین امیر نے اُسے زمین پر رکھدیا اور کہا اسے بہرام بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہ اوس نے قبول نکیا اور کہا کہ مین نوکر آپکا ہون شاہ سے کچھہ کام نہین رکھتا اگر آپ فرمائین تو ابھی اپنا سر کاٹ کر رکھدون دوسرے کی طاعت مجھہ سے نہوسکیگی نوشیروان نے کہا کچھہ مضائقہ نہین غرض اوسکی تابعداری سے ہے اگر تمھارا ملازم رہا جب بھی متعلق میرا ہے امیر اور بھرام کو پھر دوبارا خلعت دیا اور سرفرازی فرمائی امیر بھرام کو اپنے ساتھ لیکر تل شاد کام پر اردو مین گئے اور اسکو اپنا برادر خوانده کیا خیمہ وخرگاہ وسراپرده وفراشخانہ قورخانہ مطبخ طویلہ اوسکے واسطے جدا کیا اور چالیس گھوڑے طلائی ونقرئی ساز سے سات قطار اونٹونکے باربردار اور چالیس خروار زر سرخ وسفید کے اور کچھہ خراج ملک یمن کا معہ اردوی حشام بہرام کو عنایت فرمایا اور جہانتک احوال گذرا تھا قلمبند کر کے عمر عیار پیک نامدار کے ہاتھ مکہ معظمہ کو خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین بھیجا لیکن یہان تمام ساسانی معہ بختک گستہم کے گھر مین آئے اور کہا کہ ہماری قوم مین تم سردار خوشنما ہو کچھہ بات کی فکر نہین کرتے کہ اس عرب زادیکے عہدت لسے کوئی بر نہین آتا روز بروز بادشاہ کے روبرو اسکا مرتبہ بلند ہوتا جاتا ہے اور روز اوسکی عزت کو ترقی ہے کوئی مصلحت ایسی کرو کہ وہ دفع ہو اور ہمکو اوس سے مخلصی ہو گستہم نے کہا کہ زور وقوت مین تو کوئی اوس سے بر نہین آئیگا پر تم خاطر جمع رکھو کہ مین کسی مکر سے دو چار روز مین اوسکا تمام کرتا ہون یہہ کہکر اوسکی صبحکو سوار ہوا اور امیر کے جلوخانے مین گیا امیر کو خبر ہوئی اندر طلب کیا گستہم نے جاکر سلام کیا اور اظہار دوستی کی باہم سوار ہو کر بادشاہ کی بارگاہ مین آئے اور رخصت کے وقت امیر کو پھر آن کر لشکر مین پہنچا دیا القصہ ایسی خوشامد کرنی شروع کی کہ امیر کو اوسکا اعتبار کلی ہوا جی مین کہا کہ اس سے بہتر مداین مین تیرا کوئی دوست نہین ایک روز بختک نے گستہم سے کہا کہ اسے پہلوان ایسا فرصت کا وقت پھر اور ہاتھہ نہ آئیگا کیونکہ عمر اسوقت یہان نہین ہے اگر ہو سکے تو اب حمزہ کا کام تمام کر گستہم کو بات بختک

کی پسند آئی وہان سے بطور ہمیشہ امیر کی خدمت مین آیا اور کہا یا امیر آرزو رکھتا ہون کہ
مجھے خاک سے اوٹھا کر افلاک عزت پر بٹھلاؤ کہ تمام دوست دشمن جانین کہ حمزہ سے
اور فلانے شخص سے یہہ دوستی ہے امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول ہو اور قدم رنجہ
فرما کر میرے یہان ایک چمچہ آش کا نوشجان فرمائیے فرمایا کہان کہا ایک باغ ہے میرا
شہر سے دو کوس پر کہ ہر قسم کے میوہ دار درخت مین نے اوس مین لگائے ہین
دو تین روز وہان کی سیر کر کے پھر تشریف لائیگا امیر نے قبول کیا اور مقرر تھا کہ بادشاہ
ایک ہفتہ دیوان کرتے تھے عدل و انصاف مین رہتے تھے اور ایک ہفتہ شبستان
مین نازنینان ماہ رو سے صحبت عیش کی رکھتے جب باری عیش کی آئی گستہم امیر کے
پاس آیا اور کہا کہ اُن روزون مین بادشاہ عیش و نشاط مین ہین تشریف لے چلیے جب
بادشاہ کو فرصت ہو آپ فراغت کر کے پھر آئیگا امیر نے قبول کیا اور بہرام کو
معہ اپنے اور سردارون کے ہمراہ لیکر گستہم کے ساتھ روانہ ہوئے جسوقت
امیر باغ کے دروازے پر پہنچے گستہم نے کمخواب اور اطلس پا انداز ڈالا اور امیر پر
بہت کچھہ نثار کیا امیر باغ مین گئے اور فرش شاہانہ بچھا دیکھا اوس مین امیر
صحبت نشاط مین بیٹھے گستہم نے میوہ تر و خشک لا کر روبرو رکھا اور تحفہ بہت سا
گذرانا مانند نوکرون کے دامن باندھ کر خدمت مین حاضر ہوا جب دس دور شراب
کے چلے تب یہہ آپ ایک پیالہ پیتا اور خدمت مین رہنے کے بہانہ سے ٹالتا
ہر گھڑی امیر کو مطعومات اور مشروبات کی تکلیف کرتا لیکن امیر کے آنے سے
آگے اُس نے چار سے جوان جنگ آزمودہ بجائی بند مسلح و مکمل باغ مین ایک
طرف کو چھلا رکھے تھے اور اونسے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت مین دستک دون
تم سب آکر حمزہ کو معہ اوس کے رفیق مار لینا لیکن امیر نامدار اپنے یارون
مین بیٹھے شراب پیا کئے تمام روز گذرا اور دو پہر رات کا وقت آیا اور لگین
نشہ سے آنکھین بند ہونے پر مقبل وفادار نے آپکو ہشیار رکھا تھا اور شراب
کم پی تھی نگہبانی مین امیر کے مستعد بیٹھا ہوا مجلس کو دیکھہ رہا تھا تیسرے دن

گستہم نے امیر کو معہ یارون مست و مدہوش دیکھا بارہ دریکے غلام گردش مین آکر لگا دستک دینے جو نہین آواز اُن جوانون کے کان مین گئی چارسو نفر گھات کی جا سے باہر نکلے گستہم اُنکے ہمراہ تلوار نکالکر امیر کے طرف چلا اور لگا کہنے او عرب تو کبتک زندگی کریگا آج تیری قضا آپہنچی یہہ کہکر وہ تلوار امیر پر لگائی بہرام نے جو یہہ دیکھا اُس نشہ کی حالت مین اپنے تئین امیر پر ڈالدیا اور اپنے کو سپر کیا وہ تلوار گستہم کی بہرام کے پیٹ پر لگی بائین پہلو سے لیکر داہنے پہلو تک برابر زخم کاری ہوا اور انتڑئین باہر نکل پڑین مقبل وفادار نے یہہ دیکھا بے اختیار دوڑا اور لگا اُنکو تیر مارنے گستہم نے اپنے جی مین خیال کیا کہ حمزہ کو مار چکا ہون اب یہان رہنا خوب نہین باہر نکل کر چلا مقبل نے سو آدمی اُسکے ساتھ کے تیرونسے مار ڈالے گستہم لاچار تین سو جوان لیکر باغسے باہر ہوکر بھاگا امیر کا جسوقت نشہ اُترا مجلس مین عجب حالت دیکھی کہ بہرام کا پیٹ پھٹا ہوا ہی اور سب رودے باہر نکل پڑے ہین اور لوگ گستہم کے تیرون سے موئے ہین اُنکی لاشین پڑی ہین اور مجلس برہم ہی امیر کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی کہ گستہم نے امیر کو مار الشکر اسلام کے اُمرا فریاد کنان سر پر خاک ڈالتے طرف اُس باغ کے دوڑے اور تمام مداین مین شور پڑ گیا جسنے یہہ خبر سُنی افسوس کیا دربار کے وقت بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی کہ گستہم نے رات اسطرح سے حمزہ کو دغا سے مار ڈالا یہہ بات سُنتے ہی بادشاہ کی آنکھون سے آنسو نکل پڑے ہرمز تاجدار کو اور بزرجمہر کو معہ بختک بھیجا کہ حمزہ کی خبر لو ایسا نہو کہ ضائع ہونے پائے جلد اوسکا علاج کرو اور ایک پہلوان القمہ ساطوردست نامی اُسکو تین ہزار سوار سے گستہم کے پیچھے روانہ کیا کہ جہان ملے اُسکو پکڑ لاؤ مین اُسسے اسکا عوض لیؤنگا لیکن گستہم نے جو یہہ سُنا کہ پادشاہ نے تیرے پکڑنے کے لئے القمہ ساطوردست کو بھیجا ہی بھاگا اور شہر کے باہر کی راہ لی جبتک اُسکی داستان پر پہنچون دو کلمے امیر کے حال کے سُن لیجے یہان بزرجمہر بختک ہرمز اور تمام سردار امیر کے پاس باغ کے دروازے پر جمع ہوئے اور اسی حالت سے اندر گئے بارے امیر کو سلامت پایا سب نے خدا کا شکر کیا اور جو کچھہ حال شب کو گذرا تھا پوچھا امیر نے تمام قصہ بیان کیا اور خواجہ بزرجمہر حکیم کے طرف دیکھہ کر فرمایا کہ آپ بہرام کا جلد

علاج کرین اُس ملعون کے ہاتھہ سے اُسنے زخم کاری کھایا ہی ایسا نہو کہ اُسکی جان کو خلل
پہنچے اگر اُسکو کچھہ آسیب پہنچا تو قسم ہی بیت اللہ کی اُس قوم ساسانی سے ایک کو
جیتا نچھوڑونگا اور رنگ امیر کا جون دانۂ انار سُرخ ہو گیا لیکن معہ بزرجمہر تمام حکیم اس
زخم کے علاج مین حیران تھے اور افسوس کر رہے تھے کہ قضا کار اُسیوقت بابائی روزگار
عالم شعبدہ باز جہان راہ دور دراز سے آیا اور احوال مکہ کا امیر کو سُنایا بہرام کا یہہ حال دیکھ
کر آنسو بھر لایا اور در والفت سے بہرام کے رو کر صاحبقران سے کہنے لگا کہ سلوک بندہ نوازی
اسی کو کہتے ہین کہ ایک شخص کو اپنا زیر بار احسان کیجئے اور پھر اوسکا یہہ حال کیجئے
مُروت سے بعید ہی فرمایا ای عمر یہہ وقت نصیحت کا نہین ہی اب بہرام کے بچنے
کی فکر کر نہین اُسکا وقت آخر ہی عمر خواجہ بزرجمہر کے طرف مخاطب ہوا اور کہا
آپ نے کیا تجویز کیا جواب دیا زخم کاری لگا ہی اور انترٹین باہر نکل پڑی ہین اگر پیٹ
مین جاوین تو زخم سیا جاویگا لیکن یہہ مشکل ہی رودون پر ہاتھہ لگانے سے وہ مرجائیگا
اور بے ہاتھہ لگائے اُنکا اندر جانا معلوم نہین ہوتا عمر بولا خواجہ واقعی یون ہی کہ حکمت
مین تم میرے اُستاد ہو پر حکمت بہت مشکل ہی یہہ کون بڑی بات ہی اُٹھا اور
بہرام کو اپنے دونون پائون پر درمیان مین لیکر کھڑا ہوا جھککر ایک استرہ جیب سے
نکالا اور اوسکو پتھر سے پر تیز کرکے ہاتھہ بہرام کے پیٹ کے طرف بڑھایا جو نہین یہہ حرکت
خواجہ نے دیکھی پوچھا کیا ارادہ ہی کہا یہہ انترٹین جو باہر نکلی ہوئی ہین اُنکو ہاتھہ کی صفائی
سے کاٹ کر دور کر دیتا ہون کہ یہہ زیادتی جاتی رہے اور زخم سیا جائے بعد ٹانکے
دے کر زخم کو اچھا کرونگا خواجہ حیران تھے کہ کیا کہتا ہی لیکن جو باتین ہوتی
تھین بہرام سُنتا تھا عمر نے جو رودون کے کاٹنے کا نام لیا مارے ہول کے کانپ
گیا اور دم کو اوپر کھینچا سانس کے اوپر ہونے سے تمام رودے پیٹ مین گھس
گئے عمر نے خواجہ کے طرف دیکھہ کر کہا جو آپ کا مقصد تھا سو ہوا اب آیئے اور ٹانکے
دیجئے خواجہ نے عمر کی عقل پر آفرین کی اور تمام سردار مارے ہنسی کے
لوٹ گئے بزرجمہر نے زخم کو سی کر شربت تیار کیا اور بہرام کو پلایا کہ خون

فاسد جہان تک ہی نکل جاوے اور فرمایا اُسکے ہاتھ پاون باندہ کر اسی جا رہنے دو
کہ حرکت نکرے اگر حرکت کریگا ٹانکے ٹوٹ جاوینگے اور پھر نہ بچیگا مین دو نو وقت آکر
اُسکا اسی جا معالجہ کرونگا یہہ کہکر بزرجمہر اور بختک شہزادے کے ہمراہ معہ تمام سردار
مداین کو روانہ ہوئے امیر بہرام کو نہایت عزیز جانتے تھے اسواسطے اپنے سب یارون سمیت
وہین رہنا اختیار کیا یہان بزرجمہر نے تمام احوال بادشاہ کی خدمت مین گذارش کیا
فرمایا ای خواجہ باغداد جو قباد کا بنا کیا ہوا ہی اس سے بہتر مکان اس شہر مین اور
نہین میرا ارادہ ہی حمزہ کو وہان بلاکر خاطرداری کرون اور کچھہ تحفہ دون کہ وہ کوفت
اُسکے دل سے جائے ایسا نہو کہ اُسکا گمان ہو کہ ہمارے اشارت سے یہہ حرکت ہوئی
قسم ہی آتشکدۂ نمرود کی اگر مجھکو معلوم بھی ہو بلکہ مین نے کئی سردار تلاش کو بھیجے ہین
تم اوسکو وہان لاؤ اور تصدقات امیر کی خاطر بھیجا دوسرے دن جو بزرجمہر امیر کے پاس
گئے جو جو بادشاہ نے بھیجا تھا امیر کی خدمت مین گذرانا اور بادشاہ کے طرف سے احوال
پرسی کی اور کہا شاہ نے کہا ہی الحمد للہ خدا نے آپ کو اس موذی کے ہاتھہ سے بچایا
ہی مین نے لوگ اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجے ہین اگر وہ آیا تو جو احوال بہرام کا ہوا ہی
وہی احوال اوسکا کرونگا لیکن ہماری طرف سے بختک اور تمہارے طرف سے عمر اس مجلس
مین نہووین کہ دونو مایۂ فساد ہین امیر نے قبول کیا اور وہ تصدق جو بادشاہ نے بھیجا تھا
فقیرون کو بخشا بزرجمہر نے جاکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ سوار ہوکر باغداد مین گیا
اور امیر کو طلب کیا صاحبقران پہلوان عادی اور مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر باغ مین آئے
عجب طرحکا آراستہ باغ دیکھا کہ چار فرسنگ اُسکا عرض و طول تھا خیابان خوشنما
ہر طرف اور سرو و عرعر شمشاد صنوبر صحن گلشن مین ہر جانب کو استادا ور گلہائے
رنگارنگ کا عالم کہ جسکے دیکھنے سے بے اختیار طبیعت کو فرحت ہوتی تھی ہر درخت
سے جلوۂ طاؤسی ظاہر تھا اور ہر گل سے شکوۂ تاج کیکاؤسی میوۂ ہر قسم
کا فصلی اور غیر فصلی لگا ہوا تھا کہ اُس باغ کے دیکھنے سے باغ چمن فردوس
بھی رشک سے خاک حسرت آنکھون مین بوستان ارم کے ڈالتا تھا بیچ اس

باغ کے عمارات کئی اُستادون صنعت گرون نے بنائی تھین مثل کوشک ومنظر
وقصور وایوان چار صفحہ ہشت بہشت اور چہل ستون ہر ایک مکان کا دروازہ
چوب شمشاد وآبنوس وچنار وصندل اور عاج کا بنایا تھا اور طلائی اور نقرائی
کا کام اُسپر کر کے تیار کیا تھا ہر مکان مین خاتم بندی کی تھی اور جابجا حوض مربع
ومثمن وطلائی وسنگ مرمر اور بلور اور رخام کے خنکے تکیے پشم اور عقیق کے
تھے اُن مین فوارے سنہری اور روپہری جواہر نگار طرح بطرح کے طایر خوب
صورت اور گلہائے خوشرنگ کی شکل چھوٹ رہے تھے امیر بادشاہ کی مجلس مین ہرمز
تاجدار کے ہم پہلو بیٹھے بزرجمہر بعضے سرداروں سے بادشاہ کے دست راست اور
دست چپ کو امیر نامدار اور مقبل وفادار غرض سازندہائے خوش نواز اور خوانندہائی
خوش آواز حاضر ہوئے اور صحبت بزم کی گرم ہوئی روز اول بادشاہ نے امیر
کے واسطے ایک بارہ دری مین جشن رکھا ساقیان ماہ رخسار شیشہ ہائی حلبی
اور پیالہ ہائے جواہر نگار لیکر مجلس مین ہر ایک کو شراب ارغوانی پلانے لگے
وہ شراب زرد اور سرخ ایک سالہ سے لیکر ہفت سالہ تک اور عرق دو آتشہ کیتکی
تیز وتند کہ جسکے عکس سے بادۂ گلگون نے لباس ارغوانی پہنا تھا ہر چند ہر ایک بچشم
غور دیکھتا تھا لیکن صفائی بادہ کے سبب جام کو شراب سے اور شراب کو جام سے
فرق نجانتا تھا گویا شراب خوشرنگ کف دست پر ساقی گلعذار کے بے ایاغ استادہ
ہی مطرب اُس مجلس مین حیوان رضوان صدائی ساز دلفریب کان مین ساکنانِ
قبۂ زمردین کے پہنچائے تھے اور خوانندے اُس ساز کے لطافت سے اپنی آواز
کو مانند مژدۂ حیات جاویدانی گوش جان مین ہر شخص کے سُناتے تھے لخلخے اور
عنبر سوز ہر طرف کنج مین مکان کے روشن غرض بادشاہ ہردم پیالہ اپنے ہاتھہ مین
لیکر امیر کی تواضع کرتے تھے تمام روز عجب طرحکا عالم رہا جب شام ہونے نزدیک
آئی اور بربط زرین آفتاب غلاف مغرب مین ہوا اور دف سیمین ماہ انجمن مین آیا بادشاہ
اسوقت امیر کو معہ تمام سرداران ہمراہ لیکر اُس مکان سے اُٹھے اور چمنون مین پھرنے

لگے اور بعد شام کے ایک مکان تھا اسمین صحبت گرم رہی لیکن جسوقت باغبان قدرت نے گل صد برگ خورشید چمن سبز مین فلک کے لگایا اُسدم صبح کو شیشہ ہائے خمار شکن آکر حاضر ہوئے جب دو گھڑی دن چڑھا بادشاہ وہان سے اُٹھ کر ایک اور قصر مین گئے وہان جاکر بیٹھے اور پھر مجلس تازی ہوئی اب احوال بابائی ہشیار عمر عیار کا سُنئے جب امیر کو دو دن گذر سے اور عمر نے ندیکھا گھبرا کر گھر سے باہر نکلا اور باغداد کے دروازے پر آیا دیکھا تو عادی بیٹھا ہوا شراب پیتا ہی اور لوگ کھانا طرح طرح کا اُسکے روبرو رکھتے جاتے ہین وہ شکم پروری مین مشغول ہی اور نوکر پاس اُسکے تیار کھڑے ہین کسی سے پوچھ کر معلوم کیا کہ امیر و بادشاہ کا یہہ حکم ہی عمر اور بختک اندر نہ آنے پائین اسی واسطے عادی کو دروازے پر بٹھلایا ہی عمر اُسکے نزدیک گیا اور سلام علیک کرکے برابر ایک کرسی پر بیٹھا معدی کرب نے کھانے کی تواضع کیا عمر شریک ہوا اور آہستہ آہستہ اُسکے ساتھ کھانے لگا جب عادی فراغت کرچکا دستر خوان کو اُٹھوا کر ہاتھ دھوئے اور کرسی پر تکیہ لگا کر بیٹھا چماق اپنے طرف رکھکر عمر کے روبرو متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا خواجہ عمر اسوقت آنا کیون ہوا عمر نے کہا تمھارے دیکھنے کو جی چاہتا تھا اِس لئے آیا عادی خاموش رہا جب اور سب لوگ لگے کھانا کھانے عمر نے فرصت پائی عادی سے باہستگی کہا آج ہم نے بازار مین لعل مول لیا ہی آپ بھی دیکھین کیسا ہی مین ٹھگا تو نہین گیا عادی اپنے دل مین بہت خوش ہوا کہ عمر بھی مجھکو صاحب وقوف جانتا ہی جو لعل پرکھوا نیکو آیا ہی آنکھین کھول کر لگا دیکھنے عمر نے ہاتھ جیب مین ڈالکر دونون مٹھیان ریت سے بھر کر نکالین جیسا عادی دیکھتا تھا عمر نے وہ خاک اُسکی آنکھون مین ڈالدی کہ اُسکی مغز کی راہ سے دھوان نکل گیا دونو ہاتھون سے اپنی آنکھون کو لپیٹ گیا اور لگا کہنے عمر تیرا بُرا ہو مجھے اندھا کیا آنکھین ملنے لگا عمر جست کرکے اندر گیا لوگ اُسکی حرکت سے واقف ہوئے اور پانی لاکر اُسکی آنکھین دھولائین بارے دو گھڑی کے بعد اُسکی آنکھین درست ہوئین پوچھا عمر کہان گیا لوگون نے کہا ہم نہین واقف عادی نے سمجھا شاید میرے خوف سے بھاگ گیا اسیطرح بیٹھ کر لگا نگہبانی کرنے لیکن

عمر جو باغ مین داخل ہوا عجب طرح کا باغ دیکھا کہ تمام عمر نہ دیکھا تھا چمن ہائے آراستہ اور گلہائے نو خواستہ کا تماشا دیکھتا ہوا اسیر کنان نزدیک اُس مکان کے پہنچا جہان بادشاہ اور امیر صحبت بزم مین بیٹھے تھے عمر اندر قصر کے نگیا قریب اسکے باہر لب نہر ایک درخت عالیشان چنار کا تھا اُسکی جڑ مین بیٹھ گیا اور دوتارہ بجا کر اسکے آواز کے ساتھ لگا گانے عمر کا گانا مُردون کو جان بخشتا تھا جونہین آواز اُسکی امیر کے کان مین گئی مقبل کیطرف دیکھ کر کہا آواز عمر کی آتی ہی ہم نے عادی کو منع کر دیا تھا کہ وہ آنے نپاوے پھر یہہ اندر باغ کے کیونکر آیا جاؤ عادی کو بلالاؤ شاہ نے امیر کو برہم دیکھ کر فرمایا عادی کو بلانا کچھہ ضرور نہین خیر ہم نے عمر کی تقصیر معاف کی پروانچیون کو حکم ہوا کہ جاؤ عمر کو لے آؤ پروانچی گئے اور جاکر کہا خواجہ عمر چلو تمکو حضور مین یاد فرمایا ہی کہا مین بیچارہ بے یار و بے آشنا اس باغ کے گوشہ چمن مین واسطے تفریح کے بیٹھا ہون مجھکو بادشاہ اور امیر کی صحبت سے کیا کام ہے دوسرے اگر مین جاؤن اور میرے طرف سے غبار کسی کے آئینۂ خاطر پر بیٹھے اور مبادا وہ مجھے ایذا دے اسواسطے تنہائی خوب ہی اسمین کسی کو کسی سے کام نہین رہتا پروانچی لاچار ہو کر گئے اور یہہ عرض بادشاہ سے کی بادشاہ یہہ سُنکر بے اختیار ہنسا اور امرا تمام لوٹ گئے بادشاہ نے امیر کا ہاتھہ پکڑ لیا اور اُس قصر سے تلے اُترے معہ تمام سرداران روشون کا اور چمنون کا تماشہ دیکھتے ہوئے وہان آئے جہان عمر تھا عمر نے دیکھا کہ بادشاہ تیرے طرف آتا ہے جست کی اور دوڑ کر شاہ کا قدمبوس ہوا اور کہا بندے کو آپ سے یہہ توقع نتھی کہ اس خانہ زاد کو مخل جانین فرمایا عمر ہر چہ عوض دار وگلہ ندارد آؤ تم بھی مجلس مین شریک ہو یہہ کہکر عمر کا ہاتھہ پکڑ لیا اور ایک جدا مکان فیروزنگار تھا اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور پھر صحبت گرم ہوئی بادشاہ نے عمر کو فرمایا ساقی ہو عمر آداب بجالایا شیشہ اور پیالہ ہاتھہ مین لیکر موافق بادشاہ کے مرضی کے ہر طرف سے دینے لگا کبھی ساقی گری کرتا تھا کبھی شعر پڑھتا تھا گھڑی گاتا تھا گھڑی بجاتا تھا مجلس مین عمر کے آنے سے دونا رنگ ہو گیا بادشاہ کو کمال تفریح تھی وہ شب بھی بادشاہ

کو نشاط مین گذری جب صبح لگی ہونے سفیدی آسمان پر دکھائی دی صحن گلشن مین آواز مرغان چمن کی پیدا ہوئی اسوقت عمر نے ہفت بندی کو نکالکر جوڑا اور لگا بجانے جو عمر کا زمزمہ سنتا تھا زار و بیقرار روتا تھا القصہ تیسرے دن بادشاہ نے ایک قصر زرنگار مین صحبت کی وہ مکان تمام خشتہائے طلائی سے بندھا تھا اور جواہرات کی اسپر دار بیل بھی وہان امیر کو لائے اور اسباب جشن کا مہیا کیا باقی داستان فرداے شب راگل رات یہان تک بیان کیا تھا کہ بادشاہ قصر زرنگار مین آئے لیکن جب تک پھر اسد استان پر آؤن اب دو کلمہ داستان بختک کے سنئے کہ اسکو عمر کے بغداد مین جانے کی خبر ہوئی سنتے ہی بیتاب ہوگیا لگا جی مین تصور کرنے کہ کس مکر سے گیا تو بھی کسی طرح چل ایسا ہو کہ عمر کچھ فساد برپا کرے یہہ خیال کرکے اُٹھا اور کچھ تھان مخمل اور کمخاب کے کئی کشتیون مین لگا کر اپنے ساتھ لئے اور خچر پر سوار ہو کر بغداد کے طرف چلا اور دروازے پر آیا سواری سے اُتر کر عادی کے پاس گیا اور اظہار دوستی کی عادی نے تعظیم کرکے بٹھایا اور کہا اسوقت کدھر تشریف لائے کہا یہہ اسباب آپ کے خاطر لایا ہون اسسے قبول کیجئے اور مجھے اندر جانے دیجئے اب بادشاہ کو آئے کئی روز ہوئے آپ پر کچھ بات نہ آویگی عادی سُنکر نہایت برہم ہوا اور لگا کہنے ای بختک تو مجھے رشوتی جانتا ہی جو رشوت دکھلاتا ہی قسم ہی امیر کی سر کی تجھکو جانے ندونگا دور ہو دور ہو میرے سے نہین تو بے حرمت ہوگا ہرچند بختک نے منت کی عادی مخاطب نہوا جب تو وہ لاچار ہو کر اٹھا اور پھر اپنے گھر مین آیا لگا تردد کرنے جب روز آخر ہوا اور رات آئی اپنے نوکرون کو غافل کرکے ایک نمد سر پر اوڑھا اور نہا باغ کی طرف چلا چورون کی طرح چھپتا اور پاسبانون سے بچتا درختون کے سائے سائے باغ کی دیوار کے تلے پہنچا وہان جاکر ننگا ہوا اور اپنے کپڑون کی گٹھڑی باندھ کر باغ کی دیوار کے اُس پار پھینکا باغ مین پانی جانیکی ایک راہ تھی بادشاہ کے آنے سے اُس کو بند کیا تھا لیکن واسطے پانی کی ضرورت کے قدرے کچھ راہ رکھی تھی بختک اُس راہ سے لنگا ہو کر گھسا اب احوال عمر کا سُنئے کہ آگے اُسکے ذکر

گیا تھا کہ اُس قصر زرنگار مین بادشاہ کو شراب پلاتا تھا اُس شب عمر کے جی پر خیال
گذرا کہ اسیطرح گستہم نے امیر کی دعوت کی تھی پس مجھکو غافل رہنا خوب نہین چل
کر باہر کی بھی خبر لے کہ کون کس کام مین مشغول ہے اور عادی دروازہ پر کیا کرتا ہی
یہہ خیال کر کر اس قصر کے باہر آیا ہر طرف سیر کرتا روش بروش چمن بچمن ہر ایک
جانب کی خبر لیتا چلا دروازے کے پاس جاکر لگا عادی کو دیکھنے وہان عادی یہہ ذکر
کر رہا تھا کہ بختک مجھے بازی دینے آیا تھا کہ باغ مین جاوے پر مین کب اسکی دغا کھاتا
ہون اسوقت بادشاہ زادہ کیون نہووے حکم صاحبقران کے چاہے اندر جائے
کیا جان رکھتا ہے عمر نے یہہ باتین سُنی اور دل مین کہا کہ آج بختک مقرر ہر طرح سے
باغ مین آویگا لیکن دیکھئے کہ کس راہ سے آتا ہے یہہ کہہ کر لگا چار طرف پھرنے اور
اسکی راہ دیکھنی ایک ساعت نگذری تھی کہ دیوار کے اوس طرف سے ایک
بقچہ آپڑا عمر نے دوڑ کر اُسکو اُٹھالیا اور کھول کر دیکھا تو اُس مین پوشاک ملک
بختک کی دکھائی دی نہایت خوش ہوا اور لگا دل مین کہنے اُسنے اپنا رخت تو ادھر
سے پھینکا اب دیکھئے آتا کس راہ سے ہی نگاہ کرے تو پانی گے بدرو سے
ایک شخص نے سر نکالا عمر نے کہا یہی مقرر ہے اُسکا علاج کیجئے کہ اس حرکت کی
سزا پاوے اس بقچہ کو چھپا رکھا اور وہان سے خواجہ الف پوش مہتر باغبانون
کا گھر نزدیک تھا جاکر اُسے خبر دی کہ چل کر دیکھو تو باغ مین پانی کی
میزاب کی راہ سے چور کس طرح آتا ہے وہ بیل اپنی گردن پر رکھہ کر پانچ چار
باغبان ساتھہ لیکر عمر کے ہمراہ ہوا اور اُس میزاب کے پاس آکر ایک درخت
کے تلے چھپکر بیٹھہ گیا اور چوری سے لگا دیکھنے اتفاقا اُس وقت بختک نکل کر
باغ کی دیوار کے نیچے ننگا کھڑا ہوا اپنا لباس ڈھونڈرہا تھا کہ عمر کے اشارے
سے مالیون نے اُسکی مشکین باندھین اور بے اختیار مارنا شروع کیا ہرچند
وہ کہتا تھا کہ مین وزیر بادشاہ کا ہون ملک بختک نام کوئی نمانتا تھا عمر تماشا
دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ جھوٹھہ کہتا ہی وزیر کا نام بدکرتا ہے اُس

وقت بختک کا یہان کیا کام ہے اُسنے جو نہین آواز عمر کی سُنی معلوم کیا کہ رخت تیرا اسی
نے چھپایا ہے اور تیرے سر پر یہہ بلا وہی لایا ہی زبان عیاری مین لگا کہنے ای خواجہ
عمر مین بختک ہون اول باغ کے دروازے پر آیا تھا عادی نے نہ آنے دیا لاچار
ہوکر اس راہ سے آیا ہون مجھکو اس جماعت کے ہاتھہ سے چھڑا تیرا ممنون ہون گا
اور حق یاوری کا ادا کرون گا عمر نے اُن باغبانون کے طرف دیکھہ کر پکارا یارو تم
نے غلطی کیا یہہ چور نہین ہے واقعی وزیر ہے اُن لوگون نے جواب دیا اسوقت
جو بے اجازت شاہ کے برہنہ ہوکر یہان آوے گا ہم اُسے یہی صورت کرینگے
صبح کو جو بادشاہ کا حکم ہوگا اسے بجا لاوینگے سبھون نے مل کر اُسکو ایک درخت
ساتھہ باندھا بختک نے کہا ای عمر اسوقت ان کے ہاتھہ سے مخلصی کسی
طرح نہوگی تم میرے کپڑے دو کہ پہنون عمر نے کہا کہ مجھے خبر نہین ہی کہ تمہارے کپڑے کس
نے لئے لیکن جا کر اس احوال کی خبر بادشاہ کو کرتا ہون بے اُنکے فرمانیکے تمہین کوئی
نچھوڑے گا وہان سے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور تمام رات خدمت گاری مین مشغول
رہا جب صبح ہوئی بادشاہ اور امیر کو در غلان کر چمنستان کے سیر کو لے نکلا وہان لایا
جہان بختک کو باندھا تھا مالیون نے بادشاہ کو دیکھہ کر فریاد کرنی شروع کی خداوند رات
کو یہہ شخص چورون کی طرح پانی کی راہ سے آیا تھا ہم نے اسکو درخت کے ساتھہ باندہ
رکھا اب صبح کو دریافت ہوا کہ بختک ہی شاہ کی ہمراہیون مین سے جسکی نگاہ اُس پر
پڑی ہنستے ہنستے لوٹ گیا کہ عجب صورت اسکی بنی ہے درخت سے مشکین باندھی
ہوئی ہین اور مار جو کھائی ہے تمام بدن پھٹ کر چمڑی نکل پڑی ہی سب ملکر اس کی
لگے احوال پرسی کرنے اور ہاتھہ اُسکے کھُلوا دئے لیکن بادشاہ کو اسکی یہہ حرکت
بُری معلوم ہوئی فرمایا اسکو اور خوب سا مار وا اور یہان سے نکالدو پر امیر نے شاہ سے
عرض کی اور اسکی تقصیر معاف کروائی اور رخت اُسکا عمر سے تین سو تمن مول لیکر دیا اور
ہمراہ لیکر نوشیروان کے ساتھہ روشون پر سیر کرتے ہوئے اور طرف کو چلے اس باغداد
کے اندر محل کی دیوار کیطرف ایک باغ تھا کہ اُسکو ہشت بہشت کہتے تھے درمیان مین باغداد کے

مثل نگین واقع ہوا تھا اسکے آٹھ بخش کئے اور ہر بخش مین باغچہ بنایا تھا اور ہر باغچہ
مین نئی وضع کی عمارت بنائی تھی درمیان مین اُس ہشت بہشت کے ایک نہر لاجوردی
بنائی تھی کہ جو اسکی ہر ہشت رکن مین وہ نہر گئی تھی مانند چشمۂ کوثر کے معلوم ہوتی تھی اور
قطع مکانات مین جدی طرح کا رنگ کیا ہوا تھا اور قسم قسم کا جواہرات جڑا ہوا تھا بادشاہ
اور امیر معہ ہرمز تاجدار اور بزرجمہر اُس مکان مین داخل ہوئے عمر لگا ظرافت کرنے
کہ مین بختک کو مردا حمق جانتا تھا لیکن دیکھئے کس تدبیر سے باغ مین آیا سب سُنکر لگے
ہنسنے عمر بادشاہ کو دعا دیکر لگا کہنے خدا آپ کو سلامت رکھے کہ امیر کے کہنے سے
اسکی تقصیر معاف کی ورنہ یہہ بیچارہ مارے باغبانون کی لاتون کے مرجاتا اور بختک
سے کہا اب توبہ کر کہ پھر ایسی حرکت نکرون گا غرض عمر نے اس بیچارے کو مسخرہ بنایا
تھا اسکی باتون سے سب ہنستے تھے بادشاہ نے فرمایا عادی کو تو بلاؤ اُسے پوچھین
کہ اسکو کسکے حکم سے آنے دیا لوگ گئے اور عادی کو بلالائے بادشاہ نے فرمایا اے
عادی یہی مناسب ہے کہ ہم تمھین دروازے پر واسطے نگہبانی کے بٹھلاوین اور
تم ایسے غافل ہو کہ بختک اندر آوے اور تمکو خبر نہوئی عادی نے عرض کیا کہ کیا
مقدور ہے کسی کی جو بن اجازت آپ کے یہان آسکے اگر پرندہ ہو تو اسکے پر کتر
ڈالون واقعی بختک غلام کے پاس آیا تھا اور اتنا اسباب رشوت دیتا تھا مین نے
اسے اندر آنے ندیا لاچار ہوکر اپنے گھر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا دیکھو تو وہ کون بیٹھا
ہے عادی نے جو صورت بختک کی دیکھی آگ ہوگیا اور اُسکا گریبان پکڑکر کرسی سے
کھینچا اور کہا او مکار حیلہ زن سچ کہہ کس راہ سے آیا نہین بیحرمت کرونگا اور کھینچ
کر مجلس سے باہر لیچلا تمام لوگ ہنسنے لگے امیر نے فرمایا او عادی دیوانہ ہوا ہے اس
سے ہاتھ اُٹھا شاہ نے اُسکی تقصیر معاف کی تو جا اور دروازے پر اپنے کام مین
مشغول رہ عادی نے اسے چھوڑ دیا اور اپنے مقام پر جاکر بیٹھا یہان بادشاہ
تمام روز باغ مین رہے اور جام شراب ارغوانی کا گردش مین رہا جب شام
کا وقت نزدیک پہنچا کہ طاؤس جلوہ گر آفتاب مغرب مین گیا اور سرخاب خوشخرام

ماہ گرداب نیلگون فلک سے نکلا مجلس مین شمعہائے کافوری قدآدم برابر روشن ہوئین سازندون اور خوانندون سے تمام رات عجب عالم رہا عمر ظرافت اور طرفگی سے ہروقت بادشاہ کی طبیعت خوش کرتا تھا صبح اس جاسے مجلس برخاست ہوئی اور ایک مکان تھا اسمین جاکر بیٹھے کہ وہ مکان چہل ستون مشہور تھا امیر نے اس مکان مین بغور وتامل نظر کی کہ صنعت گرون نے اسمین کیا کیا ہنرمندی کی ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہے راوی لکھتا ہی کہ اسکا ہر ستون سنگ مرمر کا تھا طلائی اور اندر اُس ستون کے اوپر جانے کو زینے رکھے تھے اور ہر ہر ستون کے جواہر نگار بنائے تھے جسکے اوپر جانے سے تمام شہر کی نمود تھی اور تلے شہ نشین یشم وعقیق اور بلور کے بنائے تھے جن پر وہ ستون مثل جوانان سرو قد استادہ تھے اور ہر شہ نشین کے روبرو حوض طرح بطرح کے آب خالص اور گلاب وبیدمشک سے بھرے ہوئے تھے جنکے فوارے قسم قسم کے چھوٹتے تھے وہان نشست ہوئی جام شراب کا گردش مین آیا اور دروازہ عیش ونشاط کا کھلا القصہ بادشاہ امیر کو ہر روز نئے مکان مین اور شب ایک شبستان مین لاتے تھے اٹھنے کے وقت جہانتک تیاری اس مکان مین ہوتی تھی معہ فرش وفروش جام صراحی تک امیر کو بخشش دیتے تھے پانچوین روز چہل ستون مین تھے اِس پانچ دن مین بادشاہ نے ایک شب خواب نکیا تھا اس شب بادشاہ کو خواب نے غلبہ کیا پلنگ پر جا لیٹے اور مجلس اسیطرح رہی جب بادشاہ کی آنکھہ لگ گئی امیر پوشاک بدلنے کی خاطر اُٹھے مقبل کو ہمراہ لیکر واسطے غسل کرنے کے طرف نہر کے چلے سیر کرتے ہوئے اس باغ کے ایک کنج مین پہنچے دیکھے تو اس جا نہر نہایت لطافت سے بہتی ہے اور اسکا پانی جھجھری کی راہ سے محل مین جاتا ہے وہ جا امیر کو پسند آئی ایکدرخت کے تلے پوشاک اُتار کر مقبل کو دئے اور آپ نہانے کو اس مین اُترے اور لگے بدن ملنے لیکن اُس نہر کے قریب ایک محل تھا بادشاہ کی بیٹی کا نام اسکا مہرنگار تھا قضاءً وہ اُس روز ہوا کھانے کو اس قصر کے اوپر آئی اور دریچہ کھول کر لگی ہر طرف نگاہ کرنے ناگہان نظر اسکی نہر

مین امیر پر پڑی دیکھتے ہی تیر عشق کا کھاکر فریفتہ ہوئی اور دیوانہ اور اسنے ایک آہ ایسی بھری نزدیک تھا کہ اسکے دھوین سے آئینۂ آفتاب سیہ ہوجاوے جی مین کہی کہ تو دل تو ہاتھ سے دے چکی اب دیکھئے اسکا انجام کیا ہو لیکن ایسی فکر کرو کہ وہ بھی کسیطرح تجھکو ایک نگاہ دیکھے یہہ خیال کرکے عنبرچہ گلے سے نکال امیر کے طرف پانی مین پھینکی امیر نے سر اُٹھائے عنبرچہ کو دیکھکر نگاہ اس قصر کے طرف کی اور مہرنگار کو دیکھا بے اختیار دیکھتے ہی ایک آہ ماری اور بے ہوش ہوگئے مقبل نے جو نہین یہہ حالت امیر کی دیکھی پانی مین کود کر امیر کو سنبھالا بارے امیر نے اپنے تئین ہوش مین لاکر پانی سے باہر نکالا او نئی پوشاک جو مقبل لایا تھا پہنی اور وہان سے بادشاہ کے طرف متوجہ ہوئے لیکن چشم پر آب و دل کباب تیر عشق کا کھائے ہوئے مجلس مین بیٹھے اور یہان مہرنگار کی بھی یہہ حالت تھی لیکن باعث ناچارگی کا تھا کسی سے نکہہ سکتی تھی وہان امیر صحبت مین امرا کی جا بیٹھے لیکن ہر وقت آہ عاشقانہ بھرتے تھے اور شعر درد آمیز پڑھتے تھے غرض دن کو بہزار تشویش سے گذارا جب رات آئی لگے ساعت کو شمار کرنے جب پہر رات کا وقت آیا دل مین خیال کیا کہ اسوقت کسی طرح اس ماہ فلک دلبری کو چل دیکھئے بادشاہ سے عرض کی اگر ارشاد ہو تو خانہ زاد ایک دو ساعت سو رہے پھر ابھی حاضر ہوگا فرمایا کیا مضایقہ امیر نے مقبل کو ہمراہ لیا اور اسیوقت قصر کی طرف روانہ ہوئے نزدیک جاکر دیکھے تو اوپر جانے کا کچھ لگاؤ نہین معلوم ہوتا جی مین کہا کس طرح جائے دیکھے تو برابر اس قصر کے ایک درخت عالیشان ہے اسکی شاخین بام قصر پر پھیلی ہوئی ہین مقبل کو اس درخت کی جڑ مین کھڑا کیا اور آپ اس پر چڑھکر قصر کے اوپر گئے باقی داستان فردا ئے شب را

داستان دسوین امیر کا جانا محل مین مہرنگار کے اور اسکے چوٹ لگنے مین

جوہریان بازار معانی کہتے ہین کہ جب صاحبقران اوپر گئے اور دور سے لگے نگاہ کرنے دیکھے تو مہرنگار نے محل مین ایک جانب مجلس نشاط آراستہ کی ہے اور اپنے ہمنشینون سے بادہ خواری مین مشغول ہے اور مہرنگار بہتر از صد نگار درمیان مین

معشوقان ماہ رویان کے مانند بہار بیٹھی ہوئی ہے کہ اُسکی جمال کی تجلی سے وہ تمام مکان روشن ہی عجب طرح کی نازنین دیکھی کہ حُسن وجمال مین چشمۂ خورشید تابان اُسکی چاہ زنخدان کا ایک رشحہ ہے مطلع ماہ رخشان کا دلبر خوش ادا دلربا مہوش عالم آرا سرو قد لالہ عذار آہو چشم سنبل موئے خوشخوئے ہلال ابرو مرغولۂ زلف دراز مژہ بلور بدن مروارید دندان باریک میان آرام جان حقۂ ناف حباب پستان مدعا فہم خورند دل عاشقان اُس روز امیر نے مہر نگار کو دور سے دیکھا تھا اور اب جو نزدیک سے دیکھا دوبارہ حالت پھر وہی ہوئی اور دل اختیار سے جاتا رہا جب اسکو دیکھتے تھے نئی انداز سے نظر پڑتی تھی لیکن مہر نگار نے جسوقت امیر کو دیکھا تھا اسوقت سے اسکو عجب طرح کی وحشت تھی دن تو اسنے بہزار مشقت کاٹا جب رات ہوئی واسطے جی بہلانے کے صحبت نشاط آراستہ کی اور اپنی دائی کی بیٹی فتنہ بانو کو بلا کر کہا آج ہمکو نہایت قلق ہے اور جی گھبراتا ہے تو اپنے ہاتھ سے شراب پلا غرض جو جو اسکی محرم راز تھین اگر اسکے پاس حاضر ہووین اسوقت گلستان حسن مین اُن غنچہ رویونکا گرد اُسکے بیٹھ کر گانا اور بجانا ایک جلوہ نور کا سا معلوم ہوتا تھا امیر اس قصر کے کونے مین چھپے ہوئے یہہ تماشا دیکھ رہے تھے جب فتنہ بانو سے صحبت رہی دو پہر رات سے زیادہ گذری مہر نگار نے ایک آہ سرد بھری اور فتنہ بانو سے کہی اب پیالہ کو روان کر کہ رات بہت آئی ہے جا کر سو رہین فتنہ بانو نے جھٹ جام پیالہ لبریز کر کے مہر نگار کو دیا بادشاہ زادی نے وہ پیالہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہا اس وقت جو شراب پیوے پہلے اپنے آرام جان کا نام لیوے اور ہم سب کے بعد پیوینگے اور تم سب پیو جونہین ملکۂ مہر نگار نے یہہ بات کہی فتنہ بانو نے عمر عیار کا نام لیا اور جام شراب کا پیا امیر سنکر حیران ہوئے کہ عمر یہان کیونکر آیا یہہ خیال جی مین کر رہے تھے کہ دوسری معشوقہ نے مقبل وفادار کا نام لیکر پیا جب یہہ دونو پی چکین مہر نگار نے جام اُٹھایا اور کہا مین پیتی ہون کشندہ حشام بن القمہ خیبری کی یاد مین کہ جسنے تم سب کو قید سے چھڑایا یہہ کہہ کر لب سے لگایا اور پی گئی امیر سنکر نہایت خوش ہوئے غرض اُس شب

مہر نگار دو پہر رات سے آگے تک بیٹھی شراب پیا کی ہر پیالہ کے ساتھ امیر کو یاد کیا کی
اور کہا کہ افسوس یار جانی وائے محبوب زندگانی اسوقت تو کہان ہو گا چل پہنچ ہر دم
یہہ کہتی تھی اور بے قراری کرتی تھی جب تین پہر رات گذری مہر نگار نے ہم صحبتون
کو کہا اب رخصت ہوا نھون نے مجرا کر چلین اور آپ ایک بارہ دری مین جاکر چھپر کھٹ
جواہر نگار پر واسطے آرام کے لیٹی لیکن اشتیاق مین امیر کے نیند نہ آتی تھی پڑی
ہوئی کروٹین لیتی تھی اور صاحبقران کے تصور مین روتی تھی جب گھڑی چار ایکرات
باقی رہی اسوقت اسی خیال مین آنکھہ جھپک گئی لیکن امیر جو چھپے ہوئے دیکھتے
تھے اس جا سے سیڑہیون کی راہ تلے اُترے کسیکو بیدار نہ دیکھا نہایت خوش
ہوئے اور اندر اس بارہ دری کے گئے دیکھے تو پردے اُسکے چارون طرف
کو پڑے ہوئے اور شمعہائے مومی گل کاری کے ہر جا مانند آہ عاشقان روشن
ہین اور چھپر کھٹ پر مہر نگار سوئی ہے لیکن اُسکے حُسن کے روبرو تمام شمعون
کی روشنی پھیکی معلوم ہوتی تھی اور وہ مکان اُسکے جمال سے مانند آفتاب
کے منور تھا امیر نے جی مین خیال کیا کہ ایسی معشوقون کا وصال قسمت سے مُیسر
ہوتا ہی شاید پھر تیرے نصیب ہو اب اس مکان مین تو بڑی محنت سے آیا
ہے اس معشوق کے رخسارۂ برگ گل سے ایک بوسہ تو لے یہہ کہہ کر اس
چھپر کھٹ کے پاس گئے برابر مہر نگار کے بیٹھہ کر دونو ہاتھہ اپنے اسکے سر کے دونو
طرف کے تکیہ پر ٹیک دئے اور چاہا کہ جھککر اسکے لب لعل سے بوسہ لے لیکن
ابتدائے عشق تھا اور نا کردہ کار ہاتھہ امیر کا تکیہ سے پھسل گیا چھاتی پر اس
معشوق کے گر پڑے جونہین مہر نگار کی آنکھہ کھل گئی امیر کا خیال نرہا بے اختیار ایک
چیخ ماری اور کہا ارے دوڑو چور آیا عورتین چارون طرف سے اٹھکر دوڑین امیر نے
کہا ای جان مین ہون کشندۂ حشام بن القمہ مہر نگار نے جو امیر کو پہچانا اپنے اس
عمل کرنے سے پشیمان ہوئی اور صاحبقران کو پلنگ کے تلے چھپایا اور ان عورتون
کو کہا مین نے خواب دیکھا تھا اس دہشت سے چیخ ماری تھی تم جاؤ اور کچھہ اسبات

کو خیال مین نہ لاؤ سب پھر گئین اور اپنے اپنے مکان مین جا کر سو رہین مہر نگار نے
امیر کو نکالا اور اپنے برابر بٹھلایا اور اول مرتبہ امیر کو دور سے دیکھا تھا اور اب نزدیک
سے دیکھا کہ عجب طرح کا جوان زیبا صورت و پاکیزہ سیرت ہے مانند شب چاردہ کے
نور رخسارے اُسکے کا چاند کی صورت اس شب تیرہ کو روشن کر رہا تھا صاحبقران
کی صورت کو دیکھکر شکل تصویر کے حیران رہ گئی اور امیر بھی اس نگار کو دیکھکر دیوانہ
وار تک رہے تھے کہ سفیدہ صبح کا نمودار ہوا امیر مانند شبنم کے جون برگ گل پر ہوتی
ہی آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا ای مہر نگار جو تو نے امیر کے آہوئے دل کو
کمند ناز سے گرفتار کیا ہے اس صید زخم خوردہ عشق کو نیم بسمل چھوڑنا اب رخصت
ہوتا ہون بادشاہ کی صحبت سے سونیکا بہانہ کر کے آیا تھا ایسا نہو کہ یہہ پردہ کھلے
اور رسوائی پاؤن پھیلاوے اگر زندگی ہے تو کل پھر آؤن گا یہہ کہکر مہر نگار کو وداع
کیا اور اس مکان سے نکلکر زینون کی راہ سے چھت پر چڑھے اور اسی درخت کی
شاخ پکڑ کر نیچے اُترے وہان سے مقبل کو ہمراہ لیکر شاہ کی مجلس مین آکر بیٹھے
جب کرن آفتاب کی نکلی شاہ و امیر معہ ہمنشینان درمیان مین ایک چمن کے آئے
اور وہان نشست گاہ مین صحبت آراستہ کی لیکن خواجہ بزرجمہر اور عمر نگاہ کئے تو
بشرے پر امیر کے حالت عشق کی سی معلوم ہوتی ہے کہ ہر وقت مجلس سے بہانہ کر کے
اُٹھتے ہین اور چمنستان مین جا کر مہر نگار کی قصر کے طرف دیکھتے ہین اور پھر آکر بیٹھتے
ہین لیکن بختک نے امیر کی بیتابی سے اور گھڑی گھڑی اُٹھنے بیٹھنے سے اس مقدمہ کو دریافت
کیا اور جی مین کہا کہ کچھہ فکر ایسی کیجیئے کہ حمزہ یہان سے اُٹھنے نپاوے بادشاہ سے
عرض کی کہ مجلس مین عجب لطف ہی لیکن اکثر لوگ بیجا اُٹھکر خلل کرتے ہین جو بموجب
اُٹھے آپ اُسپر سو تمن جریمانہ کیجیئے بادشاہ نے اس بات کو پسند کر کے امیر سے کہا امیر
نے قبول کیا لیکن امیر کے دل پر بے چینی تھی راوی لکھتا ہی کہ امیر اس اضطراب کی
حالت مین دو مرتبہ اُٹھے اور دو سو تمن دئے بزرجمہر نے عمر کے طرف دیکھکر کہا کہ کچھہ ایسا
علاج کیجیئے کہ بختک مجلس سے باہر جائے عمر نے کہا اگر آپ کی مرضی یہی ہے تو دیکھئے مین

کسطرح نکالتا ہون اپنی جاے سے اٹھکر بادشاہ کا آداب بجالایا اور کہا خداوندخوب
واقف ہین کہ خدانے ہر ہاتھ کو جدی لذت دی ہی کیا عجب ہے جو غلام کو اس وقت
خدمت ساقی گری کی ملے اور شہریار اس خانہ زاد کے ہاتھ سے دو چار دور پیوین
فرمایا کیا مضایقہ عمر نے صراحی و پیالہ اٹھالیا اور بھر کر گردش مین لایا ظرفگی اور ظرافت
کے ساتھ پلانے لگا مجلس مین آوازہ نوش نوش بادہ نوش کی بلند ہوئی عمر کی ساقی گری
سے ہر خورد و کلان کو کمال حظ تھا بعد بادشاہ کے عمر نے جام شہزادونکو پلائے جب
نوبت خواجہ گراز الدین کی آئی عمر نے اس جام مین کئی مثقال حب سلاطین داخل کیا
اور ملک بختک کے روبرو لیگیا جونہین اُسنے وہ جام دیکھا معلوم کیا کہ اسمین عاقبت
بخیر نہین ہے آج عمر ساقی ہوا ہے تو نہین بچیگا کہنے لگا خواجہ عمر کل سے مین نے شراب
پینے کی توبہ کی ہے آپ اور لوگون کو دیجئے بندہ نہین پیویگا جب عمر نے دیکھا کہ نہایت
تکرار کرتا ہے اور نہین پیتا بادشاہ اور امیر کے طرف منہ کرکے کہنے لگا خداوند نے
اپنے غلام کے ہاتھ سے جام پیئے اور بھی جسنے چاہا پیا بختک میرے ہاتھ سے پینے
مین کس واسطے اندیشہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی ہے نہین جانتا یہہ
وہ کیا چیز ہے کہ اگر ایک پیالہ ابلیس پیتا تو ہزارون سجدے آدم کی خاک کو کرتا شاہ
اور امیر معہ تمام مجلس عمر کی یہہ بات سنکر ہنسنے لگے بختک بھی شرمندہ ہوا اور
ہرمز تاجدار نے کہا بختک تو دیوانہ ہوا ہے نہین جانتا شاہ نے اُسکو ساقی مجلس
کیا ہے اُسکے ہاتھ سے پینے کا انکار کرتا ہے لاچار ہوکر بختک نے عمر کے ہاتھ سے وہ پیالہ
لے لیا جبراً و قہراً پیا ایک ساعت نگذری تھی کہ بختک کے پیٹ مین ہڑبڑی ہوئی اور لگا
پیچ کھانے اپنی کرسی سے اُٹھا اور بادشاہ سے کہنے لگا مجلس مین یہہ شرط ہے کہ جو کوئی
بیضرورت اُٹھے وہ سو تمن گنہگاری دے بندہ مکان ضرور کو جاتا ہے یہہ کہکر گیا اور
فراغت کرکر آیا ایک لمحہ نہ بیٹھا تھا کہ پھر پیٹ اُسکا گڑگڑایا مارے درد کے اُٹھا عمر نے کہا
اب کیون اُٹھے کہا پھر مکان ضرور کو جاؤنگا عمر نے کہا خیریت ہے اب یہہ عذر بیجا ہے
کوئی نہین سنیگا ایک مرتبہ صاحب ہو آئے ہین بختک نے سو تمن جرمانہ دیئے اور گیا حاجت دفع

کرکے آیا اور پھر اپنی جا پر بیٹھا دم بھی نہ لیا تھا کہ پھر خلش معلوم ہوئی لیکن شرط ہارنے
کی دہشت سے اپنے تئین ضبط کرکے بیٹھا رہا کرسی سے نہ اٹھا از بسکہ پیٹ مین
پیچ وتاب ہورہا تھا تھام نہ سکا وہین جا ضرور اُسکا خطا ہوا اور ازار کے پاپچون سے بہہ
نکلا عمر اسی تاک مین بیٹھا تھا عقل سے دریافت کیا پیالہ کو ہاتھ سے رکھہ کر شاہ سے
عرض کی اسوقت خوب خوشاینده ہوا ہے اور سرور بھی کس مزیکا ہے اگر چلکر خیابان
کی سیر کیجیے اور گلستان کا تماشا دیکھیے تو کمال فرحت ہو فرمایا عمر ہمارا بھی جی چاہتا ہے
امیر کا ہاتھ پکڑلیا اور چمنستان کے طرف متوجہ ہوئے جہانتک اور سب بیٹھے تھے اپنی
اپنی جائے سے کھڑے ہوئے اور چلے اور بختک بھی اٹھا لوگ دیکھے تو جس کرسی پر
وہ بیٹھا تھا تمام نجس ہے اور اُسکے پاپچو نکی راہ سے زرد پانی نکلتا ہے اور قالین ابریشم
کا بھی خراب ہوا ہے عمر نے شاہ سے عرض کی جون ہین بادشاہ نے وہ حالت اسکی
دیکھی مارے غصہ کے شاہ کا عجب حال ہوگیا فرمایا یہہ مردک نہایت نامعقول ہے
ہماری صحبت مین بیٹھنے کے قابل نہین ہے بلاؤ پہلوان عاد کو کہ اسے باغ سے نکال
دیوے عاد بیچے دل مین آگے سے کینہ تھا بادشاہ کا یہہ جو حکم پایا ایک ہاتھ سے اسکی
داڑھی اور دوسرے ہاتھ سے گریبان پکڑکر گھسیٹ لیچلا ٹھوکر کھاکے گر پڑا اور سر پھوٹ گیا
بالسر خون آلودہ نجاست سے بھرا ہوا کشان کشان باغ سے باہر ہوا لیکن اُسکے جانے
کے بعد خواجہ بزرجمہر نے دل مین خیال کیا کہ امیر کی اسوقت حالت بیقراری کی ہے
ایسا ہو کہ بادشاہ کو یہہ حال معلوم ہو اور باعث رسوائی کا ہو اسواسطے ہاتھہ باندھ کر
شاہ سے عرض کیا کہ حمزہ کو آپ نے سب طرح سے راضی کیا وہ ہر صورت آپ کا
زیر بار احسان ہے جب تک زندہ رہیگا بندہ رہیگا ہفتہ ہوا کہ آپ باغ مین تشریف
لائے ہو خلق تمام آپ کے فیض عدالت کی منتظر ہے بہت کام معطل پڑے ہین اب
باہر تشریف لیچلیے اور سریر حکومت پر بیٹھہ کر شہریاری کیجیے کہ لوگ اپنی اپنی مراد
کو پہنچین شاہ کو یہہ بات پسند خاطر ہوئی امیر کو خلعت شاہانہ عنایت فرمایا اور بارگاہ
مین آکر کارسازی عدل وداد مین مشغول ہوئے اور امیر تل شاد کام پر اپنے لشکر مین آئے باقی داستان فردائے شب را

داستان گیارہوین

امیر کا مہر نگار کے محل مین جا کر مہر نگار کو کلمہ پڑہانے مین کل داستان کو یہان تک پہنچایا تھا کہ جب مجلس باغ داد سے برخاست ہوئی اور امیر تل شاد کام پر اپنے لشکر مین آئے دن کو خیال کرنے لگے اور گھڑیون کو گننے کہ رات ہو تو مہر نگار پاس جائے لیکن بصد تشویش روز گذرا جب شام ہوئی اور سیمرغ خورشید طرف آشیان مغرب کے متوجہ ہوا اسوقت امیر نے لباس شبروی کا منگوایا جب پہر سے اوپر رات گئی صاحبقران نے جامہ اطلس مشکین کا سیہ رنگ گلے مین پہنا اور کمر بند زربفت سیاہ کا کمر مین باندھا اور شملہ سیاہ شال کا سر پہ لپیٹا اسپر جیغہ مرصع کار کھا خنجر اور شمشیر کمر مین محکم کرکے پاتابہ صوف کا سرمہ گون پہن کر اوپر اسکے کفش نمدی پاؤن مین پہنے کمند کے حلقہ کو شانے مین ڈال کر ہمراہ مقبل وفادار کے خیمہ سے باہر آئے اور مہر نگار کے محل کیطرف روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے ناگاہ عمر راہ مین چھپا ہوا کھڑا تھا جونہین امیر کو دیکھا دوڑ کر پاس آیا اور امیر کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا ای شہریار تعجب ہی کہ تم نے بندے کو اپنا محرم راز نجانا اور رات کو اٹھکر اکیلے سیر کو جانا ہمکو خبر بھی نہونا امیر عمر کو دیکھکر ہنسے اور کہا ای عمر مین نے اس لئے تجھ سے چھپایا کہ تو ہر وقت نصیحت کیا کرتا ہے تجھکو اس بات سے آگاہ کرون اور تو نصیحت کرے تو دل کو میرے بیچینی ہو دیکھ تو میری کیا حالت بن گئی ہے کہ صبر و آرام دل سے اُٹھ گیا اور خواب و خور نے بھی مجھے جواب دیا ہی عاشق اور دیوانے کو نصیحت پذیر نہین ہوتی اب میرے ساتھ آ کہ یار کی گلی مین جاتا ہون دیکھ تو کیا محبوب ہے القصہ امیر و عمر اور مقبل مل کر باغ داد کو چلے راہ مین عمر نے امیر سے پوچھا کہ شہریار وہ کون شخص ہے مین بھی دریافت کرون جسکے خاطر تمھاری یہہ صورت بنی ہے فرمایا ای عمر تعریف اس صنم کی منہہ سے نہین کہہ سکتا ہون اگر خدا چاہا تو کوئی ساعت مین دیکھ لیگا یہی باتین کرتے چلے جاتے تھے پر اب احوال مہر نگار کا سُنو کہ وہ امیر کی فریفتہ ہوئی اور نقد دل اپنا بازار مین عشق کے گنوا کر تہیدست ہوئی گریہ وزاری آغاز کی لیکن جب اسنے سُنا کہ حمزہ کو بادشاہ نے باغ سے رخصت کیا اور وہ اپنے لشکر

مین

مین گیا سوز و فرقت مین اسکے جون شمع لگی جلنے اور دروازہ عیش و عشرت کا بند کرکے
ایک گوشہ مین جاکر بیٹھی اور لگی ہر ساعت اسیر کی یاد مین آہ عاشقانہ اپنے دل پُر درد سے
نکالنی اور یہان تک بیتابی کرنی شروع کی کہ دائی کی بیٹی معہ اور مصاحبون اس مقدمہ
سے واقف ہوئین دیکھین تو بادشاہ زادی کی حالت تباہ نظر آتی ہے سب ملکر احوال پرس
ہوئین مہرنگار نے کسیکو اسبات کا جواب ندیا یہہ سب حیران ہوئین اور اپنی جان کی
دہشت سے ڈرین ایسا نہو کہ ہم پر کچھہ آفت ہو دائی کو جاکر خبر کی دائی نے آکر اُس مہر خصالکی بلائین لین
اور پاس بیٹھکر کہا ای نوگل گلستان خوبی وای سرو چمن محبوبی باعث تیرے ملال کا کیا ہے
جو ہر دم آہ و نالہ تو کرتی ہے کس پر فریفتہ ہوئی ہے بچگی سے لیکر اس حال تک مین تیری
محرم راز ہون کوئی بات تیری مجھسے نہان نہین اب کیون چھپاتی ہے مجھہ پر ظاہر کر
مین اسبات کو اسطرح رکھونگی جسطرح تن مین جان رہتی ہے مجھکو نامحرم و بیگانہ مت
جان مہرنگار نے یہہ باتین محبت کی جو دائی سے سُنی بے اختیار رو رو کر کہنے لگی
ای دائی مین تجھکو اپنی جان کی برابر جانتی ہون ہرگز کوئی بات چھپاتی نہین ہون لیکن اس
مقدمہ مین مجھکو شرم آتی ہے کہ تجھپر کیسی ظاہر کرون دائی نے رومال سے اُسکے
آنسو پونچھے اور کہا ای زندگی بخش تو خاطر جمع رکھہ کہ مین تیری مراد برلاؤنگی مہرنگار نے
جی مین خیال کیا کہ دائی مقرر معلوم کرے گی بہتر ہے کہ اسیوقت جانے تو بھی کہہ
دے احوال تمام صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین اسپر عاشق ہون اگر اس کا
وصل میسر نہوگا تو مرجاؤنگی کچھہ اسبات کی فکر کیا چاہئیے دائی سُنکر حیران ہوئی
اور مقام نصیحت مین در آئی کہ ای ملکہ تعجب ہی تجھہ سے کہ شہزادون ساسانی و
فرزدگی کو چھوڑکر مسلمان پر مایل ہوئی اسکا دین کہان اور تیرا مذہب کہان مہرنگار
نے کہا دائی عشق دین اور مذہب سے کام نہین رکھتا اور ایک عنبر چہ مرصع کا گلے
مین مہرنگار کے تھا کہ اسکو مین ہزار تمن کو مول لیا تھا وہ نکال کر دائی کو دیا اور کہی
ای دائی قسم ہی پونے دوسے خدا کی اگر میری یہہ امید بر آئی تو تجھے نہال کردونگی
طمع دائی کو دامن گیر ہوئی لگی کہنے ای سرو آزاد گلستان حسن مین نے دریافت

کیا کہ تیری اس طرف بے اختیار طبیعت آگئی ہے خاطر جمع رکھہ رات کو محل مین سب
کو غافل کر کے امیر جہان ہو گا وہان لیچلون گی جب روز آخر ہوا اور رات آئی مہر نگار
اول شب جا کر پلنگ پر لیٹی اور سب نزدیکیون کو رخصت کر دیا ہر ایک اپنے اپنے مکان
مین جا کر سو رہین جب پہر رات گذری مہر نگار نے اٹھہ کر لباس شب روی کا مردانہ
پہنا اور دائی بھی اپنی صورت مرد کی بنا کر تیار ہوئی اور کمند ہاتھہ مین لیکر ہمراہ مہر نگار
کے چلی سقف دالان پر جا کر ایک برج مین کمند کو باندھہ کر قصر سے تلے اُترین اور باغ
کی دیوار سے گذر کر قلعہ کے باہر ہوئین اور امیر کے لشکر کی راہ لی درختون کے سایہ
مین اپنے تئین چھپاتی چلی جاتی تھین جو نہین قریب اردو مین امیر کے پہنچین راہ مین
تین سیاہ پوش دکھائی دئے یہہ دونو اُنکو دیکھہ کر ایک پیڑ کے تلے اپنے تئین
چھپا کر کھڑی ہوئین لیکن امیر جو عمر مقبل کو لئے ہوئے آتے تھے نگاہ انکی دو سیاہ
پوشون پر پڑی مقبل کے طرف دیکھہ کر امیر نے آواز بلند فرمایا دیکھنا یہہ دو سیاہ
پوش کون ہین اور کہان جاتے ہین مہر نگار نے امیر کا آواز پہچان کر اپنے کو درخت
کے سایہ سے نکالا اور مقبل کے طرف قدم بڑہایا اُسنے نزدیک آکر مہر نگار کو پہچانا
اور امیر کو خبر کی صاحبقران سُنکر ایسے خوش ہوئے گویا بادشاہت ہفت اقلیم کی
ملی عمر کو لیکر اُس ماہ رو کے پاس گئے اور ہاتھہ پکڑ لیا عمر نے کہا ای ملکہ آفاق
بڑا احسان کیا کہ ہم کو اسوقت شب روی سے بچا یا مہر نگار نے مقبل سے پوچھا یہہ کون
ہے عرض کیا خواجہ عمر یہی ہین عمر کی وضع کو دیکھہ کر حیران ہوئی اور امیر سے کہا
جسوقت سے تم آئے ہو دل کو جو بے چینی ہے کہہ نہین سکتی ہون امیر نے
جواب دیا ای جہان زندگانی درست ہے پر ہمارے جی کے احوال سے بھی خدا
ہی واقف ہے کہ ہمین دن کس طرح گذرا یہہ کہہ کر اس صنم کا ہاتھہ پکڑ لئے
ہوئے بارگاہ مین اپنے آئے اور باہم بیٹھہ کر شراب پینے لگے عمر گایا کیا جب رات
آخر ہوئی اور صبح کا وقت نزدیک آیا امیر مقبل اور عمر کو ہمراہ لیکر مہر نگار کے قصر
تک گئے جس راہ سے وہ آئی تھین اسی راہ مہر نگار اور دائی کو پہنچا کر اپنے لشکر

مین آئے اور وے کمند پر چڑھ کر محل مین گئین لیکن جسوقت یہہ دونو قصر کے اندر گئین بعضے بعضے خواجہ سرا اور کنیزکین اسوقت جاگتی تھین ان دوسیاہ پوش کو دیکھکر سب غل مچانے لگے کہ چور چور یہہ دونو بھی اُنکے شامل ہوکر یہہ کہنے لگین خواجہ سرا چارون طرف سے دوڑے اور ایک ہنگامہ ہوا جب روز ہوا کسی کو نہ دیکھا تب ناظر نے جاکر مہرنگار کی مان زرانگیز بانو سے یہہ احوال کہا کہ یہہ دوسری دفع ہے جو محل مین چور کا غل ہوا ہے اکثر عرب اور ترک قلعہ مین بہت پھرتے ہین اور انکا لشکر نزدیک ہے معلوم نہین اُن مین کون نیک اور کون بد ہی لازم ہی کہ شہزادی کے محل کے گرد کوئی سردار پاسبانی کو مقرر ہے زرانگیز بانو نے یہہ احوال بادشاہ کو کہلا بھیجا بادشاہ نے سنکر ایک پہلوان غنتر تیغ زن نامی اُسکو چار سے سوار اور پیادے کی جمعیت سے گرد محل کے چوکی مین مقرر کیا لیکن جب رات کا وقت آیا امیر نے اپنے خیمہ مین بیتابی کرنی شروع کی اور لگے آہ سوزناک نکالنے عمر نے جو یہہ احوال امیر کا دیکھا بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا یا صاحبقران واسطے خدا کے ہم لوگون کی جان پر رحم کرو اتنی بے صبری خوب نہین آج کی رات اس معشوقہ کے محل کی طرف جانا موقوف کرو کہ غنتر تیغ زن علاوہ مین مقرر ہوا ہی ایسا نہو کہ اس امر سے واقف ہو اور تمکو کچھہ ایذا پہنچاوے امیر یا تو روتے تھے یا تو اس بات کو سنکر بے اختیار ہنسے اور لگے کہنے ای عمر تو مجھے مرنے سے ڈراتا ہی نہین جانتا کہ مین کشندہ حشام بن القمہ ہون یہہ کہہ کر لباس شب روی کا منگایا اور پہن کر عمر اور مقبل کو ہمراہ لیا اور مہرنگار کی قصر کی طرف روانہ ہوئے جب قریب باغ کے پہنچے دیکھے تو غنتر تیغ زن چار سو جوان سے طلائی داری مین مشغول ہے لوگ اسکے ہمراہ کے مشعلین اور چور مہتاب روشن کئے ہوئے خبردار باش بیدار باش پکارتے پھرتے ہین امیر اُنکو دیکھہ کر ایک گوشے مین کھڑے ہو رہے جب یہہ سب آگے نکل گئے امیر باغ کی دیوار کے پاس آئے اور مقبل کو نگہبانی کے واسطے تلے چھوڑا اور کمند لگا کر عمر کو ساتھہ لیا کمند کو پکڑ کر قصر پر چلے لیکن مہرنگار وہان بیدار تھی دائی سے کہنے لگی شاہ نے گرد ہمارے محل کے چوکی دار

پاسبانی کو مقرر کئے ہین پر اگر امیر حمزہ واقع میرا عاشق صادق ہے تو اُن لوگون
سے ہرگز خوف نکرے گا جس طرح قابو پاویگا آویگا مین بھی تیاری کر رکھون یہہ کہہ کر
اسکے دو مصاحبین تھین انھین پاس بٹھا کر مجلس گانے کی شروع کی اور جام شراب کا
گردش مین آیا مہر نگار شراب پیتی تھی اور ہر جام کے ساتھہ امیر کو یاد کرتی تھی دائی
نے کہا ای مہر نگار تو دیوانی ہوئی ہے جو آہ و فغان کرتی ہے حمزہ اسوقت اپنے
خیمہ مین سوتا ہوگا مہر نگار نے کہا ای دائی میرا دل گواہی دیتا ہے کہ حمزہ کوئی
دم مین آتا ہے وہ میرا عاشق صادق ہے اس چوکی سے ہرگز نڈریگا یہہ باتین ہورہی
تھین کہ امیر اور عمرو دونو سقف سے تلے اُترے جونہین مہر نگار نے دیکھا اُٹھہ کر امیر
کا ہاتھہ پکڑا اور تخت پر لا کر بٹھلایا اپنے ہاتھہ سے جام بھر کر امیر کو پلانے لگی امیر اس نازنین
کی گردن مین ہاتھہ ڈال کر بیٹھے اور شراب پینے لگے عمر روبرو اُن دونو کے گانے لگا
مہر نگار اور امیر اسوقت عمر سے نہایت خوش تھے مہر نگار نے کہا ای عمر ان معشوقون
مین سے تیرا جی بھی کسی کو چاہتا ہے یا نہین عمر نے کہا صاحب جی تو ایک شخص کو
بے اختیار چاہتا ہے لیکن لاچار ہون کس طرح منہ سے نکالون کہ وہ آپ کی بڑی
مصاحب ہے مہر نگار نے کہا ای عمر ہم نے تجھکو خوشی سے دیا جسکو تیرا جی چاہتا
ہو اسکے پہلو مین جا بیٹھہ عمر اٹھہ کر طراز خوبان کی بغل مین جا بیٹھا طراز خوبان لگی عمر کو گالیان
دینے مہر نگار نے کہا ای عمر وہ کیا کہتی ہے عمر نے کہا کیا کہتی ہے ناز کرتی ہے
مہر نگار مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہنے لگی عمر اسکی کیا بات تجھے خوش
آئی کہا زیور اسکے پاس بہت سا ہے اس خاطر طبیعت میری اسپر آئی مہر نگار اور
امیر عمر کی ان حرکتون سے خوب ہنستے تھے لیکن طراز خوبان نہایت دق ہوئی جاتی
تھی مہر نگار نے اُسے خفا دیکھہ کر کہا ای طراز بانو تو بیمزہ ست ہو عمر قایم مقام امیر
کا ہے اسکی معشوقہ مجھہ سے رتبہ مین کم نہین تو اسکو کیا سمجھتی ہے غرض اس شب
عجب طرح کی صحبت رہی مہر نگار نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی اقرار کیا کہ جبتک
جیتی رہون گی صاحبقران کے حکم سے باہر نجاؤن گی اور امیر نے بھی بشرط کی

جب تک شادی مہرنگار سے نکرونگا دوسری عورت نہ دیکھونگا اس روز مہرنگار نے
پان سے ثمن زر سرخ کے عمر کو دئے تمام رات چین سے گذری جب صبح نزدیک آئی
امیر اور عمر رخصت ہو کر اپنے لشکر کے طرف چلے جسوقت امیر کمند سے تلے اُترے
اور باغ سے باہر ہوئے اور طلایہ دارون کی نگاہ اُن پر پڑی سب چور چور کر کے دوڑے
یہہ بھی تلوارین نکال کر اُن سے لڑنے لگے دس بارہ آدمی اُن مین سے مار کر اپنے
لشکر کے طرف چلے اور بخیر و عافیت خیمہ مین داخل ہوئے یہان اُس احوال کو
سُنکر عنتر تیغ زن آیا اور روز روشن بھی ہو گیا تھا تو کئی آدمی موئے ہوئے پڑے
ہین اور کوئی غیر نہین دکھائی دیتا اُسنے جاکر بادشاہ کو خبر دی بادشاہ سنکر حیران
ہوا کہ ایسا شخص کون ہے جسنے یہہ حرکت کی غرض تمام شہر مین یہہ احوال مشہور
ہوا بختک لگا خیال کرنے کہ یہہ کس کا کام ہے آخر اسکے دل پر یقین گذرا کہ سوائے
حمزہ کے اور کوئی نظر نہین آتا مہرنگار کی خاطر نہایت عزیز تھی اسواسطے چپ ہو رہا
اسبات کو منہہ سے باہر نہ نکالا جب دربار کا وقت آیا تمام اُمرا و وزرا حاضر ہوئے
امیر بھی اپنی عادت پر آئے اور بادشاہ کو سلام کر کے اپنی جا پر بیٹھے جب وقت برخاست
کا ہوا بادشاہ نے فرمایا ای ابو العلی کئی روز ہوئے کہ رات کو باغ دسے آواز چور
کی آتی ہے معلوم نہین کہ وہ دزد کون ہین آج تم نگہبانی کرو امیر نے عرض کی جو فرمائے
مجھے قبول ہے حضور سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گئے اکثر لوگ کہنے لگے شاہ
نے خوب کیا کہ حمزہ کو طلایہ داری مین مقرر کیا کسواسطے اگر چور کوئی ساسانی ہے
تو حمزہ کی دہشت سے ہرگز نہ آویگا اور اگر کوئی عرب ہین تو عرب اسکے تابع ہین کوئی
نہ آنے پاویگا غرض حمزہ کو اگر اس رات مین بدنامی نہو تو بہتر ہے لیکن بختک
نے یہہ احوال سنکر نہایت عشعش کیا اور کہا سبحان اللہ کیا عقل ہے بادشاہ کی کہ گرگ کو
گوسفند کی نگہبانی مین مقرر کیا شعورمندی اسی کو کہتے ہین پس امیر جو بادشاہ کی
حضور سے رخصت ہو کر آئے اُردو مین گئے سر شام دوسو جوان ساتھ لیکر
گئے اور مقبل کو اُن لوگون کے ہمراہ گرد باغ کے تعین کیا اور ہر جا روشنی کی

جب پہر رات گذری عمر کو ساتھ لیکر مہر نگار کی قصر کی طرف چلے مہر نگار نے اُس
روز نہایت خوش ہو کر تمام رات عیش و نشاط مین گذاری صبح کو امیر مہر
نگار سے رخصت ہو کر باغ سے باہر آئے اور اپنے اُردو کیطرف روانہ ہوئے باقی داستان فردا شب را

داستان بارھوین

امیر کا زخمی ہونا قارن کے طلایہ مین اور اچھا ہونا ایک رات مین دوشینہ قصہ کو
یہان تک پہنچایا تھا کہ سلطان صاحبقران مہر نگار کو رخصت کر کے اپنے لشکر مین
گئے اور صبح کو دربار کے وقت آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور کہا بندہ حسب الارشاد آنکو
طلائی مین رہا لیکن کسی چور کو ندیکھا بادشاہ نے فرمایا تمہاری وہشت سے آج
کوئی نہ آیا سمجھا کہ اگر جاؤنگا تو مارا جاؤنگا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور امیر کو
خلعت سراپا امداد کیا اور نوازش بے نہایت فرمائی اُس روز دربار کے برخاست
کے وقت بختک نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی آج کی رات قارن دیو بند کہ
بزرگ زادہ قوم ساسانیون کا ہے باغدادے گرد طلایہ مین رہے تو بہتر ہے بادشاہ
نے فرمایا اچھا اور قارن کو بلا کر ارشاد کیا کہ آج شبستان حرم کی گردچوکی تم دو اُسنے
قبول کیا اور رخصت ہو دربار کے اٹھنے کے بعد بختک اُسکے پاس گیا اور کہا
ای پہلوان تو اولاد مین طیمورث دیو بند کی ہے زور اور شجاعت مین تیرے
مقابل کوئی نہین اور بارہا تو نے بڑے بڑے کام کئے سب طرح نیک و بد سے
واقف ہے آج دریافت تو کر کیا گذرتی ہے اور وہ چور کون ہے قارن نے
جواب دیا ای بختک حاجت شفارش کی نہین ہے دیکھ تو کیا کرتا ہون خاطر
جمع رکھ جب رات کا وقت آیا اُسنے تین سے جوان مسلّح ساتھ لئے اور محل
کے گردچوکی داری مین مشغول ہوا پر اب احوال مہر نگار کا عرض کرون قارن
کے آنے کی اسے جو خبر ہوئی ایک آہ مار کر بے اختیار رونے لگی اور لرزہ اسکے بدن
مین پڑ گیا دائی نے اُسکی جو یہہ حالت دیکھی کہا ای مہر نگار خدا کے واسطے ہم پر رحم
کر اور آج کی رات حمزہ کا وصل موقوف کر کہ قارن سخت حرامزادہ ہے

ایسا ہو کہ یہہ مقدمہ ظاہر ہو اور بدنامی پاؤن پھیلاوے ہمارے واسطے نہایت زبون
ہی اگر یہہ پردہ فاش ہو تو بادشاہ مجھے مار ڈالے گا مہر نگار نے کہا ای دائی وہ خود
جوان عاقل ہی چاہیے تو نہ آوے اب داستان امیر کی سنو جسوقت قارن کی خبر
ہوئی صبر کیا لیکن جب دو پہر رات گذری پیراق شب روی کا منگوا کر پہنا اور ارادہ باغداو
کے طرف کا کیا عمر نے جو امیر کو چلنے پر مستعد دیکھا لگا دونو ہاتھون سے اپنا سر
پیٹنے اور کہنے لگا حمزہ تجھے کیا ہوا ہی ایک رات بھی صبر نہین کرتا جانتا نہین کہ
آج قارن دیوبند طلائی مین ہی اُسکو اور پہلوانون کے برابر مت جان یہہ بدبلا ہی
ایران مین اسکی برابر دوسرا زور آور کوئی نہین آج تحمل کر کل چلنا امیر نے فرمایا ای
عمر عشق سے صبر بہت دشوار ہی اگر آج نجاؤنگا تو وہ معشوقہ اپنے دل مین جانے گی
کہ حمزہ قارن سے ڈر گیا مین مقرر جاؤنگا یہہ کہہ کر قدم کو آگے بڑھایا
اور فرمایا جسکو جان اپنی عزیز ہو میرے ساتھ نہ آوے عمر اور مقبل نے عرض کی شہریار
اگر ہزار جان ہماری ہی تم پر نثار ہے ہم جان کی دہشت سے نہین کہتے جو مناسب
سمجھے تھے وہ آپ کی خدمت مین گذارش کیا اگر آپ نہین مانتے ہم ساتھ ہین غرض
تینون شخص روانہ ہوئے وہ شب نہایت تیرہ تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا دیکھے
تو قارن نے اپنے لوگون کو کئی گروہ کئے ہین اور اُنکو حکم کیا ہی کہ مشعل بہت سے جلا
کر گرد باغ کے پھرین اور آپ اندر جا کر ایک کرسی پر بیٹھا اور لگا ہشیاری کرنے
امیر برابر باغ کے پہنچے دیکھے تو ایک طرف سے کچھ لوگ چوکی دیتے ہوئے اور خبردار
باش بیدار باش کہتے ہوئے آئے امیر نے معہ یارون اپنے تئین چھپایا
جب وہ طلایہ نکل گیا امیر باغ مین گئے دور سے قارن کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا مقبل
نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام ایک تیر مارے کہ کرسی سے وصل ہو کر رہ جائے لوگ
اُسکے سر پر جمع ہون آپ شوق سے محل مین جائے فرمایا مجھے کسی سے کام نہین ہی
جو میرا سدراہ ہوگا آپ سزا پاویگا چھپتے ہوئے قصر کی دیوار سے آہستہ آہستہ کمند
لگا کر عمر کو ساتھ لیا اور مقبل کو نیچے نگہبانی مین رکھا جسوقت امیر قصر مین گئے مہر نگار

بصد ہزار اندیشہ بیٹھی ہوئی امیر کے طرف خیال کر رہی تھی جو نہین صاحبقران کو دیکھا
اپنی جا سے جست کر کے امیر کو گلے سے لگایا اور کہا حمزہ کس طرح آیا فرمایا ؏
جسطرح قابو پایا مہر نگار نے امیر کو لیجا کر تخت پر بٹھلایا اور بدستور مجلس نشاط گرم کی
ہر دم آواز طلائی کی سُنتے تھے جب رات آخر ہوئی امیر نے اس نازنین کو رخصت کیا اور
عمر کو ساتھ لیکر باہر آئے جب باغ کی دیوار پر پہنچے عمر اور مقبل تلے اُترے امیر نے کمند پکڑ
کر نیچے اُترنے کا ارادہ کیا قضارا قارن آپہنچا دیکھا تو ایک سیاہ پوش اوپر سے
اُترتا ہے گھوڑا اُٹھا کر ایک تلوار ماری وہ تلوار امیر کو نہ لگی کمند پر آئی کمند کٹی اور امیر
تلے کو چلے اور آواز دیئے ای مقبل مجھے روکنا مقبل نے امیر کو دونو ہاتھ بڑھا
کر روکا لیکن امیر بھاری تھے سر امیر کا دیوار پر لگ کر پھوٹ گیا لیکن عمر اور مقبل
نے کئی آدمی تیر اور سنگ سے مارے اور امیر کو لیکر اپنے اردو کیطرف
روانہ ہوئے قارن نے دریافت کیا کہ حمزہ ہے اُسنے پہچانا نہ کیا وہ آدھی کمند
بادشاہ کے دکھانے کو لیکر چلا اس کمند ابریشم پر ایک طلائی حلقہ مین نام امیر کا
کھودا ہوا تھا بادشاہ دیکھتے ہی غضب مین آیا اور خواجہ بزرجمہر کو بلا کر وہ کمند دکھائی
اور کہا دیکھو حمزہ کی نمک حلالی اسنے مجھہ سے ایسی حرکت کی بزرجمہر نے عرض کیا
بندیکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمنون نے یہہ تغلبی سے لکھا ہے اس کا یہہ کام نہین
قارن نے کہا کہ حمزہ زخمی بھی ہوا ہے اسکے سر مین زخم بھی لگا ہے اگر مجروح نہو
تو مین جھوٹا نوشیروان نے حکم کیا کہ حمزہ کو بلاؤ ابھی معلوم ہو جایگا کہ اسکے
سر مین زخم لگا ہے یا نہین کئی شخص امیر کی طلب کو چلے لیکن وہان جسوقت امیر
سر شکستہ خیمہ مین داخل ہوئے قریب صبح کے وضو کیا اور نماز صبح کی ادا کئے سر
سجدہ مین رکھکر لگے جناب باری مین مناجات کرنے کہ یا بار الٰہ تیری درگاہ سے
کچھہ دور نہین امیدوار ہون کہ نوشیروان اور مخالفین میرے سر مین زخم نہ دیکھین
یہہ دعا مانگتے تھے اور زار زار روتے تھے کہ اس حالت مین آنکھہ لگ گئی خواب
مین دیکھے تو حضرت ابراہیم عَلَیہ السّلام تشریف لائے اور اپنا دست مبارک امیر کے سر

پر ملا برکت سے اُنکے ہاتھ کے زخم ندیکھا نہایت خوش ہوئے اور سجدہ شکر کا ادا کیا وہین لوگون نے خبر دی کہ بادشاہ نے آپکو یاد کیا ہی امیر سوار ہوکر مداین کیطرف چلے شہزادہ ہرمز اس روز صبح کو واسطے شکار کے گیا تھا پھرتے وقت امیر سے ملاقات ہوئی باہم بادشاہ کے حضور مین آئے بادشاہ نے امیر کے سر مین ہرگز نشان زخم کا ندیکھا امیر کو خلعت عنایت فرمایا اور لوگون کے کہنے کو جھوٹ جانا جب اس بات کو کئی روز گذرے اور بہرام کا بھی زخم اچھا ہوا ایک دن بارگاہ مین شاہ کے سب سردار حاضر تھے بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ کئی برس ہوئے کہ ہندوستان سے خراج نہین آیا فرمایا کیا سبب ہی کہا بادشاہ ہندوستان سعدان شاہ کا بیٹا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اپنے باپ کی جا تخت سلطنت پر بیٹھا ہی نہایت زور آور اور زبردست یک ہزار ستاسے من تبریزی کا اس نے گرز بنایا ہی وہ ضرب ہاتھ مین رکھتا ہی اور سواری اسنے ہاتھی کی مقرر کی ہے چنانچہ اسکی صورت استادون نے صنعت کرکے مع فیل و گرز بنا کر طاق کسریٰ کے دروازے پر کھڑی کی ہی کیا یون ہے کسیکا گھوڑا دہشت سے اس تصویر کے پاس نہین جاتا سو بندے کی خاطر مین یہہ آتا ہی کہ جسوقت دربار مین تمام اُمرا حاضر ہووین اسوقت آپ یہہ فرماوین کہ بیٹا سعدان شاہ کا لندھور بادشاہ ہندوستان کا میری اطاعت نہین کرتا شخص جو کوئی جاوے اور اُسکا سر لاوے مین دھر نگار کو اُسنے نامزد کرونگا یقین ہے کوئی ساسانیون مین سے جرات نکرے لیکن حمزہ نام و نشان پر مرتا ہے وہ مقرر قبول کریگا پس اگر وہ ہندوستان کو جاکر لندھور سے لڑا تو یہہ مقدمہ دو حال سے خالی نہین یا آپ لندھور سے مغلوب ہوکر مارا جاوے یا اسکو مارے پس دونو باتین آپ کے واسطے بہتر ہین اگر یہہ مارا گیا تو آپ بدنامی سے بچے اور اگر لندھور کو مار کر یا زیر کرکے لایا تو ملک ہندوستان آپ کے ہاتھ مین آیا اور دوسرا کوئی بادشاہ آپ سے سرکشی نکریگا بادشاہ یہہ بات سُنکر خوش ہوئے اور بزرجمہر کی عقل پر آفرین کئے دوسرے دن صبح کو جسوقت بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھے اُمرا اور وزرا حکیم اور ندیم ساسانی مجدگی تمام ارکان دولت حضور مین حاضر ہوئے اور بطریق سابق اپنی اپنی جا پر بیٹھے صاحبقران بھی رستم کے دنگل پر رونق افزا ہوئے اسوقت

بادشاہ نے فرمایا شربت اور طعام لاؤ جب اُسسے فراغت کر چکے تب ساقیان سیمین ساق بادہائی رواق لیکر گردش مین لائے اور دور دو چار دور چل چکے نوشیروان نے باواز بلند کہا کہ ای گردان نامدار روای پہلوانانِ روزگار میرا ایک دشمن ھندوستان مین نہایت زورآور ہے کسی کو اپنے برابر نہین جانتا جو کوئی جاوے اور اُسکا سر کاٹ لاوے مین بیٹی اپنی مہرنگار کی شادی اسکے ساتھہ کرونگا مہر مہرنگار کی خسرو کا سر ہے جسکو یہہ بات منظور ہو قبول کرے جسنے یہہ کلمہ شاہ کی زبان سے سنا جی مین کہا اسبات کا اقرار وہ کرے جسکو اپنی زندگی دشوار ہو ہم کہان اور ہندوستان کہان جب سفر دریا سے بچ کر وہان پہنچین اور اُس پر فتحیاب ہون جدکہین یہہ بات میسر آوے ناحق اپنے تئین بلا مین ڈالنا خوب نہین کسی نے جرات نکی جب امیر نے دیکھا کہ اسبات مین کوئی دم نہین مارتا اپنی کرسی سے اُٹھہ کر کھڑے ہوئے اور بادشاہ کو دعا دیکر کہنے لگے اگر امر عالی ہو بندہ وہان جاوے اور اپنی جان کو ظل سبحانی کے حکم پر فدا کرے اقبال سے شہریار کے اور توفیق سے پروردگار کے اسکو جاکر گوشمالی دون اور سربلندھور کا حضور مین حاضر کرون شاہ یہہ سُنکر شگفتہ خاطر ہوا اور ایک خلعت خاص طلب کرکے امیر کو پہنایا اور فرمایا کہ تیس جہاز جنگی کہ ہر جہاز مین ہزار سوار کی گنجایش ہو معہ شتر و پرتل جلد تیار رہون اور ملاح آہن گرد و دگر اسمین مستعد ہون بزرجمہر نے اُسکے واسطے تقید کی اور امیر بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر اپنے اردو کیطرف روانہ ہوئے اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا کوچ کرکے دریائے بصرہ پر جاوے اور بحرون کو جمع کرے اور خلوت مین عمر کو بلاکر فرمایا ای بابا روندگان جی چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر کسیطرح مہرنگار کو دیکھہ لون عمر نے کہا شہریار قصد آپ کا چاہئے تو بندہ سعی کرتا ہے خواجہ بزرجمہر سے موافقت کیجئے البتہ ہوسکتا ہے فرمایا بھائی عمر اسبات مین سعی کر مین پانسو تمن تجھکو دونگا ایک رقعہ لکھہ کر عمر کو دئے کہ یہہ بزرجمہر کو دینا اسمین یہہ لکھا تھا کہ گردش سے فلک کے آپکی صحبت سے دور جانا ہوا کہ سفر ہندوستان کا درپیش ہوا جس مکان پر جاؤنگا لوگ وہان کے کہینگے

کہ شاہ ہفت کشور کا داماد آیا ہے لیکن اس وقت التماس یہہ ہے آپ شاہ سے عرض
کرین کہ سر مجلس شربت پیا جائے تا مین بھی جانون کہ مہر نگار مجھہ سے نامزد ہوئی
اور یہان کے لوگ بھی جانین وہ رقعہ عمر کے ہاتھہ بھیجا عمر نے مداین کے اندر جا کے
آپکے گھر مین ملاقات کی اور تمام احوال زبانی کہہ کر وہ خط دیا خواجہ نے اُسکو پڑھہ کر عمر کو ساتھہ
لیا اور بادشاہ کے حضور مین جا کر مجرا کیا اور دعا دی بعد اسکے عرض کیا کہ قبلۂ عالم نے
بہت عمدہ کام حمزہ کو داماد کیا ہے اور خداوند کے رائے عالی پر روشن ہے کہ حمزہ
جس مکان مین جایگا آپ کا داماد مشہور ہوگا اور وہ جان نثاری کر کے بموجب
آپکے فرمانے کے چلا ہے لیکن یہہ کیسی دامادی کہ شربت بھی نہ پیا گیا نوشیروان
سُنکر ہنسا اور کہا کیا مضایقہ حمزہ کو بلاؤ جسوقت امیر آئے بادشاہ نے شربت
طلب کی بزرجمہر نے عرض کی خداوند شربت کا پینا شبستان مین لازم ہے بادشاہ نے
قبول کیا اور خواجہ کو فرمایا حمزہ کو معہ عمر اور مقبل محل مین لیجاؤ کہ مان مہر نگار کی زرانگیز بانو
امیر کو شربت پلاوے اور پردے کے پیچھے سے کہے کہ مہر نگار تمہاری امانت ہے
دشمن کو بادشاہ کے مار آؤ اسکے ساتھہ تمہاری شادی ہو بعد اسکے تمام اہل حرم شربت
پیوین جب نوشیروان نے یہہ کہا وہین خواجہ بزرجمہر نے عمر کو بھیجکر صاحبقران کو بلوایا
جسوقت عمر نے یہہ مژدہ امیر کو سنایا نہایت خوش ہوئے اور مقبل کو ہمراہ لیکر حضور
مین بادشاہ کے آئے اور آداب گاہ سے مجرا کیا بادشاہ نے حمزہ کو بزرجمہر کے ہمراہ
شبستان حرم مین بھیجا جب امیر محل مین چلے یہہ خبر بختک کو ہوئی بیتاب ہوا کہ حمزہ
اگر محل مین گیا تو مقرر مہر نگار کو دیکھیگا تو بھی چل کہ دیکھنے نپاوے یہہ تصور کر کے اپنے
خچر پر سوار ہوا اور سر بازار آ کر کھڑا ہوا جونہین امیر کی سواری آئی یہہ بھی سلام کر کے ہمراہ ہوا
جب دروازہ حرم کا نزدیک آیا امیر نے آہستہ سے عمر کے کان مین کہا کہ بختک بیطرح ساتھہ
ہوا ہے اگر اس بدبلا کو کسی صورت سے دفع کرے تو دوسو تمن دونگا عمر نے زبان
عیاری مین جواب دیا کہ آپ شوق سے چلے جائیے مین اُسے روکتا ہون جونہین آگے
بڑھا عمر نے باگ اسکے خچر کی پکڑ لی اور لگا کہنے خواجہ بختک ہم ہندوستان کو جاتے ہین خدا

پھر لاویگا تب آوینگے وہ تمسک پانچسو ثمن کا تمہارا جو ہمارے پاس ہے لو اور اُسکے
روپئے دو کہ وہی ہمارا خرچ راہ ہے بختک نے کہا عجب خروس بے ہنگام ہے کہ مین
حمزہ کے ساتھہ کام کو جاتا ہون اسوقت مجھے روکتا ہے کہ روپئے دو مین روپیون سے
نہین واقف جا بادشاہ کی عدالت مین نالش کر جو مجھپر دینی ثابت ہونگے تو دونگا عمر
نے کہا یہہ کیا بات ہے فریاد مین تب کرون جب تم سے کس طرح کم زور ہون ایک
قدم آگے نہ بڑھنے دونگا جبتک کہ روپئے نہ لونگا آپ کسی کو بھیجکر منگوا لیجے بختک نہایت
دق ہوا اور اپنے غلامون سے کہا کہ اس ہیجیا کو یہان سے نکالو جو نہین عمر نے یہہ بات
اسکے منہہ سے سنی ایک جست کرکے اسکے خچر کی پیٹھہ پر جا بیٹھا اور نوک خنجر کی اُسکے
پیٹھہ پر رکھدی اور کہا قسم ہے خدا کی اگر تیرے غلام میرے نزدیک آئے تو ایسا خنجر
مارونگا کہ اسکی نوک تیرے پیٹھہ مین پھوٹ نکلیگی جو نہین خنجر کی نوک اسکو چبھی گویا دم
نکل گیا ڈر کر اپنے غلامون کو منع کیا عمر نے ایکدستہ خنجر کا ایسا اُسکے سر مین مارا کہ
سر پھٹ گیا اور لہو بہہ چلا عمر نے وہان سے جست کی اور ایک دوکان مین جا کر کھڑا ہوا
اور وہان سے بارگاہ کیطرف چلا لیکن یہان بختک سر شکستہ روتا ہوا زار زار بادشاہ
کے حضور مین گیا اور آگے بادشاہ کے اپنی پگڑی دے ماری اور گریبان چاک کیا لگا
کہنے خداوند دیکھئے عمر نے غلام کی یہہ حالت کی پس اب ہمارا رتبہ یہانتک پہنچا کہ عیار
پیشہ سر بازار بیحرمت کرے اور سر پھوڑے بادشاہ کو یہہ بات بُری لگی فرمایا عمر کو بلاؤ جو نہین
عمر آیا بادشاہ نے فرمایا ای عمر بختک سے یہہ حرکت کی جواب دیا آپ خداوند ہین عدالت فرمائیے
کہ تقصیر بندیکی ہے یا اُسکی دیکھئے سر بمہر تمسک اسکے ہاتھہ کا لکھا ہوا ہے بندیکو آپ نے
ہندوستان بھیجا ہے خدا جانے قسمت کب لاوے مین نے ان سے وہ روپئے طلب کئے
اور کچھہ نہین کہا لازم ہے کہ کچھہ اپنی طرف سے دین سو تو گیا گذرا اپنا اصل مانگتا تھا انھون
نے غلامون کے ہاتھہ جو مجھے بیحرمت کروایا اور گالیان دین مین لاچار ہو کر اپنا بھی ہاتھہ
چھوڑا اسمین بندیکی تقصیر ہو تو آپ سزا دین فرمایا اسمین تو تیری خطا نہین معلوم ہوتی سراسر
گناہ اسیکا ہے بیجا کرتا ہے اگر تمسک ہے تو یہہ روپیے دیگا عمر نے تمسک نکال کر حضور مین

تخت کے گوشہ پر رکھدیا بادشاہ نے دیکھا کہ واقعی تمسک درست ہے فرمایا روپیہ
اُسکے اسیوقت دے نہین تو گنہگار ہوگا بختک لاچار ہوا اور بادشاہ کے خزانہ سے
روپئے قرض کرکے عمر کو دیئے اور تمسک لیا بختک اور عمر کو شاہ نے ملوا دیا بختک بیچارہ
سرشکستہ اپنے گھر گیا اور عمر بادشاہ سے رخصت ہوکر شبستان کے طرف روانہ ہوا
لیکن خواجہ بزرجمہر وہان بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ امیر اور مقبل پہنچے اُنکے آنے
کی خبر جو محل مین ہوئی زر انگیز بانو نے اُنکے واسطے فرش کروایا اور مسند زیبا بچھوائی
اسپر امیر کو بلوا کر بٹھلایا پیچھے پردے کے آپ مہرنگار کو لیکر بیٹھی اور شربت تیار کرنے کو
حکم کیا لیکن عمر جو وہان سے چلا اور محل کی ڈیوڑھی پر پہنچا تا کہ اندر جائے دربان
نے لکڑی اُسکے ڈرانے کو بلند کی اور کہا تو کون ہے کس کے حکم سے اندر جاتا ہے
جونہین دربان نے یہہ بات کہی عمر دونو ہاتھ اپنی آنکھون پر رکھکر لوٹ گیا اور کہنے لگا
وہ دربان تیرا بُرا ہو مجھے اندھا کیا اور کہا کہ یہہ معاملہ عجب ہے کہ لوگون کے لڑکون کو اندر
بلاکے جو چاہتے ہین سو کرتے ہین اور اسکے ہمراہیون کو مارتے ہین اور اندھا کرتے ہین یہہ
کیا بیدادی ہے جونہین زر انگیز بانو کے کان مین یہہ آواز گئی لوگون سے کہا خبر لو یہہ کون
ہے امیر نے عمر کی آواز پہچانی کہ کہتا ہے کہ اندھا ہوا امیر اور مقبل سُنکر بے اختیار دوڑے
خواجہ بزرجمہر نے بھی تصور کیا کہ شاید عمر کو کچھ آسیب پہنچا زر انگیز بانو نے بزرجمہر کو بھیجا کہ تم خبر لو
سب لوگ جاکر عمر کے سر پر جمع ہوئے دیکھے تو دونو ہاتھ اپنی آنکھون پر رکھے ہوئے عجب
طرح کی بیقراری کر رہا ہے امیر نے کہا بھائی عمر آنکھون پر سے ہاتھ تو اُٹھاؤ دیکھین کیا ہوا اگر
علاج پذیر ہو تو خواجہ علاج کرینگے عمر ہاتھ نہ اُٹھاتا تھا بارے بزور اُسکی آنکھہ سے ہاتھ جدا
کیا اور دیکھا تو کچھ خلل نہین معلوم ہوتا جیسی آنکھہ تھی ویسی ہی ہے کہا عمر یہہ کیا شرارت
تھی جو ہمکو ناحق دوڑایا عمر نے کہا آپ کی سر کی قسم ہے اُسنے لکڑی اُٹھائی اگر مارتا تو میری
آنکھہ ہی پر لگتی مین نے کچھ جھوٹ نہین کہا سب بے اختیار ہنس پڑے اور خواجہ سراؤن نے
جاکر یہہ احوال ملکہ زر انگیز بانو سے کہا وہ بھی سُنکر متعجب ہوئی کہ عجب طرحکا آدمی ہے بلاؤ
اسے امیر عمر کو لیکر اندر گئے اور اپنی جا پر بیٹھے ملکہ نے شربت کا حکم دیا کہ حمزہ کو پلاؤ جب شربت

پیا چکے زر انگیز بانو نے پردیکی اوٹ سے کہا حمزہ ہم نے تمکو دامادی مین قبول کیا تم ہندوستان کو جاؤ اگر لندھور کو مار آئے مہر نگار امانت تمہاری ہے اسی خزانیسے جو تم لاؤ گے شادی کرینگے زر انگیز بانو نے یہہ بات کہی او رعمر نے خواجہ بزرجمہر کیطرف منہہ کیا اور کہا آپ ہمکو یہان کیا دیوار و در گننے کے خاطر لائے ہین پس شرط مروت یہی ہے کہ ہم شاہ پر اپنی جان تصدق کر کے ایک غنیم کے سر پر ہندوستان کو جاوین اور مہر نگار کی صورت سے واقف نہون جب ہم اُدھر سے آوین خدا جانے آپ کسکے ساتھہ حمزہ کی شادی کرین ہم کیا جانین بیٹی بادشاہ کی کالی ہے یا گوری یا دُبلی ہے یا موٹی یا اندھی یا لنگڑی بھلا ہم کسطرح معلوم کرین قسم ہے بادشاہ کے نمک کی جبتک مہر نگار کو ندیکھینگے شبستان سے باہر نجاوینگے غرض عمر نے ایسی باتین کین کہ زر انگیز بانو نے ہنسکر کہا کہ امیر اور مقبل و عمر اندر پردے کے آوین اور مہر نگار کو دیکھین بزرجمہر نے اُنکو لیکر اندر گئے اور زر انگیز بانو کے پاس بیٹھے امیر نے مہر نگار کو پہلو مین اسکی مان کے دیکھا نہایت جی مین خوش ہوئے اور زر انگیز بانو نے نزدیک سے امیر کو دیکھا جی جان سے اسکو دامادی مین قبول کیا جب رخصت کا وقت نزدیک آیا بزرجمہر نے مہر نگار سے کہا اگر آپ نے حمزہ کو قبول کیا تو اُسکو کچھہ اپنی نشانی دو کہ اپنے پاس رکھے اور آپ کو فراموش نکرے مہر نگار کے ہاتھہ مین ایک زمرد کی انگوٹھی تھی وہ اُتار کر امیر کو دی امیر نے اپنے ہاتھہ کی یاقوت کی خاتم اسکے عوض مین مہر نگار کو دی جب اُٹھنے کا وقت تھوڑا رہا عمر نے ہاتھہ باندھکر زر انگیز بانو سے کہا کہ بندہ کچھہ عرض رکھتا ہے فرمائیے کہا یہہ احقر مہر نگار کی دایہ کی دختر کو طلب کرتا ہے کچھہ نشان اُسکا اگر بندیکے پاس رہے تو نہایت مناسب ہی زر انگیز بانو نے اُسنے کہا تو بھی عمر کو کچھہ دے اُسنے ایک عطردان کئی سو تمن کی قیمت کا عمر کو دیا اور کہا تو بھی کچھہ دے عمر نے کہا ضرور ہے البتہ دونگا یہہ کہکر ہاتھہ جیب مین ڈالا اس مین سے ایک خرما و اکھروٹ نکال کر اسے دئے اور کہا اسے احتیاط سے رکھنا اور مجھے فراموش نکرنا تمام لوگ اس حرکت کو دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹ گئے زر انگیز بانو نے امیر کو اپنے ہاتھہ سے شربت پلایا اور باقی

۱۶/ نوان

لوگون کو خواجہ سراؤن نے غرض شربت کے پینے سے فراغت کرکے امیر محل سے باہر آئے اور بادشاہ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے جب سواری امیر کی جلوخانے مین پہنچی خواجہ بزرجمہر نے عمر عیار کو کہا کہ بابا تو لشکر اسلام مین جاکر امرایان نامدار کو خبر کر سب متردد ہونگے کہ امیر اکیلے شہر سے گئے ہین اور انکا کچھہ احوال معلوم نہین تو جاکر انکو تسلی دے کہ خاطر جمع ہو اور ہم امیر کو بادشاہ سے رخصت کروالاتے ہین عمر اردو کی طرف چلا خواجہ امیر اور مقبل کو ہمراہ لیکر اپنے مکان مین گئے اور کہا آپ یہان بیٹھین مین حضور سے رخصت ہوکر آتا ہون یہہ کہہ کر سوار ہوئے اور شاہ کے پاس جاکر مبارکباد دی اور کہا ملکہ نے حمزہ کو شربت پلایا اور دامادی مین قبول کیا ایک دو ساعت تک خلوت مین کچھہ باتین رہین بعد حضور سے رخصت ہوکر اپنے گھر گئے امیر سے اختلاط شروع کیا اور طرح طرح کی نصیحت کی کہ ہندوستان مین یہہ یہہ کام کرنے پڑتے ہین یہہ کہہ کے بعد شربت منگوا کر امیر کو پلایا اس شربت مین بیہوشی ملی ہوئی تھی جو نہین امیر نے پیا ایک ساعت نگذری کہ سر گردش مین آیا اور چھینک آئی صاحبقران بیہوش ہوئے بزرجمہر نے مقبل کے روبرو امیر کو پلنگ پر لٹایا اور صندوقچہ جراحی کا منگواکر اسمین سے استرہ نکالا اور امیر کے پہلو کے چمڑے کو چیرا اور ایک مُہرہ برابر فندق کے اسمین رکھہ کر اوپر سے ٹانکے دئے اور مرہم کا پھایا لگا دیا مقبل نے پوچھا خواجہ یہہ کیا ہے کہا اسکو شاہ مہرہ کہتے ہین ہندوستان مین ایک شخص امیر کو زہر دیگا سوا اسکے اس زہر کا اور کوئی علاج نہین ہے لیکن خبردار کسی پر ظاہر نہو جب تک عمر کے ہاتھہ کی مار نہ کھانا نہ بتانا یہہ مقبل سے کہہ کر امیر کو ہوش مین لائے اور مرہم دارو دی سے زخم اچھا ہوگیا تھا امیر سے خواجہ باتین کرتے تھے کہ عمر بھی لشکر اسلام سے آیا خواجہ نے صاحبقران کو رخصت کیا امیر معہ عمر اور مقبل لشکر اسلام کو لیکر دریائے بصرہ کے طرف روانہ ہوئے جب لب دریا پر پہنچے وہان تیس منزل جہاز نوشیروان کے حکم سے کھڑے تھے امیر اپنے تیس ہزار سوارون سے جہازون پر سوار ہوئے اور تمام اسباب چڑھایا اور مقرر ہوا کہ کل صبح کو لنگر اُٹھاوینگے عمر اسوقت جہاز سے تلے اُترکر کھڑا رہا اور امیر سے لگا کہنے خدا آپ کو بخیر و خوبی ہندوستان کو پہنچاوے

اور پھر وہان سے لے آوے بندے کو رخصت کیجئے کہ مکہ کو جاوے کیونکہ بندہ جن اور جادو
سے اور اژدہے اور دریا پانی سے بہت ڈرتا ہے اگر خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین کوئی خط
دینا ہے تو دیجئے نہین تو بندہ جاتا ہے جاکے کعبہ مین آپ کے خاطر جناب باری مین دعا
مانگا کرونگا کہ آپ کو خدا شہریاری دے امیر نے دیکھا کہ یہہ کسیطرح ہمارے ساتھ
اپنی خوشی سے نہ آئیگا کسی فریب سے لیچلئے کہا بھائی عمر بہت اچھا کسی کو زور آوری سے
مین نہین لیجاتا جسکا جی چاہے چلے جسکا جی نچاہے نہ چلے خیر تم مکہ کو جاؤ لیکن ایک ساعت
جہاز پر آکے بیٹھو کہ مین تمکو خط لکھدون اور کچھہ تحایف بھی تمہارے ہمراہ کردون
عمر نے کہا اُسکا مضایقہ نہین ایک کشتی پر سوار ہوکر جہاز مین آیا امیر نے ایک خط لکھہ
کر عمر کو دیا اور کچھہ تحایف منگواکر اُسکے روبرو رکھا اور کہا عمر یہہ سب والد کے روبرو
گذراننا اور کہنا کہ بندے کا اُودھر جانا ہوا پر آپ گوشۂ خاطر سے اس کمترین کو فراموش
نکیجیگا اور تمھین خدا کے حوالے کیا آؤ گلے مل لین پھر خدا جانے کب ملاقات ہوگی امیر
نے بغلگیری کے بہانہ سے عمر کو پکڑا اور کہا لنگر اٹھالو جونہین لنگر اُٹھائے جہاز دریا مین
ہوئے اور کنارے سے بہت دور نکل گئے جب امیر نے عمر کو چھوڑ دیا عمر لگا جہازون
پر دوڑنے قاعدہ لشکر اسلام مین یہہ تھا جب سفر دریا درپیش ہوتا آپس مین جہازون
کو حلقون سے اور قلابون سے باندہ کر ایک کرتے تھے کہ ہوا اور طوفان مین جدے نہون
عمر ہر جہاز کے غرابون پر لگا دوڑنے چار گھڑی تک خوب حیران ہوا جب تو یہہ مایوس
ہوکر چاہتا تھا کہ امیر کے طرف پھرے ناگاہ اسی دریا مین ایک ٹاپو دکھائی دیا قریب بیس
گز کے عرض و طول ہوگا عمر وہ زمین دیکھہ کر نہایت خوش ہوا جی مین کہا کہ اس
خشکی پر بیٹھہ رہیئے آخر کوئی ماہی گیر کی ناؤ اودھر آویگی اُسپر سوار ہوکر کنارے پر پہنچ
رہین گے یہہ تصور کرکے جہاز سے اسپر کود الیکن وہ مچھلی تھی ہوا کھانے کو پانی کے اوپر
تر آئی تھی جونہین اسکے پاؤن کی دھمک اسکی پیٹھہ پر پہنچی اُسنے پانی مین غوطہ مارا اور
ڈوب گئی عمر لگا غوطے کھانے اور امیر کو لگا پکارنے کہ صاحبقران خدا کیواسطے مجھے
بچاتا نہین تو مین ڈوب جاتا ہون امیر نے ملاحون کو کہا کہ خبردار یہہ ڈوبنے نپاوے

ملاح کو دے اور عمر کو نکال کر جہاز پر لائے عمر اوپر آ کر گوشے مین بیٹھا اور روہ دوڑنا موقوف
کیا عقلمندون نے کہا ہے قدر عافیت کشتی کی وہ شخص جانے جو مصیبت مین گرفتار ہووے
اور کشتیان مانند باد کے روانہ ہوئین بعد ایک مہینے کے جہاز ایک جزیرے پر پہنچے
ہنوز کنارا قریب چالیس گز کے باقی رہا کہ عمر جست کرکے خشکی مین پہنچا امیر نے بھی وہان
جہازون کو لنگرایا اور تمام سردارون کو ساتھ لیکر آپ بھی زمین پر آئے اور فرمایا جہازون
مین میٹھا پانی بھر لو میلے کپڑون کو بھی دھلوا لو کہ کل پھر لنگر اُٹھینگے لوگ اپنے اپنے کام مین
مشغول ہوئے اور عمر اُس میدان مین لگا دوڑنے کہ اگر راہ ملے تو یہان سے چلا جاؤن
ناگاہ ایک سایہ کے نیچے ایک شخص نے عمر کو دیکھا نام لیکر سلام علیک کی اور کہا کہ اے
خوب ہوا کہ تو یہان آیا مین تیرا خالو ہون ایک مدت سے ہندوستان مین تھا وہان سے
بہت سامال و اسباب جمع کرکے کشتی پر سوار ہوا اور تیرے دیکھنے کو چلا راہ مین جب
اس مکان پر پہنچا جہاز غرق ہوا مین ایک صندوقچہ جواہرات کا اپنے ساتھ لیکر ایک تختہ
پر چڑھ بیٹھا ہوا اسے کنارے پر لگا دیا مین اس جزیرے مین تب سے رہتا ہون اور وہ
جواہرات کا صندوقچہ میرے پاس رہا ہے عمر پہلے سُنکر کہا چاہتا تھا کہ مین خالو نہین رکھتا
ہون لیکن جواہرات کا نام جو سُنا ہرگز کچھ نہ کہا چپکا اُسکے پاس آ کر بیٹھ گیا اس مرد
نے کہا اے جان خالو معذور رکھنا کہ میرے پاؤن مین طاقت نہین ہے جو اٹھ کر تیری
تعظیم کرون اگر اس درخت سے کچھ توڑ کر کھلاوے تو میرا دل خوش ہو عمر نے کہا یہہ
کیا بڑی بات ہے مین اس درخت پر چڑھ کر توڑ لاتا ہون تمہارا جتنا جی چاہے کھالو
اُسنے کہا یہہ نہین میرا مطلب یہہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑ کر کھاؤن عمر نے کہا یہہ
بھی آسان ہے میرے کندھے پر پاؤن رکھ کر کھڑے ہو اور اپنے ہاتھ سے توڑ کر کھاؤ
اسنے کہا ہان ایسا کرو تو بڑا احسان ہے عمر جھک گیا اور وہ عمر کی پیٹھ پر سوار ہوا
راوی لکھتا ہے کہ وہ دوال پا تھا یعنے پاؤن اسکے تسمے کی صورت کے تھے جو نہین
عمر کی پیٹھ پر چڑھا اپنے پاؤن سے عمر کو باندھ لیا اور کہنے لگا کہ دوڑ عمر چاہتا تھا کہ چھوڑا وے
اپنے تئین اُسکے ہاتھ سے پھر تو ہاتھ بھی اسنے خوب جکڑے لاچار ہوا معلوم کیا کہ مطلب

اُسکا دوڑانے سے ہے لگا دوڑنے اور گانے وہ دوال پا عمر سے نہایت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ خوب گھوڑا ملا لیکن عمر دیکھا کہ تو سخت بلا مین گرفتار ہوا کسطرح اسکے
ہاتھ سے چھوٹ سکے جی مین کہا چل امیر کے طرف وہ اس سے چھوڑا دینگے یہہ ارادہ
کرکے امیر کے طرف چلا وہان جا کر دیکھا تو معہ سلطان صاحبقران تمام سردارون پر
دوال پا سوار ہین عمر دیکھکر حیران ہوا جو نہین اور سردارون کی نگاہ عمر پر گئی ایک آہ بھری اور
رونے لگے سب کو تصور یہہ تھا کہ عمر نے اُنکا فریب نکھایا ہوگا وہ آکر ہمین چھڑا دیگا
عمر نے اسوقت امیر کو سخت درشت کہنا شروع کیا اور کہنے لگا او عرب یہہ ظلم تونے
کیا ہے ایک کافر کی بیٹی کے واسطے اتنے مسلمانون کو مارا غرض دوال پا اُن سب
کو دوڑاتے تھے کوئی کہتا تھا میرا گھوڑا خوب دوڑتا ہے کوئی کہتا تھا میرے مرکب کا
قدم خوب ہے غرض آپس مین شرط کرکے ہر ایک دوڑتا تھا اور بیچارے پہلوان
عادی کی عجب حالت تھی گرتا تھا پھر لاچار ہوکر چلتا تھا جو آہستہ چلتا وہ دوال پا
اسکے گلے مین اور کندھے پر ببول کے کانٹے چبھاتے تھے لیکن عمر سب سے زیادہ چالاک
تھا دوڑکر آگے نکل گیا قریب دو کوس کے جب گیا دیکھا تو ایک پہاڑ کے تلے ایک مکان
پر خوشۂ انگور بامراد بہت سے لگے ہوئے ہین اور نیچے اُن انگورون کے درخت اکثر
پتھر مین کھڑے ہین اور اُن انگورون مین سے رس ٹپک ٹپک کر شراب ہو رہی ہے
اور کدو خوب صورت صراحی دار خشک و تر لٹکتے ہین عمر دیکھ کر نہایت خوش ہوا
اور کہنے لگا ای عزیز بڑے بڑے طالع ہین جو مجھ سے ملاقات ہوئی اور مین تجھے
لیکر یہان آیا یہہ وہ درخت ہین کہ ایک مرتبہ مین نے اسکا عرق پیا تھا جو مین اسقدر
دوڑتا ہون سو اُسکا اثر ہے اگر اسوقت میرے دوڑنے کا تماشا دیکھا چاہتا ہے تو ایک
تونبا کدو توڑکر صراحی بنا اور اس مین یہہ عرق بھر کر ساتھ لے جب مین مانگون تھوڑا
میرے حلق مین چوانا اسنے قبول کیا عمر اسکو تونبے کے درخت کے تلے لے آیا اور کہا اس
مین سے ایک بڑا کدو خشک توڑ لے اسنے کدو توڑکر اسکی گردن جدے کی اور
اس مین وہ شراب بھر لی اور کئی ایک قطرے عمر کے حلق مین چوائے عمر شراب

پی کر طرفگی کرنے لگا اور گانے ایک میدان مین اس زور سے دوڑا کہ دوال پا بشدت خوش ہوا اور کہنے لگا او گھوڑے جبتک جیون گا سوائے تیرے اور کوئی مرکب پر نہ چڑھون گا تیرا ہنہنانا مجھے بہت بھلا لگا اور دوڑ کی تو کیا بات ہے تیرے قدم کو کوئی نہین لگتا عمر نے کہا ابھی کیا ہوا جون جون اُسکا اثر ہوگا اور زیادہ تماشا دیکھو گے لیکن تم نہ پینا دوال پا جی مین سمجھا کہ یہہ آدمی اپنے پینے کو مجھے منع کرتا ہے تو بھی پی یہہ خیال کیا کہ اس مین بڑا فایدہ ہے اس کدو کو منہہ سے لگایا اور پینے لگا عمر نے کہا خبردار سب مت پینا میری خاطر بھی تھوڑا رکھنا دوال پا کو مزہ لگا آدھی صراحی پی گیا قاعدہ ہی شراب کو جون جون پیتا جائے اور زیادہ خواہش ہوتی ہے جب ساری ؛ صراحی پی چکا اُسکو نشہ ہوئی مست ہوکر عمر کی پیٹھہ پر سے زمین پر گر پڑا عمر نے خنجر سے اسکا سر جدا کیا اور امیر کے طرف روانہ ہوا جاکر دیکھا تو سب اُنکے ہاتھہ سے ایذا مین گرفتار ہین کہنے لگا کیون یارو اب کیا کہتے ہو کچھہ دینا قبول کرو جو اس بلا سے نجات پاؤ ہر ایک نے عمر کو روپیے دینے قبول کئے عمر نے سب کو اُن دوال پاؤن سے چھڑایا اور جتنے دوال پا تھے سب کو مارا دوسری روایت یہہ ہے کہ ہر دوال پا کو ہر ایک پہلوان نے چیر ڈالا اور سب لوگ جلد ہی جہازون پر چڑھہ گئے کہ یہہ جزیرۂ ہندوستان ہے خدا جانے اور کیا آفت آوے جہازون پر چڑھہ کر لنگر اُٹھوائے اور بادبان کھولدئے جہازونسے بامراد چلے اور ہندوستان کے طرف روانہ ہوئے جب پھر مہینے دو ایک دریا مین ؛ گذرے اور جہازون مین پانی کم رہا آدمیون کے کپڑے بھی میلے ہوئے واسطے ضروریات کے ایک جزیرہ مین لنگر کئے آدمی تلے اُتر کر اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے باقی داستان فردائے شب را

داستان تیرہوین

یہان تک احوال داستان کا صاحبقران کے بیان کیا تھا کہ اس جزیرے مین جہازونکے لنگر کئے اور ہر ایک اپنے اپنے کام مین مشغول ہوا عمر کی نگاہ اس بیابان کے طرف گئی دیکھا تو سبزہ گھانس کا کوسون تک لطف دے رہا ہے اور چشمے پانی کے ہر طرف کو بھرے ہوئے نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین عمر کے جی مین آیا کہ غسل کیجئے کچھہ ایک

دور جاکر تالاب کے کنارے اپنا اسباب عیاری کا اُتار کر رکھدیا اور پانی مین اتر کر بدن کو ملنے لگا پنڈلیون کو دھوکر غوطہ لگایا اور جو سر پانی سے اٹھایا کنارے پر دیکھا تو اسباب نظر نہین آتا جانا کہ امیر نے خوش طبعی سے چھپایا ہوگا ازبسکہ ننگا تھا مارے شرم کے باہر نہ نکل سکا لگا غل مچانے کہ یہہ کیا خوش طبعی ہے مجھکو ایسی حرکت نہین بھاتی یہہ آواز اسکے شور کرنے کی امیر نے سُنی خیال گذرا کہ شاید پھر کسی دوال پانے عمر کو پکڑا جو اس طرح چلاتا ہے کئی رفیق ساتھ لیکر دوڑے اور کہنے لگے خیر تو ہی عمر نے کہا خیر تو پوچھتے ہو مجھے یہہ چوچلے خوش نہین آتے امیر نے کہا مین سمجھتا نہین تم کیا کہتے ہو عمر نے کہا یہی کہتا ہون میرے کپڑے کیون چھپائے امیر نے سوگند کھائی عمر تمھارے سر کی قسم ہے مین خبر نہین رکھتا عمر نے کہا پھر کون لیگیا یہہ باتین کرتا تھا کہ ایک طرف سے آواز سگ کی اسکے کان مین سُنائی دی لگا چارون طرف نگاہ کرنے دیکھا تو سیکڑون بندر درختون پر کودتے پھرتے ہین اور تمام اسباب اُنکے پاس ہے آپس مین لیکر کھیل رہے ہین امیر سے کہنے لگا دیکھو اُن میمونون کی اجل آئی ہے میرے اسباب کو یہہ لے گئے ہین آپ کسیکو جہاز مین بھیجکر دوسرا بقچہ میری عیاری کے لباس کا منگوایئے دیکھئے مین اُن سے کیسی حکمت سے لیتا ہون جو نہین عیارون نے عمر کے یراق کی گٹھڑی لاکر حاضر کی اُسنے کہین سُنا تھا کہ انسان جو حرکت کرتا ہے بندر بھی اسکی تقلید کرتا ہے پہلے عمر نے اپنا نیم تاج ہوا پر اچھالا اور پھر ہاتھہ پر روک لیا بندرون مین بھی جسکے ہاتھہ مین اسکا تاج تھا اُسنے بھی اچھالا لیکن روک نہ سکا زمین پر گر پڑا عمر نے اسکو اٹھا لیا اسی طرح ایک ایک کرکے تمام اسباب اپنا اُن سے لیا اور امیر سے کہا کہ یہہ جانور اس جنگل مین آدمیون کو سخت ایذا دیتے ہونگے ان کا یہان رہنا خوب نہین مردان عالم جس راہ سے گذر کرتے ہین اس راہ کو صاف کرتے جاتے ہین آپ جہاز پر لوگون کو لیکر سوار ہوجئے مین اُن کا علاج کرتا ہون یہہ کہکر اس جنگل کے تمام درختون کو روغن نفط سے تر کرکے چار طرف سے آگ لگادی اور آپ کشتیون پر سوار ہوکر جہاز مین آئے لنگر اٹھوادئے اس جنگل کو چھوڑ کر طرف ہندوستان کے روانہ ہوئے کئی روز تک

جہاز بامراد چلے گئے ناگاہ ایک روز مانند کوہ کے ایک نہنگ پیدا ہوا اور دہن
واکرکے جہازون کیطرف روانہ ہوا جہان تک لوگ جہاز مین تھے اسکو دیکھکر فریاد کرنے
لگے امیر غل سنکر باہر نکلے دیکھے تو ایک نہنگ جون لخت کوہ منہہ کھولے ہوئے
چلا آتا ہے امیر نے اسکی صورت دیکھکر خدا کو یاد کیا اور کمان اسحاق نبی کی منگوا کر ہاتھہ
مین لی اور پانزدہ تیر پر عقاب ہاتھہ مین لیکر اسکی طرف رخ کیا آنکھین جو اسکی مشعل
کی سی روشن تھین ایک تیر چلہ مین جوڑا اور شست باندھکر اسکی چشم راست مین
مارا کہ تا سوفار غرق ہوگئی اور دوسرا تیر جوڑکر دوسری آنکھہ مین مارا اور ایک تیر حلق
مین ان تیرون کے لگنے سے وہ نہنگ بے چین ہوا سر کو پانی مین ڈباکر دم کو بلند کیا
اور اس زور سے پانی پر مارا کہ تلاطم پیدا ہوگیا نزدیک تھا کہ جہاز ڈوب جائے امیر
نے حلقے جہازون کے کھلوا دیے بارے امن ہوا اسکے چوتھے روز ایسا طوفان
ہوا کہ تاریکی ہوگئی اور موج دریا کا لگا آسمان پر پہنچنے جہازون مین تہلکہ پڑگیا اور ہر ایک
دعا مانگنے لگا غرض تین دن تک وہ طوفان کی یہہ دہشت رہی کہ زندگی سے ہر ایک نے
ہاتھہ دھو چکے تھے تین دن کے بعد جب طوفان ہر طرف ہوا جہاز دیکھے تو چار جہاز
جن مین بہرام گرد خاقان چین معہ اپنی فوج تھا وہ غایب ہوگئے معلوم نہ ہوا کہ کدھر گئے
جب تک اسکی داستان پر آوین لیکن یہان امیر نے بشدت بہرام کی خاطر غم کیا اور
جتنے پہلوان تھے سب روئے لاچار پھر جہاز متفق کیا اور چلے باقی داستان فردائی شب کے

داستان چودھوین

سد سکندری مین جہازون کا پہنچنا یہان تک بیان کیا تھا کہ بعد طوفان کے جہاز روانہ
ہوئے کئی روز تک جہاز بامراد چلے گئے ایک روز دفعتاً دیدبان جہازون پر کے فریاد
کرنے لگے امیر نے پوچھا کیا ہے کہا وہ آفت طوفان و نہنگ کی آسان تھی لیکن اب
بڑا غضب ہوا کہ بچنے کی صورت نظر نہین آتی کہ یہہ گرداب سکندری ہے جہاز
اس مین نہین بچتا اب کوئی علاج نہین دیکھئے خدا کیا کرتا ہے جب تو امیر جواب

ہوئے اور تمام خلقت سر ٹپکنے لگی جہاز اس گرداب مین پڑے اور لگے چرخ کھانے دیکھے تو اس گرداب کے اندر پانی مین ایک میل پتھر کا استادہ ہے اور اوپر اس میل کے مکان بنا ہوا ہے جہاز اسکے گرد پھرتے ہین ملاحون سے پوچھا یہہ کیا ہے کہا یہہ میل ہے سکندر نے بنایا تھا کہ جس کسیکا جہاز تباہ ہوکر ادھر آوے اسکے لوگ اس میل کو دیکھ کر اُدھر کے طرف پھرتے ہین قاعدہ یہان کا یون ہے جب جہاز اس گرداب مین پڑتے ہین سات مرتبہ دور اس میل کے گرد کرتے ہین اور آٹھوین مرتبہ پانی کی تہ مین اُتر جاتے امیر یہہ سُنکر لگے خدا کو یاد کرنے اور عمر لگا بے تابی کرنے جہاز گردش مین تھے کہ امیر اور عمر نگاہ کرے تو اس میل مین ایک تختہ سنگ مرمر سفید کا جڑا ہوا ہے اور اس مین سنگ سیاہ کے حروف جڑے ہین اور یہہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ اگر کسی کے جہاز یہان آن کر پڑین اور ان جہازون مین صاحبقران ہون وہ اس میل کو دیکھ کر اس پر چڑھے یا انکا نایب قایم مقام ہو وہ اس پر جاکر طبل سکندری رکھا ہے اسکو بجاوے البتہ اسکی آواز سے سب جہاز اس گرداب سے نکل پڑین گے امیر نے کہا بھائی عمر اس مین دیکھئے یہہ مضمون لکھا ہوا ہے اور مجھے اکثر خواجہ بزرجمہر نے کہا ہے کہ تم صاحبقران زمان اور عالمگیر ہو جہان کو ظلمت کفر سے پاک کروگے پس مین اوسکے اوپر جاتا ہون اگر میرے اوپر چڑھنے سے اتنے بندگان خدا کی جان بچے تو مضایقہ نہین عمر نے کہا آپ کے قایم مقام کے جانے کا بھی حکم ہے پس اس سے بہتر کوئی بات نہین کہ بندہ جاوے جی مین خیال کیا کہ اس جہاز کے تہلکہ سے اور ڈوبنے کی خطر سے تو بچ جاؤنگا اوپر جاکر بیٹھ رہون جب اور کسی کا جہاز ادھر آ نکلے گا اس پر چڑھ کر چلا جاؤنگا اور سردارون کے طرف دیکھکر کہنے لگا بھائیو تمھاری خاطر مین جان دیتا ہون شرط تم بھی کچھ دینا قبول کرو تو اگر جیتا بچون تو بھلا اپنی اس محنت کی اُجرت تو پاؤن ہر ایک نے سو کی جا ہزار کا اور ہزار کی جا لاکھ کا اپنی جانکے بچنے کو تمسک لکھ کر عمر کے حوالے کیا عمر اُن سب کے تمسک کو لیکر رخصت ہوا اور

امیر کا قدم بوس ہو کر دعا طلب کی اور روم سیاہ دھ کرا وپر کے طرف جست کی کہ قریب
میل کے سر کے پہنچا تھا کہ اُسکا دم ٹوٹا اور تلے کو چلا اسکو پانی مین گرتا دیکھ کر نیچے
سے ایک نہنگ نے سر نکالا اور امیر نے اسکے واسطے دعا مانگے لیکن گرنے کے
وقت جو نہین نگاہ عمر کی تلے گئی اور اس نہنگ کو دیکھا ہوش اڑ گئے کہ یہہ بلا کہان
سے آئی پر عمر نہایت تیز رو و چالاک تھا گرتے تو گرا لیکن جب اسکے منہہ کے پاس
گیا منہہ کے اندر چلا تھا کہ اپنے دونو پاؤن اس مگرمچھہ کے دانتون پر مار کر جست
کی اور اوپر کو چلا مانند ہوائی کے سناٹا بھرا اور اس میل پر جا کر کھڑا ہوا عمر کی
اس چستی و تیزی پر سب نے آفرین کی اور خدا کا شکر کیا لیکن عمر نے اوپر جا کر دیکھا
تو واقعی ایک نقارہ دھرا ہے کہ اسپر نام سکندر ذوالقرنین کا لکھا ہوا ہے اور ایک
چوب اس کوس کے پہلو مین رکھی ہے وزن مین اٹھارہ من تبریزی کے عمر نے وہ
چوب اٹھا کر نقارے پر مارا کہ آواز اسکی چوسٹھہ کوس تک نکل گئی اور تلاطم سا پڑ گیا جہانتک
جانور اس گرداب مین تھے آواز سے اس نقارے کے اوپر کو اڑ آئے اور
اس میل مین جتنے پرندے تھے وہ سب اڑے انکی ہوا اور انکی موج سے جہاز روانہ
ہوئے اور گرداب سے نکل گئے اور بامراد سے چند روز مین بندر سراندیپ کے کنارے پہنچے
وہان جہازونکو لنگر کیے اور لشکر تلے اُتر کر خشکی مین وردستہ ہوا باقی داستان فردا شب را

داستان پندرہوین

دو شینہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ عمر نے اوپر جا کر طبل سکندری کو بجایا اور جہاز اس
گرداب سے نکل گئے عمر تنہا اس مینار پر رہ گیا دیکھا تو ہر چار طرف سوا پانی کے اور کچھہ دکھائی
نہین دیتا زندگی سے مایوس ہوا کہ اب کوئی صورت زندگی کی نظر نہین آتی جہازون پر تو
یہہ توقع بھی تھی کہ کبھی خشکی مین پہنچ رہینگے یہان سے کس طرح نکلیگا یہہ خیال کر کے
رونے لگا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کی ایک طرف سے اس گنبد کے آواز سلام
علیک کی آئی حیران ہو کر لگا چارون طرف خیال کرنے اور جی مین تصور کیا کہ

یہان آدمی کا کیا ذکر ہے جو آوے مگر یہہ آواز ملک الموت نے دی ہوگی شاید کوزہ تیری حیات
کا لبریز ہوا اس خاطر یہہ قبض روح کو آیا ہے دیکھا تو واہنے طرف ایک مرد بزرگ محاسن
سفید سبز کپڑے پہنے ہوئے عصے کو ہاتھ مین لئے ہوئے کھڑا ہے عمر دوڑکر اس
مرد بزرگ کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا آپ کون ہین اور یہان کیون آئے ہین کہا
مین خضر ہون خدا نے تیری مخلصی کو مجھے بھیجا ہے عمر نے یہہ سنکر خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا
اور کہا واقعی آپ مجھے یہان سے نکالین گے مارے بھوکھ کے میرا برا حال ہے کہ سات
روز سے مجھے کھانا پانی میسر نہین ہوا حضرت خضر علیہ السلام ہنسے اور ایک کلیچہ چھوٹا
سا عمر کے روبرو رکھدیا اور کہا اسے کھا پانی بھی دونگا عمر نے حضرت خضر علیہ السلام کیطرف
دیکھکر کہا تعجب ہے کہ آپ مجھسے خوش طبعی کرین آپ پیغمبر خدا کے ہین لیکن مین بھی
ولی اللہ کا ہون بھلا اس کلیچہ کے کھانے سے آتش جوع مشتعل ہی سو بجھیگی فرمایا تو نیت
ثابت رکھ خدا کا نام لیکر اسے کھا اور جس کھانے کو جی چاہے اسکا خیال کر دیکھ تو کیا
ہوتا ہے عمر نے اس کلیچہ کو کھانا شروع کیا جون اس مین سے توڑکر کھاتا پھر وہ سارا
ہو جاتا اور جس کھانیکا مزہ یاد کرتا وہی ذائقہ پاتا عمر حیران ہوا اور پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی
کلیچہ ساریکا سارا رہا کہنے لگا اب پیاسا ہون خواجہ خضرؑ نے سوا بالشت کا مشکیزہ نکالکر
اس مین سے پانی پلایا وہ ہرگز خالی نہین ہوا عمر نے عرض کی اگر بندہ کو پھر حاجت ہوئی
تو کہان سے پاوے گا یہہ میرے ہی پاس رہے حضرت خضرؑ نے وہ عمر کو دیا اور کہا اُن
کو اپنے پاس رکھ تیرے بڑے بڑے جا کام آوے گا کوس اسکندر معہ سب اور
اسباب اپنے ساتھ لے کہ یہہ نقارہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے حمزہ کو دینا
عمر نے کہا یہہ بوجھ مین کس طرح لیکر چلون گا حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گلیم دی اور
کہا اس مین باندھ لے کچھ بوجھ معلوم نہوگا عمر نے اس گلیم مین سب باندھ لیا
حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اب آنکھین بند کر اور میرے پشت پا پر اپنے پاؤن دھر
اور یہہ اسم اعظم پڑھ عمر نے اس اسباب کا پشتارہ کاندھے پر لگایا اور آنکھین
بند کرکے پاؤن حضرت خضرؑ کے پشت پا پر رکھا اور اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا

ایک ساعت نہ گذری تھی کہ حضرت نے کہا آنکھین کھول کر دیکھہ تو کہان ہے عمر نے جوہین آنکھین کھولین دیکھا تو دریا کے کنارے ہون ایک صحرا لق و دق معلوم ہوتا ہے اور حضرت خضرؑ غایب ہوگئے اور جناب مین واجب الوجود کے سجدہ شکر کا کیا اور صحرا کے طرف روانہ ہوا لیکن جب تک اسکی داستان پر پہنچون اب دو کلمہ داستان سلطان صاحبقران کے بیان کرون جب لشکر کو لیکر جہازون سے باہر ہوئے اور بندر سراندیپ مین اترے حضرت خضرؑ کی نذر دی اور خدا کی راہ مین بہت سی خیرات کی حکم کیا کہ اس مکان ہم دو مہینے مقام کرینگے کس واسطے کہ عمر کو مین برابر اپنے جی کے جانتا ہون پر کیا کرون اسکی زندگی نے وفا نہ کیا اس طرح اسکے مقدر مین لکھا تھا اب اس جا سے اسکا چہلم کرکے آگے کو چلینگے یہہ فرماکے ماتمی لباس پہنے لگے اور غم و الم کرنے جہانتک سردار لشکر اسلام مین تھے عمر کی غرا داری مین بیٹھے اسبات کے انتظار کہ چالیس دن گذر لین تو عمر کے چہلم کے فاتحہ کر کے چلیے لیکن عمر جو وہان سے چلا کوہستان و بیابان کی راہ سے چلا آتا تھا کئی روز کے بعد ظہر کے کیوقت ایک صحرا مین پہنچا نماز کا قصد کرکے لگا جائے تلاش کرنے دیکھا تو دست راست کو ایک مسجد دکھائی دیتی ہے نہایت خوش ہوا اور مسجد کے طرف روانہ ہوا اندر اسکے جاکر دیکھے تو پانچ آدمی سردار وضع لباس پرتکلف پہنے ہوئے نماز مین مشغول ہین عمر بھی انکے شریک ہوا اور نماز ادا کیا جب نماز سے فراغت کر چکے سب باہر نکلے اُن پانچون مین سے چار شخص گھوڑے پر سوار ہوکر چلے گئے لیکن ایک شخص پیدل گیا اور پہلے مسجد کے دروازے پر خوب رویا بعد اُٹھہ کر وہ بھی اس طرف روانہ ہوا عمر نے اسکے نزدیک جاکر اسکا احوال پوچھا کہ تم کون ہو اور یہان کس جا رہتے ہو اور تمہارے رونے کا موجب کیا ہے کہا اے عزیز ہم تجھہ سے اپنا احوال کیا بیان کرین ہم شہید ہین اور اس بیابان مین رہتے ہین جو کوئی مسافر بھولا بھٹکا ادھر کو آنکلتا ہے اسکو راہ تبلاتے ہین اور رونے کا سبب یہہ تھا کہ یہہ چارون شخص معہ اپنے مرکب کے مارے گئے

تھے اور مین پیدل ہوا تھا اس سبب سے پیادہ ہون اگر تم قصد کرو تو مین بھی سوار ہوتا ہون عمر نے کہا جو کہیئے مین حاضر ہون اپنی جانب سے مین قصور نہ کرونگا اسنے کہا یہان سے کئی کوس پر اس طرف کو ایک بستی ہے وہان فلانے محلہ مین میرا گھر ہے اس مکان مین ایک بیہی کا درخت ہے اسکی جڑ مین مین نے دو ہزار اشرفیان گاڑی تھین تو جاکر انھون کو وہان سے نکال اور اسکے تین حصہ کر ایک حصہ تو لے اور ایک حصہ جو میرا لواحق ہو اُسے دے اور ایک کا گھوڑا معہ اسباب مول لیکر کسی کو خدا کی راہ پر دے تو گھوڑا یہان مین پاؤنگا اگر تجھ سے یہہ کام میرا ہو سکے تو بڑا احسان ہے عمر سُنکر اسکے پاس سے روانہ ہوا اور ادھر کو چلا اس قصبہ مین پہنچ کر اس مرد شہید کے وصیت کو بجالایا اور وہان سے آگے کو چلا کئی منزلین طی کین تھین کہ زیر پہاڑ ایک مکان نہایت دلچسپ اسکو معلوم ہوا ایک درخت کے تلے واسطے آسایش کے بیٹھ گیا ایک ساعت پوری نگذری ہوگی کہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی پیدا ہوئی دیکھا تو ایک بزرگوار ادھر کے طرف سے دکھائی دیا عمر متوجہ ہو کر واسطے تعظیم کے آگے گیا اور آداب بجالایا بعد سلام کے پوچھا آپ کون ہین فرمایا میرا نام الیاس نبیؑ ہے تیری خاطر آیا ہون خدا نے تجھ پر یہہ بخشش کی ہے لے ایک جال دیا اور کہا اس مین یہہ خاصیت ہے کہ جو چیز اس مین باندھ لیگا اسکا بوجھ کچھ معلوم نہوگا اور ایک کملی عنایت کی اور یہہ ارشاد کیا اسکو جب اُوڑھ لیگا چشم مردم سے غایب ہو جایگا اس گلیم کے پانے سے عمر نہایت خوش ہوا اور قدم مارتا ہوا سراندیپ کیطرف روانہ ہوا کتنے ایک دنون مین منزلون کو قطع کرکے لشکر اسلام کے پاس پہنچا صورت اپنی تبدیل کرکے اندر گیا جاکر دیکھا تو تمام لوگ سیاہ پوش ہین اور اس روز لشکر مین ایک دھوم ہے دروازے پر جلوخانہ کے دفیرونکا اژدہام ہے پہلوان عادی کھانا پکوا رہا ہے اور بانٹ رہا ہے عمر نے ایک شخص سے پوچھا یہہ کیا ہے اسنے جواب دیا عمر عیار ایک شخص تھا وہ دریا مین مرگیا آج اسکا چہلم ہے یہہ کھانا اسکی فاتحہ کا ہے اور سیاہ پوش لوگ اسکے غم مین ہوئے ہین عمر نے جی مین کہا تو تو

جبتک ہے اور انھون نے تجھے مار ڈالا دن کو فقیرون مین بیٹھکر کاٹ ڈالا جب رات کا وقت ہوا تمام لوگ اپنے اپنے خیمہ مین سو رہے عمر نے پہلے اسس گلیم کو اوڑھکر عادی کے خیمہ مین گیا دیکھا تو فانوس مین روشن ہین اور معدی کرب سوتا ہے عمر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور دونون ہاتھون سے اسکے گلے کو دبایا عادی گھبرا کر نیند سے اُٹھا دیکھا تو کوئی نظر نہین آتا پر چھاتی پر بوجھہ سا معلوم ہوتا ہے لگا دعائین پڑھ پڑھ اپنے اوپر دم کرنے عمر نے کہا اس سے کچھہ فائدہ نہو گا مین تمھارے لینے کو آیا ہون جسطرح تم چلو گے لیچلون گا عادی نے کہا آپ کون ہین کہا مین مہتر عزرائیل ملک الموت عادی نے کہا تمھارے آنیکا کیا سبب ہے کہا عمر نام ایک شخص مُوا تھا سو آج اسکے روحکو بہشت مین لیجانے کا حکم ہوا ہے لیکن وہ فردوس کے دروازے پر مچل کر بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ مین ہرگز اندر نجاؤن گا کسواسطے کہ مجھے عادی سے کمال وجہ دوستی تھی جب وہ مریگا معلوم نہین فرشتے اسکو بہشت مین لیجاوینگے یا دوزخ مین سو جبتک وہ نہ آئیگا مین ہرگز اندر نجاؤنگا سو مجھے خدا نے تیرے قبض روح کرنے کو بھیجا ہے اب مین تمکو لیجاؤنگا عادی کے سُنکر حواس اڑ گئے کہنے لگا مین ہرگز عمر سے الفت نرکھتا تھا بلکہ دشمن ہون خوب ہوا جو مر گیا مجھے اس سے کیا کام ہے تم مجھکو چھوڑ دو عمر نے کہا یہہ کسطرح ہوگا مگر ایک صورت ہے اگر کچھہ دے تو لیجاؤن اور آدون شاید طمع سے تیرا لانا موقوف کرے عادی نے کہا وہ سامنے کرسی پر صندوقچہ اشرفیون کا دھرا ہوا ہے اسے لیجائے اور کہئے عادی بیمار ہے اسکو مت لاؤ اچھا ہو کر وہ آپہی آویگا عمر نے کہا جاتا ہون بشرط وہ قبول کرے چھاتی سے اسکے جست کرکے تلے اُترا اور صندوقچہ لیکر چلا گیا تمام رات اسکو خوف سے تپ رہی اور نیند نہ آئی صبح کو نماز کیوقت اُٹھکر کانپتا ہوا امیر کے پاس گیا اور سلام کیا اسوقت اور پہلوان حاضر تھے امیر کی نگاہ جو نہین عادی پر پڑی دیکھے تو اسکا رنگ زرد ہو رہا ہی اور بیحواس ہے پوچھا عادی کیا حال ہے اسنے تمام قصہ رات کا بیان کیا امیر سنکر حیران ہوئے اور فرمایا خدا خیر کرے پہلوان عادی کو اثر جنون کا معلوم ہوتا ہے یہہ کوئی بات ہے کہ ملک الموت آوے اور صندوقچہ اشرفیون کا لیکر چھوڑ دے اور چلا جاوے سب نے عادی کی باتکو ہنسی مین اُڑا دیا عادی کھسیانہ ہو کر اپنے خیمہ کو چلا گیا باقی داستان فردائے شب

داستان سولھوین

دوشینہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ عمر نے عادی کو سونے مین اس طرح دھمکایا اسکے
دوسرے روز سلطان بخت مغربی سے بھی یہی حرکت کی اسنے بھی صبح کو آکر امیر سے یہہ
ماجرا بیان کیا جب تو امیر کو نہایت تشویش ہوئی فرمایا اس مکان کی ہوا نہایت مختلف
معلوم ہوتی ہے وہان سے کوچ کیا چاہیے نہین تو لوگونکو سودا ہو جائیگا غرض اسیطرح
امیر کے تمام سردارون سے روپیے لیئے جب اُن سب سے ہر رات کو وہ گلیم حضرت الیاس ع
کی دی ہوئی اوڑھہ کر عزرائیل کے نام سے روپیے لیچکا ایک روز یہی حرکت امیر سے
بھی کی امیر نے دیکھے کہ لوگ سچ کہتے تھے لیکن امیر دانا تھے خیال کیئے تو آواز آتی
ہی عمر کی اور چھاتی پر ایک بوجھہ سا معلوم ہوتا ہے اور صورت کسی کی معلوم نہین
ہوتی جی مین کہا مقرر یہہ کوئی جن ہے اسکو پکڑا چاہیے ہاتھہ بڑھا کر پکڑ لیئے تو کچھہ جسم
سا معلوم ہوتا ہے امیر نے اسکو پکڑ کر چاہا کہ ایک گھونسا مارین کہ عمر نے کہا اوعرب
سمجھہ کر لگانا ایسا نہو کہ مجھے چوٹ لگے امیر نے جون ہین آواز عمر کی پھر سُنی دریافت کیئے
کہ وہان عمر منیار پر مر گیا یہہ اسکی روح ہے کسیکے جسم مین در آئی پھر یاد کرکے عمر کو
بے اختیار رونا شروع کیا جب امیر کو گریہ نے زور کیا عمر کو ترس آیا کہنے لگا یا امیر خدا
نے مجھکو بچایا اور تبرکات حضرت خضر و الیاس ع سے مجھے ملے امیر نے سُنکر چھوڑ دیا عمر اپنے
سر پر سے گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور امیر کا قدمبوس ہوا صاحبقران نے اسکو گلے
سے لگایا نہایت خوش ہوئے اسیوقت تمام سردارونکو خبر ہوئی سب نے آکر عمر سے ملاقات
کی اور عمر کی سلامتی کی نذر خدا کی جناب مین دی گئی اس روز عمر کے آنے سے لشکر
مین جشن رہا بعد اس جشن کے کوچ کرکے کوہ سراندیپ کے طرف روانہ ہوئے اور
دامان کوہ مین لشکر جا کر اُترا تمام ہندوستان مین یہہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ
ہفت کشور کا داماد حمزہ خسرو بلاد ہندوستان سے لڑنے کو آیا ہے راوی لکھتا ہے
کہ جس ایام مین وہان پہنچے وہ موسم تھا کہ جن دنون مین حضرت آدم علیہ السلام کی
توبہ قبول ہوئی تھی اُن دنون مین وہان میلا لگتا تھا اور تمام خلقت ہند کی ایک
دو مہینے کی راہ سے زیارت کو قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے آتی تھی اور ہر ایک

موافق اپنے حوصلہ کے فراخواری کرتے تھے دامن مین اسی کوہ کے کوسون تک خیمے استادہ ہوتے تھے اور عالم کا ہجوم بادشاہ دوازدہ جزیرہ ہندوستان کا لندھور بن سعدان تمام امرا اور وزرا تمام ارکان دولت واعیان مملکت لیکر خدم اور حشم سے معہ اثاثہ سلطنت وہان آتا تھا اور اس مکان کو زیب و زینت دیکر لوگون پر کرم او بخشش کرتا تھا چالیس روز تک امیر و وزیر وضیع و شریف غنی وغریب اس جا شراب پیلتے تھے اور عیش وعشرت مین رہتے تھے امیر بھی ایک طرف کو اس پہاڑ کے اترے اور لشکر انکا استادہ ہوا اور سراپاہ قایم ہوئے سازندے اور خوانندے حاضر ہوئے اور دور مے ناب کا مجلس کے درمیان گردش مین آیا چوتھے روز عمر نے اٹھ کرامیر سے عرض کی کہ بندہ چاہتا ہے کہ ذرہ اس پہاڑ تلے پھر آوے اور حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی بھی زیارت کرے فرمایا اچھا لیکن جلد آنا غرض رخصت ہوکر لشکر سے باہر نکلا اور پہاڑ کی ترائی کیطرف متوجہ ہوا زیرکوہ پہنچکر ایک ایک قدرت خدا کی دیکھی کہ جدھر نگاہ جاتی ہی وہین کی ہو رہتی ہی ہر طرف نور کا سا عالم نظر آتا ہی چشمے پانی کے اس کوہسار کے اوپر سے گرتے ہین اور صحرا مین روان ہین اور صد ہزار گل ریحان مثل لالہ و نافرمان نرگس و بنفشہ ہر طرف کو کھلے ہوئے لہلہا رہے ہین اور کاہ سبز خوش رنگ چار طرف مثل تختۂ زمرد اُگے ہوئے کوسون تک معلوم ہوتے ہین اور درخت سرو شمشاد کے مانند قد محبوب کھڑے ہوئے نہایت لطف دیتے تھے صدا کبک کی آواز زمزمے دُراج کی کوک کویل و قمری کی غل و شور عندلیب کا او چہچہے بلبلون کے غنچہ خاطر ہر ایک کی شگفتہ کرتی تھی عمر کو وہان کی جائے نہایت خوش اور روان افزا دکھائی دی اور ایک فرحت ہوئی ایک سنگ پر بیٹھ کر لگا ہر چار طرف کاہ نودمیدہ اور لب آب رسیدہ کا نظارہ کرنے ناگاہ نگاہ ایک پہاڑ پر جا گری عجب طرح کی اُسکی بلندی دیکھکر حیران ہوا کہ یک بیک نظر اسکی اوپر جاتی ہوئی سو جا ٹھوکر کھاتی تھی اور وہم دیدبان بھی بے نردبان اسکی رفعت پر نہین پہنچ سکتا عمر لگا خیال کرنے اوپر کس طرح جائے نہین معلوم کہ اسکا رستہ کدھر کو ہے دیکھا تو ایک طرف کو ایک چھپر گھانس کا

معلوم ہوتا ہے پاس جاکر دیکھا تو اس مین ایک شخص پیر مرد محاسن سفید ایک حصیر پر قد خمیدہ بیٹھا ہوا ہے اور ایک تسبیح ہاتھہ مین لیئے ہوئے کچھہ پڑھتا ہے عمر جونہین اسکے نزدیک گیا اسنے عمر کا نام لیکر سلام کیا اور کہا ای شاہ عیاران عیار مین تیرا منتظر ہون عمر نے خیال کیا کہ شاید یہہ بھی دوال پا ہے لگا کہنے اے مردک تو کسکو کہتا ہے مین ہرگز تجھہ سے واقف نہین ہون یہہ کہکر ہاتھہ خنجر پر رکھا اور ارادہ کیا کہ نکال کر اسے مارے وہ پیر مرد یہہ حرکت دیکھہ کر بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا ای عمر مین دوال پا نہین ہون آدمی ہون حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد مین سے ہون نام میرا سام بن نوح ہے قدم گاہ حضرت آدم علیہ السلام کی مجھہ سے تعلق رکھتی ہے رات کو مجھے بشارت ہوئی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تیرے آنے کی خبر دی تھی جا زیارت کر جو تیرا مقصد ہی حاصل ہوگا اور گز لیکر برابر اسکے زمین کو ماپ اور یہہ کدال لیکر اسے کھود اس مین سے جو تیری قسمت سے نکلے وہ تیرا مال ہے لیکن لالچ مت کرنا اور ایک گز سے زیادہ نکھودنا عمر نے اس گز سے زمین کو ماپا اور کدال سے کھودنا شروع کیا تھوڑی زمین کھودی تھی کہ اس مین سے ایک دانہ یاقوت بے بہا نکلا کہ عمر نے تمام عمر مین اپنی نہ دیکھا تھا عمر کو اور زیادہ طمع دامنگیر ہوئی لگا اور کھودنے لیکن سوا اس دانہ کے اور کچھہ نہ نکلا ہر چند سام کہتا تھا کہ بس تیری قسمت مین یہی تھا اور کچھہ نہین ہی مگر عمر اپنے کام مین مشغول تھا ہرگز نہ سنتا تھا کئی گز زمین کو کھودا سوا اسکے اور کچھہ حاصل نہوا اور ماندا یہانتک ہوا کہ ہاتھہ کام سے رہ گئے جب تو لاچار ہو کر کھودنا موقوف کیا اور سام کے پاس آکر کہنے لگا کہ زیارت کو کدھر جاؤن کہا یہہ جو باریک راہ نظر آتی ہے اس راہ سے جا لیکن طمع نہ کرنا اور کسی چیز پر دست انداز نہونا شرط زیارت اور عبادت کے بجالانا اور جو وہان سے امداد ہو اسکو غنیمت جاننا یہہ کہہ کر رخصت کیا عمر اس راہ سے پہاڑ پر روانہ ہوا اور جاکر دیکھا تو عجب طرح کا عالم ہے کہ چشمے پانی کے ہر جانب کو روان ہین اور ایک طاق پتھر کا بنا ہوا ہی ان چشمون کا پانی چار طرف سے اس مکان مین آکر درمیان مین ایک حوض کے بھرتا ہے اور وہین

حوض کے بدر رون کی راہ سے پھر باہر نکل کر تلے کو جاتا ہے اور سبزہ زار مین پھیلتا ہی اس سبزہ زار مین ایک سنگ سفید پر قدم گاہ حضرت آدم ؑ کا ہے اس مکان مین گرد قدم گاہ کے لعل و یاقوت الماس فیروزہ مروارید کا چار طرف ڈھیر لگا ہی اکثر شاہ و شہریار اور امرایان نامدار جو زیارت کو آتے تھے اُنھون نے نذر چڑھایا تھا عمر نے کسی چیز پر التفات نکیا بجز اسکے کہ اپنی چادر عیاری کو بچھا کر اس مین جہانتک مقدور رہے چلنے کا تھا جواہرات باندھا اور اسکو اُٹھا کر چلا جی مین کہا کہ بزرجمہر مجھسے کہتے تھے کہ تو سراندیب مین قدم گاہ حضرت آدم ؑ پر نذر پائیگا پس اس جواہرات سے بہتر کوئی نذر نہین ہے جو نہین اُسکو لیکر دروازے کے پاس پہنچا دروازہ غایب ہو گیا عمر حیران ہو گیا دیکھا تو کسی طرف جانے کی راہ معلوم نہین ہوتی لاچار ہو کر پھرا اور وہ جو جواہرات تھے اسی جا ڈال دیے جواہرات کے ڈالدینے سے دیکھا تو دروازہ معلوم ہوتا ہے عمر نے کہا پہلے دروازے کا نشان یاد کیا چاہیے کہ جانا آسان ہو یہہ تصور کر کے دروازے پر آیا اور کلاہ اپنی اسکی چوکھٹ کی راہ پر رکھا جواہرات کے پاس جا کر دیکھا تو کلاہ دروازے مین رکھی ہوئی صاف معلوم ہوتی ہے پھر چادر کو بچھا کر جواہرات اُٹھایا اور لیکر چلا اس مرتبہ خیال کیا تو دروازہ معہ کلاہ غایب ہے لگا کہنے یہہ خوب معاملہ ہوا کہ جواہرات کی طمع مین کلاہ بھی کھوئی اس مرتبہ عمر نے پھر اُن جواہرات کو ڈالدیا دیکھا تو کلاہ اور دروازہ دونو معلوم ہوتے ہین اس حرکت سے دل مین اپنے نہایت نادم ہوا اور وضو کر کے نماز گذاری اور لگا رونے اس حالت گریہ مین اسکی آنکھ لگ گئی دیکھا تو کئی شخص بزرگ صورت نورانی کھڑے ہین اُن مین سے ایک شخص نے عمر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا مین نے تجھے اپنا فرزند کردہ کیا یہہ جامہ لے اور پہن ہر بلا سے محفوظ رہیگا اسکو دلو جامہ کہتے ہین اور اس مین جو زنبیل ہے جو اسمین ڈالدیگا غائب ہو جایگا اور جو کچھ طلب کریگا وہ پایگا مین آدم ؑ ہون یہہ تجھے دیتا ہون احتیاط سے رکھنا اور جب اسپر ہاتھ رکھ کر معجزہ طلب کریگا جو صورت چاہیگا بن جائیگا اور جو زبان چاہیگا بولیگا ایک اور بزرگ کھڑے تھے اُنھون نے ایک جام عمر کو دیا اور فرمایا یہہ اسم اعظم یاد رکھ

جس کسی پر تیرا جی چاہے اس جام مین پانی بھر کر یہہ اسم پڑھنا اور اسکے اوپر ڈالنا جو شکل اسکی کہیگا ہو جائیگی مین اسحاق نبی ع ہون مین نے تجھے اپنا نذر کردہ کیا ایک اور بزرگ نے کہا مین داؤد ع ہون مین نے بھی نذر بانی تجھ کی یہہ ہارا دو تارا لے اور بجا علم موسیقی مین کوئی تیرے برابر نہو گا حضرت صالح ع نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا اور یہہ ارشاد کیا جتنا بوجھ اُٹھائیگا ماندہ نہوگا اور دوڑ مین نہ تھکیگا سکندر نے اپنا آئینہ دیا اور کہا اس مین یہہ لطف ہے جو تجھے دریافت کرنا ہو اس مین دیکھنا معلوم ہو جائیگا کہ یکایک تخت ہوائی آسمان سے پیدا ہوا اور آواز آئی ایعمر ہم سے کچھ طلب کر عمر نے اُن سب سے پوچھا یہہ کون ہین کہا پیغمبر علیہ السلام آخر الزمان کہا بندہ اب یہہ مانگتا ہے جبتک اپنے منہہ سے تین مرتبہ موت نہ مانگے نہ مرے صدا آئی کہ ہم نے قبول کیا عمر اس خوشی سے جاگ اٹھا دیکھا تو وہ سب دھرا ہے معلوم کیا کہ مقرر تو نے نذر پائی سجدۂ شکر خدا کی جناب مین ادا کیا اُن سب تبرکات کو لیکے پہاڑ سے تلے اُترا اور سام کے پاس گیا اسنے عمر کو گلے سے لگایا اور اس نذر پانے کی مبارکبادی اور کہا اب جاکر امیر کو بھیجدے کہ انھین بھی نذر ہوگی عمر وہان سے رخصت ہوکر چلا لیکن تھوڑی دور گیا جی مین خیال کیا کہ امیر کے پاس صورت اصلی سے جانا کچھ خوب نہین اور شکل بنکر دیکھے کوئی پہچانتا ہے یا نہین یہہ تصور کرکے زنبیل پر دونو ہاتھ رکھکے معجزہ طلب کیا اور کہا یا دادا آدم ع میری صورت ایسی بن جاوے کہ قد بھی دراز ہو اور رنگ بھی نہایت سیاہ ہو کہنے کے ساتھ گویا ایک ہوا پھر گئی عمر آئینہ مین دیکھا تو عجب طرح کی صورت معلوم ہوتی ہے دیکھکر ڈر گیا کہ ایسا کہین نہو کہ ایسی صورت رہ جاوے پھر معجزہ طلب کیا کہ مین صورت اصلی بن جاؤن جب اپنی صورت اصلی دیکھی یقین ہوا کہ تو نے نذر پائی پھر اسی شکل پر نچلا اور کنگری ہاتھ مین لیکر بجاتا ہوا اور گاتا ہوا لشکر اسلام کے طرف روانہ ہوا جب اردو مین پہنچا اسطور سے گذرا جسنے اسکی آواز سنی بے اختیار ہوگیا سب نے اپنے اپنے کام کو چھوڑ دیا اور اٹھکر اسکے ہمراہ ہوئے پیچھے عمر کے تمام تماشائیونکا ہجوم تھا اور ایک محو کی سی حالت سب کی تھی غرض اسی وضع سے امیر کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور کھڑا ہوکر لگا گانے لوگون نے اندر جاکر

امیر کی حضور مین خبر کی کہ ایک شخص عمر د ہندی اس صورت کا بارگاہ کے دروازے پر
کھڑا ہوا ساز بجاتا ہے اور گاتا ہے کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا فرمایا اندر بلاو جسوقت امیر
کے روبرو آیا اور دعا دیکر گانے لگا امیر اور جہانتک سردار بیٹھے سب نہایت محظوظ ہوئے
امیر نے پوچھا ایعزیز تو کہان رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے کہا محمود سیاہ تن کہتے
ہین اور اسی ملک کا رہنے والا ہون خسرو ہندوستان ابھی مجھسے خوب واقف ہے
اور اکثر مجھپر بخشش کرتا ہے فرمایا ہم بھی تجھسے بہت خوش ہوئے جو مانگے مین وونگا کہا
غلام کے پاس بھی خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے لیکن ایک آرزو رکھتا ہون کہ مجھے کسی نے
اسقدر نہین دیا کہ جتنا روپیہ مجھسے اٹھ سکے اٹھا لون فرمایا ہم نے حکم دیا ہمارے خزانے
مین جاکر جتنا تو اٹھا سکے اٹھالے اور سلطان بخت مغربی کے ہمراہ کیا کہ خزانے مین لیجاؤ
اور اسکے مزاحم نہو جو یہہ اب اٹھا سکے لیوے عمر دعا دیکر سلطان مغربی کے ساتھ خزانے
مین گیا لوگ کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگے کہ کیا کرتا ہے پر عمر نے جو صندوقون کو دیکھا
نہایت خوش ہوا ایک صندوق اٹھا کر باہر لایا اور اسے رکھکر پھر دوسرے صندوق
کے خاطر گیا لوگ حیران ہوئے کہ ایک صندوق ایک گاؤ بڑی مشکل سے اُٹھاتا ہے یہہ
دو صندوق کس طرح اٹھاویگا خیال کئے کہ شرط اسی کے اٹھانے کی ہے اگر سواری
لائیگا ہم دینگے عمر نے غرض تمام صندوق باہر نکالے اور سب کو قلابون سے ایک جا باندھا
اور حضرت آدمؑ کا نام لیکر شانے پر اُن سب کو اٹھا لیا اور لیکر چلا جب سب حیران ہوئے
اور کہنے لگے یہہ آدمی نہین مقرر کوئی غول بیابانی ہے جو سارا خزانہ لیکر چلا اپنے شہر مین
سنتے تھے کہ ہندوستان مین عجائبات بہت سے ہین سو یہی ہے اسکو روکا اور امیر
کو جاکر خبر کی امیر کو سنتے کے ساتھ ہی خیال گذرا کہ وہ مقرر عمر ہے اوسنے نذر پائی
ہے آپ اٹھکر خزانے کے مکان مین آئے دیکھا تو عمر دلگیر کھڑا ہے دوڑکر گلے سے لگا
لیا اور کہا بھائی عمر ہم نے تمکو دریافت کیا جب تو عمر لاچار ہوا اور امیر کے قدمون پر
گر پڑا اور کہا آپکے اقبال سے مین نظر دہ ہوا لیکن آپکو بھی بلایا ہے زیارت کے خاطر آپ
بھی تشریف لیچلئے اور جو وہان عنایت ہو اسکو قبول کیجئے راوی لکھتا ہے کہ سوا نے

امیر کے کوئی عمر کو نہ پہچان سکا عمر کبھی امیر سے صورت بدل کر بازی نہین لیگیا غرض ؛ امیر نے اس شب آرام کیا دوسرے دن صبح کو اٹھکر عمر کو ہمراہ لیا اور سرداروں کو بھی ساتھ لیکر پہاڑ کیطرف متوجہ ہوئے جب نزدیک دامان کوہ کے پہنچے وہان پیادہ پا ہوکے شرط آداب کی بجالائے اور استغفار پڑھتے ہوئے چلے دیکھے تو واقعی عجب طرحکا سبزہ زار ہے کہ تمام عمر مین ایسا لطیف مکان کسی اور جا نظر نہین آیا ہر قدم پر طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی تھی قریب پہنچ کر نگاہ کرین تو ایک جا پر میدان کو ہموارہ کیا ہے کہ وہ تمام صحرا اسکے باعث سب معطر ہورہا ہے اول مکان مین نال لیزم سنگتولے مگدر میل فولادی پنجے بہت سے دھرے ہوئے ہین اور اسباب ورزش کا دھرا ہوا ہے اور کئی آدمی اسکے نگہبان ہین ان آدمیون سے پوچھا کہ یہہ کیسا مکان ہے کہا زورخانہ لندھور شاہ ہندوستان کا ہے امیر نے سنکر عمر سے کہا جی چاہتا ہے کہ مین بھی اپنے زور کو آزماؤن دیکھون تو ورزش مین اسکے برابر ہون یا نہین یہہ کہکر اس تعلیم مین کودے اور جہانتک وہ سنگتولے اور نال تھے سب اٹھا لئے اور مگدرون کو بھانجے لیزم کو بھی ہلالئے بلّم کے ہاتھ اٹھا کر کئی پنجون کی انگلیان ٹیڑھی کردین لیکن وہ گرز جو ایک ہزار سات سو من کا دھرا ہوا تھا وہ نہ اٹھہ سکا اس سے نہایت امیر کو کوفت معلوم ہوئی وہان سے سام کے مکان مین گئے اسنے استقبال کیا اور بغل گیر ہوکر امیر کو اپنے برابر بٹھلایا اور کہا پہلے آپ ایک کام کرین اس زمین کو ایک گز ماپ کر کھودین جو اس مین سے نکلے وہ تمھارا حق ہے امیر نے ایک تبر لیکر اسکو کھودنا شروع کیا ایک دانہ یاقوت کا ایسا نکلا کہ پچاس مثقال کا وزن انگاریکی صورت روشن کہ شاید تمام عمر کسینے ندیکھا ہوگا اسکو لیکر سام کے پاس گئے اور دکھایا اس مرد بزرگ نے کہا یہہ مال آپ کا ہے اسکو لیجئے اور جاکر زیارت کیجئے جبتک وہان سے نذر نیاؤ گے خسرو ہندوستان سے بر نہ آوگے امیر انسے رخصت ہوکر قدم گاہ کیطرف روانہ ہوئے وہان جاکر زیارت کی اور عبادت مین مشغول ہوئے اسی عین گریہ اور مناجات مین آنکھہ لگ گئی خواب مین

دیکھے ایک دروازہ آسمان سے پیدا ہوا اور اسمین سے کئی تخت نمود ہوئے فرشتون نے وہ تخت اس جا اُتارے اور اُن پر وہ جو سوار تھے نورانی شکل وہ اُتر کر پاس آئے آگے اُن سے بڑا ایک بزرگ دراز قد چلا آتا تھا اُسنے نزدیک پہنچ کر کہا ای فرزند سلام علیک مین آدم ؑ ہون خدا کے حکم سے مین نے تمھین نذر کردہ کیا کہ ہمیشہ دشمنون پر فتحیاب رہو اور یہہ دو بازوبند ہین آپکے تئین دیتا ہون اسکو چاہیئے تبرک اپنے ڈنڈ پر رکھنا اسکی برکت سے کبھی وقت کارزار کے بازو خم نہونگے اور ہزار گز کے دیو کے سر پر تلوار مارو گے تو ہاتھہ سر ہی پر اسکے پہنچیگا لیکن یہہ کئی کام بدہین ہرگز نکرنا ایک تو یہہ کہ کسیکا دل اپنے طرف سے نہ توڑنا جو شخص امان مانگے اسکے دینا جو روبرو سے بھاگ جاوے اسکا پیچھا نکرنا کیونکہ تم فراش راہ دین پیغمبر آخر الزمان ؐ کے ہو عالم کا کاف کفر تمھارے ہاتھہ سے پاک ہونا ہے اور کبھی طبل جنگ آگے اپنے لشکر مین نہ بجوانا اور پیشدستی حریف پر نکرنا اسکے تئین ضرب کرنے دینا وہ ضرب اٹھا کر بعد اپنا ضرب کرنا اور بیجا کبھی نعرہ مت کرنا کہ تمھارے نعرے کی آواز سولہ فرسنگ تک جائیگی یہہ کہکر امیر کے سر کو چھاتی سے لگایا اور بھی جہانتک پیغمبر ؑ آئے تھے سبھون نے صاحبقران پر نذر کی اس خوشی مین امیر کی آنکھہ کھل گئی دیکھا تو جو تبرکات ملا تھا وہ سب سجدہ گاہ کے آگے دھرا پایا اٹھہ کر دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی اور فاتحہ پڑھکر پھر وہان سے سام کے مکان پر آئے اسنے اور عمر نے اٹھہ کر مبارک بادی اور سردارون نے نذرین گذرانیان اور امیر پر تصدق بہت سا مال و زر کیا باقی داستان فردا شب را

داستان ۱۷ سترھوین

دوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا کہ جب امیر نے کوہ سراندیب مین مدد پائی اور سام کے مکان مین آئے اُنکے بیٹھنے کو ایک ساعت نہ گذری تھی کہ سام نے امیر سے کہا بندہ ابتک یہان آپکے آنے کا منتظر تھا سو میری امید خدا نے دی اب رخصت ہوتا ہون آپ مجھے اپنے ہاتھہ سے دفن کیجیگا یہہ کہہ کر حصیر پر دراز ہوا اور کلمہ پڑھکر

مرگیا امیر نے اپنے ہاتھہ سے اسکو غسل دیکر اول منزل پہنچایا اور بہت افسوس کیا وہان
سے اٹھکر پھرنے کے وقت پھر لندھور کے زورخانہ مین تشریف لائے وہ گرز جو پہلے
مرتبہ نہ اٹھا سکے تھے اسکو بخوبی اٹھالیا اور نہایت خوش ہوئے اور وہان سے اپنے
لشکر مین جاکر جشن شاہانہ کیا اور بزم کی صحبت مین بیٹھے لیکن وہان اُن نگھبانون نے
جاکر خسرو بلاد ہندوستان کو یہہ خبر پہنچائی وہ سوار ہوکر آیا اور ورزش گاہ مین گرز
کو اپنی جا پر نہ دیکھا اور لوازمہ پہلوانی کا جتنا تھا سب شکستہ دیکھا نہایت حیران ہوا کہ
ایسا شخص کون آیا جسنے میرے زورخانہ مین یہہ حرکت کی پانچ چار آدمی اور بیٹھائے
اور اُنکو کہدیا کہ اگر پھر وہ شخص آوے جسنے یہہ بے ادبی میرے تعلیم مین کی ہے
تو اسکو ہمارے پاس لے آنا ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھین کہ کس قدر زور
رکھتا ہے یہہ کہکر اردو مین اپنے گیا اور مجلس مین بیٹھا اب داستان عمر کی عرض
کرون کہ امیر کو محظوظ کر رہا تھا تمام سردار نامدار اسکے سبب سے کمال فرحت مین
تھے جب وہ روز و شب گذری دوسری صبح کو عمر نے امیر سے کہا کہ غلام کا جی چاہتا
ہے کہ جاکر خسرو ہند کے لشکر کا طور دریافت کرے فرمایا کیا مضایقہ عمر امیر سے
رخصت ہوکر لندھور کے لشکر کے طرف روانہ ہوا تھوڑی دور راہ مین جاکر اپنی صورت
ایک مرد خراسانی کی بنائی اور ایک ستار ہاتھہ مین لیکر اردو مین آیا اور اسکی بارگاہ کے
جلو خانہ مین آکر بیٹھا اور لگا وہان خلقت کا مشاہدہ کرنے جب تمام دربار جمع ہوچکا
عمر نے اٹھکر لوگون سے کہا کہ حضور مین میری عرض کرو کہ ایک سازندہ خراسانی داماد
نوشیروان کے ہمراہ ولایت سے آیا ہے امیدوار ہے کہ حضور مین شاہ ہند کے
آکر اپنا مجرا کرے آدمیون نے جاکر بادشاہ کی خدمت مین گذارش کی فرمایا بلاؤ جس
وقت یہہ اندر گیا عجب طرح کی صورت بنائی ہوئی لندھور کو مجرا کرکے دعا دی لیکن لندھور
کو دیکھکر اسکے حواس اڑ گئے کہ مانند شیر کے ایک تخت مرصع نگار پر بیٹھا ہوا ہے
کہ اس تخت کے چارون گوشون پر طاؤس زمرد کے بنے ہوئے ہین کہ اس طاؤس
کی منقار لعل گوہر شب چراغ ہے عمر نہایت خوش ہوا لندھور کو دیکھا تو شجاعت

اور مردانگی اسکے چہرے پر دلالت کرتی ہے اسنے جاکر مجرا کیا اور دعائین دین اور
ایسی تقریر کرنی شروع کی کہ شاہ ہندوستان سنکر نہایت خوش ہوا پوچھا تیرا نام کیا
ہے کہا غلام کا نام باباے زد و برد ہی لندھور اس نام کو سنکر نہایت حیران ہوا
اور کہنے لگا ایسا نام کبھی نہین سنا آخر اس نام سے مدعا کیا تو کسکو مارتا ہے اور کسکو
لیجاتا ہے جواب دیا بندہ ساز زمیر ندو ولرامیر لندھور اس کلمہ سے خوش ہوا اور
کہا کچھ گا عمر آداب بجالایا اور روبرو تخت کے سب لوگون سے بالادست بڑھ کر دو زانو
بیٹھا اور لگا ساز بجانے جتنے ساز ندے وہان کے تھے سب خفا ہوئے کہ اسمین کیا
کمال ہے جو ہم سے آگے بیٹھا لندھور نے کہا کہ اسکا مضایقہ نہین اول یہہ مہمان ہے دوسرا
نزدیک مین نے اس خاطر بٹھلایا ہے کہ اچھی طرح سنون غرض گانا او ربجانا شروع کیا
عمر کا گانا مردے کو جان بخشتا تھا جسوقت اسنے گانا شروع کیا اور اسکی آواز کان
مین اہل مجلس کے گئی ہر ایک خورد و کلان نے عشعش کیا اور لگے اسکی تعریف کرنے غرض
اسنے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کو یہانتک محظوظ کیا کہ حالت سکتے
کی سی ہوگئی لندھور نے کہا ای شخص مانگ کیا مانگتا ہے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے
بندہ آپ کی جیسی تعریف سنتا تھا اس سے بھی زیادہ دیکھا لیکن غلام کو شاہ ہفت
کشور کے داماد کی عنایت سے سب کچھ موجود ہے کسی بات کی کمی نہین ہے فقط آپ
کی قدمبوسی کی تمنا تھی سو خدا نے حاصل کروائی اب عرض یہہ ہے کہ آپ بندے
سے خوش ہوین جو بعد میرے جانے کے بھی یادگاری رہے لندھور نے پھر دوبارہ
فرمایا کچھ تو مانگ کہا آپ کی مرضی یہی ہے تو اس کمترین کو دو ساعت کی خاطر
خدمت ساقی گری کی ملے اور ملاحظہ فرمائے کہ اسمین کس طرح خوش و محظوظ کرتا
ہون فرمایا کیا مضایقہ حکم کیا کہ ہمارا صراحی و پیالہ جو خاص ہے عمر کے حوالے کرو ساقی
نے عمر کے حوالے کیا عمر آپ ساقی بزم ہوا اور لگا بادۂ ناب جام مرصع مین بھر کر
پلانے جب دو دو دورے پلا چکا اور دماغ اہل مجلس کا گرم ہوا ہر ایک کو کمال
درجہ تفریح حاصل ہوئی جب عمر نے دیکھا کہ سب اپنے اپنے مزے مین ہین پیالہ بھر کر

خسرو بلاد ہندوستان کے روبرو لایا بادشاہ تو اسکے پینے مین مشغول ہوا اور عمرنے بادشاہ کی آنکھ بچاکر وہ جو طاؤس زمرد کے گوشہاے تخت پر تعبیہ کیے ہوئے تھے انمین سے ایک اُٹھاکر بغل مین رکھا بادشاہ نے کن انکھیون سے دیکھا کہا زد و برد کیا کرتا ہے کہنے لگا شہریار خاموش ایسا ہو کہ کوئی سن لیوے لندھور اس حرکت سے اسکے بے اختیار ہنسا اور کہا عجب مرد مضحک ہے میری ہی چیز چرایا ہے اور مجھی سے کہتا ہے کہ چپ رہو ایسا نہو کہ کوئی سنے بھلا چیز تو میری ہے دوسرے کے سننے سے کیا ہوتا ہے ارے تیری چوری مین بھی لطف ہے جا یہہ چارون طاؤس مین نے تجھے بخشے عمر بہت خوش ہوا اور چارون طاؤس تخت سے اُتار کر زنبیل مین رکھے اور دوسرا پیالہ بھر کر پھر شاہ ہند کے ہاتھ مین دیا جب دیکھا کہ شراب کی کیف مین سب مست ہوئے اسوقت زنبیل سے داروے بیہوشی کئی مثقال نکال شیشہ مین شراب کے ملائی اور دو دو دور اسکے معہ خسرو سب کو دیے ایک ساعت نگذری تھی کہ اثر بیہوشی کا لگا ہر ایک کو معلوم ہونے سب کے سب عجایب و غرایب تماشا کرنے لگے جو نہین انکی آنکھون مین اثر بیہوشی کا ہوا اس نشے مین سب کو ایک دریا طغیانی لگی معلوم ہونے جتنے مجلس مین بیٹھے تھے کھڑے ہو کر لگے کہنے یارو ہم غوطے کھاتے ہین کوئی سنبھالو یہہ کہہ کر سب لوگ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے لندھور یہہ حالت دیکھ کر گھبرایا اُنکے اٹھانے کو جو نہین کھڑا ہوا یہہ بھی گر پڑا اور بیہوش ہوگیا عمر نے اُن سب کا یہہ حال دیکھکر دست درازی شروع کی لگا مسند اور غالیچے فرش فروش کی گٹھڑیان باندھنے اور سب کے کپڑے اُتار کر برہنہ کیا فقط پائجامہ بدن مین باقی رکھا کس واسطے کہ یہہ لوگ مسلمان تھے نہین تو عمر کا یہی کام تھا کہ ازار بھی نہین چھوڑتا اور جس کافر کے لشکر مین جاتا تو ان سب کا منہہ کالا کرتا پس مسلمانی سے انکو بے حرمت نکیا جہان تک اسباب نقد و جنس اس بارگاہ مین تھا سب لیکر زنبیل مین رکھا اور اپنے لشکر کے طرف روانہ ہوا اور اپنے خیمہ مین جاکر سو رہا لیکن یہان صاحبقران نے دیکھا کہ عمر کو گئے ہوئے عرصہ ہوا

آدمیون کو فرمایا عمر کی خبر لو کہ کس کام مین ہے اور اگر مکان پر ہو تو جس حالت مین
ہو اس حالت سے لا نا لوگ جا کر دیکھے تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا وہ اسباب جو لایا
تھا اسمین سے قسم اول اور قسم دویم جدا کر رہا ہے آدمیون نے جا کر کہا کہ امیر
نے آپ کو یاد فرمایا ہی عمر نے چاہا کہ اسباب کو رکھ کر جاوے حضور کے فرستادون
نے کہا امیر کا حکم یہہ ہے اس اسباب سمیت آپ کو چلنا ہو گا لا علاج معہ اسباب
حضور مین آیا اور آداب گاہ سے آداب بجالایا امیر نے فرمایا یہہ اسباب کیسا ہی کہا
لندھور نے مجھے انعام دیا ہی فرمایا یہہ تو جھوٹ کہتا ہی امیر نے وہ تمام اسباب عمر سے
لیکر پہلوان عادی کے ہمراہ خسرو ہندوستان کی خدمت مین بھیجا اور کہا ہماری طرف
سے دعا کہنا اور کہنا عمر نے تمہاری خدمت مین بے ادبی کی ہو تو مجھپر ظاہر کیجیے کہ مین
اسے سزا دیکر آپکے پاس بھیجدون اور کچھہ تحفہ بھی دیکر عادیکو رخصت کیا باقی داستان فردا شب را

داستان اٹھارھوین

دوشینہ قصہ کو یہانتک پہنچایا تھا کہ عادی کو امیر نے لندھور بن سعدان کے پاس
بھیجا اور وہان جو عمر یہہ حرکت کر کے آیا تھا جسوقت معہ خسرو سب کی بیہوشی اُتری
ہر ایک نے اپنے تئین برہنہ اور بارگاہ کو خراب دیکھکر حیران ہوے کہ کیا معاملہ ہے
لندھور نے پوچھا زوبرو کہان گیا دیکھے تو اسکا کچھہ حوال معلوم نہین کہ کہان گیا وہ
جو عمر ایک رقعہ لکھہ کر لندھور کے گلے مین ڈال گیا تھا اسکو پڑھا اُس سے معلوم ہوا کہ زوبرو
عمر تھا حمام مین جا کر غسل کیا اور سب نے پوشاک منگوا کر پہنا فرش دوبارا ہوا کہ عیارون
نے خبر دی کہ نوشیروان کے داماد نے ایک اپنے سردار کو بطریق ایلچی گری کے
بھیجا ہی سو وہ لشکر مین داخل ہوا چاہتا ہے کہ کوئی دم مین حضور مین آوے کہا یہان
سے بھی کئی سردار اسکے استقبال کو جائین اور بحرمت تمام لے آئین جسوقت
عادی بارگاہ مین خسرو ہندوستان کے آیا شرط آداب کی بجالایا اور جو جو لایا تھا
سب گذرانا اور پیغام امیر کا پہنچایا لندھور نہایت خوش ہوا اور عادی کی بہت عزت

کی اور خلعت فاخرہ معدیکرب کو عنایت فرمایا امیر نے جو جو تحفہ بھیجا تھا سب لیا اور وہ جو اسباب عمر لیگیا تھا سب عادی کو دیا اور کہا یہہ ہمارے طرف سے عمر کو دینا اور کہنا ہمنے تجھکو معاف کیا اور امیر کی خدمت مین بعد نیاز کے عرض کیجو کہ مین عمر کا نہایت شایق ہون اُسے فرمائے کہ بصورت اصلی آوے یہہ کہکر رخصت کیا عادی نے آکر تمام احوال امیر سے بیان کیا سُنکر نہایت شاد ہوئے اور عمر سے فرمایا ای بابا تجھے خسرو بلاد ہندوستان نے بلایا ہے اور جو اسباب اسکا تو لایا تھا اسنے تجھے بخشا لیکن صورت اصلی سے جائیو عمر خوش ہوکر لندھور کے لشکر کے طرف روانہ ہوا راہ مین دیکھا تو ایک جماعت سوداگرون کی ایک جواہر نگار تاج لیئے ہوئے جاتی ہی عمر بھی اُنکے ہمراہ ہوا ایک بزرگ تاجر کی صورت بناکر چلا اور اسکی بارگاہ کی دیوڑہی پر پہنچا خسرو نے اس جماعت کو حضور مین طلب کیا اندر جاکر یہہ سب کھڑے ہوئے اور ان سب نے باہم ملکر ایک تاج بنایا تھا وہ تاج خوان مین رکھکر ایک عاج کی چوکی پر رکھا کہ داروغہ جواہر خانہ کا آیا اور اسنے اُن سوداگرون سے کہا بادشاہ اسی وقت تاج مرصع سر پر رکھیگا اور اُسکی قیمت معہ خلعت اور انعام تمھین دیگا لیکن تم سب جلد اسکی قیمت انفصال کروا اور تو سب خاموش ہو رہے مگر عمر نے کہا مین راضی نہین ہون کہ خسرو تاج کو سر پر رکھے ہان پہلے میری قیمت دیدے بعد مختار ہی یہہ بات خسرو کے کان مین گئی پوچھا کیا ہی کہا ایک شخص یہہ گفتگو کرتا ہی فرمایا مین کسی کی چیز جبر سے نہین لیتا پوچھو اس سے تیرا جواہر کونسا ہی اُسکی قیمت دلے لوگ اس تاج کو معہ سوداگرون اس شخص کو خیمہ مین لیگئے لندھور نے دیکھکر عمر سے کہا عجب تو مرد نادیدہ ہی کہہ اس مین تیری رقم کونسی ہی پہلے مین اُسکی قیمت کرون عمر نے کہا مجھے سوجھائی کم دیتا ہے مجھے دو مین باہر روشنی مین دیکھکر بتاتا ہون فرمایا کیا مضایقہ عمر تاج لیکر باہر نکلا ازبسکہ اور بھی لوگ ہمراہ تھے اُن سب سے کہا دیکھو تو آسمان پر کیا گھٹا چھائی ہی کہ کچھہ نظر نہین آتا لوگ اوپر کو دیکھنے لگے اور عمر بھاگا اُن آدمیون نے دیکھا کہ کہین ابر کا نام دکھائی نہین دیتا

کہنے لگے او عزیز اتنا جھوٹ کیون بولتا ہی بتا تو ابر کہان ہی تلے نگاہ کرے تو وہ نہین
ہی دیکھے تو میدان مین تاج لئے بھاگا چلا جاتا ہی لوگ دوڑے لیکن اسکی گرد کو
بھی نہ پہنچے سب نے جاکر بادشاہ سے عرض کی خسرو آپ ایک ہاتھی کے پیٹھے پر
سوار ہوکر اسکے پیچھے چلا اور معہ سواران عمر کو روکا عمر ایک پہاڑ کے دامن مین بھاگا
لیکن وہان جاکر دیکھا تو کسی طرف راہ نہین ہے حیران ہوا کہ اب کیا کرون دیکھا
تو آسیابان کا گھر معلوم ہوتا ہے اس آسیابان کے پاس گیا اور اسے کہا کہ
بادشاہ ہندوستان نے تیرے سر کاٹنے کو فوج بھیجی ہی اسنے ایک خواب دیکھا تھا
اسکی تعبیر حکیمون نے بتائی ہے کہ اگر کسی آسیابان کے سر کی پوست سے طبل
مڑھا جاوے اور وہ حضور مین بجے تو بہتر ہی سو یہہ لوگ اسواسطے آئے ہین وہ
بیچارہ سُنکر ڈر گیا لگا کہنے پھر مین کیونکر بچون عمر نے کہا ایک صورت بچنے کی ہی اپنے
کپڑے مجھے دے مین پہنکر چکی پیسون اور تو اس حوض مین جاکر چھپ جب لوگ آوینگے
مین جواب دے لونگا اسنے عمر کو دعا دی اور اپنے کپڑے اُتار کر حوض مین گیا عمر اسکے کپڑے
پہنکر آسیا کے پاس بیٹھا لندھور نے آکر پوچھا یہان کوئی شخص اس صورت کا آیا وہ کہان
ہی کہا اس حوض مین ہی لندھور نے اپنے کپڑے اُتارے اور اس حوض مین اُترا عمر
نے تمام لباس لندھور کا بھی لیا اور اس دریکے منہہ پر فوج اسکی کھڑی تھی اُن سے جاکر کہا
لندھور نے نشانی دیا ہی اور دو سو تمن مجھے دلائے ہین اُن سے دو سو تمن روپیونکے
لیکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور وہان لندھور نے پانی مین اُترکر اس آسیابان کو
پکڑا اور کہا باہر نکل اسنے اپنے سر کو پتھر مار کرکئی جا زخم کر دئے اور کہا اب پوست میرے
سر کا خراب ہوا کچھہ کام کا نہ آسکی ور آسیابان کو تلاش کرو لندھور حیران ہوا کہ یہہ
کیا کہتا ہی جب مضمون سے واقف ہوا باہر آکر دیکھا تو وہ شخص نہین ہی دریافت کیا
کہ عمر تھا اپنا لباس بھی لیگیا لوگون سے جاکر پوچھا کہ کوئی شخص ادھر سے باہر گیا ہی کہا
کوئی نہین مگر آپ نے جسے اپنا لباس نشان دیکر بھیجا تھا وہ دو سو تمن لیکر البتہ اس طرف
کو گیا خسرو ظرافت عمر کی دیکھہ کر عاشق ہوگیا اور پوشاک دوسری منگوا کر پہنی فوجکو رخصت

کرکے آپ اکیلا امیر کے لشکر کے طرف روانہ ہوا عیارون نے یہہ خبر صاحبقران کو دی
کہ لندھور تنہا آتا ہی سردارون کو اسکے استقبال کو بھیجا لندھور جب بارگاہ مین امیر
کے آیا امیر نے اسکی تعظیم کی اور ایک کرسی مرصع نگار پر اپنے پہلو مین بٹھلایا اور اسکے واسطے
تیاری جشن کی کی لندھور حسن سلوک امیر کا دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا عمر کہان
ہی مین اسکی صورت کا مشتاق ہون اور جب لشکر مین میرے جاتا ہی صورت اصلی
سے نہین جاتا اسوقت اسکو بلوائے امیر نے عمر کو طلب کیا وہ بارگاہ دانیالی مین آکر امیر کا
آداب بجالایا اور خسرو ہند کو دعا دیکر اپنی کرسی پر بیٹھا لندھور نے کہا ای عمر وہ تاج
بھی ہم نے تجھکو معاف کیا ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسی صورت سے ہمارے پاس آیا کرو
لیکن اسوقت مین کمال اشتیاق مین تیرے آیا ہون سبب مجھے محظوظ کر عمر اٹھکر لگا بجانے اور
گانے خسرو نے اسوقت بھی عمر کو بہت سا انعام دیا اور کہا آفرین واقعی یونہین ہی
کہ تیرے برابر ہم نے کسیکو نہین دیکھا غرض تمام روز جام شراب کا گردش مین رہا اور عجب
طرح کی صحبت رہی جب وقت شام کا قریب آیا خسرو ہندوستان نے امیر سے کہا وہ
جو ہم نے عرض کی آپ کو قبول ہوئی یا نہین فرمایا حق دوستی کا آپ نے بجالائے پر مجھکو
شاہ ہفت کشور نے آپ سے لڑنے کو بھیجا ہی لندھور نے کہا آپ اسکا ارادہ نکرین
دشمنون نے آپ کے مارنے کی یہہ تدبیر کی ہی اس بات سے ہاتھ اٹھائے اور مجھسے
صلح کیجیے لشکر و خزانہ جتنا چاہیئے حاضر ہی بلکہ اگر فرمائیے تو مین فوج ہند لیکر آپکے
ہمراہ چلون اور نوشیروان کو مارکر آپکو ایران کا بادشاہ کرون کہ تمام ملک اسکا
تمہارے فرمان مین رہے اور بخوبی اپنے یار جانی سے ملاقات کیجیے امیر نے کہا مجھہ
کو تمھارا سر کاٹنے کو بھیجا ہی لندھور نے اپنی کمر سے تلوار نکال کر امیر کے روبرو رکھدی
اور سر جھکا کر کہنے لگا اگر آپکو یہی منظور ہی تو سر حاضر ہی کاٹ لیجیے فرمایا اس طرح
نامرد کاٹتے ہین میدان مین کارسازی جنگ سے اگر ہو تو مضایقہ نہین رکھتا یا تم میرا سر
کاٹ لو یا مین تمھارا لندھور نے کہا اگر آپ نہین مانتے تو مین لاچار ہون خیر اب تو مین رخصت
ہوتا ہون آپ طبل جنگ بجوا دین امیر نے کہا پہلے مین طبل جنگ نہین بجوانیکا تم جا کر بجواؤ

میرے یہان منا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ صحرا کیطرف سے گرد اٹھی
سیاہ و باریک و تیرہ و خیرہ جب وہ گرد نزدیک پہنچی گرد نے مارا باد کو اور باد نے
مارا گرد کو مقراض باد سے گریبان گرد کا چاک ہوا اسمین چالیس علم پیدا ہوئے نشان چالیس
ہزار سوار کا آگے فوج اسکے ایک علم خوک پیکر کے سایہ تلے گستہم بن اشک ساسانی دکھائی
دیا اور ایک طرف اُن دونون لشکرون کے درمیان مین اسکا بھی لشکر اُترا امیر اسکو دیکھ
کر حیران ہوئے کہ یہہ کیون آیا لندھور نے امیر سے رخصت چاہی اور اپنے لشکر مین جا
کر طبل جنگ کا حکم دیا آواز اسکے لشکر سے نفیر و گنج نفیر شتر دم گاؤ دم بوق کرنا کی بلند ہوئی
عیارون نے یہہ خبر صاحبقران کو پہنچائی فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ کا بجے دارو غہ
نقارخانہ کا حکم لیکر گیا اور نقارخانہ سلیمانی مین طبل جنگ کو کہا اس لشکر مین بھی آواز طبل
سکندری کی بلند ہوئی دو دریائی لشکر مین لگی تیاری ہونے ہر ایک جوان آپسمین لگا
تو تا تیر و ترکش سے باہر کرنے اور تلوارون کو چرخ اور رچار آئینونکو صیقل ہر ایک جوان
آپسمین یار و جمعدار و برادر سے ملنے لگے کہ خدا جانے صبح کون مارا پڑیگا اور کون
جیتا رہیگا دونو لشکر کارسازی جنگ کی لگی کرنے اُدھر گستہم نے بھی اپنے لشکر
مین طبل جنگ کا بجوایا اب احوال عمر کا ملاحظہ فرمائے کہ اسنے جو گستہم کو دیکھا کہ اسنے بھی
اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی کسیکو خبر نہ کی اسکے لشکر مین گیا اور اسکے خیمہ پر جا
کر لوگون سے کہا کہ گستہم کو خبر دو کہ عمر آیا ہی گستہم نے سنکر اندر بلوایا عمر نے جا کر سلام
کیا اور اسکے پاس بیٹھا گستہم نے احوال پوچھا عمر نے کہنا شروع کیا باقی داستان فردائے شب را

داستان انیسوین

دوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا کہ جب عمر گستہم کے ہمراہ لگا باتین کرنے کہ مین حمزہ
کے ساتھ آکر اس درجہ پر خراب ہوا کہ کوئی دوسرا نہو گا اسنے اپنے تئین داماد نوشیروان
کا مشہور کیا ہی اور اپنے تئین آسمان ہفتم پر جانتا ہی کسی کو خاطر مین نہین لاتا گویا آپ
بادشاہ ہفت کشور کا ہی آپ مجھے بیٹھنے کا حکم نہین دیتا جتنے آدمیون کو ہمراہ لایا ہی
سب اُسسے دق ہین چاہتے ہین کہ اسکا ساتھ چھوڑ دین آج طبل بجوایا ہی کل اُسسے

اور لندھور سے لڑائی ہوگی یہہ لندھور کو ماریگا اور ایران مین جاکر بادشاہ کا داماد ہوگا اور بھی اپنے تئین فراموش کریگا مین دریافت کیا تو لندھور مین کچھہ زور نہین ہے اسکا گرز مقوے کا ہی اوپر اسکے غلاف لوہیکا چڑہا یا ہی کل صبح کو تم اسکے ساتھہ میدان مین نکل کر لڑو اور اوسکو مار لو کہ نوشیروان تمکو اپنا داماد کرے گستہم بہت خوش ہوا اور لگا کہنے عمر تو خاطر جمع رکھہ مین تجھکو اپنی جان کے برابر رکھون گا میرے آنے کا بھی یہی سبب ہی کہ جس روز مین بہرام کو مار کر بھاگا تھا زابل مین جاکر بیٹھہ رہا تھا اب نوشیروان کو منظور یہہ ہی کہ کسیطرح حمزہ مارا جاوے میرے پاس نوشتہ موجود ہی اسمین یہہ مضمون تھا کہ حمزہ کو ہم نے ہندوستان کو بھیجا ہی تو بھی جا اگر لندھور کے ہاتھہ سے مارا نگیا تو تو حمزہ کو جس طرح بنے مارنا بس بہتر یہی ہی کہ صبح کو میدان مین نکل کر لندھور کو مارون اور اسکو اپنی ضرب دست دکھاؤن بعد اسکا بھی کام تمام کرون گا غرض ان تینون لشکر مین تمام رات طبل جنگ کا بجا کیا نقیب ساری رات بھر ہر مثل مین پکارے سے گئے رباعی روز جنگست جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ تا بود مرد خاصۂ میدان ٭ شیر را زیر ننگ باید کرد اور جہانتک نامدار تھے دست راستی اور دست چپی اپنے اپنے سردارونکے خیمہ مین جمع ہوے اور جام شراب کا عیارونکے ہاتھہ سے پیا کئے اور شعرہای مردانہ نشہ شراب شجاعت مین پڑھا کئے

اشعار

دم زمردی مینزنم تا در تن من جان بود ٭ جان چہ کار آید اگر در مردمی نقصان بود
ترک سر کردن بمیدان شیوۂ رندان بود ٭ مشکلست اینکار لیکن پیش مرد آسان بود
مرد میدان شجاعت را نباشد بیم سر ٭ ہر کہ از سر نگذرد کی مرد این میدان بود
ای بہادر در جہان ہر باغ دارد میوۂ ٭ میوۂ باغ بہادر خنجر و پیکان بود

لیکن جب چار گھڑی رات باقی رہی خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان سات لاکھہ سوار ہمراہ لیکر سوار ہوا اور فوج ہندوستان کی کھاچی بنگالی مرہٹے دکھنی کوجر جاٹ گجراتی میواتی سکھہ کرناٹکی بوندیلا راجپوت ہر ایک اپنے اپنے کو غرق آہن فولاد کرکے

میدان مین نکلا او رتنگ در تنگ چنگ در چنگ انبوہ در انبوہ خیل در خیل جوق در جوق حشم در حشم پردہ در پردہ دستہ در دستہ رسالہ در رسالہ ثمن در ثمن صف در صف عرصۂ کارزار مین یہہ سب کھڑے ہوئے اور مشعل اور چوب مہتاب اسکے لشکر مین اسقدر روشن تھین گویا راتکو دن کردیا تھا اگر سوزن میدان مین گرے تو جوان اٹھالے اور اسطرف سے گستہم بن اشک زرینہ کفش ساسانی چالیس ہزار سوار سے ایکطرف کو صف باندھہ کر کھڑا رہا یہہ خبر عیار اہلکارون نے سلطان صاحبقران کو پہنچائی کچھہ رات باقی رہی تھی کہ نماز صبح سے فراغت کرکے سلاح طلب کیا اور تمام جوشن پیغمبرون کا اپنے جسم سے لگا کر تیار ہوئے اور ہمراہ مقبل وفادار کے خواجہ صفون اکے باہر بارگاہ سے تشریف لائے عمر چار سے عیار تیز وطرار سے قنطورۂ زریفتی اور پایتاوہ سقرلاقی گوفن عیاری حیلہ ناقہ منگوائے ہوئے کھڑا تھا اسنے معہ ہمراہیون جھککر سلام کیا اور ان سب کے منہہ سے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پیدا ئی امیر سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور طوق بن حیران حرامی نے غاشیہ علم اژدہا پیکر کا اور اسکا سایہ صاحبقران کے سر پر کیا جتنے سردار نامی نامدار تھے پائے رکاب مین حاضر ہوئے اور سواری امیر کی رزمگاہ کیطرف مانند باد بہار کے چلی صبح کا عالم اور تامی کے بان ونشان چمکتے ہوئے کتیر کی زرہ بکتر اور سوارونکی اور گھوڑونکا دوڑنا وہ میدان کے سبزیکا عالم اور تین دریا لشکر کے نمود امیر نے جونہین نگاہ گستہم کیطرف کی اور خیال کیا کس نحو رہ آیا ہی اور ادھر فوج ہند کی جو دیکھا کہ ہر ایک قوم تیار ہو کر جو کھڑی تھی ایکطرف ان مین مرہٹونکا عالم کہ بنڈیان گلونمین پہنے ہوئے اور سیلے دکھن کے سرون پر لپیٹے ہوئے دستانہ اور چار آئینے لگائے ہوئے تین چار تھان کمخواب اور اطلس کے تمان پہنے ہوئے باد پایون ماد یانون پر سوار ہاتھون مین دستانے چڑھائے ہوئے یاپور یاپور ہتا ولی ولی کہتے ہوئے قردلی کرتے ہوئے کھڑے ہین اور خسرو ہندوستان فیل میمونۂ مبارک پر سوار درمیان مین اس فوج کے گرز گران بار کندھے پر لئے ہوئے آلات حرب مین ڈوبا ہوا غرض مقابل ان دو دریا لشکر کے امیر نے اپنے لشکر ظفر اثر کو آراستہ کیا میمنہ ومیسرہ قلب وجناح ساقہ وکمین گاہ آراستہ کرکے چودہ صفین لڑائی کی تیار

کین چاہتا ہی کہ کوئی میدان مین نکلے کہ پہلے تبردار جھاڑ بوٹا کاٹ گئے اور بلید ارپست
وبلند زمین ہموار کر گئے سقے آب پاشی کر کے کنارے ہوئے نقیبون نے آکر آواز دی
کہان ہین الاقہ اور سام بن نریمان اور رستم دستان میدان مین آکر نشان بہادری کا ظاہر
کرین اور اس میدان مین نکل کر سامنے مردان عالم کے اپنے حریف کا سر کاٹے و یا
اس سبز طبقہ کو اپنے خون سے سرخ کر لے جونہین نقیبون نے یہہ آواز دی گستہم سے
عمر نے کہا یہی وقت میدانمین نکلنے کا ہی ایسا ہو کہ حمزہ نکلے اور لندھور کے ہاتھ
سے مارا جاوے مین چاہتا ہون کہ تیرا نام ہو گستہم نے کہا آج مین حمزہ کو کب نکلنے دیتا
ہون یہہ کہہ کر گھوڑیکو میدان مین ڈالا آدھا میدان پیٹھہ کے پیچھے چھوڑ کر آدھا میدان
مقابل لشکر ہند کے باقی رکھا نصف میدان مین آکر طرف لندھور کے نعرہ کیا اور کہا
کوئی ایسا تم مین ہی جو میرے مقابل آوے کہ ایک مرتبہ دار ارای اعظم رکن سلطنت
دوران خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان نے فیل میمونہ مبارک کو اشارہ
کیا اور میدان کے طرف چلا لیکن اسکے ہاتھی کا کیا عالم بیان کرون اور شکوہ اسکے ہاتھی
کی کیا کہون کہ جھول اسپر زربفت کی پڑی ہوئی جسکے اوپر چھوٹی چھوٹی فولادی مدور
چکتیان جڑی ہوئی فولادی تار و نمین گنتھی ہوئین اس جھول کے اوپر دونو طرف پڑی
ہوئین واسطے محافظت کے بکتر کی وضع وہ مانند ستارگان فلک کے چمک رہی تھی اور اسپر
خسرو گرز لئے ہوئے ضرب زدی و مردی وجہان کوب چھوٹا بھائی ملک الموت کا مقابل
گستہم بن اشک سیاسانی کے نکلا اور تکاور سپر کا ایسا مارا کہ گستہم کا کر گدن کئی قدم
پسپا ہوا لیکن لندھور نے عمر کے طرف دیکھہ کر کہا ای بابا امیر سے کیا ایذا پائی جو اسکی
رفاقت مین آیا کہا فقط اتنے واسطے اسکے ہمراہ آیا ہون کہ اسکو تمھارے مقابل کردون
بعد مجھے اسنے کچھہ کام نہین یہہ کہہ کر اپنے لشکر مین گیا اور امیر کی خدمت مین حاضر ہوا
یہان لندھور نے گستہم سے کہا لا کیا ضرب رکھتا ہی **بیت** بیا تا چہ داری زمردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ؛ گستہم نے اپنے جیمین کہا جو پہلے ضرب لگاوے وہی مرد ہی
اپنے جی مین یہہ خیال کر کے تلوار کو میان سے نکال کر لندھور پر مارا اسنے اسکی تلوار کو

لندھور پر

گرز پر رکھکر روکیا اور وہی گرز اسکے سر پر مارا لیکن اسوقت گلہ آگے نکل گیا اور دستے کی ہوا اسکو لگی کہ بیہوش ہو کر گھوڑے سے زمین پر گر پڑا کہ کئی پسلیان اسکی ٹوٹ گئین لیکن اُسکے ساتھ کے سوار آکر اس پر گر پڑے اور گستھم کو اٹھا کر لے گئے اور طبل بازگشت کا بجوایا باقی داستان فردائے شب را

داستان بیسوین

دوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا کہ جب طبل بازگشت بجا کر لندھور نے امیر کے طرف دیکھ کر کہا ای حمزہ آج اور تجھکو فرصت دیتا ہون کل احوال تمھارا بھی دریافت ہو جائیگا فرمایا اسوقت جو ہو گا سمجھ لینگے شب کو ہر ایک لشکر اپنے اپنے مقام پر جا رہا گستھم اسی شب بھاگ کر صحرا کے طرف روانہ ہوا لیکن جب چار گھڑی رات گذری اور بادۂ ناب سے دماغ مردان عالم کا گرم ہوا لندھور نے پھر حکم طبل جنگ دیا آواز کوس و نقارونکی بلند ہوئی تمام شب دو دریا لشکر کو کارسازی جنگ مین گذری جب صبح کا وقت نزدیک آیا اور آفتاب گار نگ نے سر دریچہ جنگ سے باہر نکالا اور نور اپنے سے ظلمانی شب کو روشن کیا استاد اس داستان کا کہتا ہی اشعار

چو بگرفت گردون گردان سپہر	جہاندار بہ تیغ جہان سوز مہر	بتخت اُفق شاہ انجم نشست
گرو بر سپاہی شب آمد شکست	بجنبید دریائی لشکر ز جائی	بحکم شہنشاہ کشور کشائی
چو صور قیامت نفیر و صفیر	برون بردہوش از سر چرخ پیر	یک بر دو دل فتنہ ہشتاد کرد
دہل دست بر سر زدو داد کرد	علمہا چو خوبان قد آراستند	بنظارۂ جنگ بر خاستند
زجولان شیران دوران وشت کین	تزلزل در آمد بگاو زمین	

روز روشن ہونے سے خسرو ہندوستان فوج قاہرہ لیکر رزمگاہ مین آیا اور صف باندہ کر کھڑا ہوا اس صبح کو سلطان صاحبقران بھی نماز و ظایف سے فراغت پاکے تیار ہوئے اور سلاح انبیا کا گلے مین پہنا چنانچہ خود ہود کا سر پر رکھا اور زرہ داودی گلے مین پہنی غرض خود آہنی بر سر و زرۂ تنگ در بر آگے چار آئینہ زانو سے لگا کر کمر بند استوار کر کے اور

باہر نکل کر سیاہ قیطاس گھوڑے پر سوار ہوئے طوق بن حیران نے علم اژدہا پیکر کا سایہ صاحبقران کے سر پر کیا اور شاہ عیاران پیک نامدار خنجر گذار سر برندۂ جادوگران و ریش برندۂ کافران بارہ سو عیار کی جمعیت سے جلو مین امیر کے قنطورۂ زربفتی اور پائتاوہ سقرلاقی گو فن عیاری حیلہائی ناقہ اپنے جسم پر آراستہ کئے ہوئے اور امیر کے راست و چپ سرداران با وقار معہ مقبل وفادار سلطان بخت مغربی منظر شاہ یمنی نعمان بن منظر عمر معدی کرب غرض تیس ہزار سوار سے امیر بھی مقابل خسرو ہندوستان کے آکر بعزم جنگ استادہ ہوئے اسوقت میدان مین ہر ایک شخص آسمان کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا یا بار آلہ بہا در ون مین تو ہی شرم رکھیگا کہ ہٹی نہو کیونکہ مثل ہی **فرد**

تیغی بکمر بستن عالم ہمہ کس داند ؁ در عرصۂ جان بازان استادہ شدن مشکل ؁

غرض اسوقت میدان کا یہہ عالم تھا کہ خیمۂ ملک الموت استادہ ہوا اور مریخ ستارہ ہر ایک سپاہی کی پیشانی پر جلوہ گر ہوا قبائی آہنی ہر ایک کے گلے مین مثل موم کے نرم ہوگئی اور بارش خون مرگ کا لگا ہونے از بسکہ خسرو صاحبقران کو نہایت دوست رکھتا تھا اس خاطر گرز کو نہ اٹھایا نیزہ نکالا اور میدان مین آکر ایسی نیزہ بازی کی کہ ہر دوست و دشمن کے منہہ سے آواز احسن احسن و آفرین آفرین کی پیدا ہوئی کہ سیاہ ہند نے اپنے علمونکو جلوہ دیا اسد م لندھور نے طرف لشکر اسلام کے منہہ کیا اور کہا ایمردان بہادر کم سے آرزوئی مرگ اسکو ہی نکلے مقابل میرے آوے اسکا یہہ کہنا تھا صاحبقران نے فاتحہ پڑھکر اپنے مرکب کو آگے بڑھایا جہانتک شاہ و شہریار لشکر اسلام مین تھے سب پیادہ پا ہوگئے اور دامنونکو گردان کر امیر کے ہمراہ ہوئے میدان مین کر امیر نے انکو رخصت کیا اور روبرو لندھور کے آکر کہا دعاء ما برسد اسنے کہا نیز دعاء ما برسد ایحمزہ لا کیا ضرب بہادری کی رکھتا ہی امیر نے کہا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے پہلے تم ہی ضرب لاؤ بعد مین ضرب کرونگا وہی نیزہ جو ہاتھہ مین خسرو ہندوستان کے تھا امیر کی طرف دراز کیا امیر نے بھی عمر عیار کے ہاتھہ سے نیزہ شاخ نہنگ کا لیا اور اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اور دو نوجوانون مین برابر نیزہ بازی ہونے لگی **بیت**

دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر؛ تو گوئی کہ بودند دو نرّ شیر جب دو دو سو طعن نیزہ بازی
آپسمین رد و بدل ہونے لگی امیر نے اسکے نیزے کو کاٹکر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اسکا نیزہ مانند
شہاب کے فلک کو چلا گیا جب تو لندھور کے جسم مین اک آگ سی لگ گئی کہنے لگا بخیرہ
جامہ نیزہ بازی کا عربون ہی کے اوپر قطع ہوا ہی اگر مرد ہون تو پھر تمام عمر نیزہ ہاتھ مین نہ لونگا
جنجھلا کر ہاتھی اس اعرابی کے پاس میدان مین لے گیا جسپر اسکا عمود رہتا تھا جھک کر
وہ گرز اٹھا لیا اور امیر کے برابر آکر اپنے ہاتھی کے ہودجمین سنبھل کر دوزانو بیٹھا اور اس
گرز کو سر سے بلند کرکے امیر پر مارا صاحبقران نے خدا واحد عظیم واجب التعظیم کو ہزار
اور ایک نام سے یاد کیا اور سر پر مانند گرشاسپ پہلوان کے اس گرز کو روکا لیکن
اس ضرب سے امیر کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اور استخوانکو خبر ہوئی پر بازو امیر
کے بازوبند کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کے ہرگز خم نہوئے لندھور دیکھا تو تیری
ضرب آج تک کوئی بچا سکا اور حمزہ سلامت کھڑا ہی دوسرا گرز اور بقوت تمام مارا کہ
امیر کو چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا لیکن اسیطرح مثل سد سکندری کے استادہ رہے
اور اس ضرب کو بھی روک لیا تیسرے مرتبہ ضرب لندھور نے اس زور سے ماری
کہ اگر پہاڑ پر مارتا تو زمین مین غرق کر دیتا صاحبقران نے اسے بھی روکا لیکن ضرب سے گھوڑا
امیر کا تا بزانو چاروں پاؤن سے زمین مین اتر گیا اور امیر کو ایک حالت غش کی بھی ہوئی
اور مشق گرد کا پھٹ گیا تھا اسمین امیر چھپ گئے لندھور نے اسدم آواز کی زدم و
پست کردم کوئی اسکا ہو آوے کہ غربال مین خاک چھانکر مجھے ایک کرچ دکھاوے
جب اسنے یہہ کہا عمر نے مشکیزہ حضرت خضرؑ کا شانے پر اٹھایا اور اس خاک پر چھڑکا
امیر کے برابر آکر امیر کی رانین اور کمر مل کر کہنے لگا ای شہریار عالیمقدار اگر جیتا ہے
تو دے جواب اور اگر مر گیا تو یاد اللہ وعدۂ ما و شما بروز قیامت افتاد اسکی آواز سے
امیر کو ہوش آگیا دیکھا تو گھوڑے کے پاؤن مانند میخ کے زمین مین گڑ گئے ہین تازیانہ
حضرت داؤد علیہ السلام کا نکال کر گھوڑے کی پیٹھ پر لگایا کہ وہ زور کرکے زمین سے
جدا ہوا اور لندھور کیطرف چلا صاحبقران نے کہا ای خیرہ سر کراز دی و کرا پست کردی

نہین جانتا تیری جان کا ملک الموت حاضر ہی لا اور بھی ضرب جب خدا اُسسے بچاویگا تب
ایک ضرب مین بھی کرونگا لندھور اسوقت ہاتھی سے اُتر کر ایک باد پا گھوڑے پر سوار ہوا
اور تلوار جواہر دار مانند عطارد دشمن کش بیحجاب مثل پارہ سیماب کمر سے نکالکر امیر پر لگائی
صاحبقران نے سپر ابریشم ہفت رنگ قبہ مرصع پر روکا اور بزور بازو و علم سپاہ گری
سے روک کے کہا لندھور تو ضرب کر دی حالا ضرب ما نوش کن غم ہر دو عالم فراموش کن
دور تو گذشت و نوبت ما رسید خبردار رہیو یہہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا یہہ کہکر نکالا کمر سے پرچہ
الماس تیغ صمصام کو اور رکاب سے ملاکر سینہ کے زور سے اور بازو کی قوت سے وہ
تلوار خسرو کے سر پر لگائی اسنے بھی سپر فولادی پر روکا چاہتا تھا کہ رد کرائے تلوار نے
سپر کو مثل قالب پنیر تر کے قلم کیا اور اسکے خود سے پھسل کر گھوڑے کی گردن پر پڑی اسکا
سر دھڑ سے جدا ہو کر زمین پر گرا لندھور سنبھل کر گھوڑے سے جدا ہوا اور پیدل
تلوار نکال امیر پر دوڑا امیر نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ گھوڑے کو کہین زخم ہوے آپ بھی
گھوڑے سے جدا ہوئے اور تلوار اسکے ہاتھ سے پکڑ کر نکال لی اسنے بھی امیر کے گردن
اور کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور دونو مین کشتی ہونے لگی تمام روز برابر کشتی ہوا کی نہ این را
ظفر نہ آن را خطر کبھی لندھور امیر کو چالیس پچاس قدم پیچھے کو لیجاتا اور کبھی امیر اسکو
لیجاتے جب شام نزدیک آئی لندھور نے اپنی فوج مین روشنی کا حکم کیا اور امیر نے
بھی اپنے لشکر مین ارشاد کیا کہ روشنی کرین غرض دونو لشکر مین روشنی ہوئی اور
ان مین کشتی ہوا کی راوی اس داستان کا یون بیان کرتا ہی کہ امیر اور لندھور
مین تین شبانہ روز کشتی ہوا کی اور بعضے کہتے ہین ساتوین روز امیر نے لندھور
کو سر سے بلند کیا اور بعضے کہتے ہین سر سے نہین کیا برابر چھاتی کے لائے اور سر سے
بلند نہو سکا جب امیر نے اسے چھوڑ دیا اور خنجر نکال کر چاہا کہ اپنے تئین مارین لندھور
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ کیا کرتے ہین صاحبقران خدا نے آپہی کو کیا ہی ورنہ کس
مین یہہ زور ہی کہ مجھکو اٹھاوے اور میرا لنگر زمین سے اکھاڑے مین نے آپ کی
اطاعت قبول کی اپنے لازمون مین بھی ایک اس بندے کو گنئے امیر نے خسرو ہندکو

کوچھاتی سے لگایا اور ایسے خوش ہوئے گویا سات زمانے کی بادشاہت ملی فرمایا
ای شاہ ہندوستان مجھے بڑی تمنا ہے کہ تم میرے ساتھ نوشیروان کے پاس ایران
کو چلو جواب دیا جو ارشاد کیجیگا بندہ بسر و چشم قبول کریگا اور جو فرماؤگے بجالاویگا یہہ
کہکر اسیوقت اپنے لشکر کے تمام سرداروں کو بلایا اور امیر کی ملازمت کروائی امیر اسکے ہر
پہلوان سے بغلگیر ہوئے اور لندھور کو لیکر طبل شادمانی و فتح مندی کے بجواتے ہوئے
اپنے اپنے مکانون مین جا آسودہ ہوئے اور سب نے آرام کیا دو تین دن کے بعد صاحبقران
نے جشن فرمایا لندھور بھی معہ اپنے تمام سرداران امرا اور وزرا بارگاہ دوانیالی مین امیر کے
حاضر ہوئے صحبت بزم کی آراستہ ہوئی اور جام شراب ارغوانی کا چلنے لگا اس صحبت
بزم مین امیر کو تصور مہر نگار کا بندھا بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر لائے اور عمر کے
طرف دیکھہ کر فرمایا ای باباجی چاہتا ہی کہ اسوقت تو کچھہ گا کہ یاد مین معشوق کی دل بھرا
یاہی عمر دو زانو ہو کر روبرو آبیٹھا اور قانون کے سرون کو درست کرکے مضراب انگلیون
پر چڑھائی اور بجانا شروع کیا پہلے ہاتھہ سے خوب سا عالم راگ کا دکھلا کر ایک غزل چسپ
گائی کہ تمام مجلس کو وجد کی سی حالت ہو گئی امیر بھی خوب روئے اور عمر سے نہایت خوش
ہوئے فرمایا یا عمر جو ہم نے شرط کی تھی کہ بعد ہندوستان فتح ہونے کے ہم ستر صندوق
زر سرخ کے تجھکو دینگے آج لو اسیوقت ستر صندوق منگوا کر اسمین بارہ ہزار تمن تھے
عمر کو بخشی عمر اٹھہ کر آداب بجالایا لندھور بھی اسکے گانے سے کمال محظوظ ہوا تھا اسنے
بھی ستر صندوق ویسے ہی عمر کو انعام دئے اور تمام مال اور خزانے کے کنجیان امیر کے
روبرو رکھدین اور چالیس ہاتھی کوہ پیکر اور تحایف تمام ہندوستان کے معہ سلاح
خانہ و توشکخانہ معہ اصطبل نذر گذرانی قریب دو پہر کے خاصہ تناول فرمایا بعد دستر
خوان اٹھنے کے خواصون نے خاصدان لاکر حاضر کیا امیر اور لندھور ہم نمک ہوئے بعد
دو پہر کے خسرو نے اٹھہ کر عرض کی خانہ زاد امیدوار ہی کہ خداوند اس بندہ خانہ مین
تشریف فرما ہو کر اس مکان کو منور فرماوین اور ضیافت اس کمترین کی قبول کرین
فرمایا بچشم لندھور رخصت ہو کر اپنے شہر مین گیا اور سات روز تک امیر کے جشن کی تیاری

کی اور دوسرے دن سوار ہوکر لشکر ظفر اثر مین گیا اور امیر کو معہ تمام سردار خورد و کلان ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف چلا فقط پہلوان عادی کو واسطے لشکر کی حفاظت کے چھوڑا جسوقت سواری امیر کی چلی امیر کے لشکر سے اور لندھور کے لشکر سے تین فرسنگ کا تفاوت تھا لندھور نے اسمین پا انداز مخمل کا اور زربفت کا بچھایا تھا اور سر پر زر سرخ اور زر سفید نثار کرتا جاتا تھا غرض اسیطرح امیر کو اپنی بارگاہ مین لیگیا اور تمام سردارون سے نذرین دلوائین امیر ایک تخت جواہر پر بیٹھے لیکن بارگاہ کو دیکھے تو بارگاہ خسروی بھی اس سے نہین لگتی اور جوانان ہندی جہانتک اس مجلس مین بیٹھے تھے انکو امیر دیکھے تو ہر ایک کی وضع نئی معلوم ہوتی تھی اور ہر ایک شخص نظرون مین دوست معلوم ہوتے ہین اور لندھور دست ادب باندھے ہوئے خدمتگاری مین حاضر ہی ساقیان ماہ خصال اور خوانندہائے خورشید جمال اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے اور آواز ہوش بادہ نوش بادکی بلند ہوئی اور لندھور نے ہر ایک خورد و کلان کی کمال درجہ خاطرداری کی اور امیر کے لشکر مین جو جوان محافظت کو جاتا تھا دوسرے دن اسے بلاکر مجلس مین شریک کرتا تھا اسکے عوض مین اور کو بھیجتا تھا امیر تو معہ تمام سردارون جشن مین رہے اب احوال گستہم ناپاک کا ملاحظہ فرمایئے باقی داستان فردائے شب را

داستان اکیسوین

دو شبنہ قصہ کو یہانتک عرض کیا تھا کہ امیر جشن مین رہے اور گستہم پہلو شکستہ لندھور کے روبرو سے بھاگا ایک پہاڑ کے دامن مین جاکر اُترا لیکن ہر روز امیر کے لشکر کی خبر منگوایا کرتا تھا اُن روزون مین عیارون نے یہہ خبر دی کہ کئی روز سے لندھور نے امیر کی معہ تمام سردارون ضیافت کی ہی چنانچہ آج لشکر مین کوئی نہین ہی سوا مقبل وفادار کے تمام لشکر خالی ہی یہہ نہایت خوش ہوا اور دو کنیزکین مہرنگار کی اپنے ہمراہ لایا تھا کہ امیر نے انکو محل مین ملکہ مہرنگار کے دیکھا تھا انکو اپنے نزدیک بٹھایا اور دو شیشے شراب کے منگوا کر اُنکے منہہ پر تغلبی مُہر مہرنگار کی کی اور ایک خط اشتیاق کا اُنکو

لکھا

لکھکر دیا اور کہا تم اپنی صورت مردون کی بناکر ہتھیار لگاؤ اور یہہ شیشے لیکر حمزہ کے
لشکر مین جاؤ مقبل طلائی مین ہی اسسے جاکر کہو کہ مہرنگار نے حمزہ کے پاس بھیجا ہی وہ
البتہ لیجائیگا پس کسیطرح یہہ شراب امیر کو پلواؤ اور تم جلد چلے آؤ لیکن اس ولدالزنا نے
اس شراب مین کئی مثقال زہر ہلاہل ملا یا تھا کہ اگر قطرہ اسکا دریا مین گرے تو اس کنارے
کی تمام مچھلیان مرجائین وہ شیشہ انکے حوالے کرکے تعلیم کیا اور لشکر اسلام کیطرف روانہ
کیا یہہ دونو بد ذاتین گھوڑون پر سوار ہوئین اور لوازمہ مسافری کا اپنی ذات سے لگا کر
اسی شب لشکر مین آئین طلایہ دارون نے انکو روکا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتی
ہو جواب دین کہ ہم ایران سے آتی ہین اور امیر کے پاس جائینگے وہ لوگ اُن دونو سوارونکو
مقبل کے پاس لے گئے مقبل نے اُنسے پوچھا تمھارے آنیکا کیا سبب ہوا کہا ہم کچھہ مخفی
احوال رکھتے ہین خلوت مین کہینگے مقبل نے اُنکو اپنے نزدیک بٹھلایا اور سب لوگون کو کنارے
کیا اور اُنکی طرف متوجہ ہوا ان دونو نے کہا ہم مہرنگار کی کنیزکین ہین امیر ہمین پہچانتے
ہین ملکہ نے اپنی شراب خاص کے شیشے مین مہر کرکے بھیجی ہی اور یہہ خط دیا ہی
ہم اسوقت یہان انکا احوال سنکر قافلہ سے جدا ہوکر آئین ہین مقبل سنکر نہایت خوش ہوا
اور کئی آدمی انکے پاس بٹھلاکر لندھور کی لشکر کیطرف چلا بارگاہ مین جاکر امیر کے کان مین
کچھہ آہستہ سے کہا آتش عشق مہرنگار کی امیر کے سینہ مین مشتعل ہوئی تھی بے اختیار
کھڑے ہوکر خسرو ہندوستان سے فرمایا تم مجلس اسیطرح رہنے دو مجھے کچھہ کام ضروری
ایک ساعت مین آتا ہون اور عمر سے کہا تم میرے عوض خسرو ہندوستان کی خدمت مین
حاضر رہو کہ ناخوش ہونے پاوے یہہ کہکر مقبل کے ہمراہ تنہا سوار ہوکر لشکر مین آئے اور
خیمہ مین جاکر اُن دونو کو بلوایا اور خلوت کی سب کو باہر نکالدیا اور اُن دونو نے آکر مجرا کیا
اور امیر کے روبرو وہ شیشے رکھکر خط گذرانا امیر نے اُن دونو کو دیکھا کہ واقعی مہرنگار
کی کنیزکین ہین خط کو لیکر دیکھا اور مہر نگار کی مُہر کو لگے بوسہ دینے اُن دونو نے عرض
کی کہ یہہ شراب اپنے پینے کی آپکی خاطر بھیجی ہی امیر نے اُن شیشون پر مُہر دیکھی بے تامل ایک
شیشہ کا منہہ کھول کر شمع کی روشنی طرف ہلایا اور یاد کرکے مہرنگار کو وہ شیشہ منہہ سے

لگایا اور پی گئے جونہین وہ شراب حلق سے تلے اُتری ایک ہچکی امیر کو آئی اور گر کر بیہوش
ہوگئے اُن دونون نے دیکھا کہ اسکا کام تمام ہوا کئی میخین خیمہ کی اُکھاڑ کر پچھاڑی کی راہ سے
بھاگین اور یہان امیر نے ہرچند ہاتھہ پاؤن مارے پر کوئی اندر نہ آیا کہ مہرنگار کی کنیزون
کی ہمراہ خدا جانے کیا باتین کرتے ہین امیر نے یہانتک بیقراری کی کہ قالین کے ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئے اور زمین مین گڑھے پڑ گئے لیکن وہان لندھور نے دو ساعت راہ دیکھی
امیر نہ آئے عمر سے کہا خواجہ بن امیر کے مجلس بے رونق ہے چار سے تمن موم روغن کے واسطے
اپنے جوتیون کے لے اور جاکر کسیطرح جلد امیر کو لے آ عمر نے نام زر کا سُنا اسیوقت اُٹھکر خود
کا آداب بجالایا اور اپنے لشکر کے طرف چلا بارگاہ کے دروازے پر جاکر دیکھا تو مقبل
وفادار کئی سردار ہمراہ لئے ہوئے کرسیون پر بیٹھا ہوا ہی عمر نے جاکر پوچھا کہ صاحبقران
کیا کرتے ہین مقبل نے کہا مہرنگار کی کنیزکین آئین ہین اُن سے خلوت مین کچھہ باتین کرتے
ہین جونہین عمر نے نام کنیز کون کا سُنا ایک آہ ماری اور کہا الغلام غضب کیا تو نے جان
بوجھہ کر خاوند کو اپنے قتل کرنے دیا اور بیتابانہ اندر گیا جاکر دیکھا تو بارگاہ مین اندھیرا
ہی اور امیر کی آواز نہین آتی فتیلہ عیاری کا روشن کر کے شمعون کو جلایا اور نگاہ کی تو
امیر کا تمام تن سیاہ ہوگیا ہی اور جسم پر ہزارون آبلے ہوآئے ہین اور وہ شیشہ شراب
کا لوٹا پڑا ہی جہانتک اس شراب کی تری پہنچی ہی تمام زمین شق ہوگئی لگا بارگاہ مین
چارون طرف دوڑنے اور انکو ڈھونڈھنے دیکھا تو وہ یہان سے نکل گئین کئی میخین خیمہ
کی اُکھڑی دیکھین دریافت کیا اسی راہ سے بھاگی ہین آپ بھی اسیطرف نکل کر اُنکے پیرون
کے نشان پر چلا جب ادھر سے باہر ہوا دیکھا تو دو شخص یہہ کہتے ہوئے جاتے ہین کہ خوب
وقت آنا ہوا تھا جو حمزہ کا کام تمام ہوا عمر نے دیکھا کہ یہی ہین خنجر کمر سے نکال کر دوڑا اور نعرہ
کیا او بید ولتو کہان جاتے ہو تم نے بڑا غضب کیا یہہ کہہ کر اُن دونو کا سر کاٹ ڈالا اور
پھر خیمہ مین آکر مقبل کو بلایا اور کہا دیکھہ امیر کی یہہ حالت ہوئی اب کیا کرنا مقبل لگا اپنا سر
پیٹنے کہ یہہ کیا ہوا عمر نے کہا خاموش ایسا نہو اس بات سے کوئی واقف ہو تو سخت
مشکل ہی تو امیر کی نگہبانی کر اور کسی کو اندر مت آنے دے جب تک مین نہ آؤن

ایسا نہو یہہ مقدمہ لشکر ہند سنکر بھر جائے اس خاطر مین پہلے جاکر اسکا بندوبست کرون کہ بعد امیر کے اچھے ہونے کے تدبیر ہو رہیگی یہہ کہکر اپنے لشکر سے باہر آیا اور لندھور کے پاس گیا اور جاکر زمین خدمت کی چومی اور کہا صاحبقران اسوقت کام مین ہین نہ آسکینگے آپ کی خدمت مین کچھہ کہلا بھیجا ہی اگر تنہا ہو جئے تو عرض کرون لندھور اُٹھہ کر خلوت مین آیا اور کہا عمر کیا بات ہی کہہ عمر نے کہا نوشیروان کے پاس سے ایک سردار آیا ہی وہ کہتا ہی مین جب جانون کہ لندھور نے تمھاری اطاعت قبول کی کہ دست بستہ طلب کردو امیر نے مشورۃً یہہ ارادہ کیا ہی کہ تمھین چند روز قید مین رکھین اگر گوارا ہو چلو اور اپنے لوگونکو تاکید کرو کہ کوئی اس بات سے آزردہ خاطر نہو لندھور نے کہا ای عمر یہہ کیا بات ہی اگر امیر سر طلب کرین تو بھی حاضر ہی باہر آکر اپنے سردارون کو سمجھایا اور اپنے ہاتھہ باندھ کر عمر کے ہمراہ فیل میمونہ مبارک پر سوار ہو کر لشکر اسلام مین آیا عمر نے اُسے دیوانخانہ مین بٹھلا کر کھانا کھلایا اور شراب پلائی اسمین داروے بیہوشی ملی ہوئی تھی لندھور پیتے ہی بیہوش ہوا عمر نے اسے طوق و زنجیر کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور اسیوقت لشکر کو لیکر کوہ سراندیپ اوپر گیا کہ فوج ہند شورش نکرے اور کئی ہزار تیر انداز لشکر کی محافظت کو بٹھلائے سرداران ہند بھی جمع ہو کر پہاڑ کے دامن مین اُترے لیکن لندھور نے اُن سب کو سوگند دی تھی کہ اگر مجھکو مار بھی ڈالین پر تم اُنکے لشکر سے بے ادبی نکرنا اس لئے کوئی کچھہ اور حرکت نکرتا تھا عمر نے سب کو پہاڑ پر ہوشیاری سے بٹھلا کر تقید کیا اور آپ پہاڑ سے تلے اُتر کر ایک طرف کو روانہ ہوا کہ کوئی قلعہ مستحکم ہاتھہ آوے تو لشکر کو اسمین لیجا کر رکھے فوج ہند کچھہ حرکت بیجا نکر سکے یہہ خیال کرکے ایک سمت کو جنگل تھا اسطرف چلا کوس چار ایک جاکر لگا راہ کو خیال کرنے دیکھا تو اس صحرا سے ایک دو سوار سردار وضع گھوڑے اُٹھائے ہوئے چلے آتے ہین عمر اُنکو دیکھکر ایک پتھر کے نیچے جاکر چھپا کہ وہ سوار اس جا آئے اور آپس مین کہنے لگے عمر اس جا پتھر کے تلے چھپا ہی عمر دیکھا تو یہہ غضب ہوا مین تو انکو دیکھکر چھپا اور یہہ کہتے ہین عمر اس جا ہی کہ وہ نزدیک آکر کہنے لگے ای عمر فرمانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹھہ نہین ہی پتھر کے تلے

سے نکل اور ہمکو تشویش مین مت ڈال عمر نے نام حضرت ابراھیم علیہ السلام کا سنکر روبرو آیا وہ دو نوجوان گھوڑون پر سے اُترپیدال ہوئے اور عمر سے بغلگیر ہوئے عمر نے پوچھا آپ کون ہین کہے ہم بیٹے شہبال ہندی کے ہین صبور صابر ہمارا نام ہی باپ ہمارا ظاہر مین مسلمان ہی اور درپردہ بتون کی پرستش کرتا ہی اور لندھور کا جانی دشمن ہی رات سے امیر کے زہر پینے کا سُنکر گستہم کی مدد کو گیا ہی کہ اسے قلعہ مین لے آوے ہمکو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے خواب مین مسلمان کیا ہی اور تمہارا نام نشان دیکر ہمکو بھیجا ہی آپ جلد لشکر کو اس قلعہ مین لیچلین کہ امیر اس جا شفا پاوینگے عمر نہایت خوش ہوا اور اُن دونو کو لیکر کوہ سراندیپ پر گیا اور امیر کو ایک محافہ مین سوار کروا کر دوپہر کے وقت اس پہاڑ سے اُتر کر صبور صابر کے قلعہ مین لے آیا صبح کو یہہ خبر سرداران ہند نے بھی پائی انھون نے بھی وہان سے کوچ کر کے اس قلعہ کے پاس آکر اُترے عمر نے قلعہ کو تیار کیا اور چار طرف ضربین لگا کر استوار کیا اور لوگون کو برج و صفیلون پہ جابجا بٹھایا اسطرح سے خاطر جمع کر کے صبور و صابر سے کہا اب امیر کے بچنے کی فکر کیا چاہئے کہ زہر کھائے ہوئے آج تیسرا دن ہی انھون نے کہا سوا اسکے اور علاج نظر نہین آتا یہان سے دس دنکی راہ پر ایک جزیرہ ہی نارون اُسے کہتے ہین وہان ایک حکیم رہتا ہی اقلیمون نامی افلاطون زمانہ ہی ہم خط لکھتے ہین اگر تم کہو تو بلد بھی ساتھ کر دیتے ہین اگر تم اُسکو جا کر لاؤ تو البتہ امیر کو شفا ہو عمر نے خیال کیا تو دس روز مین جائے اور دس روز مین آئے البتہ پانچ روز حکیم کو آتے تردد مین لگین یہہ پچیس روز ہوئے اسمین امیر کی زندگانی کا ہیکو ہوگی پھر جی مین کہا جانا ضرور ہے اُن سے خط لیا اور داراب گلبرگی عیار کو بلد راہ ساتھ لیکر روتا ہوا چلا اور یہہ برق کی صورت روانہ ہوئے قریب دوپہر کے داراب نے کہا ای عمر کچھہ تلاش سواری کی کیا چاہئے کہ جانا بہت دور ہے عمر نے کہا اگر تجھے سواری درکار تھی تو گھر سے کاہیکو نکلا یا مین مرد عیار پیشہ پیادہ رو مجھے سواری سے کیا کام ہے داراب نے کہا مین نے تمکو ناتوان دیکھکر کہا تھا معاف کر وجب ایک پہر دن رہا عمر نے جی مین کہا اگر داراب کے ساتھہ جائیگا دس دن مین پہنچیگا اکیلا چلا چاہئے یہہ خیال کر کے

ایک درخت کے تلے کھڑا ہوا اور دوراب سے کہا آؤ کچھ کھالین دن چڑھے چلینگے دوراب بھی بیٹھ گیا عمر نے کہا آگے کیا کیا بستی اور کیسی کیسی دریا ملینگے اُسنے کہا اب آگے کوئی بستی نہ پہاڑ نہ دریا نہ تالاب کچھ نہین ہی یہی سیدھے راہ ہی جب وہ جزیرہ نزدیک رہیگا اس راہ مین داہنے طرف کو ایک گانون ملیگا اُسکے اندر جاینگے وہان سے ایک روز کے بعد دریا ملیگا چار کوس کا رستہ ہی اس دریا کے پار وہ جزیرہ اور اسپار ملاح رہتے ہین اُنکو کچھ دیکر کشتی پر سوار ہوکر پار اُترینگے اور حکیم اقلیمون کے پاس جاینگے عمر نے یہہ سب سُنکر دریافت کیا اور کچھ کباب بیہوشی آمیز نکال کر اُسے دیے کہ وہ کھاتے ہی بیہوش ہوا عمر نے اُسی درخت سے باندھا اور قدم کو تیز کرکے معجزیکے زور سے روانہ ہوا شام کا وقت نزدیک تھا کہ اُس دریا کے کنارے پہنچا دیکھا تو ایک کشتی بھری ہوئی آدمیون سے پار کو جاتی ہی اور کنارے سے دس پندرہ گز جا چکی تھی یہہ جست کرکے پہنچا اس کشتی کے لوگ حیران ہوئے کہ یہہ آسمان پر سے کون اُترا جب تیس گز کنارہ رہ گیا پھر عمر جست کرکے خشکی مین جا رہا اور اس جزیرہ کی بستی کیطرف صورت ایک ہندی کی بناکر چلا اندر جاکر دیکھا تو کوچہ و بازار مین ہرطرف چراغان کی روشنی ہے اور جہانتک سو داہند کا ہی سب بکتا ہی عمر نے ایک شخص سے پوچھا کہ حکیم اقلیمون کا مکان کونسا ہی اُسنے کہا اس بستی کے حاکم وہی ہین وہ بڑا دروازہ جہان بہت سے لوگ بیٹھے ہین وہی ہی عمر نے اُس دروازے پر جاکر آدمیون سے کہا کہ حکیم صاحب کو خبر دو کہ ایک قاصد صبوح صابر کے پاس سے آیا ہی لوگون نے جاکر خبر کی اقلیمون نے بلواکر اُس سے وہ خط لیا اور پڑھا اُس مین یہہ لکھا تھا کہ آپ جلد تشریف لادین اگر حمزہ کو شفا ہوے تو بہت جواہرات دونگا اس مضمون سے حکیم نہایت ناخوش ہوا اور لگا کہنے اُنھون نے یہہ لکھا ہے مین عقر چلتا لیکن اب نجاؤنگا لوگ کہینگے طمع سے گیا مین بے پرواہ آدمی ایسی چیزون سے غرض نہین رکھتا جاکر کہہ کہ مین نہین آنیکا عمر نے کہا ان سے قصور ہوا آپ اس بات کا خیال نکرین تشریف لیچلین حکیم نے کہا اے مردک تجھے اس بات سے کیا جو کہا جاکر کہہ تو دخل درمعقولات کیون کرتا ہی عمر کچھ اور کہا چاہتا تھا کہ حکیم نے اپنے غلامون کو کہا اسے گردنی دیکر نکالدو

لوگ چار طرف سے دوڑے عمر نے دیکھا تو یہہ کیا غضب ہوا لگا منت کرنے اور کہنے کہ مین نہایت راہ کا ماندہ ہون اور بھوکھا ہون اگر حکم ہو تو رات کو اسی جا پڑا رہون صبح کو چلا جاؤنگا حکیم کو اسپر ترس آیا ایک غلام کو کہا اسے باورچیخانہ مین لیجا کر کچھ کھلاؤ اور وہین سُلوا رکھو عمر باورچیخانہ مین گیا اور کھانیکو کھایا دیکھا تو استاد حکیم کے صبح کے ناشتہ کو نہاری تیار کر رہا ہی عمر نے اسے کنارے بلا کر کئی نقل بیہوشی کے ملے ہوئے کھلائے اور باتون مین لگایا جب بیہوش ہوا عمر نے ایک گڑہا کھود اسمین اسے گاڑ دیا اور اسکی صورت آپ بنکر لگا پکانے رات گذری جب صبح کا وقت ہوا حکیم نے کھانا طلب کیا عمر نے جہانتک کھانے پکائے تھے اسمین داروئے بیہوشی ڈالی تھی شاگردون کے ساتھ خوان لیکر گیا اور کھلایا اوس روز جہانتک شاگرد پیشہ تھے عمر نے سب کو کھلایا ایک ساعت نگذری تھی کہ سب بیہوش ہوگئے عمر نے چادر عیاری کو بچھا کر حکیم کو اسمین لٹایا اور جہانتک اسکے گھر مین اسباب معہ کتب خانہ اور دواخانہ معہ اسکے نقد و جنس سب لیا اور ایک پشتارہ باندہ کر پیٹھ پر اٹھایا اور ایک کاغذ پر حکیم کی مُہر کرکے راہ داری کا پروانہ لکھا اور دریا کے کنارے آکر ملّاح کو دیا اسنے اسیوقت پار کر دیا عمر مانند باد سحر کے روانہ ہوا ایک پہر دن چڑھا تھا کہ وہان آن پہنچا داراب کو درخت سے باندھا تھا اسے کھولکر ہوش مین لایا جونہین آنکھہ کھولا عمر کیطرف دیکھکر کہا بہت سوئے چلو جزیرۂ ناروَن کو جانا ہی راہ کھولی ہوتی ہی جب عمر نے حکیم کے لانیکا احوال ظاہر کیا اسکے ہوش اڑ گئے عمر کے قدمون پر گر پڑا اور شاگرد ہوا پھر دونو باہم مل کر سے چلے باقی داستان فردائے شب را

داستان بائیسوین

دوشینہ قصہ کو یہانتک عرض کیا تھا کہ داراب کو عمر ہمراہ لیکر امیر کیطرف چلا قریب قلعہ کے جاکر دیکھا تو ایک عجب طرح کا ہجوم ہی کہ قلعہ کے ایک طرف سرداران لندھور فوج لئے ہوئے تیار ہین اور ایک طرف کوشہبال ہندی گستہم کو ساتھ لئے ہوئے قلعہ سے باہر لڑ رہا ہی عمر نے دیکھا تو کسی طرف جانیکی راہ نظر نہین آتی داراب سے کہا تو اس جا توقف کر مین

جاتاہون

جاتا ہون یہہ کہکر اُن لوگون کی آنکھہ بچاکر قلعہ کے نزدیک پہنچا کمند کو ایک برج پر مستحکم
کرکے اوپر کو چلا قلعدارون نے آواز دی کہ کون ہی عمر نے اپنا نام بتایا وے چپ
ہوئے لیکن تلے سے ایک شخص نے تیر مارا قضاءً عمر کے پشتارہ مین ایک طلائی ہاون دستہ
تھا اسپر آلگا بارے عمر اوپر گیا اور صبور صابر سے احوال حکیم کے لانے کا کہا وہ دونو نہایت
خوش ہوئے رات تو گذری صبح کو عمر نے جہانتک اسباب حکیم کا لایا تھا سب اُسکے گرد
چن دیا اور اسے ہوش مین لایا اور آپ اسی پیادے کی صورت بنکر روبرو کھڑا ہوا اور
کہا حکیم صاحب صبور صابر آپ کی راہ دیکھتے ہونگے تشریف لیچلئے وہ نہایت برہم ہوا
اور کہنے لگا ارے کوئی ہی اس بے ادب کو مارکر نکالدو ہرچند پکارا کسینے جواب ندیا
جب تو برہم ہوکر لگا چارون طرف دیکھنے پھر غور کرکے دیکھا تو یہہ مکان وہ نہین ہی اور
ہی عمر کے احوال سے واقف تھا دریافت کیا کہ عمر مجھے لایا کہنے لگا ایخواجہ اگر تو اپنے
تئین ظاہر کرتا تو مین ہرگز آنے کا انکار نکرتا عمر نے کہا اب بھی مین آپ کا زیربار احسان
ہون حمزہ کی کچھہ فکر کیا چاہیئے کہ زہر دفع ہو حکیم نے جاکر امیر کو دیکھا اور بے اختیار ایک
نعرہ آہ کا مارکر رونے لگا اور کہا ایعمر حمزہ کا علاج تمام جہان مین سوا نوشیروان
کے کہ اسکے پاس میراث مین پشتون سے چلا آتا ہی اسے شاہ مہرہ کہتے ہین اگر وہ
آوے تو حمزہ کو شفا ہو عمر روتا ہوا باہر نکلا اور ارادہ مداین کا کرکے قلعہ کے دروازے
سے آیا مقبل وہان کھڑا رہ کر عمر سے کہنے لگا ایخواجہ کہو حکیم نے کیا علاج کیا عمر نے کہا ای
مقبل کیا بتاؤن اس محنت سے جاکر حکیم کو مین لایا اب وہ کہتا ہی اگر مداین سے شاہ مہرہ
آوے تو امیر کا زہر اُترے مقبل سُنکر چپ ہو رہا عمر آگے بڑھا مقبل نے کہا ایخواجہ اگر مداین
مین جاؤ تو شہر کے دروازے کے پاس ایک بڑھیا رہتی ہے اُسے میرے طرف سے
سلام کہنا عمر کو اس بات سے غصہ آیا پھر کر مقبل کے برابر آیا اور ایک چوب ایسی ماری
کہ اُسکا سر پھٹ گیا مقبل نے جب مار کھائی کہا خواجہ خفا کیون ہوئے ہو شاہ مہرہ آہی
جاہی عمر اور خفا ہوا اور لگا کہنے او غلام تیری اجل آئی ہی کہ مجھے جانیکے وقت روکتا
ہی مقبل نے کہا اب حمزہ سچ کہتا ہون کہ بزرجمہر نے میرے روبرو امیر کے پہلو مین

رکھا تھا عمر اپنی اس حرکت سے شرمندہ ہوا اور مقبل کو چھاتی سے لگا کر امیر کے پاس
آیا حکیم نے کہا ای عمر ابھی تو اسجا ہی شاہ مہرہ کب آویگا عمر نے جواب دیا مین لے آیا
اسنے کہا تم معجزہ یافتہ ہفت پیغمبر ہو تم سے دور نہین ہی لے آئے ہو گے کہان ہے بتاؤ کہا
امیر کے پہلو مین اسنے نگاہ کیا تو واقعی تمام جسم امیر کا سیاہ ہوگیا ہے لیکن جہان شاہ مہرہ
ہی وہان نکار رنگ اصلی ہی نہایت خوش ہوا اور طلائی استرے سے چیر کر اُسے نکالا اور کہا
شاہ مہرہ یہی ہے اسکے سبب سے امیر کی زندگی ہی ورنہ چارون مین مر گئے ہوتے اب
دودھ منگواؤ کئی ناوین دودھ سے بھروا کر رکھین اور اس شاہ مہرہ مین ایک سوراخ تھا حکیم
نے اسمین ریشم کا ڈورا ڈال کر وہ مہرہ امیر کے حلق سے تلے اُتار دیا اور ایک ساعت کے
بعد نکال کر دودھ مین ڈالا دودھ فالودے کی شکل بنکر جم گیا پھر اس مہرے کو اسیطرح صاحب
قران کے منہہ مین رکھا غرض اسی طرح پانچ ناوین دودھ کی جم جم گئین چھٹی ناؤ مین کم اثر کیا
حکیم خوش ہوا اور ایک کتے کو وہ دودھ پلایا وہ پیتے ہی مر گیا اسی طرح مہرے کو امیر کے حلق
مین سے نکال کر دودھ مین ڈالتے تھے اور کتون کو پلاتے تھے وہ مرجاتے تھے جب انکا
بھی مرنا موقوف ہوا اور دو تین مرتبہ دودھ مین مہرہ اور بدلا گیا امیر کو چھینک آئی۔
اور آنکھین کھولکر کہا الحمد للہ رب العالمین جہانتک حاضران مجلس تھے سب کو عجب طرح کی
خوشی حاصل ہوئی حکیم نے کئی چادرین کتان کی امیر کو اڑھائین کہ عرق آوے اور
دودھ مین گائی کے مصری اور گلاب ڈالکر شربت بنایا اور امیر کو پلایا اور حکیم نے سب کو
منع کر دیا تھا کہ کوئی امیر کے آگے ہرگز نام زہر کا نہ لے دوسرے روز امیر نے کھانا طلب
کیا شولہ امیر کو کھلایا امیر تکیہ سے لگ بیٹھے اور عمر سے فرمایا خسرو ہندوستان اور لوگ
ہمارے کہان ہین اور یہہ شخص کون ہی اور مین اسطرح بیمار کی صورت کیون ہون عرض
کیا سب حاضر ہین اور یہہ شخص حکیم ہی راہ کی ماندگی سے آپ کی طبیعت کچھ علیل ہو گئی
تھی یہہ معالج ہین اب آپکو فرصت ہوئی فرمایا جاکر ہمارے سرداروں کو لے آؤ عمر جاکر سب
کو بلا لایا سب نے آکر مجرا کیا اور دعا دی موافق اپنی اپنی قدر و منزلت کے ہر ایک نے امیر
پر سے زر و مال نثار کیا پہلوان عادی کے منہہ سے بے اختیار نکل گیا کہ اُن بد ذاتون نے

آقا کو میرے زہر دیا تھا لیکن خدا نے فضل کیا کہ شفا ہوئی جونہین امیر نے نام زہر کا سُنا
کانپ گئے اور غش آگیا اس غش مین پسینہ بھی خوب آگیا عمر نے عادی سے کہا ای
کمبخت اس وقت زہر کا نام کیون لیا حکیم نے کہا کچھ نہ کہو اسباب سے امیر کو عرق آگیا
اٹھ کر بیٹھے اور عمر سے کہا خسرو ہندوستان کو بلاؤ کہ اسکے دیکھنے کو جی چاہتا ہی
عمر نے جاکر لندھور کو بیہوشی کا اُتار دے کر قید سے چھڑایا اور کہا امیر نے تمکو بلایا ہی
لندھور نے کہا وہ جو نوشیروان کے پاس سے آیا تھا وہ ہی پاگیا عمر نے کہا وہ بات
غلط تھی امیر کو دشمنون نے زہر دیا تھا مین نے مارے وہشت کے تم کو قید کیا تھا
کہ سرکشی نکرو اور امیر کو اسبات کی خبر نہین اگر سُنینگے تو مجھہ سے نہایت آزردہ ہونگے
امیدوار ہون کہ اس احوال سے امیر واقف نہون لندھور نے قبول کیا اور حمام مین
غسل کیا پوشاک پہنکر سوار ہوا اور عمر کے ہمراہ صاحبقران کے پاس آیا امیر نے کہا بھائی
کہان تھے عرض کی اردو مین تھا اور لگے اُسسے باتین کرنے عمر نے صبور صابر کو لاکر
حضور مین ملازمت کروائی پوچھا یہہ کون ہین کہا بیٹے شہبال ہندی کے ہین مسلمان
ہوئے ہین اُنکے سبب خدا نے آپ کو آرام دیا ورنہ بچنا مشکل تھا کہ قلعہ کے گرد شہبال
گستہم کو ہمراہ لیکر لڑائی کر رہا ہی وہین یہہ بات لندھور نے سُنی آگ ہوگیا کہنے لگا
مین جاکر اس گرز گرانبار سے اُن سب کا کام تمام کرتا ہون امیر نے منع کیا کہ تم اراده
ان پر مت کرو مین سمجھ لونگا لندھور امیر کے اس فرمانے سے چپ ہو رہا لیکن اپنے لشکر
کے تمام سردارون کو قلعہ کے اندر بلوا لیا اور لشکر کو کہا کہ وہین رہے پر قلعہ کے باہر شہبال
ہندی نے لڑائی ڈال رکھی تھی چاہتا تھا کہ قلعہ کو فتح کرے ہرگز ہاتھ نہ آتا تھا کہ صبور
وصابر بھی قلعہ دار یمین مستعد تھے جب شہبال لاچار ہو کر گستہم سے کہنے لگا اس قلعہ
کے ہاتھ کرنے کے سوا اسکی اور تدبیر معلوم نہین ہوتی کہ مین تخت پر سوار ہوتا ہون
میرے تخت کو قلعہ کے دروازے پر لیجاوین اور سپاہ تخت کے پیچھے پیچھے آوین مجھے دیکھ
کر کوئی نہ لڑیگا لوگ دروازہ یکو توڑ ڈالین اور اندر گھس جائین گستہم نے کہا واقعی
اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین شہبال اسی طرح سوار ہوا اور قلعہ کے طرف چلا اور کہنے

لگا دروازہ کھول دو عمابر جو بڑا بھائی تھا اسنے پکار کہ یہہ خیال جی سے اٹھا کہ قلعہ ہاتھ
نہ آویگا اگر مسلمان ہوکر امیر کی اطاعت قبول کرے تو البتہ آویگا یہہ سنکر بے اختیار
قہقہہ مار کر ہنسا اور نزدیک گیا اسوقت صابر نے ایک تیر کمان سے چھوڑ کر اسکے
سینہ مین ایسا مارا کہ پار ہوگیا وہ مر کر تخت سے تلے گرا لوگ اسکے مردے کو اٹھا کر لے
بھاگے یہہ احوال گستہم نے جو دیکھا آتش غضب نے زبانہ نکالا اپنی فوج کو لیکر قلعہ کے
توڑنے کو چلا عمر نے یہہ مقدمہ دیکھکر امیر کو خبر کی کہ اسطرح صابر نے اپنے باپ کو مارا اب
گستہم بسبب جنگ ہی اور چاہتا ہی کہ اس حصار کو توڑے فرمایا تم دروازے پر جا
کر اسے کہو کہ امیر کہتے ہین مین شاہ ہفت کشور کی خاطر کرتا ہون اور تو اپنی بدذاتی
نہین چھوڑتا جان کو سلامت لیکر جا نہین تو سزا پایگا عمر نے جاکر جو نہین اسسے کہا
وہ ہنسا اور لگا کہنے او ساربان زادے تو مجھسے عیاری کرتا ہی حمزہ کو موئے ہوئے
مدت ہوئی اب وہ کہان ہی عمر نے کہا او قحبہ زادے زبان کی اپنی باگ سنبھال
تو تصدق ہوکر اسکا مریگا وہ سلامت ہین کئی دن کو مداین چلتے ہین اسنے کہا اگر سچ ہی
تو مجھہ مین اور امیر مین راز مخفی ہی وہ پوچھہ آ عمر اس بات سے نہایت آزردہ ہوا کہ حمزہ دشمنون
سے راز مخفی رکھتے ہین کہ اسکی مجھے بھی خبر نہین جاکر امیر سے کہا وہ یہہ کہتا ہی فرمایا سچ
کہتا ہے جسروز بہرام گرد خاقان چین کو نوشیروان کے یہان لایا تھا مین بھی اسکے
استقبال کو گیا تھا گستہم کے کہنے سے اسنے مجھسے زور آزمائی کی تھی بعد اس زور کے
بغلگیری کیوقت مین نے بھی زور کیا تھا کہ اسکی کون سے متواتر تین گوز صادر ہوئے تھے
اسوقت اسنے مجھہ سے کہا تھا کہ تم مردان عالم ہو اسے کسی پر ظاہر نہ کرنا میرے اور آپ
کے درمیان یہہ نشان رہے وہ یہہ راز ہی عمر سنکر ہنستا ہوا پھر دروازے پر گیا
اور اسسے کہا امیر کہتے ہین اگلے مرتبہ تو تونے پاد دیا تھا اب کے مقرر ہگدے گا جو نہین
اسنے یہہ کلمہ سنا دریافت کیا کہ حمزہ زندہ ہی نہ ٹھہر سکا بھاگ کر بند رسندہ کیطرف
روانہ ہوا وہان جاکر اس قحبہ زادے نے عجب طرحکا فساد برپا کیا آدمی کے دو سر منگوا کر
پوست جدا کیا اور اس پوست مین گھانس بھر کر تیار کیا اور ایک عرضی شاہ ہفت کشور نوشیروان

کو لکھی اس مضمون کی کہ حمزہ لندھور سے لڑنے کو آیا تھا لندھور نے برسر میدان حمزہ کو مارا اور اسکا سر کاٹ کے قلعہ کے دروازے پر لٹکا دیا تھا مین نے لندھور کو کو مارا اور اسکا سر کاٹ کے حمزہ کے سر کے ساتھ حضور مین بھیجا ہی آگے جو ارشاد ہو اور ایک خط بختک کو لکھا کہ یہہ سر علی ہین حمزہ ہند پر مسلط ہوا اور اسنے خسرو کو زیر کیا ہی بندینے یہہ مضمون اس لئے حضور مین لکھا ہی کہ بادشاہ کو اس بات سے یقین ہوا اور آپ شاہ کو ورغلان کر مہرنگار کی شادی کسی سے کروا دیجئے کہ اس بات کو حمزہ سنکر البتہ کوفت کھا کر مرجایگا وہ خط اور دونو سر ایک سردار کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیجا یہہ عریضہ اسکا اور دونو سر حضور مین شاہ کے پہنچے اور بادشاہ نے وہ مضمون دریافت کیا اُن سرون کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور بزرجمہر کو طلب کیا حمزہ پر یہہ واردات گذری افسوس ایسا شخص مارا جاوے بزرجمہر نے عرض کی سختی البتہ امیر کے طالع مین ہی لیکن آسانی نظر آتی ہے آگے غیب کا علم خدا کو ہے باقی داستان فردائے شب را

داستان تئیسوین ۲۳

دوشینہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ گستہم قلعے سے بھاگ کر سندہ کو گیا یہان امیر بھی قلعہ سے باہر نکلے اور لشکر کو آراستہ کیا ایک دن لندھور سے کہا کہ اب ہمین بادشاہ کی خدمت مین جلد جانا بہتر ہی تم کیا کہتے ہو عرض کی یہان کی بادشاہت کے آپ مختار ہین بندیکو اسسے کچھ کام نہین رکاب سعادت مین حاضر ہون فرمایا ہمکو تمہاری دوستی سے یہہ خوشی ہوئی گویا تمام زمانے کی سلطنت حاصل ہوئی یہانکی تاجداری تمہین کو مبارک رہے لیکن ہمارا بھی جی یہی چاہتا ہی کہ ہم تم باہم چلین ایک کام کرو کسی شخص کو یہان اپنی طرف سے مقرر کرو کہ تمہاری نیابتگار رہے اور تم شاہ ہفت کشور کے لئے تحایف اور سوغات لیکر معہ اپنے تمام سردارونکے چلو لندھور نے قبول کیا اور جنی پور ہندی کو سراندیب مین بادشاہ کیا امیر نے بھی اس روز صبور صابر کو اسی جا انکی باپ کی بادشاہت کا مختار کیا اور پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ صبح کو پیش خیمہ لیکر چلو اور بموجب حکیم اقلیمون کے فرمانے سے کے

جہان کہین وہان استادہ کرین صبح کو عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا جسروز امیر نے
ہندوستان سے کوچ کیا تھا اور ہوا اعتدال پر تھی کہ عادی نے ایک جانب دریا سبزہ
زار نہایت کیفیت سے تھا وہان بارگاہ استادہ کی اور یہان امیر بھی لشکر ہند کو ہمراہ لیکر
سوار ہوئے اور معہ خسرو ہندوستان کوچ کرکے روانہ ہوئے اور لشکر مین داخل ہونے
پر اکثر تین اس زہر کے صدمہ سے یہانتک تبہ حالت ہوئی تھی کہ فقط پوست اور استخوان
باقی رہ گئے تھے پر بموجب حکم حکیم کے امیر کو پینبہ دار محافہ مین سوار کئے تھے کہ ہوا سے
ایذا نہ پہنچے بھیڑ سے علیحدہ لندھور اور عمر اور حکیم اقلیمون یہہ سب امیر کے گرد باتین کرتے
ہوئے جاتے تھے کہ امیر کا دل بہلے غرض اس روز وہان مقام رہا اور دوسرے
دن پھر روانہ ہوئے منزل بمنزل کوچ و مقام کرتے خشکی کی راہ سے ایران کو متوجہ
ہوئے پر اب احوال ملک بختک کا سنو کہ اسکو اس مضمون کا خط گستہم کا پہنچا گا
رات دن اسی فکر مین رہنے کہ بادشاہ کو کسی طرح ورغلائے جو مہر نگار کو کسی بیاہ دے
ناگاہ اسکے خیال مین یہہ بات گذری کہ زابل مین خواہر زادہ روبین کاؤس کا اولاد بن
مرزبان نہایت لایق ہی اسکو بلانا چاہیئے بعد اسکے آنے کے تدبیر ہو رہیگی یہہ تصور
کرکے اسنے ایک نامہ تیار کیا اسمین یہہ احوال تھا کہ شاہ ہفت کشور کی بیٹی مہر نگار حد بلوغ
کو پہنچی ہی سو بادشاہ کا یہہ ارادہ ہی کہ کوئی شخص عالی خاندان ہو اور لایق ہو تو بادشاہ اسکے
ساتھ شادی کرے چنانچہ حمزہ نام ایک شخص عربستان سے آیا تھا اسنے بادشاہ کی دامادی
کا قصد کیا تھا بادشاہ نے قبول نہ کیا غیر کفو اُسے جان کر ہندوستان کی مہم پر بھیجا وہان
جاکر وہ لندھور بن سعدان کے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی نسل مین کیکاؤس کے ہی جلد آئین
بادشاہ سے درخواست کرکے تیری شادی کردون یگانگی کے باعث مین نے اسبات کی
خبر دی ہی آگے تو مختار ہی اس خط پر مہر کرکے ایک اپنے رفیق کے ہاتھ اُدھر بھیجا جب
یہہ خط اسکے پاس پہنچا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اسباب سفر کا مُہیا کرکے بہت سا
تحایف ہمراہ لیا اور تیس ہزار سوار سے کوچ کرکے مداین کے طرف روانہ ہوا منزل و مراحل
طے کرکے چند روز مین نزدیک شہر کے پہنچا یہہ خبر تمام ملک مین مشہور ہوئی بختک نے جاکر بادشاہ

سے

سے عرض کیا کہ اولاد بن مرزبان کیکاؤس کا پوتا ہی آپ کی ملازمت کو آتا ہی آپ بھی اس کی عزت کرین اور اسکے استقبال کی خاطر کسی کو حکم کرین کہ اُسے جاکر بحرمت لے آوین کہ اس مین آپکی ناموری ہی غرض اسنے ایسی باتین کین کہ بادشاہ نے فرمایا جہانتک ساسانی و کیامرسی و مجدگی ہین سب اسکے لینے کو پیشوا جاوین غرض یہہ سب حضور کے فرمانے سے جاکر اسے لے آئے اور شہر سے باہر تل شادکام مین جہان صاحبقران کا لشکر تھا اسے اُتارا اور دوسرے دن شہر مین گیا اور بارگاہ کیخسروی مین جاکر بادشاہ کو مجرا کیا اور شرط آداب کی بجالایا بادشاہ نے نہایت سرفرازی فرمائی اور اس سے خوش ہوئے جب دربار کے اُٹھنے کا وقت آیا بادشاہ نے اولاد بن مرزبان کو خلعت شاہانہ امداد کیا اور اسکے ہمراہ جہانتک سردار تھے سب کو انعام دیا جب دربار برخاست ہوا سب اپنے مکان کو گئے اولاد بھی اپنے لشکر کو گیا اسیدن شب کو بختک نے وقت قابو کا پاکر بادشاہ سے گذارش کی کہ حمزہ پر جو گذرا آپ نے ملاحظہ فرمایا اب مہر نگار کی فکر کیا چاہیئے کہ کسی لایق کے ساتھ اسکی نسبت ہو گستہم کو آپ نے مقرر کیا ہی وہ بوڑھا ہے جوان عورت کے پہلو مین مرد پیر کے بیٹھنے سے بہتر نہین اس سے مناسب یہہ ہی کہ اولاد آپ کے یگانون مین ہی اور اپنی قوم کا بزرگزادہ ہے پس بہتر ہی کہ اس سے عقد باندھکر حوالے کر دیجیئے نوشیروان کو یہہ بات اسکی پسند آئی اسبات کو مقرر کیا اور صبح کو شہرت ہوئی کہ حمزہ ہندوستان مین لندھور کے ہاتھہ مارا گیا اب مہر نگار کی شادی اولاد بن مرزبان کے ساتھ ہوگی جو شخص اسبات کو سُنتا تھا غم مین امیر کے زار زار روتا تھا جب یہہ خبر محل مین گئی زرانگیز بانو نے سُنکر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور محل مین سب کو منع کیا کہ احوال مہر نگار کو نہ سُنانا لیکن کسی نے اسکو خبر دی جونہین اُسنے سُنا لگی اپنے سر کے بالون کو نوچنے اور منہہ پیٹنے نزدیک تھا کہ اپنے تئین ہلاک کرے خواصون نے ملکہ زرانگیز بانو کو مہر نگار کی یہہ خبر پہنچائی وہ بے اختیار دوڑی آئی اور اُسے ہر چند سمجھایا دیکھی تو اسکی عجب حالت ہی کہ کسی طرح سے نہین سمجھتی ایک خواجہ سرا کو بادشاہ کے پاس بھیجکر کہلا یا کہ مہر نگار اپنے تئین ضایع کرتی ہی اسکی خبر لو نہین تو ہاتھہ سے جاتی ہی بادشاہ نے

اسیوقت بزرجمہر کو بلوایا اور فرمایا کہ تم جاکر مہر نگار کو سمجھاؤ اولاد بن مرزبان سے شادی
کرنے کو راضی کرو بزرجمہر بموجب حکم بادشاہ کے شبستان حرم مین گئے دیکھے تو مہر نگار
نہایت بیقرار رہی اور طمانچون سے منہہ اپنا لال کر ڈالی ہی انھون نے بھی پاس بیٹھ کر
اسکی حالت دیکھکر خوب رویا اور جہانتک معشوقان ماہ رو اسکی گرد بیٹھی تھین سب روئین
بعد اسکے زر انگیز بانو نے سب کو کہا کہ تم یہان سے اٹھکر کنارے جاؤ کہ بزرجمہر تنہا بیٹھکر
سمجھاوین سب کنارے ہو گئین خواجہ تنہائی مین مہر نگار سے باتین کرنے لگے اور کہا ای
سرو ناز یہہ کیا حالت تو نے اپنی بنائی ہی فرمایا ای خواجہ مین سنتی ہون کہ امیر ہندوستان
مین مارے گئے اور بادشاہ مجھے اولاد بن مرزبان کو دیا چاہتا ہی سو اسکو یقین جانو کہ
مین اپنے تئین مار ڈالون گی بزرجمہر نے کہا آپ ایسا کام نکرین کہ یہان واقعی دشمنون
نے غل اڑائی ہی لیکن امیر کو گستہم نے زہر دیا تھا سو خدا نے اپنا فضل کیا آپ خاطر
جمع رکھین اور اولاد بن مرزبان کو ظاہر مین قبول کرین بادشاہ کی مرضی یہی ہی آپ
اس سے چالیس روز کا اقرار کرین کہ اتنے روز مین مجھ سے کچھ بات نکرنا بعد اسکے مختار ہے
خدا نے چاہا تو آپ جلکے چالیسوین دن راہ مین امیر سے ملاقات ہو گی اتنے روز دیکھو بعد اسکے
مختار ہو چاہو اپنے تئین مار ڈالنا اور چاہو جیتا رکھنا مہر نگار اس بات سے خوش ہوئی اور
کہا اگر یونہین ہی تو جو مناسب جانو وہ کرو بزرجمہر باہر آئے اور سوار ہو کر بادشاہ کی
خدمت مین گئے اور عرض کیا کہ بندے نے مہر نگار کو اس بات مین رضامند کیا بادشاہ
نہایت خوش ہوا اور بزرجمہر کو خلعت مہربانی عنایت فرمایا اسکے دوسرے دن اولاد
بن مرزبان کو خلعت دامادی دیا اور مہر نگار سے نامزد کیا اور بختک سے فرمایا مہر نگار نے
قبول کیا لیکن چالیس دن کا عذر کیا ہی کہ مجھے کچھ عذر ہی بعد اسکے اولاد بن مرزبان متصرف
ہو یہہ عذر گذر گئے تو رسم عروسی کر کے اسکے حوالے کرین سب نے اولاد بن مرزبان
کو مبارکباد دی جب مجلس برخاست ہوئی اولاد بختک کے گھر گیا بختک نے اسکی بکمال درجہ خاطر
داری کی اور کہا حمزہ جیتا ہی مین نے یہہ حکمت کی ہی کہ مہر نگار تمہارے ہاتھ آوے اور
حمزہ اس کو فت مین مرجاوے لیکن یہہ غضب ہوا کہ بادشاہ نے چالیس دن دیر کی ایسا ہو

کہ حمزہ آجاوے اولاد نے کہا تم ایک کام کرو صبح کو قبل دربار کے جاکر بادشاہ سے عرض کرو میرے طرف سے کہ وہ امیدوار ہی کہ ملکہ کو ابھی رخصت کرو یہہ چالیسدن راہ مین کٹ جاینگے وہان پہنچکر اپنے خویش واقربا کے روبرو شادی کرونگا کہ سب خوش ہون بختک سے یہہ کہکر اپنے لشکر مین گیا یہان صبح کو بختک نوشیروان کے پاس گیا اور یہہ باتین سنائین شاہ نے فرمایا خیر اگر وہ اسمین راضی ہی تو مہر نگار کا جہیز اور ساتھہ کا لوازمہ جدا کرو اور لوگ ساتھہ کے تیار کرو بختک اس کام کے اہتمام مین مشغول ہوا جہانتک اسباب اور ضروریات تھے تیار کئے بادشاہ نے تمام اسباب باربرداری پر لدوایا اور بارہ ہزار سوار ساسانی مہر نگار کے ہمراہ کئے کہ محافے کے گرد رہین اور بے مرضی ملکہ کے کسیکو اپنے درمیان مین نہ آنے دین اور ملکہ جب جا کہے اس جا خیمہ استادہ کرین بعد چالیس دن کے اولاد سے کسی بات کی مزاحمت نکرین اور مہر نگار کو ایک جواہر نگار سکھپال پر سوار کیا اور اولاد بن مرزبان کے حوالے کیا ایک منزل تک آپ معہ ملکہ زر انگیز بانو تشریف لیگئے اور وہان سے رخصت کرکے شہر مین آئے اور اولاد بن مرزبان کوچ در کوچ مہر نگار کو لیکر اپنے ملک کے طرف چلا ملکہ کے اور اسکے خیمہ سے تین فرسنخ کا تفاوت رہتا تھا اور مہر نگار جہان کہتی تھی وہین لشکر اُترتا تھا اسکے خیمہ کے گرد بارہ ہزار غلام بادشاہ کے ساسانی مستعد رہتے تھے کہ بیحکم بادشاہ زادی کے پرندہ پر نہ مار سکتا تھا جب انتالیس روز گذرے اور چالیسوان روز آیا لشکر اولاد کا ایک پہاڑ کے دامن مین پہنچا وہ مکان دلچسپ تھا کہا آج ہمارا لشکر اسی جا اُترے کہ نہایت خوب مکان ہی کل کا روز گذر جائے تو پرسون مہر نگار کو اپنے خیمہ مین لاؤن کام دل اُسسے حاصل کرون لیکن کئی روز یہان مقام رہے لشکر اسکا اسی جا اُترا اور مجلس جشن کی اُسنے آراستہ کی مہر نگار کی عجب طرحکی حالت تھی زار زار فراق مین امیر کے روتی تھی او جی مین یہہ بات ٹھہرائی کہ کل کا روز گذرے تو پرسون زہر کھاکر مرجائے باقی داستان فردائے شب را

داستان چوبیسوین

اب داستان صاحبقران کی ملاحظہ فرمائیے کہ ہندوستان سے جو چلے معہ خسرو ہندوستان

کوچ و مقام کرتے ہوئے اسی پہاڑ کے تلے ایک سمت کو اُترے جہان اولاد بن مرزبان
کا لشکر اُترا تھا ہوا وہان کی خاطر خواہ دیکھی عمر اور لندھور سے فرمایا کیا خوب صحرائیت اس
مکان کی معلوم ہوتی ہی پانچ چار دن یہان مقام کرینگے عمر نے بموجب فرمانیکے پہلوان
عادی کو حکم کیا کہ یہان مقام ہوگا لب دریا سبزہ زار مین اردو استادہ کرو وہ دن امیر
کو کمال فرحت مین گذرا اور دوسرے روز صبح کو حکیم اقلیمون نے عمر سے کہا ای بابا ایک
آہو بڑا پکڑ لاؤ اسکے امیر کے روبرو کباب بنائین اسکی بو سے صاحبقران کو اور زیادہ قوت
ہوگی عمر اسکے واسطے لشکر سے باہر نکلا جنگل کے طرف چلا دیکھا تو ایک گلہ ہرنون کا میدان
مین چرتا ہی عمر ان پر دوڑا اسکو دیکھہ کر وہ بھاگین اور چار طرف متفرق ہوئین لیکن
عمر نے ایک ہرن کو پہاڑ کے اسطرف جاکر پکڑا اور اسکے چار پاؤن باندھہ کر ایک پتھر
کے پیچھے رکھد یا اور جی مین خیال کیا کہ ذرا اس صحرا کو دیکھئے کہ اسمین کیا لطف ہی
یہہ تصور کر کے جو آگے بڑھا دیکھا تو کسیکا لشکر اُترا ہی کہ کئی کوس زمین خیمون سے معمور ہے
حیران ہوا کہ یہہ کسکا لشکر ہی صورت اپنی بدل کر آگے گیا اور نگاہ کیا تو دو شخص ایک تالاب
کے کنارے کھڑے ہین ایک کے ہاتھہ مین آفتابہ سونے کا ہی اور ایک کے ہاتھہ مین
روپے کا عمر نے اُن سے جاکر سلام کیا اور پوچھا یہہ لشکر کسکا ہی اور تم کون ہو انھون نے
کہا یہہ لشکر اولاد بن مرزبان کا ہی اور ہم بادشاہ ہفت کشور نوشیروان کی بیٹی مہرنگار
کے غلام ہین بادشاہ نے پہلے مہرنگار کی شادی ایک شخص حمزہ نامی تھا اس سے
ٹھہرائی تھی وہ ہندوستان مین جاکر لندھور کے ہاتھہ سے مارا گیا یہہ خبر بادشاہ سنکر
نہایت غمگین ہوا آخر بختک حرامزادے نے بادشاہ کو ورغلا کر مہرنگار کو اسکے حوالے کیا
ازبسکہ وہ قبول نکرتی تھی بزرجمہر نے اُسے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور اسکے ہمراہ جاؤ بعد
چالیس دن کے تمسے اور حمزہ سے ملاقات ہوگی سو آج چالیسوان دن ہی کل مہرنگار
کا ارادہ ہی کہ زہر کھا کر مر جائے کیونکہ آج تک وہ اپنی شرط سے بچی ہوئی تھی وہ کل
اسپر متصرف ہوگا عمر یہہ سنکر سُن ہوگیا اور جی مین کہا آفرین ہی بزرجمہر کی پیش بندی
پر اُسکو سنکر اُسنے کہا واقعی تم نے عجب بات سُنائی کہ مین نے تمام عمر نہ سُنی تھی میری

تھی

بھی حکایت سُنو مین ایک پاؤن سے لنگڑا ہون اور ایک ہاتھ سے لولا سو حکیم نے
یہہ دوا بتلائی ہی کہ اگر تو روپے کی ظرف مین پانی پیئے تو ہاتھ تیرا اچھا ہووے اور سونے کے
باسن مین پیوے تو پاؤن اچھا ہو سو مجھے کہان میسر ہو اگر تم دونو مین اسمین پانی
پیون شاید خدا فضل کرے اور مین تندرست ہوؤن پہلے جسکے ہاتھ مین چاندی کا ظرف
تھا اسنے امتحان کیواسطے دیا عمر نے اسمین پانی پیا اور ہاتھ کو ہلایا اور کہا وہ بھی
ذرہ دو اسمین بھی پانی پیون جو پاؤن بھی اچھا ہو دوسرے نے سونے کا آفتابہ اسکو
دیا عمر نے اسمین پانی پیا اور اس پاؤن کو پھیلایا وہ دونو برتنون کو لیکر ایک جست
کی اور ان دونو سے الگ ہوا وہ کہنے لگے بس اب تو اچھا ہوا ہماری چیز ہمکو دے عمر
نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین جو تمکو دون شاید پھر یہہ عارضہ عود کرے تو مین کہان
سے لاؤنگا یہہ کہکر بھاگا وہ بیچارے دونو حیران ہوئے کہ کیا ہوا آپسمین لگے لڑنے
کہ پہلے تونے دیا تھا دوسرے نے کہا مین تو روپے کا دیا تھا تونے سونے کا کیون دیا
یہہ دونو لڑتے ہوئے چلے کہ ملکہ سے جاکر کہین وہ انصاف کریگی کہ تقصیر کسکی ہی جب
نزدیک لشکر کے پہنچے آپسمین ان دونو نے کہا اولادین مرزبان کے لشکر مین بھی
دیکھتے چلین شاید چور کو پاوین اس خیال مین اودھر کو گئے جب اردو مین پہنچے دیکھتے
کیا ہین کہ ایک شخص بازار مین چادر بچھائے ہوئے ایک کتاب اور رمل کے پاسنے
لئے ہوئے بیٹھا ہی اور جو کوئی اسکے پاس جاکر سوال کرتا ہی وہ اُنکے ضمیر کا حال
کہتا ہی یہ دونو بھی اسکے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے ای شخص ہمارے واسطے بھی قرعہ
ڈال اُسنے قرعہ ڈالا اور زایچہ لکھکر انکا احوال کہنے لگا کہ تمھاری کچھ چیز کھوئی گئی ہی
لیکن اس چیز کے دو عدد تھے ایک طلائی اور ایک نقرئی یہہ لگے آفرین کرنے واقعی
ضمیر کا حال تونے خوب کہا اب کہو وہ چیز ہمین ملیگی یا نہین کہا احتمال ہی کہ ملے یہہ دو
تو بہت خوش ہوئے اور آپسمین کہنے لگے کہ یہہ بڑا صاحب کمال ہی اسکی خبر ملکہ کو کہا
چاہیئے کہ وہ اس سے کچھ پوچھین ایک اسکے پاس بیٹھا رہا اور ایک مہرنگار کی ڈیوڑھی پر
خبر کرنے کو گیا لیکن وہان مہرنگار کی یہہ صورت تھی کہ بے اختیار روتی تھی اور آفتاب

دیکھتی تھی کہ شام ہو تو زہر کھالون بزرجمہر نے کہا تھا چالیسوین دن امیر کی خبر آویگی سو اب تک احوال معلوم نہوا اسی خیال مین تھی کہ ایک کنیزک نے آکر عرض کیا کہ یہہ غلام آپکا کچھہ عرض کیا چاہتا ہی خیال کیا کہ شاید کچھہ خوشی کی خبر پایا ہو آپ اُٹھکر پردیکے پاس گئی اور اُسسے پوچھا کیا ہی اُسنے تمام احوال اس شخص کے ہاتھہ پاؤن اچھے ہونے کا اور اپنا آفتابہ لیکر بھاگ جانے کا اور اس رمّال کے ضمیر بتانے کا حال سب کہا مہر نگار کے دلپر وہین خیال گذرا کہ شاید خدا جھوٹھہ نکرے وہ عمر تھا اور وہ رمّال بھی عمر ہوگا یہہ تصور کرکے کئی ایساول اس غلام کے ہمراہ کئے اور کہا جاؤ اُسے لے آؤ ہم بھی کچھہ احوال اُسسے پوچھینگے لوگ گئے اور اُسے لے آئے مہر نگار نے اُسے پردیکے پاس بلایا اور کہا ای رمال میری ضمیر کہہ اُسنے جواب دیا کہ مین بن سایل کے منہہ دیکھے احکام جاری نہین کرتا کہ بعضے انسان کا احوال بشرے سے معلوم ہوتا ہی میرے روبرو آکر پوچھو تو مین بیان کرون مہر نگار نے خیال کیا کہ آج مین مقرر مرونگی اگر آج اسوقت اس مردپیر کے سامنے ہوئی تو کیا مضایقہ ہی پردے سے باہر آئی اور اُسسے سوال کیا اُسنے قرعہ اُٹھاکر مہر نگار کے ہاتھہ مین دیا اور کہا آپ ہی اپنے مطلب کی نیت کرکے ڈالئے کہ بندہ احکام کریگا مہر نگار اس قرعہ کو دیکھی تو اسمین علامت رمل کی ہرگز کچھہ معلوم نہین ہوتی ہی یہہ بھی اس علم مین شاگرد بزرجمہر کی تھی جی مین لگی کہنے کہ مین نے اس غلام کے کہنے سے ناحق اسکو بلوایا اپنے بلانے کے پیچ مین تھی کہ اس قرعہ کو ڈالا اس رمال نے اُسے دیکھکر کہنا شروع کیا اور جہانتک احوال تھا سب کہا آج تمھاری مطلب کی چیز آویگی مہر نگار نے ایک خلعت بھاری مول کی اُسے عنایت کی یہہ لگا گھڑی گھڑی اس خلعت کو دیکھنے ملکہ نے کہا العزیز کیا دیکھتا ہی کہا مین نے ایسی چیز تمام عمر نہین دیکھی اور مرد عیار ہون اسکو بازار مین بیچکر اسکی قیمت گھر کو لیجاؤنگا جو میرے بال بچے کھائین مہر نگار نے کہا اسے مت بیچنا ہمسے خرچ کو بھی لے ایک بدرہ روپیون کا بھی اسکو دیا اسوقت خیال گذرا کہ یہہ عمر ہو برابر آکے اسکی ڈاڑھی پکڑکر ایک جھٹکا مارا کہ وہ ریش عملی الگھڑ آئی اور اندر اسکے صورت عمر کی دکھائی دی مہر نگار نے گلے سے لگایا اور بزرجمہر پر ہزار آفرین کی عمر بھی قدمبوس

ہوا مہر نگار نے پوچھا کہ امیر کہان ہین عرض کیا کہ اس پہاڑ کے اسطرف ہین اتنے مین ڈیوڑھی پر غل اٹھی کہ اس رمال کو اولاد بن مرزبان نے طلب کیا ہی کہ اس سے ساعت دریافت کرے عمر نے کہا تم اب خاطر جمع رکھو دیکھو مین اسکے سر پر کیا آفت لاتا ہون کہ پھر نام شادی کا نہ لے یہہ کہکر پھر وہ ریش عملی باندھی اور باہر نکلا ہمراہ ان لوگون کے اولاد بن مرزبان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا باقی داستان فردا اے شب را

داستان پچیسوین

دوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا کہ لوگ اولاد بن مرزبان کے عمر کو اسکے پاس لے گئے عمر دیکھا تو ایک گبر بچہ مغرق بجواہر مرصع کی کرسی پر بیٹھا ہی اور سامان شادی کا سب تیار ہی عمر نے جا کر سلام کیا اور کہا بندے کو کیون یاد فرمایا ہی اسنے کہا تجھے مہر نگار نے بلایا تھا کیا پوچھا کہا ایک غایب کا احوال پوچھا سو مین نے کہا کہ وہ مارا گیا اسکی توقع نرکھو اور مین نے اس کی طبیعت کو تمھاری طرف راغب کیا ہی اولاد نہایت خوش ہوا اور کہا ایعزیز بارک اللہ خوب دانائی کی کہہ مہر نگار سے کس وقت وصل کرون کہا یہہ کام جتنا جلد ہوا تنا بہتر ہی آج سے شادی شروع کیجئے اور کل پہر دن چڑھے مہر نگار کو طلب کیجئے یہہ نہایت خوش ہوا اور عمر کو بہت سا انعام دیا عمر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون لیکن میرے چار بیٹے ہین ایک نے مقوے کا گرز بنایا ہی وہ گرز بازی کرتا ہی اور ایک بٹہ بازی خوب کرتا ہی اور ایک نے ڈھول بجانے کی مہارت پیدا کی ہی اور ایک سرنائی خوب بجاتا ہی فرمائے تو کل انکو حضور مین بھیجدون انکا تماشا دیکھیے کہ کیا خوب کسب کرتے ہین اسنے کہا بہت اچھا بھیجدینا عمر اس سے رخصت ہو کر باہر نکلا اور میدان مین آکر صورت اصلی ہوا اور اس ہرن کو لیکر لشکر مین گیا اور حکیم کو دیا اسنے اس ہرن کو ذبح کروا کر گوشت جدا کیا اور مصالح لگا کر کہا اسکے کباب امیر کے نزدیک بناؤ کہ اسکی بو امیر کے مغز مین پہنچے امیر او رحکیم کباب کیطرف مشغول ہوئے عمر وہان سے باہر نکلا دیکھا تو مقبل وفادار کھڑا ہی سامنے

کہا تو جاکر پہلوان عادی کو خسروی بارگاہ مین لے آوہ ادھر روانہ ہوا آپ لندھور
کے پاس گیا اور اسکی تعریف کرنے لگا خسرو عمر سے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای
بابا اسوقت کیونکر آنا ہوا کہا ایک کام ایسا ہی ہی آپ جانتے ہین کہ حمزہ نے یہہ تمام آفت
وبلا مہرنگار کے واسطے اپنے سر پر اُٹھالی اور اسکو ایک کافر لیجائے ہی ہی یہہ کیا غضب
ہی وہ اس پہاڑ کے اس طرف اپنا لشکر لئے ہوئے اُترا ہی اگر آجکا دن گذرا تو کل
مہرنگار ہاتھ سے جائے گی تمام قصہ مہرنگار اور امیر کے عشق کا سُنایا اور کہا یہہ ناموس
آپ کا ہی بندے نے کہہ سُنایا آگے آپ مختار ہین لندھور مارے غصہ کے لگا دانت
پیسنے اور کہا ایعمر مین اسی وقت فوج ہندوستان کو لیکر سوار ہوتا ہون اور اسکا
کام اس گرز سے تمام کرتا ہون عمر نے کہا آپسے ہوسکتا ہی لیکن امیر کا مزاج عجب طرحکا
ہی شاید اسکے مارے جانے مین راضی نہون تو مشکل ہے مین چاہتا ہون کہ اُسے جیتا
پکڑلون کہ مہرنگار بھی ہاتھ آوے اور وہ بھی نمارا جاے لندھور نے کہا پھر تم جسطرح کہو
وہ کرین یہہ باتین کرتے تھے کہ مقبل عادی کو لیکر آیا عمر نے اُن سے بھی یہہ احوال ظاہر
کیا اور اُن سب سے مشورت کرکے لندھور سے کہا کہ تم فقط گرز ہاتھ مین لے لو اور ایک
بارہ ہزار سوار ہندی کو کہو کہ اس پہاڑ کے دامن مین تیار رہین جب تمھارے نعرے کی
آواز سُنین اسی وقت پہنچین اور سواری تمھاری حاضر کرین اولاد کو جیتا پکڑ لین
اور باقی لوگون کو مارین اور عادی کے گلے مین ڈھول دیا کہ اسے تو بجاتا چل اور مقبل
کو سُرنئی دی آپ ایک خوب صورت لڑکے کی شکل بنکر بازی کرتا ہوا اُن کو ہمراہ لیکر اولاد
کے اردو کے طرف روانہ ہوا اس شب کو اولاد نے کمال تمنا سے گذارا اسکی صبح کو
یہہ چارون اولاد کی اردو مین آئے لیکن اس وقت اولاد کو عجب طرح کی خوشی
تھی مجلس شاہانہ آراستہ کی تھی کہ عمر معہ یارون اسکی ڈیوڑھی پر گیا اور لوگون سے
کہا جاکر حضور مین خبر دو کہ اُستاد رمّال کے بیٹے آئے ہین انھون نے حضور مین
گذارش کی اسنے اندر بلوالیا اور کہا تماشا کرو لیکن اُنکی وضع دیکھکر حیران ہوا غرض
جہانتک سردار تھے اسکے بارگاہ مین انکا تماشا دیکھنے لگے پہلے عمر نے گیارہ بٹے برنجی

ہاتھہ مین لیکر خوب بٹہ بازی کی اسکی صنعت کو دیکھہ کر سب کی عقل حیران ہوئی اولاد عمر سے نہایت خوش ہوا اور عمر کو قبائے زربفت عنایت کی جب یہہ بٹہ بازی کرچکا مقبل وفادار اور پہلوان عادی آئے اُنھون نے سُرنئی اور ڈھول خوب بجایا اولاد نے اُن دونو کو بھی قبائے اطلس بخشی لیکن جسوقت لندھور آیا اور لگا گرز بازی کرنے اسکی گرز کی ہوا سے لگے اپنی اپنی کرسی سے گرنے خیمہ مین ایک غل پیدا ہوا کہ بس خوب تماشا دیکھا اب موقوف کرو عمر نے لندھور کو اشارہ کیا کہ یہی وقت ہی لندھور نے ایک گرز بارگاہ کے ایستادون پر اس روز سے لگایا کہ بارگاہ گر پڑی معہ اولاد جہان تک لوگ اسمین تھے سب اسکے تلے دب رہے اور باہر کے لوگون نے انکو گھیر لیا یہہ لگے ایسے رستمانہ جنگ کرنے اور لندھور نے نعرہ کیا ہر کہ داند بداند وہر کہ نداند بداند کہ مین لندھور بن سعدان ہون اور عادی اور مقبل کا بھی نعرہ بلند ہوا اور عمر نے بھی آواز دی بارہ ہزار سوار جو چھپے ہوئے تھے انھون نے سواریان لا پہنچائی اور اس لشکر پر آگرے لگی تلوار چلنے اولاد کے تیس ہزار مین سے دس ہزار مارے گئے اور دس ہزار پکڑے گئے اور پانچ ہزار زخمی ہوئے اور پانچہزار بھاگ گئے لیکن جسوقت تلوار چلنے لگی عادی کو اُسدم خیال گذرا کہ آج اسکی شادیکا دن تھا باورچیخانہ مین چلئے البتہ کھانا سب طرحکا پکا ہوگا لیکن ایک آدمی کا سر کاٹ کر پاس رکھئے کہ عمر کو جواب دینے مین آوے خیال کیا تو ایک شخص بارگاہ کے تلے سے نکلا چاہتا ہی عادی نے ڈھول اسپر رکھا اور زور کیا وہ اولاد تھا ڈھول پھٹ گیا اولاد اسکے اندر آگیا عادی نے اس ڈھول کو بند کیا اور باورچیخانہ مین جاکر کھانا کھانا شروع کیا یہان عمر نے دیکھا تو اولاد بن مرزبان کا احوال کہین نہین معلوم ہوتا لگا تلاش کرنے لاشون مین دیکھتا ہوا چلا ناگاہ گذر اسکا باورچیخانہ مین ہوا دیکھا تو وہان عادی بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا ہی عمر کو نہایت بُرا معلوم ہوا لگا کہنے وہ مردک شکم پرور تو حمزہ کے لشکر مین پہلوان مشہور تھا اور آج لڑائی کے دن چھپ کر پیٹ پال رہا ہے جواب دیا ایک آدمی مین نے بھی پکڑا ہی عمر نے کہا مین دیکھون کسکو پکڑا ہی عادی نے کہا دیکھو ڈھول مین بند ہی عمر نے نگاہ کیا تو اولاد معلوم ہوتا ہی نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا

اسی عادی یہہ آدمی لاکھہ آدمی کے برابر ہی عادی کو معہ وہ ڈھول خسرو کے پاس لیگیا نہین
عادی نے وہ ڈھول زمین پر رکھا اولاد اسمین سے باہر نکلا اور خنجر نکال کر لندھور
پر دوڑا لندھور نے اسکا خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھہ ڈال کر اسے اٹھا لیا اور عمر کے
روبرو زمین پر پٹکا عمر نے اسکی مشکین باندھین اور قید کیا وہان سے عمر مہر نگار کے پاس
گیا وہ نہایت خوش ہوئی عمر نے اپنے لوگ اسکی محافظت کو چھوڑے اور امیر کو جا کر یہہ خبر
دی امیر نے عمر کو دوڑ کر گلے لگا لیا اور کہا واقعی ہماری اور تمھاری عصمت جُدی نہین
پس اگر تم ایسا کام نکرو تو اور کون کرے سلطان بخت مغربی کھڑا تھا اسسے کہا مہر نگار کو
ساتھہ لیکر مداین مین نوشیروان کے پاس جاؤ اور حوالے نوشیروان کے کرو
اور اولاد کو بھی لیتے جاؤ وہ مختار ہی جو مناسب جانیگا سو کریگا اور ایک خط لکھوا کر اسے
دیا کہ بادشاہ کی خدمت مین اسے گذرانا اس عریضہ مین یہہ مضمون تھا کہ بندہ بموجب آپ
کے ارشاد کے ہندوستان کو گیا اقبال سے آپ کے مین نے وہ ملک سر کیا اور خسرو
ہندوستان کو مطیع کیا دشمنون نے یہان میرے مرنے کی خبر مشہور کی سو واقعی
گستھم نے زہر دلوایا تھا لیکن خدا نے فضل کیا کہ اسکا صدمہ دفع ہوا بندے نے سُنا
ہی کہ مخالفون نے آپ کی طبیعت کو اُدھر لا کر مہر نگار کی شادی اولاد بن مرزبان کے
ساتھہ کروائی ازبسکہ حضور کی مرضی نتھی اسلیئے اولاد کو طوق و زنجیر کر کے خدمت
عالی مین بھیجا ہی جو آپ کو مناسب ہی سو کرین کہ بندہ مداین سے تیس منزل تک آپہنچا ہی انشاء اللہ
تعالی چندروز مین آکر آستانہ بوس ہوتا ہی وہ خط سلطان بخت مغربی کو دیا وہ لوگ
جو نوشیروان نے مہر نگار کے ہمراہ کیئے تھے ان سب کو امیر نے خلعت و انعام عنایت
کیئے اور ہمراہ سلطان بخت مغربی کے فرمایا جاؤ لیکن وہان مہر نگار نے جشن کی مجلس
آراستہ کی تھی اور بکمال فرحت مین بیٹھی کہ اب امیر میرے خیمہ مین آوینگے یا مجھے
طلب کرینگے اسی خیال مین تھی کہ خبر پہنچی امیر نے سلطان بخت مغربی کو بھیجا ہی
کہ آپ کو مداین لیجائے حیران ہوئی کہ مین نے اسکی اشتیاق مین اپنی یہہ صورت
بنائی اور مجھے نہ بلایا ایسا قصور مین نے کیا کیا نہایت اسبات سے آزردہ ہوئی

غرض

غرض لشکر نے مہر نگار کے کوچ کیا اور مداین کے طرف روانہ ہوا یہان عمر نے امیر سے
کہا کہ آپ نے تمام صدمات عشق مین مہر نگار کے اٹھائے اور اب خدا نے اسے اس
طرح دیا اور آپ مداین کو پھر بھیجتے ہین اسکا کیا سبب ہی فرمایا مین آگے اور صورت رکھتا
تھا اور اب زہر کے باعث مجھ مین فقط پوست اور استخوان رہ گئے ہین نہین چاہتا
کہ وہ مجھے اس صورت سے دیکھے خدا چاہا تو مین مداین جاکر دیکھون گا تم مہر نگار کی
خاطرداری کرو کہ آزردہ نہو اور مداین تک اسکے ہمراہ جاؤ وہان سے اسکے پہنچنے کی خبر
لاؤ کہ مین بھی داخل مداین ہوتا ہون جسوقت امیر نے عمر کو رخصت کیا اسوقت حکیم
اقلیمون نے کہا اے بابا سرکار مین نوشیروان کے نوشدارو ہی تھوڑی لیتے آنا کہ اسکے
کھانے سے امیر کو صحت ہوگی پر نوشدارو کے لئے اپنی صورت تبدیل کر کے جانا نہین
تو دشمن یون اگر جانین گے کہ حمزہ کے خاطر ہی تو ندینگے عمر امیر سے مرخص ہو کر روانہ
ہوا اور مہر نگار کے پاس آیا وہ گریہ و بکا مین تھی کہ عمر پہنچا بارے اسکے آنے سے
کچھ طبیعت اسکی بحال ہوئی کہنے لگی عمر امیر نے مجھے کیون نہ بلایا عمر نے کہا اسکا سبب یہ
ہی کہ امیر کو تم نے حالت تندرستی مین دیکھا تھا اور اب زہر کے کھانے سے وہ نہایت
حقیر ہوگئے ہین اسواسطے تمھارے روبرو نہوئے اگر خدائے تعالے نے چاہا تو
مداین مین بخوبی ملاقات ہوگی ملکہ رو کر خاموش ہورہی اور اسبات کا جواب ندیا غرض
وہان سے کوچ کر کے منزل بمنزل طرف مداین کے چلے جب شہر کے نزدیک پہنچے
بادشاہ آپ کئی کوس تک آیا اور مہر نگار کو لیگیا سلطان بخت مغربی کو سرو پاؤ امداد
کیا اور سرفراز کیا لیکن اب احوال عمر عیار کا عرض کرون کہ وہ اُنکے ہمراہ نوشدارو
کے واسطے آیا تھا صورت ایک دہقانی کی بنکر شہر مین آیا اور ایک قصاب کی دوکان
پر جاکر دو پیسے سل پٹ کہ جسمین سکہ کی علامت کا کہین نام نتھا اسکے روبرو رکھ کر
کہنے لگا کہ اسکی نوشدارو دے وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے اسکا نام بھی
نہین سنا کہین اور جگہہ جا عمر ایک بنئے کی دوکان پر آیا اور یہی اس سے بھی کہا وہ
نوشدارو کے احوال سے واقف تھا جواب دیا اگر نوشدارو کی خواہش ہی تو

جاکر زنجیر عدالت کو ہلا البتہ بادشاہ بلاکر دیگا عمر زنجیر عدالت کو ہلانے لگا جو نہین صدا اسکی بلند ہوئی بادشاہ نے اسے طلب کیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا مرا د رکھتا ہی عمر نے پاس جاکر سلام کیا اور وہ دو نو پیسے نکال کر بادشاہ کے تخت پر رکھدئے اور کہا مین فلانے دیہہ کا رہنے والا ہون میرے بیٹے کو سانپ نے کاٹا ہی سو وہان کے حکیم نے بتایا ہی کہ اگر تین مثقال نوشدارو پیدا کرو تو بھلا ہوگا مین گانو کے لوگون سے پوچھا انھون نے کہا مداین مین ملے گی سو یہان مین کئی دوکانین پھرا کسی نے نذی کہتے ہین کہ بادشاہ کے یہان ملے گی اسلئے مین آیا ہون دو پیسے لیجئے اور نوشدارو دیجئے لیکن کہدیجئے کہ وزن مین کم نہو پورا تولین بادشاہ اور حاضرین اسکی حرکت سے بے اختیار ہنسے ہر چند لوگون نے کہا یہہ پیسے اٹھا لے حضور سے نوشدارو ملے گی کہا صاحب گو مین غریب ہون لیکن بے قیمت دئے مین کسی سے یون کچھہ نہین لیتا بادشاہ کو اسپر رحم آیا اور بزرجمہر کے طرف دیکھہ کر فرمایا کہ اسے خزانہ مین لیجاؤ اور تین مثقال نوشدارو دو بزرجمہر اسے لیکر خزانہ مین گئے اور ایک صندوق مین سے ایک حقہ مرصع کا نکالا اسمین سے تین مثقال نوشدارو اُسے دی اور تین تولہ الگ رکھی کہ علم رمل مین دریافت کیا تھا امیر کا زہر پینا اور عمر کا آنا کہ وہ مقرر اسکے خاطر آویگا جب صندوق کو بند کرکے باہر کو چلے عمر نے دامن کو پکڑ لیا اور کہا وزیر ہوکر تم بادشاہ کی سرکار مین خیانت کرتے ہو یہہ نوشدارو جو تم نے رکھی ہی مجھے دو نہین تو رسوا کرونگا بزرجمہر ڈر گئے اور خیال کیا تو ایسا نہو کہ کوئی دوسرا اسنے عمر کے حوالے کی عمر باہر نکلا اور بزرجمہر دروازے پر آئے پر احوال اب بختک کا سُنئے کہ اسکو تو امیر کا احوال معلوم تھا جی مین کہا کہ مقرر بزرجمہر نے حمزہ کے واسطے نوشدارو نکال رکھی ہوگی بادشاہ کو ورغلایا اور کہا بزرجمہر خاین ہی اسمین دیکھہ لیجئے کہ اُسنے مقرر نوشدارو چھپائی ہوگی چل کر چوری پکڑ لیجئے غرض بادشاہ کو وہان لایا اور بزرجمہر کا جھاڑا لیا نوشدارو اُنکے پاس سے نہ نکلی بادشاہ نے بختک پر جرمانہ کیا اور بزرجمہر سے معذرت کیا پھر بزرجمہر نے معلوم کیا کہ وہ عمر تھا دل مین اُسکو دعا دی لیکن عمر جو یہان سے نکلا شہر کے باہر ہوکر بصورت اصلی روانہ ہوا باقی داستان فردا ئے شب را

داستان چھبیسوین

دوستینہ قصہ کو اسی مکان تک بیان کیا تھا کہ عمر نوشاد اور لیکر امیر کے طرف چلا لیکن احوال امیر کا ملاحظہ فرمائے کہ عمر کے جانے بعد کتنے دنون کے پیچھے ایک روز اپنی حالت دیکھ کر خوب روئے کہ بدن مین ہرگز طاقت معلوم نہین ہوتی ہے پس ایسی زندگی سے موت آوے تو بہتر ہی اسی افسوس مین سو گئے اور عین خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آکر مدد کی اور فرمایا ای فرزند خدا نے تیرا مرض دور کیا اٹھ اور سجدہ شکر کر جو نہین امیر مارے خوشی کے اٹھے تو آنکھ کھل گئی دیکھے تو مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہی معلوم کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے تجھپر نظر رحمت کی کی خیال کرنے تو زور اور قوت آگے کسے زیادہ معلوم ہوتی ہی اٹھ کر شکرانہ کی نماز ادا کی اور پلنگ پر بیٹھے قضا کار اسی روز عمر بھی آیا حمزہ کو اسطرح دیکھکر حیران ہوا کہ یہہ کون ہین امیر کے برابر آکر کھڑا ہوا اور کہا ایجوان تو کون ہے اور حمزہ کہان گیا امیر نے فرمایا مین بھائی ہون اولاد بن مرزبان کا اپنے بھائی کے قید ہونے کی خبر سنکر آیا ہون اور حمزہ کو مین نے مار ڈالا جو نہین یہہ بات عمر نے سنی آگ ہو گیا اور دوڑ کر خنجر مارا امیر نے روک کر عمر سے وہ خنجر چھین لیا اور گلے سے لگا کر کہا مین حمزہ ہون خدا نے شفا دی عمر نہایت خوش ہوا باہر نکلکر سب کو یہہ خوشخبری سنائی جہانتک سردار تھے مع خسرو ہندوستان بارگاہ دانیالی مین جمع ہوئے اور امیر پر زر سرخ نثار کرنے لگے عجب طرح کی ہر ایک شخص کو لشکر مین فرحت حاصل ہوئی اسی میدان مین کئی روز تک جشن رہا بعد اسکے امیر بجلوس شاہانہ اسی ہزار سوار سے کوچ کرکے مداین کیطرف روانہ ہوئے اب کچھ احوال بہرام گرد خاقان چین کا عرض کرون کہ آگے بھی اسکا ذکر ہوا ہے وہ جو امیر کے ہندوستان جاتے وقت راہ مین طوفان آیا تھا اور بہرام چار جہاز سے اپنے غائب ہوا تھا چھ مہینے تک دریا مین سرگردان رہا بعد چھ مہینے کے بندر سندھ مین پہنچا وہان جہازونکو لنگر کیا اور اسباب خرید کرنے کو لوگون کے ساتھ خشکی مین گیا شہر کے نزدیک دیکھا ایک درخت ہی عظیم الشان اور اسکے تلے ایک چوکی بچھی ہوئی ہی اسپر ایک کمان دو تیر نہایت زور آور اور ایک ہزار اشرفیون کا توڑا دھرا ہی بہرام وہان گیا اور

لوگون سے پوچھا یہہ کمان اور یہہ توڑا کیا ہی لوگون نے کہا یہان کا حاکم بڑا سرکش ہندی ہی اسکا ایک بھائی کوہ لخت ہندی نہایت زورآور ہی اپنے برابر کسی کو نہین جانتا یہہ کمان اسنے اپنی یہان رکھی ہی کہ جو شخص اسکو کھینچے یہہ توڑا وہ لے بہرام اپنے دل مین نہایت خوش ہوا کہ یہہ خدا نے مفت فتوح غیبی دیا ہی شوق سے اس چوکی کے پاس گیا اور کمان کے قبضہ کو پکڑ کر تا بگوش کھینچا جتنے لوگ دیکھتے تھے سب حیرت مین رہ گئے اور کوہ لخت ہندی کو خبر کرنے گئے بہرام نے وہ توڑا اٹھا کر اپنے آدمیون کو دیا یہہ خبر سرکش ہندی کو ہوئی اسنے اپنے آدمیون کو بھیجے کہ اس مسافر کو اور کوہ لخت کی کمان کو لے آؤ بہرام اس کمان کو لئے ہوئے سرکش کے پاس گیا اور سلام علیک کی وہ بھی مسلمان تھا لندھور کے طرف سے نہایت اس شہر کی حکومت اسکی تھی اسنے سلام کا جواب دیا اور کہا مین نے سنا ہی کہ تم نے وہ کمان کھینچی پر میرے روبرو کھینچو کہ مین بھی دیکھون کس طرح کھینچتے ہو بہرام نے پھر اس کمان کو اسکے روبرو اس زور سے کھینچا کہ ٹوٹ گئی وہ اسکی قوت دیکھکر تعجب مین رہ گیا اور بہرام کے واسطے کرسی منگائی بہرام دیکھا تو اسکے پہلو مین ایک کرسی فولادی زرکوبی بچھی ہوئی ہی اور اسپر غاشیہ پڑا ہوا ہی بہرام نے جاکر اسپر سے غاشیہ اٹھایا اور اسپر بیٹھا ایک ساعت نگذری تھی کہ بارگاہ کے دروازے سے کوہ لخت مانند شیر کے غراتا ہوا آیا اور اپنی کرسی پر اسے بیٹھا ہوا دیکھکر آگ ہو گیا کمر سے خنجر نکال کر اسپر دوڑا یہہ کہتا ہوا کہ ایک تو تو نے میری کمان توڑی دوسرے میری جا پر بیٹھا ہی اور برابر آکر وہ خنجر مارا بہرام نے اسکو روکا اور ہاتھ مروڑ کر خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالدیا اسنے بھی اسکی کمر پکڑلی دونو مین لگی کشتی ہونے یہانتک کہ فرش تمام وہان کا ابتر ہو گیا بہرام کے ساتھ بھی پانسو جوان ازبک تھے سرکش نے دیکھا ایسا نہو کہ فساد برپا ہو آپ اٹھ کر دونو کو چھڑایا اور صلح کروائی کوہ لخت اور چوکی منگوا کر بیٹھا سرکش نے معہ جوان ازبک بہرام کی ضیافت کی مجلس مین جام شراب اور ساقی آیا صراحی کے قہقہے کی آواز بلند ہوئی اسیوقت سرکش ہندی نے بہرام سے کہا قسم ہی تمکو اپنے دین و مذہب کی سچ کہو تم کون ہو بہرام نے تمام اپنی حقیقت امیر کے ساتھ سے طوفان کے سبب جدا ہونے کی کہی وہ

اس احوال کو سنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور ایک آہ ماری بہرام نے سبب پوچھا کہا حمزہ کی ملاقات کا مجھے بڑا اشتیاق تھا لیکن تمھارے آنے کے کئی روز آگے اسکا کوچ ہو گیا گستھم نام ایک شخص یہان آیا تھا ہرچند اسنے کہا پر مین نے اسکے واسطے شہر کا دروازہ نکھولا اور اندر آنے ندیا اسنے حمزہ کا سر اور لندھور کا سر یہان سے نوشیروان کے پاس بھیجا ہی جونہین یہہ بات بہرام نے سنی گریبان پھاڑ ڈالا اور ایک دو ہتڑ اپنے منہہ پر مارے اور اسیوقت اٹھکر کھڑا ہوا اور سرکش سے کہنے لگا مجھکو اب ایک ساعت آرام کرنا حرام ہی اب بے حمزہ زندگی خوب نہین اس سے مرنا بہتر ہی سوار ہوتا ہون اگر ایران مین جاکر اسی چار ہزار سوار سے سلطنت کو نوشیروان کے الٹ ندیا اور حمزہ کے خون کا بدلہ نلیا تو مردان عالم مین نام نپاؤن ہرچند سرکش نے کہا کہ مین نے سراندیب سے خبر منگوائی ہی اسے دریافت کر تو بہرام نے کہا تمنے نام گستھم کا لیا مجھے یقین ہوا کہ وہ سخت بدذات ہی کسیطور سے فرصت پاکر اسے مارا ہوگا مین منتظر رہ جاؤنگا چھہ مہینے کا اسباب سرکش نے جہازون مین بھر دیا بہرام اُن سے رخصت ہوکر سوار ہوا اور چار جہاز سے تن بتقدیر ایران کی طرف روانہ ہوا پانچ مہینے بھر دریائے شور مین چلا گیا چھٹے مہینے ایک جزیرہ مین پہنچکر لنگر کئے اور خشکی مین اُترا چار ہزار ازبک سے نوشیروان پر چلا یہہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو سنائی کہ بہرام باغی ہوکر آپ سے لڑنے کو آتا ہی بادشاہ نے اشک بن گستھم کو دس ہزار سوار سے اسکے ساتھ لڑنے کو بھیجا جسوقت بہرام کے نزدیک پہنچا نامہ لکھکر اسکے پاس بھیجا اس مضمون کا کہ حمزہ جیتا ہی اسکو کسی نے مارا نہین چل کر شاہ کی اطاعت قبول کر اور یہہ باتین جی سے اٹھا بہرام نے جواب مین لکھا کہ مین تم لوگون کی مکر سے خوب واقف ہون ایسی باتین کچھہ نہین سمجھتا میدان مین جو ہوگا دیکھہ لونگا اشک نے طبل جنگ بجوایا اور دوسرے دن صبح کو میدان مین نکل کر بہرام کو طلب کیا بہرام مانند شیر مست کے میدان مین نکلا جونہین اشک نے اسکو دیکھا نیزہ فولادی ہاتھہ مین لیکر بہرام کی چھاتی مین مارا بہرام نے ہاتھہ بڑھاکر وہ نیزہ اسکے ہاتھہ سے چھین لیکر اسکے سینہ

مین اس زور سے مارا کہ اسکی سنان اشک کی پشت کی طرف نکل آئی وہ جو دس ہزار سوار اسکے ہمراہ تھے اسکو مواد یکھکر بہرام پر آگرے اور لڑنے لگے بہرام کے ساتھ جو چار ہزار سوار ازبک تھے وہ اُن پر ٹوٹ پڑے غرض اس دس ہزار سوار ساسانی مین سے پانسو جوان بچکر نوشیروان کے طرف بھاگے اور باقی مارے گئے بہرام نے حکم کیا اپنے لوگون کو کہ جس بستی مین پہنچو وہان کے سب لوگون کو قتل کرو اور لوٹ لو ہم نے انکا مال واسباب تمکو معاف کیا اسیطرح یہہ قزاقی کرتا ہوا مداین کو چلا یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی نہایت مشوش ہوا اور قلعہ کو مرمت کرنے کو حکم کیا اس معاملہ کو چار روز نگذرے تھے کہ بہرام کا لشکر آیا اور قلعہ کو گھیر لیا ہر چند اوپر سے لوگون نے نصیحت کی کہ حمزہ سلامت ہی اور تو بادشاہ سے بے ادبی کرتا ہی تیرے واسطے خوب نہین بہرام نے ہرگز خیال نہ کیا اور جو اوپر سے ضربین مارتے یا نہین مارتے اگر مارتے تو ان کو بچا کر خاک ریز پر پہنچاتا تھا جب تو بادشاہ نہایت گھبرایا اور بہرام بھی قلعہ کے دروازے کے پاس آیا نزدیک تھا کہ دروازہ توڑے کہ یک مرتبہ قدرت سے قادر قدرت نما کے صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور اس گرد مین علم اژدہا پیکر کا نمود ہوا اور آواز طبل سکندری کی آئی بہرام پھر کر دیکھا تو صاحبقران کا لشکر معلوم ہوتا ہی بے اختیار اسطرف دیوانہ وار دوڑا اور جاکر امیر کی رکاب چومی امیر بھی گھوڑے سے تلے اتر کر بہرام سے بغلگیر ہوئے لندھور سے بھی امیر نے ملاقات کروائی بہرام اور خسرو امیر سے باہم کھڑے ہوئے باتین کرتے تھے کہ بادشاہ کے پاس سے دو ناقہ سوار آئے اور امیر سے کہا بادشاہ نے آپکو دعا فرمائی ہی اور ارشاد کیا ہی کہ آج اپنا لشکر اسی جا استاد کرو کل ہم استقبال کرکے لاوینگے صاحبقران لشکر بے پایان لیکر اسیجا اترے اور مقام کیا جب دوسرا دن ہوا صبح کو امیر فوج ہند اور عرب اور ازبک یمنی ہمراہ لئے ہوئے شہر کے طرف چلے نوشیروان بھی معہ تمام ساسانی سوار ہوکر مداین سے کئی کوس استقبال کرنے کو آگے آیا امیر نے جونہین سواری بادشاہ کی دیکھی مرکب سے اُتر کر پیدل ہوئے مجرا کرکے پائے تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے نہایت سرفرازی کی

اور ہمراہ لیکر شہر کو چلے جب قریب دروازے کے پہنچے امیر نے فرمایا کہ لشکر کو اپنے حکم کرو کہ قدیم جا تل شاد کام پر اُترے اور تم شہر مین چلو امیر نے عمر معدیکرب سے کہا لشکر قدیم جا پر استادہ ہوا اور آپ بادشاہ کے ساتھ شہر مین داخل ہوئے اور بار گاہ کیخسروی مین آئے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا اور امیر رستم کی کرسی پر بیٹھے غرض بادشاہ نے نہایت سرفرازی فرمائی جب دربار کے برخاست کا وقت آیا امیر رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین گئے اور صحبت نشاط مُہیّا ہوئی پر احوال بختک کا سُنئے کہ شب کو وہ لئی سردار ساسانی کو ساتھ لیکر حضور مین بادشاہ کے گیا اور بعد اختلاط کے غرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا کوئی اسکے مقابل نہو سکتا تھا اور اب مثل لندھور اور بہرام اسکے رفیق ہوئے ہین مجھے یہہ دہشت ہی کہ تخت ایران کا نہ لے لین انکے دفع ہونیکے فکر کیجیئے بادشاہ کو یہانتک ڈرایا کہ وہ سہم گیا اور کہنے لگا اسکی تدبیر کس طرح کرین کہا اور کوئی صورت نہین مگر یہہ ہی کہ ایک ایک کا علاج کیجیئے تو البتہ یہہ قوم دفع ہوتی ہی فرمایا کس طرح عرض کیا کہ صبح کو حمزہ آوے تو آپ اسے یہہ فرماوین کہ مین نے تم کو لندھور کا سر کاٹنے بھیجا اس خاطر نہ بھیجا تھا کہ یہہ فوج دشمن یہان لے آؤ بادشاہ نے فرمایا مین نے تجھی کو اس امر مین مختار کیا جس طرح جی چاہے گفتگو کرنا وہ شب گذری صبح کو امیر حضور مین آئے اور بادشاہ کو مجرا کیا اور کرسی پر بیٹھے جسوقت تمام سردار حاضر ہو چکے اسوقت بختک نے امیر سے کہا کہ بادشاہ نے تم سے خسرو کا سر طلب کیا تھا نہ کہا تھا کہ اسکو میرے پر لاؤ اب بادشاہ کی خوشی یہہ ہی کہ اسکی جلو خانہ مین گردن مارو کہ اسکا سر نقار خانہ مین لٹکایا جاوے اس بات سے امیر نہایت آزردہ ہوئے اور فرمایا مدعا اطاعت سے ہی سو اُسنے تابعداری قبول کی اگر بادشاہ کو منظور نہین یہہ بھی مجھ سے ہو سکتا ہے عمر کو ارشاد ہوا کہ جا کر لشکر سے خسرو کو دست بستہ لے آؤ عمر بموجب فرمانے امیر کے گیا اور جا کر لندھور سے کہا نوشیروان کی طبیعت کو دشمن اس طرف لائے ہین اور امیر نے یون فرمایا ہی اب تم کیا کہتے ہو لندھور نے عمر کے طرف دیکھ کر کہا ای خواجہ مین امیر کے فرمانے سے ہرگز باہر نہین

جوان کی خوشی ہی وہی میری بھی خوشی ہی اب میرے ہاتھہ باندھہ لے اور لیچل عمر
ہنسا اور کہنے لگا ای خسرو کیا مقدور ہی نوشیروان کی جو تجھہ پر نگاہ بد کر سکے تو
مسلح ہوکر فیل میمونہ پر سوار ہو لندھور عمر کے کہنے سے اوچی ہوکر سوار ہوا اور گرز کو
کندھے پر دھر کے اسکے ساتھہ چلا جسوقت بارگاہ کیخسروی کے جلوخانے مین گیا
لگا گرز کو ہوا مین اچھالنے اور روکنے جہانتک لوگ وہان کے تھے لگے غل مچانے
کہ یہہ کیا کرتے ہو ابھی ہاتھہ سے چھوٹ جاوے گا تو کتنے آدمی دب مرینگے اس غل
کی آواز اندر گئی بادشاہ نے پوچھا یہہ کیا شور ہی لوگون نے عرض کیا کہ اسطرح سے
آتا ہی یہہ باتین کرتے تھے کہ وہ اندر آیا اور امیر کے روبرو ہاتھہ باندھہ کر کھڑا ہوا لیکن
جسنے لندھور کی وضع دیکھی کانپ گیا قریب تھا کہ بادشاہ تخت سے کود کر بھاگ جاوے
بختک نے امیر سے کہا اب دیر کیا ہی فرمایا کچھہ دیر نہین اور امیر نے لندھور کے
طرف دیکھکر فرمایا کہ بادشاہ کو تمھارا سر درکار ہی جاکر صحن جلوخانہ مین بیٹھو اور
بادشاہ کے حکم سے سر نہ اٹھاؤ لندھور نے کچھہ جواب ندیا اس جا سے پھرا اور صحن
مین جلوخانہ کے جاکر گرز کو رکھدیا اور اس سے تکیہ کرکے بیٹھا اسوقت بارگاہ مین
تمام شاہ و شہریار خورد وکلان حاضر تھے کہ سلطان صاحبقران نے پہلوان عادی کو
کہا کہ جاکر خسرو کا سر کاٹ لا عادی بموجب فرمانے کے باہر نکلا اور برابر لندھور
کے گیا دیکھا تو وہ بیٹھا ہی اور کہتا ہی کہ سر میرا حمزہ کی رضامندی مین گیا ہی یہہ
خدا کا شکر ہی عادی نے جو نہین یہہ بات سنی جی مین کہا ایسے شخص کو مارنا اپنے
سے نہوگا برابر خسرو کے خاک پر بیٹھہ گیا یہہ خیال کرکے کہ جو اسکا سر کاٹنے کو آویگا
جبتک میرا سر نہ کاٹ لیگا اسکو تک نجانے دونگا پر عمر بھی ایک کونے مین اس میدان
کے کھڑا ہوا تماشا دیکھہ رہا تھا جسوقت یہہ خبر امیر کو ہوئی کہ عادی اسکے پاس جاکر بیٹھا
امیر نہایت خفا ہوئے اور سلطان بخت مغربی کو فرمایا تم جاکر لندھور کا سر کاٹ لاؤ یہہ
وہان سے تو آیا پر لندھور کے پاس جہان عادی بیٹھا تھا خاک پر یہہ بھی یہہ کہہ کر بیٹھہ گیا
کہ امیر یہہ جلادی کا حکم اور کسی کو دین ہم خسرو کے ساتھہ مارے جاوینگے یہہ خبر بھی

امیر کو ہوئی بہرام گرد خاقان چین کو بھیجا وہ بھی وہین جاکر بیٹھ گیا جب کئی سردار
جاچکے اور جو گیا اُسنے یہہ حرکت کی بختک نے امیر سے کہا پس بادشاہی جلاد حاضر ہین
اُن ہین سے کسی کو کیون نہین بھیجتے فرمایا تمکو مختار کیا جسکو چاہو بھیجدو بختک نے
ایک جلاد کو ارشاد کیا وہ پکارا کہا کسکا آفتاب زردی مین آیا ہی حکم ہو ابھی اسکا
سر جدا کرون کہا جا لندھور کی گردن مار وہ حکم لیکر چلا عمر جو جلوخانہ مین کھڑا تھا دیکھا تو
ایک جلاد بادشاہی شیر کے کھال کی قبا گلے مین پڑی ہوئی اور پوست بز کوہی کی کلاہ
سر پر رکھے ہوئے اور دستمال لوہو کے بھیگے ہوئے کمر مین کھوسے ہوئے ایک
تلوار ننگی ہاتھہ مین لئے ہوئے نکلا اور لندھور کے طرف چلا عمر نے معلوم کیا کہ یہہ لندھور
کے پاس آیا لگا خدا سے اسکے لئے دعا مانگنے لندھور اسوقت سر جھکائے ہوئے
بیٹھا تھا اور جلاد بھی نزدیک پہنچ چکا تھا کہ ایک مرتبہ اہتمام کی آواز آئی نگاہ کرے
تو اودھر سے سواری ملکہ زرانگیز بانو کی آتی ہی ایک محافہ جواہر نگار پر آپ سوار ہی
اور ایک پر مہر نگار باغداد مین صبح سے گئی تھین اسوقت پھرین جو نہین نگاہ زرانگیز
بانو کی محافہ کے اندر سے لندھور پر پڑگئی مہر نگار سے دریافت کیا کہ لندھور ہی
بادشاہ ہندوستان زرانگیز بانو نے خواجون سے کہا دریافت کرو کہ یہہ کیا معاملہ
ہی اُنھون نے احوال کو پوچھہ کر عرض کیا کہ لندھور کو بادشاہ نے گردن مارنے
کا حکم کیا ہی کہا جاؤ چھڑا لاؤ وہ لوگ گئے اسکے لانے کو جلاد نے مزاحمت کی زرانگیز
بانو نے کہا اسکے کان اور ناک کاٹ کر جلوخانہ سے باہر کرو غرض لندھور کو
لوگ لیگئے جب تک یہہ معاملہ ہوا سواری اُنکی محل مین پہنچ چکی تھی خواجہ سراؤن نے
جاکر خبر دی کہ لندھور حاضر ہی فرمایا ہمارے یہان سے خلعت دیکر رخصت کرو کہ
اپنے لشکر مین جائے لندھور سوار ہوکر لشکر اسلام مین گیا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا
یہہ خبر بادشاہ کو ہوئی فرمایا ملکہ نے بے مصلحت یہہ حرکت نہ کی ہوگی ہم جاکر دریافت
کرینگے دیوان برخاست کرکے سوار ہوئے اور شبستان حرم کیطرف چلے باقی داستان فردا شب رات

داستان ۲۷ ستائیسوین

دوشیزہ قصہ کو یہان تک پہنچایا تھا کہ بادشاہ محل مین زرانگیز بانو کے پاس گئے کہ
تم جلد لندھور کو چھوڑا کرے آئین اس کا سبب کیا تھا کہا وہ بادشاہ ہندوستان کا ہے
بادشاہ بادشاہون کو اس طرح نہین مارتے کہ موجب بدنامی کا ہی دوسرا یہہ کہ تمھین
اسکے مارنے سے کیا حاصل اگر ایسا ہی مسلمانون کو قتل کرنا منظور ہی تو پہلے حمزہ کو مارو
ورنہین اسکے مارنے سے فساد برپا ہوگا کیونکہ حمزہ مقرر خون اسکا لیگا مین نے یہہ سمجھ
کر اسکو چھوڑ دیا نوشیروان نے کہا تم نے خوب کیا لیکن حمزہ کو کس طرح دفع کرون
ایسی کوئی تدبیر نہین کہ وہ دفع ہو اور کچھہ دردسر نہو اسبات کو سنکر زرانگیز بانو تامل
مین گئی کہ کیا جواب دون قضاءً وہان اسوقت مان بختک کی سقر غار موجود تھی بادشاہ سے
کہنے لگی اگر آپ کی مرضی اس مین ہو تو لونڈی سہج مین اسکا علاج کرتی ہی فرمایا کیا
کرے گی عرض کیا آپ جاکر حمزہ کی خاطر جمع کیجیے کہ اتنی مدت کے بعد تمھاری شادی
ہوگی تم تیاری کرو وہ تو اس خوشی مین رہے اور مین بھی مہرنگار سے یہی کہہ کر اسکو ایک
تہ خانہ مین چھپا کر بٹھلاتی ہون اور اوپر سے یہہ افواہ اڑاتی ہون کہ مہرنگار کمال بیمار ہی
بعد پانچ چار دن کے مشہور کرون گی کہ مہرنگار مر گئی پس یہہ خبر سارے شہر مین
مشہور ہوگی یقین ہی کہ حمزہ یہہ سنکر اپنے تئین مار ڈالیگا بادشاہ یہہ سنکر بہت خوش
ہوا اور کہا واقعی اس سے بہتر کوئی صورت دفع ہونے کی نہین پھر باہر تشریف لائے
دوسرے دن دربار کے وقت امیر بھی حضور مین حاضر ہوئے بادشاہ نے امیر سے
فرمایا کہ تم اسباب شادی کا تیار کرو اگلے ہفتہ سے تمھاری شادی شروع ہوگی
امیر نہایت خوش ہوئے اور رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گئے سب چھوٹے بڑون نے
مبارکبادی دی امیر جشن مین بیٹھے پر احوال سقر غار کا ملاحظہ فرمائے کہ مہرنگار کے پاس
گئی اور کہا ملکہ مبارک ہو آج تمھاری شادی کی لگن رکھی گئی اب چل کر کئی روز سب
سے کنارے ہو بیٹھو کہ اپنا رسم یہی ہے مہرنگار کو لے جاکر کئی معشوق ماہرو کے
ساتھ ایک جا بٹھلایا اور صحبت نشاط کی وہان مہیا کی اور کہدیا کہ اتنے روز یہان سے
باہر نہ نکلنا ملکہ کو وہان بٹھلا کر آپ کاروبار مین مشغول ہوئی اسکے آگے دوسرے

ون اسنے افواہ اڑا یاکہ مہر نگار کی طبیعت کچھہ بے مزہ ہو ئی ہی اس خبر سے امیر کو نہایت تشویش ہوئی کہ ایک مرتبہ پانچ چار ون کے بعد شبستان سے آواز ماتم اور رونے کی بلند ہوئی سارے شہر مین اس آواز سے ایک غل پڑ گیا اور مہر نگار کی مرنے کی دھوم پڑ گئی امیر نے عیارون کو خبر کے واسطے بھیجا انھون نے جاکر یہہ خبر لائے کہ ملکہ مہر نگار کے مرنے کا شور وغل ہی جونہین یہہ احوال امیر نے سُنا ایک آہ ماری اور انکو زندگی لگی تلخ معلوم ہونے بیماری کا احوال اسکا سن ہی چکے تھے یقین ہوا کہ مقرر مرگئی جی مین کہا کہ اب اس زندگی سے مرنا ہی بہتر ہی ارادہ کیا کہ خنجر نکال کر اپنے پیٹ مین مارے مہر نگار کے مرنے کا احوال سنکر معہ خسرو ہندوستان و بہرام گرد خاقان جہان تک سردار تھے سب بارگار سلیمانی مین حاضر ہوئے تھے ہتھیار سب چھپا ڈالے امیر دیکھے تو کوئی اور ہتیار نہین ملتا بے اختیار اپنے تئین خاک پر گرادئے اور گریبان پھاڑ ڈالا تمام اُمرا سمجھانے لگے کہ اب رضا بقضا صبر کرکے بیٹھئے کہ مقدر سے کچھہ چارہ نہین فرمایا یہہ سچ ہی پر مذہب عشق مین یہہ کب روا ہی کہ وہ مرجائے اور مین جیتا رہون عمر نے جب امیر کی یہہ حالت دیکھی از بسکہ یہہ بھی حالت گریہ مین تھا لیکن امیر سے لگا کہنے اے نامدار واسطے خدا کے اتنا صبر کر کہ مین وہان جاکر آپ اس احوال کو دریافت کر آؤن شاید دشمنون نے مکر کیا ہو بارے بہزار محنت امیر کو راضی کرکے چلا اور مداین مین جاکر شبستان کے دروازے پر پہنچا اور لوگون سے دریافت کرنے خواجہ سرایون نے زر انگیز بانو کو خبر کی کہ عمر حمزہ کے پاس سے خبر کو آیا ہی سقر غار نے چپکے سے زر انگیز بانو کے کان مین کہا کہ اسکا بلانا ضرور ہی کہ اندر آکر یہان کے ماتم کا احوال دیکھے اور حمزہ کو جاکر خبر کرے وہ اگر اسے سنیگا تو مقرر اپنے تئین ہلاک کریگا اس مشورت سے عمر کو اندر بلایا جونہین یہہ اندر گیا دیکھا تو تمام عورتین ساسانی کی اور سردارون کی سیاہ پوش حرم مین جمع ہوئین ہین اور اس طرح ماتم مین کر رہی ہین کہ اسوقت جوان کو دیکھے

کیا ہی سنگدل ہو پر دل اسکا بھی کباب ہو جائے عمر اس احوال کو دیکھ کر ایک
جگہہ بیٹھ گیا اور خوب رویا اُن سب کو حرم مین مہر نگار کے غم والم کے سبب کسی کو
روشنی کا ہوش نہ تھا سارے محل مین تاریکی تھی اور اس اندھیرے مین ماتم ہو رہا
تھا اور جہان زر انگیز بانو بیٹھی تھی اسکے روبرو ایک شمع روشن تھا عمر دورسے دیکھا
تو وہ بھی رومال منہہ پر دھرے رو رہی ہی عمر روتا تھا اور دورسے اسے دیکھتا تھا کہ
ایک طرف سے سفر غار آئی اور وہ کچھ زر انگیز بانو کے کان مین کہہ کر چلی عمر نے عقل
سے معلوم کیا کہ جو سر ہی اسی مکارہ کے پیرہن تلے ہی اسکا احوال دریافت
کیا چاہیئے کہ یہہ اس تاریکی مین کہان جاتی ہی عمر نے اپنے تئین صورت ایک بڑھیا
کی بنا کر عصا ہاتھہ مین لیکر اور اسکے پیچھے پیچھے چلا سفر غار اس شبستان کے ایک
سمت کو چلی دیوار کے پاس جاکر ایک باغچہ مین گئی کہ عمر بھی اسکے نزدیک گیا اور ایک
آواز سے کہا ای خاتون ذرہ آہستہ چلو یہہ حیران ہوئی کہ کون آیا ایسا نہو کہ کوئی
اس حال سے مطلع ہو پھر کر لگی دیکھنے کہ عمر نے کمند اسکے گلے مین ڈال کر کھینچا جب
یہہ گری کمند کے پھاندے سے مار ڈالا اور درختون کے نیچے سوکھے پتون کے
تلے ڈھیر مین چھپا دیا اور اسکی صورت بنکر اس طرف کو چلا جدھر وہ جاتی تھی
پر حیران تھا کہ کہان جاؤن تھوڑی دور گیا دیکھے تو سامنے سے ایک خوردسال کنیز
مہر نگار کی شمع ہاتھہ مین لئے ہوئے چلی آتی ہی اسکو دیکھ کر کہنے لگی ای بی بی
سفر غار اتنی دیر کیون ہوئی ملکہ نے کئی مرتبہ یاد کر چکی چنانچہ اب مجھے بھیجا ہی تمھارے
بلانے کو چلی تھی جواب دیا مین زر انگیز بانو کے پاس بیٹھی تھی اس خاطر دیر ہوئی
یہہ کہہ کر ہمراہ اسکے ایک تہ خانہ مین گیا مہر نگار مانند صد نگار مثل گل شگفتہ ایک مسند
پر لباس عروسانہ پہنے ہوئے بیٹھی ہی اور جام اور صراحی اسکے روبرو رکھی
ہوئی ہی اور کمال خوشحالی مین ہی ہرگز اسکو اس مکر کی خبر نہین عمر نے اسکو
سلامت دیکھ کر شکر خدائے عزوجل کا کیا اور دعا و ثنا ملکہ کی کہنی شروع کی ملکہ
نے اس وقت سفر غار کو نہایت گرم دیکھا تو فرمایا ہمیشہ تو اس طرح کی صحبت

مجھہ سے کیون نہین رکھتی عرض کیا کہ ای گل گلزار وفا وای میوہ شاخسار حُسن و
صفا میری جان تجھپر قربان ہے لیکن بیٹا میرا تم سے در پردہ عداوت رکھتا ہے
ازبسکہ مین بھی اسکے جان کی دشمن ہون اس خاطر آپ سے زیادہ گستاخ
نہین ہوئی کہ شاید تم مجھکو بھی دشمن جانو مین مسلمان ہون پر اپنے تئین ظاہر نہین
کرسکتی ملکہ یہہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور ایک کئی ہزار تمن کی خرید کا عنبر چہ
تھا اپنے گلے سے اُتار کر اسکے گلے مین ڈال دیا اور کہا ای سقر غار عروسی مین
کیا دیر ہی اس وقت عمر نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا کیسی عروسی اور کیسی دامادی
تمھارے مرنے کا افواہ اڑایا ہی اگر مین جلد خبر لیکر نجاؤنگا تو امیر اپنے تئین مار کر
مرجاوینگے یہہ نہایت خوش ہوئی پوچھا کس طرح آیا عرض کیا سقر غار کو مار کر
اسکی صورت بنکر آیا ہون مہر نگار نے پانچ ہزار تمن زر سرخ کے عمر کو انعام دئے اور
کہا امیر کو خبر کر عمر نے کہا تمھارے دستاویز دو میرے کہنے کا اعتبار نکرینگے مہر نگار
نے رقعہ محبت آمیز اپنے ہاتھہ سے لکھہ کر عمر کو دیا اور روانہ کیا عمر وہان سے نکلکر باہر آیا
اور صورت اصلی ہوکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا باقی داستان فردا ئے شب را

داستان اٹھائیسوین ۲۸

دوشینہ قصہ کو یہان تک عرض کیا تھا کہ عمر خبر لیکر چلا اور بارگاہ دانیالی مین امیر کو
مہر نگار کی سلامتی کی خبر پہنچائی اور وہ رقعہ گذرانا امیر نے دوڑ کر عمر کو گلے سے لگا لیا
اور دس ہزار تمن بخشی عمر نے کہا اب جو مین عرض کرون اسے قبول کیجئے آپ
بھی معہ سرداروں سیاہ پوش ہوکر چلئے کہ بن آپ کے گئے جنازہ نہ آویگا جب
جنازہ آوے آپ جنازے کے ہمراہ ہوجیئے دیکھئے مین کس طرح اسکے مکر کو کھولتا ہون
کہ تمام عمر اسکو اسبات کی شرمندگی رہے امیر معہ یارون اپنے سیاہ پوش ہوئے
اور خسرو اور بہرام اور سلطان بخت و مقبل ان سب کو ساتھہ لیکر بارگاہ کیخسروی کے
طرف چلے وہان جاکر دیکھے تو معہ بادشاہ جہان تک ساسانی لہراسپی اور مزدگی اور

گیا مرسی سب سیاہ پوش بیٹھے تھے اور ماتم کر رہے تھے امیر بھی ان مین جا
کر بیٹھے اور عزا داری مین مشغول ہوئے جب قریب پہر تک دن آیا امیر نے بادشاہ
سے کہا کہ اب جنازہ منگوایا چاہیئے بادشاہ نے اندر کہلا بھیجا وہان سے زرانگیز بانو
نے کہا کہ آج مہرنگار کی لاش کو مہمان رکھینگے بعد مغرب کے جنازے مین رکھکر
بھیجینگے غرض تمام روز بادشاہ معہ سرداروں خاک پر بیٹھے رہے اور جتنے برہمن اور
کشیش اور زنار دار تھے اپنے پونے و وسی خدا کی نام کو جپا کئے اور چرخ مارا کئے جب
شام قریب آئی محل مین جنازے کی تیاری ہونے لگی دیکھے تو سقر غار معلوم نہین ہوتی
زرانگیز بانو نے کہا دریافت کرو کہان گئی غرض بتون کے تلے سے اسکا مردہ نکال
کر زرانگیز بانو کے پاس لیگئے اسی کو اس جنازے مین مہرنگار علی کے بند کر کر باہر بھیجا یہہ خبر
بختک کو ہوئی کہ یکایک تیری مان مرگئی وہ بھی سیاہ پوش آگے آگے اس تابوت کے ماتم
کرتا ہوا چلا جس وقت جنازہ بارگاہ مین آیا جہان تک انکی قوم کے لوگ تھے گرد اسکے
جمع ہوئے اور آمرزش مہرنگار کی اپنے پونے و وسی خدا سے مانگنے لگے عمر نے انکی
وضع کو دیکھ آپ بھی ایک قبا چمڑے کا پہن کر مثل انکی صورت کے تیار ہوا اور طرح بطرح
کی حرکتین کرنے لگا اکثر جا بدن مین مشعلین باندھین صدائے ناقوس کے آگے آپ انکے ساتھ
ذکر لات ومنات کا کرنے لگا اور ان برہمنون مین لگا آپ بھی چرخ کھانے اور ایک ایک سے
بغلگیر ہونے جو انکے یہان کا طریق تھا لیکن بغلگیری کیوقت چھچھوندرین آتشبازی کی جلا کر ہر
ایک کے گریبان مین لگا ڈالتے غرض اسیطرح اپنے تئین بختک کے پاس پہنچایا اور اسکو گلے سے
لگایا اور اسکے بھی گریبان مین چھچھوندر ڈال کر اسقدر پکڑے رہا کہ سینہ بختک کا جلنے لگا ایک
آہ ماری اور کہنے لگا ای عمر چھوڑ دے میرا سینہ جلتا ہی عمر نے کہا کیونکر نہ جلے کہ مان تیری
مرگئی البتہ جلتا ہوگا لیکن میرا بھی جی جلتا ہی غرض وہ آگ بختک کے سینے سے پشت پر پہنچی کہنے لگا
ایعمر میری پیٹھ جلتی ہی غرض اسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ ان برہمنونکا بد آوازی سے آگے
آگے تابوت کے اپنے مذہب کی کتابون کو پڑھتے ہوئے چلنا اور امیر انکی وضع پر پنہان تبسم
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایکمرتبہ شعلہ آگ کا بختک کے گریبان کی راہ سے بلند ہوا جب تو بختک نے

بہزار محنت عمر کے ہاتھ سے اپنے تئین چھڑا کر بھاگا اور ایک حوض مین پانی کے جا گرا اور اُن
برہمنون نے پانی مین گر کر اس آگ کو بجھائے غرض لوگون مین تفرقہ پڑ گیا ہر ایک ہر طرف بھاگنے
لگا راوی لکھتا ہی کہ بادشاہ اسوقت رومال کے اندر ایک گٹھی پیاز کی لئے بیٹھا تھا جب اس
رومال کو آنکھون پر لگاتا پیاز کی تیزی سے پانی آنکھونسے نکلتا لوگ جانتے کہ بادشاہ روتا
ہی بادشاہ کو روتا دیکھکر تمام سردار روتے تھے اسوقت عمر کی حرکتین دیکھکر بادشاہ بے
اختیار معہ تمام سردارون ہنس پڑا اور وہ پیاز ہاتھ مین سے گر پڑی بادشاہ نہایت
شرمندہ ہوا عمر نے اسوقت بادشاہ کے طرف دیکھکر کہا حیف ہی تجھسا بادشاہ مکارونکا
کہنا مانکر ایسی حرکتین کرے بادشاہ نے ہنسکر عمر سے فرمایا ای بابا جسنے یہہ مکر کیا تھا
وہ اپنی سزا کو پہنچا امیر کا کچھہ قصور نہین یہہ کہکر امیر کو چھاتی سے لگایا اور اسکا عذر کیا امیر نے
عرض کیا شہریار بندہ اپنے تئین حضور مین ادنی ملازم جانتا ہی اور آپ خاوند ہین
لیکن لازم ہی عدالت کو کام فرماوین بادشاہ نے امیر کو معہ خسرو و بہرام خلعت عنایت
فرمایا اور حضور و امیر سوار ہو کے تل شاد کام کیطرف روانہ ہوئے اور بادشاہ سوار ہوکر
شبستان حرم مین گیا اور مہر نگار کو گلے سے لگایا جتنی حرکتین عمر نے کی تھین بیان
کین زر انگیز بانو اور مہر نگار بے اختیار ہنسے اور وہان بختک اپنے گھر مین جا کر اپنا معالجہ
کرنے لگا جب اسبات کو تین دن گذرے صاحبقران نے عمر کو بادشاہ کی خدمت مین
بھیجا اور کہا کہ یہہ عرض کرنا کہ جو ہونا تھا سو ہو چکا اب ان مکارون کی بات پر عمل نکیجیے کہ
یہہ لوگ بدخواہ سرکار کے ہین سوا اپنے فایدے کے اور کچھہ نہین سمجھتے اب فرمائے عروسی
کب ہوگی عمر وہان سے بادشاہ کے پاس آیا عرض کیا فرمایا بہت بہتر ہی چالیس دن کے
بعد تمھاری شادی کرینگے کیونکہ بعضے چیزان تیار نہین ہین عمر نے جواب دیا آپ بادشاہ
ہفت کشور کے ہین جو چاہیے ایک ساعت مین مہیا ہوتا ہی بزرجمہر نے بیس روز کے بعد ٹھہرائی
اور دن شادی کا مقرر کیا تیاری عروسی کی لگی ہونے بادشاہ سے اقرار کا نوشتہ لیا کہ
پھر کوئی حرکت درمیان مین نہ آوے اور حضور سے رخصت ہو کر امیر کے پاس آیا اور امیر کو وہ
نوشتہ دیا امیر نہایت خوش ہوئے لیکن احوال بختک کا ملاحظہ فرمائے کہ جب بادشاہ کے

اقرار کو پانچدن گذرے اسنے یہہ احوال سُنا کہ بادشاہ نے امیر سے بیس دن کے بعد شادیکا اقرار
کیا ہی بیتاب ہوا با وجود اسکے کہ اس آگ سے جو جلا تھا زخم اچھے نہوئے تھے کہ سوار ہو کر بادشاہ
کی خلوت مین گیا اور بعد مجرے کے کہا تم نے مہر نگار کی شادی کا اقرار کیا اگر یہی منظور تھا تو یہہ مکر
اور حیلے کیون کئے روز اول ہی اسکے حوالے کر دیا ہوتا اب واقعہ یہانتک پہنچا کہ تمام اقلیم
مین یہہ بات مشہور ہوئی کہ بادشاہ کا ارادہ نہین جو حمزہ کو داماد کرے پس اُنکو لازم ہی کہ
اپنے مذہب کا بھی کچھہ پاس رکھے وہ مسلمان اور ہم آتش پرست اگر اُسسے نسبت کروگے سلاطین
عالم کیا کہینگے غرض اسطرح کے باتین کین کہ نوشیروان نے کہا مین لاچار ہون کیا علاج کرون
بختک نے کہا آپ خاطر جمع رکھین مین نے اسکی تدبیر کی ہی فرمایا کیا عرض کیا آج کے تیسرے
دن بارگاہ مین جسوقت سب خورد و کلان حاضر ہون اور حمزہ بھی ہوگا آپ اس روز صحبت
نشاط کی آراستہ کیجیگا مین دو تین آدمی گوش و بینی بریدہ کو سکھا کر بھیجونگا کہ وہ زنجیر عدالت
کو ہلائینگے اور فریاد کرینگے کہ ہم نوشیروان کے نوکر ہین حضور کے طرف سے ہفت ملک
مین تھے کہ ہر سال خراج وہان سے مداین مین بھیجتے تھے اب یہہ خبر وہان گئی ہی کہ بادشاہ
نے مسلمان کو داماد کیا ہی وہانکے بادشاہون کو بد معلوم ہوا اس لئے ہماری یہہ صورت
کر کے نکالدیا اور کہا اسیطرح نوشیروان کے پاس جاؤ اب ہم خراج نہ دینگے اگر بادشاہ کو تعلی بندی
لینی منظور ہو تو اپنے داماد کو بھیجدے کہ ہم سے خراج لے پس حمزہ صاحب غیرت ہی چاہئے
آپ جائے نوشیروان نے قبول کیا جب وہ دن گذرا بادشاہ نے امیر کیواسطے جشن کیا کہ
تمام سردار اپنی اپنی جا پر بیٹھے اور مجلس مین شراب و طعام حاضر کیا گیا کہ بختک نے قیدیون
مین سے کئی آدمیون کو روپیے دیکر تعلیم کیا اور اُنکے کان و ناک کاٹکر عدالت گاہ مین
بھیجا اُنھون نے زنجیر کو ہلایا آواز اسکا بلند ہوا فرمایا کون ہی دریافت کرو لوگ اُنکو حضور
مین لائے دیکھے تو پندرہ ۱۵ آدمی ناک کان کٹے ہوئے آئے اُنھون نے فریاد کی اور جو
مضمون بختک نے سکھلا دیا تھا کہا جون ہین اُنھون نے یہہ بات کہی امیر کو نہایت بُرا معلوم
ہوا فرمایا اگر ہفت ملک سے جاکر بزور اُنسے خراج نہ لیا تو داماد بادشاہ کا نہ کہلایا از بسکہ بادشاہ
نے فرمایا ای ابو العلی اُنھون نے اپنے واسطے بُرا کیا جو یہہ حرکت کی تم اپنے کام مین رہو

اور اگر یہی منظور ہی تو شادی کرکے جاؤ امیر نے قبول نکیا کہا مین نے قسم کھائی ہی جبتک وہان کا خراج نہ
لاؤنگا شادی نکرونگا اسیوقت پہلوان عادی کو فرمایا کہ پیش خیمہ لیکر ہفت ملک کی طرف جاؤ بادشاہ نے
دیکھا کہ امیر مقرر جاوینگے فرمایا خیر اگر یہی مرضی ہی تو اپنے سردارون مین سے کسیکو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ کہ
تمھارے آنے تک مہرنگار کا نگہبان رہے امیر اسبات سے نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ کو دعا دیکر فرمایا
بہرام حضور مین رہے بندہ بھی یہی چاہتا تھا بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات نامے ہفت ملک
کے بادشاہون کو لکھوا دئے یہہ ہر ملک مین بھجوا دینا اسمین یہہ مضمون تھا کہ مینے اپنے داماد کو واسطے
خراج کے بھیجا ہی جو کوئی بخوشی ندیگا یہہ اُسسے بزور شمشیر لیگا اور بادشاہ کا ایک سردار قارن دیوبند کہ
جسکی لڑائی مین امیر زخمی ہوئے تھے اسکو بارہ ہزار سوار سے امیر کے ہمراہ کیا کہ وہ راہ مین امیر کی معاونت
کرے امیر نے عرض کی اسکے عوض کسی اور کو بندیکے ساتھہ کیجیے کیونکہ یہہ ساسانیون مین بزرگ ہی
اور آپ سے رشتہ رکھتا ہی اور مجھہ سے اور اُس سے کئی مرتبہ تکرار اور ہمیز گی ہوئی ہی پس اگر ایسی کوئی حرکت
راہ مین یہہ کرے تو اسکا علاج کیا کرون بادشاہ نے قارن سے کہا اسکا علاج بتلا اسنے کہا مین لکھہ
دیتا ہون اگر ایک حرکت بھی مجھہ سے بیجا ہو تو حمزہ مجھے جان سے مار ڈالے یہہ کہہ کر ایک نوشتہ
لکھکر اپنی مہر سے بادشاہ کے روبرو امیر کو دیا امیر نے وہ نوشتہ لیکر فرمایا تو نے ایک خطا کو لکھا ہے
مین دو خطا معاف کرونگا لیکن تیسری خطا مین البتہ سزا دونگا بادشاہ نے قارن کو بھی خلعت
عنایت فرمایا اور رخصت کیا اور وہان سے امیر تل شادکام پر لشکر اسلام مین گئے اور طبل کوچ کا
بجوایا لیکن عمر نے امیر سے کہا کہ مین نے معلوم کیا کہ تم مہرنگار پر عاشق نہین لڑائی پر عاشق ہو
پس تم ہفت ملک پر جاؤ مین مکہ کو جاتا ہون تمھاری فتح کی خدا سے دعا مانگونگا امیر نے فرمایا
بہت اچھا یہی خیر و عافیت کا خط لکھکر عمر کو دیا اور واسطے وہانکے بہت سے تحایف ہمراہ
کر دیا عمر سب کو لیکر اسطرف کو روانہ ہوا یہان بعد امیر کے جانیکے بادشاہ نے سات خط
اور لکھوا کر قارن کو دیا اسمین یہہ لکھا تھا کہ مینے حمزہ کو بھیجا ہی جسطرح قابو پاؤ حمزہ کو مار ڈالنا
اور سات مثقال زہر قاتل قارن کو دیا کہ جہان قابو پانا وہان حمزہ کو یہہ پلا دینا کہ مر جائے
جب اسطرح رخصت ہوا امیر کے پاس آیا اور ہمراہ اُنکے کوچ کیا مداین سے ہفت ملک کیطرف
روانہ ہوئے منزل بمنزل سات دن پے در پے چلے گئے آٹھوین منزل مین دوپہر کے

وقت قارن نے اپنے گھوڑون کو کھڑا کیا اور صحرا کیطرف دیکھنے لگا امیر نے فرمایا ای بہادر
کیا دیکھتا ہی عرض کیا مین یہہ دیکھتا ہون کہ یہان سے ہفت ملک کے جانے کو دو راہین ہین
آپ جونسی راہ فرماوین لشکر چلے ایک راہ تو بیس روز کی ہی دوسری راہ تین روز کی کہ ہفت
ملک کے پہلے شہر کے نزدیک پہنچتی ہی امیر نے فرمایا ایسی نزدیک کی راہ چھوڑکر دور کی راہ
جانا کیا ضرور ہی قارن نے کہا اس تین منزل مین کسی جا پانی کا ایک قطرہ نہین ملنیکا فرمایا
لشکر کو تین روز کا پانی اٹھالین ایک روز امیر نے وہان مقام کیا اور فوجکو پانی اٹھانیکا حکم
دیا دوسرے دن صبح کو کوچ کیئے اور جس راہ مین قارن نے کہا تھا اسی راہ سے روانہ ہوئے تین روز
تک باآرام چلے گئے چوتھے روز پانی لوگونکے پاس سے ہو چکا اور صحرائے بے آب نمودار ہوا دوپہر
تک لوگون نے پانی کا انتظار کیا جب دوپہر ڈھلنے لگی جہانتک سپاہ تھے مارے پیاس
کے اس ریگستان مین تڑپنے لگے اور عجب طرح کی حالت ہر خورد و بزرگ کی ہوئی امیر یہہ حالت
ان سب کی دیکھکر آپ بھی گھوڑے سے اُتر کر زمین پر بیٹھے اور قارن سے فرمایا جو تو کہتا تھا کہ تین
روز کے بعد پانی ملیگا آج چوتھا روز ہی تیرے کہنے کے برخلاف ظہور مین آیا عرض کیا کہ مین بارہ
برس کے بعد اس راہ مین آیا ہون جہان جہان پانی تھا وہان ریت کے ڈھیر ہوگئے ہین
پانی اسسے نہین ملتا اگر فرمائے تو بندہ جاکر تلاش کرے فرمایا اچھا یہہ گھوڑے پر سوار ہوکر
اپنے لشکر مین آیا اور اپنے لشکر مین اُسنے پانچدن کا پانی اٹھوایا تھا سب آسودہ تھے وہان
جاکر اپنے سپاہ سے کہا کہ گھوڑون پر سوار ہوکر مستعد رہو مین جاکر امیر کو زہر دیتا ہون جسوقت
دیکھو کہ اسنے میرے ہاتھ سے جام پیا تم سب کو مار لینا ان سے یہہ کہکر امیر کے پاس گیا اور کہا
غلام نے تمام صحرا ڈھونڈا کہین پانی نہین ملا اگر بے ادبی نہو تو بندے کے چھاگل مین شاید ایک
جام پانی ہوگا وہ حاضر کرون فرمایا لا اسوقت بری حالت ہی اسنے آگے ہی سے اس پانی
مین زہر ملا رکھا تھا جام کو بھر کر امیر کے روبرو لے گیا امیر نے اسکے ہاتھ سے جام لیا اور
ارادہ پینے کا کیا پھر جی مین خیال گذرا کہ یہہ مروت سے بعید ہی جو مین اس جام کو پیئون اور رفیق
سارے پیاسے رہین وہ جام لندھور کو دیا فرمایا مین مرد صحرانشین ہون اس پیاس کو گوارہ
کرسکونگا اور تمکو ایسا اتفاق کم ہوا ہی لیس اسے تم پیو خسرو اسوقت امیر کی یہہ مروت دیکھکر حیران

رہگیا لیکن آپ بھی اسنے نہ پیا پہلوان عادیکو بیتاب دیکھکر دیا کہ تم پیؤ عادی نے کہا میری پیاس
اِسّے ہرگز نہ بجھیگی اسکا پینا عبث ہی وہ جام سلطان بخت مغربی کو دیا غرض اسیطرح وہ جام
ہاتھہ بہ ہاتھہ چلا جاتا تھا آخر مقبل وفادار کے ہاتھہ مین گیا اسنے جی مین افسوس کیا اور رکھا تو
پانی پیئے اور خداوند پیاسا رہے لوگ کیا کہینگے پھر وہ جام امیر کے روبرو لایا امیر نے اسے لب سے لگایا باقی داستان

شب ردا	داستان انتیسوین	فردائی

اب احوال عمر کا عرض کرون کہ وہ مکہ مین امیر کا خط اور سوغات پہنچا کر وہان سے لشکر اسلام کیطرف
چلا راہ مین دیکھا تو ایک پیر مرد بزرگ آگے آگے چلا جاتا ہی عمر نے ہزار اپنے قدم تیز کئے پر ہرگز
اسکے پاس نہ پہنچا جب تو لگا پکار پکار قسمین دینے کہ ای بزرگ قسم ہی تجھے اپنے مذہب کی ذرہ
کھڑا ہو وہ شخص سوگند سنکر کھڑا ہوا جو نزدیک جاکر دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام ہین قدمبوس
ہوا اور لگا اظہار کرنے خضرؑ نے فرمایا امیر کو اسوقت قارن دیوبند نے زہر دیا ہی اور امیر
ابھی لب کے پاس لیگئے ہین اب پیا چاہتے ہین یہہ وقت دیر کرنیکا نہین تو جلد جا اور وہ جام امیر کے
ہاتھہ سے لیکر پھینکدے لیکن اسیجا سے کہتا ہوا جا کہ نہ پینا اسیوقت آواز تیری ہوا سے پہنچا دیگی عمر
بجوش ہوا اور یہی کہتا ہوا اُڑا اپر اب احوال وہان کا ملاحظہ فرمائے کہ امیر نے چاہا کہ اس جام
زہر آمیز کو پیوین کہ صحرا کیطرف سے آواز پیدا ہوئی کہ نہ پینا امیر نے ہاتھہ کو رکھہ لیا اور لگے میدان
کیطرف دیکھنے اور تمام خورد و کلان اُس آواز کو سنکر حیران ہوئے قارن نے عرض کیا یہہ
صحرا ہی عجائب و غرایب یہان بہت سے غول ہین کسی کی آواز آئی ہوگی آپ اسکا خیال نکرین
پھر امیر نے چاہا کہ اسے پیوین دوبارہ پھر وہی آواز آئی امیر نے ہاتھہ رکھہ لیا اور صحرا کیطرف
دیکھا کہ ایک گرد باریک سی نظر آتی ہی جو نہین دامان گرد مقراض باد سے تا بگریبان چاک
ہوا دیکھے تو عمر چلا آتا ہی اور یہی کہتا ہی کہ مت پینا امیر اسکی طرف دیکھکر متعجب ہوئے کہ
اسنے برابر آکر امیر کے ہاتھہ سے وہ جام لیکر پھینکدیا جس جا زمین پر اسکا پانی گرا زمین شق
ہوگئی اور ایکقطرہ اسکا امیر کے موزے پر گرا تھا کہ اسکے چمڑیکو توڑ کر پشت پا پر آیا اور پشت
پاسے تلوکی راہ نکل گیا جب تو سب پر معلوم ہوا کہ یہہ زہر تھا قارن یہہ دیکھہ کر بھاگا اور اپنے
لشکر مین گیا وہان سے بارہ ہزار سوار لیکر امیر کے اوپر آگرا جو نہین یہہ حالت خسرو ہندوستان

نے دیکھی فوج ہند کو لیکر سوار ہوا اور گرز گران ہاتھہ مین پکڑا اور اس فوج مین آکر لگا مارنے ایک نیزہ قارن نے لندھور پر مارا وہ نیزہ اسکے ہاتھہ سے چھین لیا اور غصہ سے اسکو اس زور سے اسکی پیٹھہ پر مارا کہ گھوڑے سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا لوگ بھی اسکے بہت سے مارے گئے جو باقی رہے تھے انھون نے دیکھا کہ قارن گرا چار طرف سے دوڑ کر قارن کو درمیان مین لیا اور سوار کر کے جنگل مین ایکطرف کو لے بھاگے اور عمر فوج کو اپنے ہمراہ لیکر خضر علیہ السلام نے ایک چشمہ پانیکا بتایا تھا وہان لایا سب سیراب ہوئے اور لشکر وہان اُترا امیر اور لندھور نے عمر کو گلے لگائے اور نہایت خوش ہوئے اور امیر نے لندھور سے فرمایا کہ تم نے خوب کام کیا کہ ملعون کو دفع کیا نہین تو سب کام تمام کر چکا تھا کئی روز تک لشکر کا وہان مقام رہا بعد عمر سے فرمایا کہین جلد راہ پیدا کیا چاہیئے کہ اُسنے ہفت ملک کی راہ معلوم ہو عمر جب امیر کے فرمانے سے لشکر سے باہر نکلا اور راہ کی تلاش مین گیا دیکھا تو ایک چھوٹا سا قصبہ معلوم ہوتا ہی جو نہین اسکے اندر گیا لوگ وہان اسے دیکھکر لگے بھاگنے عمر حیران ہوا اور جا کر ایک شخص کو پکڑا اور پوچھا تمھارے بھاگنے کا سبب کیا ہی کہا پرسون ایک جماعت اسی راہ سے گئی تھی انکے ہاتھہ سے یہانکے لوگ کمال ایذا پائے کہ انھون نے ایک ایک کو باندھا اور روپیے لئے عمر نے معلوم کیا کہ وہ قارن تھا اسکا تمام احوال اس شخص سے بیان کیا اور کہا ہم لوگ ایسے نہین کہ ہم سے کسیکو ایذا پہنچے بلکہ کچھہ فایدہ ہوتا ہی جا اور اپنے لوگونکو سمجھا وہ گیا اور سب کو عمر کے پاس لے آیا عمر نے وہان سب کو تسلی دی اور اپنے ساتھہ لیکر امیر کے پاس آیا امیر نے سب پر نہایت مہربانی کی اور انعام دیا وہ لوگ بہت خوش ہوے امیر نے انکا جو سردار تھا اسے خلعت دیا اور اُسنے پوچھا یہہ بیابان کہان تلک ہی اور ہفت ملک کا پہلا شہر یہان سے کتنی دور ہی اور اسکا نام کیا ہی یہانسے ہم کونسی راہ جاوین اور کتنے دنون مین پہنچینگے اُسنے عرض کیا بارہ کوس یہہ بیابان اور ہی اسکے بعد آب شیرین ہی وہان سے بائیس منزل پر پہلا شہر ہی جسکو انطاکیہ کہتے ہین ہام نام ایک شخص وہانکا حاکم ہی دس ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا ہی جسطرف آپ کوچ کیجیگا ہمراہ بندیکو لے چلئے گا وہانتک پہنچا دیگا امیر نے اسکو اس سارے بیابان اور نواحکا حاکم کیا اور پہلوان عادی کو فرمایا پیش خیمہ روانہ کرو عادی نے جتنے خیمے اور بارگاہ تھین انکو اٹھوا کر کر دونون پر شترونکے لدوایا اور پہر دن سے روانہ ہوا کہ صبح کو امیر بھی سوار ہوئے اور لشکر کا کوچ ہوا ڈیڑہ پہر دن چڑھے خیمون مین داخل ہوئے لیکن وہ جو آب شیرین تھا لوگ اُسسے پانی بھرنے لگے اُنکے ساتھہ کئی کتّے بھی گئے ان کتّون نے آگے دوڑ کر پانی مین گئے اور لگے

پینے وے پیتے ہی گر پڑے اور مر گئے یہہ لوگ انکو دیکھہ کر حیران ہوئے اور صاحبقران کو اس
بات کی خبر پہنچائی امیر سوار ہوکر اس پانی کے کنارے آئے دیکھے تو اس پانی مین تمام زہر پڑا ہے
لوگونکو منع کیا کہ کوئی اسکا پانی نہ پیئے جدے چشمے کھدوائے یہہ حرکت قارن کی تھی جہان جہان
آب شیرین تھا سب جا زہر ڈالتا گیا کہ حمزہ کا لشکر اسی راہ سے آویگا جو پیویگا مر جاویگا غرض
صبح کو امیر نے کوچ کیا اور وہان سے بھی روانہ ہوئے تیسرے دن قلعہ انطاکیہ کے روبرو پہنچے دیکھے
تو پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ تیار ہوا ہی کہ کمند وہم بھی اسکے کنگرے تک نہ پہنچے اور اسطرف قلعہ کے
ایک دریا تھا اسکے کنارے لشکر اترا اب احوال قارن بیدین کا ملاحظہ فرمائے کہ وہ جو وہان سے
بھاگا تھا راہ مین ہر جا پانی مین زہر ڈالتا ہوا قلعہ انطاکیہ مین آیا اور یہان نام کو نوشیران کا خط دیا اور
کہا حمزہ ہفت ملک کے خراج کو آتا ہی سو نوشیروان کا حکم ہی کہ اسکو فریب سے قابو مین لاکر مار ڈال
وہان دس دس بارہ بارہ کوس کے تفاوت سے تین قلعہ ہین اور تین بھائی تینون قلعون مین بادشاہ
ہین ایک قلعہ کا نام انطاکیہ دوسریکا نام انطاقیہ تیسریکا نام انظاکیہ اور بادشاہ قلعۂ اول کا نام نام
دوسریکا نام سام تیسریکا نام مہد زرین کمر لیکن قارن ان تینون سے کہتا ہوا چھوٹے قلعہ کیطرف
روانہ ہوا یہان سے نام نے اپنے بھائیون کو لکھا کہ حمزہ آیا ہی اور میرے پاس فقط دس ہزار سوار ہین
کسطرح اسکا مقابلہ کرون اگر تم بھی آؤ تو باہم اتفاق کرکے تیس ہزار سوار سے اسکا سامھنا کرین
اور اگر یہہ قلعہ کو لے لیا تو پھر تمھارے قلعونکا لینا آسان ہی لازم ہی کہ جلد پہنچو انھون نے سنکر معہ
اپنی اپنی فوج انطاکیہ مین آئے اور باہم مشورت کرنے لگے ایک نے کہا اس سے بہتر کوئی بات
نہین کہ ہمارے پاس بھی تیس ہزار سوار ہین نکل کر بمقابلہ طبل بجاوین اور اسے لڑکر مارین دوسرے
نے کہا یہہ عقل سے بعید ہی کیونکہ اسکے ساتھہ کئی شاہ و سردار ہین چنانچہ لندھور بن سعدان ہی
کہ صرف اسکے سپاہ کے روبرو ہونا مشکل ہی رات کو شبخون مارئے اور اسکا کام کیجئے نام سب سے
بزرگ اور عقلمند تھا اسنے کہا یہہ سب نادانی ہی جو مین نے ٹھہرایا ہی اس سے بہتر کوئی بات نہین
یعنے یہان سے تحایف اور پیشکش لیکر جائیے اور اس سے ملاقات کیجئے اگر وہ عزت اور حرمت
کے ساتھہ پیش آیا تو کیا مضایقہ اسکو خراج دیجئے اور اس سے ملاقات کیجئے کیونکہ اکثر سردار اسکی
رفاقت مین ہین آپ بھی حاضر رہئے اگر اسنے اپنی کچھہ توقیر نہ کی تو اپنے قلعہ مین چلے آئین

ہین دس ہزار سوار سے قلعداری کرتا ہون تم بتیس ہزار سوار سے ہر روز شبخون مارا کرو کہ وہ ہلکان ہوکر چلا جائے یہہ مشورت کو سب نے پسند کیا اور بہت سا تحفہ لیکر قلعہ کے باہر نکلے اور امیر کی لشکر کے طرف چلے باقی

داستان تیسوین

داستان فردائی شب را

اب احوال امیر کا سنئے کہ وہ لشکر مین بیٹھے ہوئے اس قلعہ کے لینے کی فکر کر رہے تھے کہ یکایک پہلوان عادی نے باہر سے آکر خبر دی کہ انطاکیہ کا بادشاہ معہ اپنے بھائیون ملازمت کو آتا ہی امیر نہایت خوش ہوئے اور کئی سردار آگے انکی استقبال کو بھیجے انھون نے آکر مجرا کیا اور جو تحایف بطریق ہدیہ لائے تھے نذر گذرانا امیر اُن سب سے بغلگیر ہوئے اور اُن پر نہایت سرفرازی فرمائی اور امیر نے بیٹھنے کو فرمایا یہہ امیر کا حُسن سلوک دیکھہ کر بدرجۂ اتم ممنون ہوئے امیر نے انکے واسطے شربت طلب کیا اور مجلس آراستہ کی تین روز تک انھین جشن مین رکھا تیسرے روز خلعتین معقول منگواکر اپنے ہاتھہ سے انکو پہنایا اور کہا تم ایسے بہادر ہوکر افسوس ہی کہ خدا کو نہین پہچانتے امیر کے اس بات نے زنگ کفر آئینہ دل سے دور کیا کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے امیر نے انکو گلے سے لگایا اور کہا اب تم میرے بھائی ہو اگر خزانے مین تمھارے کمی پیسونکی ہو تو بادشاہ کو مین اپنے طرف سے دونگا مجھکو تمھارے ملک و مال سے کچھہ کام نہین فقط دوستی کا طالب ہون اور یہہ عزت جو مینے پیدا کی ہی دوستون ہی کے سبب سے اُن بادشاہون نے خطوط نوشیروان کے جو قارن دیگیا تھا امیر کی خدمت مین گذرانے انھین مضمون یہہ تھا کہ حمزہ کو جسطرح قابو پاؤ مار ڈالو اس خط کو پڑھ کر امیر نہایت آزردہ خاطر ہوئے پھر خیال کیا شاید یہہ نعلبی ہون وہ خطوط مقبل کو دئے اور کہا تم اپنے ساتھہ کے لوگون سے کوچ کرکے جاؤ اور یہہ خط نوشیروان کو دو جو نہین امیر نے یہہ بات کہی اُن تینون بادشاہون نے کہا ہمارے تینون ملک کا خراج بھی حاضر ہی انھین کے ساتھہ بھیجدیجئے امیر نے انکو پھر خلعت دیا اور پوچھا اب یہان سے آگے کون شہر ہی عرض کئے علانیہ وہان کا حاکم انیش شاہ ہی یہان سے پندرہ روز مین لشکر وہان پہنچیگا امیر نے فرمایا اب تم اپنے اپنے ملک مین رہو بادشاہت تمکو مبارک رہے ہم کل علانیہ کیطرف روانہ ہونگے انھون نے کہا اب ہم جبتک زندہ ہین آپکے قدم سے جدا نہونگے تینون ملک کا خراج امیر کے خزانہ مین داخل کئے اور اپنے اپنے شہر مین نایب چھوڑکر امیر کے ساتھہ

ہوئے صبح کو امیر نے کوچ کیا اور علانیہ کیطرف چلے منزل و مراحل طے کر کے نزدیک اس شہر کے پہنچے قلعہ سے دو فرسنگ پر لشکر اُترا اور مقام کیا یہان قارن امیر کے آنے سے قبل یہان بھی نوشیروان کا خط دیکر حلب کے طرف چلا گیا لیکن انیس شاہ نہایت بدذات تھا لشکر لیکر باہر آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین کھڑا ہوا اور امیر کو للکارا امیر اسکی آواز سنکر جون شعلہ آتش اسکے روبرو نکلے جونہین اسنے امیر کو دیکھا گھوڑے سے اُترکر زمین پر کھڑا ہوا اور امیر کی رکاب کو بوسہ دیا اور کہا کیا مقدور ہی جو آپ سے لڑون لیکن یہہ خطا مجھ سے ہوئی معاف کیجئے امیر نے پیدل ہوکر اسے گلے لگایا اور لشکر مین لائے وہ از ترس مسلمان ہوا اور کینہ رکھا ہوا کئی روز تک امیر کے پاس حاضر رہا ایک روز امیر سے کہا مینے ایک حمام خوب بنایا ہی اگر فرماؤ تو گرم کرواؤن پہلے امیر نے انکار کیا بعدہ فرمایا اچھا انیس شاہ نے حمام کی تیاری کو حکم کیا ذرا احوال اس حمام کا عرض کرون کہ انیس شاہ کو ازبسکہ بندگان خدا سے بغض باطنی تھا اس خاطر اُسنے یہہ حمام بنایا تھا کہ شاید مین کسی سے لڑائی کرنے سے بر نہ آؤن شکست پاؤن تو اُس سے صلح کر کے اس حمام مین اُسے مارون کیونکہ اس حمام مین ایک خلوتخانہ نہایت دلچسپ بنوایا تھا اور اسکے چھت کو الگ لوہونکے چار ستون پر رکھا تھا اور تلے ان ستونونکے زنجیرین باندھین تھین کہ جب اس زنجیر کو کھینچے چھت اس مکانکا جو کوئی اسکے اندر ہوا سکے سر پر گر پڑے پس اس ولد الزنا نے یہی خیال جی مین ٹھہرا کر حمام گرم کروایا اور امیر کو معہ تمام سردار اسمین لیگیا اور چار غلام حبشی زور آور اس باہر کے ستون پاس کھڑے کئے اور انھین یہہ کہدیا کہ جب مین حمام مین تاس مارون اور اسکی آواز بلند ہو تم اس زنجیر کو کھینچو تا حمام خدا پرستون کے سر پر گر پڑے کہ مر جائین انھین یہہ سکھا کر حمام مین امیر کو لیگیا امیر معہ تمام سردارون اسکے اندر گئے دیکھین تو نہایت دلچسپ اور فرح بخش وہ حمام ہی پوشاک اُتار کر نہانے مین مشغول ہوئے لیکن عمر اور عادی کو ہر چند بلایا یہہ دونو حمام مین نہ آئے کہ ہم نگہبان ہین ہم سے یہہ جا تعلق رکھتی ہی ایکساعت کے بعد عمر کے جیمین یہہ خیال گذرا کہ تو حمام کے اندر نگیا باہر سے تو دیکھے یہہ قصد کر کے اٹھا اور لگا حمام کے گرد پھرنے پچھواڑے جا کر دیکھے تو ایک ستون استادہ ہی اور اسسے زنجیرین لگی ہوئی ہین اور چار حبشی اسکے منتظر کھڑے ہین عمر حیران ہوا کہ یہہ کیا ہی ایک گلخن والے کی صورت بنکر احوال کے دریافت کرنے کو پاس گیا کہ اس مین سے ایک حبشی نے کہا کہ ای بڈھے بھاگ نہین تو کوئی دم

مین حمام گریگا اور خداپرست مرجائینگے ہم تاسکے آنیکے منتظر ہین عمر یہہ سُنکر جلد صورت اصلی ہوکر امیر کے
پاس آیا اور زبان عیاری مین وہ سب امیر سے کہا اُسنے یہہ تدبیر کی ہی ہرگز اس خلوتخانہ مین نجانا کوئی
ایسی صورت کرو کہ پہلے وہ آپ جائے کہ مین چھت اسکے سر پر گراؤن امیر جب حمام سے فراغت کر چکے انیس
شاہ نے کہا اب خلوتخانہ مین چلیئے کہ میوہ اسمین کس صورت سے چنا ہی فرمایا پہلے تم جاکر وہ میوے
تلے زمین پر رکھو کہ ہم آکر کھاوینگے وہ مارے خوش وقتی کے اندر گیا عمر نے تاس کو زمین پر مارا ان
حبشیون نے زنجیر کھینچی وہ چھت انیس شاہ کے سر پر گر پڑا وہ واصل جہنم ہوگیا امیر نے عمر کو چھاتی سے لگایا
اور آفرین کی باہر نکلکر قلعہ مین آئے اور اسکے تمام سردارون کو مسلمان کیا اور خلعت سرفرازی کی ہر
ایک کو دئے اور انیس شاہ کا بیٹا تھا خوردسال اسکو بادشاہ کرکے مہد زرین کمر کے حوالے کیئے کہ اسکو
تربیت کرو کہ اپنی ریاست سنبھالے اور آپ وہانکا بھی خراج لیکر ان چارون ملکونکے خراجکے شامل
خزانہ مین داخل کیا اور وہانسے کوچ کرکے حلب کے طرف روانہ ہوئے پر اب قارن کا احوال بیان
کرون کہ وہ حلب مین گیا وہانکا بادشاہ عدیث شاہ نامی ایک شخص تھا کہ اسنے دغا سے بادشاہ
حلب کو قید کرکے زندان مین رکھا تھا اور آپ وہان کی سلطنت کرتا تھا قارن نے اُسسے جاکر تمام احوال
بیان کیا اور نوشیروان کا خط دیکر کہا بادشاہ کا یہہ حکم ہی کہ حمزہ کو جو مارے مجھپر بڑا احسان کریگا یہہ
کہکر ارادہ کیا یونان طرف جانیکا عدیث شاہ نے کہا دیکھہ مین میدانمین نکلکر اسکو کیا مارتا ہون قارن
نے کہا یہہ خلاف عقل ہی اُسسے کوئی میدانمین سر بر نہین ہوتا یہہ قصد بیجا ہی عدیث شاہ نے
کہا اگر وہ ایسا ہی تو اور فکر کرتا ہون کہا کیا جوابدیا خراج حلب کا پیشکش اسکو دیتا ہون اور ظاہرا
مسلمان ہوتا ہون بعد کئی روز کے حمزہ سے چوگانبازی کا سوال کرتا ہون میدانمین میرے قلعہ
کے ایک کنوا ہی کہ بیس گز کا اسکا عرض ہی اسمین برچھیان گڑی ہوئی ہین معہ گھوڑے اسکو
گرادیتا ہون کہ وہ پانی نہ مانگے اور بیس ہزار سوار میرے ساتھ ہین اور دس ہزار سوار تیرے پاس تیس ہزار
سوار سے اسکے لشکر کو قتل کرتا ہون قارن نے کہا یہہ بات خوب ہی صبر کرکے بیٹھا جب لشکر امیر کا
قریب حلب کے پہنچا عدیث شاہ خراج لیکر آگے گیا اور امیر سے ملازمت کی از ترس مسلمان ہوا امیر نے
اسکی ضیافت کی اور کئی روز اُسے جشن مین رکھا تیسرے روز اسنے عرض کیا کہ غلام امیدوار ہی
آپسے چوگانبازی کرے اگرچہ بے ادبی ہی لیکن چاہتا ہون کہ گردپاسے سیاہ قیطاس کے فیض حاصل

کرون فرمایا اچھا عدیث نے لوگون سے کہا کل صبح کو میدان ہموار کرو کہ معلوم ہوا و صبح کو مسلح تیار ہو
کر معہ سپاہ قارن میدان مین کھڑے رہو جب دیکھو کہ حمزہ کوئے مین گرا تم فوج اسلام پر جا گرو اور
سب کو مار لو یہہ کہکر سب کو تیار کیا اور آپ صبح کو میدان مین آکر کھڑا ہوا امیر بھی سلاح نبیون لگا کر معہ
سپاہ اسلام میدان مین آئے عدیث شاہ نے پہلے آکر امیر کے رکابکو بوسہ دیا اور میدان مین نکلکر
عرض کیا آپ پہلے ابتدا کرین فرمایا مین کسیکام مین پیش قدمی نہین کرتا اول تو چوگان گوئے
پر لگاوہ آداب بجالایا اور گوئے لیکر چلا جب تیر پلے نکلگیا امیر نے اپنے مرکب کو دوڑا کر گوئے
اُسّے لیا اور میدان کو چلے جسطرف وہ جاتا تھا تو یہہ پیچھے رہ گیا امیر اسطرف کو چلے جہان کنوا تھا گھوڑا
امیر کا رکا امیر نے تازیانہ حضرت صالح نبی کا نکالکر کفل پر سیاہ قیطاس کے مارا کہ اسکو غصہ آیا جست کر کے
اسطرف کو گیا لیکن پچھلے پاؤن اسکے دونو کنوے مین رہے امیر اسکی پیٹھ سے کود کر جدا ہوئے
عدیث شاہ نے گھوڑیکی پیٹھ پر امیر کو ندیکھا دریافت کیا کہ حمزہ کنوے مین گرا تیس ہزار جوان خونخوار
سے لشکر اسلام پر آگرا لیکن یہان امیر نے اپنے مرکب کی گردن پکڑ کر کھینچا اور باہر نکالکر اسپر سوار ہوئے
نگاہ امیر کی قارن پر پڑی اور اسنے بھی امیر کو دیکھا بے اختیار کوہستانکے طرف بھاگا امیر نے بھی
اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا لیکن عدیث شاہ جو لشکر اسلام مین معہ فوج آکر بہت سے مسلمان اسکے ہاتھ سے
شہید ہوئے آخر لندھور نے اسے مارا اور فوج کو اسکے شکست دی لیکن دیکھے تو امیر کا حال کچھ نہین
معلوم ہوتا عمر سے پوچھا کہ امیر کہان گئے جواب دیا قارن کے پیچھے گئے ہین تم لشکر اسلام سے خبردار رہو مین
امیر کی خبر لینے کو جاتا ہون یہہ کہکر گھوڑیکے سمونکے نشان پر روانہ ہوا اب احوال امیر کا سنئے کہ
انھون نے تعاقب کر کے قارن کا دوپہر کیوقت ایک خربوزیکے فالیز مین پہنچے فالیزبان نے ایک خربوزہ
بڑا سا امیر کو دیا جو نہین امیر نے اسکی پھانک کاٹی اور ارادہ اسکے کھانیکا کیا اس مرد نے کہا اے جوان
مجھے تیرے اوپر ترس آتا ہی اسے مت کھا مین سو اشرفی سے درگذرا امیر نے کہا کیا اس مرد نے کہا
تم سے ایک لمحہ آگے ایک سوار ادھر سے بھاگا ہوا آیا تھا وہ اس خربوزہ مین کچھ ملا کر مجھے دے گیا اور کہہ
گیا ہی ایک شخص میرے پیچھے آتا ہی یہہ خربوزہ اسے کھلانا مین تجھے سو اشرفی دونگا امیر دیکھے
تو اسمین زہر ملا ہوا ہی اسے ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اسنے تجھے سو اشرفی دینے کہی ہی امیر نے کہا
ہزار اشرفی مین تجھکو دونگا بتلا وہ کہان گیا کہا اسی پہاڑ کے دربین گیا ہے دوسری راہ نہین ابھی جا ہوگا

امیر اسطرف چلے اور اسکی تلاش کرنے لگے کہ ایک شیر اس پہاڑ سے نکلکر امیر پر دوڑا امیر نے اس شیر کو ہاتھہ سے پکڑ لیے اور لگے زور کرنے قارن چھپا ہوا دیکھہ رہا تھا امیر کی یہہ حالت دیکھہ کر فرصت پائی اور تلوار نکالکر امیر پر چلائی جو نہین نزدیک آیا امیر نے اس شیر کو اُٹھا کر اس زور سے قارن کے سر پر مارا کہ وہ شیر مر گیا اور قارن بھی گر پڑا امیر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے خنجر نکالکر چاہا اسے مارین اسنے کہا حمزہ اگر مجھکو تو نمارے تو تین چیز ایسی دون کہ بادشاہ ہفت کشور کی سرکار مین بھی نہ نکلے امیر نے چھوڑنے کا اقرار کیا پہلے اسنے خنجر کمر سے نکالکر امیر کو دیا کہ یہہ طہموس دیوبند کی کمر کا ہی اور ایک بازوبند دیا کہ اسمین بارہ لعل شب چراغ لگے ہوئے تھے کہ وزن مین ہر لعل چالیس مثقال کا تھا اور تیسرا اس پہاڑ کے دامن مین دفینہ ہی کہ اسمین مال بیشمار ہی یہہ کہہ رہا تھا کہ عمر بھی آن پہنچا امیر نے قارن کے ہاتھہ باندھکر عمر کے حوالے کیا کہ وہ دفینہ بتلائے باقی داستان فردائی شب را

داستان اکتیسوین

دوستبنہ قصہ کو یہانتک پہنچایا تھا کہ عمر قارن سے کہنے لگا کہان ہے دفینہ اسنے کہا میرے ساتھہ چل بتادونگا عمر نے اس ہاتھہ بندھے ہوئے کو ساتھہ لیا قارن نے عمر کو خوب پھرایا اور بہت ہلاک کیا عمر نے کہا ای قارن کہان ہے دفینہ وہ لگا زور کرکے کمند کو توڑنے عمر نے ایک خنجر اسکی چھاتی مین مارا کہ پشت کو توڑکر پار ہوگیا اسے مارکر امیر کے پاس آیا امیر نے پوچھا مال بتلایا عمر نے کہا وہ جھوٹا تھا اپنے تئین چھڑانے چاہتا تھا مینے اسے مار ڈالا امیر نے کہا بُرا کیا مینے اُسے چھوڑنیکا اقرار کیا تھا عرض کیا مجھکو اس بات کی خبر نہین تھی غرض امیر سوار ہوکر لشکر مین آئے اور حلب مین داخل ہوئے وہ جو بادشاہ حلب کا عدیث شاہ کے قید مین تھا امیر نے اسکو پھر حلب کا بادشاہ کیا اور خراج وہانکا بھی لیکر جمع کیا اور وہان سے قارن سے جو جو بدذاتیان ہوئی تھین بادشاہ کو ایک عرض لکھی وہ خط جو قارن نے شاہ کیطرف سے یہانکے بادشاہونکو دئے تھے وہ عرضی کے ساتھہ ملفوف کرکے اور یہہ پانچ شہر کا خراج لدھوا کر مقبل کے ہمراہ مداین کو روانہ کئے اسکے دوسرے دن کوچ کرکے یونان کو چلے جب نزدیک یونانکے پہنچے بادشاہ یونان فریدون شاہ پیشکش بہت سا لیکر معہ اپنے بھائی آصف اسے اسنے اپنا وزیر کیا تھا آیا اور ملازمت امیر کی کی امیر نے خلعت سرفرازی اسے امداد کیا اور واسطے اسکے شربت اور طعام منگوایا اور شراب گردش مین آئی عمر نے فریدون شاہ سے پوچھا کس ارادے

برآئے ہوا اُسنے کہا میرے تئین مشکلین ہین صاحبقران نے پیشتر لوگونکی مشکلین آسان کی ہین اگر انکو بھی آسان کرین تو بندون سے کمتر ہون اور اگر نہو سکے تو مین بھی بادشاہ ہون کچھہ غرض نہین رکھتا یہہ بات امیر کے کا نمین گئی فرمایا ای بہادر کیا مشکل ہی فریدون شاہ نے عرض کیا ایک تو یہہ کہ کئی برس سے اس سرزمین مین ایک اژدہا پیدا ہوا ہی کہ اُسنے خلق کو کمال ایذا ہی اور دوسری یہان سے کئی فرسنگ پر ایک زنگی نے آکر پہاڑ پر ایک قلعہ بنایا ہی سال مین ایک مرتبہ شہر پر تاخت لاتا ہی اور غارت کرتا ہی تیسری ایک بیٹی رکھتا ہون اسے قبول کیجے فرمایا اژدہیکا اور اس زنگی کا دفع کرنا سہج ہی لیکن شادیکا ابھی ہونا مشکل کیونکہ مین نے مہرنگار سے اقرار کیا ہی بعد اسکی شادیکے البتہ کرونگا فریدون شاہ نے کہا جو آپکی مرضی مجھے قبول ہی وہ شب مجلس مین گذری صبح کو امیر معہ سپاہ نصرت شعار معہ فریدون شاہ اژدہیکو مارنیکے خاطر چلے جب سواری ایک فرسنگ بڑھی فریدون شاہ پیدل ہوا اور امیر سے عرض کیا کہ اب مکان یہان سے تین فرسنگ ہی کسیکا مقدور نہین جو آگے جائے فرمایا ہمارے سردار بھی اسی جا رہین آپ اکیلے عمر کو ساتھہ لیکر چلے آگے بڑھ کر خیال کرین تمام جنگل اس اژدہی کی آتش سے سیاہ ہو رہا ہی امیر نے گھوڑیکو اسیجا عمر کے پاس چھوڑا اور آپ پاپیادہ روانہ ہوئے تھوڑی دور جاکر دیکھے ایک پشتہ سیاہ معلوم ہوتا ہی کہ اُسمین سے شعلۂ آگ آسمان کو جاتی ہی امیر نے دریافت کیا کہ یہی اژدہا ہی اور وہ آگ اسکا دم ہی اسطرف کو جاکر ایک نعرہ کیا وہ اژدہا امیر پر چلا امیر نے دو تیر اسکی دو آنکھونمین ایسی ماری کہ اندھا ہوگیا اور اپنا سر زمین پر مار مار کر مر گیا امیر نے عمر کو خبر کی عمر قدم بوس ہوا اور وہان سے سوار ہوکر جہان فریدون شاہ کھڑا تھا وہان آئے پھر سب لوگ گئے اور اژدہے کو دیکھا اور قوت بازو پر امیر کے شاباشی کی فریدون شاہ نے اس اژدہیکا پوست کھچوا کر گھانس بھروایا اور شہر مین لایا امیر پر سب نے زر و مال نثار کیا فرمایا کل ہم شکاوہ زنگی پر جاوینگے لندھور نے عرض کیا وہ گیدی کیا چیز ہی جسپر آپ جاوینگے بندہ جاویگا امیر نے رخصت خلعت کا دیکر لندھور کو ادھر روانہ کیا فریدون شاہ کو لیکر جشن نوروزیمین بیٹھے وہان لندھور نے جاکر شکاوہ زنگی کو مارا اور اسکے قلعہ کو توڑا وہان سے اسقدر مال نکلا کہ جسکا حساب نتھا مال لدھوا کر امیر کے خدمت مین حاضر ہوا فریدون شاہ نے لندھور پر بہت سا زر نثار کیا اور امیر کو نذر گذرانی اور عرض کیا

تیسری شرط کو کیا ارشاد ہوتا ہے امیر نے فرمایا مین آگے ہی کہہ چکا ہون بعد مہر نگار کی کتخدائی کے جو کہیگا قبول کرونگا فریدون شاہ لاچار ہوا وہان سے شہر مین آیا اور اپنے بھائی آصف سے کہا حمزہ نسبت میری بیٹی کی قبول نہین کرتا کاش اُسّے مین نے نکھا ہوتا تو بہتر ہوتا اب لوگ کہینگے کہ حمزہ فریدون کو لایق نسبت کے نہ سمجھا اسخاطر یہہ بات نہ مانی اب اس زندگی سے مرنا بہتر ہے یہہ کہہ کر خنجر نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے اُسنے ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا یہہ آپ کیا کرتے ہین مین کہون وہ کیجیئے کہا کیا کہا عمر کو بلوا کر کچھہ دیجیئے وہ البتہ امیر کو راضی کریگا اسنے کچھہ عمر کو بھیجا اور مطلب کہا جب عمر اسکے پاس آیا اسکی سر وقد تعظیم کی اور برابر اپنے بٹھلایا اور بارہ ہزار تمن رشوت قبول کیئے اور اپنا مدعا بیان کیا عمر نے اسکو تشفی دی اور اسنے جاکر امیر سے ناہید بن مریم فریدون شاہ کی بیٹی کی اس قدر تعریف کی کہ امیر بے اختیار فریفتہ ہوئے اور کہا بھائی مین نے قبول کیا پر اس شرط پر اس سے عقد باندھتا ہون کہ بعد مہر نگار کی شادی کے متصرف ہونگا عمر نے کہا اسکا مضایقہ نہین جاکر فریدون شاہ کو خبر کی وہ نہایت خوش ہوا اور عمر کو بارہ ہزار تمن دیئے فریدون شاہ نے یونان مین تیاری کی اور امیر کو معہ سپاہ شہر مین لے گیا اور سب کی ضیافت کی عقد بندی ہوچکی امیر محل مین گئے اور ناہید بن مریم کو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوئے لیکن مہر نگار سے قسم کھائی تھی اس سلئے لاچار تھے لیکن کئی روز اس معشوقہ کے ساتھہ جشن مین رہے بعد جشن سے فراغت کر کے اُن قارن کے لعلون مین سے ایک لعل اپنی نشانی دی اور محل سے باہر آئے اور کئی روز رہے بعد فریدون شاہ سے یہان کا خراج لے کر معہ مال شتکاوہ زنگی

کا لندھور کے ساتھہ مداین کو نوشیروان کی خدمت مین بھیجا

اور عمر کو خسرو کے ساتھہ کیا اور آپ لشکر ظفر اثر

کو لیکر طرف مصر کے تشریف فرما ہوئے

اور وہان سے بھی خراج لے آئے

اور مہر نگار کی شادی کا حال مفصل

آخر مین جلد رابع کے بیان ہے

بعون صنّاع مکین و مکان و فضل خلّاق زمین و زمان درین آوان

از نسخه‌ها هر چهار جلد سحر البیان سرور افزای خوانندگان بیان دلچسپ و با مزه یعنی

جلد دوم

داستان امیر حمزه

سنه ۱۲۹۴ھ

باهتمام قاضی ابراهیم ابن الحاج قاضی نور محمد صاحب مرحوم ملا نور الدین ابن جیوا خان

در مطبع حیدری واقع ممبئی بزیور طبع مزین و محلی گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تئیسوین داستان

جانا سلطان سلطان نشان و حلقہ فلک گوش گردن کشان یعنی امیر کشور گیر جہان ستان کا یونان اور روم اور مصر کو اور بند مین پڑنا امیر اور سارے یارون کا جو ساتھ حمزہ کے تھے اور

خلاص پانا امیر کا معہ اپنے یارونکے اور شہر مداین کو آنا اور مہر نگار کو ہاتھ مین لانا اس بیان مین کہنے والا یون کہتا ہی کہ جب نوشیروان کو کوئی تدبیر نہین سوجھی تب بختک بن بختیارک بن القش بن مادکش بن سگ سفید کو بلایا اور کہا ای وزیر با تدبیر اب کیا حیلہ و مکر و فکر کرتا ہی حمزہ کے دفعہ ہونے کے لئے بختک نے کہا کہ آپ کچھ اندیشہ نفرمائے اب مین ایسی تدبیر کرتا ہون کہ اگر حمزہ ہزار جان رکھتا ہوگا تو ممکن نہین کہ ایک بھی سلامت لیجاوے بادشاہ نے کہا وہ کیا تدبیر ہی بختک نے عرض کیا کہ صبح کو حمزہ دربار مین آویگا تو اسوقت مین ایک کاغذ ولایت کا حضور مین گذرانونگا اور کہونگا کہ تین

برس ہوئے ہین جو خراج یونان اور روم اور مصر کا نہین آیا ہی بادشاہ نے فرمایا اسکا کیا سبب ہے تب مین چپ رہونگا تب حمزہ آپ ہی عرض کریگا کہ اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُن سرکشونکو گوشمالی دیکر خراج وہانکا لے آؤن تب بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر ہی جسوقت حمزہ تیاری جانے کی کرے تب وہانکے بادشاہون کو لکھنا کہ حمزہ کو جسطرح بنے جانسے مار ڈالنا غرض بختک اور بادشاہ نے یہہ بات مقرر کرکے اسی وقت فرمان لکھواکے قاصدونکو دیکر روانہ کئے جب دوسرا دن نمودار ہوا تو امیر حمزہ دربار مین آئے تو دیکھا کہ اہالی موالی ارکان دولت امرایان عظام از پیر تا جوان از خورد تا کلان از کہتر تا مہتر ادنی تا اعلی سب حاضر ہین دربار معمور ہی امیر بادشاہ کو مجرا کرکے اپنے دنگل پر بیٹھے اور پیالہ گردشمین آیا اور حریف سرمست ہوئے تب بختک نے وزارت کی کرسی پر سے اُٹھکر کاغذ ولایتونکے خراج نہ آنیکا حضور مین بادشاہ کے گذرانا اور کہا کہ تین برس سے خراج تین ملک کا نہین آتا ہی تب نوشیروان نے پوچھا کہ کیون خراج ان تین ملکون کا نہین آتا ہی بختک نے عرض کی کہ جبتک گستہم ابن کفش بقا تب تک قصور خراج کے مال آنیکا نہوتا تھا اور وہ آپ سب ملکون سے لڑبھڑکے لاتا تھا اب تو گستہم گیا اسواسطے ہر ایک ملک سے خراج پہنچا نہین تقصیر کرتے ہین امیر یہہ بات سُنکر غصہ سے جوش مین آئے اور بولے کہ میرے عہد مین تقصیر خراج کی ہونا عجب ہی تب بختک نے کہا کہ امیر کی عمر دراز رہے تمہارے ہوتے قصور مال مین خراج کے کیون ہو ویگا امیر نے فرمایا کہ سوگند ہی آستان کعبہ کی اور قسم ہی پروردگار کی جبتک خراج اُن تینون ولایتونکا نہ لاؤنگا تبتک نام مہرنگار کا زبان پر نہ لاؤنگا یہہ سخن فرماکے عمر بن عمیہ اور معدی کرب کو تاکید فرمائی کہ تمام لشکر ظفر پیکر کو تیار کرکے خیمہ سے باہر نکالو یہہ کہکر امیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ ایک راہ دکھانے والا میرے ہمراہ دیجئے پس بادشاہ نے بختک سے فرمایا کہ قارن دیوبند کو امیر کے ہمراہ رکاب کرنا چاہئے کسواسطے کہ وہ ان ملکونکی راہ سے خوب واقف کار ہی پس بختک نے قارن دیوبند کو بلاکے امیر حمزہ کے پانو پر ڈالا اور کہا کہ تو امیر کو راہ بتاتا جانا یہہ بات ظاہر مین کہی اور اسے الگ بلاکے بختک نے دو مثقال زہر ہلاہل دیا اور کہا کہ اے قارن دیوبند یونان کی راہین دو ہین ایک نزدیک کی اور ایک دور کی راہ ہے اور اس راہ مین تین منزل تک پانی نہین ہی تو امیر کو ہر حیلہ اسی

راہ سے لیجانا اور تو اپنے ساتھہ مشکین پانی کی بھر لینا اور حمزہ کو اس راہ مین بہر کیف زہر دینا پانی مین ملا کے قارن نے یہہ بات قبول کی اور امیر کے ہمراہ چلا جب منزل طی کرتا ہوا اس دوراہے پر پہنچا تب قارن نے امیر سے عرض کی کہ ای امیر یہہ راہ بہت سخت ہی کہ اس راہ مین تین دن کے رستے تک پانی نہین ملتا اور یہہ راہ نزدیک کی ہی مگر ایک روز کا پانی چاہیئے کہ سارا لشکر اٹھاوے کیونکہ ایک منزل مین پانی نہ ملیگا: تب امیر نے عمر بن امیہ کو حکم کیا کہ تمام لشکر کے لوگون سے کہو کہ ایک روز کا پانی سب بھر لین امیر کے حکم سے سارے لشکر نے ایک روز کا پانی بھر لیا اور قارن نے اپنے ساتھہ تین روز کا پانی لیا اور چلے جب پاس کی راہ مین امیر اور قارن معہ لشکر گئے تو ایک روز مین پانی جو اپنے ساتھہ بھر لیا تھا سو خرچ کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کیا تو ساری راہ مین پانی نہ پایا تب امیر نے قارن سے فرمایا کہ ای قارن کیا کرنا کہ آج راہ مین پانی نہین معلوم ہوتا ہی تب قارن نے عرض کیا کہ یا امیر اسمین میرا کچھہ قصور نہین ہی آگے ایک مرتبہ مین اس راہ سے گیا تھا تو بہت تالاب اور کوئے دیکھے تھے اس اعتماد پر بولا تھا شاید وہ تالاب اور کوئے سوکھہ گئے غرض امیر نے وہان مقام نہ کیا اور آگے چلے اس وقت لشکر پیاس کے مارے ہلاک ہونے لگا سارے لشکر کے پہلوان ایک جگہہ کھڑے رہے اور گھوڑے بیطاقتی سے قدم اٹھا نہین سکتے تھے اسوقت امیر ایک جھاڑ کے سایہ مین گھوڑے سے اتر کر کھڑے رہے اور عمر بن عمیہ سے کہا کہ ای دوست تو ہی یہان ہر چار جانب کو ڈھونڈتا کہین پانی ملے تو لے آ تب عمر بن عمیہ ڈھونڈھنے کو گیا مگر حمزہ پیاس سے بہت ہلاک ہونے لگے قارن سے فرمایا کہ خبر لو کہ تمھارے یہان کہین پانی ہو تو تھوڑا سا بھی منگواؤ اول تو قارن منکر ہوا بعد کتنی دیر کے ایک پیالہ بھر کر زہر ملا کر منگایا اور امیر کو دیا امیر نے وہ پیالہ لیا پس ہاتھہ امیر کا کانپا تب حمزہ نے اس پانی کے پی نے مین تعویق فرمائی اور دل مین سوچے کہ جب مجھے لونڈیون نے گستہم کی زہر دیا تھا اس وقت بھی میرا ہاتھہ کانپا تھا اور اب بھی ہاتھہ کانپتا ہی تب قارن نے امیر سے عرض

کی کہ آپ کا ہاتھ پیاس سے کانپتا ہی ان باتون مین تھے کہ عمر بن عمیہ مشک پانی سے بھر کر لائے اور دور سے پکارے کہ یا امیر یہہ پانی جو قارن نے آپ کو دیا ہی اسے زنہار نہ پینا امیر نے یہہ بات سنتے ہی وہ پیالہ ہاتھ سے رکھدیا اتنے مین عمر نزدیک آیا اور کہا یا امیر مین جنگل مین ادھر ادھر پانی ڈھونڈھتا تھا کہ یکایک اسی جنگل مین سے ایک بوڑھا پیدا ہوا اور مجھہ سے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتا ہے مین نے کہا کہ پانی ڈھونڈھتا ہون کہ امیر حمزہ لشکر سمیت پیاس سے ہلاک ہی تب اس بوڑھے نے اپنا عصا زمین پر مارا وہین ایک چشمہ پانی کا وہان سے پیدا ہوا جب مین نے اس چشمہ مین سے مشک بھر کر لیچلا تب وہ بوڑھا بولا کہ ای عمر امیر سے کہیو کہ جو پانی قارن نے تمھین دیا ہی نہ پینا کیونکہ اس مین زہر ملایا ہی تب امیر نے وہ پیالہ پانی کا عمر کے منع کرنے سے نہ پیا اور قارن کو بلاکر فرمایا کہ یہہ پانی تو پی جا قارن نے وہ پیالہ امیر کے ہاتھ سے لیا اور کہا کہ لعنت ہی قارن کی زندگانی پر کہ امیر کی اتنی خدمت کی اور اسقدر جان فشانی پر بھی امیر کا دل میرے طرف سے صاف نہین ہی پس قارن نے یہہ کہکر پیالہ پانی کا زمین پر دے مارا تب عمر نے کہا کہ ای حرامزادے اب تو اپنی حرامزادگی چھوڑ قارن نے کہا کہ اب مین کیا حرامزادگی کرتا ہون تب عمر نے کہا کہ صبر کر سب مین تیری حرامزادگی دکھاتا ہون یہہ بات کہکر جس جگہہ پر پیالہ پھینکا تھا وہان کی مٹی اٹھالی اور اسے نچوڑ کر قارن کے غلام کو پلایا وہ غلام اس پانی کے پیتے ہی مرگیا اور زہر کے باعث سے اسکا بدن ترک گیا اور ریزہ ریزہ ہوا تب عمر معدی تلوار کھینچکر قارن کے اوپر دوڑا اسوقت وہ امیر کے پیچھے جا چھپا اور کہا یا امیر میرا یہہ گناہ للہ بخشو امیر نے فرمایا کہ اب تو تیرا گناہ بخشتا ہون لیکن آگے کو خبردار رہنا غرض کہ سارے لشکر نے امیر حمزہ کے پیٹ بھر کر پانی پیا اور جانورون کو بھی پلایا اور امیر کے لشکر کا ایک آدمی بھی ہلاک نہ ہونے پایا مگر سو سوار قارن کے مرگئے اور بہت خواری سے ہلاک ہوئے پیچھے دوسرے دن وہان سے کوچ کیا اور منزل بمنزل چلنے لگے آخر بعد از قطع منازل وطی مراحل یونان کو پہنچے اور شہر سے چار کوس کا فاصلہ دیکر اُترے کہتے ہین کہ یونان مین بادشاہ عدیث

تھا کہ اسے عدیث یونانی بولتے تھے اور اسکے دو بھتیجے تھے ہر ایک قد مین چار کم چالیس گز کا تھا اور ایک کا نام استفتانوش اور دوسرے کا نام صدفنوش تھا اور وہ دونو پہلوان عدیث کے تخت کے نزدیک کرسیون پر بیٹھتے تھے اور ہر ایک کے ہمراہی دس دس ہزار سوار رہتے تھے جب امیر یونان کے نزدیک گئے اور فرمایا کہ عدیث کو نامہ رقم کرو کہ اگر باج و خراج لیکر بارگاہ گردون اساس مین حاضر ہوا تو بہتر والا اس طرحسے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین گے پس امیر المومنین عباسؓ نے خط لکھا بعد حمد خدائے تعالے و مدح ابراہیم خلیل اللہ کے خاندان کے حمزہ بن عبد المطلب کیطرف سے عدیث یونانی کو معلوم ہووے کہ مدت تین سال کی گذری جو تمہارے ملک کا خراج نوشیروان کے پائے تخت کے نزدیک نہین پہنچا ہی اسواسطے نوشیروان نے تمہارے ملک پر مجھے نامزد کیا ہے پس یہہ نامہ دیکھتے ہی تین برس کا خراج لیکر حاضر ہونا تب تو امان دونگا وگر نہ صبح کو لڑائی کی تیاری ہی طبل جنگی بجا فوج قاہرہ سے یونان کے قلعہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑونگا اور تجھے سولی پر چڑھاؤنگا جب یہہ نامہ مرتب ہوا تب امیر نے فرمایا کہ اس نامے کو کون لیجاویگا قارن نے اسوقت عرض کیا کہ اگر حکم ہوگا تو مین نامہ لیجاؤنگا اور اُسے سمجھاؤنگا امیر نے فرمایا کہ یہہ نامہ اسکو دو اور سو سوار ہمارے لشکر کے اُسکے ہمراہ کردو پس قارن وہ نامہ اور سو سوار لیکر یونان کو گیا اور عدیث یونانی کے دربار مین اُترا عدیث نے جب قارن کو دیکھا تخت پر سے اُترکر نیچے آیا اور قارن کو گلے سے لگایا بعد ملاقات کے قارن نے اپنی پگڑی دے ماری اور کہا داد بیداد کر اس عرب کشکینہ خوار و پشمینہ پوش کے ہاتھ سے جو بالو مین رہنے والا ہی اور جنگل مین اونٹون کے دودھ سے پلا گیا ہی اب اسکو یہان تک مرتبہ ہوا ہی اور اتنا دماغ بگڑا ہی کہ بادشاہ کی بیٹی کی آرزو رکھتا ہی جب یہہ قصہ ابتدا سے تا انتہا عدیث کے سامنے قارن نے کہا تب عدیث بولا کہ ای قارن تو خاطر جمع رکھ اب اگر حمزہ ہزار جان رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجائیگا یہہ کہکر عدیث نے قارن کو خلعت دیا

اور

اور سونے کی کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ یہہ سو سوار جو تیرے ہمراہ ہین تیرے ہی ہین یا
اس عرب کے ہین قارن نے کہا کہ میرے ساتھہ کے سوار سب موئے یہہ سو سوار
اسی عرب کے ہین تب عدیث نے کہا کہ سوارون کے حق مین کیا سیاست کرون
قارن نے بولا کہ ایک ایک کو قلعہ کے کنگورے پر چڑھا کے سر کاٹ کے خندق مین
گرانا چاہیئے عدیث نے کہا کہ انھون کا مارنا مصلحت نہین ہی پس ہر ایک کا ایک کان
اور ایک ہاتھہ کاٹ کر چھوڑ دو قارن نے کہا کہ جو تیری راے ہی سو ہی بہتر ہی یہہ بات
استفتانوش سنتے ہی غصہ سے جوش مین آیا اور کہا ای قارن تو بزرگ زادہ تو ہی
ولیکن سخت نامرد ہی کیون کہ جسنے تیری جان بخشی کی اور تیرے تجمل کے واسطے
اپنے رکاب مین کا جلوس تیرے ہمراہ کیا تو اب اسکی بدی کرتا ہی اور اسکے سوارون
کے حق مین سیاست کرنے کو فرماتا ہی جب استفتانوش یہہ بات بولا تب قارن
اور عدیث چپ کے ہو رہے اور ان سو سوارون نے استفتانوش کو دعا دی
اور وہان سے امیر کے پاس آئے اور ساری حقیقت بیان کی امیر نے استفتانوش
کی عقل پر آفرین کی اور قارن اور عدیث کے حق مین فرمایا کہ قسم ہی مجھے پروردگار کی
کہ جس روز یہہ دونو ملین گے تو مین انھین بے سلاح کے مارون گا کس واسطے
کہ ہتھیار مردون کے واسطے ہین اور یہہ دونو نامرد ہین یہہ کہہ کر فرمایا کہ ایک نامہ
اور رقم کرو امیر کے حکم سے پھر اور خط لکھے اور عمر بن عمیہ کو دیا وہ خط عمر بن عمیہ لیکر
عدیث کے دربار مین آیا اور چوبدارون کو کہا کہ خبر کرو عمر بن عمیہ ضمیری آیا ہی امیر کے
پاس سے چوبدارون نے عدیث کو عمر کے آنے کی خبر دی عدیث نے قارن
سے پوچھا کہ عمر بن عمیہ کون ہی قارن نے کہا افسوس اگر ہزار امیر ہوتے تو بہتر تھا مگر
ایک یہہ عمر بن عمیہ نہوتا پس عدیث نے کہا کہ عمر بن عمیہ کو بلالاو اور اسے دربار مین آنے
دو جب عمر بن عمیہ دربار مین آیا اور دیکھا کہ قارن عدیث کے تخت کے پہلو مین کرسی پر بیٹھا
ہی جب عمر نے استفتانوش کو تسلیم کی عدیث نے کہا ای عیار کیون تو نے مجھے تسلیم
نہ کی اور میرے پہلوان کو تسلیم کی عمر نے کہا کہ تواضع اور سر جھکانا مردون کے واسطے

ہی اور تو نامرد ہی اسواسطے تجھے تسلیم نہ کی جب عمر نے یہہ بات کہی تب عدیث
کو غصہ آیا اور طیش کھاکر پکارا کہ پکڑو اس عیار کو اسوقت چارون طرف سے غلام
عدیث کے تلوارین کھینچکر دوڑے عمر نے بھی خنجر نکالا اور شیشہ نفت کا کھول کر کتنے لوگون
کو جلایا اور مارا اور باقی سارے لوگ بھاگے عمر پھر آکر عدیث کے روبرو بولا کہ ای
عدیث مین خط امیر حمزہ کا لایا ہون تب عدیث ضرور جان کر تخت پر سے اٹھا اور
دونو ہاتھون مین لفافہ لیکر کھولا اور پڑھا جب خط کے مضمون سے واقف
ہوا تو کہا ای عمر جاکر حمزہ سے بول کہ صبح کو تیری میری لڑائی ہی تب عمر بن عمیہ
امیر کے پاس آیا اور ساری حقیقت بیان کی تب حمزہ نے کہا کہ ہمارے سارے
لشکر مین کہو کہ فجر کو لڑائی ہی جس وقت عمر نے یہہ خبر لشکر مین کی کہ صبح کو جنگ
مقرر ہوئی ہی تب جتنے اچھے اچھے بہادر تھے انھون نے اچھی پوشاکین پہنین
اور روپئے اشرفیان خیرات کین اور ناچ رنگ دیکھنے مین یون کہتے تھے کہ دیکھئے
فجر کو کون اپنے باپ دادے کا نام روشن کرتا ہی اور حق نمک حمزہ کا کون ادا
کرتا ہی اور کسکی عمر کا پیالہ لبریز ہوا ہی جو میدان مین امیر کے قدمون پر جان نثار
کرتا ہی یہہ باتین تو بہادرون اور دلیرون مین تھین اور جتنے نامرد اور بھگوڑے
اور کم ہمت تھے انھون نے روپیہ اشرفیون کی ہمیانیان بھر بھر کر کمرین باندھین
اور آپسمین یہہ باتین کرنے لگے کہ سنو یارو صبح کو بھاگتون کے اگاڑی اور
لڑتون کے پچھاڑی رہین گے اسی گفتگو مین رات گذر گئی اور ستارا صبح کا
چمکا اور آفتاب نے ساری دنیا کو روشن کیا جب عدیث نے طبل جنگ کا
بجوایا اور میدان مین آکر کھڑا ہوا اور حکم میدان آرائی کا کیا بیلدارون نے جھاڑ
بوٹے کاٹ کر میدان ہموار کیا اور سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے
صفین آراستہ کین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کین گاہ یمین و یسار
اگلا ہراول پچھلا چنڈول چودہ صفین آراستہ کین میدان کیا پاک اور پکارے
ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید

رباعی

۲۳ روز

روز جنگ ست و جنگ با یدکرد کوشش نام وننگ باید کرد شکم گاؤ پشت ماہی را بسر نیزہ رنگ باید کرد یہہ حال دیکھہ کر جاسوسان لشکر اسلام امیر کے پاس گئے اور دعائے جان دراز دیکر بولے **رباعی** آلہی بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا گل اقبال تو دایم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا عمر دراز رہے شہریار عالم کی عدیث یونانی میدان مین آیا یہہ خبر سنکر امیر بھی اپنے یارون سمیت میدان مین آئے جب دونو جانب کا لشکر آراستہ دیکھا تب پکارے کہ کون مرد ہی کہ قصد میدان کا کرے گا اور کون بہادر ہی جو اپنے باپ دادے کا نام ظاہر کریگا یکایک ایک پہلوان عدیث کے لشکر سے باہر آیا اور پکارا کہ جانتا ہو تو جانے نہین تو میرے نام سے آگاہ ہووے کہ مین استفتانوش ہون یہہ سنکر حمزہ نے دست راست اور دست چپ کو دیکھا کہ دست راست مین نقارا اور طبل بجے اور علمون کو جلوہ دیا اور ملک لندھور اپنے ہاتھی کو بڑھا کر امیر کے سامنے آیا اور اجازت میدان کی چاہی امیر نے فرمایا کہ جاؤ بخدائے لایزال سپردم تب لندھور اپنے فیل منگلوسی کو بڑھا کر مقابل استفتانوش کے آکر کھڑا ہوا استفتانوش بولا کہ ای پہلوان دراز قد تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی کہ بے نام ونشان مارا نہ جاوے لندھور نے کہا کہ مین بادشاہ ہند ہون **بیت**

جزیرہ ہای دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان اگر نامم بپرسی منم لندھور بن سعدان

استفتانوش نے کہا کہ خبردار رہیہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہہ کہہ کر اپنا سومن کا گرز سر سے بلند کیا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور استفتانوش نے وہ گرز لندھور کے سر پہ مارا ایسا کہ اسکی آواز دونو لشکر نے سنی اور لندھور کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا تب استفتانوش نے کہا کہ ای لندھور اب تیری باری ہی تب لندھور نے اپنا گرز جسکا نام خورد ی مردی مرگ مفاجات تھا اٹھایا اور اپنے فیل منگلوسی کو استفتانوش پر دوڑایا اور دونو پاؤن رکاب مین استوار کر کے ایسا گرز استفتانوش کے سر پہ مارا کہ ایک شعلہ آگ کا نکلا

اور مردان عالم ایسا بھی کہتے ہین کہ اگرچہ سدّ سکندر ہو تو بھی اُس گرز سے پرخطر ہی ولیکن استفتانوش نے اپنے تئین مردانہ رکھا اور ہنسکر کہا کہ ای لندھور بہت دنون سے تیرا نام سنتا تھا ویسا ہی پایا القصہ دونو پہلوانون کو لڑتے لڑتے رات ہوئی ولیکن دونو برابر رہے پھر طبل آسایش بجوایا اور اپنے اپنے لشکر مین اُترکر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ استفتانوش کو کیسا پایا لندھور نے کہا ساری عمر مین امیر کے بعد اسّے کام پڑا ہی غرض وہ رات بسر ہوئی دوسرے روز صبح کو نقارا لڑائی کا ٹھوکا اور دونو فوجین میدان مین آئین اور استفتانوش نے گھوڑا میدان مین دوڑایا اور پکارا کہ کون ہی امیر کے یارون سے جو میدان مین آوے جو حمزہ نے چپ وراست دیکھا کہ عمر معدی کرب نے گھوڑے کو اپنے جولان کیا اور امیر سے اجازت طلب کی حمزہ نے فرمایا جاؤ خدا کو سونپا تب معدی کرب گھوڑا کو داتے میدان مین آکے حریف کے مقابل کھڑا ہوا استفتانوش بولا کہ حمزہ تو ہی ہی عمر معدی بولا مین حمزہ نہین ہون مگر حمزہ کے یارون مین سے ہون اور سر لشکر ہون سب مجھے معدی کرب کہتے ہین استفتانوش نے کہا کہ کل اس قد و قامت سے جو اکر گیا وہ میرے ساتھ برابر آیا تو اس موٹاپے اور بڑے پیٹ پر کیونکر برآ ئیگا تب معدی کرب نے کہا کہ بہت لاف زنی نکر اگر مردی ہی تو تو حملہ لا استفتانوش نے ہاتھ گرز پر ڈالا اور معدی نے ڈھال سر پر لی مگر استفتانوش نے اُس زور سے گرز مارا کہ تین سو ساٹھ رگ معدی کرب کی خبردار تھی سو بیخبر ہوئی اور گھوڑا معدی کرب کا نالش مین آیا پھر عمر معدی نے کہا کہ ایک ضرب اور بھی مجھے دے تب دوسرا حملہ بھی استفتانوش نے کیا پھر عمر معدی کرب بولا **فرد** تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن غم دین و دنیا فراموش کن یہہ کہہ کر ایسا گرز معدی کرب نے استفتانوش کے سر پر مارا کہ اسکی چھٹی کا دودھ یاد آیا غرض اسی طرح سے لڑتے لڑتے دونو کو شام ہو گئی نہ اسے فتح ملی نہ اُسے ظفر آخر طبل بازگشت بجواکر اپنے اپنے مقامون پر گئے اور نقل اور شراب کھا پی کر استراحت کی جب رات اس طرح سے گذری اور سفیدہ

صبح کا چمکا اور آفتاب نے جہان کو نورانی کیا تب نقارے دونو طرف سے لڑائی کے
بجے تمام فوجین میدان مین آئین اس وقت استفتانوش نے گھوڑا اپنا میدان مین
جولان کیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ اپنے یارون کو کیا بھیجتا ہی اگر مرد ہی تو تو آپ میدان
مین آ تب امیر نے مقبل حلبی سے کہا کہ ہتھیار میرے لا مقبل حلبی نے بموجب ارشاد
کے سلاح لاکر حاضر کئے تب امیر نے جُبّہ حضرت ابراہیمؑ کا اول پہنا اور پیرہن اسحاق
پیغمبرؑ کا گلے مین ڈالا اور سات پارچہ حریر نرمی کے واسطے بر مین ڈال کر زرہ داؤدی
پہن کر کمربند اسحاق نبیؑ کا باندھا اور خود ہود نبیؑ کا سر پر رکھا اور موزے صالح پیغمبرؑ
کے پاؤن مین چڑھا کر صمصام و قمقام کمر سے لگائی اور سپر پس پشت لٹکائے اور خنگ
مہتر اسحاقؑ پر سوار ہوئے اور جلو مین عمر مگس رانی کرتے ہوئے میدان مین آئے

پس تمام دست رستی اور دست چپ نکا مجرا لیتے ہوئے داخل لشکر ہوئے تب استفتانوش نے کہا ای پہلوان
اگر حمزہ تو ہی امیر نے فرمایا انا حمزہ بن عبدالمطلب استفتانوش نے کہا ای پہلوان **بیت**
بیا تا چہ داری زمردی نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران ؛ امیر نے فرمایا کہ میرا اور میرے یارون کا
یہہ رسم نہین ہی کہ حریف پر پیشدستی کرین پہلے تو حملہ کر جو تیرے دل مین ارمان نرہے کہ حمزہ پر حملہ نکیا
استفتانوش ہاتھ گرز پر لیگیا اور اٹھا کے امیر کے سر پر ایسا مارا کہ اسکے بوجھ سے خنگ مہتر اسحاقؑ
نالش مین آیا امیر نے گرز اسکا رد کیا اور فرمایا کہ ای استفتانوش اور بھی دو حملے تجھے دئے جب استفتانوش
نے اور دو حملے کئے تو جتنا زور و قوت خدا تعالیٰ نے اُسے دیا تھا سو خرچ کیا غرض امیر نے وہ تینون حملے
اُسکے رد کئے جب نوبت امیر کی آئی تب حمزہ نے ہشام کے گرز پر ہاتھ اُٹھایا تب استفتانوش بولا کہ
ای پہلوان یہہ گرز میرے لایق نہین ہی امیر نے فرمایا یہہ گرز میرا نہین ایک سے مانگ لیا ہو لن

مگر تو خبردار رہیو یہہ کہہ کر دونو پاؤن رکاب مین استوار کئے اور قاش زین خالی
دیا اور بقوت تمام استفتانوش کے سر پر ایسا گرز مارا کہ اسکے گھوڑے کی کمر ٹوٹ
گئی اور استفتانوش زمین پر گر پڑا پس اسنے بھی سنبھل کر تلوار کھینچی اور قصد
حمزہ کے گھوڑے کا کیا مگر حمزہ جلدی سے گھوڑے پر سے اُترے اور گھوڑے کو

اپنے پیچھے کرلیا اور اسنے تروار امیر کے اوپر چلائی امیر نے ایسی اچھپڑ اسے ڈھال کے
ماری کہ تلوار توٹ گئی اور قبضہ اسکے ہاتھ مین رہا پھر وہ قبضہ اسنے امیر کے طرف پھینکا
امیر نے اشارے سے تازیانہ کے اسے رد کیا تب قبضہ زمین پر گرا تب وہ قبضہ عمر بن عمیہ
نے اٹھا لیا اور اپنے توبرے مین رکھا تب استفتانوش نے کہا ای عمر یہہ قبضہ میرا مجھے
دے عمر نے کہا مین یہہ قبضہ تجھے دینیکا نہین کسواسطے جو چیز کہ میدان مین گر پڑے سو
مال میرا ہی تب استفتانوش نے کہا کہ ای عمر دیتا ہی یا نہین تو ایک تیر تیرے حلق پر مارون
عمر نے کہا زیادہ لاف مت مار اگر مرد ہی تو تو مجھہ سے قبضہ لے لے تب استفتانوش
نے تیر کو چلہ کے کمان سے جوڑا اور عمر نے کاغذی سپر پیش رو کی استفتانوش نے کہا
ای عمر اس کاغذی ڈھال سے میرا تیر بچاویگا عمر نے کہا اگر مرد ہی تو تیر میرے
اوپر چلا استفتانوش نے جون ہین تیر عمر پر چلایا پس عمر وہین مطلق ہوا پر گیا اور اوپر
جاکر استفتانوش کے گردن پر لات ماری اور ایک سونٹا اسکی کمر پر ایسا مارا کہ استفتانوش
بیہوش ہوگیا تب استفتانوش نے ہوش مین آکے دوسرا تیر چلایا عمر نے بدستور
وہ بھی تیر رد کیا تب امیر نے کہا ای استفتانوش اگر تو عقل رکھتا ہی تو عمر کے
ساتھہ لڑائی مت کر کیونکہ اس سے کوئی بر نہین آیا ہی استفتانوش نے کہا کہ امیر
تم سچ کہتے ہو یہہ کہکر تلوار چلائی کہ ایک ذرہ امیر کی ڈھال کاٹ کر پیٹھہ پر لگی تب
امیر کو غصہ آیا اور اسکے کمر مین کی دوال پکڑ کر کہا کہ ای استفتانوش مین نعرہ کرتا ہون
تب استفتانوش نے کہا کہ ای امیر کیا مین بچہ ہون کہ مجھے نعرے سے ڈراتا ہی سو مین تیرے
نعرے سے ڈرنیکا نہین امیر نے عمر سے کہا عمر نے اپنی ٹوپی ہوا پر اڑائی تا کہ اپنا سارا لشکر
معلوم کرے کہ امیر نعرہ مارتے ہین اسوقت تمام لشکر نے اپنے اپنے موزون سے
روئی نکال کر گھوڑون کے کانون مین اور اپنے کانون مین رکھی اور اس لشکر کے لوگ
بیخبر تھے تب عمر کے ساتھہ کے عیار جتنے تھے انھون نے استفتانوش کے لشکر کی
راہ باندھی جب امیر نے نعرہ کیا تب اس لشکر کے گھوڑون نے اپنے اپنے سوارونکو
پٹک کر بھاگے عمر نے اور سب عیارون نے گھوڑے پکڑ لئے اور لشکر مین اپنے لے آئے

اور امیر

اور امیر نے استفتانوش کو سر پر اٹھایا اور ایسا پھرایا کہ سب لشکر نے دیکھا اور آفرین کی پس امیر نے استفتانوش کو آہستہ سے زمین پر اتارا اور عمر نے اسکو باندھا تب صدفنوش نے اپنے بھائی کو اس طرح دیکھا تب تلوار کھینچکر دوڑا اور میدان مین آیا اور تلوار امیر پر چلائی امیر نے ایک ہاتھ سے تروار اسکی رد کیا اور دوسرے ہاتھ سے اسکی دوال کمر پکڑی اور پاؤن اپنا رکاب سے نکال کر اسکے گھوڑے کو ایسی لات ماری کہ گھوڑا اسکے نیچے سے نکل کر چالیس قدم دور گر پڑا اور صدفنوش امیر کے ہاتھ مین رہ گیا اور امیر نے اسے سر پر لیجا کر زمین پر پٹکا اور عمر بن عمیہ نے اسے بھی باندھا اسوقت طبل اور نقارے فتح کے بجوائے اور دونو لشکر اپنے اپنے مقامون پر گئے اور حکم مجلس آرائی کا کیا سلطان باکرام اپنے دنگل پر بیٹھے اسدم ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز معہ پیالہای مرصع کار و صراحیان جواہر نگار آکر حاضر ہوئے دور مجلس مین چلنے لگا اور طبلون پر تھاپ پڑی و صنوطہ سرہنگی کا کھینچا اسوقت امیر نے فرمایا کہ استفتانوش کو اور صدفنوش کو لاؤ تب بموجب ارشاد کے دونو کو حاضر کیا امیر نے پوچھا کہ ای پہلوانو مین نے تمکو کیونکر باندھا کہا کہ جیسے مرد مردون کو پکڑتے ہین اور بہادر بہادرون کو اور شیر شیرون کو پکڑتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ مرد باش یا ہمراہ مرد باش تب وہ بولے کہ جو تمہارے دین مین آوے کیا کہے امیر نے کلمہ ارشاد کیا وہ دونو صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور بت پرستی باطل سمجھے امیر نے انکو خلعت دیئے اور سونے کی کرسیون پر بٹھایا اور عمر بن عمیہ نے سونے کے حلقے دونو کے کان مین ڈالے امیر نے استفتانوش کو کہا کہ اب عدیث کیا کریگا استفتانوش نے کہا ای حمزہ فقط ہماری قوت سے لڑتا تھا ابتو صلح کریگا یہہ قصہ تو یہانتکا یہان رہا اب دو کلمہ داستان وہان کے سنئے جب عدیث یونانی میدان سے پھرا تب قارن کو بلایا اور کہا کہ میرے تئین قوت ان دو پہلوانون کی تھی سو تو حمزہ ان دونون کو لیگیا اور مسلمان کیا آگے کیا فکر کرنا چاہئے قارن نے کہا رات ہی رات لڑائی کی جگہہ سات کنوئے کھودنے کو فرماؤ اور اسپر باریک بانس بچھا کر کیچڑ پھیلا کر مٹی چھڑکواؤ اور جب صبح کو تو سوار

ہووے تو مین میدان مین جا کر کھڑا ہو کر بولونگا کہ اگر حمزہ مرد ہی تو میرے اوپر حملہ کرے جب
وہ آویگا تو وہ کنوئے مین گریگا تب سارے لشکر کو بلوا کر مٹی ڈلوانا بلکہ ایک ایک
توبرہ بھر کر ساتھ لیوین عدیث نے اسیوقت حکم کیا کہ جیسا قارن تمھین کہتا ہی ویسا
کرو پس بموجب سکھانے قارن کے کنوئے تیار کئے جب فجر ہوئی تو نقارہ لڑائی
کا بجاکر عدیث میدان مین آیا امیر کو بھی خبر ہوئی استفتانوش کو امیر نے فرمایا کہ تو کیا
کہتا تھا کہ عدیث اب صلح کریگا اب وہ تو لڑائی کو آیا ہی استفتانوش نے کہا کہ قارن
مصلحت لڑائی کی دیکر لایا ہی امیر بھی سوار ہو کر میدان مین گئے دیکھا تو قارن میدان
مین کھڑا ہو کر پکارتا رہی ای حمزہ اگر مرد ہی تو میدان مین آ اور مجھ پر حملہ کر امیر نے
جب یہہ سخن سُنا تب ہتھیار کھول کر اسپر گھوڑا چلایا امیر کا گھوڑا کنوئے کے کنارے
اکر اٹکا امیر نے ایڑ کی اور کوڑے بھی مارے گھوڑے نے ہرگز قدم آگے نہ بڑھایا
جب امیر نے گھوڑیکو جھنجلا کے زور سے کوڑا مارا تب اُس گھوڑے نے ایک جست کی
کہ کنوئے سے پار ہو گیا غرض اسی طرح چھہ کوئے گھوڑا حمزہ کا کودا اور ساتوین
کوئے پر پھر اٹکا تھا جو امیر نے کوڑا مارا تو گھوڑے نے جست کی تو اگلے دونو پاؤن
کوئے سے باہر پڑے اور پچھلے دونو پاؤن کوے کے اندر پڑے گھوڑا تو نکل
گیا اور امیر کوئے کے اندر گر پڑے اور عدیث کے لوگون نے مٹی ڈالی اور کوے
کے کنارے خنجر اور کٹار قارن نے گاڑے تھے غرض لشکر کے لوگ حمزہ پر مٹی ڈالتے
تھے اور حمزہ سپر پر روکتے تھے پس امیر تو وہان ڈھال کی اوٹ مین صحت اور سلامتی
سے رہے اور کچھہ ضرر انکو نہین پہنچا تب عدیث وہان سے بھاگا قلعہ کے اندر اور
توپین چھوڑنے لگا اور خندق پانی سے بھری پس عمر آپ بھی اس کوئے مین اترے
اور امیر کو نپایا غرض امیر تو وہان سُرنگ کھودتے تھے اور کہتے تھے کہ یا الٰہی یہہ
سُرنگ عدیث کے دربار مین نکلے جب عمر نے حمزہ کو نہ دیکھا تو ڈھال اٹھالی
اور امیر کو ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگا جب یہہ جستجو کی تو ایک راہ وہان معلوم پڑی
اور آواز کھودنے کی آئی پس عمر بھی اس سرنگ مین گیا تو دیکھتا کیا ہی کہ امیر خنجر

سے سرنگ کھودتے ہین امیر ڈرے کہ یہہ کیا بلا پیدا ہوئی غرض امیر نے چقماق کمر
سے کھول کر آگ جھاڑی تب عمر کو دیکھا تو ہنسے اور کہا ای عیار تو اپنا مسخراپن چھوڑ
عمر نے کہا تم کیا کرتے ہو امیر نے کہا سرنگ کھودتا ہون اسواسطے کہ یہہ سرنگ انشاء
اللہ تعالی عدیث کے دربار مین نکلے گی اور مین عدیث کو تخت سمیت زمین پر ٹپکون گا
تب عمر نے کہا کہ کھودنا میرا کام ہے تم مٹی نکالو پس عمر کھودنے لگے اور امیر مٹی نکالتے
کہ یکایک انی خنجر کی عمر کے عدیث کے تخت کے نیچے لگی تب عمر تخت کے نیچے چھپا اور امیر
باہر نکلے تو عدیث کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور قارن کو کرسی پہ آگے اسکے بیٹھا پائے اور
یہہ لاف زنی کرتا ہے کہ ای عدیث دیکھا تو نے کہ مین نے اسواسطے یہہ حیلہ کیا تھا کہ
یکایک نظر قارن کی امیر پر پڑی تب جلدی سے باہر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان
کا رستہ لیا امیر نے نعرہ کیا اور تخت عدیث کا اٹھا کر زمین پر دے مارا عمر نے دوڑ کر
عدیث کو باندھا یہہ شور تمام شہر مین پڑا پہلوان دوڑے اور دروازہ قلعہ کا توڑ کر
اندر گئے امیر نے کہا ای یار خبردار رہیو کہ قارن کہین جانے نپاوے اتنے مین
یہہ خبر پہنچی کہ قارن شہر سے باہر گیا یہہ سنتے ہی کھلی پیٹھ گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑے
اور عمر بھی ساتھ حمزہ کے گئے تھوڑی دور جا کر دیکھا تو ایک چرواہا بھاگتا چلا جاتا ہے
عمر نے کہا کہ کیون بھاگتا ہے مت بھاگ کھڑا رہو اسنے کہا اچھا کھڑا ہون کیا کہتے ہو امیر
نے کہا کہ کوئی سوار اس راہ سے گیا اسنے کہا کہ ایک سوار ابھی ادھر سے آیا تھا سو
اسنے کتنے ایک کوڑے مار کر میری روٹی چھین لی اور چلا گیا جب مین نے تمھین دیکھے
بھاگنے لگا اسواسطے کہ تم بھی خدا جانے میرے ساتھ کیا کروگے امیر نے کہا کہ میرے
ساتھ چل تا تیری روٹی دلاؤن غرض وہ چرواہا اور امیر اور عمر ساتھ چلے اور قارن
کم زیادہ دس کوس گیا تھا اور یہہ کہتا تھا کہ امیر گر آویگا تو چار کوس سے زیادہ نہ چل
سکیگا اور مین تو دس کوس آچکا ہون پس ایک حوض کے کنارے اترا اور کپڑے
اتار کر حوض مین نہانے لگا کہ امیر اور عمر اور چرواہا یہہ تینون ملکر وہان پہنچے اور کہا
ای کافر اب کہان جائیگا قارن نے کہا کہ مجھے کپڑے اور ہتھیار لگانے اور پہنے دو

امیر نے اسکے کپڑے اور گھوڑا اور ہتھیار اس چرواہے کو دئے اور قارن نے وہ روٹی چرواہے کی ہنوز کھائی نہ تھی سو وہ روٹی بھی چرواہے کو دی چرواہے نے روٹی لی اور کپڑے قارن کے پہنے اور ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہوکے امیر کے ہمراہ چلا اور راہ مین عمر سے پوچھا کہ یہہ کون ہی عمر نے کہا کہ حمزہ بن عبد المطلب ہے پس چرواہا دوڑکر امیر کے پاؤن پر گر پڑا تب امیر نے پوچھا کہ یہہ کیا کہتا ہی چرواہا بولا کہ مین ایک گاؤن کے پٹیل کی بیٹی پر عاشق ہون لیکن جب اس راہ سے مین جاتا ہون تو اس پٹیل کے آدمی مجھے مارتے ہین امیر نے کہا کہ اس پٹیل کا گھر مجھے دکھادے اسنے امیر کو پٹیل کے گھر کا رستہ بتایا جب امیر اسکے گھر گئے تو پیچھے پیچھے آپ بھی گیا اس کھیڑیکے لوگ چرواہے کو دیکھہ کر اس حال سے متعجب ہوئے پٹیل کو امیر کے آنے کی خبر ہوئی پٹیل باہر آیا اور امیر کے پاؤن پر لوٹ گیا امیر نے فرمایا کہ تیری بیٹی اس چرواہے کو دے پٹیل نے کہا کہ صاحب کے حکم سے دیتا ہون مگر چرواہے کو مسلمان کرو امیر نے چرواہے کو مسلمان کرکر پٹیل کی بیٹی سے نکاح کردیا اور عمر کو فرمایا کہ جاکر سارا لشکر یہان لاؤ القصّہ عمر جاکر سارے لشکر کو لایا اور وہان خیمہ برپا کیا پھر امیر نے اپنے پہلوانون سے اس چرواہے کو کچھہ کچھہ دلوادیا اور چرواہا امیر کے پاؤن پر گر پڑا اور بہت دعا کی پھر امیر نے فرمایا کہ عدیث کو حاضر کرو بموجب حکم کے لا حاضر کئے امیر نے فرمایا ای عدیث کہہ کہ خدا ایک ہے اور دین ابراہیم ع کا برحق عدیث نے کہا مین یہہ بات تو ہرگز نہ بولون گا ہرچند کہ امیر اُسکے مجوز ہوئے کہ مسلمان ہو لیکن عدیث نے نہ مانا جب امیر نے حکم کیا کہ اسے استفتانوش کے حوالے کرو استفتانوش نے تروار کھینچکر اپنے چچا کو مارا اور سر تن سے جدا کیا اور وہان سے دوسرے دن کوچ کیا اور روم کا رستہ لیا

داستان تینتیسوین

جب کہ امیر با توقیر سرحد مین روم کے پہنچے تو امیر المومنین عبّاس رضی اللہ عنہ کو

فرمایا کہ قیصر روم کو خط لکھو غرض عباس رض نے بعد حمد الٰہی و تعریف ابراہیم خلیل اللہ کے خاندان کے یون لکھے کہ حمزہ بن عبد المطلب کیطرف سے قیصر روم کو معلوم ہووے کہ تین برس کا خراج ایوان اور روم کا اور مصر کا زیر پایہ تخت نوشیروان عادل کے نہین پہنچا ہی اسواسطے مجھے تجھپر نامزد کیا ہی کہ تازور و جبر سے لون سو اول یونان جا کے وہان کے پہلوانون کو ہاتھہ مین لایا اور مسلمان کیا اور عدیث مسلمان نہوا تو اسے واصل جہنم کیا اور اب تیرے شہر مین آیا ہون اور تجھے خبر کرتا ہون کہ یہہ حکم بادشاہ ہفت کشور کا ہی کہ تین برس کا خراج اپنے گردن پر لیکر بارگاہ گردون اساس مین حاضر ہو والا جو حال عدیث پر گذرا ہی ویسا ہی تجھپر گذریگا جب یہہ نامہ رقم ہوا تب عمر بن عمیہ کے حوالے کیا اسوقت عمر بن عمیہ نامہ لیکر قیصر روم کے دربار مین آیا اور کہا کہ قیصر روم کو جلد خبر کرو کہ جلیبدار حمزہ کا آیا ہی دوربان دوڑے اور قیصر روم کو خبر دی قیصر نے حکم کیا کہ عمر کو بلواؤ بموجب حکم قیصر روم کے عمر کو بلالیا اور عمر بن عمیہ خط حمزہ کا لیکر روبرو قیصر کے گیا اور لفافہ دیا قیصر نے وہ لفافہ کھولا اور خط پڑھا اور پھاڑا اور پھینکا تب عمر نے کہا ای کافر تیری کیا مجال ہی کہ تو نامہ امیر کا پھاڑ کر پھینکے پس قیصر روم نے کہا کہ پکڑو اس مسخرہ کو قیصر کے حکم سے سو آدمی دوڑے تب عمر نے خنجر نکالا اور کہتون کو مارا اور کود کر دربار سے باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آکر ساری حقیقت امیر کے روبرو بیان کی دوسرے روز قیصر روم دس لاکھہ سوار سے نقارہ لڑائی کا بجا کر خود باہر آیا تب جاسوسان لشکر اسلام نے امیر کو جا کر دعا، جان درازدی اور کہا

رباعی

بادشاہا بارگاہت از فلک پر نور باد داد و عدلت در سرائی آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

عمر دراز رہے شہریار عالم کی قیصر روم نے نقارہ لڑائی کا بجوایا ہی اور میدان آراستہ کیا ہی تب امیر نے فرمایا کہ کہو ہمارے لشکر مین کہ نقارہ لڑائی کا بجا کر میدان مین جاوین جب دونون لشکر میدان مین سے گرے اور آراستہ ہو چکے تب نقیبون نے پکارا کہ کون مرد ہی جو میدان مین آکر اپنا

اور اپنے باپ دادے کا نام روشن کریگا اتنے مین استقلان پہلوان قیصر روم
کے لشکر کا نکلا اور میدان مین آکر نعرہ کیا کہ جسکو آرزو مرگ کی ہووے سو میدان
مین آوے تب استفتانوش امیر کے آگے آئے اور کہا کہ شہر یارا اجازت میدان
دو امیر نے فرمایا کہ جاؤ بخدائے لایزال سپردم استفتانوش امیر سے رخصت ہو
کر میدان مین آیا تب استقلان نے کہا کہ ای استفتانوش تجھے کیا ہوا تھا جو
تو نے اپنے چچا کو مارا اور تو آپ مسلمان ہوا اور حلقہ غلامی کا اس عرب کے
اپنے کان مین ڈالا تب استفتانوش نے کہا کہ میرا چچا مسلمان نہوا اس واسطے
مین نے اُسے مارا اور حلقہ غلامی کا اسواسطے کان مین ڈالا ہی کہ حمزہ سے بڑا
پہلوان کوئی نہین ہی اور ہمین اس عرب کی غلامی کا کیا عیب ہی بلکہ فخر ہے تب
استقلان نے کہا ای استفتانوش تو نے اپنے باپ دادیکا نام کھویا استفتانوش
نے کہا تجھے اس بات سے کیا کام ہی اگر لڑائی کو آیا ہی تو جو ضرب رکھتا ہی سو لا

فرد بیا تا چہ داری زمردی نشان ؛؛ کمان کیانی و گرز گران

تب استقلان نے گرز اٹھایا اور اُدھر استفتانوش نے بھی گرز اٹھایا غرض دونو
پہلوانون کو لڑتے لڑتے شام ہو گئی اور آفتاب درمیان بحر فلک کے غرق ہوا
اسوقت دونون پہلوان ہاتھ ترواروں پر لیگئے غرض تلوارین مانند آرہ کے
ہوئین لیکن نہ اسے فتح ہوئی نہ اسے ظفر غرض دونون لشکر اترے اور تمام شب
آسایش کی جب دوسرا روز ہوا تب استقلان رومی میدان مین آیا اور نعرہ
کیا ای عرب اگر مرد ہی تو تو میدان مین آ تجھہ سے دست بوسی کرونگا جب
امیر نے یہہ بات اس رومی کی سُنی تب آپ ہتھیار لگائے اور خنگ مہتر
اسحاق پر سوار ہوئے اور تمام دست راستی اور دست چپی کا مجرا لیتے ہوئے
مقابل استقلان کے آکر کھڑے ہوئے استقلان نے کہا کہ ای کوتاہ قد تو کون
ہی مین حمزہ کو بلاتا ہون تو کیون آیا ہی امیر نے فرمایا مین نے اس قد و قامت
سے ساری دُنیا کے پہلوانون کے کانون مین حلقے غلامی کے ڈالے اور شہرہ

پہلوانی کا تمام دنیا مین ہوا ہین امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہون استقلان نے کہا اگر
تو جادوگر ہی جو اس قدر پر سب دنیا کو زیر و زبر کرتا ہی امیر نے فرمایا کہ مین جادوگرون
پر لعنت کرتا ہون اور خدا تعالی نے میرے تئین جادوگرون اور کافرون کے مارنے
کو پیدا کیا ہی اور یہہ قوت دی ہی تاکہ اُسپر فتح پاؤن اب لا جو کچھ ضرب رکھتا ہی
وہین استقلان نے گرز اٹھایا اور امیر نے سپر اٹھائی تب عمر نے عربی زبان مین
کہا کہ ای حمزہ قیصر روم کے دس لاکھ سوار ہین خدا جانے کہ اسمین کتنے پہلوان
ہون ای امیر اگر دو دو اور تین تین سے بھی لڑو گے تو بھی برسون چاہین کہ ملک
فتح ہو گا امیر نے فرمایا کہ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی القصہ جب
استقلان نے گرز امیر پر چلایا حمزہ نے سپر کی اوجھڑ سے رد کیا اور پھرتے وقت
اسکی دوال کمر پکڑی ہاتھہ دراز کر کے اور پاؤن رکاب سے نکال کر اسکے گھوڑے کو ایسی
لات ماری کہ استقلان کے نیچے سے گھوڑا بیس قدم دور گیا اور امیر نے نعرہ مارکر
اسے اٹھا لیا اور سر پر لیجا کے پھرایا اور زمین پر ٹپکا عمر نے دوڑ کر اسے باندھا اور اپنے
لشکر مین لائے استقلان کا چھوٹا بھائی تھا کہ اسکا نام استفلان کہتے ہین اسنے جب
اپنے بھائی کو باندھا ہوا دیکھا تب تروار کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے ایک ہاتھہ سے اسکی
بھی تروار رد کی اور دوسرے ہاتھہ سے اسکی گردن مین ایسی مکھی ماری کہ استفلان
گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا تب عمر نے اسے بھی باندھا جب قیصر روم نے یہہ حال
دیکھا تو لشکر کو آواز دی کہ مارو اس عرب کو تب تمام لشکر نے ایکبارگی چوگرد سے حملہ کیا
امیر نے بھی تروار ہاتھہ مین لی اور رومیون مین درآئے جیسا شیر گلہ گوسفندون مین درآتا
ہی پس جسکے سر پر مارتے تھے تو قاش زین کے نیچے اترتے تھے اور جسکی کمر مین مارتے
تھے مثل خیار تر کے کاٹتے تھے اور تمام لشکر مین اپنے حکم کیا تھا کہ ہمارے کہے بغیر کوئی
نہ آوے جب سارا لشکر کھڑا رہ کر تماشا دیکھنے لگا کہ ہائے ہوئے مردان مثال سنگریزہ کے اور
سر ہائے رومیان مانند گوئے غلطان کے تھے اور لہو انکا مانند ندی کے جاری تھا القصہ چار
گھڑی تک سپاہ روم کے امیر سے لڑے آخر کو شکست پائی امیر نے دیکھا کہ رومی سب بھاگنے

لگے تب آواز اپنے لشکر کو دی کہ ہان ان کافرون کو اب مارو کہ یہان سے جانے نپاوین پھر
نو پہلوانان لشکر امیر گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے دوڑے اور رومیونکے لشکر مین گھسے اور
کافرون کو مارنے لگے اور عمر معدی کرب جو سر لشکر حمزہ کا تھا قیصر روم کے نزدیک آیا اور
نعرہ کرکے کمند قیصر روم کے گلے مین ڈالی اور اسکو زمین پر پچھاڑا اور باندھکر امیر کے
پاس لائے امیر نے جب قیصر روم کو دیکھا عمر معدیکرب پر بہت آفرین کی اور خلعت دیا
اور طبل شادیانے بجاتے ہوئے داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے اور کرسی پہلوانی پر بیٹھے اور
فرمایا کہ قیصر روم کو معہ پہلوانونکے لاؤ القصہ بموجب حکم امیر کے حاضر کیا تب امیر نے فرمایا
کہ تو لو خدا ایک ہی اور دین ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی اور بت اور بت پرست باطل ہین
اور اگر تم مسلمان نہوگے جو حال عدیث یونانی کا ہوا ویسا تمھارا بھی ہوگا غرض قیصر رومی
معہ پہلوانون کے مسلمان ہوا تب امیر نے فرمایا کہ بند انھونکے کھولو اور حلقۂ غلامی انکے
کانون مین ڈالو پس بموجب ارشاد امیر کے ویسا ہی کیا پھر خلعت شاہانہ قیصر روم کو پہنایا
اور دونو کو خلعت دیکر بہت مہربانی فرمائی پس قیصر روم نے یہہ نوازش امیر کی دیکھکر
شادمان ہوا اور امیر کے معہ پہلوانان عرب کی دعوت کی اور گھر کو لیگیا اور شرط مہمانداری
کی بجالایا اور خراج کا مال تین برس کا دیا جب حمزہ نے مقبل حلبی سے فرمایا کہ محصول
یونان کا اور روم کا تین برس کا نوشیروان کے پاس لیجا اور مین مال مصر کا لیکر آتا ہون
غرض مقبل نے بموجب حکم کے یونان اور روم کا مال لیکر راہ مداین کی لی اور مداین
کو بعد از قطع منازل وطی مراحل کے پہنچا اور نوشیروان کو خبر کی کہ مقبل خراج کا مال
دو ملکونکا لیکر آیا ہی بادشاہ نے وہ مال خراجکا قبول کیا اور مقبل پر بہت نوازش فرمائی
اور احوال امیر کا پوچھا اور امیر نے یہان سے طرف مصر کے کوچ کیا اور قیصر روم کو
وہین چھوڑا اور استقلان اور استفلان کو برابر لیا اور بعد از قطع منازل وطی مراحل
کے مصر مین پہنچے اور عزیز کو خبر امیر کے آنے کی ہوئی کہ امیر نے یونان اور روم کو فتح
کیا اور اب ادھر آیا ہی اسوقت عزیز مصر نے وہانکے اکابرون کو جمع کیا اور مشورت
کی کہ کیا کیا چاہیئے سب نے بالاتفاق یہہ صلح ٹھہرائی کہ اول حمزہ سے دلمین نفاق رکھکے

بظاہر مطیع ہونا اور بہانے سے ضیافت کے اُسے گھر مین لاکر شراب اور کھانے مین بیہوشی دیکر امیر کو معہ اسکے پہلوانونکے باندھ لینا پس یہہ مشورت کرکے عزیز مصر ہدیہ و پیشکش لیکر مصر سے باہر آیا اور امیر سے ملا امیر نے اسکی بہت خاطر داری کی اور سرفراز کیا اور عزیز مصر کو خلعت دیا اسوقت عزیز مصر بولا کہ ای امیر جیسا مہربانی سے قیصر روم کو سرفراز کیا اسیطرح میرے تئین بھی سرفراز کرکے میرے غریب خانہ مین تشریف لاؤ غرض بعد سماحت بسیار امیر نے دونو پہلوانان یونانی کو لشکر مین چھوڑا اور آپ سب پہلوانون سمیت مصر کے اندرون شہر داخل ہوئے اور عزیز کے دربار مین اُترے اور عزیز مصر نے کھانا منگایا اور سفرہ بچھایا بعد کھانے سے فراغت ہونے کے دور شراب کا چلا مگر بحکم عزیز کے شراب مین دارو بیہوشی کی ملائی تھی سو پیتے ہی سب یارون کو اثر بیہوشی نے کیا اس عرصے مین عمر معدی کرب نے کہا ای لندھور دیکھ تھانب دیوڑیکا کیون پھرتا ہی لندھور نے کہا خبردار رہو وہ تیرے اوپر گریگا یہہ کہتے کہتے لندھور گر پڑا بعد از عمر معدی ہنسا اور لڑنے لگا امیر نے جب یہہ احوال دیکھا تب کہا کہ ایعمر بن عمیہ ہمارے اوپر کچھ بھی حرکت ہوئی تب عزیز مصر آگے بھاگا اور عمر اسکے پیچھے دوڑا کہ تا عزیز کو پکڑے سو پاؤن عمر کے نہ اٹھے اور گر پڑا اور بیہوش ہو گیا امیر دم بخود رہے اور تماشا دیکھتے تھے جب عزیز نے حکیمون سے کہا کہ سارے پہلوان عرب کے بیہوش ہوئے مگر حمزہ ابتک ویسا ہی بیٹھا ہی تب حکیمون نے کہا کہ حمزہ کو کچھ حرکت دینا چاہیئے تو بیہوش ہوگا اسوقت عزیز نے کہا کہ کتنے ایک پہلوان حمزہ پر ایکبارگی حملہ کرو جب پہلوانون نے امیر پر حملہ بموجب حکم عزیز کے کیا امیر نے چاہا کہ ایک ایک کو پکڑکر مارین کہ اسوقت آپ ہی لوٹنے لگے اور بیہوش ہوئے تب عزیز نے کہا کہ امیر کو معہ پہلوانون اسکے باندھ لو پس امیر کو سارے پہلوانون سمیت باندھا اور تا تخمہ مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو بچھیا کئے ہوئے اور رتارالی حلب کے جزیرے کو بھیجا اور وہ جزیرہ مصر سے تین کوس ہی تب عزیز نے نوشیروان کو ایک کاغذ لکھا کہ ای بادشاہ ہفت کشور تیرے حکم سے حمزہ کو اسکے یارون سمیت باندھا ہی اب انکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی جب یہہ خط نوشیروان کو پہنچا تو بختک

سے کہا اس کی کیا فکر کرنا بختک نے کہا کہ عزیز کو لکھہ بھیجو کہ حمزہ کو یارون سمیت یہان بھیجو یہہ بات سُنکر نوشیروان فکرمند ہوا اور بزرجمہر کے طرف دیکھا اور کہا کہ عزیز مصر نے امیر کو یارون سمیت دغا سے پکڑا ہی اور مجھے لکھا ہی کہ اگر حکم ہوگا تو مار ڈالونگا بزرجمہر نے عرض کی کہ خدا تعالی نے امیر حمزہ کی عمر ایک سو نود اور پانچ برس کی دو پہر اور پر کئی ہی سو اس سبب سے کوئی نہین مار سکتا ہی ای بادشاہ عزیز مصر کو لکھہ کہ سر حمزہ کا بھجوا دے اور چاہیے کہ بادشاہ خط پہنچنے سے آگے امیر کو خدا تعالی رہائی دیگا اور خلاص کریگا پس یہہ بات سُنکر نوشیروان نے کتنے ایک روز صبر کیا کہ خدا نخواستہ جیسا بزرجمہر کہتا ہی ویسا ہی ہوا تو حمزہ کو معلوم ہوگا کہ مین نے اسے مارنے کو فرمایا ہی تب کام بہت سخت ہوگا بعد ازان نوشیروان نے عزیز مصر کو لکھا کہ بہت محافظت سے حمزہ کو وہین رکھو کیونکہ مین بھی وہین آؤنگا اور اس عرب کو اپنے حضور جان سے مارونگا جب عزیز مصر کو یہہ خط پہنچا تب وہ اس مضمون سے واقف ہوا کہ شاہ ہفت کشور نے ایسا لکھا ہی کہ امیر کو وہین رکھو کہ مین بھی وہین آؤنگا اور عربون کو اپنے حضور بیجان کرونگا امیر کے رکھنے کو فرمایا ہی مقبل حلبی جب مداین سے چلا تو اسنے راہ مین یہہ خبر امیر کے قید ہونے کی سُنی تب جلدی سے کوچ بکوچ کرتا ہوا مصر کو پہنچا اور دیکھا کہ استفتانوش اور صدفنوش مصر کے قلعہ سے لڑتے ہین اور مورچہ لگائے ہین مقبل نے کہا کہ ای پہلوانون مین نے سنا ہی کہ امیر کو حلب کے بندیخانہ مین قید کرکے رکھے ہین وہ شہر نیل کے نزدیکے درمیان ہی وہان لڑائی کی جگہہ نہین ہی تو جیسا کہ یہان کرتا ہی تو نہین لڑتا رہ اور مین یہان سے حلب کے جزیرہ کو جاتا ہون دیکھون کہ خدا کیا کرتا ہی بعد ازان مقبل نے اپنا لباس سوداگری کا کیا اور بہت سا مان سوداگری کا لیکر اس جزیرے مین گئے اور ایک دوکان لیکر سوداگری مین مشغول ہوا اور ہر روز بندیخانہ مین جاتا تھا اور اس بندیخانہ کے حوالدار سے آشنائی پیدا کی مگر جس بندیخانہ مین امیر تھے اور اس جزیرہ کا حاکم عزیز مصر کا داماد تھا اور عزیز کی بیٹی کا نام زہرہ بانو تھا ایک رات

زہرہ

زہرہ بانو نے خواب مین دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھلا ہی اور ایک تخت اوپر سے
اترا اور اس تخت پر ایک بڈھا بیٹھا ہی زہرہ بانو نے پوچھا کہ تو کون ہی تب وہ بوڑھا
بولا کہ مین ابراہیم خلیل اللہ ہون اور تجھے مسلمان کرنے کو آیا ہون اور عورت
مقبل حلبی کی بناتا ہون زہرہ بانو نے پوچھا کہ مقبل حلبی کون ہی اور کہان ہی ابراہیم
خلیل اللہ نے فرمایا کہ مقبل میرا فرزند ہی اور امیر حمزہ بن عبدالمطلب کا یار ہی اور فلانی
جگہہ اس شہر مین اسنے دوکان کی ہی جب فجر ہوئی تب زہرہ بانو ہوشیار ہوئی
اور حضرت ابراہیم کی نشانی کے موافق بہانے سے کپڑے خرید کرنیکے دوکان پر
گئی اور مقبل سے کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ آج کی رات امیر کو مین چھڑاتی ہون غرض جب
رات ہوئی زہرہ بانو اپنے گھر سے باہر نکلی اور مقبل کو اپنے برابر لیا اور بندیخانہ مین گئی
جب دروازے پر پہنچی اور وہان کے چوکیدارون کو بلا کر کہا کہ ای چوکیدارو مین نے
ایسا خواب دیکھا ہی اگر تم میری اس بات مین شریک ہوگے تو مین تمھین حکومت اس
شہر کی امیر سے دلواؤنگی اور اس وقت منہہ بھر کر دینار اور درم انھون کو دئے اور
امیدوار سرفرازی بے نہایت کا کیا اور مقبل نے بھی چوکیدارون سے پہلے ہی آشنائی
پیدا کر رکھی تھی خصوصاً جب یہہ بشارت سنی خوشوقت ہوئے بعد ازان زہرہ بانو
نے ایک کمند اور ایک سیر ملا کر باندھی اور اسپر مقبل کو بٹھایا اور چراغ اور رسی اور
سوہن مقبل کے ہاتھہ مین دیا اور اندر بندیخانہ کے اُتارا جب امیر اور انکے یارون نے
روشنی دیکھی تب انھون کو یقین ہوا کہ مگر کوئی ہمین گردن مارنے کو آتا ہی جب مقبل
کو دیکھا تب بہت خوش ہوئے پس مقبل امیر کے پاس آیا اور پاؤن پر امیر کے گر پڑا
اور رو یا پھر چاہا کہ بند امیر کے پہلے کاٹے امیر نے فرمایا کہ پہلے بند یارون کے دور
کر جب امیر کے کہنے سے سب یارون کے بند مقبل نے کاٹے اور امیر کے نزدیک
آیا امیر نے خوشوقتی باطنی سے تھوڑا زور کرنے مین بند اپنے سب توڑے مقبل نے
کہا کہ یا امیر آج تک بند کیون نہین توڑے امیر نے کہا بہت قوت کرتا تھا کہ توڑون
لیکن نہین توڑ سکتا تھا اور اب تھوڑی قوت کرنے سے ٹوٹ گیا **فرد**

تا نہ رسد بوعدہ ہر کارکہ ہست سود ندہد یاری ہر یار کہ ہست بعد از مقبل
باہر نکلا پھر ایک ایک کرکے سارے پہلوان باہر نکلے بعد سب کے امیر بھی نکلے اور
شکرانہ خدا کا ادا کیا جب زہرہ بانو نے کہا کہ پہلے یہان کے حاکم کو مارنا چاہیئے عمر
معدیکرب نے کہا کہ ای زہرہ بانو ہم بھوکے ہین اول کسی جگہہ کھانا ہو تو لیجا کر ہمین
پیٹ بھر کر کھانا کھلا زہرہ بانو نے کہا کہ آوازہ تھا کہ فجر کو میرا باپ امیر کے مارنے کو آتا
ہی اسواسطے کھانا اسکے لیئے پکا کر تیار رکھا تھا سو چلو وہان کھانا مطبخ مین ہوگا تو
کھاوین گے غرض امیر اور سب پہلوان مطبخ مین آئے مطبخیون نے جب یہہ حال دیکھا
تو اپنے تئین سوتا ڈالا اسوقت امیر نے کہا کہ کوئی جاؤ اور عزیز کے داماد کو میرے
پاس لاؤ پھر کھانا کھاوینگے زہرہ بانو نے کہا کہ یہہ کام میرا ہی امیر ہنسے اور اُسے
رضا دی تب زہرہ بانو نزدیک اپنے مرد کے آئی اور اُسے نیند سے اٹھایا جب
مرد نے اسکے اسکو ہتھیار لگائے اور لباس مردانہ کیئے دیکھا تب پوچھا کہ ای
معشوقہ یہہ کیا حال ہی زہرہ بانو نے کہا ای کافر اٹھہ کہ امیر حمزہ دروازے پر کھڑا
ہی اگر تو آتا ہی تو مین تیرے تئین اسکے پاؤن پر ڈالتی ہون اور تیری جان بخشی
اس سے کرادیتی ہون مرد اسکا چوکیدارون کو پکارا کہ پکڑو اس گیسو بریدہ کو زہرہ
بانو نے تروار کھینچکر اپنے مرد کا سر کاٹ لی اور امیر کے پاس لیگئی امیر نے اسے
بہت آفرین کی اور کہا کہ فجر ہوئے تک ہم مصر کو پہنچین گے لیکن کچھہ ہتھیار ہمارے
پاس نہین ہین زہرہ بانو نے کہا یا امیر یہان ایک کوٹھری بھر ہتھیار اور ایک گرز سام
بن نریمان کا ہی اور وزن اسکا ایک ہزار ایک سو من کا ہی امیر نے کہا شتابی
جاکر لاؤ کہ لایق میرے ہی زہرہ بانو نے کہا کہ اسے اٹھا کون سکتا ہی بلکہ وہان
تک آپ ہی قدم رنجہ فرماؤ غرض امیر وہان گئے اور بہت ہتھیار کو لیئے پھر وہان
ایک صندوق دیکھا کہ اسکا قفل کھولے اسمین سے گرز سام بن نریمان کا تھا سو
لیا اور باہر آئے امیر نے اس گرز کو بوسہ دیا اور اٹھا کر کاندھے پر رکھا اور کہا اس
گرز سے دیوار قلعہ مصر کی توڑونگا یہہ کہکر روانہ ہوئے تھوڑی دیر مین وہان پہنچے اور ایک

گرز ایسا مارا کہ قلعہ مصر کی دیوار گر گئی اور امیر معہ اپنے یارون کے اندر گئے اور دربار
مین عزیز کے آئے زہرہ بانو بیٹی عزیز کی تھی سو باپ کے گھر کے اندر گئی باپ اسکا
سوتا تھا اسکو اٹھایا اور ساری حقیقت کہی عزیز مصر نے کہا برا ہوا پھر کہا پکڑو اس
برا کام کرنے والی کو پس یہہ بات سنتے ہی زہرہ بانو نے تروار کھینچکر ایسی ماری کہ سر جدا
ہوا زہرہ بانو اسکا سر امیر کے پاس لائی امیر نے زہرہ بانو کے سر کو بوسہ دیا اور
کہا خدا جسے راہ راست دکھاتا ہی اسکے ہاتھ سے ایسے کام ہوتے ہین غرض جب فجر
ہوئی اور آوازہ امیر کے آنے کا تمام مصر مین برپا ہوا تب دو پہلوانان یونانی شہر کو فتح
کر کے امیر کے آگے آئے اور امیر کے پاؤن پر گر پڑے امیر نے فرمایا کہ مصر کے لوگون
کو جو کہ ایمان لاوین چھوڑ دو اور باقی سارونکو مارو پہلوانان عرب نے ویساہی کیا
عزیز مصر کا بھائی تھا کہ نام اسکا ناصر تھا اور اسنے کپڑیکا نشان تمام بدن پر رکھا اور
ایک کفنی گلے مین پھاڑ کر ڈالی اور زہرہ بانو کے ساتھ امیر کے پاس آیا زہرہ بانو اسے
امیر کے پاس لائی اور عرض کی کہ یہہ بھائی عزیز کا ہی اور نام اسکا ناصر ہی امیر نے فرمایا
آنے دو جب ناصر حضور مین آیا تب امیر نے فرمایا کہ کہو خدا ایک ہی اور دین ابراہیم
خلیل اللہ کا برحق ہی ناصر نے اقرار کیا اور صدق دل سے مسلمان ہوا تب امیر نے
اسے سرفراز کیا اور سونے کی کرسی پر بٹھایا دوسرے روز ناصر امیر کو معہ پہلوانون بسمیت
اپنے گھر مین لیگیا اور شرط مہمانداریکی بجالایا اور چالیس روز ومان رکھا اور جشن
کیا اور شاہ ناصر کو ایک بیٹی تھی کہ نہایت خوبصورت و صاحب جمال تھی اور آوازہ
اسکے حسن کا تمام زمین پر مشہور ہوا تھا اور کتنے ایک بادشاہ اسکے عاشق ہوئے تھے
اور ناصر شاہ نے کسی کو نہین دی تھی غرض ناصر نے زہرہ بانو سے کہا کہ حمزہ میری
بیٹی قبول کریگا تو مین بیاہ کر دونگا کہ لایق اسکے ہی زہرہ بانو نے یہہ حقیقت ساری
امیر سے عرض کی امیر نے فرمایا مجھسے اور مہر نگار سے قرار ہوا ہی کہ اسکے بغیر مین
کسی عورت کو گھر مین نہ لاؤنگا اور وہ میرے بغیر کوئی اور مرد نہ کریگی زہرہ بانو نے
کہا کہ یہہ بات سچ ہی لیکن امیر نے اس بات کو قبول فرمایا پس جسوقت کہ مہر نگار سے

شادی ہوچکے تب اس سے بھی نکاح کرنا غرض امیر نے یہہ بات قبول کی
اور مبارک وقت اور نیک ساعت دیکھہ کر عقد کیا اور اپنے محل مین اُسے نہ لائے
اور کتنے دنون تک مصر مین عیش و آرام سے گذارے القصّہ حمزہ ایک رات اپنے
مکان مین آرام کرتے تھے کہ یکایک احتلام ہوا سو امیر نے ایک رومال سے اپنا بدن
پاک کیا اور اپنے کپڑے کو بھی اسی رومال سے پوچھا اور پھر وہ رومال اپنے بچھونے
مین رکھا اور آپ غسل کرنے کو باہر گئے قضا اسوقت ناصر شاہ کی بیٹی کو ہوش پیدا
ہوا کہ یہہ وقت آدھی رات کا ہی دیکھون کہ امیر اسوقت کیا کرتے ہین غرض ایک
دائی جو اسکی محرم راز تھی اسے اپنے ساتھہ لیکر امیر کے مکان مین آئی اور دروازہ
کھول کر اندر گئی تو دیکھا کہ پلنگ امیر کا خالی ہی تب ایک گھڑی تک بیٹھی ویسے مین نیند
نے اسپر غلبہ کیا تب یہہ وہین سو رہی اتفاقاً اُسے بھی احتلام ہوا تب نیند سے ہوشیار ہوئی
اور اسی رومال سے اسنے بدن اپنا پاک کیا جیساکہ امیر نے کیا تھا اور وہ رومال لیکر
اپنے گھر کو گئی جب امیر غسل کرکے آئے تب مقبل سے کہا کہ وہ رومال جسّے بدن پاک
کیا تھا لاؤ تب مقبل نے اُسے بہت ڈھونڈھا مگر نپایا امیر بہت متعجب ہوئے یہہ خبر سارے
لشکر مین ہوئی اور ناصر شاہ کو بھی ہوئی غرض جتنا اُسے ڈھونڈھا نپایا آخرش امیر نے وہان
سے کوچ کیا اور طرف مداین کے روانہ ہوئے اور بادشاہی مصر کی ناصر شاہ کو دی اور
حکومت حلب کی وہان کے چوکیدارون کو مرحمت فرمائی اور کوچ بکوچ وہانسے چلے

داستان چونتیسوین

اب قصّہ گستہم کا سنو کہ جاسوسان گستہم جو تھے وہ خبر ترکستان کو لیگئے کہ امیر حمزہ مداین
کو سلامت آیا تب گستہم اور زوبین کاملیش جو بادشاہ مغلان تھا سو آپس مین ملے اور گستہم زرین
کبیش نے زوبین سے کہا کہ تو مداین کو چل اور حمزہ کو مار تب زوبین نے گستہم سے پوچھا کہ
اگر مین امیر حمزہ کو مارونگا تو بادشاہ ہفت کشور میرے تئین دامادی مین قبول کریگا یا
نہین گستہم نے کہا کہ یہہ میرا ذمّہ ہی چل تو اول نوشیروان سے مل بعد ازان حمزہ کو مارنا تو
مین تیرے تئین مہرنگار کو دلاتا ہون غرض زوبین نے اپنے لشکر سمیت راہ مداین کی لی

اور چلا راوی یون روایت کرتا ہی کہ جب زوبین گاویلیش کا لشکر جہان اُترتا تو تیس
کوس کے گرد آور زمین اُترتا اور تیس کوس تک پانی باقی نرہتا اور یہہ حکم کرتا تھا کہ جہان
آب و دانہ و کاہ دیکھو تو لوٹ لو اس عالم سے ایک عالم کو خراب کرتا ہوا آتا تھا بعد ازان
گستہم نے نوشیروان کو لکھہ بھیجا کہ زوبین کو معہ لشکر لایا ہون جب یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی
تو سُنکر بہت حیران ہوا اور کہا کہ ای بزرجمہر یہہ بدبخت گستہم ہمارے ملک مین بڑی بلا
لایا ہی اس عرصہ مین بختک نے کہا کہ ای بادشاہ اب اگر حمزہ ہزار جان رکھتا ہوگا تو
اس لشکر کے ہاتھہ سے ایک بھی سلامت نہ لیجائیگا تب بزرجمہر نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے حکم
سے ایک حمزہ اتنے آدمی اس لشکر کے مار یگا کہ اُنکی گنتی نہ کی جاویگی اور کئی شہر خراب
ہووینگے القصہ بادشاہ نے فرمایا کہ اس لشکر کو عراق کے بڑے جنگل مین اُتارو بعد از ؟
نوشیروان مداین سے سوار ہوکر لشکر سمیت زوبین گاویلیش کے استقبال کو گیا اور یہہ خبر
ہوئی کہ نوشیروان زوبین کے استقبال کو آتا ہی تب زوبین اور سارے مغل اُسکے
سوار ہوئے اور تماشا سواری کا نوشیروان کے دیکھنے لگے کہ یکا یک از پردۂ بیابان گردے
برخاست گرد نے مارا باؤ کو باد نے مارا گرد کو گرد خیرہ خیرہ و تیرہ تیرہ گرد کا دامن شگاف
ہوا دیکھا تو ہراول غلام نوشیروان کا با جاہ و جلال پیدا ہوا زوبین نے کہا کہ ای گستہم مگر
نوشیروان یہی ہی گستہم نے کہا کہ ای زوبین یہہ ایک غلام غلامون مین سے نوشیروان
کے ہی تب زوبین اور سب لشکر اسکا معہ مغلان حیران ہوئے بعد ازان ایک سوار پیدا ہوا
زوبین نے پوچھا یہہ کون ہی گستہم نے کہا کہ دارا ہی پھر خاقان آیا پوچھا یہہ کون ہی ؛
گستہم بولا خاقان چین ہی پھر فغفور آیا زوبین نے پوچھا کہ یہہ کون ہی گستہم بولا فغفور ہے
بعد ازان گرگین امیران عراق آئے زوبین نے کہا کہ یہہ کون ہین گستہم نے کہا کہ یہہ امیر ہین
مگر زور بادشاہی رکھتے ہین تب زوبین نے کہا ہمین کچھہ معلوم نہین ہی مگر سب شاہان و
شہزادگان ہین بعد ازان ایک غل پیدا ہوا زوبین نے گستہم سے متحیر ہوکے پوچھا کہ یہہ
کیا آواز ہی گستہم نے کہا اب سواری بادشاہ ہفت کشور کی آتی ہی کہ سات سو ہاتھی ؛
سونے کی عماری کے سیدھے طرف اور سات سو ہاتھی سونے کی عماری کے بائین طرف اور

سات سو ہاتھی پیچھے ہین اور ایک سو بیس چھتر کے سایہ مین نوشیروان قباد شہریار کا بیٹا
یہہ آتا ہے اور بزرجمہر سیدھے طرف اور بختک وزیر بائین طرف اور ستر ہزار غلام زرین
پوش چپ و راست ہین جب زوبین نے بادشاہ کو دیکھا تو گھوڑے پر سے اُترا تب
نوشیروان آپ بھی قصد اترنے کا کیا بزرجمہر کے کہنے سے یون معلوم ہوا کہ جب تک
زوبین دوڑکر بادشاہ کی رکاب کو بوسہ نہ دیوے تب تک اترنا مصلحت نہین ہے اور بختک
نے کہا کہ مصلحت یہہ ہے کہ شتابی اتر و آخر نوشیروان نے بزرجمہر کا کہنا کیا اور گھوڑے پرسے نہین
اترا ولیکن سواران مغلیہ شاہ کو دیکھکر دلمین ڈرے القصّہ جب زوبین نزدیک آیا اور ہاتھ اپنا
بادشاہ کے پاؤن کیطرف دوڑایا تب نوشیروان اترا اور زوبین اور اسکے بھائیونکو گلے
لگایا اور خلعت دئے اور دوسرے مغلونکو بھی خلعت دئے جب سب کی نظر خلعتون پر پڑی تب
سر ہلانے لگے کہ بادشاہ یہہ ہے اور باقی سب مسخرے ہین بعد ہزار کھمبیکا خیمہ اور بارگاہ چہل
ستون آکے کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسمین آیا اور تخت جمشیدی پر بیٹھا زوبین نے جو نظر کی
تو تمام ڈیرہ اطلسی دیکھا اور میخین سونیکی اور رسیان ریشم کی باندھین تھین نہایت متعجب
ہوا پھر زوبین بھی ڈیرے مین آیا اور تسلیمات بجالایا بادشاہ نے کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا پھر ایک
غل ہوا زوبین نے کہا کہ یہہ غل اب کیا ہے لوگون نے کہا کھانا لاتے ہین بعد سفرہ زربفت
کا بچھایا اور اسپر دسترخوان زردوزی بچھایا اور پیالہ اور رکابیان سونے روپے کی تھین
اور رکھا ناچنا از قسم نان ترین نان ورقی نان نعمت نان گلزار نان تنکی نان پنیر نان اعلی
آبی روغنی خطائی چپاتی پھلکہ شیرمال باقرخانی گاؤدیدہ گاؤزبان حسینی پلاؤ بگنی پلاؤ
باندہ نو پلا کوکو پلاؤ کولا پلاؤ موتی پلاؤ مزعفر متنجن شولہ ابیرچی کیلاتی کاشانی کباب مرغ
کباب سیخ کباب شامی کباب تکہ ہریسہ سنبوسہ پچلاوہ قطلمہ سیب بہی ناسپاتی ثمرث
قندہی ساق عروس بادام پستہ چھوارہ کشمش انگور انجیر تا قند سیاہ لاکر حاضر کیا اور
رکھا جب مغلون نے سفرہ اس شان و شوکت سے دیکھا تو گویا دیوانے ہوئے اور کھانا لوگون
اور انواع اقسام کی نعمتین کھائے اور سفرہ اٹھایا بعد از ان روپے اور سونیکے اور بلوری کاسے
شراب کے ساقیان ماہوش اور معشوقان دلکش گردشمین لائے اور مطربان خوش آواز کی نئی

آوازِ چنگ و نائیکا اور ڈھول و طبلہ کا اٹھائے **فردی** حجاب از چشم مردان برگرفت ؛ چشم ساقی بادۂ احمر گرفت ؛ سارے مغل شراب سے سرمست ہوئے اور حکایت حمزہ کی نکالی اور پوچھے کہ حمزہ کہان ہی بختک نے کہا کہ حمزہ مصر مین ہی شاید کہ ابتک اُسے مارے ہونگے تو بہتر ہی و گرنہین تو تیرے ہاتھہ سے جی کہان لیجا ویگا مگر جو کچھہ کہ وعدہ بادشاہ نے کیا ہے سو پہنچانا چاہیئے تب گستہم اٹھا اور بادشاہ کے تخت کے آگے آنکے سر رکھا اور عرض کی کہ زوبین کو داماد کرنا چاہیئے کیونکہ بیٹی کا گھر مین رہنا خطا ہی اور زوبین سے بہتر داماد کوئی نہو گا بختک نے بھی گستہم کی یاری کی بادشاہ اسبات سے مانند سانپ کے پیچ و تاب کھا کر غصہ مار کر چپ ہو رہا اور کچھہ بول نہ سکا پھر بزرجمہر سے آہستہ بولا اور کہا کہ ای بزرجمہر اسوقت زوبین کو دامادی مین قبول نہین کرتا تو بہتر نہین ہی کیونکہ ڈرتا ہون کہ کام خراب ہوتا ہی اور اگر قبول کرتا ہون تو بیٹی مغلون کو کیونکر دون تمام بادشاہ مجھے کیا بولینگے بزرجمہر بولے کہ ابتو قبول کریئے پھر مہر نگار جسکے بازو سے لگ کر بیٹھے گی وہ دیکھہ لیگا غرض بادشاہ نے گستہم کی بات قبول کی تب گستہم نے زوبین کو شاہ ہفت کشور کے پاؤن پر ڈالا نوشیروان نے اُسے گلے لگایا تب زوبین نے کہا کہ کسی کو مداین مین روانہ کرنا چاہیئے کہ مہر نگار کو یہان لے آوے کیونکہ بادشاہ زادی آوے تو بہتر ہی آخر قباد بن گستہم کو مداین بھیجا اور وہ آیا یہہ خبر مہر نگار نے سُنی تو بہت غمگین ہوئی اور اسی فکر مین تھی کہ خبر پہنچی کہ امیر آتے ہین اور وہ مداین سے چار کوس پر اُترے ہین پس یہہ خبر سنتے ہی قباد تو مداین سے بھاگا اور دوسرے روز امیر مداین مین داخل ہوئے اور ساری حقیقت معلوم کی اور اپنے آنے سے شکرانہ خدا تعالی کا بجالائے اور مہر نگار کے محل مین تشریف لیگئے اور دونو آپ مین دل و جان سے مِلے اور عیش مین بیٹھے **فرد** دیدار یار غائب دانی چہ ذوق دارد ؛ ابری کہ در بیابان بر تشنگان ببارد ؛ پس امیر نے فرمایا کہ سب گھر مداین کے لوٹ لو مگر آدمیون کو مت ستاؤ جب یہہ حکم امیر کا پہلوانون نے پایا تب لوٹنے لگے القصہ عمر معدی کرب قضا کار گستہم کے گھر مین گیا اور اسکی بیٹی پر عاشق ہوا اور اسکو بغل مین پکڑ کر اپنے گھر مین لے آیا اور کہا کہ تیرے تئین مین اپنے نکاح مین لاؤنگا تو مجھے قبول کر اس لڑکی نے کہا کہ

اگر تو آدمی ہوتا تو مین تجھے قبول کرتی تو تو دیو ہے مین کیونکر قبول کرون اور عمر بن عمیہ بختک کے گھر مین گیا اور اسکی بیٹی کو اپنے گھر مین لے آیا اور اُسنے پوچھا کہ مین تجھہ سے نکاح کرون تجھے قبول ہے یا نہین بختک کی بیٹی نے قبول نہ کیا غرض بعد از گفتگوئی بسیار کے عمر بن عمیہ نے اُس سے نکاح کیا شدہ شدہ یہہ خبر امیر کو پہنچی اور سبھونے بموجب حکم کے گھر سبھونکے لوٹے اور عمر معدیکرب نے اور عمر بن عمیہ نے ایسا کام کیا ہے حمزہ نے معدیکرب اور عمر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تمہارے تئین منع کیا تھا کہ آدمیون کو مت ستاؤ مگر گھر لوٹ لینیکا حکم دیا تھا تمنے بٹیان لوگونکی کیون پکڑ کر زبردستی کی عمر بن عمیہ نے کہا کہ بختک کی دختر نے مجھے اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ہے لیکن دختر گستہم عمر معدیکرب کے تئین قبول نہین کرتی امیر نے فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ عمر معدی نے کہا کہ اگر وہ مجھے قبول نکریگی تو مین اپنے پیٹ مین چھری یا خنجر مارونگا امیر نے کہا بہتر ہے مار لو پھر امیر ہنسے اور کہا کہ لاؤ وہ لڑکی عاقلہ اور بالغہ ہے اگر تیرے تئین قبول نہین کرتی تو مین کیا کرون بعد ازان امیر نے اس لڑکی کو بلایا پس امیر کے پاس اسے لائے امیر نے اُسے سمجھایا کہ ای لڑکی عمر معدی کے تئین کیون قبول نہین کرتی کہ وہ میرا بھائی ہے میرے سیدھے بازو کا رہنے والا ہے اور گستہم کو اسکی دامادی سے شرم ہوگی پھر مہر نگار نے سفارش عمر معدی کی بہت سی کی اور رغبت دی غرض گستہم کی بیٹی نے عمر معدی کو قبول کیا پھر امیر نے اچھی ساعت دیکھہ کر اُنکا عقد کیا اور عیش مین مشغول رہے امیر بھی اور سارا لشکر بھی عیش مین مشغول رہا اور یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی تب بختک نے گستہم سے کہا کہ ای حرامزادے لایق تیری دامادی کے عمر معدیکرب ہے گستہم نے کہا ای بختک تو اپنے کو بول کہ عمر بن عمیہ چور تیرا داماد ہوا غرض تمام لشکر اور مجلس کے لوگ ہنسے اور یہہ دونو شرمندہ ہوئے زوبین نے اسباب کو کہا کہ ای بختک تو خاطر جمع رکھہ کہ بدلہ اسکا امیر سے لونگا واللہ اعلم بالصواب

داستان پینتیسوین

کہنے والا یون کہتا ہے کہ جب امیر جشن سے فارغ ہوئے اور عمر معدی اور عمر بن عمیہ کے نکاح سے بھی فراغت ہوئے اور مداین سے کوچ کیا اور مہر نگار کو بھی ساتھہ لیا اور بادیہ اخضر کی راہ لی اور چلتے چلتے دو تین منزلین گئے یارون سے مصلحت کی کہ ہمین سر کرنیکو جانا ہے

مگر مہر نگار

اگر مہر نگار کو ساتھ لیجانا خطر ہی بہتر تو یون ہی کہ مہر نگار کو اور عمر بن عمیہ اور عمر معدی کرب
کو اور اُنکی عورتون کو مکہ کو بھیجنا اور مقبل حلبی کو انکے ساتھ روانہ کرنا یارون نے کہا کہ یہہ صلاح
بہتر بعد از شاہزادی مہر نگار کو چالیس ہزار غلام اور خوجے اور باندیان دیکر مکہ کو روانہ کیا
اور مقبل کو چار ہزار سوار برابر دیکر بھیجا اور آپ نے بھی وہان سے کوچ کیا اور منزل بمنزل
اور کوچ بکوچ کرتے ہوئے چلے اور کافرونکے لشکر کے نزدیک پہنچے اور عباس کو فرمایا کہ
ایک خط نوشیروان کو لکھو عباس نے اول خدا تعالیٰ کی حمد لکھی اور بعد تعریف ابراہیم خلیل اللہ
کے خاندانکی لکھی اور بعد اسکے یون لکھا کہ حمزہ بن عبد المطلب کے طرف سے تیرے تئین معلوم ہو
وے کہ تو بادشاہ ظالم ہوکر عادل کہلاتا ہی اور خطاب اپنا عادلی کا کیا ہی اور مین نے تیری
کیا تقصیر کی ہی کہ تو نے اول کہا تھا کہ لندھور کا سر لے آ تو مین مہر نگار کو تجھے دیؤنگا سو اسطے
مین نے لندھور کو جیتا پکڑ لایا ہون اور تو نے اپنی بیٹی کو اولاد بن مرزبان کو دیا اور میرے
تئین گستہم کے ہاتھ سے زہر دلایا اور بعد اُسکے مصر اور یونان اور روم کو بھیجا اور وہان بھی
حیلہ و مکر کروایا خدا تعالیٰ نے میرے تئین وہانسے بھی خلاصی دی پھر بھی تو نے اپنی بیٹی
مغلون کو دینے کی بارے خدا تعالیٰ نے میرے تئین غیب سے پہنچایا کہ بیچاری مہر نگار کو ننگ سے
مغلون کے بچایا اور اب اُسے مین نے مکہ کو بھیجا ہی خاک دشمنونکے آنکھہ مین پڑی اور اب
مین تیرے نزدیک آیا ہون اگر اپنے کئے سے توبہ کر اور پشیمانی اٹھا کر مجھہ سے صلح کریگا اور
اپنی بیٹی یعنے مہر نگار کو اپنی رضامندی سے میرے تئین حلال کریگا تو بہتر ہی وگرنہین تو
خدائے کعبہ کی سوگند ہی کہ تمہارے خلاف وعدے سے اتنے کافرون کو قتل کرونگا کہ حساب
اسکا خدا جانے جب یہہ نامہ تمام ہوا عمر بن عمیہ کو دیا عمر لیکر روانہ ہوا اور لشکر نوشیروان کی
راہ لی جب نزدیک پہنچا تب ایک ٹیکرے پر چڑھکے نظر لشکر پر کی اور لشکر کو دیکھتے ہی دل
مین خیال کیا کہ نوشیروان کے پاس جاتے ہی نوشیروان کہیگا پکڑ اس عیار کو تب سوائے
بھاگنے کے چارہ نہین ہی مگر اس لشکر مین سے بھاگ کے کدھر جاؤنگا یہہ اندیشہ دل مین
کرکے پھرے اور امیر کے پاس آئے اور تمام حقیقت ظاہر کی امیر نے وہ نامہ لیا اور فرمایا
کہ مین خود میدان مین نوشیروان کو دونگا حمزہ اسی باتون مین تھے کہ استفتانوش آیا

امیر نے یہہ احوال اسسے سنا یا کہا کہ خدا کے کرم سے اور حضور کے اقبال سے مین جاؤنگا
اور یہہ نامہ نوشیروان کو دونگا امیر نے ہر چند منع کیا لیکن اسنے نہین سنا غرض امیر نے
لاچار ہوکے فرمایا اچھا اگر تو جاتا ہی تو اپنے ہتھیار میرے پاس لا استفتانوش ہتھیار حمزہ
کے پاس لایا امیر نے ہتھیارون پر استفتانوش کے جو صحیفہ کہ حضرت ابراہیم پر اترا
تھا سو پڑھکر پھونکا اور استفتانوش کو وہ ہتھیار بندوائے اور روانہ کیا اور کہا جا تیرے
تئین خدا کو سونپا القصہ استفتانوش سوار ہوا اور نوشیروان کے دربار مین نہین پہنچا تھا
کہ استفتانوش نے دل مین کہا کہ ہنوز دربار مین نہین پہنچا اور رات ہوئی اور رات کو لشکر مین
جانا خوب نہین ہی پس یہین چار پہر رات گذران کرنا اور جب فجر ہو تو نوشیروان کے دربار
مین جانا بعد ازان ایک جگہہ کھڑے ہوکے دیکھا داہنے طرف اور بائین طرف تو بڑا
ایک ڈیرا نظر پڑا سو لوگون سے پوچھا کہ یہہ ڈیرہ کسکا ہی لوگون نے کہا کہ لہراستانیکا
ہی اسکے تئین لہراس بن نوش کہتے ہین استفتانوش نے کہا کہ اسسے خبر کرو کہ ایک
پہلوان امیر حمزہ کے پاس سے آیا ہی نوشیروان کے پاس پیغام لیکر سو رات ہو گئی اسواسطے
تمھارے ڈیرے مین آیا ہی اگر تم رضا دوگے تو تمھارے دروازے مین راتکی رات رہونگا
اور گذران کرونگا جب یہہ خبر لہراس کو پہنچی اور آپ شتابی سے باہر آیا اور استفتانوش
کا ہاتھ پکڑکے اپنے ڈیرے مین لیگیا اور اپنے ساتھہ بٹھایا اور کہا کہ تحقیق جان کہ مین
جس روز سے تعریف حمزہ کی سنتا ہون اس روز سے حمزہ کی مردانگی اور بہادری کا عاشق
ہوا ہون پچاس ہزار سوار غرق آہن میرے ہمراہ ہین اگر کچھہ نوشیروان صبح کو دربار مین
تمیز زیادتی کریگا تو مین اسسے سمجھونگا اور مین تمھارے برابر خدمت مین رہونگا یہہ
بات سنکر استفتانوش بہت خوش ہوا اور شکر خدا کا بجالایا اور تمام رات لہراس کے
ساتھہ عیش و عشرت مین گذاری جب فجر ہوئی استفتانوش لہراسپ سے وداع ہوا اور چلا جب
راہ طے ہوئی تب دوپہر کو نوشیروان کے دربار مین پہنچا اور نیزہ گاڑا اور گھوڑا باندہ
کر دربانون کو کہا کہ خبر کرو کہ ایک شخص امیر کی درگاہ سے آیا ہی دربان دوڑے اور
خبر نوشیروان کو کی بادشاہ نے کہا کہ آنے دو استفتانوش اندر دربار کے گیا اور کہا کہ

۳۱ سلام

سلام میرا بزرجمہر کو ہی بزرجمہر نے کہا کہ علیکم السلام ای فرزند خوش آمدی بختک نے کہا کہ خوش تو آیا ولیکن عجب ہی کہ خوش جاویگا بزرجمہر نے کہا ای حرامزادے کیون خوش نہ جاویگا جب نوشیروان نے کہا ای یونانی کچھ پیغام حمزہ کا لایا ہی سو دے تب استفتانوش نے خط امیر کا دیا اور اپنا ہاتھ شمشیر کے قبضہ پر رکھا اور رکھے رہا اور اسکے جوابکا منتظر تھا اور بادشاہ خط پڑھنے مین مشغول تھے کہ بختک نے زوبین کو کہا کہ ایک مغل سے اشارت کر کہ پیچھے آکر اس یونانی کو تروار اچانک ایسی مارے کہ اسکا کام تمام ہووے بعد زوبین نے ایک سخت مغل سے اشارت کی سو استفتانوش کو وہین معلوم ہوا کہ میرے پیچھے سے حریف آتا ہی پہلوان پھرا اور کمر مین اس مغل کے ایسی تروار ماری کہ دو ٹکڑے ہوا زوبین نے اپنے تمام مغل کے تئین حکم کیا کہ مار واس عرب کے تئین پس زوبین کے حکم سے ہزار مغل نامدار تروارین کھینچکر استفتانوش پر آگرے اور استفتانوش نے بھی اُن مین اپنے تئین ڈالا ہر چند کہ نوشیروان منع کرتا تھا کہ پیغام لانے والے سے کیون لڑتے ہو پر انھون نے نہین سُنا اور استفتانوش بھی مغلون سے لڑتا تھا کہ یہہ خبر لہراس کو پہنچی کہ استفتانوش مغلون سے لڑتا ہی بعد ازان پچاس ہزار سوار سے لہراس زوبین اور نوشیروا کے دربار مین استفتانوش کے طرف ہو کے لڑنے لگا اور استفتانوش کو لڑ بھڑ کر اپنے لشکر مین پہنچایا اور اسے سلامت باہر مغلون مین سے لیگیا پس تمام مغل شرمندہ ہوئے اور یہہ کہا کہ لہراس استفتانوش کی کمک کرتا ہی بعد ازان امیر کو خبر ہوئی کہ استفتانوش اور لہراس پچاس ہزار سوار سے آتے ہین امیر یہہ خبر سُنکر آپ بھی معہ پہلوانونکے سوار ہوئے اور استفتانوش کو گلے لگایا اور بہت نوازش فرمائی پھر لہراس بھی امیر کے پاؤن پر گرا امیر نے اسے بھی گلے لگایا اور خلعت دیا اور بہت مہربانی فرمائی اور مسلمان کیا اور اپنے ڈیرے مین اترے اور عیش مین رہے جب دوسرا روز ہوا نوشیروان نے کہا نقارہ لڑائی کا ٹھوکو بموجب حکم کے نقارہ لڑائی کا بجوایا اور جاسوسان لشکر اسلام نے یہہ خبر حمزہ کو پہنچائی کہ نقارہ لڑائی کا بجا کر نوشیروان اور زوبین لشکر سمیت میدان مین آئے اور امیر کے آنے کی منتظر ہین امیر نے فرمایا کہ ہمارے نقارخانہ مین کہو کہ نقارہ کرین اور آپ بھی معہ پہلوانان عرب کے سوار ہوئے

جب نزدیک پہنچے اور اُنکو خبر ہوئی کہ حمزہ آتا ہی تب زوبین نے کہا کہ حمزہ کو مجھے دکھاؤ اتنے
مین گرد لشکر کی پیدا ہوئی اور وہ گرد پھٹی اور اسمین سے نشان لشکر کا عمر معد یکرب لیکر پیدا ہوا
دیکھا کہ پچاس اور چار گز کا قد ایک مرد کا تھا اور اسکا پیٹ گھوڑے کی ایال سے آگے آیا تھا اور
چار اوپر چالیس بھائی اسکے اور چار ہزار سواروں سے میدان مین پیدا ہوئے جب زوبین نے
پوچھا حمزہ یہہ ہی بختک نے کہا کہ حمزہ یہہ نہین مگر یہہ عمر معد یکرب سر لشکر حمزہ کا ہی اور بادشاہ
عادیون کا ہی سب مغل حیران ہوئے زوبین نے پوچھا کہ حمزہ نے اس قد کے آدمیون کو
کیونکر پکڑا بختک نے کہا کہ ایک گرز مارنے سے انھین باتون مین تھے کہ سواری لندھور کی
آئی کہ ساتھہ سو ہاتھی سیدھے طرف اور سات سو ہاتھی بائین طرف اور ایک سو بیس چھتر کے
سایہ مین ایک شخص ایک سو دس گز کا قد لیکر آیا اور فیل منگلوسی پر سوار ہوکر پیدا ہوا زوبین نے
کہا مگر یہہ حمزہ ہی بختک نے کہا کہ یہہ حمزہ نہین ہی یہہ لندھور بن سعدان شہزادہ بارہ ہزار
جزیرے کا سراندیب کے ہی زوبین نے کہا کہ ایسے پہلوانون کو حمزہ نے کیونکر مسخر کیا ہی بختک
نے کہا کہ اسکی دوال کمر پکڑ کر اُٹھا لیا اور سر پر لیجا کر پھرایا اور زمین پر مارا اور باندھا زوبین
نے کہا کہ ای گستہم حمزہ کشکینہ خوار و پشمینہ پوش ہی جسکے ہاتھہ سے ایسے ایسے کام
ہوئے ہین اور یار اور غلام اسکے اتنا تجمل رکھتے ہین زوبین نے کہا کہ پھر اسے کشکینہ
کھانے والا کیون کہتے ہو گستہم نے کہا کہ حمزہ نے انھین جادو سے باندھا ہی اور یہہ تجمل
میرا ہی زوبین ہنسا اور بولا کہ آخر مردی سے لیا ہی پھر تو کیون ایسا بولتا ہی بعد
لندھور کی دوسری سواری آئی کہ سات سو چھتر کا سایہ اور مراتب کے ساتھہ زوبین نے
کہا کہ ای بختک یہہ کون ہی بختک نے کہا کہ یہہ جیور بن شہبال شاہ چچیرا بھائی لندھور
کا ہی بعد اسکے دوسرا لشکر پیدا ہوا اور دو سو چھتر اسکے ساتھہ ہین زوبین نے پوچھا کہ یہہ
کون ہی بختک نے کہا کہ یہہ شہزادے بنگالہ کے ہین ایک کا نام اورنگ اور دوسرے
کا نام گورنگ یہہ سالے لندھور کے ہین بعد اُنھون کے بیس ہزار سوار سے دو چھتر کے
ترکستان باندھے ہوئے پیدا ہوا زوبین نے کہا کہ یہہ کون ہی بختک نے کہا شاہزادہ
ہند ہی اور دو بھائی اسکے ہین بعد اسکے بیس ہزار سوار سے پیدا ہوا دو چھتر مکلل بجواہر

زوبین نے پوچھا یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ شہزادے روم کے ہین ایک کا نام استقلان اور دوسریکا استقلان ہی بعد اسکے آواز پوشیش پوشیش آئی زوبین نے پوچھا یہہ کون ہی اور کیا آواز ہی مگر حمزہ آتا ہی بختک نے کہا یہہ آواز عمر کے عیار ونگی ہی وہین عمر پیدا ہوا اور اسکے بعد بارا ہزار غلام زرین کلاہ وزرین قبا کمر بند زرین کے اور گھوڑے تازی ہاتھ مین لیئے ہوے پیدا ہوئے زوبین نے کہا یہہ کون ہی اور یہہ لشکر پیادہ کیون ہی بختک نے کہا کہ جب صاحب اُنھون کا پیادہ ہی تو البتہ وہ بھی پیادہ ہونگے پس عمر بن عمیہ اور اسکی فوج کو دیکھکر تمام مغل ہنسے اور حیران ہوئے کہتے ہین کہا ای زوبین اگر ہزار حمزہ ہوتے تو ڈر نہ تھا مگر ایک دُزد بار یک لگ لگ پایا ہوتا تو کیا ہنستا ہی اب معلوم ہوگا بعد اُسکے آواز نشان لنڈ ونا پیکر کی آئی زوبین نے پوچھا یہہ کیا ہی بختک بولا یہہ آواز نشان کی ہی زوبین نے کہا یہہ کسنے بنایا ہی بختک نے کہا یہہ نشان بزرجمہر نے جادو سے بنایا ہی بزرجمہر ہنسے اور بولے کہ ای حرامزادے یہہ کیا کہتا ہی جادوگرون پر لعنت خدا ہی اتنے مین آفتاب مغرب ومشرق کا حمزہ بن عبدالمطلب پیدا ہوا اور اسکے پیچھے تیس ہزار غلام ترکی اور رومی اور زنگی اور چینی اور ختنی اور حبشی اور ہندی پیدا ہوئے تب زوبین نے امیر کو دیکھکر کہا ای بختک اس مرد کوتاہ قد نے اتنے پہلوانون کو حلقہ بگوش کیونکر کیا بختک نے کہا یہہ مرد مردانہ ہی غرض جب امیر آئے تب سارے پہلوانان عرب کے تیار ہوئے اور نقیب پکارے کہ کون مرد قصد میدان کا کریگا وہین امیر حمزہ خنگ پر سوار ہوکر میدان مین آئے اور گھوڑے کو کاوے پر لگائے اور سم اسپ کی خاک آسمان کو پہنچائے اور پکار کر بولے کہ کوئی جانتا ہی تو جانے نہین جانتا ہی تو اب پہچانے کہ حمزہ مین ہون اور جس کسی کو آرزو مرگ کی ہو تو وہ میدان مین آوے اور جو کوئی مسلمان ہوگا سعادت اور نیک بختی پائے گا اور جو بدبختی چاہے گا سو دوزخ مین جاویگا جب حمزہ نے میدان مین آکر یہہ کہا تب زوبین بولا کہ مین نے لڑائی حمزہ کی آج تک کبھی نہین دیکھی بلکہ کوئی پہلوان تمہارے پہلوانون سے حمزہ سے جاکر لڑے تو مین دیکھون کہ کیا وزن حمزہ کے لڑائیکا ہی پھر دوسرے روز مین اُسسے لڑونگا بختک نے

کہاکہ گستہم سے زیادہ کوئی پہلوان نہین ہی اور دوسرا کون ایسا مرد ہی کہ مقابل حمزہ سے
ہوگا جسوقت نام سارے امیران ایران اور توران کے بختک نے لیئے اور کہاکہ کوئی
مقابلہ امیر سے کرنیوالا نہین ہی تب تو گستہم کو فرض ہوا کہ میدان مین جاوے سو گستہم
نے اپنے دلمین کہاکہ ای دل بہتر ہی اس ننگ سے مرنا غرض ضرور جاکر دلمین کہاکہ اگر اس
لڑائی سے جیتا پھرونگا تو بختک کو جان سے مارونگا پس وہین گستہم میدان مین آیا
جب امیر کی نظر گستہم پر پڑی ہتھیار کھولنے لگے تب زوبین نے نوشیروان سے پوچھا کہ حمزہ
ہتھیار کیون کھولتا ہی نوشیروان نے کہاکہ حمزہ نے سوگند کھائی تھی کہ جسوقت گستہم کو
دیکھونگا تو بن ہتھیار کے مارونگا زوبین نے کہاکہ بے ہتھیار کیونکر ماریگا بادشاہ نے کہا
کہ مین بھی اس سے تعجب مین ہون بارے دیکھون کہ کیونکر لڑائی کرتے ہین القصہ جب گستہم
نے امیر کو بغیر ہتھیارونکے دیکھا وہین تروار کھینچ کر دوڑا اور امیر پر ماری امیر نے ہاتھ
لنبا کر کے اسکی تروار کا قبضہ پکڑلیا ہرچند گستہم نے زور کیا لیکن تروار امیر کے ہاتھ سے
نہین چھڑا سکا اور بہت عاجز ہوا تب امیر نے ایسا زور کیا کہ ہاتھ گستہم کا کانپا اور تروار
اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی پس امیر نے تروار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور گھوڑا دوڑائے تب
گستہم بھی سپر سر پر لیگیا امیر نے ایسی تروار ماری کہ ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور خود پر
پہنچی اور خود سے اترکر سر پر پہنچی اور سر پر سے اتری تو حلق کو کاٹکر صدر سینہ کو صاف کرتی
ہوئی ناف پر سے گذر کے گردگاہ سے نیچے جاکر قاش زین پر ٹھہرتی ہوئی تنگ کے
نیچے سے نکل زمین پر بوسہ دیا اور گستہم معہ گھوڑے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بیٹے نے
گستہم کے جب باپکا یہہ حال دیکھا تو وہین اپنے لشکر سے دوڑا امیر نے بھی جلدی سے
زرہ پہنی اور عمر سے کہاکہ مین نہین چاہتا کہ لشکر اپنی جگہہ سے ہلے اُنسے مین اکیلا ہی لڑونگا
تم سب کھڑے رہکر تماشا دیکھو یہہ کہکر گستہم کے لشکر مین دھسے اور دونو ہاتھون سے تروارین
مارنے لگے غرض دودستی تروارین ایسی مارتے تھے کہ لشکر کو زیروزبر کرتے تھے یہانتک
کہ قباد بیٹا گستہم کا کھڑا تھا وہان امیر نے اپنے تئین پہنچایا اور گھوڑے کو اسکے برابر کرکے
ایسی تروار ماری کہ اسکا سر گیند کے مانند سو قدم دور گرا بعد اسکے دوسرا بیٹا گستہم کا قارن

نامی تھا وہان بھی امیر پہنچے اور ایسی تروار ماری کہ اسکو بھی معہ گھوڑے چار ٹکڑے کیا جب لشکر نے اسکے یہہ حال دیکھا تب تو بے تامل بھاگنا شروع کیا اور یہان تک بھاگے کہ ایک بھی میدان مین نرہا اور امیر میدان مین کھڑے رہے زوبین کا تمام لشکر اور مغل یہہ تماشا دیکھتے تھے اور حیران کھڑے ہوئے تھے بعد زوبین نے نوشیروان سے کہا کہ آجکے دن طبل بازگشت بجوانا اور صبحکو پھر آکے لڑنا بہتر ہی کسواسطے کہ اب حمزہ بہت لڑ چکا ہی اگر اب مین اس سے لڑتا ہون تو امیر بھی اور تمام عالم یہہ کہیگا کہ حمزہ لڑتے لڑتے سست ہوگیا تھا غرض نقارہ پھرنے کا بجایا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر اُترے جب بادشاہ روز نے سر جیب شب کے خواب سے اٹھایا یعنے آفتاب خوش رنگ اوپر دریائے نہنگ سے آیا اور عالم ظلمانی کو منور اور نورانی کیا تب چرنیوالون کو اور مرغ و ماہی کو نیند سے اٹھایا تب پہلوانون نے قبائین بدن درست کین اور چار پر چالیس پارچہ سلاح لگے آراستہ کئے اور کمر دوالیون سے محکم باندھے اور نقارہ لڑائیکا بجایا اور دونون لشکر میدان مین آئے اور پہلوان مست ہاتھی کیطرح جیسے پکارنے لگے تب جاسوسان لشکر اسلام نے جاکر امیر کو دعائے جان درازی

رباعی

بادشاہا بارگاہت از فلک پر نور باد ... داد و عدلت در سرائے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر ... تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

عمر دراز رہے شہریار عالم کی فوجین آراستہ ہوئین اور صفین باندھین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ کین و پیار اگلا ہراول پچھلا چنڈاول چودہ صفین آراستہ کین اور میدان پاک کیا امید وار قدوم میمنت لزوم کے ہین تب نقیب پکارنے لگے کہ کون مرد ہی جو میدان مین آوے اور اپنے باپ دادیکا نام روشن کریگا اور حق نمک حمزہ سے ادا ہوویگا اتنے مین شاہ مردان و مرد میدان و تاج بخش سلاطین و حلقہ فگن گوش گردن کشان عم رسول آخرالزمان ؑ یعنے امیر کشور گیر جہان ستان نے اپنے سلاح بدن پر آراستہ کئے اور خنگ مہتر اسحاق پر سوار ہوئے اور تمام دست راستی اور دست چپ کو مجرا لیتے ہوئے چالیس قدم سرداریکے بڑھکر کھڑے ہوئے تھے کہ ایک سوار زوبین کے لشکر کا آیا تیس گز کا قد اور نو سو منکا گرز رکھتا تھا میدان مین آکے برابر امیر کے کھڑا

رہا امیر نے پوچھا ای پہلوان تیرا نام کیا ہی بتا کہ بے نام ونشان نمارا جاوے اسنے کہا کہ میرے تئین مرد افگن زابلی کہتے ہین ای حمزہ اگر تو ہزار جان رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجائیگا امیر نے کہا مردانہ رہ اور لا جو کچھہ رکھتا ہی **فرد** بیا تا چہ داری ز مردی نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران   غرض مرد افگن زابلی ہاتھہ گرز پر لیگیا اور اسے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور امیر نے بھی سپر سر پہ لی اور دعا کیا بہ جناب کبریا کہ پناہ اُس گرز سے نہین سوائے تیری پناہ کے اور یہہ فقط پناہ ظاہر کیلئے اُٹھائی ہی غرض مرد افگن نے ایسا گرز امیر کے سر پر مارا کہ اسکی آواز تمام بیابان مین پہنچی اور شعلہ آگ کا نشانکے مانند تا بہ آسمان بلند ہوا غرض وہ حملہ اسکا امیر نے رد کیا جب مرد افگن زابلی پھرا اور امیر کو مانند اژدہا کے خشمناک دیکھا کہا کہ ای حمزہ آفرین تیرے باپ پر کہ جسنے تیرے تئین جنا اور آفرین تیری مان پر کہ جسنے تیرے تئین دودھہ پلایا کہ ایسا میرا حملہ رد کیا تب امیر نے کہا **فرد** تو ضرب دی ضرب مانوش کن ؛ غم دین و دنیا فراموش کن ؛ جب امیر کی نوبت پہنچی تو امیر نے ایسا گرز جو ایک ہزار ایک سو منکا تھا مارا کہ کمر اسکے گھوڑے کی ٹوٹ گئی اور مرد افگن وہان زمین پر پڑا اور خنگ کو مارنا چاہا امیر نے جلدی سے گھوڑا پشت کے پیچھے کیا اور دو گرز امیر نے مرد افگن کے سر پر اور بھی مارے کہ اسکے ہر بن مو سے پسینہ ٹپکنے لگا تب امیر نے دو پہر تک اس سے جنگ کی اور جو جو کارزار تھا سو کیا آخر امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ کرتا ہون تب مرد افگن نے کہا کہ مین بچہ شیر خوار نہین ہون جو تیرے نعرہ سے ڈرونگا تب عمر بن عمیہ نے اشارہ نعرہ کا ادا کیا اسوقت سپاہ امیر نے روئی موزون سے نکالکر اپنے اور گھوڑونکے کانمین رکھے غرض تب امیر نے نعرہ کیا اور مرد افگن کو زمین سے اٹھایا اور سر پر لیجاکے پھرایا اور زمین پر رکھدیا تب عمر نے اسکو محکم باندھا اور لشکر مین لے آیا اور کئی ہزار گھوڑون نے اپنے سوارون کو گراکر راہ جنگل کی لی عیارون نے عمر کے وہ گھوڑے پکڑ کر اپنے لشکر مین لائے اور نعرے کی آواز سے کتنے مرد بیہوش ہوئے بعد طبل بازگشت بجائے اور دونو لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے تب امیر نے مجلس آرائی کا حکم دیا بموجب حکم کے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے اور دور مجلس مین چلنے لگا اسوقت حمزہ نے فرمایا کہ مرد افگن زابلی

کو بلاؤ پس حاضر کیا امیر نے اُسسے فرمایا کہ مینے تجھے کسطرح سے زیر کیا مردافگن بولا جیسا مرد
مردونکو اور شیر شیرونکو زیر کرتے ہین ویسا ہی تمنے مجھے زیر کیا تب امیر نے فرمایا کہ
عقلمندون نے کہا ہی کہ مرد رہ یا ہمراہ مردے رہ سوا ہتو مسلمان ہو مردافگن بولا کہ
ہم سات بھائی ہین کوئی کام سوا اتفاق کے نہین کرتے ہین پس وہ بھی جبتک مجھسے نہ ملینگے
تب تک موقوف و معذور رکھو تب امیر نے فرمایا کہ اسے قید مین رکھو القصہ جب صبح ہوئی تب دونو لشکر
تیار ہوئے اور نقارہ بجاکر میدان مین آئے مردان جنگی تیار ہوئے اور نامرد بھاگنے لگے
پس ایک لشکر خداپرستونکا تھا اور دوسرا لشکر لات و منات کا غرض دونو لشکر مقابلہ مین کھڑے
رہے تب حمزہ آکر میدان مین پکارے کہ جسکو آرزو مرگ کی ہو سو میدان مین آوے تب مرد
افگن کا بھائی مرد انداز جسکا نام تھا میدان مین آیا اور امیر پر حملہ کیا امیر نے حملہ اسکا رد کیا
اور ہاتھ دراز کرکے اسکا کمربند پکڑکے گھوڑے پر سے اسے اٹھایا اور سر سے بلند کرکے اسے
پھرایا اور زمین پر دے مارا عمر نے دوڑکر اسے باندھا اور لشکر مین لائے راوی حکایت لکھتا ہے
کہ حمزہ نے اس روز چھہ بھائی مردافگن زابلی کے باندھے اور ہر دو لشکر آسایش کیواسطے اترے
تب امیر نے پہلوانی کی کرسی پر بیٹھکر ساتون بھائیون کو مردافگن کے بلایا اور فرمایا کہ بولو خدا
ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی تب وہ ساتون بھائی کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوئے امیر نے بند انھون کے کھولے اور خلعت سے سرفراز کیا اور کرسیان عنایت
فرمائین عمر نے حلقہ غلامی کا اُنکے کانمین پہنایا تب مردافگن زابلی کے ساٹھہ ہزار سوار تھے موافق
حکم اپنے خاوند کے زوبین کے لشکر کو لوٹ کر حمزہ کے لشکر ظفر موج مین آملے اور جب صبح ہوئی
تب نقارہ لڑائیکا دونو لشکر مین بجا اور دونو لشکر تیار ہوئے اور میدان مین صف آرائی کئے تب
امیر نے اپنے گھوڑیکو جولان کیا اور پکارے کہ کسے آرزو جہنم کے سیر کی ہی تب زوبین نے کہا کہ
مین حمزہ کے مقابلہ مین جاتا ہون اگر وہ غالب ہوا تو اشارہ کرونگا تب تم سب لشکر کے
لوگ اکبارگی حملہ امیر پر کرنا یہہ کہکر زوبین میدان مین آیا اور مقابل حمزہ کے آکھڑا رہا امیر نے
فرمایا کہ ای پہلوان تیرا کیا نام ہی اسنے کہا کہ زوبین مغلستان کا بادشاہ ہون امیر نے فرمایا
خوش آمدی پس زوبین نے گھوڑا دوڑاکر امیر پر ایک ضرب گرز کی کی امیر نے حملہ اسکا رد کیا اور فرمایا

کہ پھر دو حملہ اور بھی بچھے دے بفکر مار تب زوبین نے بقوت تمام اور بھی دو گرز مارے ایسے کہ خنگ مہتر اسحاق چلایا اور حمزہ نے سپر جو سر پر لی تھی اسمین سے شعلہ آتش کا نکلا اور آسمان پر گیا جب نوبت امیر کی پہنچی تب امیر نے وہ گیارہ سو منکا گرز زوبین کے سر پر ایسا مارا کہ زوبین کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور زوبین زمین پر گر پڑا تب جلوداروں نے دوڑ کر اسے زمین سے اٹھایا تو دیکھا کہ اسکے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے پس جلوداروں نے پانیکا چھینٹا دیا اور گھوڑا دوسرا لاکر اسے سوار کیا زوبین نے گھوڑے پر سوار ہوکر اشارہ اپنے لشکر کو کیا تب سب کافرون نے ایکبارگی امیر پر گھوڑے اٹھائے تب امیر نے آپ بھی اس لشکر بیعد مین گھوڑا ڈالا اور سر کافرونکے اڑانے شروع کئے پس سر انکے مانند گوئے غلطانکے اور تن انکے مثال سنگریزان کے تھے امیر اسوقت دو دستی تلوارین مارتے تھے ایسا کہ مریخ فلک بھی ڈر کر آسمان مین چھپ رہا تھا اور ندیان لہو کی جاری ہوئین تھین اور سر مانند حباب کے اسمین تیرتے تھے اسوقت امیر نے عمر کو فرمایا کہ ای بھائی تم میرے پیٹھ پر نگہبان رہو اور ہمارے لشکر کو بولو کہ تم اس لشکر بیعد مین آکر مارے نجاؤ پس ایک بلندی پر کھڑے رہکر تماشا دیکھتے رہو اور پہلوانون کو بولو کہ مردون کے مانند لڑو اور زخمی جو ہووین زیر نشان جاوین تب عمر نے کہا کہ یہہ لشکر بڑا ہے اور تمام پہلوان جدا جدا ہوگئے ہین آپ کی زندگی کی خبر انکو کیونکر ہوگی تب امیر نے فرمایا کہ صبح شام نعرہ مارونگا غرض بڑی دانائی سے عمر بن عمیہ نے تمام لشکر کو جمع کیا معہ نشان ایک ٹھکانے پر لیجا کے کھڑے کئے پھر عمر حمزہ کے پیچھے رہکر نفت کے شیشہ سے کافرون کو جلا کر جہنم مین پہنچاتے چلے جاتے تھے امیر بدستور بارہ روز شب و روز جنگ کرتے تھے لیکن بیخواب و خور تھے اور کافر اپنے لشکر مین جاکر کھانا کھا کر تازے ہوکر آتے تھے اور بار بار نئی فوج لاتے تھے اور زوبین اور بختک بھی معہ لشکر بھاگتے تھے اور پھر تازہ لشکر لیکر آتے تھے مگر امیر نے اتنے آدمیونکو بیجان کیا تھا کہ حساب انکا سوائے خدا کے دوسرا کوئی نجانے پس امیر انکے نشان تک پہنچے کہ نظر زوبین بیدین کی حمزہ پر پڑی دیکھا کہ پگڑی گلے مین پڑی ہے اور منہہ سے کف جاری ہے ایسے کہ تمام ہرنہ زین کا سفید ہوگیا اور خبر اپنی نہین رکھتے ہین اور دونو ہاتھون سے تلوارین مارتے ہین راوی یون لکھتا کہ جب امیر بیخبر ہوتے تو منہہ سے کف جاری رہتا

اور سر برہنہ ہوتے اور مانند دیوانہ کے تروارین مارتے زوبین نے بختک سے کہا کہ حمزہ کو پیچھے
سے مارنا چاہیے بختک نے کہا کہ اگر اسکی پشت سے عمر کو جدا کرو تو البتہ مار سکیگا تب زوبین نے
لشکر کو کہا کہ کسی طور سے عمر کو حمزہ کی پیٹھہ سے جدا کرو تب بہت سے لوگ عمر پر آ گرے اور حمزہ سے جدا
کیا تب زوبین بیدین نے مانند نامردونکے پیچھے سے آ کر دغا سے امیر کے سر پر ایسی تروار ماری
کہ چار انگشت کے موافق زخم ہوا تب حمزہ ہوش مین آ کر دشمن کو مارا چاہتے تھے کہ وہ نامرد بھاگ
گیا اور اپنے لشکر مین جا پڑا اور سب چھوٹے بڑے سے کہنے لگا کہ مین نے حمزہ کو ایسی تروار ماری ہے
کہ حلق تک اتر گئی اور یہہ جھوٹا آوازہ تمام لشکر مین منتشر ہوا عربون نے یہہ خبر سنکر دلاوری سے
جنگ کی اور بہت متفکر ہوئے اور امیر کے زخم سے خون جاری ہوا اور آنکھہ مین اندھیری آئی
اسوقت امیر نے دونون بانہین گھوڑے کے گلے مین ڈالدین اور گھوڑے سے لپٹ کر فرمایا کہ اے
خنگ مجھے مکہ کو پہنچا پس فرما کر بیہوش ہوئے اور خنگ نے جانا کہ حمزہ جنگ سے بیکار ہوئے تب راہ
مکہ معظمہ کی لی اور کافر جو پیچھے لگے تھے خنگ نے جانا کہ مجھے پکڑنے آتے ہین تب کسی کو لاتون سے مارتا
اور کسیکو ٹاپون سے مارتا تھا اور کسیکو کاٹتا تھا غرض اس طرح اس لشکر بیحد سے باہر نکل کر مکہ کی راہ لی
اور صبح ہوتے ہوتے مکہ کو پہنچا یا اور تمام شہر مین مکہ کے شور پڑا تب امیر کو اتار کر چارپائے پر لٹایا
اور لشکر مین امیر کے نعرہ کا آوازہ نہ آنے سے عمر متفکر ہوئے اور ڈھونڈھنے لگے تب عمر پاؤن
خنگ کے پہنچانتا ہوا مکہ کیطرف چلا اور ہنوز امیر کو خوب طرح پلنگ پر نہ سلایا تھا کہ عمر نے پہنچکر اور استرا
نکالکر زخم کے گرد کے بال مونڈ کر پٹی مرہم کی چڑھائی اور مقبل حلبی کو کہا کہ شتابی امیر کے ہتھیار
لگا خنگ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ چل مقبل حکم عمر کا عمل مین لایا اور یہہ دونو کافرونکے لشکر کیطرف
چلے اور بعد پہنچنے کے عمر نے فرمایا کہ مارو اُن کافرونکو جب کافرون نے مقبل کو بجائے امیر کے
تازہ دیکھکر حمزہ تصور کر کے بولے کہ ہم حمزہ کو موا جانتے تھے بارے وہ تو پھر تازہ ہو کر آیا ہے
یہہ کہہ کر ایکبار سب نے بھاگنا شروع کیا اسوقت بختک سگ ناپاک نے کہا کہ حمزہ تو موا ہے اور یہہ
مقبل حلبی ہے تم مت بھاگو تب کافر سب ایک جگہہ جمع ہوئے اور دنبالہ امیر کے لشکر کا لیا اور تمام
لشکر کو لیکر مکہ معظمہ کو چلا اور پہلوان عرب کے امیر کے واسطے سینہ سرد سے آہ پُر درد نکالتے تھے تب عمر بن
عمیہ نے کہا کہ تم سب خاطر جمع رکھو کہ امیر حمزہ صحت اور تندرستی سے ہین مگر تم سب نے اتفاق سے جنگ کرنا

دیکھو تو خدا تعالی کیا کرتا ہے غرض سب لشکر دلاوری سے جنگ کرنے لگا اور مقبل بطور امیر کے سب کے آگے تھا جب ایک گھڑی گذری اور بہت کافر مارے گئے تب آپس مین کہنے لگے کہ ابتک ہمارا دشمن ہے ہم سب کو مروانے چاہتا ہے یہہ کہکر بھاگنے لگے تب زوبین بیدین ہرچند کہ مانع ہوا لیکن نہین پھرے اور زوبین ہی پر تلوارین نکالکر دوڑے زوبین نے دم نمارا اور نقارہ آسایش کا بجوایا اور اترے بعد لشکر امیر کا چودھوین شب کو مکہ معظمہ مین پہنچا اور قلعہ مین آئے اور دروازے محکم باندھے اور خندقین پانی سے پرآب کین اور بہادر قلعہ پر سوار ہوئے اور روز دوم لشکر کفار آن پہنچا اور قلعہ کو گھیر لیا اور مورچہ لگا دئے اور مورچون پر تیر چلانے لگے مگر کافر قلعہ کی دیوار نہین توڑ سکتے تھے اور امیر سات روز تک بیہوش تھے سو آٹھوین روز آنکھین کھلین اور مہر نگار کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مجھے کیا ہوا تھا مہر نگار نے تمام حقیقت عرض کی امیر نے فرمایا کہ مجھے شتابی کچھہ کھانا کھلاؤ مجھے نہایت اشتہا ہے اور جب لشکر داخل قلعہ ہوا تھا تب مہر نگار نے سب غلہ لشکریون کو بانٹ دیا تھا اور مودیخانہ مین ایک دانا نہ تھا ہرچند کہ شہر مین ڈھونڈھا پر مطلق غلہ نپایا اور کافر تمام قلعہ کو گھیرے تھے اس سبب سے رسد بھی نہ آسکتی تھی تب مہر نگار امیر کے کھانا مانگنے سے اور کھانا نہ پانے سے نہایت شرمندہ ہوئی اور امیر سے عرض کی کہ ذرہ صبر کرو القصہ جب شب ہوئی تب مہر نگار نے دلمین تصور کیا اور کہا کہ امیر کھانا مانگین اور حاضر نہووے حیف ہے پس ایک جوڑا مردانہ پہنکر اور تیر و کمان و تیغ و سپر لگا کر جس دروازے پر معد یکرب تھا وہان جا کہا کہ مین فتح عیار ہون دروازہ کھولو کہ مین کافر کے لشکر مین جا کر کھانا لاکر تمکو دیتا ہون اور مین بھی لیجاتا ہون جب عمر معدی نے کھانیکا نام سنا تب خوش ہوکر دروازہ قلعہ کا کھولدیا تب مہر نگار زوبین کے باورچیخانہ مین گئی کتنی دیگین اچھے اچھے کھانے کی آپ اٹھائین اور سب کو باندھکر اپنی پیٹھہ پر لیکر راہ مکہ کی لی چلتے چلتے یکایک اسکے پاؤن مین میخ خیمہ کی لگی پس وہ لگتے ہی پشتارے سمیت زمین پر گری اور شور ہوا کہ چور آیا زوبین نے یہہ حکم کیا تھا کہ جسوقت غلغلہ چور کا ہووے تب تمام لشکر مستعد ہو جاوے اور مشعلین لگاوین پس بدستور سب کافر جمع ہوئے اور سمجھے کہ یہہ عمر بن عمیہ ہے اگر نزدیک جاوینگے تو قباحت ہوگی اس ڈر کے مارے کوئی نزدیک جا نہین سکتا تھا اور مہر نگار بھی تیر چلہ مین لگائی اور ڈھال آگے لئے کھڑی تھی پھر زوبین نے کہا کہ جو کوئی عمر کو پکڑیگا تو مین اپنی بہن سے اسے نکاح کردونگا باوجود

اسباتکے کوئی عمر کے ڈر سے نزدیک نہ آتا تھا قضا کار اس رات کو عمر بھی باہر آیا جب یہہ شور سنا
تو کہا یا اللہ یہہ کون ہی جو میرے نام سے چور بکو آیا ہی تب عمر نزدیک گیا اور نظر خوب طرحسے
کی تو پہچانا کہ یہہ تو مہر نگار ہی تب حیرت کی انگلی فکر کے دانتون مین پکڑی اور عمر نے اپنی
صورت بدل کر ایک زالی کی صورت بنکر زوبین کے پاس آکر کہا کہ ای زوبین اگر مین عمر کو پکڑ دون
تو تو مجھے کیا دیگا زوبین نے کہا کہ بہن اپنی تیرے نکاح مین دونگا عمر نے خوش ہوکر تسلیم کی اور
کود کر مہر نگار کیطرف آئے مہر نگار نے تیر مارا عمر نے تیر اسکا خطا کیا جب خوب نظر مہر نگار نے کی تو
کہا کہ یہہ عمر ہی اور چور کون ہی خدا جانے کہ کیا ماجرا ہی ان باتون مین تھی کہ عمر نزدیک آیا اور مہر نگار
سے عربی زبان مین کہا کہ مین عمر ہون پس تم یہان کھڑی رہو تو مین تمھین اپنی گردن پر سوار کر دونگا
اور بچا کر انمین سے تمکو لیجاؤنگا جب مہر نگار نے معلوم کیا کہ یہہ عمر ہی پس تب تو وہان کھڑی رہی عمر بن
عمیہ اسی وقت آئے اور مہر نگار کو کاندھے پر بٹھایا اور پکارے کہ کوئی جانتا ہو سو جانے نہین تو
اب خبردار ہو کہ امیر المومنین حمزہ نے آنکھین کھولین تھین اور کھانا ملکہ مہر نگار سے طلب فرمایا تھا
جب مہر نگار نے جستجو کھانیکی کی اسوقت وہان کہین کھانا نہ پایا تب وہان سے کھانیکی تلاش مین یہان
آئی تھی سو خدائیتعالی نے تم سب کو اندھا کر دیا اور میرے تئین یہان جلدی سے پہنچایا اب مین اسے
لئے جاتا ہون اگر تم مین کوئی مرد ہو تو میرے ہاتھ سے لیوے پس عمر یہہ بات بول کر مانند تازی
کے اڑا جب زوبین نے یہہ سنا تو اپنا تاج زمین پر دے مارا اور کہا کہ افسوس ہزار افسوس جسکے
واسطے اتنی خونریزی ہوئی سو وہ آپ ہی آئی ولیکن بخت نے یاری نہ دی نوشیروان نے
جب یہہ سنا تو شکرانہ خدائتعالی کا بجالایا اور عمر بن عمیہ پر بہت آفرین کی عمر جب دروازے پر
پہنچا تو مہر نگار سے پوچھا کہ تم کس دروازے سے آئی ہو مہر نگار نے کہا کہ عمر معدیکرب کے دروازے سے
پس عمر بن عمیہ بھی اسی دروازے پر گیا اور پکارا کہ عمر معدیکرب کیواسطے کھانا لایا ہون دروازہ کھول
عمر معدی نے جب نام کھانیکا سنا تب شتابی سے دروازہ کھولدیا سو عمر بن عمیہ مہر نگار کو لیکر
قلعہ مین گیا اور عمر معدی سے پوچھا کہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہین عمر معدی نے کہا پہچانتا ہون
یہہ فتح عیار ہی تب عمر نے ایک گھونسا معدی کرب کی گردن مین مارا اور کہا کہ ای بڑے پیٹ
کے فتح عیار نہین ہی یہہ مہر نگار ہی کہ امیر کے واسطے کھانا لینے کو گئی تھی اور اپنی جان فدا

کرنیکا قصد کیا تھا اور مہرنگار اپنے کو پروانہ جانکر عاشق پر فدا ہونے کو گئی تھی رحمت اس دامنی
اوڑھنے والیکی دیکھو کہ اپنے کو دشمنونکے بیچ مین لیگئی اور جان کی کچھہ پروانکی مگر قادر کریم نے اسکی
وفا کے سبب سے اُن دشمنون سے بچا رکھا جب عمر معدیکرب نے نام مہرنگار کا سنا تب افسوس کا ہاتھہ
حیرت کے ہاتھہ پر مارا اور عمر کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ امیر سے یہہ ظاہر نکرنا کہ مہرنگار معدیکرب
کے دروازے سے باہر گئی تھی غرض عمر بن عمیہ نے تھوڑا کھانا مہرنگار کو دیکر اندر روانہ کیا اور آپ
پھر زوبین کے مطبخ مین گیا اور اچھی اچھی نعمتین اور خوب خوب طرحکا کھانا لاکر معدیکرب کے حوالے
کیا اور کہا کہ جتن سے رکھو پھر لاکر سب کو تقسیم کردونگا عمر معدیکرب نے قبول کیا اور سب دیگین
رکھین اور منتظر عمر کے بیٹھے کہ عمر بن عمیہ پھر گیا اور کئی ایک دیگین اٹھا لایا مگر دیکھتا کیا ہی کہ اول دیگین
لائی ہوئی عمر معدیکے پیٹ کے گڑھے مین جا پڑین عمر نے اپنی محنت پر افسوس کیا اور معدیکرب پر
لعنت کرکے کہا کہ ای بڑے پیٹ کے اتنی دیگین کیا کین عمر معدی بولا کہ اسمین سے تھوڑا سا گوشت
مین نے کھا کر دیکھا تھا کہ نمک درست ہی یا نہین عمر بن عمیہ بولے کہ پھر لاتا ہون مگر یہہ جو لایا
ہون کھانجانا پس یہہ کہہ کر عمر تو پھر لشکر زوبین مین گیا اور معدیکرب نے دل مین کہا کہ باورچیخانہ زوبین
کو جوش آیا ہی سو چھوڑ دینا کام عقلمندونکا نہین ہی پس بہر صورت اسے خرچ مین لانا خوب ہی
یہہ کہکر وہ بھی دیگین سب کی سب پیٹ کے کونے مین چھپائین جب عمر نے آکر دیکھا تو دوبارہ کی
بھی دیگین لائی خالی ہین اور اسمین نشان ایک ہڈی کا بھی نہین تب عمر بن عمیہ نے معدیکرب
پر بہت غصہ کیا تب عمر معدی بولے کہ ایسے تھوڑے کھانے سے پیٹ کیونکر بھریگا ابھی تو ناشتا
کیا ہی اب جا کر کچھہ غلہ لا تا کہ اسے پکا کر پیٹ بھر کھاؤنگا عمر بن عمیہ نے کہا ذرہ صبر کر کہ اب تیری
خاطر خواہ غذا لاتا ہون یہہ کہکر عمر بن عمیہ زوبین کے دربار مین آیا اور اسکے خیمہ مین جاکر ایک مٹھی
داروی بیہوشی کی اسکے ناک کے آگے رکھی جب اسنے دم اوپر کا لیا بیہوشی اسکے دماغ مین چڑھ
گئی اور وہ بیہوش ہوگیا عمر نے اسکو اسی کے بچھونے مین باندھکر لائے اور عمر معدیکرب کے حوالے
کیا دویم بدستور نوشیروان کو باندہ لائے سیوم بار جاکر بختک کو باندھہ لائے اور عمر معدیکے
حوالے کیا جب صبح ہوئی یہہ تینون کو حضور مین امیر عرب کے لیگئے امیر نے فرمایا کہ ای چور
مکار انکو کس لئے لایا ہی عمر بولا کہ ان کو مارتا ہون تا کہ شر مٹ جاویگا حمزہ نے فرمایا کہ مارنا

مناسب نہین ہی کیونکہ جوانمرد بولینگے کہ حمزہ بڑا نامرد تھا کہ عیار کو رکھکر دغا سے بادشاہون اور پہلوانون کو مارتا تھا پس میرا نام بدنام ہو جائیگا عمر بن عمیہ بولے کہ جانسے نمارونگا مگر لات مکی قرار واقعی کرونگا اور خوب لاٹھیان مارونگا پس مہرنگار نے کہلا بھیجا کہ نوشیروان کو مت تصدیع دو امیر نے بھی منع کیا کہ تم نوشیروان کو رنج ندو ہزار آفرین و صد تحسین حمزہ کے رحم و اخلاق پر دیکھو کہ وہ بادشاہ سنگدل دشمنی کرتا رہا تو بھی امیر نے اسپر رحم کیا عمر بن عمیہ نے ان تینون کافرون کو حمزہ کے حضور مین ہوشیار کیا بمجرد ملاحظہ قید کے کافرون کا مرغ روح جسم کے قفس سے اڑا چاہتا تھا اسوقت مہربانی حمزہ کی دیکھکر اور اپنے کو مقید پاکر متحیر و متعجب ہوئے عمر بن عمیہ بولا کہ ان تینون کو قلعہ کے دروازے پر لیجاتا ہون حمزہ نے پوچھا کہ کیا کریگا عمر نے کہا کہ انکو سولی پر چڑھاتا ہون انھونکے لشکر مین یہہ شور پڑا ہوا کہ بادشاہ معہ وزیر و زوبین کے گم ہوا سب کافر پریشان تھے کہ یہہ کیا ہوا بعد زوبین نے کہا ایعمر تو مجھے آج چھوڑ دے تو سوگند ہی لات و منات کی کہ پھر صبح کو یہان پانی نہ پیونگا نوشیروان اور بختک نے بھی یہی قرار کیا عمر نے کہا جو مین تمھین چھوڑون تو تم مجھے کیا دوگے وہ بولے کہ جو تم چاہو سو لو عمر نے کہا ہر ایک آدمی ہزار اونٹ غلہ اور ہزار اونٹ نعمتون کے و چار ہزار دینار دے تو چھوڑ دونگا غرض تینون نے لشکر مین کہلا بھیجا اور جلدی اسباب منگا دیا بعد زوبین کو کھڑا کرکے دو سو لکڑیان مارین اور بختک کو تین سو لکڑیان مارکر آدھی داڑھی اور ایک موچھ منڈا کر اور سر و نکے پٹے کاٹ کر چھوڑ دیا جب یہہ کافر اپنے لشکرون مین آئے تو جو کوئی انکو دیکھتا تھا سو ہنسے ہنسے بیہوش ہو جاتا تھا زوبین نے کہا ای بختک اب مین تو جاتا ہون کیونکہ اب کے بار تو عمر نے زندہ چھوڑا ہی اگر دوسری بار لیجائیگا تو زندہ چھوڑنا محال ہی بختک نے کہا تو بفکر رہ حمزہ زنہار جان سے نمارنے دیگا تب زوبین نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہی تو مہرنگار کو ہاتھ مین لائے بن نجاونگا القصہ جب غلہ مکہ کے قلعہ مین آیا تب لشکر امیر کا بے فکر ہوا اور زخم امیر کا بھی رو بہی لاتا چلا پس امیر حمزہ ہر روز بیت اللہ مین جاکر عبادت آلہی مین مشغول رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب

داستان چھتیسوین

راویان اخبار و ناقلان آثار اس بیانمین یون روایت کرتے ہین کہ کوہ قاف مین ایک شہر سونے
کا ہی نام اسکا شہرستان زرین ہی اور وہان کی بادشاہی ایک پری کرتی ہی نام اس
پریکا اسما پری تھا نو دہزار پریان اسکے ہاتھ مین تھین اور کوہ قاف کے اطراف مین ایک دیو تھا
کہ نام اسکا عفریت تھا ایک روز اسکے خیال مین آیا کہ شہرستان زرین مین کسواسطے پریون کو
چھوڑون پس بمجرد اس خیال کے معہ نو دہزار دیوونکے چڑھ آیا اور پریون سے لڑنے لگا وہ
پریان دیوون کی بدبو سے طاقت لڑنیکی نہ لاسکے اور شہر کو اسپر چھوڑ دیکر بہت حیران و
پریشان ہوکر رہین اور اسما پریکا ایک وزیر تھا سلاسل نام وہ نجوم و رمل مین بے مثل تھا اسما
پری نے وزیر سے کہا کہ دیکھ پھر ہماری دولت و ملک ہمکو ملیگا یا نہین وزیر نے اس بات
مین قرعہ ڈالا اور خوب غور و خوض کرکے دیکھا کہ البتہ ملیگا اسما پری نے پوچھا کہ کسطرح سے
ملیگا وزیر بولا کہ ایک آدمی کی طرف سے ہماری دولت ہمکو ملیگی اسما پری نے پوچھا وہ کون
ہی تب وزیر نے وہ حقیقت بیان کی کہ ایک شب شاہ پریونکے یہان فرزند تولد ہوا سو نام
اسکا رعد شاطر رکھا پھر شاہ پریون نے فرمایا کہ میرے فرزند کے مقابل خوبصورت دنیا مین
کوئی بچہ نہو گا تب مین نے کہا جسوقت آپکے گھر مین فرزند تولد ہوا اسی روز عرب مین ایک کے گھر
فرزند تولد ہوا ہی وہ ایسا خوبصورت ہی کہ کہنے مین نہین آتا ہی شاہ نے فرمایا کہ مجھے وہ
فرزند دکھا تب مین نے رعد شاطر کو ہمراہ لیا اور عرب کو گیا اور اس بچہ کو گہوارہ مین سوتا پایا تب
شاہ پریون نے اپنے فرزند کو گہوارہ مین سلایا اور اس بچہ کو گود مین لیکر دیکھا اور فرمایا کہ سچ
ہی کہ یہہ بچہ میرے فرزند سے بھی اچھا ہی تب وہ بچہ رونے لگا تب شاہ پریون نے آپ اسے
دودھ پلایا شاہ پریونکا فرزند جب گہوارہ مین رونے لگا تب امیر کی والدہ نے اُسے دودھ
پلایا پھر مین معہ شاہ پریون و رعد شاطر کے چلے آئے اب وہ بچہ آدمیونمین بڑا پہلوان ہوا ہی
اور اب کوئی دنیا مین اسکا ثانی نہین ہی اگر وہ یہان آوے تو ہمارے ملک کو دلاویگا اور
عفریت کی موت خدا تعالی نے اسکے ہاتھ مین دی ہی اسما پری بولی یہان وہ کیونکر آویگا
سلاسل نے کہا لانا اسکو میرا ذمہ ہی بعد وزیر رعد شاطر کو اور کتنی ایک پریون کو معہ نذر و
تحفہ لیکر مکے کو گئے امیر اسوقت بیت اللہ مین عبادت کر رہے تھے سب پریان آداب بجالائین

اور نذر اور تحفہ امیر کے روبرو رکھکر غائب ہوگئین امیر یہہ تماشا دیکھہ کر متعجب ہوئے اور عمر
کو بلا کر فرمایا کہ یہہ میوہ سب تقسیم کرو حضرت حمزہ نے دیکھا تو سب پریان تھین پھر پریان
آئین تب اُنکو سوگند سلیمانی کی دی تب پریون نے ظاہر ہوکر اپنا احوال بیان کیا دوسرے روز
امیر موافق معمول کے عبادت مین مشغول تھے پریان آئین اور اداب بجالا کر پھر جانا چاہین
امیر نے انھین قسم سلیمان کی دی تب پریان کھڑی رہین اور سلاسل نے ناخنہ رعد شاطر کا پکڑ
کر امیر کے قدمون پر ڈال کر کہا یہہ تمھارا برادر ہے امیر نے فرمایا تم کون قوم ہو انھون نے کہا ہم
پریان ہین حمزہ نے کہا تم پریان ہو اور مین آدمی میرا برادر وہ کیونکر ہوا تب سلاسل نے سارا
قصّہ مفصل امیر کے روبرو عرض کیا پھر امیر نے فرمایا کہ مطلب تمھارا کیا ہے تب پریان بولین کہ
آپکے فرقہ کو دیکھنے آئین ہین یہہ کہکر چلی گئین امیر نے یہہ حقیقت والدہ کے حضور مین عرض کی
وہ بی بی بولی سچ ہے ایک رات تم روئے مین نے دودھ پلایا مگر صورت جو دیکھی تو تمھاری
نہین تھی مین اسوقت متعجب ہوکر چپ رہی اور کسی سے یہہ حال ظاہر نکیا امیر نے بیان سنکر پریون
کی عرض کو تحقیق جانا پھر دوسرے روز موافق معمول کے بیت اللہ مین بیٹھے اور پریان بھی حاضر
ہوئین اور آداب بجالا کر دست بستہ کھڑی رہین تب سلاسل نے ارضع پری کی پریشانی کا احوال
اور عفریت کے ظلم کی کیفیت مفصّل عرض کی امیر نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے مین اُسے اور
دیوون کو مار سکتا ہون سلاسل نے عرض کیا البتہ اللہ تعالے کے فضل سے آپ اسے مار وگے
امیر نے فرمایا کہ اگر میرے سبب سے تمھارا تخت ملتا ہے تو مین آؤنگا ولیکن کہان کوہ قاف
اور کہان مین آنے جانے مین مدت ہوگی اور لشکر میرا سب پراگندہ ہو جائیگا پریان بولین کہ اٹھارہ
روز مین لیجا کر پھر تمھارے یارون سے ملاوینگے امیر نے فرمایا کہ میرے یارون سے صبح تم یہہ بات
ظاہر کرو تو مین ان سے اجازت لونگا جب دوسرا روز ہوا تب امیر اپنے دربار مین رونق افزا ہوئے
تھے اور معہ یاران وفادار جشن فرمایا تھا تب پریون نے آکر اپنا حجاب ظاہری دور کیا امیر نے یارون سے
سب حقیقت انکی بیان کی تب یارون نے بعد سماجت بسیار و منت بیشمار کے بہت عذر و معذرت
سے پریون کے گھر جانے کی امیر کو رضا دی اور پریون کو تاکید شدید فرمائی کہ جلد امیر کو لاؤ امیر
نے فرمایا کہ غم مت کرو اٹھارہ روز مین آتا ہون مگر ان شاء اللہ تعالیٰ زبان پر نہ لائے تھے اس سبب سے

اٹھارہ روز کو خدائے تعالیٰ نے اٹھارہ سال سے بدل دیا پس امیر نے سب یارون کو فرمایا کہ میری جگہہ عمر بن عمیہ اور مہر نگار ہین میری تعظیم اور تکریم انسے ادا کرو اور مین اپنی امانت تمھارے سپرد کرتا ہون سب یارون نے قبول کیا مہر نگار نے بصد غم و الم حمزہ کو وداع کیا امیر نے فرمایا کہ ذرہ توقف کرو کہ مین انکا فرونکو مار کر اس سرحد مین سے نکالدون تب پریون نے کہا کہ تم سب تروار پکڑکر انکو مارو غرض سب پریان تروارین پکڑکر کافرون کو مارنے لگین یہانتک مارا کہ سر کافرونکے تن پر سے گرتے تھے اور مارنے والے اُنکو معلوم نہوتے تھے تب سب کافر بولے کہ عربونکا خدا مارتا ہی یہہ کہکر سب کے سب بھاگ گئے تب پریان امیر کی خدمت مین آئین اور آداب بجالائین امیر نے فرمایا کچھہ سواری کے لیئے لاؤ تب پریون نے ایک چارپایہ لائین امیر اُسپر سوار ہوئے تب پریان اُسے لیکر اوڑین یار حمزہ کے سب دیکھتے تھے جب امیر نظر سے غائب ہوئے سب یار رونے لگے ویسے مین بزرجمہر کا کاغذ آیا کہ ایعزیز ندار حمند عمر بن عمیہ جانلے کہ حمزہ کو کوہ قاف مین اللہ تعالیٰ اٹھارہ سال رکھیگا کیونکہ حمزہ نے زبان سے انشاء اللہ تعالیٰ کا لفظ نہین نکالا اس لیئے اٹھارہ سال ہوونگے اور اللہ تعالیٰ نے جو کہ بلائین دیوون کی کوہ قاف مین پیدا کین ہین سو حمزہ ان سب کو فنا کرکے شہر تنجہ مین تم سے آملیگا اور تم یہان سے کوچ کرکے شہر تنجہ کیطرف جاؤ اللہ تعالیٰ حمزہ کو تنجہ مین تمسے ملاویگا تب سب یار یہہ بات سنکر رونے لگے عمر سب کو دلاسا دیتا تھا کہ رونے مین فائدہ نہین ہی پس بہتر یہہ ہی کہ صبر کرو

فرد بودنی بود وہرچہ خواہد بود غم بدل داشتن ندارد سود

اب بہتر یہہ ہی کہ کافر اسبات کو نہین سنتے تب تک ہمین یہان سے باہر جانا اور مغرب کیطرف چلنا ہی پھر آگے خدا چاہیگا سو ہوویگا پس مہر نگار کو لیکر ساعت سعید مین مکہ سے مغرب کو روانہ ہوئے کافرون نے یہہ حقیقت سنکر معہ لشکر پیچھا کیا اور عرب بھی لڑتے اور منزلین طے کرنے لگے اور مہر نگار کو خنگ مہتر اسحاقؑ پر سوار کرکے چالیس ہزار غلام اُنکے ہمراہ دیکر بہت لونڈیان ساتھہ دین اور مقبل حلبی کو معہ چار ہزار سوار مہر نگار کے ہمراہ کیا اور پشت پر کھڑا رہنے کو کہکر پہلوانان عرب کافرون سے جنگ کرتے چلے اور عمر اپنے سب عیارون کو بولے خبر لو کوئی شہر قریب ہی یا نہین تب سارے عیار جاکر خبر لائے کہ یہان سے تین کوس پر شہرستان ہی تب عمر نے

شکل بختک کی بنکر تھوڑے سوار ہمراہ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر نیستانکے قلعہ کے دروازے پر
گئے اور دربانونسے بولے کہ یہان کے قلعدار کو خبر کرو کہ بختک وزیر نوشیروان کا آیا ہی اور مہرنگار
کو عربون سے چھین لایا ہی سو عرب پیچھا کئے چلے آتے ہین اگر تم دروازہ کھولو تو مہرنگار کو
اندر لاوین تب اُس قلعدار نے دروازے پر قلعہ کے آگے آکر دیکھا کہ بختک کھڑا ہی تب یہہ بولا کہ
مین غلام ہون نوشیروان کا جلد مہرنگار کو اندر لاؤ تب عمر نے عیارون کو روانہ کیا کہ جلدی
سے مہرنگار کو لاؤ تب عیار گئے اور مہرنگار کو معہ غلامون و لونڈیون کے اندر لائے اور
اندر لاتے ہی عمر بن عمیہ کے حکم سے قلعدارون کو مار لیا اور لشکر سب اندر آکر دروازے قلعہ کے
بند کئے اور صفیلون پر سے عرب کافرون کو مارتے تھے قلعہ کے اندر غلہ تین برس کا تھا
سو شکر خدا تعالی کا بجا لائے اور فراغت سے جنگ کرتے تھے اب ذرہ دو کلمہ داستان امیر
حمزہ کے بیان کرتا ہون سنو جب کہ پریان مکہ سے امیر کو ہوا پر لیگئین پھر دوپہر کو ایک اس کوہ
مین اُتار کر میوہ اور شراب کھلائے اور پلائے امیر نے ایک گھڑی آرام کیا بعد پریان پھر
لیکر امیر کو اُڑین دوسرے روز کوہ قاف مین جاکر پہنچے پریون نے امیر کو اُتار عرض کی
کہ ای امیر یہی شہرستان زرین ہی امیر نے فرمایا دیو سب کہان رہتے ہین پریان بولین
کہ ہم کو دیوون کی بو سے طاقت آگے جانے کی نہین ہی ہم دور سے تمھین دکھا دیتے ہین
پس امیر نے وضو کرکے دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور شہرستان زرین کو گئے تو دیکھا کہ شہر سب
دیوون سے خالی ہی پس ہر کوچہ و بازار مین پھرے اور دیوونکا نام و نشان نپایا کیونکہ عفریت
معہ لشکر شکار کو گیا تھا تب امیر طرف باغ کے گئے تو دیکھا کہ ایک دیو باغ کو پانی دینے آیا
ہی تب وہ دیو امیر کو دیکھکر نعرہ مار کر بڑا پہاڑ سا پتھر اٹھایا اور امیر کے سر پر حملہ کیا امیر نے
جست مار کر جلدی سے وہ پہاڑ رد کیا اور تروار اس دیو کو ماری وہ دیو زخمی ہو کر زمین پر
گر پڑا اور کہا کہ ای آدمی زاد ایک اور بھی وار لگا تا جلدی مرجاونگا پس امیر نے دوسرا
وار مارا تو وہ دیو پھر تازہ دم ہو کر کھڑا رہا تب تو دوپہر گذرے اور دونو ماندے ہوئے
پس اس دیو نے نیچے ایک جھاڑ کے قرار پکڑا اور امیر بھی اسی جھاڑ کے نیچے بیٹھے پس وہین ایک
بزرگ نمود ہوئے امیر نے انکی خدمت آدا کی خضرؑ نے امیر کو گلے لگایا اور سفرہ بچھایا اور مچھلی

روٹی حاضر کی امیر نے پوچھا تم کون ہو انھون نے فرمایا مین خضرؑ ہون تمکو پند سکھانے آیا ہون کہ دیوونکو ایک مرتبہ کا مارنا بس ہے کیونکہ دوسرے بار کے مارنے سے وے درست ہوتے ہین بعد خضرؑ نے اور حمزہ نے کھانا تناول کیا اور امیر کو خضر نصیحت سکھا کر غائب ہوئے امیر نے دیکھا کہ دیو سوتا ہے تب اسکو ہشیار کیا اور کہا کہ او موذی اٹھ دیو نے اٹھکر پھر امیر پر پہاڑ چلایا امیر نے وار اسکا رد کیا اور پتھر مارا کہ اسکی پیٹ سے نکلا اور وہ دیو زمین پر گرا اور پکارا کہ ای آدمی زاد ایک وار اور بھی مار تب امیر نے فرمایا کہ اول مین نہ جانتا تھا ابتو استاد سے سیکھا ہون زنہار ابتو نمارونگا تب وہ دیو زمین پر پڑا رہا اور ایک وار اور بھی مار ایا بول کر سر ٹپک کر مر گیا امیر نے شکرانہ خدائتعالی کا ادا کیا ویسے مین آواز اور دوسرے دیوونکی آئی پس جو دیو آتا امیر کو دیکھ کر پکارتا کہ آدمی آیا ہے ویسے مین بادشاہ دیوونکا عفریت آپہنچا اور کہا کہ جاکر اس آدمی کو پکڑ لاؤ تب ایک دیو چکی کا پاٹ پہاڑ سا اٹھا کر کاندھے پر رکھ کر امیر پر پھینکا امیر تو جست مار کر دوسرے طرف کھڑے رہے اور وہ پتھر زمین پر پڑا پس اس دیو نے چاہا کہ پھر پتھر اٹھاوے امیر نے اسکی کمر مین ایسی تروار ماری کہ اسکی آدھی کمر کاٹی دیو نے زمین پر گر کر پکارا کہ ای آدمی زاد ایک وار اور بھی لگا تا جلدی جان نکل جاوے امیر نے زنہار تروار نماری پس وہ دیو زمین پر سر ٹپک کر مر گیا تب دوسرا دیو میدان مین آیا اور پتھر امیر پر چلانے چاہا امیر نے وار اسکا رد کیا اور ایسی تروار اسکے سینہ پر ماری غرض کہ بدستور وہ بھی مردار ہوا اور ایک دیو امیر کے مقابل ہوا وہ جہنم مین گیا تب کوئی دیو میدان مین نہ آسکتا تھا غرض عفریت نے کہا کہ کوئی جاکر اس آدمی کو مارو تب ایک دیو ضعیف اس مجلس مین تھا سو بولا کہ ای عفریت مین نے حضرت سلیمان سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آخری زمانہ مین ایک مرد کو اللہ تعالی کوہ قاف مین لاویگا اور نام شجاعت انجام اسکا حمزہ ہوگا اور یہانکے تمام دیوونکو اور بلاؤنکو تروار سے فنا کریگا شاید معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی ہے عفریت نے جب یہہ بات سنی تب جوش مین آکر اس بوڑھے دیو اجل رسیدہ کو ایک پتھر سے مار ڈالا اور آپ مقابلہ مین امیر کے آکر کھڑا رہا ایک پتھر پہاڑ سا اٹھا کر امیر پر چلایا امیر نے ڈھال سر پر کی اور پناہ خدا سے مانگی تب اس عفریت نے پتھر ڈھال پر ڈالدیا اور اس زور

سے پتھر مارا کہ آواز اسکی تمام کوہ قاف مین پہنچی اور امیر زانو تک زمین مین غرق ہوئے جب امیر کو عفریت نے زندہ پایا پھر دوسرا پتھر اٹھا کر مارنے چاہا امیر نے ایک وار ایسے زور سے مارے کہ وہ کافر برابر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا نو دہزار دیوون نے اپنے بادشاہ کو بیجان و مردا دیکھکر امیر پر ایکبارگی حملہ کیا اور امیر بھی دو دستی تروار سے دیوون کو ایسا مارے کہ حساب اسکا خدا جانتا ہی **فرد** وہ انسان دیوون سے ایسا لڑا کہ مریخ اَحسَنت کہنے لگا جب دیوون نے دیکھا کہ اپنے ہم جنس ہزارون مردار ہوئے اور حمزہ بدستور ہنوز اچھا بھلا ہی تب سب کے سب ایکبار غائب ہوئے امیر نے شکرانہ حق سبحانہ وتعالی کا بجالایا اور حوض مین ہتھیار بدن وغیرہ دھوئے اور دوگانہ ادا کیا وہین نو دہزار پریان حاضر ہوئین اور سر زمین خدمت پر رکھہ کر سجدات نیاز بجالائین اور نعمتین قسم قسم کی لاکر حاضر کین غرض بعد تناول طعام کے شراب طرح طرحکی جواہرات کے پیالون مین بھر بھر دینے لگین اور پریان خوبصورت اپنا ناچ راگ سناتے اور دکھاتی تھین امیر وہان بدستور تین شبانہ روز جشن و عشرت مین مشغول رہے واللہ اعلم بالصواب

داستان سینتیسوین

جب حضرت امیر المومنین حمزہؓ نے بعد تین روز کے وزیر سلاسل سے فرمایا کہ تمہاری مہم تو بفضل کریم العظام فتح ہوئی اب مجھے میرے یارون مین پہنچاؤ سلاسل نے قبول کرکے اپنے دیوون کو بلوایا اور پوچھا کہ حمزہ کو کتنے دنون مین آدم زاد کے ملک مین پہنچاؤگے کسی نے کہا تین شبانہ روز مین کسی نے دو روز شب مین ایک نے کہا کہ ایک روز شب مین پس اسی کو سلاسل نے مقرر کیا اور رضع پری نے امیر سے عرض کی کہ اب ہمارے خزانہ مین تشریف لیجا کر کوئی چیز قبول کرنا چاہیئے تو ہماری عین سعادت ہی جب امیر نے خزانہ مین ملاحظہ فرمایا غرض کوئی چیز امیر کے مقبول نظر نہین ہوئی تب امیر نے پریون سے فرمایا کہ میرے خزانہ مین یہہ سب اشیا موجود ہین تب پریون نے عاجزی سے عرض کی کہ ہماری خاطر کچھہ تو قبول فرماؤ تب امیر نے پوچھا کہ یہہ ٹوپی اور کوڑا کسکا ہی سلاسل نے عرض کی کہ یہہ ٹوپی اور کوڑا حضرت سلیمانؑ کا ہی کہ وہ حضرت جب دیوون پر خفا ہوتے تو اس کوڑے سے مارتے تھے اور جب دیوون کو اپنے اوپر طول و رنجیدہ دیکھتے تو یہہ ٹوپی پہن لیتے اور دیوونکی نظر سے

غائب ہوتے پس اسمین یہہ صفت ہے تب امیر نے پریون سے فرمایا یہہ دو چیزین مجھے دو
پریون نے کہا کہ ہماری تو سعادت ہے بہو سو اس امیر نے لینا ان دو چیزون پر کیا موقوف
جو چاہو سو لو اسوقت امیر نے دلمین کہا کہ یہہ ٹوپی عمر بن عمیہ کے لایق اور کوڑا میرے ہاتھکے لایق ہے
القصہ پریان ایک کھٹولنا لائین امیر اسپر سوار ہوئے اور دیو جلد رو اس چار پایہ کو سر پر لیکر
مانند تاریکے لے اڑے جب امیر کو نیند آئی تب امیر نے کہا کہ اب دو پہر ہوئی ہے مجھے کہین اتار دو
تا ذرہ مین سو رہون دیو نے عرض کیا کہ ای امیر یہہ جگہہ دیونکی ہے یہان اترنے سے خلل ہو گا
امیر نے مطلق اس دیو اجل رسیدہ کا کہا نہ مانا لاچار ہو کر دیو نے امیر کو وہان اتار دیا امیر نے
وہ ٹوپی سر پر رکھی اور پکڑا بچھا کر سو گئے اور نظر سے دیونکے غائب ہو گئے وہ دیو امیر کو نہ
دیکھکر متعجب ہوا ناگاہ فوج دیونکی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک دیو اور ایک چار پایہ ہے اور اس
لشکر کا سردار عفریت کا بیٹا ہرباد دیو تھا اور وہ شہرستان زرین کو جاتا تھا اپنے باپ کا بدلہ
لینے کو تب اسکے لشکر کے دیوون نے دیو کو اور چار پایہ کو ہرباد دیو کے روبرو لیگئے اسنے
اس دیو سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اور چار پایہ پر کس کو لیجاتا ہے تب وہ دیو جو
پریونکا تھا اسنے سب حقیقت مفصل کہہ سنائی تب اسکو ان موذیون نے مار کر چار پایہ توڑ
کر دو دیوونکو وہان بٹھایا کہ اگر حمزہ آوے تو اسے مار لیجو تب وہ دونو وہان منتظر حمزہ کے
بیٹھے تھے کہ ہرباد دیو شہرستان زرین کو معہ فوج جا کر پریون سے شہر چھین لیا اور آپ تخت پر
بیٹھا اودھر وے پریان منتظر اپنے دیو کے تھین کہ امیر کو چھوڑ کر کب آویگا اتنے مین حمزہ
نیند سے ہشیار ہوئے اور ٹوپی نکال کر دیکھے تو اپنا دیو موا پڑا ہے اور چار پائی بھی
ٹوٹی ہوئی پڑی ہے امیر اسوقت بہت مغموم ہوئے اتنے مین وہ دیو پیچھے آکر امیر سے
لپٹ گئے امیر نے ان دونو کو زمین پر پچھاڑ کر خنجر نکال کر مارنا چاہا غرض دیوون نے امان
مانگی تب امیر نے فرمایا کہ سچ بولو کہ میرے دیو کو کسنے مارا جب ان دیوون نے حقیقت گذشتہ
مفصل بیان کی تب امیر نے فرمایا کہ مجھے پھر شہرستان زرین کو پہنچا دوگے تو تم کو امان
دونگا پس وہ دیو رہبر ہوئے پس آگے جنگل اور پہاڑ نمود ہوئے تب امیر نے عقل سے دریافت
کیا یہہ موذی اب دغا بازی پر آئے ہین یہہ سمجھ کر امیر نے انھین تروار سے مار کر آپ آگے

چلے ناگاہ ایک دریا کے کنارے پر پہنچے تو دیکھا بجز کشتی کے دریا سے پار ہونا مشکل نظر آیا تب امیر نے ایک سوکھا جھاڑ تروار سے کاٹ کر اسکی کشتی بنا کر اسمین میٹھا پانی اور میوہ وغیرہ بھر لیا پھر سوار ہوکر دریا مین چلے غرض جدھر ہوا لیجاتی تھی اُدھر کو کشتی جاتی تھی اور امیر بھی توکل پر خدا تعالی کے بیٹھے چند روز مین میٹھا پانی اور وہ میوہ خرچ ہو گیا تب امیر نے ایک گھونٹ کھارے پانی کا پیا غرض امیر تو بیہوش ہو گئے اور موجون نے وہ کشتی امیر کی دریا کے کنارے پر ڈال دے جب امیر ہوشیار ہوئے اور کنارے پر اتر کر کھڑے رہے پس بمجرد کھڑے رہنے کے کیچڑ مین غرق ہوئے جتنا کہ زور اوپر نکل نیکو کرتے اتنا ہی نیچے اترتے تھے تب تو آفت آسمانی سے عاجز ہو کر چپ رہے اور دعا کرنے لگے یا مجیب الدعوات یا دافع البلیات مجھے اس بلا سے رہائی دے تب امیر کا تیر دعا بنشانۂ اجابت پیوست ہوا یعنے ارضع پری نے وزیر سے پوچھا کہ جو دیو امیر کو لیگیا تھا سو وہ دیو تا حال نہین آیا ہے رمل مین تو نے دیکھا تب سلاسل نے رمل دیکھکر بولا کہ افسوس امیر بڑی مشکل مین گرفتار ہے تب نو دہزار پریان ڈھونڈھنے کو اڑین اور امیر کے نزدیک پہنچین اور امیر کو اس کیچڑ مین سے نکالکر تمام بدن انکا پانی سے دھوئین تب امیر نے ان پریون سے فرمایا کہ مجھے پھر شہرستان زرین مین لیچلو پھر پریون نے اٹھا کر امیر کو اول کی جگہہ پر اُتار دیا اور پریان غائب ہوئین بعد امیر نے سب ہتھیار درست کیئے اور گرز گران سنگ گیارہ سو منکا کاندھے پر رکھے اور نزدیک قلعہ کے آکر نعرہ مارا سولہ کوس تک آواز گئی اور زمین و زمان پہاڑ و بیابان جنبش مین آئے اور تمام دیو نعرہ سے امیر کے لرز کر معہ فوج باہر نکل پڑے تب ہر یا دیو نے کسی دیو کو کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ جا کر اس آدمی کو پکڑ لاوے کہ میرے باپ کا قصاص اس سے لون تب ایک دیو پہاڑی نے امیر کے مقابل مین آکر بڑا پتھر امیر پر چلایا امیر نے ایک جست ماری اور وہ پتھر زمین پر گرا ایسا کہ زمین ہلی پھر وہ پتھر لینے کو جھکا ویسے ہی امیر نے تیغ بیدریغ ایسی ماری کہ حمایل اتاری وہ دیو زمین پر گرا اور کہا ای آدمی زاد اور بھی ایک مرتبہ مار تو مر جاؤن امیر نے فرمایا کہ دوسری بار مارنا تمھین کچھ ضرور نہین مجھے میرے استاد نے ایسا ہی سکھایا ہے اتنے مین وہ موذی اپنا سر پتھر پر مار مار کر مر گیا بعد دوسری شب کو سب دیو جمع ہوکر حملہ امیر پر کیا امیر بھی تروارین دو دستی مارنے لگے پس جسکے سر پر امیر نے تروار ماری

تابکمر اُتاری اور جسکے گردن پر مارتے سر مانند گیند کے اڑاتے تھے اور ندیان لہو کی بہاتے غرض
اسیطرح تین شبانہ روز بدستور جنگ کرتے رہے القصہ وہ دیو تاب نلاکر غایب ہوگئے بعد امیر
نے پانی کے پاس جاکر تمام بدن دھوکر دوگانہ شکر کا بجالائے وہین نو دہزار پریان حاضر
ہوکر امیر کو لیجاکر کھانا کھلائے اور دور شراب کا شروع ہوا امیر بھی مست ہوکر ناچ پریونکا
کا دیکھنے لگے اور ان پریومین شاہ پری کی بھانجی اسماپری نامی تھی مگر پریومین خوبصورت
صاحب حسن وجمال تھی ناگاہ نظر امیر کی اسپر پڑی تو اسکے عشق کا تیر امیر کے جگر مین پیوست
ہوا اسحالت مین سب پریان مل کر تجویز کرنے لگین کہ اگر امیر اسماپری کو نکاح مین لاوینگے تو اسکے
سبب سے انکا یہان رہنا ہوگا تو افضل و اولی ہے غرض سلاسل نے امیر کے حضور مین عرض کی
کہ ای پہلوان جہانگیر اگر اسماپری کو نکاح مین اور باندی پنے مین قبول کرو تو بہتر ہے اور
ہم سب کو سعادت دارین ہے امیر نے وزیر کا کہنا قبول کیا تب موافق رسم وعادت اپنی کے
امیر کو اسماپری سے نکاح کر دیا بعد اسکے کئی شبانہ روز اسی طرح عیش وعشرت مین رہے
اب یہان سے احوال امیر کے لشکر کا بغور وتامل سُنئے کہ قلعہ مذکور مین تین سال تک خوشحال
تھے غرض جب آذوقہ آخر ہوا تب وہان سے باہر نکلے اور کافرون سے لڑتے لڑتے مغرب
کیطرف چلے سو کتنے ایک روز مین شہر حلب مین پہنچے سو مقبل حلبی نے اپنے برادرون کو حقیقت
لشکر کی لکھے تھے سو بھائی مقبل کے ناصر حلبی اور عادل حلبی وزرین کمر یہہ تینون بھائی تیس ہزار
سوار سے باہر آئے اور کافرون کی فوج کو مار ہٹائے اور عمر بن عمیہ کی فوج کو معہ مہرنگار
کے اندرون قلعہ داخل کئے اور دروازے محکم باندھے اور رخنون پر آب کین اور فصیلون
پر سے لڑتے رہے اور غلہ تین سال کا حساب کرکے دل جمع سے جنگ کرتے تھے جب غلہ
تمام ہوا تب لشکر عرب کا کافرونکے لشکر پر پڑا اور مار کر کتنے ہی کافرون کو مردار کیا اور طرف مغرب
کے چلے تیسرے روز شہر سفری کے نزدیک پہنچے اور اس شہر مین دو بادشاہ تھے ایک کا نام
محراب سفری دوسریکا نام اردشیر سفری تھا تب وے بادشاہ حمزہ کے لشکر کی حقیقت سنکر
بولے کہ نوشیروان نے بوڑھا ہوکر عقل گم کی ہے پہلے اپنی دختر رضامندی سے حمزہ کو دیکر اور اب
حمزہ کی غیبت مین اپنی دختر کی کافرون کے کہنے پر فضیحتی کرتا ہے اگر حمزہ کی فوجکو کمک کرکے جہانداری

بجالادین

بجالاوین تو مہرنگار کو فضیحتی سے امن دے جیسا ہوگا اگر حمزہ آوے تو ہمارا اوپر نہایت لطف و کرم کرے یہہ کہہ کر دونو بہائی معہ لشکر نگڑیان گلیمین ڈالکر کافرون پر جا گرے اور امیر کے لشکر کو قلعہ مین لیجا کر دروازے محکم بند کئے اور کافرون نے قلعہ کو مورچہ لگائے واللہ اعلم بالصواب

داستان اٹھتیسوین

جب امیر حمزہ ہرباد یو کو مار کر اسماپری سے عیش مین تھے بعد چھہ مہینے کے اسماپری کو خدا کی قدرت کاملہ سے حمل رہا بعد ایام معہودہ کے ایک لڑکی آفتاب کی سی صورت اور دختر ملک سیرت متولد ہوئی امیر نے نام اس لڑکی کا قریشہ رکھا ایک روز امیر معہ اسماپری خلوت مین بیٹھے اسوقت امیر نے مہرنگار کو یاد کر کے آہ سرد سینہ پر درد سے نکالی اور جوش غم کا ایسا تھا کہ آنکھوں سے لہو پانی ہو کر بہہ نکلا اسماپری نے یہہ حال غم مآل دیکھکر پوچھی کہ کیا باعث ہی جو امیر روتے ہین امیر نے فرمایا ای محبوب میرا مرغ دل مہرنگار کے دام زلف مین قید ہی اسکے فراق کی آتش میرے جسم و جان کو جلاتی ہی اور اسکے ناز غمزے مجھے رولاتے ہین اور وہ دختر بادشاہ ہفت کشور کی ہی اسماپری کے دلمین نام سے سوکن کے آتش عداوت بھڑکی اسماپری بولی کہ تاحال آرزو امیر کے دلمین ہی کہ آدمیون مین جاؤن امیر نے فرمایا نجاؤن تو یہان کیا کرون پری بولی کہ آپ کی ہڈیان یہان کی زمین مین دفن ہونگے اب یا امیر جانے کی امید چھوڑو پس پھر دسنے اسبات کے امیر کو غصہ آیا تب تروار لیکر چاہا کہ پری کو مارین غرض وہ بھاگ گئی امیر خفا ہو کر متوجہ آبادانی کے طرف قلعہ ہتھیار شہرستان زرین سے نکلے ارضع پری معہ لشکر و سلاسل آکر امیر کے پاؤن پر گر پڑے اور منت و معذرت اس جناب سے کر کر عرض کی کہ یا امیر واپس ہونا آپ کو ایسے وقت مین ضرور ہی پھر ہم منزل مقصود کو پہنچاتے ہین غرض کہ امیر نے اُن پریونکا کہنا نمانا اور جانے پر امیر تیار ہوئے اور پریان ناامید ہو کر عاجز ہو رہین اور امیر نے راہ دنیا کی لی اور دوپہر تک چلے اور آفتاب کی گرمی سے زمین مانند آتش کدہ کے ہو رہی تھی جب امیر ایک جھاڑ کے سایہ مین بیٹھے اتنے مین خضر پیدا ہوئے امیر اداب بجالائے اور خضر نے امیر کو گلے لگایا اور سینہ بے کینہ سے ملائے تب امیر نے خضر عم سے پوچھا کہ ای خضر مین آبادانی مین کیونکر جاؤنگا اور دوستون سے کیونکر ملونگا حضرت

خضرؑ نے فرمایا خاطر شجاعت مآثر جمع رکھو اللہ تعالی تمپر آسان کریگا اور منزل مقصود کو پہنچاویگا اور تم اسی طرح چلے جاؤ مگر جہان کوئے سے دھوان نکلیگا وہ جگہہ دیوون کی ہے پس تم وہان جاؤ اور کوئے کے اندر اترکر دیونکو فنا کرو امیر نے فرمایا اندر کسطرح اتروں تب خضر نے ایک کمند دیو بند عنایت کی امیر نے اسے بوسہ دیکر کمند ترکش مین رکھی خضر نے فرمایا کہ اُسے جتنا لمنبا کروگے اتنی دراز ہوگی تب خضرؑ نے سفرہ بچھایا اور اچھی اچھی نعمتین رکھین گئین اور روسے دونو بزرگون نے کھانا کھایا امیر نے پوچھا کہ نشانی ان دیوؤن کی کیا ہے خضرؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی باغ یا چمن یا جائے پتھر دکھائی دیوے تو جانو کہ جگہہ دیوونکی ہے یہہ فرماکر خضرؑ غائب ہوئے امیر بھی وہان سے راہی ہوئے سو ایک ٹھکانے پر آکر دیکھا کہ دھوان نکلتا ہے وہان ایک پتھر اڑا دئے اور کمند اوپر باندھکر اندر اترے اور دیکھے کہ ایک تخت پتھر کا ہے اسپر دیو رعد چینی بیٹھا ہے اتنے مین ایک دیو نے دوڑکر رعد کو امیر کے آنیکی خبر دی رعد نے کہا کہ ہم ایسی بلائے سخت سے زمین مین چھپے ہین تو بھی وہ ہمارے درپے ہوا ہے رعد معہ دیو ایسی تفکر و تجویز مین تھا کہ امیر نے اندر اترکے اوپر کا پتھر موندکر تروار نکالکر دیوؤنکے اوپر جا گرے رعد چینی نے ایک پتھر اٹھاکر امیر پر چلانے چاہا امیر نے ایسی تروار ماری کہ کمر اس کافر کی کٹ گئی اور وہ کافر زمین پر گرا امیر نے دوسرے بھی دیوؤنکو مارکر فنا کئے اور شکر اللہ تعالی کا کرکر باہر نکلکر کسی حوض مین ہتھیار خونخوار اور جسم مبارک دھوئے اور پھر دوگانہ شکریہ ادا کرکے کوئی جانور حلال کرکے کباب بناکر کھائے اور وہان سے کتنی ایک منزلین کاٹین اور وہان ایک کوا دیکھا قصد اسکا کیا پھر پتھر نکال کر کمند مین باندھکر اندر اترے اور دیکھے کہ ارزق چینی تخت پر بیٹھا ہے امیر نے نعرہ مارا اور اس موذی نے پتھر امیر پر چلایا امیر نے ضرب اسکی ردکی اور ایسا پتھر مارا کہ اسکے سینہ سے ہوکر پیٹھہ مین سے نکلا اور وہ موذی جہنم کا تخت نشین ہوا بعد اسکے ملازمون کو بھی مردار کرکے اسکی خدمتین جہنم کو روانہ کیا پھر اس کوئے سے نکلکر ایک روز وہان آسودہ ہوئے اب پھر حقیقت حمزہ کے لشکر کی بغور سنو جب شہر سفری سے باہر نکلے اور کافرونکو جہنم مین پہنچایا ایسے مین یکایک گرد پیدا ہوئی عیاران عمر خبر لائے کہ لشکر اردشیر بابگان کا مدد کو نوشیروانکے آیا یاران حمزہ نے اس حقیقت کے سنے سے

آہ کھینچی عمر بن عمیہ نے کہا خیر آنے دو ہمارا بھی مددگار پروردگار ہے ہمکو کچھ غم نہین اتنے
مین وہ کافر نزدیک آیا تو دیکھا کہ قد و قامت اس کافر کا پینتیس۳۵ گز کا تھا مگر عمر بن عمیہ کا فرون
کو مارتا مغرب کیطرف جاتا تھا اور راہ مین شیروان شہر کے قریب پہنچا پس وہان کا بادشاہ کاؤس
شیروانی تھا اسکے فرزند کا نام شیر یار یک شیروانی تھا جب کاؤس شیروانی نے حمزہ کے
لشکر کی بیسرو سامانی کی کیفیت سنی تب تجویز کی کہ اگر اب ہم مددگاری لشکر عرب کی کرینگے جب
حمزہ کو خدا تعالیٰ لاویگا تو البتہ حمزہ ہمپر لطف و کرم کریگا یہہ سوچکر چالیس ہزار سوار سے باہر
نکلا اور کافرون کو مارکر امیر کے لشکر کو شہر مین لیگیا اور غلہ کتنے سال کا روبرو عمر بن عمیہ کے اور
یاران حمزہ کے لایا جب پہلوان عرب کے کھانے سے بیفکر ہو کر بفراغت جنگ کرتے تھے جب وہانکا
غلہ تمام ہو چکا پھر وہان سے بھی باہر نکلے اور کافرون کو مار مار کر مردار کرتے رہے اور طرف
مغرب کے چلے جاتے تھے بعد از قطع منازل و طے مراحل ایک شہر کو پہنچے کہ بادشاہ وہانکا متقال
مغربی تھا جب متقال نے احوال امیر کے لشکر کا سنا تب خود معہ لشکر باہر آکر کافرون کو مارکر
امیر کے لشکر کو شہر مین لایا اور شرط مہمانداری کی بجا لایا پھر وہان سے نکلکر شہر تنجہ کو پہنچے اور وہانکے
بادشاہ کو ریحان تنجہ کہتے تھے جب اسنے سنا کہ جہان لشکر حمزہ کا گیا ان سب بادشاہون نے
پشت پناہی کر کے مہمانی انھون کی بجا لائے ہین تب وہ بولا کہ مجھے بھی لازم ہے کہ مین لشکر
عرب و یاران حمزہ کو امان دون کیونکہ اگر حمزہ کو خدا لاویگا تو وہ بھی مجھے پناہ دیویگا یہہ
خیال دلمین ٹھہرا کر معہ لشکر باہر آیا اور کافرون کو مارکر امیر کے لشکر کو قلعہ مین لایا اور ذخیرہ
جو حاضر تھا سو نذر کیا پس اسی وقت بزرجمہر کا کاغذ آ پہنچا عمر نے وہ خط فیض نمط کھولا
تو دیکھا کہ بعد حمد خدا تعالیٰ او رنعت ابراہیم خلیل اللہؑ کے مضمون یہہ ہے کہ ایفرزند ارجمند
سعادت مند عمر بن عمیہ مدّ عمرہٗ طرف سے بزرجمہر کے بعد دعا و سلام کے معلوم ہووے
کہ تم یہان سے ہرگز باہر نہ جانا خدائے کریم اپنے فضل و کرم سے حمزہ کو یہین ملاویگا پس
بعد از مطالعہ مضمون سب یار حمزہ کے جو مغموم تھے سب مسرور ہوئے اور رمہر نگار کا یہہ
عالم تھا کہ ساعت بساعت حساب انگلیون پر گنتی تھی اب یہان دو کلمہ داستان حمزہ
کے سنو جب امیر حمزہ نے ارزق چینی کے مارنے سے فراغت پائے اور دوسرے موذیون کو بھی

پردۂ فنا مین چھپائے اور آگے بڑھے تو ایک باغ دیکھا کہ نام اس باغ کا ارم تھا پس امیر
حمزہ وہان گئے اور ہتھیار بدن سے جدا کرکے جسم کو دھویا اور گرد و غبار کو دور کیا ایسا
جیسا چاند بدلی سے نکلتا ہے بعد ایک گورخر کو تیر سے مار کر کباب بنا کر کھائے اور شکرانہ رازق
یگانہ کا ادا کیا اور وہان ایک محل بلند دیکھکر تصور کیا کہ البتہ یہان کوئی آدمی رہتا تھا اس
خیال مین تھے وہان سے دوسرا کا ایک دیو باہر آیا اور امیر کو دیکھ کر سر زمین پر رکھا اور کہا کہ
یا امیر مین ارضع پریکا دیو ہون جیسے آپ نے یہان قدم رنجہ فرمایا تو مجھے آپ کی خدمت گذاری
ضرور ہوئی ہے غرض ایسی ایسی باتین بنا کر امیر کو اندر محل کے لیگیا اور کھانے مین دارو بے
ہوشی کی ملا کر لا رکھا امیر بمجرد کھانے کے بیہوش ہوگئے پھر اس دیو نے جھاڑ سے باندھ کر ہشیار
کیا اور لکڑی سے مارنے لگا پس اتنا مارا کہ تمام بدن امیر کا زخمی ہوگیا بعد از ایک اونٹ کو ما
کر اسکا پوست نکال کر اسمین امیر کو باندھ کر ایک جھاڑ پر رکھا القصہ وہان سیمرغ آیا اور اس
پوست کو اپنی غذا تصور کرکے چنگل مین لیکر اپنے بچون کے روبرو لا رکھا اور آپ پھر روزی کی تلاش
کرنے کو گیا تب بچون نے سیمرغ کے اس پوست کو پھاڑ کر دیکھا کہ اسمین آدمی ہے تب سیمرغ کے
بچون نے مانند طوطی کے شکر گفتاری کی امیر نے بھی اپنا احوال ان سے بیان کیا جب کہ سیمرغ
آیا تب ان بچون نے امیر کا احوال اسسے بیان کیا تب سیمرغ نے کہا یا امیر تم اب کیا فرماتے ہو
امیر نے فرمایا کہ مجھے پھر باغ مذکور مین لیجا کر چھوڑ آ تو عین تیرا کرم ہے تب سیمرغ نے امیر کو
اپنی پیٹھ پر بٹھا کر دیو کے باغ مین چھوڑ دیا امیر نے شب کو آہستہ جا کر ہتھیار اپنے جھاڑ سے
کھولکر باندھ لئے اور محل کے نزدیک اس دیو کے جا کر نعرہ مارا وہ دیو پر از مکر دیو آواز سے
حمزہ کے دلگیر ہوا اور باہر آکر امیر پر حملہ پتھر کا کیا تب امیر نے جست ماری اور پتھر کو رد کرکے
تروار سے اس کافر کو مردار کیا اور کتنے روز وہان آرام کیا پھر وہان سے چلے راہ مین
ایک کوہ امیر کو پھر نظر آیا کہ ویسا کوہ کبھی حمزہ کی عمر مین نظر نہ پڑا ہوگا تب حمزہ نے اسپر کا پتھر
نکال کر کمند باندھ کر اندر اترے پھر پتھر بند کرکے سوراخ مین نظر کی تو دیکھا تو پتھر کے تخت پر
دیو سموم نامی بیٹھا ہے اور وہ دیوؤن مین وہ موذی صفت عیاری کی رکھتا تھا امیر وہ
سوراخ دار سنگ بھی اٹھا کر اندر اترے بمجرد دیکھنے امیر کے وہ دیو دوڑ کر امیر کے پاؤن پر گر پڑا

اور وعادی اورالامان الامان کہنے لگا امیر نے فرمایا کس شرط سے امان توچہتاہی تب اسنے عرض کی کہ جو آپ فرماؤگے غلام بسروچشم بجالاویگا امیر نے فرمایا کوہ قاف مین چل کر جہان تک کہ دیوہین اُن سبکو تابع کرکے قریشہ کی خدمت مین جاکر حاضر رہ اگر یہہ تجھے قبول ہی توامان دونگا والا دوزخ مین بھیجونگا سموم نے کہا ای امیر یہان سے تین روز کا رستہ کوہ قاف ہی اور وہان سب دیو جمع ہین اور شہرستان زرین کو جاناہی کرکے امیر فرماتے ہین کہ جلد چل اور رہبر ہوا امیر نے فرمایا بجز اسکے امان نہ ملیگی غرض سموم دیو باہر نکلا اور امیر نے کمند دیوبند اسکے گلے مین ڈالی اور لیچلے جب شب ہوتی تو دیو کو جھاڑ سے باندھہ دیتے اور جب صبح ہوتی کھول کر لیچلتے غرض جب جائے مذکور پر پہنچے تب سموم نے کہا یہی پہاڑ دیوؤن کا ہی اب آپ اترو اور مجھے آزاد کرو تامین قریشہ کے حضور مین جاؤن پس امیر نے اسکے دونو کان کاٹ لئے اور چھوڑ دیکر آپ آگے بڑہے اور پہاڑ پر چڑہ کے نظر کی تو دیکھا کہ ہزارون دیو جمع ہوئے ہین پس امیر نے نعرہ مارا جب دیوؤن نے امیر کو دیکھا تب آپس مین کہنے لگے کہ اول اسکو مارلو بعد شہرستان زرین کو جانا امیر نے بھی قصد لڑائیکا کیا جب کہ وہ دیو امیر پر آگرے تب امیر نے دونو ہاتھون مین تروار پکڑ کر دیوؤن کو مارنا شروع کیا اور بہت سے دیوؤن کو مارا غرض تین رات دن ہوئے تب سب دیو جمع ہوکر ایک جگہہ پر اترے اور امیر بھی ایک درخت کے نیچے اترکر آسودہ ہوئے اتنے مین جنگل کے طرف سے گرد پیدا ہوئی اور اسمین سے ایک سوار قاتل کفار نمودار ہوا امیر نے کہا کہ یا بار الہہ یہہ آدمی کون ہی اتنے مین وہ سوار قاتل کفار نے آکر امیر کے قدمون پر سر رکھکر کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون تب امیر نے پہچانا کہ یہہ تو میری بیٹی ملکہ قریشیہ ہی غرض کہ امیر نے دختر کو گلے لگایا اور فرمایا کہ ای نور چشمی تو کس لئے یہان آئی قریشیہ نے عرض کی کہ ایقبلہ گاہ ہمیشہ ہمارے قاصد آپکی خبر کیواسطے جاتے رہتے تھے چنانچہ آج سُننے مین یون آیا کہ آپ پر بڑی مشکل پڑی ہی اس لئے یہہ بندی حاضر ہوئی امیر نے فرمایا کہ تم کیا کروگی قریشیہ بولی کہ آپ نے اتنے دیوون کو مارا اور اب اس کنیز کی تیز دستی دیکھئے یہہ بات کہہ کر قریشیہ سلطان نے تروار کھینچکر دیوؤن پر جا

گری اور ایسا مارا کہ داد دی شجاعت کی تب دیوؤن نے دیکھہ کر کہا کہ جب حمزہ تنہا تھا مارنے مین قصور نہین کرتا تھا اور اب تو مددگار دوسرا پیدا ہوا ہی اب کہان ہم جان چھپاوین کہ کہین چھپنے کی جگہہ نہین غرض سب دیوون نے ایکبار غل و شور کرکے وہان سے غایب ہوگئے تب حمزہ نے فرمایا کہ ای نور چشمی دیوؤنکے مارنے مین تو کچھہ کوتا ہی نکی اب مین شہرستان زرین سے بیغم ہوا ہون یہہ بات امیر نے فرما کر دعا کی کہ یا اللہ میری دختر کی عمر دراز کر کہ اتنے مین ہاتف نے آواز دی کہ جب تک حسین ابن علی رضی اللہ عنہما خلافت پر نہ بیٹھینگے تبتک قریشیہ سلطان بھی نہ مریگی بعد امیر نے قریشیہ کو وداع کیا واللہ اعلم بالصواب

داستان انتالیسوین

جب امیر نے قریشیہ سلطان کو وداع کیا اور آپ آگے بڑھے تب دیکھنے کیا ہین کہ ایک عورت دیو کی ایک صندوق آگے لیکر روتی بیٹھی تھی اور یہہ کہتی تھی کہ یا اللہ تو حمزہ کو پیدا کر تب حمزہ نے اسسے پوچھا کہ ای عورت حمزہ کو تو کیا کریگی وہ بولی اگر حمزہ آوے تو میرے فرزند کو اس صندوق مین سے رہائی دے تب تو امیر نے فرمایا کہ تیرے فرزند کو کس نے قید کیا ہی تب وہ بولی حضرت سلیمان نے اس صندوق مین قید کر کے فرمایا ہی کہ تیرے فرزند کو حمزہ چھوڑ کر اُسّے نشانی لیویگا تب امیر نے فرمایا کوہ قاف مین اتنے دیو تھے کس لیئے نہین کھولے تب وہ بوڑھی بولی کہ تمام کوہ قاف کے دیوون نے تین باری زور سے حملہ کیا لیکن کھول نہین سکے تب تو امیر نے بسم اللہ بولکر ہاتھہ اس صندوق پر لیجاتے ہی وہ صندوق سخت کھول دیا پس اسمین سے اثر ابیس دیو نکلا اور امیر کے قدمون پر گرا اور عرض کی کہ ای جہان گیر اب جو فرماؤگے سو بجا لاؤنگا امیر نے فرمایا کہ مجھے آبادانی مین پہنچادے اس دیو نے کہا کہ تم میری گردن پر بیٹھو پس امیر اسکی گردن پر سوار ہوئے اور وہ دیو ہوا پر اڑا اور آسمان پر چلا جب اوپر گیا تب اسنے کہا یا امیر اب دنیا کیسی دکھائی دیتی ہی امیر نے فرمایا کہ ایک سفال کے جیسی دیکھتا ہون تب وہ موذی اور بھی اُڑا اور اوپر گیا جاتے جاتے امیر سے پوچھا کہ اب کہو آپ کو دنیا کس طور پر معلوم ہوتی ہی امیر نے فرمایا کہ ایک پیالہ سا دیکھتا ہون تب دیو دغاباز نے کہا ای امیر اب بولو تمکو پہاڑون پر پھیکون یا دریا مین امیر نے دل مین تصور فرمایا کہ

دیو لیٹے اکثر ہوتے ہین اور مزاج اس قوم کا اوندھا ہوتا ہی اگر پہاڑ پر ڈال کھونگا تو دریا مین ڈالیگا اور اگر دریا مین ڈال کھونگا تو پہاڑ پر ڈالیگا اگر مین پہاڑ پر گرا تو زیست کی امید نہین ہی اگر پانی مین پڑون تو البتہ اللہ تعالیٰ امن سے نکالیگا امیر نے فرمایا ای دیو مین نے تیرے بند خلاص کرکے نیکی کی ہی اور تو بدی کیا چاہتا ہی دیو نے کہا کہ یا امیر دیو الٹی مت کے ہوتے ہین نیکی کا بدلہ بدی سے ادا کرتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ ای موذی مجھے تو پہاڑ پر ڈال تاکہ جلد جان جاوے تب دیو بولا کہ مین تجھے دریا مین ڈالونگا تاکہ مچھلیان تیرا گوشت کھا کر جان لیوین یہہ بول کر دیو نے دریا مین امیر کو چھوڑ دیا امیر نے اللہ کو یاد کرکے آنکھین بند کرلین اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو فرمایا کہ میرے دوست کو امانت زمین پر اتار دو تب فرشتون نے حمزہ کو بلاحرکت و تکان زمین پر اتار دیا امیر حمزہ نے شکرانہ ادا کیا پھر وہان سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ وہی دیو ایک حوض مین آکر پانی پینے لگا اور وہان کتنی پریان غسل کرتی تھین سو اس دیو نے ان مین سے ایک پری کو پکڑ لیا اور کسی طرح نہین چھوڑتا تب امیر نے اس موذی کو مار ڈالا چاہتا تب دیو نے عرض کی کہ یا امیر آپ چپ رہو کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا ہی کہ تیری نسل سے دیوزاد گھوڑا پیدا ہوگا اور حمزہ اسپر سواری کریگا اگر آپ اس پری کو مجھ سے نچھڑاوینگے تو مین آپ کو گھوڑا دیتا ہون تب امیر نے کہا کہ اچھا اور چپ ہو رہے اور وہ دیو پری سے دنیا سازی مین مشغول ہوا چند روز امیر اور وہ دیو پری ایک جگہہ گذر کرتے تھے جب وہ پری حاملہ ہوئی تب بعد ایام معہود کے پری سے بچہ پیدا ہوا سو گھوڑا بمجرد پیدا ہونے کے دوڑ کر امیر کے نزدیک آیا اور امیر کے قدمون پر سر رکھا امیر نے اسکے سر کو بوسہ دیا اور پری کو اسکی پرورش کے لئے تاکید فرمائی اور نام اسکا اشقر دیوزاد رکھا بعد کتنے روز کے ایک دن امیر نیند مین تھے دیو نے پری سے کہا اگر تو گھوڑا نہ جنتی تو میرے فرزند پر حمزہ کیونکر سوار ہوتا پری بولی تو دیو مین پری پھر گھوڑا نہ ہوکر کیا ہوگا گھوڑا پیدا ہوا تو ویسے جو اکمزد جہانگیر کی سواری مین آیا تیری میری عزت و سعادت ہوئی دیو نے کہا مین تو میرے فرزند کو حمزہ کی سواری مین نہ دونگا بلکہ حمزہ کو مار ونگا بچہ نے یہہ بات سنی اور ٹاپین مارنے لگا یہان تک کہ دیو کو مردار کردیا پری ڈر کر بھاگ گئی جب امیر نے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ دیو تو مر کر پڑا ہی اور پری غائب ہے

تب امیر نے دل مین تصور کیا کہ دیو بداندیش نے کچھہ کہا ہو گا اس لیئے اشقر نے مارڈالا ہی
اشقر پر بہت افرین و تحسین کی تب امیر آگے بڑھے اور اشقر بھی ہمراہ چلا جب شب ہوتی تو امیر
آرام فرماتے اور پری آکر اشقر کو دودھہ پلاتی تھی جب اشقر بڑا ہو کر گھانس چرنے لگا
ایک روز پہاڑون کے زمین مین چلتے تھے کہ سم اشقر کے تڑک کر زخمی ہوئے امیر اسکے
زخم دیکھکر پر غم والم ہوئے ویسے مین خضر علیہ السلام پیدا ہوئے امیر قدمون پر خضرؑ کے گر پڑے
خضرؑ نے حمزہ کو گلے لگا یا حمزہ نے فرمایا کہ گھوڑا بجز نعل کے نہایت اذیت پاتا ہی تب حضرت
خضرؑ نے اپنے ہاتھہ سے چار نعل اشقر کے پاؤن مین باندھے امیر نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ چار
نعل اور بھی عنایت فرماو کیونکہ اگر یہہ نکل جاوینگے تو مین انکو پھر باندھونگا تب حضرت خضرؑ
نے فرمایا دوسری نعل کی حاجت نہین کہ جب تمھاری قضا آوے گی تب نعل نکلینگے یہہ فرما کر
خضرؑ تو وداع ہوئے تب امیر نے آگے کی راہ لی اور چلے دور سے ایک قلعہ نمود ہوا وہ
قلعہ سبز پوش پریون کا تھا جب امیر کے آنے کی خبر سبز پوش پریون نے سنی بہت عزت و
توقیر سے استقبال حمزہ کا کیا اور ایک اچھے مکان مین اتارا اور شرط مہمانداری کی بجالائین
امیر نے بھی ارام سے استراحت کی جب دو پہر شب گذری امیر ہوشیار ہوئے اور ایک آواز
آہ سرد کی امیر کے کان مین آئی پس امیر وہ آواز سنتے ہی اسی سمت پر چلے دیکھین تو
ایک کوٹھڑی سے وہ آواز آتی ہی امیر نے اسکا قفل توڑا اور اندر گئے دیکھا تو دو مرد ہین
وہ آہ آہ کرتے ہین امیر نے دونو کو باہر لاکر پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اور کون قوم ہو اور یہان
کیون آئے تھے وہ بولے کہ ایک کا نام اشوب ملاح دوسریکا نام بہلول نقاش ہم سوداگری کے
لیئے جہاز پر سوار ہو کر دریا مین جاتے تھے ناگاہ طوفان قہری نے ہمارے جہاز کو غارت
کیا اور ہم بھی قریب نزع کے تھے ویسے مین یہہ پریان پہنچین اور ہم کو لاکر یہان تین روز
سے مقید کیا ہی غرض جب صبح ہوئی تب بادشاہ سبز پوش پریون کا آگے امیر کے آیا اور
آداب بجالایا امیر نے فرمایا کہ یہہ دونو آدمزاد ہمارے ہم جنس ہین انھین میرے تابع کرو اسنے
عرض کی کہ بیفکر آپ نے انھین لینا زہی سعادت ہماری ہی بعد امیر نے ارادہ آگے چلنے کا
کیا تب آشوب ملاح نے کہا کہ یا امیر پریونسے ایک کشتی طلب فرمائے امیر نے ویسا ہی کیا کہ شاہ

سبز پوش پریونسے ایک کشتی مانگی کہ دریا سے پار ہو جاوین غرض امیر معہ اشقر اور دونو یار ونکے سوار ہوئے اور دریا مین چلے ایسے مین ایک جانور آیا امیر نے فرمایا کہ یہہ سیمرغ ہی تب وہ مرغ آکر چنگل مین لیکر ہوا پر اڑا امیر نے تیر کمان سے لگا کر سیمرغ اجل رسیدہ کے سینہ مین ایسا مارا کہ وہ طائر زخمی ہو کر زمین پر گرا اور کشتی ریزہ ریزہ ہو گئی امیر معہ یاران سلامتی سے کھڑے رہے اور امیر نے بہلول نقاش کو فرمایا کہ اس سیمرغ کے پر نکالکر اسکی تصویر لکھو اور ایک پر سیمرغ کا ہمراہ لو نقاش مذکور نے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا اور جب وہانسے چلے تو ایک باغ نظر آیا تب امیر نے دونو یارون کو فرمایا کہ علامت دیوونکی دکھائی دیتی ہی تم معہ اشقر یہان کھڑے رہو تب دونو یار ایک جھاڑ پر سوار ہوئے اور اشقر نیچے کھڑا رہا اور امیر باغ مین جاکر کیا دیکھتے ہین کہ ہر ہر جھاڑ کے نیچے ایک ایک گائے کے سر کا دیو بڑے سینگون والا بیٹھا ہی جب ان دیؤن نے امیر کو دیکھا تب اپنے اپنے سینگ ہلاکر مانند جھاڑ کے امیر پر دوڑے اور حملہ کیا اور امیر نے بھی دیوون پر حملہ کیا اور مارنے لگے غرض کہ بہت دیوؤن کو مردار کیا اور باقی بھاگ گئے پس بھاگتے ہوئے دیو دیکھ کر بہلول و آشوب کے مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کرنا چاہا اور اشقر نیچے جو کھڑا تھا جس دیو کو بھاگتا دیکھتا اسکو ٹاپونسے مارتا تھا غرض کہ جو دیو امیر سے بچ کر بھاگتا وہ اشقر کے ٹاپونسے مارا جاتا جب امیر باغ مین سے آئے تو دیکھا کہ بہت دیو مردار ہو کر پڑے ہین امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ان دیوون کو کس نے مارا تب بہلول اور آشوب نے کہا کہ جب دیو باغ مین سے بھاگ کر آتے تھے تو ہماری جان ڈر سے اُنھون کے جاتی تھی مگر یہہ اشقر نے تمھارے سبکو ٹاپون سے مار ڈالا امیر نے اشقر کے پیشانی کو بوسہ دیا اور وہان سے آگے چلے چلتے چلتے ایک باغ پھر دیکھا تب امیر نے یارونسے کہا کہ تم ایک جھاڑ پر چڑھو اور اشقر کو زیر شجر چھوڑ کر آپ آگے بڑھے اور دیکھا کہ دیو گھوڑے کے سر کے بیٹھے ہین جبکہ امیر کو دیکھا تو اُنھون نے حملہ کیا امیر نے تلوار خون خوار سے بہت دیوونکو مارا اور باقی بھاگے سو اشقر نے ٹاپونسے مار ڈالے جب امیر ان موذیونکی جنگ سے فارغ ہو کر آگے چلے تو دیکھا کہ کُتّے کے سر کے دیوون مین پہنچے انکو بھی مردار کیا اور پھر آگے بڑھے تو جنگل مین ایک شیطان سا آدمی پال سیتا ہی امیر نے اسکو پوچھا تو کون ہی وہ موذی نے امیر کے دونو بازو پکڑ کر زور کیا لیکن خود عاجز ہو گیا امیر نے اسکو زمین پر گرا کر اور خنجر نکال کر اسکے گلے پر پھرایا

لیکن زنہار نہین کاٹا گیا تب ہاتف آواز دی کہ ای حمزہ یہہ خربان دجّال کا ہی تا حال اسکی موت نہین ہی تب امیر نے خنجر اسکی آنکھہ مین مارا اور سیدھی آنکھہ اسکی کانی کر دی تب خربان نے گدھے کو پکارا تب ایک کالے پہاڑ سا گدھا کہ جسکے دیکھے سے شیرون کو لرزا پیدا ہو ویسا گدھا منہہ کھول کر امیر پر پہنچا اور وہ گدھا توانا قوت ور اور موٹا چار کوس مین سمایا تھا تب امیر نے دونو کان اسکے کاٹ کر اور سیدھی آنکھہ کانی کرکے چھوڑ دیا جب کہ خر و خربان غائب ہوئے تب دجّال بدافعال پیدا ہوا اور ایک قدم آگے بڑھا کر روبرو امیر کے آیا امیر نے اسکے دونو بازو پکڑ کر نیچے گرا کر اسکی بھی سیدھی آنکھہ مین خنجر مار کر کانا کیا تب سے نام اس بدکام کا کانا دجّال مشہور رہوا ہی اور روایتون مین لکھا ہی کہ وہ شیطان اور خر و خربان کی سیدھی آنکھہ کانی ہی واللہ اعلم بالصواب

داستان چالیسوین

جب امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ دجال سے فارغ ہوئے اور وہان سے چلے تب ہاتھی کے کانون والیکے شہر کو پہنچے اور وہان کا بادشاہ عرشی تاجدار نام رکھتا تھا اور وہ قوم سب شکل آدمیونکی اور کان ہاتھی کے رکھتے تھے جب عرشی تاجدار نے خبر امیر حمزہ کے آنے کی سُنی تب استقبال کو گیا اور بہت عزت و تکریم سے امیر کو اپنے محل مین لایا اور شرط مہمانداری کی بجالایا پس امیر نے آدمیون کی صحبت سے شکرانہ حق سبحانہ تعالی کا ادا کیا اور عرشی تاجدار سے پوچھا کہ یہان سے دنیا کتنی دور ہی اسنے عرض کی کہ ای پہلوان جہانگیر ابھی تو سات دریا سے پار ہونا ہی اور ایک دریا پانی کا اسمین محیط ہی اور ایک آگ کا ایک دھوئینکا ایک لہو کا ایک جوش کا ایک قلزم ایک عمان جب یہہ ہفت دریا سے پار ہووین تب کوہ قاف سے وداع ہوئے سمجھو امیر نے فرمایا مین ان دریاؤن سے کیونکر پار ہونگا عرشی تاجدار نے کہا پہلے دریا کے کنارے ایک عورت ملک سیرت اصغائے باصفا نامی عبادت گاہ بنا کے رہتی ہی تم وہان جاؤگے تو وہ عورت البتہ تمکو اس دریا سے کیا بلکہ ان سب دریاؤن سے پار کریگی اور اکثر خواجہ خضر؏ اس عورت کو والدہ کہتے ہین اور وہ بڑی بزرگ صالحہ عورت ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ایک رہبر دو تاکہ وہ ہمین اُس عورت صالحہ سے ملا کر آوے تب عرشی تاجدار نے عرض کی کہ ای

حضرت آپکا گھوڑا بے زین ہی پس زین تیار کیئے تک صبر فرمائیے امیر نے قبول کیا اور چند روز وہان رہے کہ ایک قاصد نے خبر کی کہ آج بادشاہ کی دختر کو سموم دیو لیگیا امیر نے پوچھا کہ سموم دیو یہان کب سے ہی عرشی تاجدار نے کہا کہ یا امیر اس موذی نے تھوڑے دنون سے یہانکے جنگل مین رہنے کی جگہہ کی ہی اور اس حرامزادیکو ایک بچہ پیدا ہوا ہی اور ما اس بچہ کی جہنم مین گئی ہی تب سے دودھ پلانیکو ہر روز ایک عورت ہمارے شہر سے لیجاتا ہی آج میری دختر کو لے گیا ہی تب امیر اٹھے اور اشقر کو بھی اپنے ہمراہ لیا کہ اسپر ایک سل بندہی غرض کہ جب امیر نے اس سل کو نکالے اور اشقر کو کوئے کے منہہ پر کھڑا کیا اور کمند باندھ کر آپ اندر اترے اور ایک سوراخ مین سے دیکھا کہ سموم دیو تخت پر بیٹھے کے حکم احکام مین ملک کے مشغول ہی امیر نے وہ پتھر سوراخ دار اٹھا لیا اس موذی نے امیر کو دیکھا تب تو مارے ڈر کے سموم ایک محراب مین جا بیٹھا تب امیر نے تیر سے اُسے مارا وہ دیو زمین پر گرا اور گرتے ہی مر گیا امیر نے باقی دیوؤن کو مار کر اور بچیکو معہ گہوارے زمین کے گو مین سلا کر عرشی تاجدار کی دختر کو ہمراہ لیکر اوپر آئے اور جو دیو کہ اندر سے کوئے کے اوپر بھاگے تھے انکو اشقر نے مارے ٹاپونکے داخل سقر کیا تھا غرض امیر یہہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اور شہر مین داخل ہوئے اور عرشی تاجدار بہت ممنون ہوا اور منت و معذرت حمزہ کی کی اور ہزار تعظیم و تکریم سے مہمانداری مین مشغول ہوا بعد کتنے دنونکے زین زرین تیار ہوا اور حضور مین امیر کے حاضر کیا تب امیر نے ایک رہبر ہمراہ لیا اور نزدیک اصغلئے باصفا کے آئے اور وہ باغ مانند بہشت کے تھا اسمین سب جھاڑ سرو کا تھا مگر اسکی شاخین چھانٹ کر ہاتھہ کا عصا بنا کر روبرو اس ملک سیرت کے آئے اور سلام کیا اس بی بی نے مصلے پر سے اٹھکر امیر کو گلے لگایا اور سینہ بے کینہ سے ملایا اور شرط مہمانداری کی ادا کی اور امیر سے فرمایا کہ اے فرزند اسباغمین مرغ سمندرون آتے ہین انکو مار کر تم معہ اپنے یارونکے گھوڑے کے لباس پوست کا تیار کرو تا کہ آتش اسپر کارگر نہو گی پس امیر نے تیر و کمان لیکر اسباغمین جا کر جانورونکو مار کر اور پوستین آشوب و بہلول کے ہاتھہ سے تیار کروائی اور آپ معہ یاران پوستین پہنی اور اشقر کو بھی پہنائے اور سوائے دونو آنکھونکے اور کوئی اعضا کھلا نہین چھوڑا بعد ازان

اصفا با صفا ہاتھ مین عصا لیکر امام ہوئی اور امیر معہ یاران مقتدی بنے جب اول دریا کے نزدیک آئے تب اس عورت پارسا نے ایک عصا پانی پر مارا پس اسکے عصا مارنے سے دو ٹکڑے پانی ہوگیا اور اس بی بی نے امیر کو فرمایا کہ تم میرے برابر بے فکر چلے آؤ امیر بدستور معہ یاران واشقر اس دریا سے پار ہوئے اور دوسرے دریائے آتش کے نزدیک آئے تب اسنے بھی بدستور پار ہوئے پھر تیسرے دریائے دھووین کے نزدیک گئے اور اُسنے بھی پار ہوئے غرض ساتون دریا سے اسیطرح سے پار ہوئے تب اصفا با صفا نے مصلے بچھا کر سجدۂ حق مین اپنی جان بیچ درگاہ آلہی کے تسلیم کی بعد امیر نے اسکی تجہیز مین فکر کی کہ ہاتف نے آواز دی کہ یا حمزہ تو معہ یاران روگردان ہو تب بدستور امیر نے منہہ پھرا یا خدا کی قدرت سے وہ میت مغفورہ ناپیدا ہوئی تب حمزہ نے شکرانہ خدا کا ادا کیا اور آگے بڑھے اور منزلین طی کرنے مین مشغول ہوئے اب حقیقت حمزہ کے فوج کی ٹک سنو کہ جب تخجر مین کا سب غلّہ آخر ہوا اور لشکریون نے گھوڑونکو کھانا شروع کیا اور عمر معدی کرب تاب وطاقت بھوک کی نلایا اور عمر بن عمیہ کے پاس آکر بولا ای یار مین تو آتش فاقہ سے جلکر کباب ہوا ہون اگر حکم کرو تو اور ملک کو جا کر وہان کے عالم کو مطیع کر کے تمکو بھی غلّہ وغیرہ روانہ کرونگا اور مین بھی بیٹ بھر کر کھاؤنگا عمر نے کہا کہ الیغر سر ابھی ذرا صبر کر کہ امیر کے آنیکے ایام قریب ہین ایسے وقت مین ہم سے جُدا ہو کر جاؤگے تو تم بیوفا کہلاؤگے اب اٹھارہ برس تمام ہونے آئے ہین پس اتنے دنونکی مشقت و محنت تمھاری تمام برباد ہو جاویگی عمر معدی نے زنہار عمر بن عمیہ کا کہنا نمانا اور راہ جنگل کی لی چنانچہ جنگل مین ایک کاروان اترا تھا وہان جا کر ایک قافلہ سالار سے کہا کہ مین گرسنہ ہون جلد کھانا کھلاؤ وہ کاروان سالار اسکے قامت قیامت نما سے بہت ڈر کر ہر ایک آدمی سے غلّہ جمع کر کے سات باسن کھانا پکا کے لادئے عمر معدی نے وہ کھانا گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے کھا کے بولا کہ ای کاروان یہ ناشتا ہوا اور تازہ کھانا جلد لاؤ بدستور کاروانیون نے اور تازہ کھانا پکا کے سات باسن لادئے عمر معدی نے تو وہ بھی سب کھایا اور کہا کہ ای نادان کاروان سالار تمنے میرے ساتھ مسخرہ گی مقرر کی ہی کہ ذرہ ذرہ سا کھانا لا کر دیتے ہو پس اتنے خوراک سے میرا پیٹ نہین بھرتا ہی اب کچھ بکریان لادو تو کباب بنا کر کھاؤن ان کاروانیون نے ساٹھ بکری لادی تب عمر معدی

نے گھوڑے پر سے اتر کر اُن بکریون کو ذبح کر کے ایک کھا جھاڑ جڑ سے اکھاڑ کر اسکو جلا کر اُن بکریونکو
بھونکر کھایا اور ایک حوض پر جا کر مُنہہ اُسسے لگا کر تمام پانی اس حوض عظیم کا پیا تب ذرا پیٹ بھرا
پھر گھوڑے کو بھی سامان اُتار کر چرنے کو چھوڑا اور آپ ایک جھاڑ کے نیچے زین پوش بچھا کر سو رہے
جب کہ آدھی رات ہوئی تب ڈاکا کاروان مین پڑا اور غل ہوا کہ کاروان لوٹا گیا یہہ غوغا کاروان
کا سُنکر عمر معدیکرب ہوشیار ہوئے تب تو تمام چورونکو مار کر کاروان کا جان و مال بغیر نقصان کے بچایا
تب کاروان نے بولے کہ جو اس شخص نے کھایا سو چیز کیا اور صبح کو چلتے وقت اسکو ہمراہ لیا جب ایک
شہر مین پہنچے تو وہان کا بادشاہ مرگیا تھا اور ارکان دولت وہانکے ہُما کو اڑاتے تھے کہ وہ جسکے
سر پر بیٹھے اسی کو دولت دنیا اور بادشاہ بنانا غرض اس شور و غل مین عمر معدی بھی کھڑے تھے وہ
ہما عمر معدیکے سر پر آبیٹھا اِس تمام عالم اور امرا اور وزرا و بر و عمر معدیکے آکر ہزار تعظیم و تکریم سے
لیجا کر اسے تخت پر بٹھایا اور حکم احکام ملک کے سنائے ایسے مین عمر معدی نے وزیر کو بلا کر کہا کہ خاصہ جلد لاؤ
تب داروغہ نے باورچیخانہ کے طعام لذیذ و نعمت مزید لا کر سفرہ چن دیا عمر معدی نے بعد تناول کے
دو چار پیالہ شراب کے پیکر سرشار ہو کر وزیر سے بولا کہ ایک عورت لاؤ کہ مین نکاح کرون وزیر نے
عرض کیا کہ ای جہان کی پناہ اس شہر کا طریق یہہ ہی اگر عورت مرے تو معہ خصم مدفون کرتے
ہین اور مرد مرے تو معہ عورت مدفون ہو اگر اس طریق کو حضور قبول کرین تو بندہ نوازی ہی
اور بندہ اپنی دختر کو باندی پنے مین دیتا ہی غرض عمر معدی کرب تو شہوت کے نشے مین بیفکر
تھا وہ طریق قبول کر لیا تب وزیر نے اپنی دختر اجل رسیدہ کو معدیکے نکاح مین دیا جب اُسنے
عمر معدی نے مجامعت کی اتفاقاً وہ بیچاری مرگئی تب وزیر نے صبح کو آکر موافق رسم کے عمر معدی
کی قبر تیار کروا کے بیٹی کو نہلا کے اور کفن وغیرہ پہنا کر طرف مکان کے معہ مجمع لیچلا اور عمر معدی بھی
ضرور انکو ہمراہ چلے جب قریب قبر کے پہنچے تب اس وزیر نے عرض کی کہ ای جہان پناہ اب آپ
تابوت لیکر قبر مین جاوین تب عمر معدی نے فرمایا کہ تو وحشی ہی کہ زندہ آدمی کو کوئی بھی زمین مین
گڑتا ہی کہ مین گڑون تب وزیر نے عرض کی کہ آپنے عرض اسعد ویکی اور طریق بستی کے قبول
فرمائے تھے پس الکریم اذا وعد وفا اپنی اقرار سے مبدل ہونا مناسب نہین ہی عمر معدی بولے کہ مین
ایسا رسم اپنے ملک مین جاری نرکھونگا یہہ کہہ کر بولا کہ مجھے اسوقت بھوک لگی ہی کھانا لاؤ تب وزیر

نے اسوقت کو غنیمت جان کر کھانے مین دارو بیہوشی کی ملا کر روبرو عمر معدیکے لا رکھا مجرو کھانے
کے عمر معدی بیہوش ہوا تب وزیر نے سر سے پاؤن تک زنجیرون سے باندھہ ہوشیار کیا اور کہا کہ
اب تابوت دانتون مین پکڑ کر قبر مین اترو عمر معدی نے ہرگز انکا کہا نمانا اور وزیر کو مارنیکو فرمایا تھا ایسے
مین بفضل خدائے عزوجل امیر حمزہ بھی اس غلغال مین وہان آئے اور حقیقت گذشتہ مفصل
دریافت کرکے بطور تمسخر کے فرمایا کہ ای شخص مرد جو اقرار کرتے ہین سو ادا کرتے ہین تم کیون نہین
ادا کرتے ہو عمر معدی نے حمزہ کو نہ پہچانا اور بولا کہ ای وحشی مین نے تو یہہ اقرار نہین کیا ہی جواب
ادا کرون وزیر بولا اگر تم یہہ اقرار نکرتے تو میری بیٹی نمرتی تب حمزہ نے پوچھا کہ ای شخص تیرا
کیا نام ہی تب عمر معدی نے اپنے نام سے آگاہ کیا اور یہہ بھی کہا کہ سرلشکر حمزہ کی فوجکا ہون امیر
نے فرمایا کہ لشکر مذکور سے کسطرح جدا ہوا عمر معدی نے کہا کہ لشکر معہ مہرنگار تجہ مین ہی اور مین بھوک
سے عاجز ہوکر انسے بیوفائی کرکے آنے سے اس نتیجہ کو پہنچا جب امیر نے یہہ کلام غم التیام عمر معدی
سے سنا تب آپ اشکبار ہوئے اور گھوڑے پر سے اُتر کر بند عمر معدیکے دور کئے تب عمر معدینے وزیر
کو معہ تمام عالم مارنیکا ارادہ کیا غرض امیر نے منع کیا ہر چند نہین سُنا تب سارا عالم پکار کر
کہنے لگا کہ ایمرد اجنبی تمنے اس غول بیابانی کو چھوڑا ہی تو پھر باندھو ہم ہمکو یہانکا بادشاہ بناوینگے
تب امیر نے جاکر پشت سے عمر معدیکے پاؤنکو ایسا دبایا کہ عمر معدی عاجز ہوگئے اور پوچھا کہ ای شخص
تو کون ہی امیر نے فرمایا کہ مین قاصد امیر حمزہ ہون کوہ قاف سے آتا ہون عمر معدینے پوچھا حمزہ
کیا کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ حمزہ اسماپری سے عیش مین مشغول ہین عمر معدی نے کہا مجھے کبھی حمزہ
یاد کرتا ہی یا نہین امیر نے فرمایا کہ مہرنگار اور عمر بن عمیہ کو اور دوسرے یارونکو یاد کرتے ہین تمھارا
تو نام بھی کبھی زبان سے نہین لیتے ہین تب عمر معدینے کہا کہ افسوس کہ وہ عرب مجھے کبھی یاد نہین
کرتا ہی تب امیر نے فرمایا کہ اگر حمزہ کو تو دیکھیگا تو پہچانیگا عمر معدینے کہا ای نادان مین اور حمزہ
بچپن سے ساتھی ایک جگہہ پرورش ہوئے ہین کیون نہ پہچانونگا تب امیر نے فرمایا کہ جو شکل
میری ہی وہی شکل حمزہ کی بھی ہی عمر معدینے کہا تو خلاف کہتا ہی حمزہ کو ڈاڑھی نہین ہی
امیر نے فرمایا اب ڈاڑھی نکلی ہی یہہ کہکر پوستین مرغ سمندر ونکی دور کئے تب عمر معدینے اس
خال کو جو حمزہ کے گال پر تھا دیکھکر پہچانا اور دوڑکر امیر کے قدمونپر گرا تب امیر نے عمر معدیکو گلے لگایا

اور دونو ملکر اتنا روئے کہ مرغ و ماہی انکے آہ و زاری سے بیقرار ہوکر روئے اور وہانکے وزیر اور لوگون نے عقل سے دریافت کیا کہ حمزہ یہی ہین پس امیر کو بہزار تعظیم و تکریم سے شہر مین لیجا کر شرط مہمانداری بجالائے اور دوسرے روز امیر نے عمر معدی سے حقیقت مہر نگار کی اور کیفیت عمر بن عمیہ وفادار اور باقی یاران غمگسار کی دریافت کی واللہ اعلم بالصواب

داستان اکتالیسوین

دوسرے روز امیر نے معہ عمر معدی و آشوب و بہلول راہ تنجہ کی لی تھی کہ راہ مین ایک ندی نظر آئی اور اسمین ایک صندوق بہا جاتا تھا امیر نے آشوب ملاح کو فرمایا کہ وہ صندوق جو بہا جاتا ہی جلد لاؤ آشوب بموجب ارشاد کے تیر کر گیا اور اس صندوق کو کنارے پر لایا مگر امیر کی خدمت مین لا نہین سکا کیونکہ پر وزن تھا تب آکر عرض کیا تب امیر نے عمر معدیکو فرمایا کہ تم جاکر وہ صندوق لاؤ تب عمر معدی نے آکر دیکھا کہ صندوق مین البتہ کوئی نقدشی ہی یہہ تصور کر کے صندوق کو وہین کھولا پس اسمین سے ایک دیو بدشکل نے نکلکر عمر معدیکا گلا پکڑلیا ایسا کہ عمر معدی کی آواز بند ہو گئی اور اتنا بیطاقت ہوا کہ امیر کو اطلاع نکر سکا ویسے مین ایک بزرگ پیدا ہوا تب عمر معدی نے سب حقیقت اُنسے کہی تب اُنھون نے فرمایا کہ دیو اتنا بڑا اتنی چھوٹی صندوق مین کیونکر سما ویگا یہہ بات جھوٹ ہی دیو نے کہا کہ اگر جھوٹ جانتے ہو تو مین آپ پھر اندر جاتا ہون یہہ کہکر وہ دیو صندوق مین گیا تب اس بزرگ نے صندوق کو محکم بند کیا اور عمر معدی شکرانہ ایزدی ادا کیا اور صندوق کو امیر کے حضور مین لاکر حقیقت گذشتہ مفصل عرض کی تب امیر نے فرمایا کہ وہ حلال مشکل خواجہ خضر تھے پھر وہان سے تنجہ کو روانہ ہوئے جب نزدیک آئے اور قلعہ نظر آیا تب امیر نے فرمایا کہ ای عمر معدی تم معہ آشوب و بہلول آہستہ آؤ مین آگے جاتا ہون یہہ فرماکر امیر تو آگے بڑھے اور اسی روز مہر نگار دلفگار بولی کہ آج تو تاریخ اٹھارہ برس کی تمام ہوئی اگر آج حمزہ آئے تو خوب ہی نہین تو بزرجمہر کا کہنا غلط جانونگی یہہ کہکر دلمین تصور کیا اور کوہ قاف کیطرف بالاخانہ پر سے محل کے دیکھتی تھی **فرد** بیا رصبح شد که نسیمی امیر سید ؛ ایگل مگر تو پائی صبا راشکستہ ؛ پس اسیوقت دو پرندے ہوا پرا جل رسیدہ اڑے جاتے تھے اُنکو دیکھہ کر مہر نگار بولی کہ اگر میرا تیر ان دونو جانورونکو نشانہ کرے تو سچ جانونگی

کہ حمزہ آج آوینگے اور اگر خطا ہووے تو ملاقات میسر نہین خالی ہی پس یہہ نیت کرکے تیر چلایا اس تیر نے دونو جانورونکو چھیدا اور روبرو امیر کے جا پڑا حمزہ نے جب کہ تیر مہرنگار کا دیکھا تو اُسے سر و چشم پر رکھکر اشقر پر سے اتر کر پرونکو جانورونکے صاف کرنے لگے وہان قلعہ مین سے عمر بن عمیہ دونو طائرون کو لینے باہر آیا سو دیکھتا کیا ہی کہ ایک شخص پوستین پہنے ہوئے پر جانورونکے صاف کر رہا ہی عمر بولا کہ امیر دوشی یہہ مرغ میری ملک ہین تو کس لیئے پر انکے نکالتا ہی بھلا چاہتا ہی تو مجھے دے غرض جبکہ حمزہ نے عمر بن عمیہ کو دیکھا تو دلمین مسرور ہوئے اور شکر خدا کا ادا کیا مگر جواب عمر کو نہین دیا تب عمر نے نزدیک آکر کہا کہ یہہ مرغ مال میرے ہین مجھے دے تب حمزہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے روبرو ڈالے ہین تجھے زنہار ند ونگا عمر نے کہا کہ مہرنگار نے تیر سے مارے ہین انکو لیجاکر بتاتا ہی یہہ شکار جلد دے امیر نے فرمایا کہ مہرنگار کون ہی عمر نے کہا کہ عورت حمزہ کی دختر نوشیروانکی ہی حمزہ نے فرمایا کہ مین بھی حمزہ کے نزدیک سے مہرنگار کے پاس کوہ قاف سے آیا ہون تب عمر نے کہا کہ حمزہ کس شغل مین ہی امیر نے فرمایا کہ شہرستان زرین مین اسما پری سے عیش مین مشغول ہی اور مجھے تئین مہرنگار کے پاس بھیجا ہی اور حقیقت حمزہ کی مہرنگار کو کہونگا عمر نے کہا کہ سوار ہو کہ مین تجھے مہرنگار کے پاس لیچلتا ہون امیر سوار ہوئے اور برابر عمر بن عمیہ کے مہرنگار کے دربار مین گئے جب نظر کافرونکی امیر پر پڑی تب بزرجمہر سے کہا کہ ای بزرجمہر تو کہتا تھا کہ حمزہ کوہ قاف سے اٹھارہ برس کے بعد آویگا پس آج اٹھاروان برس تو تمام ہوا ہی اب حمزہ کہان ہی بزرجمہر نے کہا کہ وہ سوار آتا ہی سو حمزہ ہی نوشیروان نے کہا یہہ سواری حمزہ کی نہین ہی یہہ کوئی دوسرا ہی ہی پس امیر حمزہ خندق کے نزدیک آئے اور اشقر پر سے اترے اور جست مار کر پار خندق کے گئے اور اشقر کو کہا کہ جب مین بلاؤنگا تب تو آئیو پس زوبین نے دیکھا اور کہا کہ یہہ گھوڑا جو امیر حمزہ خندق پر چھوڑ گیا ہی جاؤ اور شتابی اسے پکڑ لاؤ غرض زوبین کے حکم سے مغل دوڑے اور اشقر کو گھیرا تب اشقر مغلون پر پڑا کسیکو دانتون سے اور کسیکو لاتون سے مارنے لگا جب مغل بہت مارے گئے تب بھاگے پس اشقر لتو کودا اور کودتا گیا تب نوشیروان اور تمام کافر بولے کہ اگر گھوڑا حمزہ کا ایسا نہوتا تو اسے ایسی دلاوری کہانسے نمود ہوتی بعد زوبین اور بختک خجل ہوئے

اور امیر اشقر پر سوار ہوکر محل مین مہرنگار کے گئے پس عمر نے اندر جاکر مہر نگار سے کہا کہ کوہ قاف سے
حمزہ نے قاصد کو روانہ کیا ہی سو وہ قاصد ایسا بولتا ہی کچھ احوال حمزہ نے کہا ہی اور یہہ کہا
ہی کہ یہہ حقیقت مہر نگار کے کان مین کہیو کہ غیر نہ سُنے مہر نگار نے عمر سے کہا کہ وہ حقیقت کیا ہی سو
دریافت کرکے آؤ تب عمر نے آکر کہا کہ ای شخص وہ کیا کیفیت ہی اسنے کہا کہ مجھے حکم امیر کا یہہ ہے
کہ سوا مہر نگار کے کوئی غیر نہ سُنے جب عمر نے کہا کہ ای دیوانے مہر نگار کو آج تک آفتاب نے نہین
دیکھا تیرا گذر وہانتک کیونکر ہوگا امیر نے فرمایا مین سوائے مہر نگار کے اور کسیسے نہ کہونگا تب تو عمر لاچار
ہوکر پردہ باندھکر اُدھر مہر نگار کو کھڑا کیا اور اِدھر حمزہ کو بٹھایا یک حمزہ دوڑے اور مہر نگار
کو سینہ فراق دیدہ سے ملائے اور مہر نگار امیر کے قدمون پر گر پڑی ویسے مین عمر جلدی سے
پوستین و کلاہ نکالکر دیکھتے ہین کہ حمزہ ہین محل مین شور عشرت و آواز فرحت پیدا ہوئی اور
ہر ہرکے دلمین دریائے خوشی اُبلنے لگا اور عاشق و معشوق ملکر خوب روئے اور حروف فراق دلکے
دفتر سے دھوئے اور دیر تک عذر و معذرت مین مشغول رہے غرض کہ دلہائے خزان
دیدہ فراق چشیدہ نے نسیم وصل سے سیرابی تازہ و شادمانی بے اندازہ حاصل کی بعد امیر
نے حقیقت کافرونکی دریافت فرماکر معہ فوج ظفر موج سوار ہوکر میدانکو عزت بخشے اور نقارے
جنگ کے بجوائے اور امیر نے اشقر پر سوار ہوکر میدان مین دوڑاکر فرمایا کہ جو کوئی جانتا ہی تو جانے
نہین تو آپ پہچانے کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون کہ خدا تعالی نے مجھے توفیق رفیق دی کہ کوہ
قاف مین جاکر مین نے دیو ونکو اور بلاؤن کو گھوڑ دلکے اور کتونکے و بیلونکے ہاتھیونکے اونٹونکے
سروالونکو مارکر فنا کیا اور اللہ تعالی نے پھر مجھے یہان سلامت پہنچایا ہی تب عمر معدیکرب کا
صندوق منگاکر فرمایا کہ کھولو جب عمر معدیکرب نے وہ صندوق کھولا اسمین سے ایک دیو پہاڑ کے جیسا نکلا اور
راہ بھاگنے کی لی امیر نے اشقر کو دوڑاکر تلوار سے ایسا مارا کہ سر اسکا مانند گیند کے اُڑا غرض
وہ سر امیر نے کافرونکے لشکر مین پھینکے بہت سے کافرونکی کمرین ٹوٹ گئین اور بہت سے کافر سوار
ہوکر بھاگے تب امیر پکارے کہ کون مرد ہی جو میدان مین آویگا تب بھانجا زوبین کا میدان مین
آیا اور امیر پر تلوار چلائی امیر نے تلوار اسکی رد کی اور اسکی پنڈلی پکڑکر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے
دوسری پنڈلی پکڑکر خدا کا نام لیکر اسے چیر کر دو طرف دو ٹکڑے ڈال کر کافرون پر چلے اور دونو

ہاتھونسے تروارین مارنے لگے ایسا مارا کہ لہو کے دریا بہائے اور سران کافرونکے مانند حباب کے دریائے خونمین تیرتے تھے غرض مارتے مارتے نوشیروان تک پہنچے تب نوشیروان اور زوبین بھاگے تب امیر نے اپنے لشکر کو فرمایا کہ مار و انکافرون کو جو بھاگ گئے ہین پھر تو عربون نے بھی ایسے کافرمارے کہ کشتو کے پشتے باندھے اور لوتھون پر لوتھین گرادین اور لہو کے ندیان جاری ہوئین اسکا حساب سوائے خدا کے کوئی نجانے تب اسباب و خزانہ اور ہزار چوبی ڈیرہ و بارگاہ چہل ستون معہ مال و متاع لوٹمین ملا اور چار کوس تک انکا عقب کیا بعد فتح کے نقارے بجاتے ہوئے پھرے اور جائے پاکیزہ دیکھکر ڈیرہ مذکور دیکر اسمین امیر اُترے حکم مجلس آرائیکا دیا تب ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے بعد تناول طعام کے پیالہ گردش مین آیا شراب پیکر یاران حمزہ سب خوشی سے جشن مین مشغول ہوئے اور نوشیروان بھاگ کر دمشق کو گیا بادشاہ وہانکا ہوم دمشقی تھا کہ چالیس من سونیکی اینٹ میدان مین رکھکر اسپر ایک پاؤن سے کھڑا رہتا اور چارسو پہلوان ملکر زور کرتے لیکن زنہار پاؤن ہوم کا نہ ہلا سکتے اور جب ہوم پاؤن اپنا جھٹکتا تو سب پہلوان دور جاکر گر پڑتے جبکہ ہوم دمشقی کے مکان کے نزدیک نوشیروان جاکر اترا تب بختک سے کہا کہ جاکر تو ہوم دمشقی کو لیکر آ تب بختک ہوم کے دربار مین گیا اور سجدۂ نیاز ادا کیا تب ہوم نے کہا کہ جس بادشاہ کو ایسا وزیر ہو تو وہ البتہ سرگردان رہیگا تب بختک نے تمام قصہ حمزہ کے مارنیکا اور نوشیروانکے بھاگنے کا ابتدا سے انتہا تک مفصل عرض کیا ہوم نے کہا تو جا اور نوشیروان کو یہان لا اگر حمزہ یہان آویگا تو سزا پاویگا بختک پھر کر آیا اور حقیقت ہوم کی نوشیروان سے کہی تب نوشیروان نے کہا کہ ای حرامزادے تو نے میرا مرتبہ یہانتک پہنچایا کہ مین یہان آیا اور ہوم نے استقبال نکیا یہہ کہکر بختک کو کتنے دُرّے مارنے کو حکم کیا تب زوبین گاؤمیش نے بزرجمہر کی خدمتمین عرض کی کہ ای وزیر نیک تدبیر دستگیری کرو تب بزرجمہر بحکم ضرورت بڑی جاہ و حشم سے ہوم کی دربار مین تشریف لیگئے تب ہوم نے اُنکے رعب سے تعظیم دیکر نزدیک بٹھایا اور پوچھا کہ ای خواجہ کدھر قدم رنجہ فرمایا بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ ہفت کشور کا تمھارے طرف آتے اور تم استقبال نکرو یہہ کیا بات ہی جلد بادشاہ کو تخت پر بٹھاؤ تب ہوم نے بدستور معہ بزرجمہر استقبال کرکے بادشاہ کو لاکر تخت پر بٹھایا اور کہا کہ ای بادشاہ خاطر جمع رکھنا اگر حمزہ یہان آویگا تو اسکے کان سے سر جدا کرونگا تب بادشاہ وہان فراغت

سے رہنے لگا

سے رہنے لگا

داستان بیالیسوین

واللہ اعلم بالصواب

جبکہ سلطان نشان و حلقہ فلک گوش گردنکشان یعنے امیر کشور گیر جہان ستان امیر حمزہ نے نوشیروان کو بھگایا اور اسباب اسکا سب لوٹا اور سب پہلوان اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے اور خوشی سے چالیس روز وہان جشن مین رہے ایکروز امیر نے عمر کو فرمایا کہ کچھ خبر ہی کہ نوشیروان بے ایمان کہان گیا ہی تب عمر نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ ہوم دمشقی کے یہان پناہ لیکر آپکا منتظر ہی تب امیر نے بھی کوچ کیا بعد قطع منازل وطی مراحل دمشق کو پہنچے اور عباس کو فرمایا کہ ہوم کو نامہ رقم کرو تب عباس نے بعد حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہؑ کے یہہ مضمون لکھا کہ ہوم دمشقی کو معلوم ہووے کہ مین حمزہ بن عبدالمطلب ہون اللہ تعالی نے مجھے کوہ قاف کو لیگیا تھا سو اٹھارہ برس مین وہانکے سب دیو اور بلائین جو کہ نقلین فنا کین اور میرے گئے بعد یہہ کافر اٹھارہ سال تک مہر نگار کا قصد کرکے میرے لشکر کو ملک ملک پھراتے رہے پھر اللہ تعالی نے انکا فرمنکے مقہور کرنے کو مجھے یہان پہنچایا تب اُن سبکو مارکر بھگایا تب یہہ کافر سب جمع ہوکر تیرے نزدیک آئے ہین اگر تو بھلا چہتا ہی تو مال خراج کا اپنی گردن پر لیکر حاضر حضور ہدایت معمور مین ہوکر دین ابراہیم خلیل اللہ کا قبول کریگا تو امن دونگا نہین تو تجھے جیتا سولی پر چڑھاؤنگا اور تیرے قلعہ کی خشت خشت جدا کرکے گدھیکا ہل پھراؤنگا اور تیرے لشکر کو ایسی خواری سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے جبکہ یہہ خط تمام ہوا حمزہ نے وہ خط عمر کو دیا اور وہ ٹوپی جو دیوستانین سے لائے تھے سو یاد کرکے عمر کو مرحمت فرمائی عمر نے کہا یہہ ٹوپی کس کام میرے آویگی تب امیر نے وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو سب کی نظر سے غائب ہوئے تب تو سب متعجب ہوئے تب حمزہ نے وہ ٹوپی سر سے اتاری اور عمر نے اُسے لیکر بوسہ دیا اور کہا کہ اول نوشیروان بعد زوبین اور بختک کے بیٹیان چرالاتا ہون امیر نے فرمایا کہ اگر تو ایسے کام کریگا تو مردان عالم میرا نام بدنام کرینگے مین تجھے یہہ ٹوپی ہرگز نہ دونگا تب عمر نے کہا کہ ایسا فعل نکرونگا اور قسم کھائی تب حمزہ نے وہ ٹوپی عمر کو عنایت فرمائی تب عمر خط لیکر ہوم کے دربار مین گئے دربانون نے ہوم کو خبر کی زوبین نے نام عمر کا سنتے ہی کہا افسوس ہی کہ ہزار حمزہ اگر ہوتے مگر ایک عمر نہوتا اور آتے خدا کام نڈالے ہوم نے کہا وہ کیا ایسا جوانمرد ہی زوبین نے کہا کہ بڑے جوانمردونکی داڑھیان مونڈھتا ہی اور خراج داڑھی کا

لیتاہی اور بڑے بڑے جوانمردون کو لاتین مارکر پیٹے سر سے نکالتا ہی تب ہوم کے حکم سے عمر کو اندر بلایا جب عمر دربار مین آیا اور خط حمزہ کا دیا تب ہوم عمر کو دیکھکر ہنستے ہنستے بیہوش ہوا عمر نے کہا کیون ہنستا ہی ابھی رو ویگا ہوم نے کہا کہ ایسا کون ہی جو مجھے رلا دیگا عمر نے کہا مین تجھے رلاؤنگا تب ہوم نے کہا پکڑو اس عیار کو سپاہیون نے قصد عمر کا کیا عمر نے ٹوپی پہن لی سبکی نظر سے غائب ہوئے تب تو کافر یہہ دیکھکر بہت حیران ہوئے تب عمر نے ہوم کے سیدھی طرف آکر بازو پر ایک لات ایسی ماری کہ بازو اسکا بناگوش تک پھڑکنے لگا اور اس طرف وزیر ہوم کا بیٹھا تھا پس اسکی گردن مین ہوم نے مکی مارکر کہا ایحرامزادے میرے تئین مکی ماری وزیر نے کہا غلام کا کیا مقدور ہی جو آپ کو مارے بعد عمر نے بائین طرف آکر ایک لات اور ہوم کو ماری اسطرف کو زوبین تھا ہوم نے کہا ای زوبین کیون تو نے مارا تب زوبین نے کہا یہہ ... بعد ہوم نے دونو ہاتھ پیٹ پر رکھے تا کہ عمر چھری نمارے تب زوبین نے کہا کہ عمر لات اور مکی کریگا مگر جان سے کسیکو نماریگا القصہ عمر نے اتنی لاتین مارین کہ ہوم کا سر پھرنے لگا اور دور جاکر کھڑا رہا بعد عمر نے ٹوپی نکالکر کھڑے رہکر کہا ای ہوم مین نے کہا تھا کہ مت ہنس کہ رویگا تب ہوم نے کہا کہ مین تجھ سے کام نہین رکھتا ہون مگر حمزہ ہی اور مین ہون عمر نے کہا میرے خط کا جواب دے ہوم نے خط پڑھکر جواب دیا کہ حمزہ سے بولنا کہ میری تیری جنگ ہی اور ہزار درم عمر کو دیکر رخصت کیا عمر نے آکر امیر سے سب حقیقت ظاہر کی تب امیر نے فرمایا کہ مجھے ہوم کو دکھا عمر نے کہا کہ آؤ تو دکھاتا ہون تب حمزہ معہ عمر شب کو جاکر خندق پار ہوکر کمند کنگرہ کو لگا کر دیوار قلعہ کی پار ہوکر ایک دوکان مین سو گئے جب فجر ہوئی اور ہوم کے زور آزمائی کا شور ہوا تب عمر نے ڈول اپنا سوداگر و نکا سا بنایا اور حمزہ کو کہا کہ جب مین کہونگا کہ ای فولاد آ تب تم آنا امیر نے قبول کیا دونو یار اس غلغال مین گئے اور ہوم نے سونیکی اینٹ پر پاؤن رکھا اور چار سو پہلوان ملکے زور کرنے لگے مگر پاؤن ہوم کا ہلا نسکے تب ہوم نے اپنا پاؤن جھٹکا سارے پہلوان دور جاکر گرے تب عمر روبرو ہوم کے گئے اور کہا ای بادشاہ میرا ایک غلام زبردست ہی اور ہمیشہ میریکو ایذا دیتا ہی تم کو اسوقت دیکھکر عرض کرتا ہون کہ اسکو ادب سکھاؤ ہوم نے کہا کہ بلا اس غلام کو تب عمر نے پکارا کہ ای فولاد آ تب حمزہ آئے تب زوبین اور بختک بولے کہ اس

سوداگر کا ڈول عمر کا ہی اور چال بھی عمر کی ہی اور جبکہ عمر یہان ہی تو حمزہ بھی ہوگا یہہ تصوّر کرکے لشکر کو تاکید کی کہ سب تیار رہو اور قلعہ کے دروازے بند کروائے جبکہ حمزہ ہوم کے روبرو گئے تب ہوم نے کہا کہ ای غلام تو کیون اپنے صاحب کا مطیع نہین رہتا امیر نے فرمائے مین اسکا غلام نہین ہون تب ہوم نے کہا الی سوداگر تیرا غلام غلامی سے منکر ہوتا ہی عمر نے کہا کہ بے ادب ہی ذرا نصیحت کرو تب ہوم نے پاؤن اینٹ پر رکھکر کہا کہ اٹھاؤ حمزہ نے فرمایا مین پیشدستی نہین کرتا ہون تو اوّل میرا پاؤن اٹھا بعد مین اٹھاؤن گا تب تو کافرونکو یقین ہوا کہ حمزہ یہی ہی کہ پیش قدمی نہین کرتا ہی تب امیر نے پاؤن اینٹ پر رکھا ہوم نے ہرچند زور کیا لیکن سرمو پاؤن امیر کا نہلا سکا بلکہ ہوم کی انگلیون سے ونل قطرے لہو کے ٹپکے تب عاجز ہوکر ہاتھ چھوڑ دیا اور آپ پاؤن اینٹ پر رکھا حمزہ نے بائین ہاتھ سے پاؤن اس کافر کا پکڑکر خدا کا نام لیکر اسے اٹھاکر زمین پر پچھاڑا اور عمر نے اینٹ سونیکی اٹھاکر توبرے مین داخل کرلی بعد زوبین نے لشکر کو پکارا کہ حمزہ تنہا پیادہ ہی سب ملکر یکبارگی حملہ کرو پس وہین کافرون نے امیر اور عمر پر نرغہ کیا تب حمزہ بھی تروار خونخوار میان سے نکال کر کافرون پر پڑے اور تیغ بیدریغ مارنے لگے اور عمر حمزہ کی پشت پر رہکر کافرونکو نفت کے شیشہ سے جلاتے تھے اور شور شہر مین پڑا کہ گویا محشر برپا ہوا اور پہلوان امیر کے بھی آکر قلعہ کو بھڑے اور مغل بھی جی توڑکر لڑتے تھے اور جسوقت حمزہ بہت بیہوش ہوتے تو ننگے سر سے تروارین دودستی مارتے تھے غرض کہ یہان بھی ویساہی ہوا تب مردک بختک نے ہوم اولاد بوم کو کہا کہ حمزہ بیہوش ہوکر برہنہ سر ہے اسوقت تو تروار سر پر ماریگا تو کام تمام حمزہ کا ہو جاویگا ہوم شوم نے کہا کہ اگر عمر حمزہ کی پشت سے دور ہو تو البتہ مارون گا تب مردک بختک نے کافرون کو اشارہ کیا تب سب کافرون نے عمر پر نرغہ بہت کرکے حمزہ کی پیٹھ سے دور کیا اور ہوم اولاد شوم نے پیچھے سے آکر تروار حمزہ کے سر پر ماری کہ بمقدار چار انگل کے زخم لگا اور امیر ہوشمین آکر پھرے تاکہ مدعی کو مارین وہ نامرد ڈرکر بھاگ جاکر کافرون مین چھپا اور امیر قلعہ کے دروازہ کولات سے توڑکر باہر گئے اور خندق کے کنارے پر بیہوش ہوکر گر پڑے تب پہلوان عرب کے امیر کو اٹھاکر اپنے لشکر مین لائے اور کافر باہر نکل کر امیر کی فوج سے لڑنے لگے جب لشکر امیر کا حلب کو پہنچا تب بادشاہزادے حلب کے باہر آئے اور کافرون کو مار کر امیر کی فوجکو قلعہ مین لیجاکر

دروازے بند کر کر خندقین پانی سے بھر کر فصیلون پر سے کافرونکو مردار کرتے تھے اور نوشیروان بے ایمان نے ہوم شوم سے پوچھا کہ حمزہ کو کسقدر زخم لگا ہی اُس موذی نے کہا کہ حلق تک پہنچا یا ہی نوشیروان نے کہا کہ اگر اسقدر زخم لگتا تو حمزہ دروازہ نتوڑتا حمزہ تو جیتا ہی مگر زخم کاری لگا ہوگا اب کس صورت سے قلعہ کو فتح کرنا بختک نے کہا کہ ہماری مددگاری کو سب ملکونسے لشکر آئیگا کیونکہ ہر طرف نامے روانہ کئے ہین اب روز بروز لشکر جمع ہوتے ہین جبکہ سب جمع ہوئے پھر قلعہ ہاتھ مین آنا ادنی کام ہی نوشیروان کو یہہ کہا اور تمام ملکونمین حمزہ کے وفاتکی خبر لکھا تھا چنانچہ جو بادشاہ اہل اسلام تھے یہہ حقیقت سُنکر مکدّر و متفکّر ہوئے اور ماتم غم و الم ادا کیا اب یہہ احوال سنو کہ ناصر شاہ کی بیٹی نے کہ رومال مذکور سے اپنا جسم پاک کیا تھا سو خدا کی قدرت کاملہ سے وہ حاملہ ہو کر اُسے فرزند تولّد ہوا تھا اور نام اس بچہ کا ناصر شاہ نے عمر بن حمزہ یونانی رکھا تھا اور تمام عالم اسے ناصر شاہ کا فرزند کہتے تھے غرض کہ اس ایّام مین وہ فرزند جو بیس برس کا ہوا تھا بعد ناصر شاہ نے عمر بن حمزہ سے کہا کہ ای فرزند فرمان نوشیروان کا آیا ہی کہ لشکر سمیت حلب کو آؤ اور حلب کو فتح کرو کہ حمزہ موا ہی عُمر بن حمزہ نے کہا کہ چلنا اور مدد بادشاہ کی کرنا ناصر شاہ نے کہا کہ حمزہ تیرا والد تھا عُمر بن حمزہ نے کہا کہ کیا ہوا جو تھا غرض کہ عمر بن حمزہ اور ناصر شاہ حلب کو روانہ ہوئے پس کتنے روز مین کافرونکے لشکر مین پہنچے جاسوسون نے خبر کی کہ عمر بن حمزہ آیا ہی بختک نے دربانونکو تاکید کیا کہ عمر بن حمزہ کو اندر نہ چھوڑا اور ناصر شاہ کو آنے دو غرض جبکہ ناصر شاہ دربار مین آیا اور عمر بن حمزہ کو دربانون نے منع کیا تب عمر بن حمزہ نے ایک مکّی چوبدار اجل رسیدہ کو ایسی ماری کہ وہ موذی مردار ہوگیا اور شور تمام دربانون مین پڑا یہہ خبر نوشیروان کو ہوئی تب بادشاہ نے ناصر شاہ کو کہا کہ تیرا بیٹا ہمارے چوبدارونکو کسواسطے مارتا ہی تب ناصر شاہ بولا کہ میرا فرزند دیوانہ ہی چوبدارون نے اُسے اندر آنے کو منع کیا ہوگا پس اسنے اس لئے مارا نوشیروان نے چوبدارون کو اندر بُلا کر پوچھا کہ ناصر شاہ کے فرزند کو کیون نہ آنے دیا وہ بولے کہ ہمین بختک نے حکم دیا سو ہمنے ادا کیا تب بادشاہ نے بختک کی طرف دیکھا اس ملعون نے بادشاہ کے کانمین کہا کہ یہہ فرزند حمزہ کا ہی ناصر شاہ کا نہین ہی بادشاہ نے کہا کہ حمزہ نے مہرنگار سے اقرار کیا تھا کہ دوسری عورت سے کبھی نملونگا یہہ فرزند کسطرح تولّد ہوا تب بختک نے حقیقت رومال کی سنائی بعد بادشاہ نے ناصر شاہ کو

بلاکر بٹھایا اور وہ آداب بجالاکر بیٹھا اور عمر بن حمزہ نے تو سلام بھی بادشاہ کو نہین کیا بعد سفرہ موجود ہوا
اور انواع اقسام کی نعمتین حاضر ہوئین اور تمام بادشاہون اور وزیرون نے تناول کئے مگر
عمر بن حمزہ نے کھانا نہ کھایا تب بادشاہ نے کہا کہ ایجوان تو کس لئے کھانا نہین کھاتا ہی عمر بن حمزہ
نے کہا کہ تیرا کھانا کھاکر تجھہ سے لڑنا کام جوانمردونکا نہین ہی بادشاہ نے کہا کہ تجھہ سے کون
جنگ کرتا ہی تب عمر بن حمزہ نے کہا کہ تو نے میرے باپ کو مارا ہی بادشاہ نے کہا تیرے باپکو
ہوم دمشقی نے مارا ہی مین نے نہین مارا اور یہہ کھانا میرا ہی ہوم کا نہین یہہ بولکر تازی نعمتین
منگاکر اسکے روبرو رکھین تب عمر بن حمزہ نے تناول فرمایا اور جام صہبائے ارغوانیکا پھرنے
لگا جب شراب پیکر ذراسر خوش ہوئے تب ہوم نے کہا ای بختک بول کہ مین نے حمزہ کو کسقدر زخم
مارا بختک نے کہا کہ تو ہی بیان کر تب ہوم نے کہا کہ ایسا زخم لگایا کہ اسکے حلق تک تروار پہنچا یا ہون
تب عمر بن حمزہ سنکر جوش مین آیا اور ہوم لاف زنی کرنے لگا تب عمر بن حمزہ نے فرمایا کہ ای کافر
حرامزادے چپ رہ نہین تو ابھی تیرا سر کاٹونگا ہوم نے کہا کہ یہہ جوان کون ہی جو ایسا کہتا ہی
بختک مردک نے کہا کہ یہہ فرزند حمزہ کا ہی تب ہوم نے گرز نکالکر عمر بن حمزہ پر چلایا عمر بن حمزہ نے
گرز اسکا پکڑکر اسے جھٹکا دیکر چھین لیا اور آپ وہ گرز اُسپہ پھر چلایا اسنے بھی وہ گرز پکڑ لیا تب عمر بن
حمزہ نے اسکے دونو کان پکڑکر نوشیروانکے تخت پر دے مارا تب اسے نوشیروان نے آپ بچالیا
بعد ہوم اجل رسیدہ اٹھکر عمر بن حمزہ کے روبرو آیا تب عمر بن حمزہ نے تروار خونخوار نکالکر بر سر
ناہنجار ایسی ماری کہ وہ کافر مردار ہوکر برابر دو ٹکڑے ہوکر داخل السقر والنار ہو گیا تب نوشیروان
اور زوبین معہ لشکر سوار ہوے اور عمر بن حمزہ نے نعرہ مارا اور اُنکافرونمین پڑکر ایسی تروارین
مارے کہ سر اُنکے مانند گیند کے اڑتے تھے اور لہو کے دریا بہائے اور اس عرصہ مین زخم امیر
حمزہ کا بھی درست ہوا تھا کہ مہرنگار کے نزدیک بیٹھے تھے اتنے مین آواز عمر بن حمزہ کے نعرہ کی
امیر کے گوش زد ہوئے امیر نے عمر بن عمیہ کو فرمایا کہ جاؤ اور دیکھو نعرہ کون مارتا ہی خبر لاؤ تب
عمر بن عمیہ نے آکر دیکھا کہ ایک جوان دلاور مثل شیر بکریونمین پڑکر مارتا ہی جب ناصر نے عمر کو دیکھا
تب عمر کو گلے لگایا عمر نے پوچھا کہ یہہ نوجوان کون ہی ناصر نے کہا کہ فرزند حمزہ کا ہی اور حقیقت
رومال کی کہی عمر خوش وخورم ہوا اور شکر خلاق عالم کا کرتا ہوا حضور مین حمزہ کے آکر حاضر ہوا

اور عرض کی امیر بھی اسیوقت معہ فوج ظفر موج تیار ہوکر باہر آئے اور ہزار چوبی ڈیرہ
استادہ کروا کر آبیٹھے اور عمر بن حمزہ بھی کافرونکو مار کر فتح و نصرت سے آکر باپکی جناب اقدس
مین قدم بوسی سے مشرف ہوئے امیر نے فرزند ارجمند کو گلے لگایا اور سر و چشم کو بوسہ دیا اور اپنے
ہاتھ سے ناصر شاہ کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور خنگ مہتر اسحاق کا فرزند کو مرحمت کئے
اور شب و روز عیش سے رہنے لگے اور نوشیروان نے راہ مداین کی لی اور امیر معہ فرزند جشن مین
رہتے تھے اور مہر نگار غم مین رہتی اور کہتی تھی کہ حمزہ نے مجھ سے شرط کی تھی کہ بجز میرے عورت
نکرونگا اب یہہ فرزند کہان سے پیدا ہوا ہے امیر نے عمر بن عمیہ سے فرمائے کہ تم جا کر مہر نگار سے
کہو اور مفصل یہہ حقیقت کہہ سناؤ عمر بن عمیہ نے ہرچند کہ مہر نگار سے کہا لیکن مہر نگار نے ہرگز
نمانا اور بولی کہ جبتک صحبت نکرے تب تک اسطرح سے کہین فرزند پیدا ہوتے ہین عمر نے ہرچند
قسمہاے شدیدہ کھا کر کہا لیکن مہر نگار نے نمانا تب عمر نے آکر حمزہ سے کہا کہ ای حمزہ میرا کہا
ہرگز نہین مانتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ ناصر شاہ اور عمر بن حمزہ جا کر مہر نگار کو سمجھاوین تب
ناصر شاہ اور عمر بن حمزہ نے جا کر آداب و تسلیمات ادا کر کے حقیقت مذکور عرض کئے تب مہر نگار
بظاہر قبول کر کے اور باطن مین ناقبول ہو کر انکو خلعت دیکر رخصت کر کے پھر عادت قدیم پر
مغموم ہو رہین تب امیر نے جا کر فہمایش کی تب مہر نگار بولی کہ جا ای عرب مین کیا تیرے لایق
ہون اور تو مجھ سے کیا وفاداری کریگا مین نے جیسا کیا ویسا ہی پایا امیر کو یہہ بات مہر نگار
کی بہت سخت معلوم ہوئی پس امیر نے فرمایا کہ مین تیرے لایق نہین ہون اور اولاد بن
مرزبان تیرے لایق ہے یہہ فرما کر اولاد بن مرزبان کو بلا کر بند دور کر کے فرمایا کہ مین نے تجھپر
ظلم کر کے تیری عورت چھین لی تھی اب بیفکر لیجا اب مین ظلم سے توبہ کرتا ہون اور تو مہر نگار کو
لیکر اپنے ملک کو چلا جا تب سب یارون نے کہا کہ ای امیر یہہ کیا کرتا ہے اور کیا خیال تجھے آیا
ہے امیر نے فرمایا کہ سوگند اپنے پروردگار کی ہے صبحکو اگر مہر نگار یہان رہے تو جان سے مارونگا
عمر بن عمیہ نے یہہ خبر مہر نگار کو پہنچائی تب مہر نگار اپنے کئے پر پریشان و پشیمان ہوئی لیکن
کچھ فائدہ نہین ہوا بعد مہر نگار عمر بن عمیہ سے بولی کہ تم یا مقبل حلبی میرے ہمراہ چلو تب عمر
بولے کہ ابھی تو مقبل کو لیجاؤ پھر مین بھی حاضر ہونگا غرض کہ مقبل حلبی نے آکر امیر سے عرض

کی کہ اگر حکم ہو تو مین ہمراہ مہر نگار دلفگار کے جاؤن تب امیر نے فرمایا کہ جاؤ تب مقبل
قدمبوس ہو کر اپنے سوارون سمیت ہمراہ مہر نگار کے روانہ ہوا اور مہر نگار معہ اپنے غلام
وکنیزک وہان سے روانہ ہوئین اور اولاد بن مرزبان کو کہلا بھیجا کہ تو ایک کوس ہمسے
دور اُترتا جا وہ بولا کہ حمزہ نے کہا ہے کہ مہر نگار سے کبھی جدا نہ رہیو مگر میری جان بخشی
کی سو یہی غنیمت ہے مین دو کوس اُترتا جاؤنگا یہہ کہلا بھیجا اور بدستور دور اترتا جاتا تھا بعد
اولاد بن مرزبان نے اوّل اپنے شہر مین اپنے چھوٹے بھائی کو مہر نگار کے استقبال کو
روانہ کیا مقبل نے اسکے کانمین آہستہ سے کہا کہ اولاد بن مرزبان بوڑھا ہے مہر نگار اسپر
راضی نہین ہے اور تو جوان ہے تیرے کو البتہ قبول کریگی تو جا اور اولاد بن مرزبان کو مار ڈال
تو مہر نگار تیرے نکاح مین آویگی تب اس موذی نے جاکر اپنے بھائی کا سر کاٹکر مہر نگار کے
دربار مین روانہ کیا تب مقبل نے اس غلغال مین اولاد کے چھوٹے بھائیکو خنجر سے مار ڈالا اور
تمام شہر اپنے قبضہ مین لیکر فراغت سے رہنے لگے اور یہہ خبر امیر کے غصّہ ہونے کی سب ملکون
مین مشہور ہوئی تھی تب زوبین بیدین دو لاکھ سوار جریدہ ہمراہ لیکر اور وقت فرصت غنیمت
جانکر مہر نگار کو ہاتھہ مین لانے کے ارادے سے وہان پہنچا تب مقبل نے دروازہ قلعہ کا مضبوط
بند کر کے خندقین پانی سے بھر کر مردونکو جنگ کے واسطے فصیلون پر چڑھا کر لڑنے لگے اور اُن
دنونمین امیر کا بھی غصّہ کم ہوا تھا مگر غیرت کے مارے کچھہ بول نہین سکتے تھے اور ادھر مہر نگار
دلفگار فراق حمزہ سے اشکبار و مغموم رہتی تھی اور اُدھر امیر بھی شب و روز اس غم جانگداز و
دلسوز سے بے عیش و مغموم و محروم رہتے تھے ایک روز عمر بن عمیّہ بولے کہ ای حمزہ اتنے روز
مین تمھارے خدمت مین رہا اب معلوم ہوا کہ تم بیوفا ہو پس تمسے دور ہونا اور الگ رہنا بہتر ہے
امیر نے فرمایا کہ تو میرا غلام نہین ہے پس عمر نے تسلیم کی اور راہ اولاد بن مرزبانکے شہر کی لی
اور دیکھا کہ زوبین نے لشکر قلعہ سے بھڑا دیا ہے تب حقیقت معلوم کی اور وہانسے واپس ہوا
اور وہان امیر حمزہ اپنے یارونکو فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھہ غمگین کس لئے بیٹھے ہو جاؤ شکار
کرو تب یاران حمزہ معہ عمر بن حمزہ شکار کھیلتے تھے عمر بن عمیہ نے دیکھا اور آگے آکر عمر بن حمزہ کو بولا
کہ جلد چلو تمسے مجھے کچھہ کام ہے تب عمر تو آگے اور امیر زادہ پشت پر روانہ ہوئے اور زوبین کے

لشکرمین پہنچے تب عمر نے امیرزادیکو کہاکہ ایفرزند تم حمزہ پہلول کہ دو دستی تروار مارنا شروع کرو تب امیرزادہ بدستور تروار مارتا تھا اور یہانتک تروارین مارین کہ زوبین کے نشان بردار کے پاس گئے اور اسکو ایسی تروار ماری کہ کمرتک پہنچی پھر قصد زوبین کا کیا وہ ملعون بے ہمت نامرد بیدین بھاگ گیا لیکن ہزار خرابی سے بچا تب لشکر بھی اس کافرنامرد کا بھاگا بعد عمر امیرزادیکو فتح و نصرت سے مہرنگار کے پاس لیگئے امیرزادے نے آداب بجالا کر مہرنگار کی خدمتمین حاضر رہا تب مہرنگار نے فرزند کو گلے لگایا اور نوازش فرمائی اور زوبین جو وہان سے بھاگا سو کوہستان مین جاکر بہمن ارجاشٹ کی پناہ لی اور احوال حمزہ و نوشیروان کا مفصل عرض کیا اور عمر بن عمیہ مہرنگار کو معہ مقبل و عمر بن حمزہ و لشکر کے وہان سے نکلے اور امیر کے لشکر سے چار کوس پر اترے اور آپ امیر کے خیمہ کے نزدیک مغموم ہوکر آبیٹھے عمر معدی نے یہہ خبر جاکر حمزہ سے کہی کہ عمر دربار کے نزدیک غمگین بیٹھا ہی حمزہ نے فرمایا کہ اس چور کو بلالاؤ عمر معدی گئے اور ہرچند کہاکہ امیر بلاتے ہین عمر نہ آیا بعد امیر آپ آئے تب عمر بھاگنے لگا آخر امیر سوار ہوکر عمر کے پیچھے چلے اور عمر ہر بار پھر پھر کر حمزہ کو دیکھتا تھا اور بھاگتا تھا تب امیر نے غصہ مین آکر فرمایا کہ اے چور کھڑا رہ نہین تو مارا جاویگا یہہ کہکر تیر و کمان ہاتھ مین لیا تب عمر نے خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ مار بیٹھا تو بڑی قباحت ہی پھر تو دوڑ کر امیر کے قدمون پر آگرا امیر نے عمر کو گلے لگایا اور پوچھا کہ اتنے روز تک کہان تھا عمر نے کہاکہ مہرنگار کے حضور عصمت معمور مین تھا حمزہ نے کہاکہ مہرنگار کہان ہی عمر بولے کہ آؤ بتاتا ہون تب حمزہ ہمراہ عمر کے چلے اور مناسب وقت یہہ بیت پڑھے **فرد** پرسند دوستان کہ کجا میروی امیر مشتاق را چہ پرسی بریار می روو ؛ جب کہ حمزہ مہرنگار کے محل مین گئے تب مہرنگار دوڑ کر امیر کے قدمون پر گری اور امیر نے مانند دیوانہ کے مہرنگار کو گلے سے لگایا اور درد فرقت جدائی کا آب دیدہ سے دھوئے اور اتنا روئے کہ سیلاب پانی کا ہوا اور مہرنگار بولی **رباعی**

من بندہ گناہ کردم دیدم چو پریشانی ؛ ہم رنج بسی بردم ہم تیر پشیمانی ؛ عیبی بناشد از تو کہ برمن جفا رود ؛ مجنون ز آستانہ لیلی کجا رود **فرد** تو خواہی آستین افشان تو خواہی دامن اندرکش ؛ مگس گاہ نخواہد رفت ازد کان حلوائی ؛ بعد خوشوقتی سے اپنے لشکر کو آئے اور

خزان نصیب چمن دلان نے بہار تازہ پائے اور چالیس روز عیش مین رہے واللہ اعلم بالصواب

داستان تینتالیسوین

جبکہ مدت عیش کی تمام بفرحت انصرام و بمسرت اتمام و بعشرت انجام پائی امیر نے یارون سے مشورت فرمائے کہ مین اب نوشیروان کے نزدیک جاتا ہون اور اسکی رضامندی سے مہرنگار کو نکاح مین لاتا ہون پس ساعت سعید مین مداین کو روانہ ہوئے یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی پس استقبال کر کے حمزہ کو آکر ہزار تعظیم و تکریم سے لیجا کر پہلوان جہانگیر کو کرسی پر بٹھایا اور بعد تناول طعام و شراب نوشی و راگ نیوشی کے عمر اٹھکر آداب گاہ پر دست بستہ کھڑا رہا اور نوشیروان نے مخاطب ہوکر پوچھا کہ ای عمر تیرا کیا مطلب ہی تب عمر بن عمیہ بولے کہ تمہاری رضامندی سے مہرنگار کو حمزہ نامدار سے نکاح کر دینا مناسب ہی نوشیروان نے کہا کہ میری رضامندی ہی اور مین نے اپنی خوشی سے قبول کیا ہون اور دیا ہون تب سب دوستان حمزہ خوش ہوئے اور امیر نے شراب پیتے پیتے آہ کر کے فرمایا ای بختک اب زوبین بیدین کہان ہی تب بختک نے کہا کہ مین سنتا ہون کہ کوہستان کو گیا ہی اور بہمن ارجاشٹ کی پناہ لی ہی تب امیر نے فرمایا کہ ہیہات وہ کافر نے اٹھارہ سال تک میری حرم کو ستا کر میرے ہاتھ سے جان سلامت لیگیا بختک نے کہا ای امیر اب تو ملک اسکا خالی ہی اگر امیر متوجہ ہوئے تو عیال و اطفال اس بدخصال کے تمہارے تصرف مین آوینگے پس امیر نے حالت نشہ مین سوگند کھائے کہ قسم ہی مجھے پروردگار کی جبتک زن و فرزند اس نا ارجمند کے میرے ہاتھ نہ آوینگے تبتک نام بیاہ کا زبان پر نہ لاؤنگا عمر نے کہا ای امیر تمنے بیفکر قسم کھائے کچھہ اندیشہ نہین کیا امیر نے فرمایا **فرد** بودنی بود ہرچہ خواہد بود ٭ غم بدل داشتن ندارد سود ٭ پس امیر نے اسیوقت کوچ کیا غرض ایک جنگل مین آئے وہان شکار بہت تھا پس ایکروز مقام کیا تاکہ شکار مارین جب شکار کے واسطے سوار ہوئے ناگاہ عمر بن حمزہ کے روبرو سے ایک ہرن نکلا اور عمر بن حمزہ نے اسکا دنبالہ کیا اور ہرن ٹھکانے پر گیا عمر بن حمزہ بھی وہان گئے اور دیکھا کہ نیچے ایک لشکر اترا ہی ایسے مین عمر معدی اور عمر بن عمیہ بھی وہان پہنچے اور ...

زادے نے وہ لشکر انکو بتا کر فرمایا کہ ہم تین شخص اس لشکر کو ملے ہین بعد ان تینون بہادرون نے لشکر کے نزدیک آکر ایک نفر کو پکڑا اور پوچھا کہ یہہ لشکر کسکا ہی وہ بولا کہ یہہ لشکر زوبین کے برادر زادونکا ہی اور انکا نام ایک کا تار ترک اور دوسرے کا نام غار ترک اور یہہ زوبین کے عیال واطفال کو لئے جاتے ہین کسواسطے کہ اس بیدین نے سنا ہی کہ حمزہ کا قصد کاوش کا ہی اگر میرے زن وفرزند اسکے ہاتھہ مین آئے تو بہت فضیحت ہونگے یہہ خیال کر کے نیستان کو بلایا ہی سو وہ دونو پہلوان لئے جاتے ہین یہہ سنکر ہر سہ دلاوران مانند شیر غران کے اس گلہ گوسفندان مین پڑے اور نعرہ مار کر تلوارین مارنا شروع کئے تب تار ترک اور غار ترک نے میدان آراستہ کیا اور امیر زادہ بھی اُنکے مقابلہ مین کھڑا رہا تب تار ترک نے گرز اُٹھایا اور عمر بن حمزہ نے سپر پہر نما سر پر لی تار ترک نے گرز مارا کہ آوازہ اسکا میان صحرا گیا تب امیرزادہ نے اسکے پھرتے وقت ہاتھہ لنبا کر کے کمر بند اسکا پکڑ کے قاش زین سے اُٹھا کر سر سے بلند کر کے پھرایا اور فرمایا کہ بول خدا ایک ہی اور دین مبین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی اگر نکہا تو ایسا پٹکونگا کہ جسم تیرا پیوند زمین ہو جاویگا وہ پہلوان مسلمان ہوا اور امیر زادہ نے آہستہ اُسے اُتارا بعد غار ترک نے آپ گھوڑا دوڑا کر امیر زادے پر حملہ تلوار کا کیا اور عمر بن حمزہ نے اسکا حملہ بھی رد کیا اور اُسے بھی بدستور اٹھا کر سر سے بلند کر کے فرمایا کہ بول خدا ایک ہی غرض کہ وہ بھی مسلمان بنا بعد ازان امیر زادہ زوبین کے حرم مین در آیا اور امیرزادیکی نظر الفت منظر اوپر ہمشیرۂ زوبین کے پڑی اور عاشق ہوئے نام اسکا گل چہرہ تھا اور عمر معدی زوبین کی عورت پر عاشق ہوا باقی زوبین کی مان رہ گئی تب عمر بن عمیہ بولے کہ ای یارو عجب تمہارا انصاف ہی جوانونکو تم لوگون نے قبول کیا اور بڈھی کو میرے لئے چھوڑ دیا وہ بڈھی سات سو سال کی تھی تب امیرزادے نے فرمایا ای عمر اس بڈھی کو میرے حوالہ کرو کہ یہہ اپنی خر کی ہوا داری مین وخدمت گذاری مین رہیگی عمر نے بدستور فرمان امیرزادیکے حوالہ کیا تب سب پہلوانون نے معہ عورتون و اسباب کے نزدیک حمزہ کے آکر حقیقت گذشتہ مفصل عرض کی امیر نے زوبین کی والدہ سے فرمایا ای عورت دیکھہ تیرے فرزند نے اٹھارہ سال تک میرے حرم کا پیچھا کیا تھا اللہ تعالی نے اسکے تئین مقہور کر کے اسکے حرم کو میرے فرزند کے

ہاتھہ

ہاتھ مین دیا مقولۂ عالم یہہ ہی جو کوئی پر کو کھودے کوآ وہ آپہی ڈوب ڈوب مُوا اب تیری رضا
مندی سے تیری دختر کو میرے فرزند کے ساتھہ نکاح کر دے ایسا داماد تمام دنیا مین نملیگا
وہ بولی کہ مین میری دل و جان سے رضامند ہُون بعد امیر نے زوبین کی عورت کو فرمایا کہ ای
نیکبخت عمر معدی تیرے مرد سے جوانمردی مین ہزار حصّہ بہتر ہی قبول کر وہ بولی کہ ای جہانگیر
مجھے آدمی سے منسوب کیجیے یہہ تو دیو ہی مین زنہار اُسے قبول نکرونگی تب مہرنگار نے اسے
بہت سا سمجھایا تب وہ مسلمان ہوئی اور معدی کے ساتھہ نکاح قبول کی تب امیر نے عمر کو فرمایا
کہ جاؤ قاضی بلا لاؤ عمر نے باہر جا کر اپنی شکل قاضی کی صورت سے مبدل کر کے بڑی دستار
لمبی پیزار بڑا جامہ پہنے ہوئے کہ جسکے آستین مین سے بچہ اونٹ کا نکل جاوے وہ پہن کر
ایک عصا بڑا جھاڑ سا ہاتھہ مین لیکر آئے تمام اہل مجلس دیکھہ کر متعجب ہو رہے اور کہا کہ ہم
نے ایسا قاضی لشکر مین نہین دیکھا تھا امیر نے فرمایا کہ یہہ قاضی مردان غیب سے ہی تب
موافق رواج دین ابراہیم کے نکاح عمر بن حمزہ کا و عمر معدی کا پڑہا تب امیر نے ہزار دینار
دئے وہ لیکر آستین مین ڈال لئے اور اجازت لیکر باہر نکلے عمر معدی بولے کہ بڑا نیک مرد
تھا دیکھے ہین عمر پھر صورت اصلی سے موجود ہوا بعد ازان تمام پہلوان تین شب و روز جشن مین
رہے بعد امیر کوچ کر کے زوبین کے قلعہ پر پہنچے مان نے زوبین کی امیر سے کہا ای امیر قلعہ مضبوط
و محکم ہی آپ کو لینا قباحت ہی قلعہ دار کو خبر ہوئی تو دروازے بند کریگا اسکے پیش از جا کر مین
قلعہ اپنے قبضہ مین لاؤنگی آپ نے دس پہلوان میرے ہمراہ عنایت فرمانا موافق کہنے بڈھی
کے امیر نے عمر بن حمزہ و عمر معدی کرب و لندھور اور سات پہلوان دوسرے دئے وہ بڈھی
جب روبرو شہر کے آئی تب قلعہ دار نے سنا کہ لشکر غنیم کا آیا وہین دروازے باندھہ کر
خندقین پر آب کر کے فکر لڑائی کی کی ایسے مین تار ترک اور غار ترک نے میدان مین اپنے تئین
نمود کیا اور پکارے کہ ہم برادرزادے زوبین کے ہین ہم زوبین کے حرم کو لیجاتے تھے لشکر
حمزہ کا ملنے سے ہم بھاگ کر آئے ہین جلد دروازہ کھول پس قلعہ دار نے دیکھا کہ سچ تار
ترک اور غار ترک ہین پس وہین دروازہ کھولا اور اندر بلایا وہین عمر بن حمزہ نے
اپنے پہلوانون کو لے کر ہمراہ خوشدامن کے گئے قلعہ دار نے جب پہلوان ::

عرب کے دیکھے زوبین کی مان سے کہاکہ اے خاتون یہہ کون ہین سووہین
عمر معدی سنے گرز اسکے بناگوش مین ایسا مارا کہ مغز اسکا کانون سے
نکلا اور جہنم کی قلعداری پر مسلّط ہوا اور قلعہ عمر بن حمزہ کے زیر
تصرّف آیا اور قاصدون نے یہہ خبر امیر کو پہنچائی کہ آپ
کے اقبال سے قلعہ ہاتھ آیا بعد ازان حمزہ معہ فوج
قلعہ مین داخل ہوئے مان نے زوبین کی کہاکہ شہر
قبۂ زرین سے آراستہ کرو بدستور اہل کار حکم
بجالاے اور درم و دینار امیر پر سے نثار
کئے اور نقارے و نوبت خوشی کی بجنے
لگے اور امیر نے بھی شان و شوکت
سے وجاہ حشمت سے لباس
نوشاہی کا پہنا اور جشن
شادی کتخدائی کا آراستہ
کیا اور عروس بنانا مہر
نگار کو شروع کیا
واللہ اعلم
بالصّواب
تمت تمام
شد
جلد
دوم

بعون صانع مکین و مکان ٭ و فضل خلاق زمین و زمان

از نسخہ ہر چہار جلد سحر البیان سرور افزای خوانندگان بیان دلچسپ و با مزہ یعنی

جلد تیسری

داستان امیر حمزہ

باہتمام قاضی ابراہیم بن الحاج قاضی نور محمد صاحب مرحوم و ملا نور الدین بن جیوا خان

در مطبع حیدری ٭ واقع معمورہ ٭ ممبئی بطبع مزین و مجلی گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ اجمعین

داستان جوان لیسوین

نکاح ہونا امیر حمزہ بن عبد المطلب کا مہر نگار بنت نوشیروان بادشاہ ہفت کشور سے
اور پیدا ہونا قباد شہریار کا اور سعد بن عمر بن حمزہ کا اس بیان مین راویان اخبار وناقلان
آثار اسیطرح سے روایت کرتے ہین کہ امیر حمزہ نے جبکہ قلعہ ترکستان نکالیا تب زوبین
کی ماکو فرمایا کہ مال یہان کا نکالو پس بموجب حکم کے مال باہر نکالا تب امیر نے حکم کیا کہ لشکر
کے لوگون کو بانٹو کہ عرب کے لشکر مین کوئی فقیر نرہے بعد نیک ساعت ومبارک دن دیکھ
کر نکاح امیر کا مہر نگار سے عمر بن عمیہ نے پڑھا اور حمزہ محل مین مہر نگار کے ساتھ عیش
مین رہنے لگے اور اپنی جگہہ عمر بن حمزہ کو مجلس مین بٹھایا اور عمر بن حمزہ تمام پہلوان عرب کے
لیکر ہر روز مجلس کرتے اور شراب پیتے بیٹھتے ایک روز شراب پیتے پیتے عمر معدی مست ہو نے
اور لندھور پر نظر کی کہ ای دراز قد کے تیری کیا قدرت کہ مجھسے بڑے پاے پر بیٹھے تب
لندھور نے کہا کہ ای بڑے پیٹ کے امیر نے مجھے اس جگہہ بیٹھنے کو فرمایا ہی اسو مین
بیٹھا ہون اور مین تو ہمیشہ یہان بیٹھتا ہون تو کون ہی جو میرے کو منع کرے

تیری کیا قدرت ہی کہ مجھے بولے عمر معدی نے کہا کہ امیر نے ہرگز تجھے بلندی پر بیٹھنے
کا حکم ندیا ہوگا مگر تو آپ مختاری سے بیٹھا ہی تب لندھور بولا کہ ای عمر معدی تو شراب
پیکر بدمستی کرتا ہی اور باتین ناہنجار بکتا ہی ہوش سے باتین کر تب عمر معدی نے کہا کہ تو
کیا کتا ہی جو تیرے پر بدمستی کرونگا یہہ کہکر ایک مکّی لندھور پر چلائی لندھور ہنسا اور چپ ہو
رہا عمر بن حمزہ نے یہہ حال دیکھا اور معدیکو پکار کر کہا کہ ای بے ادب یہہ تو کیا بدمستی
کرتا ہی تب عمر معدی نے کہا کہ تو کون ہی جو اسطور سے مجھے بولتا ہی چپ رہ وگرنہ مین
تجھے بھی کچھہ دونگا تب تو عمر بن حمزہ کو طاقت صبر کی نرہی اپنی کرسی پر سے اٹھکر ایک مکّی معدی کی
گردن مین ایسی ماری کہ عمر معدی اپنی کرسی پر سے زمین پر گرا اور ذراسی چوٹ سر مین لگی
اتنے مین دربار مین شور پڑا اور امیر محل سے باہر آئے اور حقیقت تمام پوچھی عمر بن حمزہ بولے
کہ وہ میرے حضور مین بدمستی کرتا تھا جو مین نے ایک مکّی اُسکی گردن مین ماری امیر نے
فرمایا کہ تیری کیا قدرت کہ میرے یار کو مکّی مارے عمر بن حمزہ نے کہا کہ اول عمر معدی نے
لندھور کو ایک مکّی ماری اور میری اہانت کی اسواسطے مین نے مارا امیر نے فرمایا کہ لندھور
جانے اور وہ جانے اور اگر لندھور اسے بُرا مانتا تو اسوقت آپہی مارتا کسواسطے کہ وہ
بھی عمر معدی سے بڑا پہلوان ہی اور تو نے جو میرے پہلوان سے بے ادبی کی سو کیا
سبب ہی عمر بن حمزہ نے کہا عمر معدی نے میرے حضور مین بے ادبی کیا اسواسطے مین نے
اسے ایک مکّی ماری اور اگر دوسرے بار کریگا تو مکّی تو کیا اسکے کان سر سے اوکھاڑونگا
امیر نے فرمایا کہ ای فرزند چپ رہ نہین تو تجھے ایسا زمین پر دے مارونگا کہ چھٹی کا دودھ
باہر نکلیگا کہ پھر کبھی اسطرح بے ادبی نکریگا عمر بن حمزہ نے کہا کہ ایسا کون ہی جو مجھے
زمین پر گراوے گا اگر مرد ہی تو سوار ہوا ور مار امیر سانپ کے مانند غصّہ مین آئے اور
پیچ وتاب کھا کر فرمائے کہ اشقر پر زین کرو اور لاؤ القصہ زین کر کے لائے اور تمام لشکر
لیکر امیر سوار ہوئے تب شہر مین شور ہوا کہ باپ اور بیٹے سے لڑائی ہوتی ہی شہر کے
لوگ سارے تماشے کے واسطے جمع ہوئے بعد ازان امیر اور عمر بن حمزہ باہر آئے اور
فوجین آراستہ کین امیر اشقر پر سوار ہو کر اسکو میدان مین جولان کئے اور فرزند کو بلائے

اور فرزند نے قصد جنگ کا کیئے اور خنگ کو چلائے خنگ اپنی جگہہ سے نہین ہلا اور ایک قدم
آگے نہ بڑھا ہر چند کہ عمر بن حمزہ نے چلانے کو بہت جتن کئے لیکن خنگ اپنی جگہہ سے نہ ہلا
تب امیر نے فرمایا کہ ای کم عقل و فاداری اس چار پائے جانور سے سیکھ یہہ جانتا ہی
جو تو میرے سے لڑتا ہی یہہ سمجھکر وہ نہین چلتا ہی اتنے مین عمر بن حمزہ پیادہ ہوئے اور امیر
بھی پیادہ ہوئے پس عمر بن حمزہ دوڑے اور دوال کمر امیر کی پکڑی اور ایسا زور کیا کہ دس انگلیون
مین سے قطرے خون کے ٹپکے تب ہاتھ کمر سے امیر کی چھوڑا اور کہا کہ ای امیر اب تم زور کرو تب امیر نے
ہاتھ لنبا کر کے اور دوال کمر عمر بن حمزہ کی پکڑ کر زور فرماکر سر پر اٹھاکر پھرائے کہ تمام لشکر
اور شہر کے لوگون نے آفرین کی بعد امیر نے آہستہ فرزند کو اتارا اور گلے لگایا اور
سر کو بوسہ دیا عمر بن حمزہ شرمندہ ہوئے اور باپ کے پاؤن پر گر پڑے اور کچھہ بولے
القصہ چند روز رات دن عیش مین رہتے تھے جب کتنے دن گذرے تو گل چہرہ کو
حمل رہا اور مہر نگار بھی پیٹ سے رہین جب نو مہینے تمام ہوئے تب دونونکو فرزند تولد
ہوئے پس دونو لڑکون کو امیر کے نزدیک لائے امیر نے دونونکو بہت پیار سے گودی
مین لیا اور پوتیکا نام سعد بن عمر بن حمزہ رکھا اور اپنے فرزند کے نام رکھنے کو عذر کیا اور
کہا کہ نوشیروانکا یہہ نواسا ہی اور عمر سے کہا کہ ای دوست تو شتابی سے مداین
کو جا اور مہر نگار کے مان باپ کو خبر خوشی کی بول دے پس عمر اسیوقت روانہ ہوئے
اور چھہ مہینے کا رستہ دو روز اور تیسرے دن بیس گھڑی کے بعد مداین کو پہنچے تمام
عالم کو عجب معلوم ہوا عمر یکایک نوشیروان کے دربار مین آیا بادشاہ نے پوچھا کہ
ای عمر کیا خبر لایا ہی کہ بہت شتابی آیا عمر نے کہا کہ نواسا مبارک ہو نوشیروان یہہ
سنکر بہت خوش ہوا اور نوبت خوشی کی بجانے کو فرمایا بعد نام رکھنے کے واسطے عرض
کیا نوشیروان نے کہا کہ نام اسکا قباد شہریار رکھو یہہ بول کر عمر کو خلعت دیا اور
تحفے اور خلعت امیر کے واسطے اور مہر نگار اور قباد شہریار کے واسطے دیا اور عمر
کو روانہ کیا عمر نے جاکر یہہ خبر زرینہ کفش یا مہر نگار کی ہی اتنے کہی کہ نواسا ہونا مبارک
ہو یہہ خبر سنکر زرینہ کفش بہت خوش ہوئی اور عمر کو اتنا مال دیا کہ حساب اسکا خدا ہی

۳/ ۷ ۳۰۸

جانے غرض امیر کی خدمت مین عمر آئے اور چھٹی بڑی دھوم دھڑاکے سے ہوئی اور سب کو
معلوم ہوا کہ نوشیروان نے قباد شہریار نام رکھا امیر اور سب یار بہت خوش ہوئے
غرض کہ دونو فرزندون کو سونے کے گہوارے مین سلا کر اچھی طرح سے پرورش کرنے
لگے جب کہ دونون بچے چار چار برس کے ہوئے تب عمر کے حوالے کئے تاکہ ادب اور
ہنر سکھاوین جب دونون بچے پانچہ پانچہ برس کے ہوئے تو جو کوئی اُن دونون کو دیکھتا تو
آنکھ اسکی آسودہ ہوتی اور ستارہ ان کے پیشانی پر پادشاہت کا چمکتا تھا
اور جب امیر اُن دونون کو دیکھتے تو شاد شاد ہوتے واللہ اعلم بالصواب

داستان پینتالیسوین

کہنے والے نے اس طرح سے اس خبر کی روایت کی ہی کہ جب تولد قباد شہریار کا ہوا
خبر زوبین کو پہنچی تب نوشیروان کو لکھا کہ ای نوشیروان جان اور واقف کار رہو
کہ حمزہ اب تک حرمت بادشاہت کی رکھتا تھا کہ اسکے گھرانے مین تخت نہین آیا تھا اور جانتا
تھا کہ اگر پادشاہ کو نکالونگا تو یہہ پادشاہی کون کریگا اور اب تو اُسکے گھر مین بیٹا
پیدا ہوا ہی اب تحقیق جان کہ وہ بڑا ہوا تو تیرے تئین جیتا ہی معزول کریگا یا مار
ڈالیگا اور اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھلاویگا کیونکہ وارث تخت کا وہ ہی پس یہہ خط
میرا دیکھنے ہی یہان آؤ اور بہمن کہتا ہی کہ مین حمزہ کو مارتا ہون اور بہمن ارجاشٹ
الیسا مرد نہین ہی کہ حمزہ اُسپر غالب ہووے گا اگر ایک وقت حمزہ آیا تو اگر ہزار جان
رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نلیجاویگا اور اگر بہمن اسسے ماریگا تو تیرے مُلک کا کانٹا
نکل جاویگا پھر تیری سلطنت تیری اولاد کو ملیگی اور بختک اور دوسرے دو پادشاہ
جو مقرب نوشیروان کے تھے انھین بھی کاغذ لکھا اور قاصد کو دیا قاصد خط لے کر
تھوڑے دنون مین پہنچا اور نوشیروان کے پاس دیا نوشیروان نے وہ خط پڑھا
اور کہا کہ حمزہ مجھہ سے ہرگز بدی نکریگا تب بختک اور دارا نے کہا کہ سچ ہی زوبین
نے جو لکھا ہی اور بزرجمہر نے کہا کہ یہہ بات ہرگز حمزہ سے نہوگی بعد از اُسکے پاس کے
کافر چھیڑکے نوشیروان کا دل امیر کے طرف سے پھراتے تھے اور کوہستان کے

چلنے کو رغبت دیتے تھے آخر نوشیروان کو شہر سے نکالا اور لے چلے جب یہہ خبر بہمن کو پہنچی کہ بادشاہ ہفت کشور یعنے نوشیروان عادل ادھر تیری پناہ مین آتا ہی مگر ظلم سے حمزہ کے بہمن نے کتنی ایک منزلین استقبال پادشاہ کا کیا اور بہت عزت و تکریم سے نوشیروان کو شہر مین لایا اور تخت پہ بٹھایا اور کہا کہ مارنا حمزہ کا میرا عہدہ ہی پادشاہ اپنی خاطر جمع رکھین اسوقت زوبین نے کہا کہ اگر تو چل کر آپ وہان جانا تو بہت بہتر ہوتا کیونکہ حمزہ کو کیا غم ہی جو وہ یہان آویگا تب بہمن نے کہا کہ اول اسکی طرف پیغام بھیجنا چاہیئے اگر آیا تو بہتر ہی و گرنہین تو ہمین روانہ ہونگے اور حمزہ کو باندہ کے پادشاہ کے حوالہ کرینگے پس دبیرون کو حکم فرمایا کہ حمزہ کو نامہ رقم کرو دبیرون نے پادشاہ کے حکم سے حمزہ کو نامہ لکھا اول تعریف لات اعلیٰ و منات عزیٰ کی کی پھر آتش نمرودی و صندوق زنگبار و بت پرستونکے نام لیکر یون لکھا کہ بہمن ارجاسٹ کی طرف سے حمزہ کو معلوم ہووے کہ تیرے دست ظلم و تعدی سے نوشیروان پادشاہ ہفت کشور اور شاہ و شہریار اور زوبین کاؤس میری پناہ مین آئے ہین سو اب مجھے فرض ہوا ہی کہ تجھے باندھہ کر نوشیروان کے حوالہ کرون پس اگر تو آیا تو بہتر ہے والا مین تیرے پاس آتا ہون اور کام تمام کرتا ہون جب یہہ نامہ مرتب ہوا تب بہمن نے ایک قاصد کو دیا اور قاصد خفیہ روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طے مراحل بہت مدت کے پیچھے لشکر امیر مین پہنچا اور دربار مین آیا اور دربانون سے کہا کہ حمزہ کو خبر کرو کہ کوہستان سے قاصد آیا ہی دربان دوڑے اور خبر کی پس امیر نے فرمایا کہ قاصد کو بلاؤ جب امیر کے حکم قضا شیم سے قاصد روبرو امیر کے آیا اور خط دیا امیر نے اُس خط کو پڑھا اور کہا کہ جو کوئی بدبخت ازلی ہی ہم اُسے کیا کرین ہر چند مین چاہتا ہون کہ نوشیروان اپنے ملک مین بیٹھے اور بہوسو اس بادشاہی کرے لیکن وہ اپنی بدبختی سے پادشاہی نہین کرتا اور آپ سے آپ میرے سے زحمت کھینچتا ہی اور اب میرا کیا گناہ ہی جو وہ مجھہ سے برگشتہ ہوکے بہمن ارجاسٹ کے پاس پناہ لینے کو گیا ہی بعد از ان قاصد سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جاکر بول بہمن سے کہ مین وہین

پہنچتا ہون یہہ کہہ کر عمر معدیکرب سے فرمایا کہ پیش خیمہ باہر نکالو پھر اپنے یارون سے متوجہ ہوکر کہا کہ ای یارو ہمارے گھر مین تخت پر بیٹھنے والا کوئی نہ تھا اب خدا تعالی نے وارث تخت پیدا کیا ہی اور نوشیروان نے بھی عناد پکڑا ہی اور عداوت جانی اور بغض قلبی رکھا ہی پس لازم ہی کہ قباد کو تخت پر بٹھاؤن کیونکہ اوسے تخت پہنچتا ہی غرض کہ سب یار شادہو ہوئے اور تخت آراستہ کرکے اچھی گھڑی اور نیک ساعت مین قباد شہریار کو تخت شاہی پر بٹھایا اور بہت زر و گوہر نثار کیئے اور آپ امیر پہلوانی کرسی پر بیٹھے اور حکم مجلس آرائی کا کیا پس اُسیوقت ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نے پیالہ ہائے مرصع کار و صراحیان جواہر نگار لا کے حاضر کین دور شراب کا چلنے لگا چالیس شب و روز مجلس عیش مُہیّا رہی بعد ازان طرف کوہستان کے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل چلنے لگے جب کہ نزدیک پہنچے اور بہمن کو خبر ہوئی کہ حمزہ نزدیک آیا ہی تب اُسنے اپنے فرزند کو کہ اُسکا نام ہومان تھا بلا کر کہا کہ ای فرزند سُنا ہی مین نے کہ حمزہ عرب سے آیا ہی اب تو دس ہزار سوار سے جا اور راہ اُنکی بند کر کہ اُس پہاڑ پر نچڑھے اور تو اسکے لشکر کو گرزون سے اور تیرون سے اور رہا نون سے مار کہ وہ گھاٹ پہاڑ کا نچڑہ سکے غرض کہ ہومان اپنے باپ کے حکم سے پہاڑ کے درے مین آیا اور راہ امیر کے لشکر کی باندھی جب فوج عمر معدیکرب کی پہنچی اور پہاڑ کے نیچے سے اوپر آنا چاہا تب ایک ایک پتھر سو سو من کا دو دو سو منکا اور تیر اور رہا نون کی مار لشکر ہومان سے ہونے لگی تب عمر معدی پہاڑ کے نیچے کھڑے رہے جب دوسرے بھی پہلوان لشکر اسلام کے آئے اور احوال عمر معدی سے پوچھا عمر معدی نے کہا کہ ہم جب سے کوہستان مین آئے تب سے مخالفون نے راہ باندھی ہے تب تو یہہ احوال سُنکر وہ بھی کھڑے رہے اور فکر مین تھے کہ کیا کرین ویسے مین عمر بن حمزہ آئے لشکر کو کھڑا دیکھہ کر فرمایا کہ کیا حقیقت ہی پہلوانون نے عرض کی تب عمر بن حمزہ گھوڑے پر سے اوترے اور ڈھال سر پر لی اور تروار ہاتھہ مین لے کر پہاڑ پر چڑھنے لگے بعد استفتا نوش اور ملک لندھور بھی آئے اور امیر زادے کے برابر چلے تب ہومان نے اپنے لشکر سے

کہاکہ پتھر سو سو دو دو سو من کے اُنپر ڈالو تب ہومان کے لشکر والون نے پتھر ڈالنے
شروع کئے پہلوانانِ عرب.... ڈھالین سرون پر لے لیکر پتھرون کی مار اٹھاکر اوپر
چڑھنے لگے اتنے مین عمر بن حمزہ پہاڑ کے اوپر آئے اور کافرون مین پڑے اور مارنے
لگے اور ہومان پسر بہمن کھڑا لڑتا تھا آخر اس کا لشکر تاب نہ لاسکا اور بھاگ گیا اور دونون
سوار سے باپ کے پاس گیا باقی مارے گئے تب بہمن نے پوچھا کہ ای فرزند یہہ کیا کیا
اوسنے کہاکہ اول جاکر راہ عرب کے لشکر کی باندھی اتنے مین سر لشکر حمزہ کا پیدا
ہوا ہم نے پتھر اور تیر بہت مارے وہ وہان کھڑے رہا اس عرصہ مین دوسرا لشکر
پیدا ہوا وہ بھی وھین کھڑے رہے بعد ایک مرد کوتاہ قد آیا اور گھوڑے پر سے
اُترکر اور ڈھال سر پر لیکر تروار ہاتھ مین لی اور پہاڑ پر چڑھنے لگا پھر دو پہلوان دوسرے
آئے اور شریک اس کوتاہ قد عرب کے ہوئے پس ہم نے اُن پر پتھر اور تیر اور بان
بہت مارے لیکن کچھ اثر نہوا اور ان کی خاطر مین کچھ نہ لایا غرض کہ ہم انکو نہ پھرا سکے جبکہ
وہ آکر ہم پر گرے تب ہمارا لشکر بہت مارا گیا اور تاب لڑائی کی نہ لاسکے اور بھاگے
بہمن نے جب ہومان سے یہہ باتین سنی تب زیر بند منگاکر اسکو مارا اور کہاکہ ای
حرامزادے اگر میرا جنا ہوتا تو تین چار عربون سے منہہ نہ پھراتا تب زوبین نے
کہاکہ ای بہمن ہومان کا گناہ کچھ نہین ہی کیونکہ وہ بلائے سخت بہت ہی ان ہی باتون
مین تھے کہ لشکر عرب کے نمودار ہوے تب بہمن نے کہاکہ ای بختک مجھے حمزہ کو دکھا
بختک نے کہا کہ سوار ہو غرض کہ بہمن سوار ہوا اور سارے لشکر سے آگے بڑھ کر
میدان مین آیا اتنے مین نشان امیر کے لشکر کے پیدا ہوئے اور نشان کے نیچے چوپن گز کے
قد کا آدمی پیدا ہوا کہ پیٹ اسکا گھوڑے کی عیال پر پڑا ہوا تھا اور چودہ ہزار سوار
اوسکے پشت کے پیچھے تھے اسیکی صورت کے چوتالیس پہلوان آئے پس بہمن
بختک سے پوچھتا تھا کہ حمزہ یہی ہی اس نے کہاکہ نہین بعد اسکے سات سو ہاتھی
سیدھے طرف اور سات سو ہاتھی بائین طرف اور ایک سو دس گز کا آدمی فیل
سنگلوسی پر سوار ہوکر پیدا ہوا بہمن نے پوچھا کہ یہہ کون ہی بختک نے کہاکہ اسے لندھور

کہتے ہین کہ یہہ پادشاہزادہ سراندیب کا ہی بعد اُسکے دو چھتر کے مراتب سے شہر شہیال کے فرزند پیدا ہوئے بعد اسکے اورنگ اور کورنگ پیدا ہوئے بعد از یونان کے بادشاہ زادے آئے بہمن نے پوچھا کہ یہہ کون ہین بختک نے سب کا نام بتایا بعد ازان سپاہ روم کے آئے وے سات بھائی تھے بعد اسکے تارترک اور غارترک برادرزادے زوبین کاؤس کے آئے بعد شہزادے حلب کے آئے بعد سپاہ نوشیروان کے اور سردار شیر بابک شیروانی آیا بہمن نے کہا یہہ کون ہی تب بختک نے کہا یہہ سالار نوشیروان کا ہی کہ حمزہ سے ملا ہی یہہ بات سُنکے بہمن نے سر ہلایا اور کہا کہ حمزہ کچھہ چھوٹا آدمی نہین ہی بعد ازان مثقال پیدا ہوا بعد اُسکے ریحان تنجیہ نمود ہوا ریحان کے ساتھہ مصر کا پادشاہ نمود ہوا اور کُندن کے چھتر کے نیچے عمر بن حمزہ کے فرزند گھوڑا کُداتے ہوئے نمودار ہوئے بہمن نے پوچھا یہہ کون ہی بختک نے کہا کہ یہہ سعد بن عمر بن حمزہ ہی یعنے پوتا امیر کا ہی بعد اسکے عمر بن حمزہ بڑے جاہ و جلال سے نمودار ہوئے بعد ازان آواز دورودرکی پیدا ہوئی اور دیکھا کہ بارہ ہزار عیار پاپیادہ آگے سب کے عمر کاغذ کی ٹوپی اور نمدہ کا کرتا پہنے چند تیر بے پر و پیکان لگائے ہوئے کمند شبرنگ ہاتھہ مین لئے ہوئے ظاہر ہوا بہمن نے پوچھا یہہ آواز کیا ہی بختک نے کہا کہ یہہ عیاران بلاانگیز آتے ہین تب بہمن نے دیکھا کہ عمر کودتا پھاندتا آتا ہی اور اسکے عیار تمام زری پوش و بادلہ پوش گھوڑون کی باگ ڈور ہاتھون مین پکڑے ہوئے آتے بہمن نے کہا کہ یہہ عیار پیادہ کیون ہین بختک نے کہا کہ صاحب اُنھون کا پیدل ہی اسواسطے یہہ بھی سب پیادہ ہین بہمن ہنسا ویسے مین آواز علم اژدہا پیکر نشان کی پیدا ہوئی بہمن نے پوچھا کہ یہہ آواز کاہیکی ہی بختک نے کہا یہہ آواز حمزہ کے نشان کی ہی پس اُسکے آتے ہی قباد شہریار اور باقی شاہ و شہریار و پہلوانان عرب سب پیادہ ہوئے اور اس علم کے نیچے آفتاب عرب یعنے حمزہ بن عبدالمطلب نمود ہوا اور اُسکے پیچھے گیارہ بھائی اور تینتس ہزار غلام ترکی و ختنی و حبشی و مصری و رومی و زابلی و چینی و زنگی و کابلی و ہندی پیدا ہوئے تمام پہلوانان عرب کے سرنگون ہوئے

بہمن نے خوب بغور امیر کو دیکھکر کہا کہ حمزہ مرد کوتاہ قد ہے لیکن کام لڑائی کا اُسنے محکم ہوتا ہے یہہ کہکر نوشیروان سے بہمن نے کہا کہ اے بادشاہ ہفت کشور آج حمزہ کو آتر کردم لینے دے کسواسطے کہ حمزہ راہ چل کر آیا ہے اگر مین اُسنے لڑونگا اور فتح پاؤنگا تو لوگ کہین گے کہ حمزہ راہ کا ماندہ تھا اس سبب سے بہمن نے اس پر فتح پائی پس فجر کو نقارہ لڑائی کا بجاوینگے غرض کہ بہمن کے کہنے سے نوشیروان نے طبل باز گشت بجایا اور شہر مین آکر اُترے اور امیر بھی اپنے خیمہ و بارگاہ مین آئے اور بھائی عباس کو فرمایا ایک نامہ رقم کرو بہمن کیواسطے تب عباس نے امیر کے حکم سے نامہ لکھا بعد حمد خدا و تعریف خاندان ابراہیم خلیل اللہ کے یہہ لکھا کہ بہمن ارجاشث کوہستانی کو معلوم ہووے کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون اور اٹھارہ برس تک اکیلا کوہ قاف کو گیا تھا اور وہان کے دیوؤن کو اور اہرمنون کو اور جو بلائین کہ خدا تعالی نے پیدا کین تھین ان سب کو تہہ تیغ بیدریغ کیا اور خدا کے فضل و کرم سے سلامت پھرا ہون اور بہت بادشاہون کو اور شہریارزادون کو حلقہ بگوش کیا اور خوب جان کہ مین نے نوشیروان سے کچھہ بدی نہین کی اُسنے خود اپنی رضامندی سے مجھے اپنی بیٹی دی اور میرے پیچھے زوبین اور دوسرے کافرون سے ملکر میرے حرم کے پیچھے لگا جب کہ مین کوہ قاف سے آیا تب بھی اُسے معاف کیا اور اُسے مداین مین رہنے کو قرار دیا تو بھی وہ زوبین اور بختک کے کہنے سے مجھہ سے پھرا اور میرے تلف کرنے کے واسطے تجھہ سے ملا ہے اب تجھے لازم ہے کہ یہہ نامہ دیکھتے ہی نوشیروان اور زوبین کو باندھہ کر بپیسا خراج کا لیکر ہماری بارگاہ گردون اساس مین حاضر ہو تو تیرے تئین اپنے لشکر کا سردار کرونگا اور اگر اس شرط سے سرتابی یا گردن پیچی کی تو تو جانے گا جب کہ یہہ خط تمام ہوا تب امیر نے کہا کہ یہہ خط کون لیجاویگا عمر نے کہا کہ یہہ کام میرا ہے امیر نے فرمایا کہ تجھے بہمن کا خط پہنچانے نہ بھیجونگا کیونکہ مین سنتا ہون کہ بہمن مرد دانا اور نامور ہے اور تو وہان جاکر اُسنے بے ادبی کریگا یہہ خط وہ لیجاوے کہ اپنے اوپر رنج اٹھاوے اور اُسے کچھہ نہ کہے تب عمر بن حمزہ

اپنی جگہہ سے اُٹھے اور تسلیم بجالائے اور کہاکہ اگر حکم ہو تو مین جاؤنگا اور جواب
خط کا لاؤنگا تب امیر حمزہ نے خط اپنے فرزند ارجمند کے حوالے کیا پس اسیوقت
عمر بن حمزہ گھوڑے پر سوار ہوکر بہمن کے طرف اکیلے گئے درمیان راہ کے کیا دیکھا
کہ اپنے لشکر کے گھوڑے لیئے جاتے ہین اور چرواہا پکارتا اسکے پیچھے جاتا ہی
تب عمر بن حمزہ نے چرواہے سے فرمایا یہہ کیا فریاد ہی چرواہے نے کہاکہ ہمارے
لشکر کے گھوڑے چرتے تھے سو یہہ بیٹا بہمن کا آیا اور گھوڑون کو پکڑکر لیجاتا ہی تب
عمر بن حمزہ نے اُسسے پوچھاکہ وہ کہان ہی چرواہے نے کہا دور نہین ہی بہت نزدیک
ہی پس عمر بن حمزہ نے خنگ کو تیز رو کیا پس ایک پلک کی جھپک مین اسے دیکھا
اور پکاکہ ای کافر بچے اگر مرد ہی تو کھڑا رہ نہین تو میرے ہاتھہ سے کہان جاوے
گا ہومان نے جب عمر بن حمزہ کو دیکھا تو فوج سے آگے کھڑا رہا اور کہا تو کون ہی
عمر بن حمزہ نے کہا مین پسر حمزہ ہون تب ہومان نے کہا خبردار رہیہ نہ کہناکہ خبردار
نہین کیا تھا پس تروار کھینچکر گھوڑے کو دوڑایا اور امیرزادے پر تروار چلائی امیر
زادے نے ایک ہاتھہ سے ترواراسکی رد کی اور دوسرے ہاتھہ سے دوالی کمر کی اُسکی
پکڑکر اور پاؤن رکاب سے نکال کر اُسکے گھوڑے کو ایسی لات ماری کہ اُسکے نیچے
سے دس قدم پرے جا پڑا اور ہومان امیرزادے کے ہاتھہ مین رہا امیرزادے نے
ہومان کو سر پر لیجاکر پھرایا اور کہاکہ ای کافر بچے بول کہ خدا ایک ہی اور دین ابراہیم
خلیل اللہ کا برحق ہی ہومان نے کہاکہ ای امیرزادے مجھے امان دے پس امیرزادے
نے اُسے آہستہ اُتارا اور زمین پر چھوڑ دیا اور کہاکہ جا جہان جی چاہے تیرا پس ہومان امیر
زادے کے پاؤن پر گر پڑا اور پوچھاکہ ای امیرزادے تم کہان جاتے ہو عمر بن حمزہ نے
کہا خط لیکر تیرے باپ کے پاس جاتا ہون تب ہومان نے کہاکہ اگر ہر دہی تو یہہ احوال
کسی سے نہ کہنا عمر بن حمزہ نے کہاکہ ہرگز نہ کہونگا پس ہومان پہلوان.... گھوڑے عمر بن حمزہ
کو دیکر آپ شہر مین گیا اور باپ کے دربار مین جاکر بیٹھا امیرزادے نے بھی
گھوڑے چرواہے کے حوالے کئے اور آپ بہمن کے طرف چلے جب دروازیکے

نزدیک پہنچے تب دربانون کو کہا کہ جاؤ شتابی بہمن کو خبر کرو کہ عمر بن حمزہ آیا ہے دربان
دوڑے اور خبر کی بہمن نے کہا کہ اندر آنے دو جب کہ عمر بن حمزہ اندر آئے تب کہا کہ السلام
علیکم ای خواجہ بزرجمہر تب بزرجمہر نے کہا کہ علیکم السلام خوش آمدی ای فرزند تب ہومان
فرزند بہمن نے کہا کہ ای فرزند حمزہ بادشاہ کے ہوتے ہوئے وزیر کو سلام کیا اور اسکو
نہ کیا تب عمر بن حمزہ نے کہا کہ سلام ہمارا اُن پر ہے جو خدا کو واحد جانتے ہین اور دین ابراہیم
پیغمبر کا پہچانتے ہین یہہ کہہ کر عمر بن حمزہ نے خط بہمن کو دیا بہمن نے لفافہ کھولا اور خط پڑھا
اور پھاڑ کر پھینکا تب عمر بن حمزہ نے کہا کہ ای بہمن کیا کرون کہ امیر نے میرے تئین حکم کیا
ہے کہ تجھ سے کچھہ بے اعتدالی نکرون اس واسطے مین چپ رہا ہون وگرنہین تو
ابھی کام تیرا تمام کرتا بہمن نے کہا کہ ای ہومان مار اس عرب کو تب ہومان نے ضرور
جان کر تروار امیرزادے پر کھینچی اور عمر بن حمزہ پر حملہ کیا امیرزادے نے ہاتھہ لنبا کر کے
اسکی تروار کا قبضہ پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھہ سے ایک مُکی اُسکے گردن مین ایسی ماری
کہ ہومان زمین پر پڑا تب بہمن کا بھائی کہ بہمن زور نام تھا تروار کھینچکر عمر بن حمزہ پر دوڑا
اور حملہ کیا تب امیرزادے نے اُسکی تروار بھی روکی اور اُسے بھی زمین پر پچھاڑا بعد ازان
دوسرا بھائی بہمن کا کہ بہمن کوچک نام اُسکا تھا گرز لیکر عمر بن حمزہ پر آیا امیرزادے
نے اُسے بھی کھانسے زمین پر گرایا اور کہا کہ ای بہمن ارجاشنٹ اب تک حکم باپ کا نگاہ
رکھا کہ ہنوز تروار میان سے نہین نکالی وگرنہین تو دیکھتا کہ دربار مین کیا لہو کا نالہ چلا
ہوتا کہ تمام عالم آفرین کہتا تب بہمن نے کہا کہ ای فرزند حمزہ جو کچھہ تو بولتا ہے اُسسے
سو حصہ زیادہ پایا آفرین تیرے باپ کو کہ تجھے جنا اور شاباش تیری مان کو جو تیرے
تئین دودہ پلایا ہے بعد اُسکے بہمن نے بادشاہانہ خلعت منگا کر اپنے ہاتھہ سے عمر بن حمزہ
کو پہنایا اور کہا کہ اپنے باپ کے پاس جا کر بول کہ تیرا اور ہمارا صبح کو جنگ ہے دیکھئے
بخت کس کے یاری دیتے ہین پس امیرزادے کو رخصت کیا غرض کہ عمر بن حمزہ
سوار ہوئے اور امیر کے نزدیک آئے اور تمام حقیقت کہی امیر نے فرزند کو گلے
لگایا اور بہت نوازا اور تمام رات عیش و عشرت کر کے کاٹی جب کہ فجر ہوئی تب آواز

نقارے کی ہوئی لشکر نوشیروان مین تب مردون نے ہتھیار باندھے اور نامردون
نے راہ بھاگنے کی لی جب لشکریان میدان مین آئے تب جاسوسون نے حمزہ کو خبر کی کہ
نوشیروان نے طبل جنگ کا بجواکر قصد لڑائی کا کیا ہے امیر نے فرمایا کہ بتکیۂ فضل ایزدی
ہمارے یہان بھی نقار خانہ مین حکم کرو کہ طبل جنگ کا بجاوین اور امیر نے اپنا سلاح
سنگا کر بدن پر آراستہ کیا اور ادھر قباد شہریار تاج شاہی بر سر و چار قبا شاہنشاہی
در بر موتی سے مرصع کٹار ناف کے آگے سپر کا گرداپشت کے پیچھے آگے قلب لشکر مین ؛
کھڑے رہے اور حمزہ تمام دست راست و دست چپ سے مجرا لیتے ہوئے آگے چالیس قدم
سردار یکا بڑھ کے کھڑے رہے اور نقیبون نے پکارا کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ
زنان نپوشید **رباعی** روز جنگست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد
شکم گاؤ و پشت ماہی را ٭ بسر نیزہ رنگ باید کرد ٭ یہہ کہہ کر کہا کہ کون مرد ہے جو
قصد میدان کا کریگا اور اپنا اور اپنے باپ دادے کا نام روشن کریگا تب عمر بن حمزہ
نے طبل نقارہ بجواکر علم کو جلوہ دیا اور گھوڑے پر سے اُتر کر باپ کی خدمت مین آکر
عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین میدان مین جاؤن امیر نے کہا کہ جاؤ تمہین خدا کو سونپا تب عمر بن
حمزہ خنگ پر سوار ہو کر کداتے ہوئے میدان مین آئے تب ہومان اپنے باپ کے فرمان
سے میدان مین آیا اور مقابل عمر بن حمزہ کے کھڑا رہا اور گرز قربوس سے زین کے
نکالا اور امیرزادے پر چلایا امیرزادے نے ڈھال پر اسکی ضرب روکی غرض کہ اُس
سگ بچہ نے ایسا گرز مارا کہ آواز اُسکا دونو لشکر کے سب سپاہ نے سُنی اور عمر بن حمزہ
نے حملا اس کا رد کیا اور اپنا ہاتھہ دراز کر کے دوال اُسکی کمر کی پکڑی اور گھوڑے پر سے
اٹھایا اور امیر کے سامنے لائے اور زمین پر پٹکا امیر نے عمر سے کہا کہ اسے قید کرو عمر
نے اُسے مقید کیا اور عمر بن حمزہ پھر میدان مین آئے بعد از ان بہمن زور میدان مین آیا اور
تروار کھینچکر عمر بن حمزہ پر چلائے امیرزادے نے ایک ہاتھہ سے تروار اس کی روکی
اور دوسرا ہاتھہ لنبا کر کے اُس کی بھی دوال کمر پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھایا اور امیر
کے نزدیک لا کے چھوڑا اور آپ پھر میدان مین آئے تب بہمن کوچک میدان مین آیا

براوی روایت کرتا ہی کہ عمر بن حمزہ نے اسے بھی پکڑا تب تو بہمن ارجاشٹ کو تاب و طاقت نرہی نعرہ مارکر گھوڑا اُٹھایا اور گرز سات سو من کا قربوس مین سے نکالا اور عمر بن حمزہ کے سر پر مارا عمر بن حمزہ نے ڈھال سر پر لی امیر نے دیکھا اور کہا کہ یا الٰہی تو میرے فرزند کو اس کافر کے ہاتھ سے نگاہ رکھنا بہمن نے گرز جب عمر بن حمزہ کی ڈھال پر مارا تب ایک شعلۂ آتش اس گرز سے اور ڈھال سے ملکر نکلا اور آسمان پر گیا اور تین سو ساٹھ رگ بے خبر تھی سو خبردار ہوئی اور ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اور خنگ اسحاق نبی کا نالش مین آیا تب بہمن پکارا کہ کجاست عیاران نامی اگر بجوئید ریزۂ استخوان ہم نیابند اتنے مین امیرزادہ پکارا کہ ای بہمن ایک حملہ اور کر تب بہمن نے پھر کر کہا ای عرب ہنوز تو جیتا ہی عمر بن حمزہ نے کہا کہ حکم خدا سے اب تک تو جیتا ہون یہہ کہکر ڈھال مُنہہ پر سے اُتاری بہمن نے کہا اب تو حملہ کر عمر بن حمزہ نے کہا ابھی دو حملے تجھے دیئے ہین تب بہمن نے دونو پاؤن رکاب مین استوار کرکے قوت تمام خرچ کرکر گرز مارا پھر نوبت امیرزادے کی پہنچی تب گرز ہزار من کا اٹھایا اور گھوڑے کو دوڑایا اور بہمن کے سر پر مارا بہمن نے وہ گرز عمر بن حمزہ کا رد کیا بعد گرز در گرز درمیان دونو کے ہونے لگے ایسا کہ آفتاب درمیان آسمان کے چھپ گیا بعد ازان کھڑے رہے اور ہاتھ ترواروں پر لیگئے اور ایک پر ایک اتنی تروارین مارین کہ تروارین مانند آرے کے ہوئین تب ہاتھ نیزوں پر لیگئے اور دونون آپس مین نیزہ بازی کرنے لگے بہمن نے امیرزادے کا سینۂ بے کینہ تاک کر نیزہ مارا امیرزادے نے اسکا وار نیزہ پر روکا نیزہ کی سنان پر سنان لگی و چنگاریان آگ کی جھڑین آواز پیدا ہوئی چرق چرق نہ این را خطر نہ آن را ظفر نہ این را ظفر نہ آن خطر

دو نیزہ دو باز و دو مرد دلیر :: تو گوئی کہ بودند دو نرّ شیر ::

غرض کہ دونو مین ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ نیزے اُنکے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بعد دونو پہلوان زور کرنے لگے اور ایسا زور کیا کہ دونو پہلوان گھوڑون سے گر پڑے اور پیادہ ہوکر زور کرنے لگے نہ اُسے فتح نہ اُسے ظفر کہ اتنے مین رات ہوئی بعد بہمن نے کہا کہ اے

پسر حمزہ آفرین تیرے ہاتھ اور بازو پر آج تک تیرے سوائے میرے سے کوئی ایسا نہین لڑا بس اب رات ہوئی صبح کو پھر لڑینگے اب جاؤ خیمہ مین اور استراحت کرو عمر بن حمزہ نے کہا کہ مین لپشت نہ پھراؤنگا اول تو جا بعد مین جاؤنگا تب بہمن امیر زادی کی دوال کمر کی مین ہاتھ ڈال کر زور کرنے لگا آخر پہر رات تک زور کیا اور کچھ نہوا تب بہمن نے کہا کہ پسر حمزہ ہر گز لپشت نہ پھرائے گا پس ہاتھ کمر سے چھوڑ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور کہا کہ ای فرزند حمزہ اب تو بھی سوار ہو اور اپنے لشکر مین جا تب عمر بن حمزہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے امیر نے بیٹے کو گلے لگایا اور بہت نوازش فرمائی اور پوچھا کہ ای فرزند بہمن کو کیسا پایا عمر بن حمزہ نے عرض کی کہ بعد آپ کے اگر بہادر جہان مین ہی تو بہمن ہی اور بہمن جب میدان سے گیا تو نوشیروان کی خدمت مین گیا تب نوشیروان نے خلعت منگا کر بہمن کے آگے رکھے بہمن نے کہا کہ ای بادشاہ مجھہ سے تو مسخری کرتا ہی کہ خلعت پہناتا ہی تب زوبین نے کہا کہ ای بہمن سوائے تیرے کون ہی کہ اُن سے مقابلہ کرے غرض کہ بہمن غمگین ہو کر اُٹھا اور محل مین گیا اب احوال یہا نکا سُنو کہ جب فرزند کو حمزہ نے نوازا اور سب قرابت والے جو بہمن کے پکڑے آئے تھے انھون کو بلوا کر کہا کہ ای کوہستانیو میرے فرزند نے تم کو کس طرح سے پکڑا اُنھون نے کہا کہ جسطرح مرد مردون کو یا شیر شیرونکو پکڑتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ کہو کہ خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی تب وہ کوہستانی بولے کہ ای امیر تب تک ہمین مسلمان کرنا موقوف رکھو کہ جب تک تمھارے ہاتھ بہمن لگے اور مسلمان ہووے تو ہم بھی اسکے ساتھ مسلمان ہونگے تب امیر نے کہا کہ ای عمر بن عمیہ انکو قید مین رکھنا عبث ہی اور کچھ فائدہ نہین ہے پس ایک ایک گھوڑا دے کر اور خلعت اچھے پہنا کر چھوڑ دیا القصہ جب کوہستانی سب قید سے چھوٹے اور خلعت و گھوڑے امیر سے انعام پا کر اپنے لشکر مین آئے اور بہمن کے پاؤن پر گر پڑے اور تمام حقیقت کہی تب بہمن نے کہا کہ حمزہ مرد میدان ہی غرض جب رات گذری اور دن ہوا تب آفتاب نے پردۂ ظلمات سے نکل کر نور سے

روز کو منور کیا تب آواز نقارون کا دونون لشکرون سے بلند ہوا اور ہر ایک بہادر
سوار ہو کر ایک کے سامنے ایک آکر کھڑا رہا اتنے مین ارجاشٹ میدان مین آکر پکارا
کہ ای خدا پرستان و زبردستان درمیان شما ہر کہ آرزوئے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان
مرد آنکہ ارادہ دست و پا آوری دارم تب امیر حمزہ نے یہہ آواز سنکر ہر دو جانب
نظر کی دیکھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے سے اُترکر روبرو آمیر کے آکر زمین خدمت
کی چومی اور تسلیمات بجالا کر عرض کیا کہ ای شہر یارا اجازت میدان ہو تو مین جاؤن امیر
نے فرمایا کہ جاؤ بخدائے لایزال سپردم پس لندھور سوار ہو کر میدان مین آیا بہمن
نے کہا تو کون ہی ای لنبے قد کے لندھور نے کہا کہ مین پادشاہ ہند کا ہون
اور لندھور بن سعدان میرا نام کہتے ہین بہمن نے کہا تیرے قوت کا نام اور شہرہ
جوانمردی کا سارے جہان مین ہی پس لا کیا نشان مردیکا رکھتا ہی **فرد**
بیا تا چہ داری زمردی نشان ؞ کمان کیانی و گرز گران ؞ تب لندھور نے
کہا کہ ہمارا رسم نہین ہی کہ پیش دستی کرین پہلے تو حملہ کر تب بہمن نے کہا تو خبردار
رہ یہہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہہ بول کر گرز لندھور کے سر پر ایسا مارا کہ آواز اسکا دونو
لشکر نے سُنا اور کہتے ہین کہ اگر وہ گرز پہاڑ پر مارتا تو سرمہ ہو جاتا ولیکن لندھور نے
رد کیا بعد از لندھور نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور گرز بہمن کے سر پر ایسا مارا کہ شعلہ
آگ کا نکلا اور ہوا پر گیا مگر ہزار محنت سے بہمن نے بھی رد کیا اور کہا کہ ای لندھور
اپنے قد کے موافق قوت اور زور بھی رکھتا ہی بعد گرز در گرز دونو مین ہونے لگے
یہان تک کہ رات ہوئی اور نہ اسے فتح اور نہ اسے ظفر بعد بہمن نے کہا کہ پھروا اپنے
لشکر کو پس بہمن پھر کے اپنے لشکر کو گیا اور لندھور اپنے لشکر کو آیا اور امیر کے پاؤن
پر گر پڑا امیر نے فرمایا کہ ای لندھور بہمن کو کیسا پایا لندھور نے کہا کہ جیسا عمر بن حمزہ
بولے تھے اتنے مین رات ہوئی دونو لشکر اترے اور آرام کیا جب کہ شب تمام ہوئی
اور روز نورانی ہوا تب دونو لشکر سوار ہوئے اور میدان مین آکر کھڑے ہوئے
کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست گرد نے مارا باؤ کو اور باؤ نے مارا گرد کو

گرد

گرد خیرہ خیرہ اور تیرہ تیرہ ہوئی اور دامن گرد چاک ہوا کہ ایک لشکر نمودار ہوا پس دونون لشکرون سے جاسوس خبر لانے کو دوڑے اس عرصہ مین جوڑی نے ہرکارے کی گردمین آلودہ اور پسینہ مین غرق سامنے امیر کے آکر دعائے جان دراز دیکر کہا

فرد الٰہی در جہان باشی باقبال ❊ جوان بخت و جوان دولت جوان سال

شہریار عالم کی عمر دراز رہے یہہ قافلہ نہین ہی یہہ بیٹا لندھور کا نام فرہاد تمام لشکر سمیت باپ سے ملاقات کرنے کو آیا ہی تب عمر نے دوڑکر لندھور سے کہا کہ ای لندھور مبارک ہو کہ تیرا فرزند سراندیب سے آیا ہی یہہ کہتے تھے کہ فرہاد لندھور کے پاس آیا اور گھوڑے سے اُترکر باپ کے قدمون پر گرا لندھور نے گلے سے لگایا اور امیر کی خدمت مین لایا اور فرہاد کو امیر کا قدمبوس کروایا امیر نے اوسے گلے لگایا اور خلعت دیکر سرفراز کیا تب فرہاد نے کہا کہ یا امیر اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن امیر نے فرمایا کہ ای فرزند ابھی اس لشکر کا پانی تو نے نہین پیا ہی تجھے کیونکر بھیجون تب لندھور نے کہا کہ کچھہ مضایقہ نہین ہے جانے دو تب امیر نے کہا اچھا جاؤ خدا کو سونپا پس فرہاد ہاتی پر بیٹھا اور میدان مین آیا بہمن نے کہا کہ ای بلند قد کے تو کون ہی کہ ابھی حمزہ سے ملا اور ابھی میدان مین آیا جو مارا جاویگا تو ارمان تیرے دل مین رہیگا فرہاد نے کہا کہ مین فرہاد فرزند لندھور کا ہون بہمن نے کہا کہ باپ تو تیرا پہلوان زبردست ہی اب دیکھیئے تو کیسا معلوم ہوتا ہی اور تیرا باپ ہوتے ہوئے تو کیون میدان مین آیا تب فرہاد نے کہا کہ تو ایسا کیا بڑا پہلوان ہی جو تیرے واسطے میرا باپ آویگا یہہ بات بہمن کو بہت بُری معلوم ہوئی تب تو گرز نکال کر حملہ کیا فرہاد نے اسکا حملہ رد کیا اپنا گرز اٹھاکے بہمن کو ایسا مارا کہ شعلۂ آگ کا نکل کر ہوا پر گیا ❊ تب بہمن نے کہا کہ تو بھی ہم وزن باپ کا ہی اور گرز در گرز دونو مین رات تک ہوئی نہ اسکی فتح نہ اسکی ظفر ہوئی بعد دونو پھر کر اپنے اپنے لشکر کو گئے امیر نے فرہاد کے آنے کی خوشی کے واسطے مجلس آرائی کا حکم کیا پس ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے دور مجلس مین شراب کا چلنے لگا غرض

اسی طرحسے تمام رات گذری جب روز ہوا آواز نقارے کا امیر کے کان مین آیا امیر
نے بھی فرمایا کہ ہمارے بھی نقار خانہ مین حکم کرو کہ دمامہ پر چوب مارین پس ہر
دو جانب سے نالۂ نائے رزمی و صدائے کوس حربی بلند ہوئی تب پہلوانان
عرب سب غرق آہن ہوئے اور میدان مین آئے اور بہمن بھی میدان مین آیا
اور حریف کو طلب کرنے لگا اتنے مین عمر بن معدی گھوڑے سے اُتر کر امیر کے آگے
آیا اور سر خدمت کا زمین پر رکھا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین میدان مین جاؤنگا امیر نے
فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا تب عمر معدی گھوڑے پر سوار ہوئے اور میدان مین آئے
بہمن نے کہا ای مرد بزرگ شکم تو کون ہی عمر معدی کرب نے کہا کہ مین سر لشکر امیر
حمزہ کا ہون بہمن نے کہا کہ امیر حمزہ بہت نادان ہی کہ تجھے سر لشکر کیا ہی اگر تجھے
باورچی خانہ مین رکھا ہوتا تو کھانا پکا کر پیٹ بھر کر کھاتا اور خوشوقت رہتا اب تجھے
یہہ بڑا پیٹ لیکر میدان مین آکر لڑنا قیامت ہی کسواسطے کہ جو عورت پیٹ سے ہوتی
ہی اُسسے کچھ کام نہین ہوسکتا ہی ویسا تو بھی اپنے دل مین لڑائی سے بیزار ہوگا
تب عمر معدی کرب نے کہا کہ ای کوہستانی آپ اپنی زبان سنبھال کہ مین تو
لایق آش پزیکے نہین ہون ولیکن تو لایق گائین چرانے کے ہی تب بہمن نے
کہا کہ ای بڑے پیٹو تو خبردار ہو یہہ کہہ کر گرز نکال کر گھوڑے کو دوڑایا اور عمر معدیکے
نزدیک آکر ایک گرز عمر معدیکے سر پر ایسا مارا کہ آوازہ اسکا دونو لشکر نے سُنا
اور گھوڑا عادی کا تا ابش مین آیا اور رہر بن مو سے پسینہ ٹپکا ولیکن عمر معدی نے
اپنے کو مردانہ رکھا اور ہاتھہ اپنا بھی گرز پر لیگیا اور بہمن کو کہا کہ ای کوہستانی خبردار
ہو یہہ بول کر ایسا گرز بہمن کے سر پر مارا کہ بہمن سانپ کے طرح سے پیچ مین آیا پھر
ایک گرز عمر معدی کے سر پر بہمن نے مارا عمر معدی نے ہزار سختی سے رد کیا بعد ازان
گرزون سے لڑتے لڑتے دوپہر ہوئے اتنے مین بہمن نے گرز ڈال دیا اور دوال
کمر عمر معدی کی پکڑ کر زور کرنے لگا تب عمر معدی نے بھی اسکی کمر پکڑی اور دونو پیادے
ہوئے بعد بہمن نے زور کیا لیکن عمر معدی کو دونو گھٹنون تک لایا عمر معدینے ہر چند لنگر مارا

پر کھڑا نہ رہ سکا تب بہمن کے گال پر گھونسے مارنے لگا جب گال بہمن کا لہو لہان ہوا
تب بہمن بہت تعب مین آیا امیر یہہ حال دیکھ کر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ عمر معدی اب
سُست ہوا ہی اور بہمن کو گھونسے مارتا ہی اور وہ کوہستانی گھونسے مارنا نہین
جانتا ہی کسواسطے کہ گھونسے مارنا اور نیزہ پھرانا کام عربون کا ہی بعد جب رات
ہوئی تو دونو پہلوان پھرے اور عمر معدیکرب امیر کے خدمت مین آیا تب امیر نے پوچھا
کہ عمر معدی بہمن کو کیسا پایا عمر معدی نے کہا کہ بہمن کو لندھور سے دس حصہ زیادہ پایا
غرض جب وہ بھی رات تمام ہوئی اور دن نکلا تب دونو لشکر پھر میدان مین آئے
اور میدان آراستہ کیا بہمن نے میدان مین آکے پکارا کہ کسے آرزو مرنے کی ہی
جو میدان مین آکر اپنا نام ظاہر کریگا تب استفتانوش پہلوان امیر کے آگے آیا اور
تسلیمات بجالایا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو
سونپا تب استفتانوش سوار ہو کر میدان مین گیا بہمن نے کہا تو کون ہی استفتانوش
نے کہا پہلوان ہون تب بہمن نے گرز نکالا اور گھوڑا دباکر آیا اور اسکے سر پر ایسا
گرز مارا کہ آواز اسکا دونو لشکر نے سُنا اور مردان عالم کہتے ہین کہ اگرچہ کیسا ہی
مرد سد سکندر ہو تو بھی اُس گرز سے پر خطر ہی پس استفتانوش نے اپنے تئین
مردانہ رکھا اور بہمن کے سر پر ایسا گرز مارا کہ اسے بھی چھٹی کا دودھ یاد آیا راوی :
روایت کرتا ہی کہ وہ بھی اس روز بہمن سے مردانہ رہا اور نہ اُسے فتح ہوئی نہ اُسے
ظفر ہوئی آخر دونو پہلوان اپنے اپنے لشکرون کو پھرے اور وہ رات تمام گذری
اور روز ہوا تو دمامے جنگ کے ٹھوکے اور دونو لشکر تیار ہوئے بہمن میدان مین
آیا اور نعرہ مارا کہ کسے آرزو مرنے کی ہی وہ ابھی میدان مین آوے تب ارجد
پہلوان امیر کے حکم سے میدان مین گیا بہمن نے کہا تو کون ہی ارجد نے کہا مین :
بھائی معدی کرب کا ہون بہمن نے کہا کہ تیرا بھائی تو بڑا پہلوان ہے تو کیونکر آیا ہی
خدا جانے بعد گرز نکالا اور گھوڑے کو دوڑایا اور ارجد پر ایک ایسا گرز مارا کہ آواز
اسکی دونو لشکر نے سنے تب ہاتھ ارجد کا کانپا اور گرز ڈھال پر سے گھوڑے کی گردن

پر آیا گھوڑا زمین پر گر پڑا تب ارجد نے چاہا کہ بہمن کو مارے تب بہمن گھوڑے پر سے کودا اور ارجد کی چھاتی پر بیٹھا اور دونو ہاتھ اُسکے باندھے اور حکم کرکے اپنے لشکر کو بھیجا اور پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور نعرہ مارا تب آشوب نے تروار کھینچکر میدان مین آیا اور بہمن پر چلائی بہمن نے تروار اسکی رد کرکے پھرتے وقت دوال کمر آشوب کی بہمن نے پکڑ کر زور کیا اور گھوڑے پر سے کھینچکر زمین پر پچھاڑا اور باندھ کر لشکر مین اپنے بھیجا بعد سعد یمانی نے گھوڑے کو دوڑایا اور بہمن پر نیزہ چلایا ایسا کہ نیزہ اوسکا بہمن کے چار انگل زخم کر گیا بہمن نے نیزہ پکڑ کر زور کیا کہ سعد یمانی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تب بہمن نے بھال نیزہ کی دور کرکے ایسا سعد یمانی کے کمر مین مارا کہ سعد یمانی گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور چاہا کہ اٹھے مگر بہمن گھوڑے پر سے کود کر اسکے سینہ پر بیٹھا اور اسکو بھی باندہ کر لشکر مین بھیجا اور پھر میدان مین آکر پکارا کہ کسے آرزو مرنے کی ہی سو میدان مین آوے تب ذوالحمار میدان مین آیا بہمن نے بعد جدال کے اُسے بھی باندھا اور پھر پکارا کہ جسے آرزو ہو سو آوے تب اور پہلوان ایک بھائی عرب معدی کا گیا بہمن نے اُسے بھی باندھا غرض اُس روز بہمن نے معدی کرب کے سات بھائی باندھے جب رات ہوئی تب نقارہ بازگشت کا بجایا اور دونو لشکر اپنے اپنے مقامون پر اُترے بہمن اپنے مقام پر گیا اور امیر بھی اپنے مقام پر آئے مگر اپنے یارونکے واسطے بہت دلگیر تھے کچھہ خواہش کھانے پینے کی امیر کو نہین تھی جب عمر بن عمیہ نے امیر کو غمگین اور منغص دیکھا تو اپنے جگہہ سے اٹھکر امیر کے روبرو آیا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُن جان نثارون کی خبر لاؤن امیر نے فرمایا کہ جاؤ غرض کہ عمر نے دربار سے نکل کر راہ کوہستان کی لی جب بہمن کے دربار مین پہنچا تو اپنا لباس کوہستانیونکا سا کیا اور ہاتھ مین عصا سونے کا لیا اور چوبدارون مین آکر کھڑا رہا بہمن اُس روز بہت خوش و خورم تھا اور نزدیک نوشیروان کے کرسی پہلوانی پر بیٹھا تھا پس بہمن نے کہا کہ یاران حمزہ کو لاؤ تب معدیکرب کے بھائیون کو لائے بہمن نے منہہ نوشیروان کے طرف کیا اور کہا کہ انکو کیا کرنا چاہیئے

نوشیروان نے کہا کہ یہہ ہر ایک ایک بلائے بدروزگار ہی سوائے تیرے
کوئی انھین باندھ نہین سکتا تھا پس اب ان سب کو گردن مارنا چاہیئے تا قوت
حرام خواران عربون کی کم ہووے گی بعد از بختک کی طرف دیکھا اور کہا کہ انھون
کے حق مین کیا کہنا ہی بختک وزوبین نے کہا کہ انکا پوست نکالنا چاہیئے کہ تا قوت
عربون کی ٹوٹے گی اور عربون کو ہیبت ہووے گی پھر بزرجمہر سے پوچھا کہ کیا کیا چاہیئے
بزرجمہر نے کہا کہ حکم بادشاہ کا ہی لیکن جو کچھ کہ سزاوار مردان ہو سو کر پھر بہمن
نے اپنے اقاربون سے پوچھا انھون نے کہا کہ انکا سر کاٹ کر قلعہ کے کنگورے
پر لٹکانا چاہیئے تب بہمن نے کہا کہ تمہین جو فرزند حمزہ کا پکڑ کر لیگیا تھا تو حمزہ نے
تمھارے حق مین کیا کیا تھا انھون نے سر نیچا کیا تب بہمن نے کہا کہ ای بدبختو
تمھارے واسطے حمزہ نے کیا برائی کی جو تم اسکے یارون کے حق مین یون کہتے ہو
یہہ کہہ کر بہمن نے خلعت منگا کر اور بند انھون کے کھول کر خلعت سب کو اپنے
ہاتھون سے پہنائے اور ہر ایک کو گھوڑا دیکر روانہ کیا یارون نے امیر کے
بہمن کو دعا دی اور دربار سے نکلے عمر بن عمیہ نے بھی بہمن کو تسلیمات کی اور کہا
ای بہمن تو مرد مردانہ ہی اور مرد یون ہی کرتے ہین جیسا تو نے کہا اور کیا کہ
مین عمر بن عمیہ ہون آیا تھا دیکھنے کو کہ تو یاران حمزہ کو کیا کرتا ہی اگر تو مارنے کو فرماتا
تو مین ان سب کو چھوڑاتا لیکن تو نے بہت مہربانی کر کے امیر کو شرمندہ کیا یہہ
بول کر وہان سے چلے اور راہ مین یارون سے ملے اور سب کے ساتھ امیر کی خدمت
مین آئے امیر نے جب یارون کو دیکھا کرسی پر سے اُٹھ کر ہر ایک کو گلے لگایا
اور وہان کی حقیقت انھون سے پوچھی تب عمر نے سب بیان کیا تب امیر نے کہا کہ مرد
یون ہی کرتے ہین جیسا بہمن نے میرے یارون سے کیا غرض کہ جب رات بسر ہوئی
اور فجر ہوئی تب آواز نقارہائے جنگ کے دو نو طرف سے پیدا ہوئے اور بہادرون
اور نامورون نے ہتھیار باندھ کر میدان مین آئے اور ہراول و چنڈول چپ
و راست و قلب و جناح کو آراستہ کیا تب بہمن میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای

حمزہ ان زیر پاپون کو کیا بھیجتا ہے اگر مرد ہے تو تو میدان مین آ امیر نے ہتھیار منگائے
تب مقبل حلبی نے ہتھیار آگے حمزہ کے لا رکھے اول پیراہن اسماعیل پیغمبر کا پہنا
بعد بدن کی نرمی کیواسطے سات پارچہ حریر چینی کے پہنے اور اسکے اوپر زرہ داؤدی
پہنی اور خود ہود نبی کا سر پر رکھا اور موزے صالح پیغمبر کے پہنے اور صمصام و قمقام
حمایل کی اور گرز سام بن نریمان کا قربوس زین مین رکھا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے
اور میدان مین آکر گھوڑے کو جولان کیا اس قدر کہ گرد سم اشقر آسمان پر پہنچی اور بہمن
کے مقابل کھڑے رہے بہمن نے کہا ایجوان تو کون ہے مین نے تو حمزہ کو بلایا تھا
امیر نے کہا کہ انا حمزۃ بن عبدالمطلب بہمن نے کہا کہ حمزہ تو ہی ہے اور تو نے اسی
قد سے سارے عالم کو مسخر کیا ہے امیر نے کہا کہ قدرت خدا سے البتہ یہہ کہہ کر کہا کہ
لا جو کچھہ کہ ضرب رکھتا ہے بہمن نے کہا خبردار ہوا اور گرز پر ہاتھہ لے گیا اور امیر کے
سر پر ایسا مارا کہ آواز اس کا بیابان مین گیا مردان عالم ایسا کہتے تھے کہ اگر حمزہ
سد سکندر ہے تو بھی اس گرز سے پرخطر ہے لیکن امیر کو ذرا جنبش نہوئی بہمن نے
کہا کہ آفرین تیرے بازو اور ہاتھہ کو کہ ایسا گرز رد کیا امیر نے کہا کہ دو گرز اور بھی مار
غرض پھر بہمن نے دوسرا گرز اور مارا اور کہا کہ زدم و پست کردم کجا ہستند عیاران
نامی و نامور اگہ بجویند ریزہ استخوان ہم نیابند امیر نے گرز اس کا سپر کی اوجھڑ سے
رد کیا اور کہا کہ ای بہمن جھوٹھہ کیون بولتا ہے جب کہ تیرا گرز جتنا کہ زور اُسے
خدائتعالی نے دیا تھا سب خرچ کر کے مارا امیر نے اُسے بھی رد کیا لیکن ہر بن مو سے
پسینہ ٹپکا بعد ازان امیر نے گرز سام بن نریمان کا ہاتھہ مین لیا اور نام خدائتعالی کا
زبان پر لائے اور گھوڑا دبا کر بہمن کی ڈھال پر ایسا مارا کہ اوس گرز کی مار سے گھوڑے
کے پاؤن ٹوٹ گئے اور بہمن خاک پر گر پڑا اور تروار کھینچکر اشقر کے پے کرنے کو دوڑا
امیر شتابی سے اُترے اور اشقر کو پشت کے پیچھے لیا بعد ازان دونون مین گرز در گرز
ایسے ہوئے کہ آفتاب درمیان آسمان کے چھپ گیا بعد بہمن نے گرز زمین پر پھینکا
اور ہاتھہ تروار پر لے گیا امیر نے تروار اسکی ڈھال پر لی اور ڈھال ایسی

پھر ا ئی

پھرائی کہ تروار اوسکی ٹوٹی اور قبضہ اوسکے ہاتھہ مین رہا بہمن نے وہ قبضہ امیر کے
اوپر پھینکا امیر نے کوڑے کی اشارت سے رد کیا پس وہ قبضہ زمین پر گر پڑا عمر بن عمیہ
نے دوڑکر وہ قبضہ اُٹھا لیا اور زنبیل مین ڈال لیا بہمن نے کہا ای عمر اس قبضہ پر
لاکھہ دینار خرچ ہوئے ہین تو مفت کہان لے جاتا ہی عمر نے کہا کہ مین حکم رکھتا
ہون کہ جو میدان مین گرے سو مال میرا ہی بہمن نے کہا ای حمزہ یہہ کیا کہتا ہی
امیر نے فرمایا کہ یہہ ہمیشہ یون ہی لیجاتا ہی اور اُسّے کوئی نہین لے سکتا ہی بہمن نے
کچھہ نہ کہا اور دوسری تروار نکال کر امیر کے سر پر چلائی امیر نے سپر کے جھٹکے سے
وہ بھی تروار توڑی بہمن نے وہ قبضہ اپنے ترکش مین ڈالا تب عمر پکارا کہ یہہ حق میرا
ہی تو ترکش مین کیون ڈالتا ہی بہمن نے کہا ایک تجھے بس نہین ہی تب عمر
ہاتھہ پتھر پر لیگیا اور چاہا کہ مارے کہ امیر نے کہا ای عمر ایسا نہ کر تب بہمن نے کہا کیون
نادانی کرتا ہی غرض کہ عمر ضرور جان کر چپ ہو رہا بعد بہمن نے ہاتھہ مین نیزہ لیا
اور پھرا کر امیر کے سینہ پر چلایا امیر نے ہاتھہ لنبا کرکے اسکا نیزہ ہاتھہ سے پکڑ کر
زور کیا اور بہمن کے ہاتھہ سے چھین لیا اور اسکا پھل دور کیا اور پھرا کر بہمن کی کمر مین
ایسا مارا کہ وہ نیزہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا بہمن زین پر سے تو نہین ہلا مگر غصہ سے مانند
سانپ کے پیچ و تاب کھاکے ہاتھہ کمند پر ڈالا اور دونو پہلوان زور کرنے لگے تب
دونو گھوڑون نے گھٹنے زمین پر ٹیک دئے پھر دونو پیادہ ہوئے اور زور کرنے
لگے تا کہ رات ہوئی بعد بہمن نے کہا کہ یا امیر پھرتے ہو یا لڑتے ہو امیر نے فرمایا کہ جو
تیری خوشی بہمن نے کھانا اور شراب وہین منگائے کہ کھاکر لڑینگے اور بخت آزمائی کرینگے
القصہ دونو کرسیون پر بیٹھے اور کھانا منگایا تھا سو کھایا اور سفرہ اٹھایا پھر شراب
پیکر تھوڑی دیر سو رہے جب اُٹھے پھر زور کرنے لگے راوی روایت کرتا ہی
اور حکایت کرنیوالا اس بیان مین اس طرح سے کہتا ہی کہ درمیان امیر کے اور
بہمن ارجاشٹے کے تیرہ رات و دن جنگ عظیم ہوئے چودھوین رات امیر نے
کہا کہ ای بہمن زور جو کچھہ کہ رکھتے تھے سو خرچ کر چکے اب ایک زور باقی ہی کہ مین

کھڑا رہتا ہون تو زور کر اور تو کھڑا رہ مین زور کرون ہمن نے کہا کہ زور کسے کہتے
ہین امیر نے کہا تجھے معلوم نہین ہمن ہنسا اور بولا ای حمزہ بھول کر بولتا ہی یا مقرر
آزماتا ہی کس واسطے کہ مین چھوٹا تھا تو بڑے بڑے جھاڑ پر ہاتھہ ڈال کر جڑ
پیڑ سے اُکھاڑ لیتا تھا تو کیا اُن جھاڑون اور پہاڑون سے بھی زیادہ ہی امیر نے
کہا بس شتابی آزما جو کچھہ خدا کا حکم ہووے گا ہوگا پس ہمن نے امیر کی دوال کمر
مین ہاتھہ ڈالا اور ایسا زور کیا کہ ہمن کی دسون انگلیون مین سے قطرے خون کے
ٹپکے اور ناک مین سے بھی خون جاری ہوا تب ہمن نے ہاتھہ چھوڑ دئے بعد امیر نے ہمن
کی دوال کمر مین ہاتھہ ڈالا اور خوب ہلایا ہمن نے کہا کیا ہلاتے ہو امیر نے کہا کہ تجھے
تولتا ہون تا کہ زور زیادہ نہ کیا جاوے یہہ کہہ کر کہا خبردار کہ نعرہ مارتا ہون ہمن
نے کہا مین بچہ نہین ہون کہ پکارنے سے ڈرونگا تب امیر نے عمر سے کہا کہ نعرہ مارتا
ہون تب عمر نے ٹوپی ہوا پر اُچھالی اور امیر کے لشکر کے لوگون نے بات کو پایا اور
ہاتھہ موزون مین ڈال کر روئی نکالی اور گھوڑون کے اور اپنے کانون مین ڈالی
تب امیر نے نعرہ مارا کہ سولہ کوس زمین و زمان پہاڑ و جنگل و بیابان جنبش مین آئے
غرض اسیوقت امیر نے ہمن کو اُٹھایا اور پہلے زور مین تا بہ کمر اور دوسرے زور
مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے ایسا پھرایا کہ ہر دو لشکر نے آفرین
کی بعد امیر نے ہمن کو زمین پر پچھاڑا اور عمر نے دوڑ کے حلقہ کمند ڈالکے باندھا سپاہ
ہمن نے چاہا کہ سب ایک بار حملہ کرین ہمن نے اشارت سے منع کیا کہ کوئی نہ آوے
القصہ طبل بازگشت بجایا اور امیر اپنے دولت خانہ مین آئے اور کرسی پہلوانی
پر بیٹھے اور ہمن کو منگایا اور کہا کہ ای ہمن مین نے تجھے کیونکر پکڑا ہمن نے کہا
کہ جیسا مرد مردون کو پکڑتے ہین امیر نے کہا کہ مردان عالم ایسا کہتے ہین کہ مرد باش
یا ہم پائے مرد باش اب بول کہ خدا ایک ہی اور دین ابراہیم خلیل اللہ برحق
ہی اور بت اور بت پرست سب باطل ہین ہمن نے کہا ای جہان گیر ایک شرط سے
بولونگا اور باقی عمر حلقہ بگوش رہونگا امیر نے فرمایا کہ کس شرط سے ہمن نے کہا

کہ ای

کہ ای امیر نوشیروان اور زوبین اور اسکے ساتھ کے دوسرے اور بادشاہون کی
تو جان بخشی کرے تو مسلمان ہونگا امیر نے کہا اگر نوشیروان اور زوبین مسلمان ہونگے
تو جان بخشون گا اور اگر نہوئے تو مین اپنے ہاتھ سے مارونگا پس ای بہمن اس
شرط سے شتابی جا اور اُن کو لے آ بعد بہمن کے بند کھولے اور امیر نے اپنے
ہاتھ سے خلعت پہنایا بہمن نے تسلیمات بجالا کے قصد لشکر نوشیروان کا کیا اور
نوشیروان اور دوسرے کافرون کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی تب
نوشیروان اور دوسرے بادشاہون نے مشورت کی کہ اگر بہمن کے کہنے پر مسلمان
نہونگے تو کام مشکل ہو ویگا کسواسطے کہ زمین کوہستانیونکی ہی بغیر از رضامندی
کوہستانیون کی جا نہین سکتے ہین تب نوشیروان اور زوبین دوسرے بادشاہون
سمیت سوار ہوئے اور امیر کے دولت خانے کو آئے جب امیر نے نوشیروان
کی خبر سنی شتابی سے باہر آئے اور نوشیروان کے قدم چومے نوشیروان
نے امیر کا سر اُٹھاکے گلے سے لگایا بعد اُسکے زوبین دوڑا اور امیر کا قدمبوس
ہوا امیر نے سر اُسکا اُٹھایا پھر بختک اور سارے بادشاہ و سردار امیر سے ملے
امیر نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا بادشاہ نے امیر کو سرفراز کیا اور باقی
سب کافر امیر کے پاؤن پر گر پڑے بعد از بہمن نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ
ای امیر فرماؤ کہ اب کیا حکم ہی امیر نے فرمایا کہ بولو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ
غرض کہ نوشیروان اور بہمن معہ کفار ظاہر مین مسلمان ہوئے اور باطن
مین ضلالت کفر سے نہ نکلے پس امیر نے حکم کیا کہ نوبت خوشی کی بجاوین
اور جشن و عیش کی خوشی سے مجلس آراستہ فرماوین واللّٰہ اعلم بالصواب

داستان چھیالیسوین

جب حضرت امیر حمزہ رضی اللّٰہ تعالی عنہ نے نوشیروان کو معہ کفار اور بہمن کے
بظاہر مسلمان کیا اور جشن کرتے تھے کہ ایک روز عمر معدی نے کہا کہ ای جہان

گیر کوہستان مین چارا آخر ہوا امیر نے فرمایا کہ زوبین گاؤس کے حصار مین گھانس خوب ہی صبح کو چلو نوشیروان نے کہا اے امیر اب مین بہت ضعیف ہوا ہون پس یہہ چاہتا ہون کہ باقی عمر فراغت سے رہون اور اپنا تخت و تاج و مال و متاع وغیرہ اپنی رضا و رغبت سے نواسے کو دون مگر بزرجمہر کو ہمراہ لیجاتا ہون کیونکہ مداین بزرگون کی جگہہ ہی وہان جا رہتا ہون امیر نے فرمایا کہ اختیار بادشاہ کو ہی مین کسی امر مین مانع نہین ہون دوسرے روز امیر نے زوبین و بختک و بہمن کو معہ لشکر کاؤس کو اور نوشیروان کو معہ بزرجمہر مداین روانہ کیا غرض بعد قطع منازل کتنے روزون مین یہہ سب اپنے اپنے مقامون پر پہنچکر فراغت سے رہنے لگے اور امیر خود بھی کاؤس کو پہنچا کر فراغت سے رہتے تھے ایک روز قاصد مکہ معظمہ سے آیا اور خط خواجہ عبدالمطلب کا امیر کو دیا امیر نے لفافہ کھول کر خط کو سر و چشم پر رکھہ کر دیکھا تو خواجہ عبدالمطلب نے لکھا تھا بعد حمد و نعت کے کہ اے فرزند ارجمند بجان و دل پیوند تہور شعار شیر بیشۂ شجاعت شہسوار مضمار شہامت امیر حمزہ زادہ عمرہ و شجاعتہ طرف سے خواجہ عبدالمطلب کے بعد دعوات ترقی عمر و دولت شجاعت کے معلوم ہووے کہ ہم سب یہان خدا کے افضال سے بخیر ہین اور خیریت اُس شجاعت شعار کی درگاہ پروردگار سے مطلوب ہی حقیقت یہان کی تمھارے دل شجاعت منزل پر معلوم ہو جیو کہ جب سے خلاق جہان آفرین نے اُس شجاعت شعار کو پیدا کیا تب سے کسی کافر نے قصد مکہ معظمہ کا نہین کیا تھا اب اس ایام کے بیچ شداد بو عمر حبشی بادشاہ حبش کا بختک کے لکھنے سے آکر اطراف کے ملکون کو ویران کرتا ہی اور مکہ معظمہ کے لوگون کو بہت تنگ کیا ہی اگر تم جلد ادھر آئے اور ان کافرون کو مقہور کیا تو بہتر ہی نہین تو ہم سب اسیران بندان کافرون کے ہوئے ہین القصہ جب امیر نے تمام خط کا مطالعہ فرمایا غصہ سے عمر کے ہاتھہ مین کاغذ دیا اور یارون سے فرمایا کہ مجھے شوق دیدار والدین کا غالب ہوا ہی اگر رضا تمھاری ہو تو تھوڑے روزون مین جاکر پھر آؤنگا سب یارون نے عرض کیا

کہ البتہ جانا چاہئے تب امیر نے فرمایا ای بہن تو میری کرسی پر بیٹھ اور میرے
غائب ہونے کو حاضر جان اور میرے فرزندونکو اپنا جان بہن نے سر زمین پر رکھا
اور عرض کی کہ ای جہانگیر اس غلام کا کیا مقدور ہے کہ مخدوم کی کرسی پر بیٹھے اور
آپ کے فرزندون کو اپنے جانے کیونکہ وہ فرزند آپکے جو ہین وہ میرے صاحب
زادے ہین تب امیر نے فرمایا تجھے کیا ہین جیسا کہتا ہون تو ویسا ہی عمل مین لا
پس بہن چپ ہو رہا اور دم نمارا القصہ امیر بہن کو کرسی پر بٹھا کر اور آپ عمر بن
عمیہ کو ہمراہ لیکر یارون اور فرزندون کو اور مہرنگار کو دلاسا و دلبری دیکر مکہ
معظمہ کی سمت کو روانہ ہوئے اور کتنے روزون مین بعد قطع منازل و طے مراحل
کے مکہ معظمہ مین پہنچے اور عمر بن عمیہ سے فرمایا کہ کیا کرنا تب عمر نے عرض کیا کہ اشقر
دیوزاد کو یہان جنگل مین چھوڑنا اور حبشی کے لشکر مین جانا آگے جو مصلحت آپ کی
ہووے تب امیر نے اشقر کو کہا کہ جب مین نعرہ مارون تب تو جلد چلا آئیہ فرما کر
آپ معہ عمر لشکر حبشی مین چلے راہ مین کیا دیکھا کہ بازی گرون کا لشکر حبشی کے
طرف جاتا ہی تب عمر بولا کہ ای بازی گرو ہم بھی تمھارے ہمراہ ہین اگر ہم کو تمھارے
قافلہ مین داخل کرو تو جو حصہ ہمکو ملیگا سو بھی ہم تمکو دیوین گے غرض بازی گرون نے
بدل و جان انکا کہا سنکر انہین داخل کر لیا تب عمر نے ایک ڈھول گلے مین ڈالکر
امیر سے کہا کہ جب مین بولونگا ای پہلوان فولاد آ تب تم چلے آنا یہہ کہہ کر حبشی کے
لشکر مین آئے اور بازی کرنا شروع کیا چنانچہ جو زنگی اونچا ہوتا تو عمر اُسکے سر پر جست
مار کر اپنا سر اُسکے سر پر رکھکر پاؤن اوپر کر کے ناچتا تھا تب دربانون نے شداد کو
بازی گر کی حقیقت سنائی تب شداد آکر تخت پر بیٹھا اور تماشا دیکھتا تھا اور ہر
ایک بازی مین تازہ انعام دیتا تھا جب عمر نے دیکھا کہ اب شداد اُٹھیگا تب آگے جا
کے آداب بجا لا کر بولا کہ ای بادشاہ میرا ایک غلام بہت زورآور ہے اور میرا کہا نہین
مانتا ہی بلکہ مجھکو ستاتا ہی اگر تو اُسکو دب سکہاویگا اور میرے حوالہ کریگا تو بہت
خوب ہوگا تب شداد نے کہا کہ غلام کو بلاؤ تب عمر نے پکارا کہ ای پہلوان فولاد آ لگے ہاتھ

امیر آئے اور ڈھول زمین پر رکھہ کر عمر کے برابر کھڑے رہے تب شداد نے کہا ای
غلام بازی گر کے تو اپنے صاحب کو کس لئے ستاتا ہی بتلا تب امیر نے فرمایا ای
حرام زادے تو غلام تیرا باپ غلام ہی مجھے تو غلام کہتا ہی شداد غصہ مین آیا اور ایک
زنگی پہلوان بو عمر کو کہا کہ سر اس غلام کا کاٹ لے بو عمر تروار کھینچکر امیر کے نزدیک آیا
امیر نے ہاتھہ اُسکا اونچا پکڑ کر دوسرے ہاتھہ سے مکی اُسکی گردن مین ایسی ماری کہ
وہ مر گیا القصہ بدستور امیر نے چالیس زنگی اجل رسیدہ کو مردار کیا جب شداد
آپ تروار کھینچکر امیر پر دوڑا اور امیر کو مارنے چاہا امیر نے ایک ہاتھہ سے تروار اسکی
پکڑ کر دوسرے ہاتھہ سے کمر بند اسکا پکڑ کر نعرہ مارا اور اُسے زمین سے اٹھایا اور سر سے
بلند کر کے زمین پر پچھاڑا اور اُسکے سینہ پر بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہین جانتا ہی
کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون جبکہ نام شجاعت انجام امیر کا لشکر شداد نے سنا بھاگنے
لگا تب شداد بولا کہ ای امیر مین نوشیروان کے لکھنے سے آیا تھا اب مجھے چھوڑ دو
تب امیر نے فرمایا کہ مین زنہار نچھوڑونگا جب تک مسلمان ہو گا غرض وہ مسلمان ہوا
امیر اُسکے سینہ سے اترے اور کھڑے رہ کر شداد کو گلے لگایا اور اُسی حالت مین خواجہ
عبد المطلب معہ عربونکے آکر امیر کے پشت پر کھڑے رہے تھے جب امیر نے دیکھا تو
والد بزرگوار کے قدمبوس ہوئے باپنے فرزند کو گلے لگایا اور امیر نے تمام عربون کو
خلعت دیکر سرفراز کیا پھر معہ شداد شہر مین آئے اور شداد سے فرمایا کہ قلعہ مکہ معظمہ کا
درست کرو یہہ کہہ کر آپ امیر اور عمر والدین کی خدمت مین رہنے لگے اور بعد قدم
بوسی کے تھوڑے دنون مین خوشی سے رخصت چاہی واللہ اعلم بالصواب

داستان سینتالیسوین

جب کہ امیر حمزہ والدین کی خدمت شریف مین رہنے لگے اور شداد حصار مکہ کی مرمت
سے فارغ ہوا اور امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اپنے شہر مین جاؤن اور پھر
لشکر کی بند و بست سے امیر کے لشکر مین آؤن امیر نے فرمایا کہ جاؤ لیکن مسلمان رہنا
القصہ شداد اپنے ملک کو روانہ ہوا اور نزدیک مداین کے پہنچا تب شداد نے اپنے

دل مین کہاکہ اگر نوشیروان مجھے نہ لکھتا تو مین آکراس عرب کے ہاتھ سے
کیون فضیحت ہوتا اور حلقہ اُسکی غلامیکا کس لیئے کان مین ڈالتا پس بہتر ہی کہ بدلا نوشیروان
سے لون القصّہ شداد دربار مین نوشیروان کے گیا اور دربانون سے کہاکہ بادشاہ
کو خبر کرو کہ بادشاہ حبش کا آیا ہی دربانون نے خبر کی کہ نوشیروان نے کہا آنے دو
پس شداد نے دربار مین جاکر کمربند بادشاہ کا پکڑکر باہر لانے لگا بادشاہی غلام تروارین
کھینچکر دوڑے اور شداد کو مارنے چاہین شداد نے کہا اگر تم مجھے مار وگے تو مین بادشاہ
کو مار ڈالتا ہون اور میرے مرنیکا غم نہین مگر بادشاہ کے مرنیکا بڑا غم ہوگا تب غلام
بادشاہی لاچار چپ ہوئے اور شداد نوشیروان کو اپنے لشکر مین لاکر باندھکر ہاتھی پر
ڈالکر حبش مین لیگیا اور لوہیکے زنجیر کے پنجرہ مین ڈالکر روبرو اپنے دربار مین لٹکایا اور ہر روز
جو کی ایک روٹی اور ایک گھونٹ پانی دیکر کہتا کہ اگر تو مجھے نہ بلاتا تو مین آکر اس عرب کے
ہاتھ سے فضیحت ہوتا و حلقہ اسکی غلامی کا کان مین کیون پہنتا نوشیروان نے کہا مین
اس بات سے آگاہ نہین ہون یہہ کام بختک کا ہی شداد نے کہا جبتک بختک کو تو مجھے
نہ دیویگا تو میرے ہاتھ سے رہائی نہ پاویگا نوشیروان ناہنجار بے اختیار ناچار بند مین
رہا تھا لیکن امیر کو خبر نہین تھی جب کہ امیر نے والدین سے رضا مانگی تب خواجہ عبد
المطلب نے فرمایا کہ ای فرزند ارجمند تم بعد مدت مدید کے آئے ہو ایک سال رہو تو بہتر
ہی امیر والدین کا کہا مانکر رہے تب جاسوسون نے امیر کے رہنے کی اور شداد
پر فتح پانے کی یہہ سب حقیقت بختک کو پہنچائی بختک حرامزادہ نے دلمین کہاکہ اب
وقت فرصت کا ہی اسوقت کچھ مکر کرکے ایک خط نوشیروانکے طرفسے بہمن کو لکھنا
چاہیے سو مضمون یہہ ہی کہ شداد بو عمر حبشی مکہ کو گیا تھا جب حمزہ اور عمرو وہان پہنچے تو
شداد نے انھین وہان سولی چڑہایا اور مین نے غم حمزہ کا بہت کیا لیکن کچھ فایدہ نہین
ہوا اب تم عربون کو مار کر مہرنگار کو اپنے نکاح مین لے آؤ بختک کو بھی یہی منظور رہے
کہ بعد مرنے سب عربونکے مہرنگار کو بہمن کے نکاح مین دون غرض بختک مردک نے
یہہ لکھکر قاصد کے ہاتھ مین دیکر کچھ دینار و درم دیکر کہا کہ تو زبانی بھی کہنا کہ حمزہ اور عمرو کو

شداد نے میرے روبرو سولی دیا ہی عمر کو بھی یہہ سکھا کر روانہ کیا قاصد دوسرے
روز زوبین کے ہمراہ قباد شہریار کے بارگاہ کو چلا اور بختک بھی راہ مین ملا دونو
کافر ملکر دربار مین آئے زوبین نے قاصد کے ہاتھہ سے کاغذ لیکر بختک کے ہاتھہ مین
دیا تب اُس موذی نے لفافہ کھول کر پڑھا تب زوبین نے کہا ای بختک یہہ فتنہ تیرا ہی
بختک ناہنجار لات ومنات مردار کی سوگند کھاکر بولا زنہار اس حال سے مین آگاہ نہین
ہون بعد دونو کافر دربار مین آئے اور بہمن کے حضور مین آکر اُسے آگاہ کیا تب بہمن نے
خط پڑھہ کر آہ کر کے آنکھین پانی سے بھر کر کہا کہ افسوس کہ ایسا مرد اویسے کافر کے ہاتھہ
سے مارا جاوے یہہ کہہ کر بولا کیا مضایقہ ہی ایک حمزہ گیا تو کیا اُسکے فرزند اور پوتے تو
ہین ہر ایک کو حمزہ تصور کر کے انکا فرمان بردار رہونگا اور حبشی سے بدلا لونگا اور اس
قاصد سے حقیقت مفصل دریافت کی اور کہا ہزار افسوس اگر حمزہ مجھے فرماتے تو مین شداد
کو مارتا بختک نے کہا ای بہمن ایک حمزہ ہی مرد تھا باقی سب ابھی بچے ہین تجھے ان بچونکی
اطاعت کرنا لایق نہین ہی اگر تو نے مہر نگار سے نکاح کیا تو داماد بادشاہ ہفت کشور
کا کہلاتا ہی بہمن نے جب نام مہر نگار کا سُنا تو دلمین نرم ہوا اور اُس ملعون کے ترغیب
سے دھوکے مین آیا اور کہا ای بختک کیا کرنا اُسنے کہا اس بھلید کو خفیہ رکھہ کر آسانیت سے
مہر نگار کو ہاتھہ مین لانا زوبین نے کہا کہ دربار مین جاکر ایک عذر قباد شہریار سے
کرتا ہون کہ صبح کو میرے باپکا بدروز ہی آپ معہ یار تشریف لاوین تو عین غلام نوازی
ہی بعد تینون کافر آکر کرسیون پر بیٹھے اور زوبین نے امیرزادے کے پایۂ تخت پر
سر رکھکر عرض کی کہ ای جہان پناہ فجر کو میرے والد کا بدروز ہی حضور آپ
معہ رُفقا آکر اس خانہ زاد کے غریب خانہ کو تشریف ارزانی فرمادینگے تو زہے سعادت
غلام کی اور موجب مغفرت موتیٰ کا ہی غرض اس عاجز کے کہنے سے دوسرے روز قباد
شہریار معہ دوستون اور یارون کے اس ناہنجار کے گھر کو تشریف لیگئے پس بعد تناول
طعام کے شراب نوشی شروع ہوئی زوبین نے قباد کے قدمون پر سر رکھہ کر عرض کی
کہ ای خداوند جیسا مردون مین قبلہ عالم نے تشریف لاکر غلام کو سرفراز کیا ویسا بدستور

زنانی

زنانے مین خاتون مہر نگار عصمت شعار تشریف لاوین تو فقیر خانہ کی لونڈیون کو سرخروئی اور عزت حاصل ہووے قباد شہریار نے والدہ مہر نگار کو کہلا بھیجا مہر نگار معہ کنیز وغلام سوار ہوکر اُس موذی کے گھر مین آکر زنان خانہ مین تخت پر بڑے زیب و زینت سے فرش آراستہ کیا تھا سو بیٹھین اور تمام عورتین آکر قدمبوسی سے عزت پائین کسی نے کہا کہ اب تو بڑی حرمت سے بیٹھی ہی آگے معلوم ہوگا مہر نگار یہہ بات سُنکر سوچی کہ کچھ تو مکر ہی تب خوجے کے ہاتھہ سے فرزند کو کہلا بھیجا اور قباد کو بلا کر ہاتھہ اُنکا پکڑکر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوگئین عورتین کہنے لگین کہ بی بی کیون جاتی ہو مہر نگار بولی پھر آتی ہون جب کافرون نے خبر مہر نگار کے جانے کی سُنی تو حیرت کے دانتونسے فکر کی انگلیان کاٹکر بولے افسوس کہ شکار گھر کو آکر چلا گیا بختک نے کہا گئی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہہ کہکر بہمن کو اشارت کی کہ وقت مکر کا یہی ہی تب بہمن نے کہا کہ افسوس ہرمز کے ہوتے عرب زادہ تخت پر بیٹھے عمر بن حمزہ نے کہا ای بہمن کسواسطے ایسی باتین بولتا ہی یہہ سخن بہت ناشایستہ ہی اور تجھے حمزہ نے کیا نقصان دیا ہی بہمن نے کہا سچ کہتا ہون ای عرب کشکینہ خوار و پشمینہ پوش لندھور نے کہا ای کوہستانی تیرے تئین حمزہ نے بڑے مرتبہ پر بٹھا کر گیا اس سبب سے تو ایسا سخن کہتا ہی اگر تیرے حوصلہ کے موافق تجھے کم درجہ سے سرفراز فرماتے تو ایسا سخن نکہتا تب بہمن نے کہا مارو ان عربونکو پس کوہستانی سارے عربون پر تلوارین نکالکر دوڑے تب تو عربون نے بھی تلوارین اور تیر و نیزہ و کمند سے کوہستانیون کو مارنا شروع کیا اور لندھور نے تو ایسا گرز بہمن کے پیشانی پر مارا کہ وہ موذی گدھا سا لڑھنے لگا اور لڑنے سے عاجز ہوا لندھور کو بھی کافرون نے زخمی کیا پس وہین دربار مین شور پڑا بہمن نے اپنے لشکر سمیت سوار ہوکر دربار کو گھیر لیا اور تمام پہلوان دریائے خون مین غرق ہوئے اور سپر منہہ پر لیکر تلوارین ہاتھہ مین لئے بیٹھے تھے مگر ہلنے کی طاقت نہین تھی ویسے مین زہرہ بانو بہن بہمن کی جو عاشق عمر بن حمزہ کی تھی اُس لڑائی کی حقیقت سُنکر دلمین بولی کہ اگر میرا معشوق مارا جاویگا تو میرا جینا محال ہوگا یہہ تجویز کرکے لباس مردانہ پہنکر ہتھیار کمر سے باندھکر

جنگل کیطرف سے حمزہ حمزہ کہتی ہوئی کافرون پر پڑی اور مارنے لگی جب کافرون
نے نام شجاعت التیام حمزہ کا سُنا بھاگنے لگے اور ہومان نے بہمن کو پہچانکر کہا ای
زہرہ بانو یہہ کیا کرتی ہی وہ بولی کہ بہتر ہی یہہ کہکر اُسنے ایک تروار اُس حرام زادہ
پر ایسی ماری کہ سر اُسکا مانند گیند کے اُڑا دیا بعد بہمن کو چک آیا اُسنے اُسے بھی
جہنم مین روانہ کیا اور امیر کے لشکر کو بلامتی قلعہ مین لیجا کر دروازے بند کرکے دلاسا
و دلبری سب کو دیکر عربون کی مہمانداری ادا کی عرب قلعہ پر سے کافرون کو مارتے تھے
اور کافرون نے بھی تمام قلعہ کو مورچہ لگائے تھے دوسرے روز کافرون نے بہت
زور کیا تب قباد شہریار نے مہرنگار سے کہا اگر مجھے حکم دو تو مین کافرونکو بفضل خدا
مار کر آؤنگا مہرنگار بولی ای فرزند تو ابھی طفل ہی اور جنگکے ڈھب نہین جانتا ہی
تو کیا کریگا قباد نے کہا ای والدہ میرے والد نے کم عمر مین کیسے کیسے جوانمردونکو
زیر کیا ہی تب زہرہ بانو نے کہا ای بی بی اگر شہزادیکو میرے ہمراہ کردو تو مین
لیجا کر کافرونکو جوتیان مار کر خدا کے کرم سے تمھارے فرزند کو تمھارے پاس سلامت
بے ملامت لے آتی ہون تب مہرنگار نے فرزند کے کمر سے ہتھیار قاتل کفّار باندھکر
گھوڑے پر سوار کرکے زہرہ بانو کے ہمراہ تمام لشکر دیکر روانہ کیا تب زہرہ بانو نے
دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آئی اور قباد شہریار نے میدان جنگ آراستہ کرنیکا حکم کیا اور
گھوڑا دوڑا کر میدان مین آکر پکارا کہ ای کافرو میدان مین آؤ تب بہمن نے کہا کہ اب میرا
دامن آرزو گوہر مقصد سے بھریگا کسواسطے کہ اگر قباد کو جیتا پکڑ ونگا تو مہرنگار اُسکے
لئے میرے نزدیک آویگی بعد بہمن نے ہتھیار باندھے اور میدان مین آیا اور بمقابل
قباد شہریار کے کھڑا رہا اور گرز گران نکال کر امیرزادہ پر چلایا ایسا کہ شعلہ آگ کا نکلا
مہرنگار اور باقی سب نے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات کے اٹھائے تھے تب تو شہزادہ
نے گھوڑا دبا کر کافرون کو ڈانٹا اور تیغ بیدریغ مارنا شروع کیا اور زہرہ بانو پشت پر
شہزادہ کے کھڑی تھی کافر سب بھاگنے لگے تب تو شاہزادے نے اتنے کافر مارے
کہ حساب اُسکا خدا جانتا ہی اور عرب لشکر کفّار کو لوٹنے لگے اور چہار کوس تک دنبالہ

کرکے فتح و نصرت سے پھرے اور داخل دولت خانہ ہوئے مہر نگار نے گنج کھولے
اور فقیرون کو تقسیم کیئے دوسرے روز کافر پھر آئے اور قلعہ کو گھیر لیا واللہ اعلم بالصواب

داستان اٹھتالیسوین

جب کہ چند روز گذرے عمر بن حمزہ اور لندھور اور دوسرے پہلوان زخمی تھے سو غش سے آنکھین کھولین اور حقیقت ماضی مہر نگار سے پوچھی مہر نگار نے تمام حقیقت سے آگاہ کیا اور عمر بن حمزہ نے فرمایا کہ حمزہ نے ان کافرون کے حق مین کیا بدی کی تھی جو یہہ کافر ہمارے حق مین یہہ ظلم و ستم کرتے ہین مگر سبب یہہ ہی کہ جس جگہہ جنگ ہوگا البتہ اُس کا دل پھر اویگا یہہ کہہ کر سب نے یہہ مصلحت کی کہ ہم سب تو زخمی ہین اور کافرون نے قلعہ کو محاصرہ کیا ہی مگر خدا جو چاہیگا سو ہوگا یہہ کہہ کر نقارے لڑائیکے بجوائے اور میدان آراستہ کروائے اور میدان مین آکر پکارے کہ ای کافران زبردستان ہر کسی کہ درمیان شما آرزوئے مرگ داشتہ باشد بیاید بہ میدان مردان کہ ارادۂ دست و پا آوری داریم تب بہمن میدان مین آیا اور پکارا کہ ای عربو تم کسواسطے ناحق مرتے ہو اور حمزہ تو جہان فانی سے کوچ کر گیا ہی پس اب مہر نگار کو تم میرے حوالے کرو اور تم جدھر چاہو اُدھر جاؤ لندھور نے جب یہہ بات سنی تب عمر بن حمزہ سے حکم لیکر میدان مین آیا اور مقابل بہمن کے آکر کھڑا رہا اور رکھالا جو کچھہ کہ رکھتا ہی بہمن نے گرز نکالا اور لندھور کے سر پر ایسا مارا کہ شعلۂ آتش نکل کر آسمان پر گیا تب لندھور نے بھی بہمن کو ایسا مارا کہ مانند سانپ کے اُسنے پیچ کھایا پھر دونون مین گرز در گرز ایسی لڑائی ہوئی کہ زخم لندھور کے تازے ہوئے اور لہو کے نالے بہے تب لندھور واپس ہوا اور خیمہ مین آکر بیہوش ہوکر پڑ رہا جب رات ہوئی دونو فوجین اپنے اپنے مقام پر اُترین بعد تمام رات آرام کیا پھر صبح ہوتے ہی نقارے لڑائی کے بجائے اور دونو لشکر مقابلہ مین کھڑے رہے بہمن میدان مین آیا اتنے مین گرد میدان سے پیدا ہوئی عیاران لشکر اسلام دوڑے

اور خبر لائے کہ یہہ فرید زعکہ معہ لشکر آیا ہی فرید زعکہ داماد زوبین کا ہی بہر مدد زوبین
سگ ناپاک کے آیا ہی اور قد اُسکا چالیس پر پانچ گز کا ہی سات سو منکا گرز لڑائی
کے وقت پاس رکھتا ہی جب عیاران عمر نے اپنے لشکر مین یہہ خبر پہنچائی تب یاران
امیر حمزہ بولے کہ ہمارا مددگار خدا ہے ہم فرید زعکہ سے کیا ڈر رکھتے ہین غرض کہ فرید
زعکہ کو ہرمز بن نوشیروان اور زوبین استقبال کرکے اپنے لشکر مین لائے
اور خلعت پہنایا اور بہمن کے گھر مین اُتارا اور جشن مین بیٹھے اور تمام حقیقت امیر کی
اور یاران امیر کی بولے جب وہ رات جاکر فجر ہوئی فرید زعکہ میدان مین آیا اور
حریف کو پکارا تب فرہاد بیٹا لندھور کا میدان مین آیا فرید زعکہ بولا کہ لندھور
کہان ہی فرہاد نے کہا لشکر مین ہی فرید زعکہ نے کہا باپ کے ہوتے تو کیون
مرنے آیا ہی فرہاد نے کہا تو کون کُتا ہی جو تیرے واسطے میرا باپ آویگا مین
ترے گلے مین رسی ڈالکر لیجاتا ہون فرید اس بات سے غصّہ مین آیا اور سو منکا
گرز قربوس زین سے نکال کر فرہاد پر مارا ولیکن فرہاد ذرا نہین ہلا اور اُسکے ہاتھ
پاؤن کو کچھ مضرت نہوئی فرہاد نے گرز ہاتھ مین لیا اور فرید زعکہ پر چلایا ایسا کہ
شعلہ آگ کا نکل کر اوپر گیا تب فرید زعکہ نے کہا ای پسر لندھور تو مرد مردانہ ہی
یہہ کہکر گرز در گرز لڑنے لگے یہانتک کہ زخم فرہاد کے تازے ہوئے اور لہو کے
نالے بہے فرید زعکہ نے کہا ای فرزند لندھور مجھسے تو تجھے اتنے زخم نہین لگے
یہہ لہو کہان سے آیا تب فرہاد نے سارا قصہ مکر کا بختک و زوبین کے کہا پھر دونو
ہاتھ تلوارون پر لیگئے اور ایک پر ایک مارنے لگا تا کہ رات ہوئی پھر اپنے اپنے
لشکر مین گئے اور فرہاد بے ہوش ہوا جب شب گذری اور صبح ہوئی تب دونون
لشکر سوار ہوئے فرید زعکہ میدان مین آیا اور حریف کو بلایا تب شیر بار بک شیروانی
خدمت مین عمر بن حمزہ کے گیا اور رضا مانگی عمر بن حمزہ نے کہا جاؤ خدا کو سونپا جب
شیر بار بک شیروانی میدان مین آیا اور سارا روز لڑا رات کو دونو لشکر اترے
اب امیر حمزہ کا احوال سنو کہ یہہ جو فراغت سے خدمت والدین مین رہتے تھے ایک :

رات خواب مین دیکھا کہ اپنے لشکر مین کافرون نے شبخون ڈالا ہی اور تمام پہلوان زخمی ہوئے
ہین غرض اُس خواب کے ہول سے امیر ہشیار ہوئے اور عمر بن عمیہ سے امیر نے کہا
اے دوست مین نے ایسا خواب دیکھا ہی عمر نے کہا خواب تمہارا اچھو کچھ نہین ہی حکم ہو
تو جاکر خبر لاؤن امیر نے فرمایا جاؤ پس عمر مانند ہوا کے چلا اور کہین قرار نہین پکڑا ادھر
جب روز ہوا تو فریدِ زعکہ نے گھوڑے کو میدان مین چلایا اور حریف کو پکارا تب لشکر
مین سے استفتانوش پہلوان میدان مین آیا اور لڑنے لگا کہ یکایک پیک عم پیغمبر
آخر الزمان پیدا ہوئے جب سپاہ عمر نے عمر بن عمیہ کو دیکھا نقارا خوشی کا بجایا اور
استقبال اُسکا کیا بہمن نے منہہ عمر کا دیکھا تو بختک سے کہا کہ اے حرامزادے
مردار تو کہتا تھا کہ عمر کو اور امیر کو سولی چڑھایا اب عمر کہان سے پیدا ہوا بختک
نے کہا مین کیا جانو نوشیروان نے مجھے لکھا تھا کہ شدادبو عمر حبشی نے دونو کو مارا
ہی یہہ سنتے ہی بہمن نے ہاتھہ بختک کے کمر کے دوالی مین ڈالا اور سر پر لیجا کے
اُسے پھرایا اور زمین پر ٹپکا و لیکن اُسکی حیات باقی تھی کہ نہ مرا مگر بہمن بہت غمگین
اور پریشان خاطر ہوا اور جنگ مین سے پھرا تب دونو لشکر اُترے عمر بن عمیہ فرزند ا
امیر کی خدمت عالی مین گیا اور حقیقت پوچھی یارون نے امیر کے سب بیان کیا
عمر نے مرہم سلیمانی نکالا اور سارے یارون کے زخمون پر لگایا اور آپ اُسیوقت پھر
کر امیر کے پاس آئے اور سب احوال بیان کیا تب حمزہ مان باپ سے وداع ہوئے
اور اشقر پر سوار ہو کر عمر کو ساتھہ لیکر راہ کاؤس کے حصار کی لی اور رات دن
چلنے لگے اور یہان دونو لشکر کا نقارا ہوا پہلوان سوار ہوئے یکایک جنگل سے
گرد پیدا ہوئی عیاران عمر دوڑے اور پوچھا کہ یہہ لشکر کسکا ہی خبردارون نے کہا
کہ یہہ لشکر سرکب ترک کا ہی بہر مدد نوشیروان آیا ہی کفار سارے خوشوقت
ہوئے ہرمز تاجدار نے معہ جلوس کے سرکب ترک کا استقبال کیا اور بہزار تعظیم سے
لایا جب سرکب ترک نے پوچھا کہ حمزہ لشکر مین ہی یا نہین ہی لوگون نے کہا کہ حمزہ
نہین ہی اُسکے بیٹے اور پہلوان ہین اور وہ ہی لڑتے ہین تب سرکب ترک نے

کہا مین فجر کو میدان مین جا کر سب کو باندھ لاتا ہون پس فجر کو میدان آراستہ کیا اور فریدز عکہ میدان مین آیا اور حریف کو پکارا تب سعد بن عمر بن حمزہ باپ سے حکم لیکر میدان مین آیا اور گھوڑے کو کاواپھیرانے لگا تب سب کافر سعد کو دیکھ کر حیران ہوئے اور بولے کہ عجب تخم حمزہ کا ہے کہ بچہ بڑے پہلوان سے لڑنے آیا ہے تب سرکب ترک نے پوچھا کہ یہہ بچہ کون ہے وہ کافر بولے کہ یہہ پوتا حمزہ کا ہے اور فرید زعکہ سے لڑنے آیا ہے سرکب نے کہا کہ یہہ فرید سے کیونکر لڑیگا بہمن نے کہا تو تماشا دیکھ تب سعد بن حمزہ پکارا کہ ای کافرو اگر مرد ہو تو میدان مین آؤ پس وہین فریدز عکہ میدان مین آیا اور گرز سعد کے سر پر مار کر کہا کہ عرب زادہ کو پست کیا ہون سعد نے پھر کر کہا کہ مین اللہ تعالے کے کرم سے زندہ ہون ایکافر جھوٹھہ کیون بکتا ہے بعد سعد نے تروار خونخوار قاتل کفار نکالکر فریدز عکہ کو ایسی ماری کہ سیدھا ہاتھہ اُس بدذات کا معہ گرز زمین پر گر پڑا جب وہ کافر بھاگنے لگا پھر دوسرا وار بھی ایسا مارا کہ بایان ہاتھہ اور حمایل اوتارا تب وہ موذی مانند گدھے کے زمین پر تڑپنے لگا شکل عیار نے سر اُس مردار خرکا بھالیکو لگایا تب لشکر مین امیر کے نوبت خوشی کی بجی کافر یہہ حال دیکھ کر متحیر و متعجب ہوئے اور کبر ترک نے ہنسکر کہا کہ ہزار آفرین اُسکے والدین پر کہ ایسا فرزند جنکر پرورش کیا ہے غرض جب سعد فتح و نصرت سے لشکر مین آیا تب عمر بن حمزہ نے اپنے فرزند پر سے بہت مال و زر نثار کیا اور کافرون نے اُتر کر ہرمز کو تخت پر بٹھا کر اور بہمن کو اُسکے بازو بٹھا کر کھانا کھایا اور پیالہ ہائے شراب گردش مین آئے اور آپس مین کچھہ کچھہ باتین جا بجا کرنے لگے جب کبر ترک نشہ سے مست ہوا تب بہمن کو کہا کہ ای کوہستانی تجھہ سے عجب ہے کہ تو مجھہ سے بلند درجہ پر بیٹھے بہمن نے کہا تو کون کتا ہے کہ مجھے ایسا کہے تب سرکب ترک نے ایک مکی بہمن کی گردن مین ماری ایسی کہ بہمن کا سر پھرنے لگا بعد بہمن نے سرکب کو گرا کر سینہ پر اُسکے بیٹھا تب سرکب نے دونو پاؤن بہمن کے سینہ مین مار کر گرا کر بہمن کے سینہ پر چڑ بیٹھا اتنے مین ہرمز نے درمیان مین آکر چھوڑا دیا جب شب گذری اور صبح

ظاہر ہوئی

ظاہر ہوئی اور دونو فوجین تیار ہو کر میدان مین آئین ویسے مین گرد پیدا ہوئی اور ایک
سوار اور ایک پیادہ پیدا ہوا سو حمزہ اور عمر تھے تب سب عرب دوڑے اور امیر کے
پاؤن پر گر پڑے امیر نے سب کو گلے لگایا اور دلاسا دیا و دلبری کی اور خیمہ مین آکر
اُس راتکو آرام کیا دوسرے روز امیر معہ فوج سوار ہو کر میدان مین آئے اور کافر بھی
سب میدان مین حاضر تھے کہ امیر نے اشقر کو جولان کیا اور فرمایا کہ ای کافرو مین نے
تمھارے حقمین کیا بدی کی تھی جو تم حرام خورون نے بعد میرے یارون و فرزندون
سے بدی کی ای بہمن تجھے مین اپنی کرسی پر بٹھا کر گیا تھا سو اُسکا بدلہ یہی تھا جو تو نے
ادا کیا خیر کیا مضائقہ ہی اب میدان مین آ بہمن نے ہرمز سے کہا مین حمزہ کے مقابل
نہین جا سکتا ہون تب ہرمز نے سرکب ترک کو کہا سو وہ گھوڑا دوڑا کر میدان مین
آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستان و زبردستان ہر کسی کہ درمیان شما آرزوے
مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادۂ دست و پا آوری دارم یہہ کہہ کر کہا
کہ ای حمزہ خبردار ہو یہہ نکہنا کہ خبردار نکیا تھا پس گھوڑا دوڑا کر امیر کے برابر آکر
گرز اٹھا کر سر سے بلند کیا امیر نے سپر کی گردیکو چھپرکی پناہ کیا اور بجناب کبریا دعا کی
کہ اس سپر کی پناہ نہین ہی مگر تیری پناہ چاہتا ہون غرض کہ سرکب ترک نے امیر
کے سر پر گرز مارا امیر نے کہا اور دو ضرب تجھکو دین مار سرکب نے بقوت تمام دو گرز
اور بھی چلائے پھر حمزہ نے گرز سام بن نریمان کا اٹھا کر سرکب کو خبردار کر کے
ایسا مارا کہ کمر اسکے گھوڑے کی ٹوٹی اور زمین پر گر کر تڑپا تب سرکب نے تروار نکالکر
چاہا کہ امیر کے گھوڑیکو پے کرے تب حمزہ نے گھوڑے پر سے اتر کر اُسے پشت کے
پیچھے لیا اور گرز سرکب کے سر پر ایسا مارا کہ سرکب تا بہ زانو زمین مین غرق ہوا تب
سرکب بہت محنت و مشقت سے اوپر آیا اور گرز در گرز تا بہ شام حمزہ سے لڑتا رہا تب
امیر نے عمر سے فرمایا کہ نعرہ مار کر سرکب کو اٹھاتا ہون اُسوقت عمر نے اپنا رسالہ ادا
کیا یاران حمزہ ہشیار ہوئے اور اپنے گھوڑون کے کانونمین پنبہ موز ییسے نکالکر کانو
مین ڈالے تب امیر جہانگیر نے اللہ اکبر کا نعرہ کیا اور سرکب کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے

پچھاڑا اور باندھ کر عمر کے حوالے کیا اور حمزہ کے نعرہ سے کافرونکے گھوڑے اپنے سوارونکو گرا کر جنگل کو بھاگ گئے عیار عمر کے دوڑے اور سب گھوڑونکو پکڑ کر اپنے لشکر مین لائے اور نقارے خوشی کے بجا کر دونو لشکر اترے اور مجلس عیش وطرب مہیا کی تب امیر کے حکم سے سرکب کو حاضر کیا امیر نے فرمایا ای سرکب مین نے تجھے کس طرح زیر کیا اُسنے کہا جیسا مردمردونکو اور بہادر بہادرونکو زیر کرتے ہین ویسا ہی مجھے تمنے باندھا پھر امیر نے اسکو کہا کہ کہہ خدا ایک ہے اور دین ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے غرض وہ مسلمان ہوا اور امیر نے اُسکے بند کھولے اور خلعت پہنایا عمر بن عمیہ ضمری نے حلقہ غلامی کا اُسکے کان مین ڈالا اور عیش وعشرت کرنے لگے واللہ اعلم بالصواب

داستان انچالیسوین

بعد امیر حمزہ نے نقارہ فتح کا بجا کر عیش وعشرت سے فراغت پائی اور فجر کو پھر نقارہ لڑائیکا بجا کر میدان مین اشقر پر سوار ہوکر دوڑاتے ہوئے آئے اور وہ کافر بھی مقابلہ مین آئے تب حمزہ نے فرمایا کہ ای بہمن تو آتا ہے یا مین ہی آؤن تب بہمن نے ہرمز سے کہا مین زنہار نجاؤنگا مگر تو تمام لشکر کو حکم کر کہ یکبار اُس عرب پر حملہ کرین غرض کہ ہرمز کے حکم سے سب کافر یکبارگی حملہ حمزہ قاتل کفار عم رسول مختار پر لائے امیر نے بھی دونو ہاتھونسے تلوارین کافرون پر مارنا شروع کئے ایسا کہ سر اُن کافرونکے مانند گیند کے اُڑاتے تھے اور اتنے کافر مارے تھے کہ عدد اُسکا سوائے خدا کے دوسرا نجانے جب امیر کو کافرونکے لشکر مین مارتے مارتے دوپہر اُدہر سے اُدھر ہوئے پھر تو اپنے لشکر کو حکم کیا کہ مارو ان کافرونکو تب تو لشکر نے امیر کے اتنے کافر مارے کہ کشتونکے پشتے باندھے اور لوتھونکے کر طاڑے اور لہو کے نالے بہے اور عمر بن عمیہ امیر کے لشکر کی پشت پر کھڑے رہ کر کافرونکو شیشۂ آتشی سے جلاتے تھے اور حمزہ بھی مارتے مارتے کافرونکے ماہی مراتب تک جا پہنچے تب موذی بہمن نے امیر کو خالی سر دیکھکر زوبین سے کہا کہ اگر عمر کو حمزہ کی پشت سے دور کرے تو مین حمزہ کا کام تمام

کرتا ہون تب زوبین نے لشکر کو اشارے سے کہا کہ عمر کو امیر کی پشت پر سے جدا کرو تب
بہت کافر عمر پر دوڑ کر حملہ کیئے اور بہمن نے تروار امیر حمزہ کے سر پر ایسی ماری کہ چار
انگل زخم امیر کے سر پر ہوا تب امیر ہشیار ہوئے اور دشمن کو مارنے چاہے مگر وہ نا
مرد بھاگ کر کافرون مین جا چھپا اور کہا کہ حمزہ کو ایسا زخم مارا کہ حلق تک تیغ اُتارا ہون
پس امیر کا لشکر یہہ خبر جان گداز سُنکر مغموم ہوا اور عمر بن عمیہ امیر حمزہ کو ملنے چاہا لیکن
اس انبوہ لشکر مین نہین مل سکے امیر کے زخم سے لہو بہت جاری تھا اُسوقت امیر
نے اشقر دیوزاد کو کہا کہ ای یار وفادار مجھے ایسا ان کافرون کے بیچ سے باہر نکالکر لیجا یہہ
کہکر دونو ہاتھ اشقر کی گردن مین ڈالکر لیٹے اشقر امیر کو لیکر باہر نکلا تو کافرون نے
اشقر کو پکڑنے کا ارادہ کیا تب اشقر ان کافرونکو ٹاپون اور لاتون سے مار کر مردار
کرتا ہوا باہر نکلا اور ایک نالے پر پہنچکر امیر کو پانی مین گرا کر اشقر آپ سرہانے امیر کے
کھڑا رہا لیکن پانی اس نالے کا کم جاری تھا تمام پانی لہو سے سرخ ہو کر بہتا تھا
اور وہانسے تھوڑی دور پر پنچکی تھی اُس چکی پھرانے والے نے دیکھا کہ پانی سرخ بہتا ہی
اور آہستہ بہتا ہی اُسکے دریافت کو وہ چکی پھرانے والا آگے بڑہ کر کیا دیکھتا ہی
کہ ایک مرد سرخرو پڑا ہی اور گھوڑا نادر اسکے سرہانے کھڑا ہی تب اُس شخص نے
دل مین اندیشہ کیا کہ یہہ کوئی شہزادہ ہی اگر مین اسکو بیمارداری کر کے درست کرونگا
تو البتہ مجھے سرفراز کریگا پس یہہ تصور کر کے نزدیک آکر کمر کی دوال پکڑکر زور کیا
اور اشقر نے بھی دانتون سے پکڑکر زور کیا اور آپ بیٹھکر اشقر نے امیر کو سوار کر لیا
اور اُس شخص نے خوب باندھ کر اپنے گھر مین لایا اور اپنے بچھونے پر سلایا ماں نے اُسکی
پوچھا کہ ای فرزند یہہ تو کسے لایا ہی اُسنے کہا یہہ کوئی بڑا آدمی ہی زخمی ہونے سے
گھوڑے نے لا کر گرایا تھا مین نے یہہ خیال کیا ہی جو ہم اُسکی خدمت کرینگے اور یہہ
اچھا ہو کر درست ہوگا تو البتہ ہمارا حق خدمت بوجھیگا اور اگر مر بھی جاویگا تو یہہ گھوڑا
اور ہتھیار اور کپڑے سب ہمارا مال ہوگا یہہ کہہ کر تمام ہتھیار کھولے اور ایک مٹھی
نمک اور آٹا بھر کر زخم پر باندھا اشقر تمام کام اُسکا دیکھتا تھا مگر چرنے کو نہین جاتا

تھا اگر وہ شخص کبھی جبر سے کہتا کہ چرنے جاؤ تو اشقر تسیری آنکھہ جو زلف کے نیچے ہی نکال کر دیکھاتا تو وہ شخص ڈر کر متعجب ہوتا اور کہتا کہ اس گھوڑے کو تین آنکھہ ہین ہمنے کبھی تین آنکھہ کا گھوڑا نہ دیکھا تھا نہ سُنا القصہ ساتوین روز امیر کو ہوش آیا اور آنکھہ کھلی اور اشقر کو سرہانے دیکھا تب خدا کو یاد کیا اشقر نے سر زمین پر رکھ کر سلام کیا امیر نے اُس شخص کو جو سیہ شیر نام تھا اُسکو اشارت سے فرمایا کہ زین گھوڑے کا کھولو اور چرنے کو چھوڑ دو تب سیہ شیر نے زین اشقر کا اتار کر چرنے چھوڑا امیر نے کڑوے لٹے ہو کر سیہ شیر کو بلا کر احوال پرسی کی تب اُسنے ساری حقیقت بیان کی امیر نے فرمایا خاطر جمع رکھہ کہ محنت تیری اکارت نہو گی پر اب مین بھوکا ہون ایک بکری کے گوشت کا شوربا لا کہ ایک بکری کے بدلے تجھے سات بکری دونگا وہ شخص اپنی مان کنے گیا اور جو کچھہ کہ امیر نے فرمایا تھا سو کہا اُس عورت نے اپنی سات بکریون مین سے ایک بکری دی تب وہ شخص امیر کے پاس لایا امیر نے آہستہ اُٹھکر اُسے ذبح کیا اور سیہ شیر نے پاک کر کے شوربا پکا کر امیر کے پاس لایا امیر نے تھوڑا آپ پیا اور تھوڑا اُسے بھی دیا دوسرے روز امیر نے ایک بکرا پھر مانگا سیہ شیر نے کہا کہ وہ بکرا ماکے پاس سے لایا تھا اب کہان سے لاؤن امیر نے کہا کہ جتنی بکری تیری ماکے پاس ہون سو لے آ اور ما تیری جتنی تجھسے مانگے تو قبول کر او رمیری خبر داری اور غمخواری کر جیسا کہ تونے شرط کی ہی ویسا بجا لا تب وہ عورت بولی کہ ایفرزند کیا فرماتے ہو امیر نے کہا جتنی بکری تیرے پاس ہین سو مجھے دے کہ بکری کے بدلے سات بکری دونگا تب اُس عورت نے کہا کہ سب میرے پاس سات بکری تھی سو ایک کل تو نے کھائی اب چھہ بکری ہین سو اُنکو شرط کریگا اور اپنا نام بتاویگا تو مین دونگی امیر نے کہا شرط کیا ہی سو کہہ وہ عورت بولی کہ ایک بکری کے عوض دس بکری دیگا تو مین تجھے بکری دونگی اور اپنا نام بتا امیر نے فرمایا کہ میرا نام سعد شامی ہی چچیرا بھائی حمزہ کا ہون سوگند کھاتا ہون کہ بدلے ایک ایک بکری کے دس دس بکری تجھے دونگا جب اُس عورت نے نام حمزہ کا سُنا تب جا کر تمام بکری اپنے گھر سے لائی امیر ایک بکرا روز ذبح کرتے اور کھاتے اور شکر کرتے

اُس رات

اس راتکو جو امیر زخمی ہوئے تھے تمام رات امیر کو ڈھونڈا لیکن نشان نپایا اور عمر بن عمیہ
بھی رات دن پھرتے تھے اور ہر چند تلاش کرتے تھے ولیکن کہین پتا نملا کس واسطے کہ زمین
پہاڑون کی کہین سُم اشقر کا نشان نملا مگر ایک روز عمر ڈھونڈھتے ہوئے اس نالے
مین جا نکلے تو وہان دیکھا کہ اشقر چرتا ہی اشقر نے جب عمر بن عمیہ کو دیکھا تو پیشانی کو
زمین پر رگڑا اور آگے ہو کر سیہ شیر کے گھر کو لے آیا جب عمر اندر آئے اور دوڑ کر امیر
کے پاؤن پر گر پڑے امیر نے عمر کو گلے لگایا اور دونو بہت روئے پھر کھانا جو وہان
موجود تھا سو کھایا تب عمر بولا کہ ای حمزہ قریب ہی کہ مہر نگار جی چھوڑ دیوی امیر نے
کہا ای عمر تو جا اور یارون کو اور مہر نگار کو یہان لے آ تب عمر دوڑے اور خبر حیات
امیر کی مہر نگار کو اور یارون کو سُنائی پہلوانان عرب نے شادیانے بجائے اور سوار
ہوئے اور امیر کے پاس آئے پھر مہر نگار اور عمر بن حمزہ کی بی بی نے اور سارے یار
و پہلوان جو کہ حاضر تھے انھون نے اتنا کچھہ مال و متاع اُسے دیا کہ وہ مال از
روئے حساب کے خراج ترکستان کا ہوا اور ستر بکری بھی منگا کر سیہ شیر کو دین غرضکہ
سیہ شیر غنی ہوا اور باقی تمام عمر خوش و خورم رہنے لگا اور امیر کا بھائی کہلانے لگا:
امیر نے وہانسے کوچ کیا اور اپنے مقام پر آئے اور کافر بھی سوار ہو کر آئے امیر نے
فرمایا کہ ای یارو ہم بھی اب اِن کافرون کے روش لڑائی کرینگے اور کافرون
کو بازی دیوینگے جیسا کہ ہمکو یہہ کافر بازی دیتے ہین اور جیتا ہون تو مین ان سب
کافرون کو مارونگا عمر بن حمزہ نے کہا مین جاؤنگا اور بہمن کی خبر لونگا لندھور نے
کہا میرا حصہ نہ وہین ہی اور دوسرے پہلوانون نے نوشیروانکے لشکر کو اختیار
کیا اور ایک مرتبہ نعرہ مار کر کافرون پر گر پڑے اور ایسی لڑائی کی کہ کوئی قایم نہوا
اور کافرون کو طاقت لڑنے کی نرہی آخر کو بھاگنے لگے اور پہلوان عرب کے دنبالہ
کر کے چلے سو عمر بن حمزہ بہمن کے پاس پہنچے اور پکارے کہ ای حرامزادے اب
کہان جی لیجاویگا میرے ہاتھہ سے تب بہمن مقابل عمر بن حمزہ کے ہوا امیرزادے نے
تروار چلائی بہمن نے روکی لیکن بہمن کے گھوڑے کی گردن کٹ گئی اور بہمن زمین پر

گرا اور ترروار سے عمر بن حمزہ کے گھوڑے کو پے کیا عمر بن حمزہ نے پیادہ ہوکر تروار
خونخوار بہمن کو ایسی ماری کہ وہ موذی برابر دو ہو گیا پس سر اس کافر کا امیر کے
سامنے لائے لیکن امیر بہمن اور خنگ کیواسطے بہت روئے دوسرے پہلوان
امیر کے جو دنبالہ کر کے کافرون کا گئے تھے اُنھون نے بھی اتنے سر کاٹے کہ جنکا
اُسکا سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا ہی امیر بعد فتح کے خیمہ مین آئے اور شادیانے
بجلائے اور خوشی سے آرام فرمایا مگر یہہ احوال تازہ سنو کہ جس رات امیر حمزہ کشورستان
بہمن کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اُسوقت ایک پری تماشا لڑائی کا دیکھتی تھی
سو اُسنے جاکر قریشی و اسماپری سے تمام حقیقت بیان کی اور زخمی ہونا ظاہر کیا تب
اسماپری و قریشیہ سلطان بنت حمزہ اور سب پریان تحفہ کوہ قاف کا لیکر امیر کے جگہہ
پر رود کین اور سلاسل عیار کو بارگاہ گردون جاہ حمزہ مین روانہ کیا جب سلاسل
نیک عقل بارگاہ مین آیا اور سر نیاز زمین خدمت پر رکھکر آداب بجالایا تب امیر
جہانگیر نے فرمایا کہ ای سلاسل کہان آیا اُسنے عرض کیا کہ ای امیر جہانگیر آپ
کی حالت زخم و پریشانی کی سُنکر ہم سب غلام و کنیز حاضر ہوئے اُسوقت امیر
نے یارون سے فرمایا کہ تمکو کچھہ معلوم ہوتا ہی یا نہین سب یارون نے عرض
کیا کہ ہم کچھہ نہین دیکھتے ہین جب امیر جہانگیر معہ یاران سوار ہوکر اسماپری کے خیمہ
مین آئے اور اسماپری و قریشیہ سلطان اور ضع پری کو گلے لگایا اور وہ بھی آداب
بجالائین تب امیر کشورگیر تخت پر بیٹھے پریون نے جب امیر کے یاران وفادار و غمخوار
جان نثار کو دیکھا تب بولین کہ ای امیر کشورگیر ایسے یارون کے فراق سے تم وہان جو
بے قرار تھے تعجب نہین تھا بعد پریون نے عرض کیا کہ ای امیر جہانگیر ہمنے آپکے یارون
کو دیکھا اب ملکۂ جہان مہر نگار کو دیکھنے کی کمال آرزو رکھتے ہین کہ اُس جمال جہان
آرا سے ہمارے دیدۂ بے نور کو منور فرمادین امیر کشورگیر نے فرمایا کہ بہتر ہی چلو
دیکھاتا ہون اُسوقت یارون نے عرض کیا کہ ای پہلوان جہان ستان ہم پریون کو
دیکھین گے امیر نے اسماپری سے ارشاد کیا کہ میرے یار وفادار تمکو دیکھنے کا بہت

اشتیاق رکھتے ہین اسماپری نے عرض کی بشرطیکہ کوئی کسی پر ہاتھہ نہ چلاوے
ایسا ہو تو ہم ظاہر ہوتے ہین امیر نے فرمایا کہ کیا مقدور رکھتے ہین مطلق ہاتھہ نہ
چلاوینگے پس پریون نے اپنا حجاب دور کیا اُسوقت سب یار امیر کے اُن کو دیکھ
کر متحیر و متعجب ہوئے تب امیر نے پریون سے فرمایا اب چلو مہر نگار کو تمھین بھی
دیکھاؤن اُسوقت امیر کشورگیر تمام پریون کو اپنے ہمراہ لیکر محل مین تشریف
لائے تب قریشیہ سلطان بنت حمزہ و اسماپری زوجۂ حمزہ وارضع پری خوش
دامن حمزہ اور کتنی پریان آئین اور مہر نگار سے ملین اور قریشیہ سلطان مہر نگار کے
قدمبوس ہو کر آداب بجالائی اور تمام پریان مہر نگار کے حسن و جمال کو دیکھکر شرمندہ
ہوئین اور عرض کی کہ ہم پریون کو یہہ حسن و جمال خدا نے نہین دیا ہی اسی لئے
امیر کوہ قاف مین بے قرار رہتے تھے ہمین اب معلوم ہوا پس چوتھے روز امیر سے
پریان وداع ہوتے وقت جو تحفہ لائین تھین سو امیر کو اور امیر زادون اور یاران
امیر کو دیکر روانہ ہوئین واللہ اعلم بالصواب

داستان پچاسوین

جب امیر کشورگیر جہان ستان نے پریون کو وداع کیا اور یارون سے فرمایا کہ کچھہ خبر ہی
کہ کافر سب کہان بھاگ گئے ہین عمر بن عمیہ نے عرض کیا کہ سُنتا ہون کاشمیر کو گئے ہین
اور جعفر کشمیری کی پناہ لی ہی امیر جہانگیر نے فرمایا کہ افسوس ہے یہہ کافر بغیر مرے میرے
ہاتھہ سے زندہ و سلامت بھاگ گئے اُسوقت عمر بن حمزہ نے عرض کیا ای قبلۂ عالم اگر ان
کافرون کے دنبالہ کو میرے تئین حکم ہو تو مین جاؤنگا اور چند روز مین سب کافرونکو
باندھہ کر لاؤنگا تب امیر نے عمر معدی کرب اور فرہاد بن لندھور اور لندھور و استفتانوش
اور سات بھائی دیگر زابلی کو معہ لشکر ہمراہ عمر بن حمزہ کے انکا بھی لشکر دیکر روانہ کیا
عمر بن حمزہ بعد قطع منازل و طے مراحل کے کشمیر کو پہنچے وہان سب کافر قلعہ مین
بند تھے امیر زادے نے گھیرا قلعہ کو کر کے جنگ کرنا شروع کیا ناگاہ اُن مین قاصد قضا گو خبر

نو پیدا ہوکر سپاہ عرب کو بہت ضائع کیا تب تو شور لشکر مین پڑا عمر بن حمزہ اُسے مارنے
کو سوار ہوئے وہ گورخر دوڑا جاتا تھا اور ابن حمزہ دنبالہ اُس کا کئے جاتے تھے جب
تمام روز گذرا اور شب ہوئی عمر بن حمزہ نے راہ مین اتر کر شکار مار کر کباب بنا کر کھائے
جب صبح ہوئی پھر وہ گورخر پیدا ہوا عمر بن حمزہ نے بھی پھر پیچھا کیا غرض جب دوپہر
ہوئی تو گورخر ایک ٹھکانے پر جا کر غائب ہوا امیرزادہ نے اُس جگہہ پر جا کر دیکھا
تو پہاڑ کے نیچے ایک شہر تھا نام اسکا فرخار اور وہان ایک بہن زوبین بیدین
کی رہتی تھی نام اُس کا گل فہرہ تھا بالاخانہ پر بیٹھکر دیکھتی تھی ویسے مین نظر اسکی عمر بن
حمزہ پر پڑی اسیوقت ایک خوجہ کو دوڑایا کہ امیرزادہ کو بلالاؤ خوجہ آکر بولا کہ ای سوار
تم کو زوبین کی بہن بلاتی ہی تب امیرزادے نے کہا مین عمر بن حمزہ ہون اور
شکار کے پیچھے یہان تک آیا ہون یہہ سخن سُنکر وہ خوجہ دوڑا اور گل فہرہ کو خبر دی
وہ بدبخت مدت سے اُنکے دیدار کی مشتاق تھی خوجہ کو بڑی تاکید اکید سے بولی
کہ جلد جا کر ہزار منت و معذرت سے یہان تک اس دلاور کو لا تا کہ اسکے شربت
دیدار سے مین اپنی تشنگی شوق کو تسلی بخشون وہ خوجہ آکر ہزار تعظیم و تکریم سے
اُس کریم ابن الکریم کو گل فہرہ تک لیگیا جب اُس مشتاق نے عمر بن حمزہ کو دیکھا
تو مانند بلبل مفتون کے اُنکے گل رخسار پر شیفتہ و فریفتہ ہوکر ہزار نزاکت سے بچھونے
پر بٹھایا اور انواع و اقسام کی نعمتین آگے لا رکھین غرض بعد تناول طعام کے
شراب ارغوانی پیالۂ جواہر نگار بھر بھر کر بڑے ناز و غمزہ سے پلانے لگی امیرزادہ
بھی مست و سرشار ہوکر بیٹھا تھا تب گل فہرہ نے اپنا دفتر عشق کھول کر عرض کرنے
لگی کہ ای سرو گلستان شجاعت و ملاحت مین مدت مدید و عرصۂ بعید سے مثل قمری
کے تیرے عشق کا طوق اپنے دل و جان کی گردن مین ڈال کر مانند ماہی بے
آب کے پھندے عشق مین گرفتار ہوکر تڑپتی تھی اب مسبب الاسباب نے میرے
طالع کی یاوری سے اس مشتاق کی جان کو آج تیری دیدار سے تسلی بخشا اب
تجھے لازم ہی کہ بہرصورت میری آتش شوق کو اپنے وصل کے پانی سے بجھا نہین

تو آتش عشق سے دل میرا جلکر کباب ہو جاویگا اور جسم مانند قفس بے بلبل کے پیچ و تاب مین پڑیگا امیرزادہ نے فرمایا کہ تیری ایک ہمشیرہ میرے نکاح مین ہی اس سبب سے میرا تیرا ناتا بہت نازک ہے مین ایسا کام بدانجام نکرونگا اگرچہ مرونگا تو بھی ایسے برے کام کو روا نرکھونگا ہرچند کہ گل فہرہ نے بہت سی منت و معذرت کی لیکن امیرزادہ نے انکار ہی کیا اور فرمایا کہ یار کشمیر مین ہین اگر وہ یہان آوین تو انکی رضامندی سے مین تیرا کہنا سنونگا تب گل فہرہ نے قاصد تیز رو کو دوڑایا اور یاران عمربن حمزہ کو کشمیر سے تھوڑے دنون مین بلایا راوی کہتا ہی کہ شہر فرخار مین ایک بڈھا تھا اُسکا نام سرشبستان کہتے تھے اور دو بیٹے اُسکے تھے ایک کا نام مہردار سرشبان دوسریکا نام زرین سرشبان تھا اوسنے سُنا کہ عمربن حمزہ آکر زوبلین کی بہن سے شراب نوشی مین مشغول ہی تب اپنے دونو بیٹونکو کہا کہ تم جاؤ اور امیرزادیکو مارو تب وہ دوڑے اور ہاتھہ مین لاٹھیان لیکر محل مین آئے اور عمربن حمزہ کو پکارا کہ ای عرب تیری کیا قدرت جو ہماری سرحد مین آوے اور شکار کرے عمربن حمزہ جہان بیٹھے تھے سو وہان سے نہ ہلے اور نہ کچھہ بولے تب مہردار سرشبان نے جھنجلا کر امیرزادہ پر لاٹھی چلائی عمربن حمزہ نے لاٹھی اُسکی ایک ہاتھہ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھہ سے ایک مُکّی اُسکی گردن مین ایسی ماری کہ بیٹا فرخاریکا زمین پر تڑپا گیا تب دوسرے بھائی نے اوسکا یہہ حال دیکھکر امیرزادے پر لاٹھی چلائی پھر اُسکا بھی ویسا ہی حال ہوا پھر دو تین گھڑیکے بعد دونو ہشیار ہوئے اور روتے دونو اُترکر باپ کے پاس آئے اور حقیقت بیان کی سرشبان فرخاری نے سُنا اور کہا کہ انصاف پسر حمزہ کے طرف ہی البتہ اگر بیٹا حمزہ کا یون نکرے تو کیا کریگا اب وہ بچہ ہی اوسکے تئین تو مین کیا مارون پر میرے تئین حمزہ سے کام ہی یہہ کہکر چپ ہو رہا دو تین دن مین عمرمعدیکرب اور دوسرے پہلوان پہنچے تب گل فہرہ نے اُنھونکو بہت تعظیم و تکریم سے بلاکر اپنے عشق کا احوال بولی تب عمرمعدیکرب نے کہا ای امیرزادہ تو سخت نادان ہی جو بیچاری کو ناحق رنج مین ڈالتا ہی عمربن حمزہ ہنسے اور کہا کہ ای عمرمعدیکرب

مین نکرنیکا کام کیونکر کرونگا عمر معدیننے کہا تجھے اختیار ہی کرے یا نکرے غرض
جب رات ہوئی تو امیرزادہ مست ہوا تھا اور لیٹا تھا کہ گل فہرہ بچھونے پر آئی اور
ہاتھہ عمر بن حمزہ پر ڈالا عمر بن حمزہ نے اُسکا ہاتھہ پکڑکر اُسکے منہہ پر مارا کہ ای بی بی تجھی
ہی شوخی اور بیحیائی کرے گی مگر مین تو بد کام نکیا ہی نکرونگا گل فہرہ غصہ ہوئی اور
دل مین اندیشہ کیا کہ یہہ میرے ہاتھہ نہ آویگا بہتر یہہ ہی کہ اسے جہان سے اُٹھانا کہ
نہ مجھے نہ میری بہن کو کام آوے پس یہہ بدگمانی وہ نادان دل مین لاکر خنجر نکال کر
حالت سرشاری مین اُس شیر بیشۂ شجاعت کو شہید کی اور بعد بہت پشیمان ہوئی
اور شور مچایا کہ امیرزادے کو کسی دشمن نے مار ڈالا جبکہ یارون نے یہہ آواز جان
گداز سنی سب یکبار دوڑکر آئے اور امیرزادیکو شہید و خون آلودہ دیکھکر سب
زمین پر پچھاڑین کھانے لگے اور پتھرون سے اپنے سر پھوڑے اور سب نے اپنے
منہہ کالے کرکے گھوڑون کی ایال و دمین کاٹین اور گل فہرہ کو قید کیا اور
پوچھا کہ ای بدبخت کسواسطے اس جوان شجاعت نشان کو تو نے مارا تب اُس
قاتل بدفعل نے کہا کیا کرون مجھے نشۂ عشق نے دیوانہ کیا تھا اس حالت دیوانگی مین مار
ڈالا ہی اب مجھے بھی مار ڈالو تو مقصود دلکو پہچون گی تب سب یارون نے کہا تو
عورت ہی تجھے عورتین مارینگی اور وہان اُسی شب کو امیر نے عمر بن حمزہ کو خواب
مین دیکھا کہ عمر بن حمزہ لہو کے دریا مین تیرتا ہی پس اُسی وقت ہول سے ہشیار
ہوئے اور عمر کو فرمایا کہ مین نے ایسا خواب دیکھا ہی عمر بن عمیہ نے عرض کیا کہ ای
جہانگیر اگر حکم عالی ہو تو مین خبر لاتا ہون حمزہ نے حکم دیا عمر اُسیوقت دوڑے اور منازل
و مراحل طے کرکے کشمیر مین لشکر کو پہنچکر سپاہ عرب کو پوچھا کہ حمزہ کا فرزند کہان
ہی سپاہ عرب نے کہا کہ معہ یاران زوبین کی بہن کے گھر مہمان ہین شہر فرخار
مین عمر بن عمیہ نے فرخار مین آکر آواز یارونکے رونے کی سنی اور دل مین
کہا کہ کچھہ خبر نہین معلوم ہوتی ہی جب کہ یارون نے عمر بن عمیہ کو دیکھا دوڑکر پاؤن
پر گر پڑے اور روکر حقیقت شہادت عمر بن حمزہ کی سُنائی عمر اُسیوقت پھرے

اور امیر

اور امیر کے نزدیک پہنچکر بولے کہ آپ خاطر جمع رکھو شاہزادہ سلامت ہی لیکن تھوڑا
زخم لگا ہی اور تمھین بُلایا ہی تب امیر معہ عمر شہر فرخار مین آئے عمر بولا کہ ذرا اس باغ
مین بیٹھکر کچھہ کھاکر جاوین امیر بیٹھے اور عمر بکریون کی منڈے سے ایک بکرا لاکر ذبح
کرکے سیخین بھونکر لاتا تھا کہ نظر فرخاری کی باغ پر پڑی اور دھوان دیکھا تب ؛
دونو فرزندون کو کہا کہ کوئی اجل رسیدہ متلاشی عزرائیل کا باغ مین دھوان کرتا
ہی اُسے پکڑ لاؤ تب اُسکے دونو فرزند باغ مین آکر کیا دیکھتے ہین کہ امیر و عمر کباب
کھاتے ہین تب دونو نے لاٹھیان امیر پر چلائین امیر نے دونو کو دو ہاتھہ سے زمین
پر پچھاڑا وہ تو زمین پر بیہوش پڑے رہے تب فرخاری نے دیکھا کہ فرزندو نکے
آنے مین دیر ہوئی تب آپ گرز سات سو پچاس من کا لیکر باغ مین آیا اور فرزندو نکو
مانند مرغان نیم بسمل کے دیکھہ کر نعرہ مارا کہ ای مادر بخطا عزرائیل کے ڈھونڈھنے والو
اژدہے کے ڈنک چاہنے والو تم نہین جانتے ہو کہ یہہ بکری کسکی ہی جو تم کھاتے
ہو امیر نے جب فرخاری کو دیکھا تو کہا کہ یہہ مرد بہت سخت ہی یہہ کہکر اُٹھے اور
فرخاری نے گرز امیر پر چلایا امیر نے ایک ہاتھہ سے گرز پکڑ لیا اور زور کرکے چھینا
تب فرخاری نے دونو ہاتھہ امیر کے کمربند مین ڈالے اور زور کیا امیر نے بھی ؛
اُسکے کمربند کو پکڑکر نعرہ مارکر فرخاری کو اُٹھایا اور زمین پر پچھاڑا تب اُسنے پوچھا ؛
ای مرد تو کون ہی اور کیا تیرا نام ہی کہ میری عمر سات سو سال کی ہوئی کوئی
جوانمرد ایسا سہل مجھے نہین اُٹھا سکا تھا اور تو نے مثل کدو کے اٹھا لیا امیر نے
فرمایا بول خدا ایک ہی اور دین مبین ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی اس نے اقرار
کیا اور مسلمان ہوا تب فرخاری نے چاہا کہ عمر بن حمزہ کی حقیقت عرض کرے عمر
نے اشارت سے منع کیا بعد امیر سوار ہوئے اور فرخاری معہ دونو فرزند و عمر
سمیت شہر مین داخل ہوئے تب دیکھا کہ گھوڑون کی ایالین کٹی ہین پس وہین
امیر نے نعرہ مارا اور زمین پر گرے اور رونا شروع کیا اور پہلوان اور یاران امیر
آکر قدمونپر گر کر رونے لگے اور گل فہرہ کو باندہ کر لائے اور حقیقت سے آگھی کی

امیر نے فرمایا کہ ای حرام زادی کیون میرے گلرو نونہال کو تو نے جڑ سے اکھاڑا بعد فرمایا کہ اسے مادر عمر بن حمزہ کے پاس لیجاؤ اور خبر کرو کہ تیرے فرزند کو اسنے مارا ہی جب گل فہرہ کو عمر بن حمزہ کی ما پاس لیگئے اور احوال بیان کیا بہت رونے لگین اور ایسا نعرہ مارا کہ دیکھنے سُننے والون کو بیہوش کر ڈالا امیر نے چالیس روز تک ماتم فرزند کا کیا پھر عمر بن حمزہ کو تابوت مین رکھکر کاؤس کے حصار کو بھیجا بعد فاتحہ کے گل چہرہ نے اپنے ہاتھ سے گل فہرہ اپنی بہن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بعد اُسکے امیر کشمیر کو آئے اور لشکر کافرون کا جو بھاگ کر وہان گیا تھا سو قلعہ مین تھا تب امیر کشور گیر نے فرمایا کہ اس جگہہ کی شامت سے میرا ایسا بیٹا تلف ہوا یہہ کہہ کر قلعہ کے نزدیک آئے اور کوٹ کے دروازے کو گرز سے توڑ کر اندر آئے اور کشمیریون کو اور کافرونکو مارنے لگے بادشاہ نے کشمیر کے امان مانگی امیر نے ضرورت کو امان دی اور مسلمان کیا اور وہان سے کوچ کر کے کاؤس کے حصار کو آئے واللہ اعلم بالصواب

داستان ایکاونوین

جب ہرمز بیٹا نوشیروان کا مداین کو آیا اور حقیقت پوچھی تب سُنا کہ نوشیروان کو شداد حبشی لیگیا ہے تب بزرجمہر کو کہا کہ کس تدبیر سے نوشیروان خلاص ہوویگا مجھے بتاؤ تا وہ تدبیر کرون بزرجمہر نے کہا کہ حمزہ جاویگا تو نوشیروان کو آسانی سے لاویگا ہرمز نے کہا کہ حمزہ کسواسطے جاویگا بزرجمہر نے کہا کہ تو اپنی ما سے بول کہ تا اپنی طرف سے حمزہ کو لکھے اور مہربانی کر کے حمزہ جاوے تب ہرمز نے جاکر اپنی ما سے کہا تب زرینہ کفش ہرمز کی ما نے ضرورت جان کر امیر کو لکھا کہ ای فرزند جان اسبات کو کہ عرصۂ بعید سے نوشیروان قید شداد مین ہی عجب ہی کہ تمہارے ہوتے نوشیروان کو دوسرے لوگ آزار دیوین جب اس روش کا خط نوشیروان کی بی بی نے حمزہ کو بھیجا تو وہ خط کھول کر حمزہ نے پڑھا اور خط لانے والے کو کہا جاؤ اور زرینہ کفش سے کہہ کہ مین جاؤنگا اور بادشاہ کو لاؤنگا اگرچہ پھر میرے حق

ہین اوسنے بدی کی تو پھر مین اُس ظالم کو کہ عادل کہلاتا ہی اور عادلیکو تلف کرتا ہے
جو چاہونگا سو کرونگا اب تو اُسکا چھوڑنا فرض ہوا ہی یون بول کر عمر بن عمیہ ضمیری
کی طرف دیکھا اور کہا کہ چلو حبش کے طرف چلین اور نوشیروان کو لاوین عمر بن عمیہ
نے عرض کیا کہ اسکے چھوڑانے کو مین نجاؤنگا بلکہ ادھر کو پاؤن نرکھونگا امیر نے فرمایا
بھلا تو مت آ پھر مقبل حلبی کو اپنے ہمراہ لیا اور یارون کو وداع کیا اور چلے تب عمر بن
عمیہ نے کہا ای امیر کشورگیر جاتے تو ہو پر جانے سے بہت پشیمان ہونگے امیر نے
فرمایا ای چور کیا اپنی کرامات بتاتا ہی تب عمر نے کہا جاؤ خدا کو سونپا پھر امیر جہانگیر
مقبل کو ساتھ لیکر چلے اور بعد از قطع منازل و طے مراحل حبش مین داخل ہوئے
اور ایک باغ مین اُترے اور گھوڑے چرنے کو چھوڑے جب رات ہوئی امیر نے
کہا بہتر یہہ ہی کہ عیاری سے دربار مین شداد کے جاوین اور نوشیروان کو لے
آوین شاید کہ شداد مجھہ سے پھر گیا ہوویگا اور مین جب اپنے کو ظاہر کرونگا تو
کام بہت بے ڈھب ہوگا تب مقبل نے کہا جو خاطر شریف مین آوے سو بہتر ہی
وہی کرنا چاہیئے غرض جب رات آدھی گذری امیر نے کہا کہ کپڑے کالے لاؤ تو پہنون
غرض کپڑے پہنے اور کمند خضر کی لی اور پا پیادہ شہر کے اندر گئے اور قلعہ کے
نیچے آکر کمند کوت کے کنگورے کو لگا کر اوپر چڑھے اور اندر بارگاہ شداد مین اُترے
تو دیکھا کہ شداد تخت پر سوتا ہی اور شراب و نقل و میوہ تخت کے نیچے طبق مین بھر کر رکھا
ہی اور نوشیروان کو پنجرے مین ڈال کر آگے تخت کے لٹکایا ہی اور ایک بچھو کالا
اُسکو کاٹنے کا قصد کرتا ہی امیر نے اُس بچھو کو مارا اور شراب پیکر میوہ کھا کر ایک
پرچہ لکھا کہ ای شداد جان اور پہچان کہ مین نوشیروان کو لیجانے آیا تھا اگر تجھے نیند
سے جگاتا تو تو پراگندہ خاطر ہوتا یہہ سمجھہ کر نہین اُٹھایا اور کالا بچھو جو تجھے کاٹنے آیا تھا
اُسے مار کر میوہ و شراب کھا پیکر نوشیروان کو لیجاتا ہون تجھے معلوم ہونے کے
واسطے لکھے جاتا ہون پس نوشیروان کو لیکر مقبل کے پاس لائے اور بولے
کہ گھوڑے پر زین کرو مقبل نے ہر چند گھوڑا ڈھونڈھا لیکن نہین ملا بعد امیر آپ

گھوڑا ڈھونڈھنے گئے اور یہان شداد بیدار ہوا تو نوشیروان کو نہ دیکھا اور بچھو کو اور
لکھے ہوئے مضمون کو دیکھ کر اپنے لشکر کو پکارا کہ حمزہ واحد آیا تھا کام اُس کا تمام
کرنا کیونکہ میرے تئین گمّے مین جادو سے باندھا تھا پھر ہزار سوار سے باہر آیا اور باغ
مین پہنچا اور نوشیروان سے پوچھا کہ حمزہ کہان ہی تب اس بے ایمان نے کہا کہ
مین نے خطا کی ہی میری جان بخشی کر تو حمزہ کو بتاؤن پھر شداد سے نوشیروان
نے کہا کہ حمزہ اس راہ سے گیا ہی شداد ڈھونڈھتا آگے گیا تب تک مقبل گھوڑے
کو لیکر آتے تھے شداد نے مقبل کو دیکھکر کمند اندازون سے کہا کہ کمندون سے
مقبل کو باندھو پس شداد کے حکم سے ساتون حلقہ کمند کے مقبل اور اشقر پر پڑے
اور باندھ لیا لیکن امیر کشور گیر کو ہرچند تلاش کیا نپایا تب شداد نے کہا کہ جانتا ہون
کہ حمزہ ریگستان مین پھنسا ہوگا کیونکہ بالو زنگبار اور حبش کی مشہور ہی سو حمزہ بالو
مین پڑکر پیاسا مرجاویگا تب شداد معہ نوشیروان حصار کاؤس کو روانہ ہوا
اُس نیت سے کہ مہرنگار کو ہاتھ مین لاؤنگا اور حمزہ کی اولاد اور یارون کو جہان
سے اُٹھاؤنگا لیکن امیر راہ گم کرکے بالو مین پڑے تھے اور جدھر جاتے اُدھر اُجاڑ
ریگستان پاتے پانی تین شب و روز نپایا بدستور پھرے آفتاب کی گرمی سے
اور فاقہ سے قریب نزع کے پہنچکر جناب مسبب الاسباب مین دعا کی پس
اسی شب کو عمر بن عمیہ نے خواب مین دیکھا کہ حمزہ مٹی مین تڑپتے ہین اُس
وحشت آلودہ خواب سے بیدار ہوکر یارون سے بولا تب سب یارون نے
مل کر عمر کو جانے کی اجازت دی عمر وہان سے ہوا کے مانند چلا اور راہ مین
لشکر پایا کسی زنگی سے پوچھا کہ یہہ لشکر کسکا ہی سننے والے نے کہا کہ شداد حبشی
کا لشکر ہی مہرنگار کو لینے جاتا ہی عمر نے کہا کہ حمزہ نوشیروان کو لانے گیا تھا
سو وہ کہان ہی اُسنے کہا حمزہ ریگستان مین غلطان ہی عمر وہان سے بالو
پر آیا اور ڈھونڈھتا تھا امیر پر پانچ روز تک فاقہ گذرا تھا پس ہتھیار وغیرہ
دور کئے تھے اور مانند ماہی بے آب کے تڑپتے تھے اور عمر ہر طرف پکارتا تھا حمزہ

آواز عمر کی سنتے تھے لیکن جواب دینے کی طاقت نہین تھی تب عمر حمزہ کے نزدیک آئے اور دیکھا کہ پیاس سے قدرت بات کی نہین ہی تب ایک پیالہ شراب کا اپنی زنبیل سے نکال کر دیا تب امیر نے آنکھین کھولین پھر ایک پیالہ ایسا دیا کہ امیر کی سب ماندگی رفع ہوکر تندرست ہوگئے اور ہتھیار کمر سے باندھے پھر عمر رہبر ہوئے اور حبش کو چلے اور وہان پہنچکر اشقر اور مقبل حلبی کو قید مین دیکھا اشقر نے امیر کو دیکھتے ہی زور کیا سو بند کمند کے حلقہ کے توڑے اور امیر کے خدمت مین آیا اور امیر کے قدمونپر پڑا پھر امیر سوار ہوئے اور چوکیدار امیر کو دیکھکر بھاگے بعد مقبل کو چھوڑایا اور شہر مین آئے وہان بیٹا شداد کا تھا حمزہ کو دیکھتے ہی ہزار سوار سے باہر آیا اور پکارا کہ ای عرب تو میرے باپ کے ڈر سے اب تک کہان گیا تھا امیر نے اشقر کو دوڑایا اور میدان مین آئے اور فرمایا کہ ای کافر ایکبار تیرے باپ کو حلقہ بگوش کیا تھا اب پھر وہ بے ایمان ہوگیا اور بے ادبی کی ابکی بار مین اُسے جہنم مین روانہ کرونگا شداد بدنہاد کے فرزند نے تلوار امیر کشورگیر پر چلائی امیر نے ہاتھ اُسکا ہوا پر پکڑا اور مُکّی اسکی گردن مین ایسی ماری کہ گھوڑے پر سے زمین پر پڑا امیر نے جست ماری اور اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور محکم باندہ کر عمر کے حوالے کیا تب اُسنے کہا یا امیر مجھے کسواسطے باندھا ہی امیر نے فرمایا کہ اگر صدق دل سے مسلمان ہوگا تو چھوڑونگا اُسنے اقرار کیا امیر نے اُسے چھوڑا اور حلقہ غلامی کا پہنایا تب اُسنے امیر کے قدمونپر گر کر کہا کہ شہر مین چل کر غلام کو سرفراز کرو تا کہ حق خدمت گاری و مہمانداری کا بجالاؤن امیر نے فرمایا کہ میرا دل تیرے باپ سے تعلق رکھتا ہی اگر تو مسلمان رہا تو گویا ہزار خدمتون کی جیسا ہوگا آخر بو عمر نے ہزار تعظیم و تکریم سے امیر کو شہر مین لیجاکر شداد کے تخت پر بٹھایا اور کھانا کھلایا اور پیالہ کو شراب کے گردش مین کیا اور تین روز اُسی روش سے امیر کی مہمانداری کی پھر امیر نے وہان سے کوچ کیا اور کاؤس کے حصار کی راہ لی جب شداد اور نوشیروان حصار کاؤس کو آئے اور ہرمز کو لکھا کہ زوبین کو لیکر لشکر سمیت آؤ تب وہ آکر نوشیروان سے

طلاتب نقارا لڑائی کا بجوا کر شداد میدان مین آیا اور گھوڑا کُدایا اور اُس گھوڑیکا نام
شبرنگ تھا اور گھوڑا ایسا تھا کہ ایک سو بیس من لوہا اُسکے نعل اور میخ کو لگتا تھا
غرض اُس زمانے مین ویسا گھوڑا نہ تھا پس شداد میدان مین آکر پکارا کہ ای عرب
حمزہ کو تو مار کر آیا ہون اور اب تم مین سے جسے آرزو مرنے کی ہو تو میدان مین آوے
تب لندھور نے ہاتھی میدان مین ڈالا اور مقابل حریف کے کھڑا رہا اور گرز
کھینچکر مارا پھر گرز اگرز اون دونون مین ہوئے مگر شداد ہنر تروار کا خوب جانتا تھا
ایک تروار لندھور کے ہاتھ پر ایسی ماری کہ لندھور زخمی ہوا اور رات ہوئی جب دونو
فوجین پھرین پھر دوسرے روز شداد میدان مین آیا اور ادھر سے فرہاد گیا سو مقابلہ مین
یہہ بھی زخمی ہوا پھر عمر معدی کرب آیا اُسے بھی زخمی کیا غرض جو پہلوان اُس حبشی کے
مقابلے کو جاتا سو زخمی ہوتا جب کہ فرخاری نے یہہ حال دیکھا تو گھوڑا میدان مین
ڈالا اور سات سو پچاس منکا گرز نکالکر گھوڑے کو دباکر گرز شداد پر مارا شداد نے ہر چند
چاہا کہ فرخاری کو زخمی کرے لیکن زخمی نہین کر سکا بلکہ فرخاری نے شداد کو بہت تنگ
کیا اتنا کہ شام ہوئی تب دونو لشکر پھرے دوسرے روز پھر شداد میدان مین آیا اور
فرخاری نے بھی گھوڑا میدان مین ڈالا اور شداد کو اتنا مارا کہ شداد بولا کہ تو جا تجھسے مین
نہین لڑتا دوسرے کو بھیج فرخاری نے بولا جب تک کہ تجھے مین نہ باندھونگا تب تک
کسطرح سے جاؤنگا یہہ کہہ کر لڑنے لگے تا کہ دوپہر ہوئی تب شداد نے پیٹھ پھیری
اور فرخاری اُسکے لشکر کو مارتا گرز سے چلا گیا پھر دونو لشکر اُترے اور رات کو آرام
کیا دوسرے روز شداد نے گھوڑا میدان مین کدایا اور پکارا کہ سوائے فرخاری کے
کوئی اور میرے مقابلہ کو آوے استفتانوش میدان مین الماس کی تروار کھینچکر شداد
کے سامنے آیا شداد نے اُسپر حملہ کیا اُسنے روکیا اور پھرتے وقت شداد کے بازو
پر ایسی تروار ماری کہ ہاتھ اُسکا ناکارہ ہوا تب شداد نے گھوڑا دوڑایا اور اپنے
لشکر مین بھاگ کر گیا تب طبل بازگشت بجواکر دونو فوجین اُترین اور شداد کے
علاج مین مشغول ہوئے پھر کتنے دنون تک لڑائی نہین ہوئی القصہ ایک چو

نوشیروان کے پاس تھا اُسے گلیم گوش عیار کہتے تھے روبرو بادشاہ کے آیا اور کہا کہ ای بادشاہ اگر فرماؤ تو رات کو جاکر عرب کے لشکر مین سے ہر ایک پہلوان یا سردار کا کاٹ کر لاؤنگا نوشیروان کے حکم سے گلیم گوش عیار رات کو عرب کے لشکر مین گیا اور سارے لشکر مین پھرنے لگا اور امیر زادہ قباد شہریار کے دو عیار تھے ایک کا نام شکل عیار اور دوسرے کا نام فسیح عیار تھا یہہ دونو بارگاہ کے پاس نیزہ ہلاتے تھے سو گلیم گوش بھی اون مین آکر نیزہ پھرانے لگا اور فرصت پاکر ایک میخ امیر زادہ کے ڈیرے کی اکھاڑدی اور اندر گیا پس قباد شہریار کو سوتے دیکھا پھر تو اس مردود نے خنجر نکالکر سر امیر زادہ کا تن سے جدا کیا اور ڈیرے سے باہر نکلا اور جاتے وقت عمر بن عمیہ کے عیارون کے ہاتھ لگا:

جب سر قباد شہریار پسر حمزہ کا اوسکے پاس سے پایا۔ تب عیارون نے: گلیم گوش کو باندھا اور شور کیا تب تو سارے پہلوان جمع ہوئے اور قباد شہریار کو موا پایا سبکے سب رونے لگے اور مہر نگار نے یہہ خبر سنکر سر پھوڑا اور زمین پر پچھاڑین کھانے لگی اور گلیم گوش عیار کو پکڑا تو تھا ہی ٹکڑے ٹکڑے کیا جب اُسے مار لو یہہ کہا کہ جو موا سو پھیر نہین آیا مہر نگار اور ماتم کرنے لگی اور نوشیروان بھی سنکر پشیمان ہوا اور ماتم تو اُسے کا کیا اور کتنے روز لڑائی موقوف رہی اور دونو لشکر یہہ سُن کر بہت غمگین ہوے اور ماتم مین رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب

داستان باونوین

جب پہلوانان عرب قباد شہریار کے ماتم سے فارغ ہوئے اور آوازہ نقارے کا دونو لشکر سے آیا اور دونو فوجین تیار ہو کر میدان مین آئین تب شداد نے گھوڑا دوڑایا اور فرخاری ادھر سے نکلا اور لڑائی کرنے لگے کہ یکایک جنگل مین سے ایک گرد پیدا ہوئی اور اُس گرد مین سے امیر کشورگیر اور عمر بن عمیہ ضمیری نکلے پہلوانان عرب نے جب حمزہ کو دیکھا یکبارگی دوڑکر استقبال کیا اور فرخاری نے بھی میدان سے

دوڑکر استقبال امیر کشور گیر کا کیا پس شداد نے اُسوقت فرصت پاکر راہ جنگل
کی لی جب امیر نے یارون کو دیکھا اور ملاقات کی اور فرخاری سے پوچھا کہ شداد
کہان ہی فرخاری نے کہا میدان مین چھوڑکر آیا تھا امیر نے کہا افسوس کہ شداد
جیتا بھاگا اُسوقت پیچھا اُسکا کیا اور اشقر کو دوڑایا اور نزدیک پہنچے اور پکارے کہ ای
کافر اب ہاتھ سے کہان جی لیجاویگا جب شداد نے دیکھا کہ امیر پہنچے تو امیر کے
ڈر سے سیدھے بائین طرف دیکھنے لگا غرض سیدھے طرف ایک دیول دیکھا تو اُس
دیول مین جا چھپا امیر اور لندھور بھی پہنچے اور امیر نے لندھور کو فرمایا کہ کمند اُسکے
گلے مین ڈالو اور کھینچو امیر کے حکم سے لندھور نے دروازے مین سے تجانکے
اسکے گلے مین کمند ڈال کر کھینچا اور زور کیا تو دیکھا کہ شداد واصل جہنم ہو گیا پس
امیر نے اسکا گھوڑا جو شبرنگ تھا سو لندھور کو دیا لندھور اُسپر سوار ہوا پھر عمر
بن عمیہ بھی پہنچے اور شداد کا سر کاٹ لیا اور بھالے پر چڑھایا اور فتح و نصرت سے
ادھر پھر آئے اُسوقت امیر آہستہ آہستہ یارون سے باتین کرتے ہوئے آتے
تھے جسوقت امیر نے شداد کا پیچھا کیا تھا تو سب پہلوان بھی ایک ایک کرکے امیر
کے پیچھے گئے تھے تب زوبین بیدین نے دیکھا کہ سپاہ عرب کے پہلوان سب
امیر کے پاس گئے ہین اور اب یہان سوائے مہر نگار کے و فوج کنیز و غلام و خوجے
کے کہ گرد مہر نگار کے کھڑے ہین اور کوئی سردار نہین ہی تب زوبین بیدین نے
بختک سے کہا کہ مہر نگار کو ہاتھ مین لانے کا وقت یہہ ہی کسواسطے کہ حمزہ اور اُسکے
پہلوان سب شداد کے پیچھے گئے ہین اور اُن سب کے پھر آنے تک مین اپنا کام
کرتا ہون بختک نے کہا شتابی کر تب زوبین بیدین نے اپنے لشکر سے قصد دھم
کا کیا مہر نگار نے دیکھا کہ زوبین نزدیک آپہنچا تب کمان پر ہاتھ لیجاکر تیر چلایا کہ زوبین
کے چھاتی مین وہ تیر لگا اُس تیر کے غصہ سے زوبین نے کہا کہ یہہ عورت ہرگز
میری نہووے گی پس بہتر یہہ ہی کہ اُسکو جہان سے اُوٹھاؤن یہہ بات مقرر کرکے
قصد مارنے کا کیا اور ایک ضرب تروار کی مہر نگار پر چلائی ایسی کہ مہر نگار زخمی

ہوئین اسیوقت امیر بھی پہنچے اور زوبین بیدین کو اس حال سے دیکھا شتابی پہنچکر زوبین کے پاس آئے زوبین بیدین نے ایک وار امیر پر بھی کیا امیر نے اسکی تروار کی ضرب اسوقت سپر کے دہکے سے روکی اور دونو پاؤن اپنے رکاب مین استوار کر کے قاش زین خالی دیکر بقوت تمام ایک تروار ایسی ماری کہ زوبین دو ٹکڑے ہوا جب لشکر نے زوبین کے اُسے اِس حال سے مشاہدہ کیا سب بھاگنے لگے اور امیر بھی پھر کر لشکر مین آئے اور متوجہ محل خاص ہوئے جب اندرون محل برآمد ہوئے تو دیکھا کہ مہر نگار حالت نزع مین ہی تب امیر نے عمر بن عمیہ کو فرمایا کہ ای دوست جا او ر بزرجمہر کو بلا لا پس بزرجمہر کے آنے تک مہر نگار نے جان بحق تسلیم کی امیر نے مہر نگار کو اس حال سے دیکھکر نعرہ مارا او بیہوش ہوئے اسقدر کہ دیوانگی کا حال ہوا چنانچہ کبھی روتے اور کبھی ہنستے بزرجمہر نے یہہ حال دیوانگی کا دیکھا تو کہا ای عمر اکیس روز یہہ دیوانگی رہیگی پھر ہشیار ہونگے تم کچھہ غم مت کرو اور خبرداری کرو پھر تینو تابوت ایک تو مہر نگار کا دوسرا قباد شہریار کا تیسرا عمر بن حمزہ کا تیار کیا اور مکہ معظمہ کے طرف لے چلے امیر اسی طرح روتے اور زاری کرتے تھے اور سارا لشکر بھی روتا تھا اور قرار نہ کر کر چار کوس مکے معظمے سے اتر کر تابوتون کو قبرون مین مدفون کیا او ر امیر وہین رہے القصہ اکیسوین روز امیر نے خواب مین دیکھا کہ دروازہ آسمان کا ایک کھلا ہی اور ایک تخت آسمان پر سے اترا ہی اُس تخت پر ایک بوڑھا بیٹھا ہی اور پیالہ شراب کا ہاتھہ مین لایا ہی سو امیر کو پلایا امیر نے پوچھا کہ ای بڈھے تو کون ہی وہ بڈھا بولا کہ مین ابراہیم ہون تمھین پوچھنے کو آیا ہون اور یہہ کہتا ہون ای فرزند تم جو عورت کے واسطے دیوانے ہوئے ہو اور بے ہوشی اختیار کی ہی سو یہہ کرنا تیرے حق مین اچھا نہین ہی اگر تیری زندگی ہی تو ایسی عورتین خدا تعالی بہت دیوے گا ای فرزند تیرا سر سلامت ہی تو پگڑیان بہت ہونگی اب تجھے نصیحت کرتا ہون کہ بدستور قدیم اپنے کامون مین مشغول رہ اور خاطر جمع:

رکھہ زیادہ بیقراری نکرتب امیر ہشیار ہوئے اور دیوانگی چھوڑی اور عمر بن عمیہ کو پوچھا مین کہان ہون اور مجھے کیا ہوا تھا تب عمر بن عمیہ نے ساری حقیقت بیان کی اور کہا تم مہر نگار کے واسطے دیوانے ہوئے تھے بعد ازان امیر نے جو خواب دیکھا تھا سو یارون سے بیان کیا پہلوانون نے تب کہا یا امیر تم البتہ فرزند ابراہیم کے ہوا اور تم کو فراش دین محمدی کہتے ہین تم کو یہہ نچاہئے کہ ایسا کرو اور پشیمانی کھینچو تب امیر نے کہا کہ ای دوستو میرے سے اور مہر نگار سے اقرار تھا کہ بعد مرنے میرے میری قبر کی مجاوری کرنا اب تم سب اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور وہان رہو یارون نے کہا کہ یا امیر یہہ کیا دیوانگی ہی جو تم ایسا سخن بولتے ہوا اور پیغمبرون نے زاری و ماتم کرنا منع کیا ہی امیر نے کہا جو ہونا تھا سو ہوا پر اپنی شرط ادا کرنا چاہئے ہرچند کہ عمر بن عمیہ نے منع کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا تب ہر ایک پہلوان کو وداع کیا اور اوسدن عمر کو تخت سمیت مصر کو روانہ کیا القصہ سارے پہلوان لاچار رو کے ہوئے امیر سے علیحدہ ہوئے عمر او رمقبل حلبی امیر کے پاس رہے تب حمزہ نے کہا ای عمر تو بھی جا اور مسافری دریا کی اختیار کر کیونکہ جو کچھ چوری اور عیاری اور رہ زنی ہووے سو تا کھہ مین لا عمر بن عمیہ نے کہا یا امیر مجھے اپنے سے جدا مت کرو امیر نے کہا مقبل میرے پاس بس ہی آخر عمر بھی بہت سختی سے امیر سے جدا ہوئے پھر امیر نے سر منڈایا اور گودڑی پہنی اور دونو وقت مہر نگار کی قبر پر جاروب کشی کرنے لگے اور شب کو پائینتی قبر کے سونے لگے اور مقبل امیر کی خدمت مین رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب

داستان ترپنوین

راویان اخبار یون روایت کرتے ہین کہ جب امیر دنیا کے علاقے سے دست بردار ہوئے اور مجاوری مرقد مہر نگار کی اختیار کی تب یہہ خبر تمام مین منتشر ہوئی تب دشمنون نے چارون طرف سے سر اٹھایا اور امیر کے مارنے کی فکر کرنے

لگے القصہ فرید زعلہ جو سعد بن عمر کے ہاتھہ سے مارا گیا تھا اوسکا ایک بیٹا کہ نام اسکا قارون تھا سو بعد اپنے باپ کے بہت دلاور ہوا تھا جب قارون بیٹا فرید زعلہ کا تھا سو اُسنے حمزہ کے نکلنے اور دنیا چھوڑنے کی خبر سُنی کہ حمزہ اکیلا مجاوری کرتا ہی تب لشکر جمع کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ قصد اُسکا کرون اور اُسکو دنیا سے آخرت مین بھیجون لشکریون نے کہا تیرا اختیار ہی تب قارون بن زعلہ نے ڈیرا باہر کیا اور ایک یا دو منزل کو پہنچ گیا تھا کہ یکایک جنگل مین سے گرد پیدا ہوئی اور اُس گرد مین سے ایک پیادہ نظر آیا قارون نے آدمیون کو دوڑایا کہ اُس پیادہ کو لاؤ جب وہ آیا قارون نے پوچھا کہ ای مرد تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اور کدھر سے آیا ہی اُسنے کہا مین کلیات عیار ہون میرے باپ کو لشکر نے حمزہ کے مارا ہی اُسکا نام گلیم گوش تھا اب مین نے سُنا ہی کہ وہ عرب اکیلا مجاوری قبر مہرنگار کی کرتا ہی سو مین چاہتا ہون کہ وہان جاکر اُسے حرکت دون تب قارون نے کہا کہ مین بھی حمزہ کے مارنے کو جاتا ہون تو بھی میرے ساتھہ آ اُسنے قبول کیا اور قارون کے ساتھہ چلا اور منزل بمنزل راہ طے کرنے لگے بعد مدت مدید و عرصۂ بعید کے مکّہ کے نزدیک پہنچے اور اترے تب کلیات عیار نے کہا ای قارون تو یہین رہ مین جاکر اُسے حرکت دیتا ہون پھر تجھے خبر کرتا ہون قارون نے کہا جا تب اُس بدبخت نے لباس فقیری کا لیا اور مہرنگار کے روضہ مین گیا امیر وہان بیٹھے تھے اُسنے سر زمین پر رکھا اور خدمت بجالایا امیر نے کلیات سے پوچھا کہ ای فقیر تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیا مطلب رکھتا ہی بول تو بجالاؤنگا عیار مذکور نے کہا کہ مین بیت المقدس سے آیا ہون اور مطلب یہہ رکھتا ہون کہ باقی عمر امیر کی خادمی مین رہون امیر نے فرمایا کہ خادمی کے واسطے مجھے مقبل بس ہی تو میرے پاس کیا کریگا امیر نے ہر چند کہ عذر کیا مگر اوسنے نمانا تب امیر نے لاچاری سے رہنے دیا پس اسیوقت مقبل کھانا لایا امیر و مقبل اور وہ فقیر بیٹھے کھانا کھایا امیر نے پانی مانگا وہ فقیر اٹھا اور پانی

کاکوزہ کہ اُسمین داروے بیہوشی کی ملائی تھی وہ لایا اور امیر کے ہاتھہ مین دیا امیر نے وہ پانی سارا پیا پھر دوسرا کوزہ پانی کا بھی لایا وہ مقبل نے پیا اور کلیات کھانا کھا اُٹھا اور وہان سے باہر نکلکر قارون کے پاس گیا اور کہا شتابی کر کہ حمزہ کو داروے بیہوشی کی دیکر آیا ہون قارون معہ اپنے لشکر سوار ہوکر روضہ کو مہر نگار کے آیا اور گھیرا کیا اور ہتھیار بند اندر گیا اور قصد امیر کو مارنے کا کیا تب مقبل تروار کھینچکر مقابل اُسکے ہوا وہین سر پھرنے لگا آخر گر پڑا تب قارون نے کہا کہ مقبل کو باندھو امیر جو دم پکڑ کر بیٹھے تھے سو قارون نزدیک آیا امیر نے چاہا کہ اُٹھین اور قارون کو ایک مکی مارین پس اسیوقت بیہوش ہوکر زمین پر گرے تب قارون کے حکم سے امیر کو سر سے پائون تک لوہے مین جکڑ بند کیا چنانچہ ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پائون مین بیڑیان اور گلے مین طوق اور بغلون مین خار دار لٹو بچی کئے تب ہشیار کیا امیر نے جب اپنے تئین بند مین دیکھا خدا کو یاد کیا تب قارون زبان سے بد بولنے لگا اور کہا کہ ای عرب شکینہ خوار و پشمینہ پوش تو کہ جنگل مین پرورش ہوا اور دودھ سے اونٹون کے پالا گیا سو ایسا تیرا مرتبہ ہوا اور تیرا کام یہان تک پہنچا کہ میرے باپکو اور میرے بادشاہون کو تخت سے تختہ تابوت پر پہنچایا ہی اور بازو کے زور سے داماد نوشیروان کا ہوا ہی اب تو کہ میرے ہاتھہ مین آیا ہی تو جی کہان لیجاویگا امیر نے فرمایا کہ جی دینے والا اور لینے والا خدا ہی ہم سب بندے اُسکے حکم مین ہین اور مین نے تیرے باپ کو اور یارون کو مکر سے نہین مارا ہون اور تجھے جو قصد میرے مارنے کا ہی تو مار قارون نے کہا ای حمزہ جسکو چاہا اُسے مارا خوب کیا اب مین تیرے کو مارونگا خدا نے چاہا سو کیا اور کریگا پھر قارون ملعون امیر کو لکڑیان مارنے لگا امیر نے فرمایا ای قارون ایسا مار کہ تو سہہ سکے قارون نے کہا مین تو اب تجھے مارتا ہون پھر مجھے کون ماریگا بعد چمڑا گائی کا نکال کر اور اُسپر نمک چھڑک کر امیر کو اسمین باندھ کر لٹکایا پھر دوسرے روز بدستور مارا اور دوسرے چمڑے مین باندھ کر لٹکایا اور پھر ستار کو بلا کر ایک سو بیس گز

کا ستون بنا کر امیر کو اسپر لٹکایا اور روایت یون بھی ہی کہ ایک سو بیس [۱۲۰] گز کے
کوئے مین قید کیا تھا اور پھر قارون ملعون نے نوشیروان کو لکھا کہ مین حمزہ کو اس
طرح سے عذاب دیتا ہون اگر بادشاہ آکر اپنے حضور مارین تو بہتر ہی تب نوشیروان
بے ایمان معہ اپنے لشکر کے آیا اور قارون کو آکر خلعت و انعام سے سرفراز
کرکے حمزہ کو روبرو مارنے کو فرمایا آب دو کلمہ داستان ادھر کا سنو کہ لوگ
مکہ کے ہر طرف کو جاتے تھے لیکن عمر بن عمیہ جزیرہ عدن کو پہنچے تھے یہہ خبر خواجہ
عبدالمطلب نے امیر کے یارون کو عمر کے باپ کے ہاتھ سے روانہ کی تھی وہ عمیہ
ضمیری نعلین مین کاغذ چھپا کر جاتا تھا کلیات عیار نے دیکھکر پہچانا پاکہ یہہ کوئی عیار ہی
سو عیاری کرنے جاتا ہی تب لوگون کو دوڑا کر عمیہ کو منگا کر روبرو نوشیروان
کے لے گیا اور نوشیروان کے حکم سے اسکا جایزہ لیا تو خط خواجہ عبدالمطلب کے
نکلے تب کلیات نے سر عمیہ ضمیری کا کاٹ کر شہید کیا تب بختک نے کہا ای
کلیات یہہ باپ عمر کا تھا تو نے مارا ہی تو اب بے فکر مت رہو کلیات نے کہا کہ
مجھے کسکا ڈر ہی عمر دوسرے روز مکہ کو پہنچے اور کلیات نے عمر کے آنے کی خبر سنکر
ہر ایک جگہہ پر عیارون کو بٹھایا تھا کہ عمر جہان سے ملے پکڑ لاؤ عمر نے اپنے تئین
دور سے نمود کیا اور چلے اور کلیات نے عمر کا پیچھا کیا تب عمر نے راہ مین دوا بیہوشی
کی ڈالی سو کلیات نے راہ مین دیکھا کہ ایک پھول سا پڑا ہی اٹھا کر سونگھا پس
سونگھتے ہی بیہوش ہوگیا عمر نے جلدی سے سر اسکا کاٹا اور ستون کے نیچے
آئے اور مقبل کو بند مین دیکھکر سلام کیا مقبل نے جواب سلام کا دیکر کہا کہ ای
چراغ لشکر اسلام کے اتنے روزون سے تو کہان تھا جو ہماری فریاد کو نہین پہنچا
عمر نے کہا کہ خاطر جمع رکھ اب پہنچا ہون یہہ کہہ کر سر کلیات عیار کا نیچے عقابین کے
باندھ کر آپ اوپر ستون کے چڑھنے لگا کافرون نے نیچے سے اوپر تک گھنٹے
لگائے تھے پس عمر گھنٹون مین روئی بھرتے ہوئے اوپر چڑھے اور پر جا کر امیر کو
سلام کیا امیر کا دل صبر منزل عمر کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ خبردار اگر

گھنٹے کی آواز کافر لوگ سنینگے تو ہشیار ہو جاوینگے مگر عمر کے سر پر ایک گھنٹی تھی اُسے عمر نے نہین دیکھا تھا سو ہاتھ اُس پر پڑا اور اُسکی آواز ہوئی وہین سب کافر ہشیار ہو گئے اور مشعلین سلگا کر تیرون سے مارنے لگے عمر نے دو ہاتھ امیر کی پیٹھ پر رکھکر زمین پر جست مار کر غائب ہوئے جب کافر نیچے ستون کے آئے تو سر کلیات کا دیکھا تب جانا کہ بیشک یہہ کام عمر کا ہی پس قارون بہت ڈرا اور کہا ای بختک عمر مجھے بھی مارے گا بختک نے کہا کہ عمر ہمارے ہاتھ آنے تک حمزہ کو مارنا اس واسطے کہ عمر نے آج تک عیاری سے کسی کو مارا نہین ہی اگر حمزہ موا تو معلوم کر کہ اول سر نوشیروان کا کاٹے گا اور پھر میرا اور تیرا اور بزرجمہر کا بھی سر کاٹے گا بزرجمہر نے فرمایا کہ ای حرامزادے مین نے اُسکو کبھی نہین ستایا مجھے کیون ماریگا اور تم نے اُسے ایذا دی ہے پس تمکو مارنا تعجب نہین ہی القصہ عمر دوسرے روز پہلوانون کے طرف روانہ ہوا اور ہر ایک شہر مین جا کر امیر کی خبر سُنائی تب سب یارون نے امیر کے مکّہ کی راہ لی اور لندھور ہنوز اپنے ملک کو نہین پہنچا تھا جب امیر کی یہہ خبر سُنی تو راہ مین سے پھرا غرض روز بروز لشکر امیر کا جمع ہونے لگا تب قارون ملعون نے نوشیروان سے کہا اب تک لشکر حمزہ کو خبر نہین تھی جب عمر آیا ہی پس وہ سب کو جمع کرتا ہی اُسکے سر کا کام بہت مشکل ہی حمزہ کو مار دیا میرے شہر کو چلو عمر اور حمزہ کے سب یار ہاتھ آنے تک حمزہ کو قید مین رکھنا نوشیروان نے کہا اگر حمزہ کو ہم مارین تو عمر ہمکو جی سے کبھی نچھوڑیگا یہہ بول کر شہر زعکہ کو چلے جب کہ منزلین و مراحلین طے کر کے شہر کو پہنچے تو امیر کو ہر روز مارتے تھے اور ایک کوزہ پانی کا دیتے تھے جب لشکر امیر کا ہر روز جمع ہوتے ہوتے پورا ہوا تب قارون نے کہا کہ ای نوشیروان مین مقابلہ حمزہ کے لشکر کا نہین کر سکتا ہون یہہ کہہ کر قلعہ بند ہوا پس ایک روز عمر قلعہ کے اندر گئے اور وہان جاکے پارچہ فروش سے دوستی پیدا کی اور دوکان حصہ سے کرنا شروع کیا مگر قارون کو فرزانہ نامی ایک بہن تھی اُسنے خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم نے اُسکو

مسلمان کیا اور فرمایا کہ تو حمزہ کو قید سے چھوڑا کر تو اُسکے نکاح مین جا خدا تعالی تجھے فرزند دیگا جب وہ نیک بخت نیند سے اُٹھی تب بھائی کے دربار مین آئی اور دربانون اور چوکیدارون کو بہت مال دیا اور قصہ خواب کا سُنایا اور انھین بڑی خدمتونکا امیدوار کیا جب وہ چوکیدار اور دربان راضی ہوئے اور امیر کو چپکے سے اُتارا اور بندد ور کرکے اپنے گھر کو لائی اور بیمارداری خوب طرح سے کرنے لگی جب صبح ہوئی حقیقت حمزہ کی قارون کو معلوم ہوئی بہت تلاش کیا لیکن نہین پایا اپنے وزیر کو کہا کہ حمزہ لشکر مین تو نہین گیا ہی اگر وہان جاتا تو لشکر مین شادیانے بجاتے پر تو نجوم مین دیکھہ کہ امیر کہان ہی وزیر نے رمل مین دیکھکر کہا کہ فرزانہ کے گھر مین حمزہ عیش کرتا ہی تب قارون نے اپنی بہن کو پیغام بھیجا کہ حمزہ تیرے گھر مین ہی کرکے نجوم مین وزیر نے دیکھہ کر کہا ہی اگر ہی تو جلد روانہ کر فرزانہ نے کہلا بھیجا کہ کل وزیر نے مجھہ سے وصل کی درخواست کی تھی مین نے قبول نہین کیا اسواسطے دشمنی سے کہتا ہی مین عورت کی ذات مین کہان اور حمزہ کہان جب کہ قارون نے یہہ بات سُنی تب تروار سے وزیر کو مار ڈالا فرزانہ سے امیر نے پوچھا کہ تو نے کچھہ سُنا ہی کہ میرا لشکر کہان ہی اور عمر بن عمیہ کہان ہی تب فرزانہ نے کہا مدت ہوئی ہی کہ عمر اور سب پہلوانون نے آکر قلعہ کو گھیر دئے ہین لیکن عمر وہان سے غائب ہی تب امیر نے فرمایا کہ عمر بیشک قلعہ مین ہی تب امیر نے نشانی عمر کی بتاکر باندیون کو بازار مین روانہ کیا کہ اگر اس نشانکا آدمی دیکھو تو بلالاؤ لونڈیون نے دوکان مین آکر دیکھا تو عمر دوکان پر بیٹھا ہی تب باندیان بولین کہ ای سوداگر ہماری بی بی کچھہ مال خریدنے کو تجھے بلاتی ہی عمر اُن باندیون کے ساتھہ آئے اور امیر اندر چھپ رہے اور عمر کو اندر بلاکر دیکھا پھر امیر بھی آئے تب عمر امیر کے پاؤن پر گر پڑے اور بولے کہ اس کونے مین کیا بیٹھے ہو باہر چلو امیر نے فرمایا کہان جاؤن تو کہان لیجاویگا تب امیر سے عمر نے کہا کہ آؤ میرے دوکان مین لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کہ تیری دوکان کپڑے کی ہی وہان ہتھیار نہ ہونگے لوہار کی دوکان مین لیچل جب رات ہوگی تو خدا جہان

لیجاویگا وہان جاؤن گا غرض جب شب ہوئی تو امیر اور عمر دونو باہر نکلے اور لوہار کی
دوکان مین آئے تب امیر ہاتھ مین ہتوڑا لیکر لوہا ٹھوکنے لگے اُسوقت قارون
ملعون نے بختک مردک سے کہا کہ تو رمل مین دیکھ کہ حمزہ کہان ہی اُس موذی بیدین
نے دیکھکر کہا کہ بازار مین لوہار کی دوکان مین لوہا ٹھوکتا بیٹھا ہی بعد قارون اور بختک
سوار ہوکر لوہار کی دوکان مین پہنچے قارون نے امیر کو دیکھکر کہا ای عرب اب
میرے ہاتھ سے کہان جاویگا یہہ سُنکر امیر نے نعرہ مار کر فرمایا کہ ای کافر مین
یہین تیرا منتظر تھا پس وہی ہتوڑا لیکر مستعد ہوئے مگر امیر کے نعرہ سے قلعہ
بنیاد سے ہلگیا اور لشکر امیر کشور گیر جہان ستان کا دروازہ توڑکر قلعہ مین در آیا اور
نوشیروان دوسرے دروازے سے بھاگ گیا قارون نے تروار نکال کر
امیر پر حملہ کیا امیر نے تروار اُس ناہنجار کی رد کرکے ہتوڑے سے ایسا مارا
کہ وہ ملعون زمین پر گرکر تڑپا کیا پس امیر نے اُسکے سینہ پر بیٹھکر اُسکو محکم باندھا
اور بختک بھاگ گیا امیر کے یار سب آکر پاؤن پر گر پڑے پھر امیر نے ہر ایک کو گلے
لگایا اور نقارے شادی و فتح کے بجواکر اُترے پھر قارون کی بارگاہ مین رونق
بخش ہوکر فرمایا کہ قارون کو لاؤ امیر کے حکم سے قارون کو عمر نے لاکر حاضر کیا تب
امیر نے اپنے ہاتھ مین لکڑی لیکر قارون کو مارنا شروع کیا ہر ایک لکڑی مارنے
مین اُس موذی کی ہڈیان توڑتے تھے اور وہ ملعون زمین کو دانتون سے پکڑتا
تھا اور مانند مچھلی کے تڑپتا تھا تب امیر نے فرمایا کہ مین نے تجھے نہین کہا تھا کہ ایسا مار
کہ تو سہہ سکے اب کیون تڑپتا ہی اور فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو تو ابھی چھوڑ دونگا اُس
کافر ازلی نے کہا کہ تو نے میرے کو دربار مین بیعزت کیا ہی مین مسلمان نہونگا اور
اب ایک بار ہی مار ڈالنے کا حکم کر تا مر جاؤن تب امیر نے عمر معدی کرب کو فرمایا امیر
کے حکم سے عمر معدی کرب نے ایک گرز سے اُس موذی کو خاک مین ملا دیا اور
سر اُسکا کاٹ کر شہر کے دروازے پر لٹکایا اور شادیانے بجواکر امیر عیش مین
رہنے لگے اور نوشیروان کو راہ مین ایک لشکر نمود ہوا سو دریافت کرنے سے معلوم

ہوا کہ یہہ لشکر پچرسی تنون کا ہی یعنے روئین تن ہین ایک کا نام سر برہنہ تبسی ہے دوسریکا نام دیوانہ تبسی ہی نوشیروان کی مدد کو اور حمزہ کو رد کرنے کو آئے ہین تب نوشیروان نے خوش ہوکر دونوں کو نوازا اُس وقت بختک سگ بیدین مردک ناپاک نے کہا ای بادشاہ اب حمزہ انکے ہاتھہ سے مارا جاوے گا پھر تو نوشیروان اُنکے ساتھہ جشن مین مشغول ہا واللہ اعلم بالصواب

داستان چونوین

راویان اخبار اِس روایت کو اس طرح سے بیان کرتے ہین کہ جب جسم مبارک امیر کا زخمون سے چوبون کے اچھا ہوا اور قارون کی بہن سے شادی کی اور نیک وقت شبہہ ساعت مین عمر نے نکاح امیر کا پڑہا اور امیر چالیس روز حرم سے باہر نہ آئے پھر چالیس روز کے بعد باہر آکر عمر سے پوچھا کہ کچھہ خبر ہی کہ نوشیروان کہان ہی عمر نے عرض کی کہ فدوی نے سُنا ہی کہ دو پہلوان روئین تن مدد کو نوشیروان کے آئے ہین سو انکی قوت و حمایت پر یہان سے دس کوس پر نوشیروان اترا ہی اور منتظر امیر کے آنے کا ہی تب امیر نے عمر معدی کو فرمایا کہ پیش خیمہ نکالو اور کوچ کرو اور تخت پر سعد بن عمر بن حمزہ کو بٹھایا اور یہان سے کوچ در کوچ کرتے ہوئے آپ نوشیروان کے پاس پہنچے جب نوشیروان نے سُنا کہ حمزہ آیا تب نقارا لڑائی کا بجوایا اور میدان آراستہ کیا اور دونون لشکر عرصۂ جنگ گاہ مین پہنچے اور سر برہنہ تبسی میدان مین آیا اور امیر کے حکم سے اس طرف سے لندھور مقابلہ مین اُسکے گیا اُسنے کہا ای دراز قد تو کون ہی اوسنے کہا مین لندھور بن سعدان ہون سر برہنہ نے کہا لا جو کچھہ نشان پہلوانی کا رکھتا ہی تب لندھور نے کہا مین پیش دستی نہین کرتا ہون تو مار تب اوسنے گرز لندھور کی ڈھال پر ایسا مارا کہ آواز جانگداز اوسکا دونون لشکرون نے سُنا اور لندھور کے ہر بن مو سے شرارے پسینہ کے بہے تب لندھور نے بھی غصہ سے ساڑھے سات سو من کا گرز اُٹھا کر سر برہنہ تبسی

پر آیا سربرہنہ تبسی نے سر آگے کیا لندھور نے کہا ای نادان میرے گرز سے
برج سراندیپ کا بیخ و بنیاد سے گر پڑا ہی تیرا سر مانند ذرہ بیمقدار کے اڑ جاویگا
تب سربرہنہ تبسی نے کہا کہ تو بے فکر مار مجھے اس گرز سے کچھہ غم نہین ہی تب
لندھور نے بقوت تمام زور کر کے ایک گرز مارا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو سرمہ ہو جاتا
لیکن اُسکو کچھہ ضرر نہوا مگر ایک آواز ایسی ہوئی کہ جیسا طشت پیتل کا پتھر پر گرتا
ہی عرض لڑتے لڑتے مغرب ہو گئی تب دونو لشکرون مین پہلوان دونو اپنی جگہہ
پر اترے حمزہ نے لندھور سے پوچھا کہ سربرہنہ تبسی کو کیسا پایا لندھور نے کہا یہہ
تو آدمی نہین ہی بلکہ دیو نظر آتا ہی امیر نے فرمایا یہہ روئین تن پہلوان ہی اور اکثر
ایسے ہوتے ہین جب شب گذری اور سفیدہ صبح کا چمکا تب دونو لشکر میدان مین
آئے اور سربرہنہ نے حریف کو پکارا تب امیر کے حکم سے عمر معدی میدان مین
آیا اور پکارا کہ لا جو کہ رکھتا ہی تب اوسنے گرز عمر معدی کو ایسا مارا کہ ہزار محنت سے
معدی نے سربرہنہ کا گرز اُٹھایا پھر سربرہنہ نے اپنے سر کو اپنی آنکھین بچانے
کے واسطے ڈھال کیا تھا ایسے مین جنگل سے ایک گرد نمود ہوئی اور ہرکارے دونو
لشکر کے دوڑے ایک دم بھر کے بعد گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق آتے ہی
دعائے جان دراز دیکر کہا **رباعی** بادشاہا بارگاہت از فلک پر نور باد
داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد ؛ ایقریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر
تیغ تو فرق اعدا ناصر و منصور باد ؛ عمر دراز رہے شہریار عالم پناہ کی یہہ لشکر
شہر بربر کا ہی اور سردار اوسکا الجو شصت گزی ہی بادشاہ ہفت کشور کی
مدد کو آیا ہی تب نوشیروان نے اپنے یہان کے بادشاہون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا انھون نے جا کر بڑی تعظیم و تکریم سے اُسے لائے
نوشیروان نے بعد ملاقات کے خلعت و انعام سے خوش کیا اُسکے ہمراہ چالیس
ہزار سوار تھے لیکن الجو ایک سو بیس گز ۱۲۰ اوپر جست مار کر حریف کو مارتا تھا القصہ
اس روز تو عمر معدی کرب اور سربرہنہ تا شام لڑکر واپس ہوئے اور اپنے

اپنے لشکر مین اترے جب رات گذری اور صبح ہوئی تب دونون لشکر میدان مین
آئے اور سر برہنہ تبسی نے میدان مین آکر کہا ای حمزہ تو کیون نہین آتا ہی تب
امیر نے اپنے ہتھیار سب بدن پر آراستہ کئے اور اشقر پر سوار ہوکر وہ قاتل
کفار میدان مین آیا سر برہنہ نے کہا حمزہ تو ہی ہی جو اس قد و قامت پر سارے
عالم کو زیر و زبر کیا ہی امیر نے فرمایا بفضل خدائے عزوجل انا حمزہ بن عبد المطلب
اللہ تعالی نے ای سر برہنہ جو مجھے ہدایت کی سو مین نے کیا اب لا جو کچھ نشان
بہادری کا رکھتا ہی پس سر برہنہ نے گرز اپنا اُٹھا کر امیر کے سر پر ایسا مارا
کہ تین سو ساٹھ رگ جو بجبر تھین سو ہشیار ہوگئین پس امیر نے فرمایا اور بھی دو
حملے تجھے دیئے تب سر برہنہ نے بزور اور بھی دو گرز مارے پھر امیر نے اشقر
کو ڈپٹ کر اُسکے گھوڑے سے ملا کر بقوت تمام ایک گرز اوسکے سر پر مارا کہ اوسنے
سر آگے کیا اور کچھ ایسے ضرر نہین ہوا بعد ازان تروارون سے لڑے جب تروارین مانند
آرے کے ہوئین تو تیرون سے بازی کی جب تیر بھی مانند خلال فراشان ہوئے
تب تو ناتھہ دونون نے کمربند مین ایک کے ایک نے ڈالا امیر نے عمر سے فرمایا کہ
مین نعرہ کرتا ہون عمر نے اشارہ کیا امیر کا لشکر سارا ہشیار ہوگیا اور روئی
موزون سے نکال کر گھوڑون کے کان بند کئے اور امیر نے نعرہ مار کر اُسے اُٹھا
کر پھرا کر زمین پر پٹک کر باندھا اور عمر کے حوالے کیا پھر دیوانہ تبسی تروار نکال کر امیر
پر آیا اور حملہ کیا امیر نے اسکا ناتھہ ہوا پر پکڑ کر اُسکے گھوڑے کو ایسی لات ماری کہ
وہ کافر زمین پر گر پڑا امیر نے اُسے بھی باندہ کر عمر کے حوالے کیا اور نقارا آسائش
کا بجا کر اپنے لشکر مین آکر دنگل ناد عنبر پر بیٹھے اور تمام اہالی موالی ارکان دولت و
امرایان عظام از پیر تا جوان از خورد تا کلان از کہتر تا مہتر ادنی و اعلی حاضر ہوئے
دربار معمور ہوا اور ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے اور
پیالہائے مرصع کار و صراحیان جواہر نگار لائے اور دور مجلس مین چلا جس وقت کہ
شراب پیکر سر خوش ہوئے تب امیر نے فرمایا کہ اُن دونو پہلوانون کو جو قید مین

ہین لاؤ عمر نے لاکر حاضر کیا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ مین نے تمھین کس طرح باندھا
انھون نے کہا جیسا کہ مرد مردون کو باندھتے ہین ویسا تم نے ہم کو باندھا بعد
امیر نے فرمایا کہ کہو خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے
جب انھون نے اقرار وحدانیت کا کیا اور مسلمان ہوئے تب امیر نے اپنے ہاتھون
سے بندا ونکے کھولے اور خلعت پہنائے وہ دونو پہلوان خوش ہوئے اور
اپنے لشکر کو بھی بلا کر مسلمان کیا تب امیر نے اونکو جواہر نگار کرسیون پر بٹھایا
اور خوشی بخوشی اون کو مرتبے دے کر رکھا واللہ اعلم بالصواب

داستان پچپنوین

جب امیر نے سربرہنہ تبسی و دیوانہ تبسی کو باندھا دوسرے روز کافرون کے
لشکر مین سے آواز طبل جنگ کی آئی جب یہہ خبر امیر کو ہوئی تب حکم کیا کہ ہمارے
نقارخانہ مین کہو کہ بتکیۂ فضل ایزدی یہان بھی دمامے جنگ کے بجاوین جب دونو
لشکر سوار ہو کر میدان مین آئے تب نقیب پکارے کہ کون مرد ہے جو میدان
مین آکر اپنے باپ دادے کا نام روشن کریگا اور حق نمک اپنے سردار
کا ادا کریگا سو الجو شصت گزی میدان مین آکر کودنے لگا اور کودتا ہوا پھر گھوڑے
پر سوار ہوا اور پکارا کہ ای خدا پرستان ہر کسیکہ درمیان شما آرزوے
مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادۂ دست وپا آوری وارم جب
سرکب ترک امیر کے حکم سے میدان مین آیا اور الجو نے اوسے اُڑ کر دولاتین
اور ایک چھڑی ماری سرکب اُسوقت مانند مار سیہ کے پیچ وتاب کھانے
لگا اور گرز اٹھا کر اوسپر مارا الجو نے پھر بدستور جست ماری اور بطور سابق عمل کیا غرض
اسی طرح لڑائی مین تھے کہ جنگل مین ایک گرد نمودار ہوئی اور اوس گرد
مین سے ایک لشکر پیدا ہوا قاصد دونو طرف کے دوڑے اور کسی سے پوچھا
کہ یہہ لشکر کسکا ہے سننے والے نے کہا کہ یہہ لشکر عادیون کا ہے ہزار عادی

البرز کے پہاڑ کے دامن مین رہتے ہین اوس مین سے چار عادی آئے ہین
ایک کا نام سموم عادی دوسرے کا نام سینا عادی تیسریکا نام قباعادی چوتھے
کا نام عادمیعاد زرین کمر ہی اور نوشیروان کی مدد کو آئے ہین نوشیروان نے
اونکو بلایا اور ہزار تعظیم و تکریم سے سونے کی کرسیون پر بٹھایا اور خلعت دئے
اور ایسے مین ایک گورخر عرب کے لشکر مین آیا اور دانتون اور لاتون سے عربون
کو شہید کرنے لگا امیر نے اشقر کو اوسکے پیچھے دوڑایا لیکن گھوڑا اوسکے نزدیک
نہ پہنچا امیر نے غصہ سے رات تک گھوڑا اوسکے پیچھے دوڑایا یہانتک کہ لشکر سے
غائب ہوئے جب رات ہوئی تب امیر اُترے اور شکار مار کر کباب بنا کر کھائے
پھر جب صبح ہوئی تب امیر نے چاہا کہ اپنے لشکر کو جاوین پھر وہی گورخر پیدا
ہوا تب امیر نے کہا افسوس ہی کہ یہہ میرے ہاتھ سے سلامت جاوے اور
میری محنت برباد ہووے غرض دوپہر تک پھر دنبالہ اُسکا کیا اور وہ گورخر
ایک باغ مین جا کر غائب ہوگیا مگر ایک گلہ بکریونکا چرتا تھا اور حوض پانی کا تھا
امیر نے گھوڑے پر سے اُتر کر دل مین تصوّر کیا کہ ایک بکرا ذبح کرون اگر کوئی مالک
آویگا تو مول دونگا یہہ ٹھہرا کر ایک بکرا ذبح کیا اور آگ سلگا کر کباب بھونے
ویسے مین قندر سر شبان کی نظر باغ پر پڑی دوڑا اور کہا کہ ایسا کون ہی کہ جو میرے
باغ مین اِس دلاوری سے دھوان کرتا ہی پرندیکا مقدور نہین ہی جو میرے
باغ پر اُڑے مگر کوئی اجل رسیدہ دھوان کرتا ہی اتنی جرات کی ہی یہہ کہہ کر
سات سومن کا گرز اُٹھایا اور لیکر باغ مین آیا امیر کباب کھاتے تھے اوسنے
امیر کے پیچھے سے آہستہ آکر ایسا گرز مارا کہ گوشت امیر کے حلق مین سے باہر نکل
پڑا امیر نے غصہ سے اُٹھکر دونو پاؤن اوسکے پکڑ کر حوض مین ڈالدیا جب وہ
حوض مین سے باہر آیا تو اُسنے کہا ای پہلوان عالی شان سچ کہہ تو کون ہی کہ
جب سے میری ماں مجھے جنی ہی تب سے کسی دلاور نے میری پیٹھ زمین سے نہین
لگائی تھی اور تو نے مجھے مانند گیند کے اُٹھا کر پھینکا اور بے آبرو کیا امیر نے فرمایا کہ

مین سعد شامی برادر حمزہ کا ہون تب اوسنے کہا کہ سوائے تمھارے گھرانے کے
دوسریکا کیا مقدور ہی جو مجھے گراوے اور مین تحقیق جانتا ہون کہ حمزہ تو ہی ہی
امیر نے فرمایا برادر حمزہ دلاور کا ہون قندر نے کہا کہ اب باقی تمام عمر تمھارا ہی غلام
رہونگا اب اُٹھو اور میرے گھر کو چلو امیر اوسکے کہنے سے اُٹھکر چلے تب اوسنے لیجا
کر گھر مین آرام سے بٹھایا اور مہمانداری و خدمت گذاری بڑی غمخواری سے ادا
کی امیر نے قندر کو بھی مسلمان کیا اور پوچھا کہ یہہ سرزمین کونسی ہی قندر نے
کہا یہہ سرحد خرسنہ کی ہی بادشاہ اس ضلع کا فتح نوش ہی اور اوسکو ایک
بیٹی نیک اختر ماہ پارہ رشک افزائے زہرہ ہی اور بہت شاہ و شہریار اُس
لڑکی سے منسوب ہونا چاہتے ہین لیکن وہ نیک بخت کسیکو قبول نہین کرتی ہی
امیر نے فرمایا ہمین اس شہر کی سیر کرنا منظور ہی قندر نے کہا بہتر ہے دوسرے
روز دس بکری ذبح کر کے توشہ کیا اور ہمراہ امیر کے چلا جب تھوڑی دور
گئے قندر نے کہا ای سعد شامی مجھے بھوکھ لگی ہی تب ایک جگہہ اتر وضو کر کے
تناول کے واسطے بیٹھے امیر تو آہستہ کھاتے تھے موافق آدمی کے ایک
بکری کے کباب کھاسے اور قندر نے اونکے ایک بکری کھائے تک نوؤن
بکری کے کباب کھا گیا امیر نے اوسکے کھانے پر متعجب ہو کر فرمایا کہ کھانے
مین تو عمر سعدی کو پہنچتا ہی پھر سوار ہوئے اور چلے پھر ذرا دور جا کر قندر نے
کہا ای سعد شامی مجھے بھوکھ لگی ہی امیر نے فرمایا اِس جنگل مین شکار بھی
نہین ہی ذرا صبر کر آگے چل کر شکار مار دیتا ہون اتنے مین ایک جگہہ پر
پہنچے وہان کاروان اترے تھے قندر نے کہا ای کاروان کھانا لاؤ تب
مالک اس کاروان کا اُٹھکر خدمت بجالایا اور کھانا کھلایا امیر نے کاروان
سے پوچھا تم کہان جاتے ہو اُنھو نے کہا کہ ہم بہت مال و متاع رکھتے ہین
روم سے مال خرید کیا ہی اور ارادہ شہر خرسنہ کو جانے کا ہی لیکن اب
سننے مین آیا ہی کہ ایک غلام قیصر روم کا بادشاہ سے باغی ہو کر رہزنی کرتا

۱۶۰۹۵ ۹۲

ہی اور نزدیک کی راہ پر وہی ہی اور دوسری راہ بہت دور و دراز ہی ایک
مدت چاہیئے اُس راہ سے جانے کو امیر نے فرمایا کہ نزدیک کی راہ چلو اور خدا
کی قدرت کا تماشا دیکھو کاروان سالار نے کہا ای جوان عالی شان تو کون ہی
اپنے نام و نشان کا پتا بتاؤ امیر نے فرمایا مین برادر حمزہ کا سعد شامی ہون
پھر حقیقت گوہر کی مفصل فرمائی مالک نے کہا عبدالمطلب سے اور مجھسے بہت
دوستی ہی اب تم میرے بجائے فرزند کے ہو اور کاروان سب تمھارا ہی اگر
خدا بے تعالی کے کرم و فضل سے ہم سلامتی سے پہنچین گے تو پانچوان حصہ مالکا
تمھارے نذر کرون گا امیر نے فرمایا جب تمنے مجھے فرزندی مین قبول کیا اور مین
تم کو بجاے والد کے سمجھا تو یہہ کاروان جانے اور مین جانو اب تم خاطر
جمع رکھو اور پانچوان حصہ مال کا لینا کیا ضرور ہی تب قندر نے کہا ای امیر
اتنا مال کس لئے چھوڑتے ہو امیر نے فرمایا تم چپ رہو القصہ دوسرے روز
امیر کشورگیر معہ کاروان خرسنہ کے طرف متوجہ ہوئے اور فولاد نے جو غلام
قیصر روم کا رہزنی کرتا تھا سُنا کہ بڑا کاروان آتا ہی وہین معہ اپنی فوج کے
باہر آیا اور کاروانیون نے اُنھین آتے دیکھا پس کھڑے رہے اور قندر
امیر کے حکم سے میدان مین آیا اور ادھر سے ایک چور مقابلہ قندر کا کرنے
آیا قندر نے ایسا گرز اوسے مارا کہ وہ چور دوزخ کا اسباب چرانے چلا گیا
تب کاروان سالار بہت خرسند ہوا پھر دوسرا بھی چور آیا وہ بھی اول
کے ہمراہی کو چلا گیا پھر دوسرا کوئی بے اجل باہر نہ آیا فولاد آپ ہی باہر آیا
قندر نے اوسپر گرز چلایا فولاد نے گرز اوسکا پکڑ لیا تب قندر نے جانا کہ
فولاد نے گرز فولادی چھین لیا تب پکارا کہ ای سعد شامی فولاد نے میرا
گرز پکڑ لیا ہی جلد آؤ تب امیر کشورگیر نے اشقر فیل زور کو دوڑایا اور نعرہ
مارا امیر کے نعرہ سے ہاتھ اُس چور کا سست ہوا اور گرز اُسنے چھوڑ دیا پھر تروا
کھینچکر امیر پر چلائی امیر نے ہاتھ اوسکا ہوا پر پکڑا اور دوسرا ہاتھ اوسکے کمر بند

مین ڈال کر محکم پکڑا اور اوسکے گھوڑے کو ایسی لات ماری کہ گھوڑا اوسکے نیچے سے
دور جا کر گر پڑا اور فولاد امیر کے ہاتھہ مین رہا تب امیر نے اوسے اُٹھا کر پھرایا اور زمین
پر دے مارا تب قندز نے اوسکے آگے آکر ایک گرز ایسا مارا کہ وہ سردار چورونکا
شست ہوکر مردار ہوگیا امیر نے فرمایا ای وحشی کسواسطے نافرمانی کی تو نے اگر
یہہ مسلمان ہوتا تو تیرا یار ہوتا تھا قندز نے کہا ای سعد شامی وہ بڑا حرام زادہ
تھا اور میرا گرز چھین لیا تھا مین نے کیا سو خوب کیا آپ کچھہ غم نکھاؤ تب امیر نے
فرمایا کہ میرے بغیر حکم کے بار دیگر ایسا کام مت کر پھر امیر نے کاروان کو فرمایا
کہ اُن چورون کا مال تمام باہر نکالو تب کاروان سالار نے سب زر و جواہر مال
و منال دزدان بدافعال کا باہر نکالا تب امیر نے فرمایا کہ یہہ مال خرسنہ تک
پہنچاؤ تو تیسرا حصہ تم لو کاروان نے کہا بسر وچشم امیر کا حکم قبول ہی اور تمام
مال بار کرکے امیر کے ہمراہ چلے بعد کتنے روز کے خرسنہ کو پہنچے امیر نے وہان
پہنچکر جشن کیا اور فقیرون اور غریبون کو مال تصرف کرنے لگے اور آوازہ امیر
کی بخشش کا تمام عالم مین منتشر ہوا پس تمام خلایق امیر کی داد و دہش سے مالامال
ہوئی غرض یہہ خبر فتح نوش کو پہنچی فتح نوش کی ایک بیٹی تھی نام اوسکا رابعہ
پلاس پوش تھا امیر کشور گیر کی جوانمردی سنکر عاشق صادق ہوکر فراق سے
امیر کی تلاش لیتی تھی اور امیر کی تصویر لکھوا کر ہمیشہ اپنے روبرو رکھکر اپنا سوز دل
اوس تصویر بے نظیر سے ظاہر کرکے خون جگر پیتی تھی اور باندیون کو کہتی تھی کہ
اگر اس شکل کا آدمی دیکھو تو اوسے بلاؤ مین اوسسے شادی کرونگی بادشاہ نے
فرنگ کے کتنی بار فتح نوش سے اوس لڑکی کو چاہا تھا مگر وہ عورت نیک سیر
اوس کافر کو نہین قبول کرتی تھی اور جو مسافر شہر مین آتا تو باندیونکے ہاتھہ
سے اوسے بلا کر دیکھتی اور نجومیون سے سنتی تھی کہ مین امیر سے یہین ملونگی اُس
امیدواری پر منتظر امیر کے وصال کی تھی جب آوازہ امیر کی بخشش کا سنا تب
کہا ای لونڈیو تم جاؤ اور امیر کی تلاش کرو جب وہ باندیان آئین اور صورت

امیر کی دیکھی تب تو تحقیق سمجھین کہ حمزہ یہی ہی تب اوس لڑکی کو بولین کہ مبارک
ہووے حمزہ تو آیا ہی کیون کہ جو تصویر تو نے لکھوا لی تھی اوسکے موافق ہی تب
وہ لڑکی شاد شاد ہوئی اور شکرانہ خدا تعالیٰ کا بجا لائی پس اونھین دنون مین
فرنگی کا لشکر بھی آیا اور ولایت خراب کرنے کو چاہا تب تمام خلایق قلعہ مین آئی
اور فتح نوش کو کہا کہ فرنگی نے لشکر نامزد اوس ملک پر کیا ہی اور سر لشکر اوسکا
بڑا بیٹا کہ اوسکا نام نشاے فرنگی کہتے ہین پھر روز بروز لشکر بڑھتا اور یہہ خبر لشکر
کے آنے کی امیر کے کان مین پڑی تب امیر نے کہا ای قندز اشقر پر زین کرو
کہ ان فرنگیون کو یہان سے اٹھا دون قندز نے گھوڑے پر زین باندھا اور
آپ ہتھیار باندھے اور امیر کے بھی ہتھیار لایا امیر نے تمام سلاح بدن پر آراستہ
کئے اور اشقر پر سوار ہو کر نزدیک دروازہ کے آئے اور دربانون کو فرمایا کہ
دروازہ کھولو تا مین باہر جاؤن کوتوال نے کہا یہہ مرد دیوانہ ہی کہ باہر جاتا ہے
امیر نے ہر چند کہا لیکن کوتوال نے دروازہ کو نہ کھولا تب قندز نے اوسے ایک
مکی سے مردار کیا اور دروازہ کھول کر امیر کے ساتھہ باہر آیا امیر نے فرمایا
ای بدبخت تو نے کیون اس ضعیف کو مارا قندز نے کہا کہ کیون نہ مارتا کہ یہہ
دروازہ نہین کھولتا تھا بعد یہہ خبر فتح نوش کو ہوئی کہ ایک مرد مسافر ایک
آدمی وحشی ساتھہ لیکر لڑائی کے واسطے باہر جاتا ہے تب فتح نوش آپ آیا اور
امیر سے بہت معذرت کی اور کہا کہ ای جوان تو نے ہمارا کچھہ کھایا پیا نہین
اور لشکر بھی کچھہ تیرے ساتھہ نہین ہی کیون تو مرنے کیواسطے جاتا ہی اگر تو کہیگا
تو ہم بھی تیرے ساتھہ آوینگے اور سارا لشکر بھی منگاوینگے ولیکن ہم یہہ نہین
چاہتے ہین کہ تو باہر نکلے اور مارا جاوے کسواسطے کہ ہم تھوڑے ہین اور
فرنگی بہت ہین امیر نے فرمایا تم کچھہ فکر نکرو اور باہر بھی نہ آؤ مگر قلعہ پر کھڑے ہو کر
تماشا دیکھو اور جب دیکھو کہ وہ پیٹھہ دیکر بھاگنے لگے تب تم لوٹنے کو آؤ اور بھاگتے
لشکر کو مارو اور اونکے گھوڑے لو فتح نوش نے قبول کیا پس امیر اور قندز قلعہ

کے باہر آئے اور یہہ خبر فتح نوش کی بیٹی کو جو عاشق حمزہ کی تھی پہنچی کہ وہ شخص لڑائی کو اکیلا جاتا ہی تب اوسنے اپنے ہاتھہ بدرگاہ قاضی الحاجات واسطے دعا کے اٹھائی اور بہت مال خیرات کیا اور بالاخانہ پر قلعہ کے دروازہ کے تماشا دیکھنے کو آکر کھڑی رہی اور امیر کشور گیر باہر معہ قندز کے آئے جب کہ فرنگیون نے دو سوار دیکھے تو سمجھے کہ یہہ دو سوار صلح کرنے کے لئے آتے ہین جب یہہ نزدیک پہنچے تو قندز نے پکارا کہ ای کافرو تم مین جسے آرزوئے مرگ ہو تو شتابی سے آوے تب نیشا فرنگی ہنسا اور کہا کہ ایک سوار جاؤ اور دیکھو کہ کیا کرتا ہی تب ایک سوار فرنگیون کا آیا اور ہنوز خوب کھڑا نہین رہا تھا قندز نے اوسے ایسا گرز مارا کہ وہ سوار معہ گھوڑے پست ہوا کہ ایک سوار اور بھی آیا قندز نے اوسے بھی مارا تب تو فرنگی حیران ہوئے کہ یہہ کیا بھید ہی اور خرسنہ کے لوگ بہت خوش حال ہوئے اور ہنسنے لگے تب فتح نوش نے کہا ای وزیر یہہ دونو کہان سے آئے ہین اور کون ہین وزیر نے کہا کہ اب تک ہم ان کو کاروانیان جانتے تھے ولیکن کاروانیون سے یہہ مردمی ہونا عجب ہی تب فتح نوش نے کاروانیون کو بلا کر پوچھا کہ یہہ جوان جو تمھارے ساتھہ تھے کون ہین انھون نے کہا کہ ای بادشاہ وہ جوان سعد شامی نامی برادر حمزہ کا ہی اور قندز وحشی اوسکا رفیق ہوا ہی ہم کو راہ مین چورون کے ہاتھہ سے بچا کر یہان تک لایا ہی گویا ہمکو خرید کیا تب فتح نوش نے کہا کہ سوائے انھون کے یہہ کام کون کر سکتا ہی اگر یہہ جوان ایسی دلیری و بہادری نکرے گا تو کون اوسے بھائی حمزہ کا بولیگا یہہ بولکر کہا کہ ہم اب تک اوسے غافل تھے اور کچھہ خدمت نہین کی انشاء اللہ تعالی اگر سلامتی سے جیتا آویگا تو شرط خدمت گاری کا بجالاوینگے تب صاحب کاروان نے کہا کہ تم تماشا دیکھو کہ وہ فتح کرکے پھرتا ہی اور قصہ فولاد گرد کا تمام بیان کیا اس عرصہ مین فرنگی بھی ایک میدان مین آیا اوسے بھی قندز نے دوزخ مین بھیجا صحیح روایت

حضرت عباس سے یون ہی کہ قندر نے چالیس روز تک فرنگیون کو دوزخ مین روانہ کیا تب نیشائے فرنگی کو طاقت نرہی اور گھوڑا میدان مین چلایا قندر نے پکارا کہ ای سعد شامی جلد آؤ کہ یہہ کافر میرے گرز کو زور سے لیویگا تب امیر میدان مین آئے اور ایک نعرہ ایسا مارا کہ سولہ کوس تک زمین و زمان و کوہ و بیابان جنبش مین آئے اور اوس کافر کا ہاتھ لرز کر گرز چھوٹ گیا تو اوسنے تروار امیر پر چلائی امیر نے تروار اوس کی رد کرکے صمصام ایسی ماری کہ اُس کافر کا ہاتھ معہ تروار زمین گر پڑا تب وہ بھاگ گیا تب امیر نعرہ مار کر کافرون پر پڑے اور بہت کافرون کو مردار کیا اور دوزخ مین روانہ کیا اور کافر طاقت نلاکر بھاگتے تھے امیر نے اُنکا پیچھا کیا اور قندر بھی مارنے لگا فتح نوش نے جب وہ حال دیکھا وہین دروازہ قلعہ کا کھولکر معہ لشکر باہر آکر امیر کے ہمراہ کافرون کو مارنے لگا اور تمام لشکر نے مال و متاع کافرون کا لوٹ کر جمع کیا تب دختر نے فتح نوش کی اپنا خزانہ نکالکر فقیرون اور غریبون کو تقسیم کیا پھیر امیر نے چہار کوس تک کافرون کو مار کر فتح کی اور نصرت سے گھر کو پھرے اور فتح نوش نے امیر کے قدمبوس ہوکر سر زمین پر رکھا اور امیر بھی گھوڑے پر سے اُترے اور آگے گئے اور فتح نوش کو گلے لگایا تب فتح نوش نے گھوڑے اور اسباب اور مال و متاع فرنگیون کا امیر کے آگے لایا اُسوقت امیر کشورگیر نے فرمایا کہ مین کیا کرونگا یہہ سب سامان اپنے لشکر کو بانٹ دو تب قندر نے کہا ای سعد سامی اتنا مال کیون برباد کرتا ہی امیر نے کہا تو اگر دم ماریگا تو مار ڈالونگا قندر نے پھر کچھہ نکہا پھر فتح نوش امیر کو شہر مین لیگیا اور اپنے دربار مین لیجاکر کہا کہ ای پہلوان تخت پر بیٹھہ امیر نے فرمایا بھائی میر احمزہ تخت پر نہین بیٹھا مین کیونکر بیٹھون پھر امیر نے ہاتھہ فتح نوش کا پکڑکر تخت پر بٹھایا اور آپ کرسی پر بیٹھے اور حکم مجلس آرائی کا کیا اول خاصہ تناول فرمایا اور پھیر دور شراب کا پھرایا تب ہر ایک شخص شراب پیکر اپنی اپنی جگہہ پر کچھہ کچھہ باتین کرنے

لگے قندز رست ہوا اور اوپر نگاہ کی تو ایک پہلوان کو فتح نوش کے دیکھا کہ اپنے
سے بڑے مرتبہ پر بیٹھا ہی اور نام اوسکا میلان بچہ تھا قندز نے کہا ای روئی
سُست قدم تیری کیا مجال ہے کہ مجھسے تو بلند مرتبہ پر بیٹھا ہی اوسنے کہا تو غلام
ہی تیرے صاحب کو بلند مرتبہ پر بیٹھنا سزاوار ہی قندز اوسکے کہنے پر جوش
مین آیا اور ہاتھ لنبا کرکے اوسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کر پکڑا اور کرسی پر سے اُٹھا
کر زمین پر پچھاڑ کر اوسکے سینہ پر بیٹھا میلان نے تب ہاتھ لنبا کرکے اوسکے
خائے پکڑے تب قندز پکارنے لگا اُسوقت امیر دوڑے اور کہا ای زنگی
اُسکے خائے کیون پکڑے پھر قندز کو میلان نے چھوڑا اور امیر کے طرف پھرا
اور کہا ای سعد شامی اگر مرد ہی تو آ مجھسے پنجہ کر امیر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا
اور کہا کہ زور کر میلان نے ہر چند زور کیا مگر ایک انگلی امیر کی ہلا نہین سکا جب
امیر نے دو انگلیون سے زور کیا تب میلان پکارنے لگا امیر ہنسے اور ہاتھ
اوسکا چھوڑ دیا پھر اپنی کرسی پر بیٹھے القصہ جب امیر چندروز فتح نوش کے
ساتھ جشن مین رہے تب ایک روز فتح نوش نے اپنے وزیر کو بلایا اور کہا کہ
اگر یہہ شخص کسی طرح سے میرا داماد ہوگا تو خوب ہوویگا لیکن پہلے یہہ بات لڑکی کے
پاس جاؤ اور بولو کہ ایک جوان حمزہ کے بھائیون مین سے آیا ہی اگر تو اوسکو
قبول کریگی تو تیرا نکاح اوسکے ساتھ کر دینگے تب وزیر بادشاہ کے حکم سے
اوسکے بیٹی کے پاس گیا اور کہا اوسنے امیر کا نام سنتے ہی قبول کیا وہین شادی
کی بنیاد ڈالی اور جشن مین بیٹھے اور تمام شہر کو آراستہ کیا تب نیک ساعت
اور مبارک گھڑی مین شادی شروع کی جب روز نکاح کا آیا اُسوقت
امیر نے عمر بن عمیہ کو بہت یاد کیا اور کہا کہ نکاح میرا اور سب یارون کا عمر
بن عمیہ پڑھاتا ہی لیکن اب اوسے کہان سے لاؤن یہہ تو ادھر یہہ کہتے
تھے اور اُدھر عمر بن عمیہ بھی عرب کے لشکر مین سے باہر آکر امیر کو ڈھونڈھتے
تھے یہانتک کہ قندز کے شہر مین پہنچے اور پوچھا کہ یہان حمزہ آیا تھا وہان کے

لوگون

لوگون نے کہا کہ حمزہ تو نہین آیا ولیکن بھائی حمزہ کا جو اپنے تئین سعد شامی کہلاتا
ہی سو وہ تبذر کو ساتھہ لیکر خرسنہ کو گیا ہی وہین عمر بن عمیہ نے شہر خرسنہ
کی راہ لی اور وہ راہ طے پے کرکے بعد تھوڑے عرصہ کے فتح نوش کے دربار
مین آیا دربانون نے جب عمر بن عمیہ کو دیکھا تو ہنستے ہنستے بیہوش ہوئے اور
کہا کہ ای مرد عجیب تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی عمر بن عمیہ نے کہا کہ تمھارے
شہر مین کیا ہی جو آئینہ بندی کرکے زینت کی ہی تب وہ بولے کہ بھائی
حمزہ کا یہان آیا ہی سو بادشاہ نے اپنی بیٹی اوسے دی ہی سو آج اُسکا
نکاح ہی تب عمر بن عمیہ نے کہا کہ جاؤ اور فتح نوش کو کہو کہ مین سعد شامی کا
صاحب ہون اور تمنے اوسے دامادی مین قبول کیا اور وہ میرا غلام ہی
کہ بھاگ کر یہان آیا ہی اوّل مال مجھے دو اور پھر بیٹی اوسے دو تب تو دربان
دوڑے اور آگے بادشاہ کے آئے اور کہا کہ ای بادشاہ ایک عجائب
مرد آیا ہی رنگ کالا تیر اگز کا قد رکھتا ہی اور ٹوپی نمدی پانچ گز کی پہنی ہی
اور اُس ٹوپی کے اوپر لومڑی کے دم کا طرہ لگایا ہی کہ ہمیشہ وہ دم ہلتی
اور قبائے نمدی تن مین پہنی ہی اور زنبیل و توبڑہ گلے مین ڈالا ہی اور
ٹوٹی سی کمان شانے پر لٹکائی ہی اور سپر کاغذ کی پشت کے اوپر ڈالی
ہی اور کتنے تیر بے پر و بے پیکان کمر مین باندھے ہین ایک چھری اٹھارہ من
کی کمر مین باندھی ہی اور وہ چھڑی بارہ من کی ہاتھہ مین لی ہی اور کہتا ہی
کہ مین سعد شامی کا صاحب ہون امیر نے جب یہہ باتین سنین شتابی دربانو
سے آگے باہر آئے اور عمر بن عمیہ کو لیکر اندر گئے تب وہان کے لوگ دیکھتے
ہی عمر کو ہنستے ہنستے بیہوش اور حیران ہوئے اور آپس مین کہنے لگے
کہ یہہ کوئی عجائب آدمی ہی تب امیر نے عمر کو اپنے نزدیک بٹھایا آخر فتح نوش کو
طاقت نرہی تو پوچھا کہ یہہ کون ہی امیر نے کہا یہہ مسخرہ نوشیروان کا ہی میری خبر
یہان سنکر ملنے کیواسطے آیا ہی عمر نے کچھہ نہین کہا جب وقت نکاح کا ہوا تب امیر نے

کہاکہ ای مسخرہ جا اور ایک مرد دانشمند کو پیدا کرکے لا جو دین و ملت ابراہیم پر
نکاح باندھے عمر وہان سے ایک کونے مین گئے اور اپنا لباس چھپایا اور ایک
جھبہ پہنکر کہ جسکی آستین مین ایک بچہ اونٹ کا چھپ رہے اور پگڑی گنبد کی مانند باندھی
اور ڈاڑھی سفید لگائی تاکہ وہ ناف تک پڑی اور عصا ہاتھہ مین لیکر لنگڑاتے ہوئے
آئے امیر اونکو دیکھکر اوٹھے اور تمام حاضران مجلس بھی اوٹھے اور تعظیم و تکریم سے
بٹھایا اور وہان کے لوگ آپسمین کہنے لگے کہ ہرگز ایسا شخص تو ہمارے شہر مین
نہین پھر یہہ کہان سے پیدا ہوا ہی امیر نے اپنے مرتبہ سے دانشمند کو بلند مرتبہ پر بٹھایا بعد
از فتح نوش ہزار درم لایا عمر نے کہا یہہ ہرگز مین نلونگا اگر پانچ ہزار درم دیگا تو نکاح
پڑھاؤنگا تب قندر نے کہا ای بڈھے ہزار درم تیرے کام نہ آوین تو مجھے دے
عمر بن عمیہ نے اسوقت ہزار درم کو اٹھاکر قندر کو ایسا پھینک مارا کہ قندر پکارنے
لگا اور ساری مجلس ہنسی تب قندر نے شرمندہ ہوکر کہا ای بڈھے صبر کر تا دربار
سے باہر آئے پیچھے تجھے چاشنی چکھاؤنگا تب فتح نوش نے کہا ای سعد شامی
یہہ کہان سے پیدا ہوا ہی امیر نے کہا کہ غیب کے مردوالونسے ہی تب قندر نے
کہاکہ وہ مسخرہ کہان گیا ہی کہ مین اوسسے سمجھونگا کہ اس مجاور کو نکاح پڑھنے کو
کیون لایا تب عمر بن عمیہ نے باہر جاکر لباس کو دور کیا اور دربار مین کودے اور
قندر کے سر پر سر رکھکر پاؤن اوپر کیئے اور ایسا ناچا کہ تمام مجلس ہنستی ہنستی
بے ہوش ہوئی فتح نوش عمر کے کام دیکھکر بہت تعریف کرنے لگا اور اوسکے امیرون
نے کہاکہ یہہ مرد عجب نادر ہماری مجلس مین آیا ہی پھر پیالے شراب کے پھرنے لگے
تب عمر نے ہاتھہ رباب پر لیجاکر ایسا بجایا کہ ساری مجلس مین واہ واہ ہوئی پھر پیالہ
پھرنے لگا تب عمر مجلس مین ناچنے لگے اور دیکھنے والون نے حیران ہوکر جامے
اور پگڑیان عمر کو دے ڈالین تب قندر نے کہا ای سعد شامی یہہ مسخرہ آدمی نہین
ہی کس واسطے کہ آدمی ایسا گانا بجانا کہان سے جانتا ہی پھر کتنے روز بدستور
عیش مین گذرے تب امیر نے عمر کو فرمایا کہ تو لشکر کو جا مین بھی کتنے ایک روز مین

آتا ہون تب عمر امیر کشور گیر سے وداع ہوئے اور امیر یہان رابعہ پلاس پوش سے عیش مین تھے پھر خدا کی قدرت کاملہ سے رابعہ حاملہ ہوئین تب امیر نے فرمایا کہ ای رابعہ جب تمھارے تئین فرزند تولد ہوگا تو مین دیکھکر جاؤنگا رابعہ بولی کہ ای امیر البتہ اللہ تعالی فرزند روزی کرے گا کسواسطے کہ بہت مدت سے مین منتظر خدا کی عنایت کی تھی اور تمھارے فراق سے پلاس پہنتی تھی اس صبر کی عوض خدائے تعالے فرزند مرحمت فرماوے گا واللہ اعلم بالصواب

داستان چھپنوین

جب امیر رابعہ سے عیش مین تھے اور فتح نوش کا ایک بھائی نزدیک خرسنہ کے کسی شہر مین رہتا تھا اور رابعہ کو اپنے فرزند سے شادی کرنا چاہتا تھا رابعہ ناقبول تھی جب اوسنے سُنا کہ ایک مسافر نے آکر کہا کہ مین حمزہ کا بھائی ہون اوسکے کہنے پر رابعہ سے شادی کردی ہی فتح نوش کو خط لکھا کہ میرے کو بڑی آرزو ہی کہ آپ کے داماد کو دیکھون جو مہربانی کرکے اونکو ادھر روانہ فرماوینگے تو عین سرفرازی ہی جب فتح نوش کو بھائی کا خط آیا تو امیر سے کہا امیر نے قبول فرمایا اور قندز کو ہمراہ لیکر گئے اوسنے استقبال کو آکر ہزار تعظیم سے امیر کو دربار مین لیجا کر بڑی عزت سے بٹھایا اور اوس شہر کے نزدیک ایک اژدہا رہتا تھا برس دن مین ایک بار غار سے سر اٹھاتا تھا پس وہی روز اوسکے سر اُٹھانیکا تھا مگر حقیقت اوسکی یہہ ہی کہ جب دم فرو کھینچتا تو سات کوس تک آگ لگتی تھی اور اُس درمیان کے چرندے پرندے آدمی جھاڑ وغیرہ اوسکے منہہ مین جا پڑتے تھے اوس روز شہر مین شور پڑا امیر نے اُن سے پوچھا کہ یہہ کیا آواز ہی اُنھون نے حقیقت اژدہیکی بیان کی امیر نے فرمایا مین اتنے روزون سے خرسنہ مین تھا مجھکو خبر کیون نہین کئے ہین یہہ کہکر اسیوقت معہ قندز ادھر چلے اور برادر فتح نوش کا تماشے کے لئے باہر نکلا جب امیر نے دیکھا کہ اژدہا دم کھینچتا ہی تب قندز کے حوالے

اشقر کو کیا اور آپ تروار نکال کر او سپر چلے جب نزدیک پہنچے تو تروار سے ایسا
مارا کہ اژدہا برابر کمر تک دو ٹکڑے ہوا اور دھوان اتنا ہوا کہ امیر کو کچھ معلوم نہوتا تھا
جب ہوا چلی پھر دھوان موقوف ہوا تب امیر سلامتی سے باہر آئے اور جس جگہہ
عالم کھڑا تھا وہان آئے اور اژدہے کی مرنے کی حقیقت سُنائی بھائی فتح نوش
کا اور تمام خلق اللہ اژدہے کے نزدیک آئے اور موافق فرمانے امیر کے دیکھکر
متعجب ہوئے تب فتح نوش کو یہہ حقیقت بھائی نے لکھی تب فتح نوش نے نقارے
شادیانیکے بجائے امیر چند روز وہان رہے اور پھر خرسنہ تشریف لائے اور عیش
مین رہتے تھے بعد ایام معہود کے رابعہ کو فرزند ارجمند خورشید چہرہ ماہ پارہ تولد
ہوا امیر نے فرزند کا نام علم شاہ رومی رکھا اور فرزند کے دیدار فرحت آثار سے مسرور
ہوئے اور جشن کرواسے فتح نوش خزانہ کھولکر غربا کو تقسیم کرنے لگا بعد چالیس روز
کے امیر نے فتح نوش کو فرمایا کہ مین جاتا ہون کیونکہ کافر بہت جمع ہوئے ہین اور یار
میرے نہایت پراگندہ خاطر ہونگے جب کہ خدا کے فضل سے فرزند جوان ہووے
تو حمزہ کے لشکر کو روانہ کرنا بعد فتح نوش نے بصد پابوس عرض کی کہ اب سچ
فرماؤ حمزہ آپ ہی ہین یا نہین تب امیر نے اقرار کیا کہ مین ہی حمزہ ہون تب فتح نوش
بہت خوش ہوا اور قندز تو مارے خوشی کے ناچنے لگا اور کہا کہ سوائے حمزہ کے دوسرے
کا کیا مقدور رہی جو مجھے باندھے رابعہ نے جو یہہ سُنا شکر الحق سبحانہ تعالی کا ادا کرنے
لگی اور شادیانے بجانے کو فرمایا تب امیر رابعہ کو وداع کرکے معہ قندز روانہ
ہوئے اور منزل و مراحل طے کرنے لگے اور لشکر مین امیر کے ہر روز نقارے
لڑائی کے بجتے اور یاران امیر ہر روز الجو اور عادیان سے جنگ کرتے تھے القصہ
ایک روز دونو لشکر مقابلے مین کھڑے تھے ویسے مین ایک گرد نمودار ہوئی تب
سب کے سب متوجہ طرف اُس گرد کے ہوئے جب بغور دیکھا تو حمزہ معہ قندز
آتے ہین سارا لشکر عرب کا دوڑ کر امیر کے قدمون پر پڑا اور امیر نے بھی ہر ایک
کو گلے لگایا اور علم اژدہا پیکر کے نیچے آکر کھڑے رہے تب الجو شصت گزی میدان

مین

مین آیا اور امیر کے حکم سے قنذر بھی میدان مین آیا تب الجو نے بدستور جست مار کر
اترتے وقت دو لاتین اور ایک زخم چھری کا مارا قنذر اُسکے درد سے مانند بسمل
کے تڑپا اور بہت سا چاہا کہ اوسکو پکڑے لیکن نہین ہوسکا پھر تا شام دونو بدستور
جنگ کرتے رہے بعد مغرب ہونے کے دونو لشکر اپنے اپنے مقامونپر اترے دوسرے
روز پھر دونو لشکر میدان مین آکر کھڑے رہے تب الجو میدان مین آکر پکارا کہ ای
حمزہ اگر مرد ہی تو تو میدان مین آ تب امیر کشور گیر جہان ستان ہتھیار باندھ کر اشقر
دیوزاد پر سوار ہو کر میدان مین آئے الجو اپنی قدیم عادت کے موافق اڑا اور دو لاتین
امیر کو مارین امیر نے کچھ نہ کہا بلکہ فرمایا کہ دو حملہ اور بھی کر پھر دوسری بار الجو اڑا پھرتے
وقت دو لاتین دوسری مارین پھر تیسرے مرتبہ الجو نے بدستور سابق اڑ کر
اترتے وقت لاتین امیر کو مارین تب امیر کو غصہ آیا اور اوسکے پاؤن پکڑ کر ایسا
پھرایا کہ الجو بیہوش ہوا پھر امیر نے اُسے زمین پر دے مارا وہین عمر بن عمیہ نے دوڑ
کر باندھا اور لشکر مین لانے کیواسطے اُٹھانے لگے الجو زنہار نہ اٹھا تب عمر نے کہا
کہ ای الجو اُٹھہ نہین تو آپہی دوڑا جاویگا الجو نے کہا دیکھون مجھے کون لیجاتا ہے
تب عمر نے توبرہ مین سے سوا نکالکر اوسکے چوتڑون مین چبھویا تب وہ اُٹھکر بھاگنے
لگا اور تمام لشکر ہنسنے لگا اور دونو لشکر مین شور قہقہہ کا ہوا پھر دونو لشکر اپنے اپنے
مقام پر اُترے اور شب کو آرام کیا امیر کشور گیر نے حکم کیا کہ مجلس آراستہ کرو اور
کرسی پہلوانی پر بیٹھے تب الجو کو بلوا کر فرمایا کہ ای الجو مین نے تجھے کیونکر باندھا اوسنے
کہا کہ جیسا انصاف تھا ویسا باندھا تب امیر نے فرمایا کہ بول خدا ایک ہی اور دین
حضرت ابراہیم کا برحق ہی تب الجو اپنے صدق دل سے مسلمان ہوا تب امیر نے
اوسکے بند دور کیئے اور خلعت مرحمت فرمایا اور عمر نے حلقۂ زرین نشان غلامی اُسکے
کان مین ڈالا اور الجو نے عیاران عمر سے کہا کہ میرے لشکر کو بلالاؤ تب وہ عیار جا
کر اوسکے لشکر کو لائے وہ آتے وقت بہت کافرون کو مار کر آئے اور امیر جہانگیر
کشورستان عیش مین رہنے لگے واللہ اعلم بالصواب

داستان ستاونوین

جب امیر کشور گیر جہان ستان الجو کو مسلمان کرکے فارغ ہوئے تب چند روز عیش مین رہے ایک روز خوجے خبر لائے کہ آپ کے یہان فرزند ارجمند تولد ہوا تب امیر نے نوبت خوشی کی بجانے کو فرمایا اور جشن کیا اور بی بی نے امیر کی اپنے فرزند ارجمند کے گلے مین ہنسلی ایک من سونے کی بنا کر ڈالی اور نام اوسکا سعد طوقی رکھا اور پرورش مین اُس بچے کے بہت کوشش اور سعی کرتی تھی ایک روز امیر کشور گیر معہ لشکر میدان مین آئے اور کافر بھی اپنا لشکر لیکر میدان مین آئے اور صفین آراستہ کین اور کافرون سے ایک عادی میدان مین آیا اور امیر کے حکم سے استقفانوش پہلوان میدان مین گیا اور عادی سے لڑنے لگا اتنے مین گرد جنگل سے پیدا ہوئی اور ایک لشکر نمودار ہوا جاسوس دونو طرف کے دوڑے جو پوچھین کہ یہہ لشکر کسکا ہی اور سرلشکر کون ہی کسی نے کہا یہہ لشکر روم کے شاہزادہ کا ہی اور حمزہ سے لڑنے کو آیا ہی تب وہ شاہزادہ معہ لشکر درمیان دونو لشکرون کے آکر کھڑا رہا تو سب نے دیکھا کہ چالیس ہاتھی جن کے بھسونڈے رنگے ہوئے اور مکلل بجواہر دانتون پر اُنکے چڑھے ہوئے مستک پر زربفت کی سریان پڑی تھین زردوزی جھولین کلابتو ڈوریون سے کسی ہوئین اور فیلبانونکے ہاتھون مین سونے روپے کی گجباگین اور دو دو جوان ایک ایک نشان لئے ہوئے بیٹھے تھے اور فوج تمام مسلح و مکمل دیکھکر لشکر کفار دنگ ہوگیا اس عرصہ مین شہزادے نے آن کر نوشیروان کو کہا کہ کسی پہلوان کو بھیج تب وہان سے ایک عادی نوشیروان کے حکم سے آیا اور گرز گران چلایا شاہزادہ نے گرز اُسکا ہاتھ سے پکڑ لیکر دوسرے طرف سے عادی کی کمربند مین ہاتھ ڈالکر پکڑکر اٹھا کر ایسا مارا کہ کوئی ہڈی اوسکی ثابت نرہی تب دوسرا عادی بھی آکر بدستور مردار ہوا القصہ راوی نے لکھا ہی کہ سات عادی اُس وقت آئے اور سب نے راہ جہنم کی لی تب اوس شاہزادہ نے عرب کے لشکر

کے طرف متوجہ ہوکر کہا ای حمزہ کوئی اپنے لشکر کا پہلوان بھیج تب امیر کے
حکم سے فرہاد بن لندھور میدان مین آیا شاہزادہ نے اُسے ایسا گرز مارا کہ فرہاد بن لندھور لرزا
اور ہاتھی اُسکے نیچے مرگیا تب فرہاد نے زمین پر گر کر چاہا کہ شاہزادہ کا گھوڑا پچ کرے فی الحال
شہزادے نے اتر کر گھوڑا پشت کے پیچھے کر لیا تب فرہاد نے دوسرا ہاتھی منگایا اور
سوار ہوا اور شاہزادے نے دوڑ کر تنگ ہاتھی کا پکڑ کر اٹھایا اور اوندھا مارا تب
تو لشکر حمزہ مین شور محشر برپا ہوا لیکن فرہاد سلامت رہا تب شاہزادہ نے کہا ای
فرہاد اب تو جا اور دوسرے کو بھیج تب فرہاد آیا تب لندھور نے غصہ سے شرنگ
گھوڑے کو میدان مین چلایا وہین شاہزادہ نے دوڑ کر لندھور کا کمربند پکڑ کر
لندھور کو اٹھا کر زمین پر پٹک کہا اب تو جا اور عمر معدی کو بھیجدے تب لندھور نے
آکر امیر سے کہا کہ وہ شاہزادہ عمر معدی کو بلاتا ہی جب عمر معدی حکم سے امیر کے میدان
مین آیا تب اوسے بھی شاہزادہ نے زمین پر دے مارا اور کہا کہ تو بھی جا اور سعد
بن عمر بن حمزہ کو بھیج عمر معدی نے آکر امیر جہانگیر سے عرض کیا امیر نے فرمایا کہ
وہ بادشاہ لشکر کا ہی وہ کیونکر جنگ کریگا یہہ خبر سعد بن عمر بن حمزہ کو پہنچی تب ہر چند
امیر نے اوسے منع کیا اوسنے امیر کا کہنا نہ سُنا اور میدان مین آیا اور دونو شہزادون
نے اتنا زور کیا کہ دونو گھوڑون نے زانو زمین پر لگائے تب رستم پیل تن نے
ہاتھ کمر سے چھوڑ کر فرمایا کہ تو جا اور حمزہ کو بھیج سعد بن عمر آیا اور حمزہ کو بولا کہ ای دادا
جان وہ پہلوان تم کو بلاتا ہی تب امیر آپ میدان مین آئے شہزادہ نے امیر کو
دیکھکر گھوڑا دوڑایا اور ہاتھ دوال کمر مین ڈال کر اتنا زور کیا کہ دونو گھوڑے
چلائے اور زانو کو زمین پر لگایا تب امیر نے نعرہ اللہ اکبر کا کیا اور رستم پیل تن کو
اٹھایا اور پھر اکر زمین پر ڈال کر ذبح کرنا چاہا تب رستم پیل تن بولے کہ ای حمزہ
مین تیرا فرزند ہون اگر ماریگا تو پچھتاویگا جیسا کہ وہ سپاہی باز کو مار کر پچھتایا تھا تب
امیر نے فرزند ارجمند کو گلے لگایا اور پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے وہ بولا کہ علم شاہ رومی
کہتے ہین تب امیر کشورگیر نے فرزند کو خطاب رستمی کا مرحمت فرمایا اور کہا کہ

تمنے آکر بے ادبی کسواسطے کی تب رستم پیل تن نے کہا مین سنتا ہون کہ جو فرزند آپکا یا یارون مین سے جو کوئی آگتا ہی سو زور آزمائی کرتا ہی اُس واسطے مین بھی نشان مردی و پہلوانی کا ظاہر کیا غرض جب امیر نے فرمایا کہ نوبت خوشی کی بجاوین اور سب لوگ جشن کرین القصہ وہ شب تمام خوشی سے گذری جب صبح ہوئی دونو لشکر میدان مین آئے اور ایک عادی بھی سوار ہوکر میدان مین آیا تب ادھر سے رستم پیل تن فیل زور... بھی والد ماجد کا حکم لیکر میدان مین آیا جب عادی نے حملہ کیا تب علم شاہ نے ضرب اوسکی رد کی اور تروار سے اُس عادیکو مانند ککڑی کے کاٹا اور دو ٹکڑے کئے اور پھر گھوڑیکو ڈپٹ کر کافرون کے لشکر مین پڑکر مارنا شروع کیا جب امیر نے وہ حال دیکھا تب یارون کو فرمایا کہ تم ہمراہ رستم کے جاؤ تب لشکر عرب کا عجم کے لشکر مین پڑا اور یہان تک لڑے کہ کافرون کو طاقت لڑنے کی نرہی آخر بھاگنے لگے اور عربون نے چار کوس تک دنبالہ کافرون کا کرکے فتح و نصرت سے رستم پیل تن معہ لشکر آکر والد کے حضور مین آداب بجالائے امیر نے فرزند کو گلے لگایا تمام شب جشن مین رہے اور نوشیروان بھاگ کر قیمار خاور کیے گھر مین گیا تب وہان کا بادشاہ معہ لشکر باہر آیا اور آکر استقبال بادشاہ کا کرکے لیجاکر تخت پر بٹھایا اور بولا کہ اب تو بے فکر رہنا اگر کبھی حمزہ یہان آیا تو جان سے مارا جاویگا واللہ اعلم بالصواب

داستان اٹھاونوین

جب امیر جشن سے فارغ ہوے اور نوشیروان خاور شاہ کی پناہ لیکر منتظر آمد امیر کا رہا تب امیر نے دوسرے روز کوچ کیا اور منزل و مراحل طے کرکے سرحد خاور کی مین پہنچے اور عباس کو فرمایا کہ خاور شاہ کو نامہ رقم کرو تب حضرت عباس نے خط فیض نمط اس مضمون ہدایت مشحون کا لکھے اول حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ کی لکھکر یہہ لکھا طرف سے شاہ مردان و میر مردان حمزہ بن عبدالمطلب کے خاور کے بادشاہ کو معلوم ہووے کہ نوشیروان میرا دشمن جانی ہی اور کتنے مرتبہ مین نے

اوسکا گناہ بخشا ہی اور وہ اپنے اقرار سے مبدل ہوا ہی اور میرے حق مین
دشمنی کرتا ہی اب وہ تیرے نزدیک آیا ہی اگر تو بھلا چاہتا ہی تو یہہ خط دیکھتے
ہی اوسکو باندہ کر اور تو خراج اپنے ملک کا لیکر حاضر حضور ہو ہدایت معمور ہو تو امن
دیکر تجھکو مسلمان کرکے بڑے مرتبہ سے سرفراز کرونگا اور اگر اس حکم سے سرتابی
یا گردن پیچی کی تو اسطرح سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر
گریہ و زاری کرینگے جب یہہ نامہ رقم ہو چکا عمر کو دیا پس عمر لیکر قیمار خاور کے
دربار مین آئے اور خط اوسکو دیا قیمار نے خط لیکر عمر کو سر سے پاؤن تک دیکھا اور
خط پڑھ کر ٹکڑے کیا اور کہا کہ پکڑو اس چور کو غلامون نے قصد عمر کا کیا تب عمر نے
بھی خنجر عیاری سے اونکو مارنا شروع کیا بہتون کو مارا اور پھر جست مار کر باہر
چلا گیا اور وہان سے امیر کے حضور مین آکر قصہ گذشتہ مفصل عرض کیا جب دوسرا
روز ہوا تو سہ پہر کو دربار مین قیمار نے طبل جنگ کا بجوا کر میدان آراستہ کرنیکو
حکم کیا یہہ خبر سنکر جاسوسان لشکر اسلام نے امیر کو خبر پہنچائی امیر نے فرمایا کہ ہمارے
نقارخانے سلیمانی مین کہدو کہ بتکیۂ فضل ایزدی طبل جنگی بجاوین امیر کے حکم سے
طبل جنگی بجا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی جتنے اچھے بہادر تھے اونھون نے خزانہ لٹایا
اور خاصی پوشاکین پہنی اور نفیس کھانے پکوا کر کھائے اور کھلائے اور ناچ رنگ
مین تمام رات مشغول رہے اور تلوارون کو سنگ چٹایا اور تیرون کو لیس کیا
اور نیزون کو تکاوردی اور صبح ہوتے ہی دونو لشکر میدان مین آئے بیلدارون
نے جھاڑ بوٹی صاف کرکے میدان ہموار کیا اور سقون نے آب پاشی کی تب
میمنہ اور میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ یمین و یسار اگلا ہراول پچھلا
چنڈول چودہ صفین آراستہ کین میدان پاک کیا تب نقیب پکارے کہ اے
رباعی
مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید روز جنگست جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد ❊ بشکم گاو پشت ماہی را ❊ بسر نیزہ رنگ
باید کرد ❊ دونو طرف کے جاسوسون نے جاکر عرض کیا کہ امیدوار قدوم میمنت

لزوم کے ہین تب تاجدار محل کا پردہ چرخیون پر کھینچا امیر نے تمام سلاح اپنے
بدن پر آراستہ کر کے اشقر دیوزاد کو طلب فرمایا اور بادشاہ نے تاج شاہی
برسر و چار قبا شاہنشاہی در بر موتی مرصع کٹار ناف کے آگے سپر کا گردہ پشت
کے پیچھے کر کے تخت ہوادار پر سوار ہو کر سب دست راستی و دست چپ ونکا مجرا لیتے
ہوئے کسی سے دست بسر اور کسی سے دست بسینہ اور کسیکا آنکھ کے اشارہ سے آکر
قلب لشکر مین استادہ ہوئے اور حمزہ جلدی سے اشقر پر سوار ہو کر مجرا لیتے
ہوئے آکر چالیس قدم سرداریکا بڑھ کر کھڑے رہے تب قیمار خاوری کی
ایک بہن پہلوان نشان بلند شان تھی وہ میدان مین آئی اور پکاری کہ ای
خداپرستان و زبرستان از میان شما ہر کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد بیاید
بمیدان مردان کہ ارادۂ دست و پا آوری دارم حمزہ نے یہہ سنکر دست راست
و دست چپ دیکھا وہین شیر باربک شیروانی نے مجرا کیا اور کہا یا امیر اجازت
میدان دو غرض امیر کے حکم سے وہ پہلوان میدان مین آیا اور بمقابلہ خورشید
خاوریکے کھڑا رہا تب خورشید خاوری نے کہا **فرد** بیا تا چہ داری زمردی
نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران ؛ تب شیر باربک شیروانی نے کہا کہ ہم
حریف پر پیشدستی نہین کرتے ہین تب خورشید خاوری نے نیزہ اٹھایا اور
سینۂ بے کینہ انکل کر مارا اُس پہلوان نے نیزہ اوسکا رد کیا لیکن گھوڑے کی
گردن مین ایسا لگا کہ گھوڑا اوسکا مر گیا تب شیر باربک شیروانی زمین پر گر پڑا
تب خورشید نے دوبارہ اوسکو نیزہ مار کر زخمی کیا تب عمر.... دوڑ کر زخمی کو اپنے لشکر
مین لائے پھر تو شاہ کاؤس کو طاقت ضبط نرہی وہین میدان کی اجازت لیکر
آیا خورشید نے اوسے بھی زخمی کیا تب رستم پیلتن و پیلزور میدان مین آئے اور خورشید
خاوری نے وہی نیزہ اونپر بھی چلایا امیر زادہ نے نیزہ اوسکا چھین لیکر اور پھر
اوسیکو پھرا کر ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑی تب رستم پیلتن اوسکے سینے پر بیٹھا اور
پستان نرم دیکھکر معلوم کیا کہ یہہ عورت ہی تب گو دمین اوسے لیکر امیر کے نزدیک لا کر

چھوڑ دیا امیر نے فرمایا ای عورت تو کون ہی اوسنے کہا مین بہن قیمار خاوریکی ہون
نام میرا خورشید خاوری ہی تب امیر نے فرمایا کہ اسے محل مین رستم پیلتن کے والدہ کے پاس
بھیجو اور سپرد کرو القصہ رستم پیلتن و پیل کن پھر میدان مین آئے اور بولے کہ ای
کافرو تم عجب بے شرم ہو کہ عورتونکو میدان مین لڑنے کو بھیجتے ہو اور تم کھڑے رہ کر
تماشا دیکھتے ہو اگر تم مین کوئی مرد ہی تو میدان مین آدے تب تہمتن خاوری باپ
قیمار کا میدانمین آیا اور گرز نکالکر کہا ای عرب زادے تو میری دختر کو آسانی سے لیگیا
اب کہان جاویگا یہہ کہکر گرز علم شاہ پر چلایا تب علم شاہ نے اوسکا ہاتھہ معہ گرز پکڑلیا اور
ایک مکی اسکی گردنمین ایسی ماری کہ وہ کافر زمین پر گر پڑا تب عمر بن عمیہ نے اوسے
دوڑکر باندھا اور لشکر مین لائے تب ہومان خاوری قیمار کا چھوٹا بھائی میدانمین آیا
رستم پیل زور نے اوسے بھی باندھا تب قیمار نے کہا کہ حمزہ نے خوب فرزند رکھا ہی
کہ اوسنے اسوقت مین تین پہلوان باندھے اگر مین اسے باندھون تو عالم یہہ بولینگے
کہ رستم پیل زور ماندہ تھا اس سبب سے قیمار نے اوسے آج باندھا پس آج اونکو اترنے
دیا اور صبح کو پھر لڑنا شروع کرنا غرض اس روز دونو لشکر اترے اور امیر نے نقارے
خوشی کے بجوا کر اپنی بارگاہ مین کرسی پہلوانی پر بیٹھکر ان تینون قیدیون کو بلایا اور
فرمایا کہ میرے فرزند نے تمکو کیونکر باندھا وے بولے کہ جیسا مرد مردونکو باندھتے ہین
ویسا ہمکو شاہزادہ عالمگیر نے باندھا امیر نے فرمایا کہ اب تم مسلمان ہو تب تہمتن نے
کہا یا امیر ابھی ہمکو معاف رکھو جب تک کہ آپ قیمار کو پکڑوگے تب ہم بھی حلقہ بگوش
ہوجاوینگے تب امیر نے انکو قید مین امانت رکھا اور خورشید خاوریکو کہلا بھیجا کہ مین اپنے
فرزند سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہون تجھے قبول ہی یا نہین اوسنے عرض کی کہ ای
جہانگیر اس باندیکو بجان و دل قبول ہی کیونکہ اگر تمام دنیا مین ڈھونڈھون گی تو
بھی مجھے ایسا بہادر دولہا و شوہر نہ ملیگا میرے زہے طالع پھر ساعت سعید مین امیر کشورگیر
نے علم شاہ رومی بخطاب رستم پیلتن و رستم پیل کن کا عقد کروایا اور جشن و عشرت سے و خوشی
و خورمی سے تمام شب گذاری جب صبح ہوئی تب دونون لشکرون سے نقارہ ہائے جنگی کی

آواز آنے لگی اور مردان دلاور مستعد ہوئے تب قیمار خاوری میدان مین آٹھ سومن کا گرز لیکر آیا اور رستم پیلتن حکم سے اپنے والد بزرگوار کے میدانمین آئے تب قیمار نے کہا ای عرب زادے اب تو میرے ہاتھ سے جان کہان لیجاویگا یہہ کہکر گرز امیرزادہ پر چلایا اور ایسا مارا کہ آواز اوس گرز کی دونو لشکرون مین پہنچی اور امیرزادیکے گھوڑے کی پیٹھ پھٹ گئی تب امیرزادہ نے بھی پیادہ ہو کر قیمار کے گھوڑیکے پاؤن قلم کئے پھر دونو کے عیارون نے گھوڑے لشکرمین سے لاکر حاضر کئے پھر یہہ دونو سوار ہوئے اور رستم پیلتن نے گرز ہزار منکا اٹھاکر مارا ایسا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو سرمہ سا ہو جاتا ولیکن قیمار کو کچھ ضرر نہوا اور پکار کر ہنسا اور کہا کہ ای امیرزادے اسی قوت و زور پر میرے مقابلہ کو آیا ہی پس پھر جا نہین تو مارا جاویگا تو جا اور حمزہ کو بھیجدے مین نے اسے سنا ہی کہ وہ پہلوانی جہانکا دعوے رکھتا ہی تب امیرزادہ نے اوسے کہا کہ ہنوز تو میرے سے بر نہین آیا ہی اور میرے باپکو بلاتا ہی پھر گرز در گرز اتنا لڑے کہ آفتاب درمیان آسمانکے چھپ گیا اور قیمار ہاتھ تروار پر لے گیا امیرزادہ نے بھی تروار میانسے نکالی اور آپس مین اتنا لڑے کہ تروارین مانند آرے کے ہوئین پھر ہاتھ نیزون پر لیگئے اور نیزہ بھی مثال خلال فراشان کے ہوئے تب کمند و تیر ہاتھ دوڑائے اور دوال کمر پکڑے آخرکار شام تک لڑا کئے ولیکن نہ اسے فتح ہوئی نہ اسے ظفر پھر دونو الگ ہٹ کر اپنے اپنے لشکر مین اترے تب امیر نے کہا ای علمشاہ قیمار کو کیسا پایا علمشاہ نے کہا یا امیر بعد آپکے اگر مرد دنیا مین ہی تو قیمار خاوری ہی القصہ وہ ساری رات عیش مین رہے جب فجر ہوئی دونو لشکر میدانمین حاضر ہوئے اور قیمار خاوری بھی میدانمین آیا اور پکارا کہ کون پہلوان ہی جو میدانمین آوے تب لندھور نے شرط خدمت کی بجا لاکر رضا میدانکی مانگی امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا پر سونپا وہین لندھور شبرنگ پر بیٹھا اور میدانمین جاکر مقابل قیمار کے گھوڑا دوڑایا تب قیمار نے کہا ای دراز قد کے تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اوسنے کہا مجھے لندھور بن سعدان کہتے ہین قیمار نے کہا کہ آوازہ تیرے نام کا بہت سنتا ہون لیکن تیری لڑائی نہین دیکھی ہی لندھور نے کہا کہ حملہ لا قیمار نے کہا تو حملہ کر کہ تجھے

آرزو نرہے تب لندھور نے کہا کہ امیرزادہ نے پہلے حملہ کیا تھا جو مین کرون تب
قیمار ہاتھ گرز پر لے گیا اور گھوڑا دوڑایا اور گرز لندھور کی ڈھال پر مارا لندھور نے
ہزار سختی سے ڈھال کے جھٹکے سے ضرب اوسکی روکی اور گرز سات سیر پچاس منکا
قیمار کے سر پر مارا تب قیمار نے کہا ای لندھور تیرے قد کے موافق یہہ زور نہین
ہی لندھور نے کہا ای قیمار اسی گرز سے سراندیپ کے کوٹ برج کو مارا تھا تو بیخ و بنیاد سے
گرایا تھا اب تو یون بولتا ہی پھر دونو پہلوان گرز در گرز اتنا لڑے کہ شام ہوئی
اور پھر طبل بازگشت بجوا کر دونو لشکر اُترے اور شب کو آرام کیا جب صبح ہوئی تب
نقارے لڑائی کے بجائے اور دونو لشکر میدان مین آئے یکایک ایکسوار چالیس گز کا جنگل
مین سے پیدا ہوا اور سر سے پاؤن تک غرق آہن تھا درمیان دونو فوجون کے آکر
کھڑا رہ کر پکارا کہ ای نوشیروان کوئی پہلوان بھیج وہان سے ایک عادی آیا اس
سوار صحرائی نے اوسکا کمربند پکڑ کر اٹھا کر زمین پر ایسا مارا کہ وہ عادی دوزخ
نصیب ہوا پھر ایک عادی اور آیا وہ بھی اُسکے پاس وادی دوزخ مین گیا پھر
کوئی نوشیروان کے طرف سے میدان مین نہ آیا پھر وہ سوار صحرائی لشکر عرب کے
طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کوئی مرد ہو تو آوے میدان مین تب سرکب ترک امیر کے حکم
سے اوسکے مقابلہ مین آیا تب اُس سوار نے سرکب کو گھوڑے پر سے اُٹھا کر زمین
پر ٹپکا اور اوسکے سینہ پر بیٹھا تب سرکب نے دونو پاؤن اُسکے سینہ مین ایسے مارے
کہ وہ زمین پر پڑا پھر سرکب امیر کی خدمت مین آیا اور کہا یا امیر یہہ سوار صحرائی بہت
سخت ہی اور دوسریکو بلاتا ہی تب قندر امیر کے حکم سے میدانمین آیا تب اُس سوار نے
قندر کو گھوڑے پر سے اُٹھا کر کہا کہ جا تجھکو کیا زمین پر ٹپکون تو جا کے امیر کے فرزندون
مین سے کسی کو بھیج تب قندر نے امیر کے حضور مین آکر عرض کی کہ یا امیر وہ تمھارے
فرزندون مین سے کسی کو بلاتا ہی اور مجھے تمھارے ہی تخم کا اثر نظر آتا ہی امیر نے فرمایا
کہ ای قندر بہت صورت شکل تیری مشابہت ہی تیرا فرزند ہوگا قندر نے کہا یا امیر
اگر میرا فرزند ہو تو مین اُسے اسیوقت جان سے مارونگا امیر نے فرمایا کہ کسواسطے جانتے

مارتاہی قندر نے کہا اوسنے مجھے بے آبرو کیا غرض پھر رستم پیلتن کو میدانمین روانہ کیا اور علمشاہ کے آتے ہی سوار صحرائی دوڑا اور اوسکی کمر کی دوالی پکڑی رستم پیلتن نے بھی دوالی اوسکی کمر کی پکڑی اور دونو زور کرنے لگے اور ہرچند کہ رستم پیلتن نے نعرہ مارا اور گھوڑے پر سے اٹھانا چاہا لیکن ہلا نہ سکا تب اُس سوار صحرائی نے کہا کہ تو جا اور حمزہ کو بھیجدے تب رستم پیلتن پھر کر آئے اور کہا یا امیر وہ تمکو بلاتا ہی پس امیر میدانمین گئے اور وہ سوار صحرائی دوڑا اور دوال کمر مین امیر کے ہاتھہ ڈالا تب تو امیر جہانگیر نے اوسکی دوال کمر مین ہاتھہ ڈالا اور زور کرنے لگے اور اتنا زور کیا کہ گھوڑے دونو گھٹنے ٹیکنے لگے آخر دونو مبارز پیادے ہوئے اور امیر نے عمر سے کہا کہ یہہ پہلوان بہت سخت ہی مین نعرہ مارتا ہون عمر نے ٹوپی ہوا پر پھینکی اور تمام لشکر نے عرب کے روئی موزونمین سے نکالی اپنے گھوڑونکے کانونمین اور اپنے بھی کانونمین ڈالی تب حمزہ نے نعرہ مارکر سوار صحرائی کو اٹھایا اور سر سے بلند کر کے ایسا پھرایا کہ بیہوش ہوا پھر زمین پر مارا اوسکے چھاتی پر بیٹھے اور کہا کہ سچ بول تو کون ہی اوسنے کہا میرا نام شبان طائفی ہی اور بیٹا سر شبانکا ہی تب امیر نے اُسے اٹھا کر گلے لگایا اور پکارے کہ ای قندر یہہ بیٹا تیرا ہی قندر نے کہا کہ گستاخ مارڈالو کہ مجھسے اُسنے بے ادبی کی ہی پھر امیر نے اسکا حمزہ کوچک نام رکھا اور اپنے لشکر مین لائے اور بیٹے کو کرسی مقرر کی اور اُسکی پہلوانی کی بہت تعریف کی اور جب رات ہوئی تو دونو لشکر اترے اور امیر نے اُس رات حمزہ کوچک کے نام مجلس آرائی کی اور پیالہ پیا اور جشن کیا دوسرے روز پھر نقارہ جنگ دونو طرف ہوئے اور دونو فوجین میدانمین آئین تب قیمار خاوری نے میدانمین آکر کہا اور نعرہ مارا کہ ای حمزہ اگر مرد ہی تو میدانمین آ تب امیر کشورگیر ہتھیار باندھکر اشقر پر سوار ہو کر میدانمین آیا **فرد** وہ شاہ خوش چلا ہی اسوار ہو کے لڑنے ؛ یارب پناہ مین رکھہ وہ شہسوار میرا ؛ جبکہ حمزہ جہان ستان نے گردسم اسپ فلک ہفتم پر پہنچائی اور برابر قیمار کے آکر کھڑے رہے تب قیمار خاوری نے کہا ایکوتاہ قد تو کون ہی مین نے تو حمزہ کو بلایا تھا تب امیر کشورگیر جہان ستان نے فرمایا کہ انا حمزہ بن عبد المطلب قیمار نے کہا کہ مین جانتا تھا حمزہ کس قد و قامت سے ہوگا مگر تو نے اس کوتہ قدی پہ تمام دنیا کو حلقہ بگوش کیا ہی تب امیر نے فرمایا قد میرا چھوٹا ہی لیکن خدا بڑا ہے

اُسنے اپنی مدد سے کافرون پر فتح دلائی ہی اور دلاتا ہی اور پھر بھی دلاویگا تب قیمار نے گرز اٹھایا
اور حمزہ ڈھال عدو مال آگے لائے قیمار نے ایسا گرز مارا کہ اشقر دیوزاد زانو تک زمین مین
گڑگیا لیکن امیر نے بھی اشقر کو اڑا کر آپ بھی ایسا گرز مارا کہ قیمار کا گھوڑا کمر ٹوٹکر گر پڑا اور مرگیا
تب قیمار نے چاہا کہ حمزہ کے گھوڑیکو پے کرے لیکن حمزہ نے جلد سے اترکر گھوڑیکو پشت کے پیچھے
کرلیا اور آپ گرز پھرا کر ایسا مارا کہ قیمار خاوری زمین مین زانو تک غرق ہو جا کر بولا کہ ای حمزہ
ہزار تحسین تجھپر ہی اور ایسی ہی قوت اور بازوٴنکے زور سے تمام عالم کو مطیع کیا ہی یہہ کہکر تروار
امیر پر چلائی اور امیر نے سپر کی اوجھڑ سے تروار اوسکی رد کی تب قیمار نے کمند ڈالی امیر نے
کمند اُسکی چھین لی پھر نیزہ چلایا حمزہ نے اُسکا نیزہ بھی چھینا اور پھرا کر اُسیکی کمر مین ایسا
مارا کہ نیزہ کے پرزے پرزے ہوئے پھر دونو پہلوان پیادہ ہوئے اور کمربند ایک کا ایک نے پکڑا
تب امیر نے فرمایا ای قیمار مین نعرہ مارتا ہون اوسنے کہا بیفکر تو نعرہ مار کچھ مین بچہ گہوار کا
نہین ہون کہ تمہارے چلانے سے ڈرونگا پس عمر نے اپنا معمول ادا کیا تب لشکر امیر نے
بھی روئی گھوڑونکے کانو مین رکھکر ہوشیار ہو گئے اُسوقت امیر نے نعرہ مار کر قیمار کو اٹھا
کر سر سے بلند کر کے اتنا پھرایا کہ تمام عالم نے آفرین کی اور قیمار بیہوش ہو گیا تب امیر نے اُسے
زمین پر پٹک کر محکم باندھا اور عمر کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوائے اُسوقت امیر لشکر مین
آکر اترے اور مجلس خوشی کی آراستہ کر کے آپ پہلوانیکے دنگل پر رونق بخش ہوئے اور قیمار کو حضور
مین طلب فرمایا اور کہا کہ ای قیمار مین نے تجھے کس طرح سے زیر کیا اُسنے کہا کہ زیر کیا تو کیا
ہوا امیر نے فرمایا کہ مسلمان ہو اُسنے کہا مین زنہار مسلمان نہونگا تب امیر نے فرمایا کہ تو مارا جاویگا
اُسنے کہا کہ شتابی کر کہ خجالت سے چھوٹونگا ہر چند کہ امیر نے نرمی اور گرمی سے فرمایا لیکن
اوسنے مطلق نہ مانا تب امیر نے لندھور اور عمر معدیکرب کو فرمایا کہ مار و اسکا فر کو تب دونو پہلوانونے
نے گرز و نسے اسے مارا لیکن اُسکو کچھ ضرر نہوا تب اُسنے کہا ای حمزہ ایکبار گردن مار نیکو
فرما تاکہ آسانی سے مرجاؤن تب امیر نے افسوس کر کے کہا کہ مُفت ایسا جوان مرد ضائع ہوتا
ہی اسکو قید مین رکھو قیمار خاور ینے کہا کب تک قید مین رکھیگا امیر نے فرمایا کہ تا بہ زیست قید
رکھونگا تب قیمار نے کہا مین بھوکا ہون مجھے کھانا کھلاؤ تب امیر کشور گیر نے خاصہ انواع

واقسام کی نعمتونکا منگاکر قیمار کو کھلایا پھر اُسنے شراب طلب کی امیر نے شراب شیرین منگاکر پہیہ صحیفے حضرت ابراہیم کے پڑھکر دم کئے اور اُسے پینیکو دی تب وہ خوش ہوا اور کہا کہ اب کہہ کیا کہتا ہی امیر نے فرمایا کہ مسلمان ہو اُسنے کہا کہ تجھہ سا جوانمرد دنیا مین نہین ہی تیری خدمت مین رہنا مجھے شرم نہین ہی یہہ کہکر معہ اپنے والد کے اور برادر کے قیمار مسلمان ہوا اور امیر نے بند اُنکے دور کرکے اپنے ہاتھہ سے خلعت پہنا کر سونیکی کرسیون پر بٹھا کر سفرہ خاص منگایا اور بعد تناول طعام کے شراب نوشی مین مشغول ہوئے تھے اور مطربان خوش آواز حنجرۂ داودی سے گانے لگے نوشیروان ایسا احوال دیکھکر اور سنکر بختک سگ ناپاک سے پوچھا کہ اب کیا علاج کرنا چاہئے اس موذی نے کہا کہ اب یہانسے اوجان کو جانا چاہئے کہ وہان کیوس نیزہ دار رہتا ہی جبکہ وہ یہان شکار کرنیکو آتا تھا تو قیمار اُسکے ڈر کے مارے پہاڑون مین چلا جاتا تھا اگر حمزہ وہان آیا تو یہہ سمجھنا کہ اُسکی قضا لائی ہی تب نوشیروان نے معہ کافران بطرف اوجان کوچ کیا اور منزل اور مراحل طے کرکے اوجان کو پہنچے اور کیوس نے سنا کہ بادشاہ ہفت کشور آتا ہی تب استقبال کرکے خود آکر ہزار تعظیم و تکریم سے اپنے دربار مین لیجا کر تخت پر بٹھایا اور بہت تسلی و دلاسا دیکر کہا کہ اب بادشاہ نے خاطر جمع سے رہنا اگر وہ عرب کشکینہ خوار و پشمینہ پوش یہان آیا تو اوسکو جان سے مارونگا کیونکہ نیزہ زہر آلودہ کرونگا اور ایسا اُس عرب کے سینہ مین مارونگا کہ وہ مرجاویگا تب نوشیروان نادان بے ایمان نے کہا کہ جیسا تو کہتا ہی ویسا ہی کریگا یہہ کہکر خاطر جمع سے رہنے لگے اور عیش کرنے مین مشغول تھے جب یہہ خبر نوشیروان کی حمزہ نے سنی تب وہان جانے کا عزم کیا تب رستم پیلتن نے آکر عرض کیا کہ یا امیر ہمشیرہ قیمار خاوری کی حاملہ ہی اُسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ حاملہ کو ہمراہ لیچلنا سفر مین فقط تصدیعہ دینا ہی پس اُسکے مان باپ کے پاس اوسے چھوڑ دو یہہ فرماکر آپ معہ قیمار خاوری و معہ لشکر عرب و فوج قندز بطرف اوجان ساعت سعید مین روانہ ہوئے واللہ اعلم بالصواب تمام شد

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

از نسخہ ہر چہار جلد سحر البیان سرور افزای خوانندگان بیان دلچسپ و بامزہ یعنی

داستان امیر حمزہ

باہتمام قاضی ابراہیم بن الحاج قاضی نور محمد صاحب مرحوم و ملا نور الدین ابن جیون خان

در مطبع حیدری واقع معمورۂ بمبئی بطبع مزین و محلی گردید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

داستان انساٹھوین

راویان اخبار وناقلان ذوی الاقتدار اس قصہ کو اس طرح بیان کرتے ہین جب کہ امیر کشور گیر جہان ستان نے خاور سے کوچ کیا اور راہ اوجان کی لی اور بعد از قطع منازل وطے مراحل اوس سرحد مین پہنچے جب شہر سے ایک منزل رہ گئی تب اترے اور دوسرے روز قلعہ کیوس سے چار کوس پر اترنے کا ارادہ کیا کہ یہہ خبر کیوس شاہ کو پہنچی تب اوسنے کہا ای نوشیروان سوار ہوا ور نقارہ لڑائی کا بجوا اور میدان مین چلکر کھڑا رہ نوشیروان اور عادیان نے نقارے لڑائی کے بجواکر شہر سے باہر آئے اور میدان مین آکر کھڑے رہے اور امیر بھی اور لشکر بھی امیر کا ادھر سے سوار ہوا اور گرد اوٹھی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی **بیت** زسم ستوران دران پہن دشت ؛؛ زمین شش شدہ آسمان گشت ہشت ؛ تب لشان لشکر کا لیکر اول عمر معدی کرب پیدا ہوا اور وہ مرد بچاس پر چار گز کا قد اور پیٹ اوسکا گھوڑے کی ایال پر اور چوتڑ پٹھون پر سے باہر ہین و چہل و چار بھائی اوسکے اور چودہ ہزار

سوار مسلح و مکمل غرق دریائے آہن سے مستعد پیدا ہوا جب کیوس شاہ نے اُسے
دیکھا تو پوچھا کہ ای بختک مگر حمزہ یہی ہی بختک نے کہا کہ یہہ عمر معدیکرب سردار لشکر
امیر کا ہی پھر فوج لندھور کی آئی کہ سات سو ہاتھی سپید سیدھے طرف اور سات سو ہاتھی
بائین طرف اور ایک سو بیس چھتر شاہی کے ملا کر ایکسو دس گز کا قد فیل منگلوسی پر سوار
ہوکر آیا کیوس شاہ نے کہا ای بختک مگر حمزہ یہی ہی بختک نے کہا ای نادان ابھی
حمزہ دور ہی یہہ لندھور بن سعدان حمزہ کے سیدھے طرف بیٹھنے والا ہی اور بادشاہ
سراندیپ کا ہی بعد اوسکے دو چھتر کے مراتب سے کہ اُس چھتر کے نیچے جیپور بن شہپال
بادشاہ آیا بعد از اُسکے اورنگ اور گورنگ آیا بعد دو بھائی شہزادے یونان کے
آئے کیوس نے کہا یہہ کون ہین بختک نے کہا یہہ شہزادے یونان کے ہین ایک کا
نام استفتانوش دوسریکا نام صدفنوش ہی اور یہہ دونو فرزند عدیث یونانی
کے ہین بعد اوسکے استقلان و استفلان بڑی فوج سے آئے پھر شاہ ناصر مصری آیا
پھر سات بھائی زابلی کے آئے کیوس اُنکے پوچھنے مین تھا کہ شہزادے حلب کے
آئے پھر شیر بار بک شیروانی آیا کیوس نے پوچھا کہ یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ
سالار نوشیروان ہی اور حمزہ سے ملا ہی اور شہزادہ شیروان کا ہی پھر شقال
مغربی آیا اور ریحان تیغی آیا پھر فرخاری اور قندر سرشبان طاغی آیا پھر سرکب ترک
آیا پھر سر برہنہ تبسی اور دیوانہ تبسی آئے پھر الجو شصت گزی آیا پھر سعد طوقی پندرہ
گز کے قد کا جوان طوق ایک منکا گلے مین ڈالا تھا اور اُسکے جمال کی تابش سے آفتاب
شرمندہ ہوتا تھا کیوس نے پوچھا یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ بیٹا حمزہ کا ہی قاروں
کی بہن سے پھر رستم پیلتن و پیل کن آئے اوسکے بعد سعد بن عمر بن حمزہ آئے تب
لشکر سارا پیادہ ہوا اور سعد بن عمر کے تخت کے آگے آکر سر زمین پر رکھا یہہ لشکر
عرب کا دیکھہ کر کیوس نیزہ دار کی آنکھون مین چند ھلاہٹ آئی پھر قیمار خاوری آیا
پھر آواز دورباش کی آئی اور عیاران عمر بن عمیہ آئے کیوس نے کہا یہہ آواز کاہیکی
ہی بختک نے کہا یہہ آوازہ عیاران عمر بن عمیہ کا ہی پھر سرخیل پاپوش بوسان

بساط بنی آدم مولانا معظم جامع الفضل والکرم دوندۂ بے درنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورۂ وزنگ مردانرا سرہنگ نامردانرا پالہنگ یعنے کہ جناب جنت مآب شیخ الاصحاب خواجہ عمرؓ بن عمیہ ضمری نامدار چراغ لشکر اسلام جست مارتے ہوئے نمدیکا کرتا کاغذ کی ٹوپی رسی سے کمر بندھی چند تیر بے پر و پیکان کے بازو سے لگے ہوئے اور توکری بجائے سپر پشت کے پیچھے لگی ہوئی شکل مبارک لایق تصویر ناریل ساسر تاگاسی گردن زیرہ سی آنکھین چھوارا سی ناک بادام سے کان طباق ساپیٹ رسی سے ہاتھ پاؤن زنبیل و توبرہ گلے مین پڑا ہوا چلا آتا ہی اوسکے پیچھے بارہ ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس تازی و ترکی گھوڑونکو ساتھ لئے ہوئے پیادہ چلے آتے ہین کیوس نے کہا یہہ پیادہ کیون ہی اور وہ آگے کون پیادہ ہی بختک نے کہا کہ یہہ سب عیار عمر کے ہین جب کہ وہ آپہی پیادہ آتا ہی اس سبب سے لشکر بھی اوسکا پیادہ ہی کہ اتنے مین آواز علم اژدہا پیکر کی آنے لگی کیوس نے کہا کہ یہہ آواز کاہیکی ہی بختک نے کہا یہہ آواز نشان حمزہ کی ہی کیوس نے کہا کہ ایسا نشان کسنے بنایا ہی بختک نے کہا بزرجمہر نے بنایا ہی تب کیوس نے کہا ای بزرجمہر ایک نشان ایسا بلند نشان میرے واسطے بھی بنا کر دو بزرجمہر نے کہا اگر تو حمزہ پر فتح پائیگا تو یہی نشان تیرے واسطے ہوگا خاطر جمع رکھ اتنے مین وہ نشان دکھائی دینے لگا اور اسکے نیچے آفتاب اہل عرب عم رسول آخر الزمان امیر کشور گیر جہان ستان حمزہ بن عبد المطلب ہی پیچھے اسکے عباس ابو طالب حارث و ہاشم اور دوسرے بھائی آئے بعد ازان تیس ہزار غلام ترکی و رومی وچینی و حبشی و ختنی و زنگی و ہندی و زرین قبا و زرین کمر اور پگڑیان زر کی پہنکر تازی گھوڑون پر سوار ہو کر آئے تب سارے پہلوانون نے بلند آواز سے امیر کو دعا دی اور ثنا کی پھر میدان آراستہ کیا اور نقیب پکارے کہ کون مرد ہی جو قصد میدان کا کریگا اور کون مرد اپنا نام ظاہر کریگا تب کیوس نے نیزہ پھرایا اور میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای خدا پرستان و زبردستان از میان شما ہر کہ آرزوئے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادہ دست و پا آوری دارم اور مین تم سے

اسواسطے لڑتا ہون کہ نوشیروان نے فریاد تم پر کی ہی کہ مجھے اس عرب کشکینہ خوار
و پشمینہ پوش سنے شہر بشہر پھرنے کو لگا یا ہی تب قیمار خاوری نے امیر کے آگے
سر زمین پر رکھا کہ ای امیر جہان گیر اگر حکم ہووے تو میدان مین جاؤن اور اس کافر
کو بھی امیر کے اقبال سے ابھی باندھ لاتا ہون امیر نے فرمایا جاؤ خدا کو سونپا تب
قیمار گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان مین کیوس کے مقابل کھڑا رہا کیوس نے
کہا ای بڈھے نامرد تجھے کیا ہوا جو حلقہ بندگی کا حمزہ کے پہنا قیمار نے کہا ای
کافر مجھہ جیسے بہتون نے حلقہ بندگی کا امیر کے اپنے کان مین پہنا ہی اور وہ بادشاہ
اور تاجدار ہین کچھہ مجھے ننگ نہین ہی بلکہ فخر ہی اور مجھے مانند حمزہ کے دنیا مین کوئی
مرد نظر نہین آتا تب کیوس نے نیزہ زہر آلودہ اپنا پھرایا ایسا کہ آنکھین قیمار خاوری کی
اوسکے نیزہ کے چمکنے سے بند ہوگئین اور نیزہ دکھائی دینے سے رہا تب قیمار نے سپر
منہہ پر لی اور کیوس نے نیزہ قیمار پر چلایا تب قیمار نے ڈھال کے جھٹکے سے نیزہ اوسکا
رد کیا ولیکن قیمار کی رانمین ذرا سا لگا پس لگتے ہی نیزہ زخم اوسکا سوج گیا
اور قیمار گرا اور اپنے لشکر مین آیا اور بیہوش ہوا تب عمر نے دارو نکالکر پٹی محکم باندھی
اور عمر بن عمیہ آپ ہی میدان مین آیا کیوس نے کہا ای مسخرے دیکھا تو نے کہ ایسے پہلوان کو ایک ہی
نیزہ مین مارا عمر نے کہا وہ تو اچھا ہی اور اسے کیا ڈر ہی کیوس ہنسا اور کہا کہ ای
نادان دیوانے تو کیا جانتا ہی اب دیکھنا کہ کیسا تندرست ہوویگا تب عمر بن عمیہ نے
کہا اگر مرد ہی تو مجھے بھی مار یہہ کہکر آپنے بھی گوپھن عیاری نکالی اور کیوس نے نیزہ اٹھایا
اور عمر بن عمیہ پر آیا اور اودھر سے عمر نے گوپھن کا پتھر چلایا اور وہ پتھر ایسا کیوس
کی گردن کی رگ مین تاک کر مارا کہ آنکھین کیوس کی پھرنے لگین اور دیوانہ ہوا اور دوسرا
پتھر ایسا مارا کہ نیزہ اوسکے ہاتھہ سے چھوٹکر گر پڑا پس عمر نے دوڑکر وہ نیزہ اٹھالیا
کیوس پکارا کہ ای عیار مین کچھہ تجھسے جنگ نہین رکھتا تو میرا نیزہ دے تب عمر نے کہا کہ
جو چیز کہ میرے ہاتھہ لگی تو تو کیا اگر تیرا باپ بھی آویگا تو ندونگا پس اسی ردوبدل مین رات
ہوئی اور دونو لشکر اترے اور عمر حمزہ کی خدمت مین وہ نیزہ لیکر آئے اور امیر کو

دکھایا امیر نے فرمایا کہ زہر اس نیزہ کا دور کرو اور سعد یمانی کو دو کس واسطے کہ وہ بھی مرد نیزہ باز ہی اس لشکر مین جب نوشیروان اترا جب ایک قاصد آیا اور کہا کہ ای بادشاہ آنا عورتکا تجھے مبارک ہووے نوشیروان نے کہا کہ کہان کی عورت ہی تب قاصد نے کہا کہ بادشاہ موران کی ایک بیٹی ہی اور نام اوسکا آزر انگیز ہی اور اسکے تیر غمزہ سے ڈر کر آسمان سے آفتاب آڑ لاتا ہی پس ایسی بیٹی کو شاہ موران نے ہزار کنیزان پری پیکر و ہزار غلامان مہ تابان اور بہت سے خوجے ساتھہ دیکر واسطے آپکے بھیجا ہی تب نوشیروان نے کہا کہ وہ کب پہنچیگی قاصد نے کہا کہ یہان سے چار کوس پر اتری ہی تب نوشیروان نے بزرجمہر کو بہت تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا بزرجمہر نے استقبال کرکے اُسے لیجا کر بادشاہ کے دولت خانہ مین لا بٹھایا تب نوشیروان اُسکا جمال دیکھکر خوشدل ہوا حاصل کلام آزر انگیز نے تعریف حمزہ کی جوانمردی اور خوبصورتی کی سنکر غائبانہ عاشق ہوئی تھی جب نوشیروانکے گھر کو پہنچی تو قابو ڈھونڈھتی تھی کہ کسطرح باہر جاؤن اور امیر کی خدمت مین پہچون غرض ایک روز رات کو قابو پاکر چورونکے کپڑے پہنکر ترکی گھوڑے پر سوار ہوکر امیر کے لشکر کے طرف گئی اور امیر کے دولت خانہ کو پہنچی پس ایک میخ سراچے کی اکھاڑ کر اندر آئی اور امیر کو خواب استراحت مین پائی تب دلمین کہا کہ اس عرب کو اسوقت بیدار کرونگی اور اپنے عشق کا احوال بیان کرونگی تو خدا جانے کہ وہ مجھے قبول کرتا ہی یا نہین لیکن اُسکو قید کرکے اسکے لشکر سے باہر لیجانا اور اپنے ضبط مین لانا تب یہہ حقیقت ظاہر کرنا پس شاید کہ میری مراد برآویگی القصہ ایک سات مثقال دارو بیہوشی کی نکال کر امیر کے نتھنے کے برابر رکھی جب امیر نے دم اوپر کا کھینچا تب وہ دارو دماغ مین گئی اور چھینک مار کر امیر بیہوش ہوئے تب آزر انگیز نے امیر کو کمند سے جکڑ کر ڈیرے سے باہر لائی اور جنگل کی راہ لی وہان جاکر ایک غار دیکھا تب اُس غار مین لاکر چراغ جلا کر امیر کو باندھا تھا سو کھولا اور روغن بادام اور سرکہ امیر کی ناک مین ڈالا امیر کو چھینک آئی اور ہشیار ہوئے اور اپنے کو غار مین پایا خدا کو یاد کیا اور اُس بدکار کو پوچھا تو کون ہی تب اوسنے قصہ اپنے عشق کا کہا امیر نے

کہا اول تو عورت نوشیروانکی اور مین اُسکا بیٹا کہلاتا ہون اور وہ تُمسر امیر الگتا ہی اور اسکی عورت میری ساس سو ماکی جگہہ ہی مین تجھسے کیونکر صحبت کرونگا پس یہہ کام ہرگز نہین کیا ہی نکرونگا امیرنے ہرچند ایسی باتین کہین لیکن اوسنے قبول نکین اور کہا کہ اگر تو مجھسے صحبت نکریگا تو مین تجھے مار ڈالونگی اور ہلاک کرونگی امیرنے فرمایا جو حکم خدا کا ہی سو مین راضی ہون بموجب آیۂ کریمہ کے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ جو کچھہ خدانے چاہا سو کیا اور جو حکم چاہیگا سو کریگا ولیکن یہہ کام مین نہین کرنے کا غرض اسی تکرار مین فجر ہولی سو آزر انگیز نے امیر کو وہین چھوڑکر آپ سوار ہوکر اپنے دولت خانہ کو آئی اور لشکر امیر مین جب صبح ہوئی تب مقبل حلبی خیمۂ امیر مین آیا اور امیر کو نپایا تب تو ہر چہار طرف دھونڈھنے لگا لیکن نشان امیر کا نپایا پس یہہ خبر کافرونکو ہوئی کہ حمزہ کو کوئی ڈیرہ مین سے لیگیا سب متحیر ہوئے اور کیوس نے کہا کہ میرے ڈرسے بھاگ گیا ہی کہ نیزہ زہر آلودہ رکھتا ہون یہہ کہکر نقارا لڑائیکا بجوایا اور سوار ہوکر میدان مین آیا اور عرب کے سب لشکر نے رستم پیلتن کو بجائے حمزہ کے کھڑا کیا اور لندھور نے رضا میدان کی لی اور میدان مین آیا کیوس نے نیزہ پھرا اور لندھور پر چلایا لندھور نے ڈھال کی جھپٹے سے رد کیا اور چاہا کہ کیوس پر گرز مارے لیکن کیوس نے دوسرا نیزہ چلایا اور لندھور کو زخمی کیا پس لندھور نے اسیوقت باگھہ گھوڑیکی پھرائی اور اپنے لشکر مین آیا اتنے مین زخم سوجھہ گیا اور لندھور اپنے ڈیرہ مین بیہوش ہوکر سویا تب فرہاد بیلر لندھور میدان مین آیا کیوس نے اُسے بھی زخمی کیا بعد اُسکے سرکب ترک میدانمین آیا اوسے بھی زخمی کیا تاکہ رات ہوئی تو دونو لشکر اترے تب آزر انگیز پھر اپنے ڈیرے سے نکل کر غار مین گئی اور امیر سے کہا کہ ای عرب آج تین پہلوان تیرے کیوس نے زخمی کئے امیرنے یہہ سنا اور غصہ سے مانند سانپ کے پیچ کھایا اور زور کیا کہ کمند توڑے لیکن توڑ نہین سکے ناپکار بدکار وہی اپنی باتین کہہ رہی تھی لیکن یہہ قبول نہین کرتے تھے کہ صبح ہوگئی تب آزر انگیز پھر نکل کر اپنے محل کو آئی اور امیر کو وہین چھوڑا اور لشکر مین فجر ہوتے ہی نقارے لڑائیکے بجائے کیوس پھر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای عربو بے سردار کے لڑنے والو تم مین سے جسے آرزوے

مرگ ہو وہ میدان مین آوے تب مردافگن زابلی علمشاہ سے رخصت ہو کر میدان
مین آیا کیوس نے بدستور نیزہ چلا کر اوسے بھی زخمی کیا راوی روایت کرتا ہی کہ اس
روز سات بھائی زابلی کے بیکار ہوئے اور جب رات ہوئی تو دونو لشکر اترے لیکن عمر
بن عمیہ راتونکو امیر کے ڈھونڈھنے کے لئے پھرتا تھا اور کہین نشان نپاتا تھا اور لشکر
کفار بہت خوشدل تھا اور عمر کئی بار اوس غار کے آس پاس ڈھونڈھکر پھر جاتا تھا
ولیکن امیر کو نہین دیکھتا تھا غرض اوس رات کو بھی آزر انگیز آئی اور یارون کے
زخمی ہونے کی خبر دی امیر نے صبر کیا اور کہا کہ ای آزر انگیز مجھے یہان رکھنے سے
تجھے فائدہ کیا ہی میرے تئین چھوڑتا مین اپنے یارون کے پاس جاؤن اور
اوس زہر آلودہ نیزہ سے خلاص کرون آزر انگیز نے کہا کہ میری بات سنیگا تو مین
چھوڑون گی امیر نے فرمایا کہ ای عورت تو میری ماکی جگہہ ہی یہہ خیال بد اور بری باتین
چھوڑ دے کہ یہہ بات تیری نہ سنونگا القصہ جب رات آخر ہوئی یہہ تو امیر کو وہین چھوڑ
کر پھر گئی اور دن کو دو لو لشکر سوار ہوئے تب کیوس میدان مین آیا اور مبارز
طلب کیا تب سعد یمانی میدان مین آیا اور مقابل کیوس کے کھڑا رہا اور دونو نیزہ بازی
کرنے لگے پس کیوس نے نیزہ سعد یمانی پر چلایا اور سعد یمانی نے اپنے نیزہ پر اوسکا نیزہ
لیکر رد کیا پس اسی روش لڑتے تھے کہ کیوس نے قابو پاکر ایسا نیزہ مارا کہ سعد بھی زخمی
ہوا اس عرصے مین رات ہوئی دو لو لشکر اترے اور آزر انگیز بدکار پھر امیر کے پاس
آئی اور احوال سعد کا بھی ظاہر کیا اور عمر بھی پھرتے پھرتے وہان جا نکلے اور تمام باتین
سنین اور غار کے اندر گئے تو امیر کو دیکھا تب اسیوقت غار سے باہر نکلا پھر جا کر امیر
سے کہا کہ ای امیر بول تو اسے مارون امیر نے فرمایا کہ یہہ عورت نوشیروان کی ہی
اسے نہ مارو اور دوسرے یہہ کہ عورت کو مارنا فائدہ نہین ہی تب عمر چپ ہو رہے اور امیر کے
پاس آکر چاہا کہ بند کمند کے کھولے پس امیر نے آپہی نعرہ اللہ اکبر مار کر کمند توڑے عمر نے
کہا ابتک کیون نہ توڑے امیر نے فرمایا کہ مین نے ہرچند زور کیا لیکن نہین ٹوٹی القصہ
امیر اوس غار سے باہر آئے اور شکر خدا کا ادا کیا اور تسبیح حضرت ابراہیم کی پڑھی پھر عمر کو

کہاکہ جاؤ میرا گھوڑا اور ہتھیار لاؤ تم جبتک آؤ گے مین یہین رہونگا تب عمر جلد لیسے دوڑ
گئے اور یہہ خبر یارون کو سنائی تب سارا لشکر امیر کا خوش ہوا اور نقارے شادی کے
بجوائے اور عمر ہتھیار اور گھوڑا لیکر امیر کے پاس آیا امیر کشورگیر نے ہتھیار باندھے اور
اشقر پر سوار ہوکر میدان مین آئے اور گھوڑے کو جولان کیا اور جہان دونون لشکر مقابل
تھے اور کیوس بھی تھا وہان امیر بھی آئے اور پہلوانان عرب آئے اور امیر کے پاؤن
پر گر پڑے امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور سرفراز کیا تب کیوس نے پوچھا کہ ای عرب امیر
ڈر سے کہان جا کر چھپا تھا امیر نے فرمایا کہ منہہ مت کر اب میری تیری لڑائی منہہ کی نہین
ہی لا جو کچھہ نشان مردیکا رکھتا ہی کیوس نے نیزہ امیر کے سینہ پر چلایا امیر نے جلدی
سے نیزہ اوسکا درمیان مین پکڑا اور زور کرکے اُسکے ہاتھہ سے چھین لیا اور بھال نیزہ
کی دور کی اور کہاکہ ای کیوس تو اب تک نیزہ پھرانا نہین جانتا ہی میرے سے سیکھہ
یہہ کہکر وہ لکڑی نیزہ کی ایسی پھرائی کہ آنکھین کیوس کی اُسکی جھپک سے بند ہوگئین
پھر امیر نے بھی لکڑی کیوس کی گردن مین ایسی ماری کہ کیوس مانند مرغ نیم بسمل فاش
زمین سے زمین پر تڑپنے لگا امیر بھی اشقر پر سے کود پڑے اور اوسکی چھاتی پر بیٹھے اور اوسے
باندھکر عمر بن عمیہ کے حوالے کیا جب نوشیروان کو یہہ خبر پہنچی تب اُسنے اسیوقت راہ
گیلان کی لی اور گیلان کے نزدیک راہ طے کرکے پہنچا وہان ایک بادشاہ تھا کہ اُسکا
نام کنجال شاہ گیلانی کہتے تھے جب کہ اوسنے خبر نوشیروان کے آنیکی سنی تب استقبال
کرکے بہزار تعظیم و تکریم سے نوشیروان کو اپنے شہر مین لیجا کر تخت پر بٹھایا راوی روایت
کرتا ہی کہ کنجال شاہ ایک بیٹی صاحب جمال رکھتا تھا کہ بیچ جوانمردی کے اُس زمانے
مین اسے کوئی جوڑا نتھا اور نیزہ چلانے اور تلوار مارنے مین بھی نادر تھی اس بھروسے پر
گیلانی نے کہاکہ حمزہ یہان آویگا تو البتہ مارا جاویگا یہہ تو قصہ یہانتک یہان رہا اب
دو کلمہ داستان امیر کا سنو جب امیر نے کیوس کو باندھا اور طبل آسایش بجوا کر فتح
و نصرت سے اپنے دولت خانہ کو پھر کر آئے تب حکم مجلس آرائی کا فرمایا اور کیوس کو بلوا کر
کہاکہ مین نے تجھے کیونکر باندھا کیوس نے کہا جیساکہ شیر شیرونکو اور بہادر بہادرون کو

باندھتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ مردان عالم ایسا کہتے ہین کہ مرد باش یا پائے مرد باش پس بول کہ خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیمؑ کا برحق ہی اور بت وبت پرست باطل ہین کیوس نے صدق دل سے اقرار کیا اور مسلمان ہوا تب امیر نے بند اوسکے اپنے ہاتھ سے دور کئے اور خلعت پہنایا اور سونے کی کرسی پر بٹھایا اور عمر بن عمیہ نے حلقہ غلامی اوسکے کانین ڈالا پھر کھانا منگایا تو انواع اقسام کی نعمتین حاضر ہوئین بعد تناول طعام ساقی گلفام پیالہ مرصع کا لیکر حاضر ہوئے اور پیالہ گردش مین آیا اور مطربان خوش آواز گانے لگے اور ڈھول دف چنگ نے بجانے لگے اوسوقت کیوس کھڑا رہا اور دست بستہ ہوکر عرض کیا یا امیر اب آپ شہر مین چلو تا حق خدمت گاری بجالاؤن امیر نے قبول کیا اور شہر اوجان مین اور کیوس کے دربار مین گئے اور عیش سے رہنے لگے اور کیوس یقین دل سے خدمت گاری امیر کی بجالانے لگا اور تمام پہلوان بھی عیش مین رہنے لگے باقی داستان فرداے شب را

داستان ساٹھوین

نوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا جبکہ امیر کشور گیر جہان ستان مدت تک اوجان مین رہے تب عمر بن عمیہ سے پوچھا کہ کچھ خبر ہی کہ نوشیروان کہان ہی کیوس نے کہا مین سنتا ہون کہ گیلان کو گیا ہی اور گنجال گیلانی کا آسرا لیا ہی تب امیر نے فرمایا کہ اوجان سے کوچ کرو غرض کہ نیک وقت دیکھکر کوچ کیا اور منزل و مراحل طے کرنے لگے غرض کہ بعد از قطع منازل و طے مراحل سرحد گیلان مین پہنچے اور چار کوس پر اترے یہہ خبر جب نوشیروان کو ہوئی تو اسیوقت معہ لشکر گیلان و ماژندران ومعہ عادیان شہر سے باہر آیا اور نقارا لڑائی کا بجاکر امیر کو خبر کی کہ بادشاہ شہر سے باہر آیا ہی اور میدانمین منتظر کھڑا ہی امیر نے کہا کہ یہان بھی نقارا بجواؤ اور اپنے لشکر سمیت سوار ہوکر میدان مین آئے اور نقیب پکارے کہ کون بہادر قصد میدان کا کرتا ہی یا کون دلاور ہی جو اپنے باپ دادیکا نام روشن کریگا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے

نز ۵۰ اطاعت

برخاست گرد نے مارا باؤ کو باو نے مارا گرد کو گرد خیرہ وتیرہ تیرہ گرد کا دامن
شگاف ہوا تو اوسمین سے ایک سوار پردہ دار ہاتھہ مین نیزہ لیکر پیدا ہوا اور
میدانمین کھڑا رہا اور سیاہ عرب سے ایک پہلوان طلب کرنے کو کہا تب شیر بار بک
شیروانی آگے امیر کے آیا اور کہا کہ اگر فرمان ہو گا تو مین میدان مین جاونگا امیر
نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا تب وہ میدان مین آکر مقابل حریف کے کھڑا رہا تب سوار
غیبی نے نیزہ پھرایا اور کمر مین شیر بار بک شیروانی کے ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا
بعد اُس سوار غیبی نے کہا جا تجھے اب کیا مارون دوسرے کو بھیج تب شیر بار بک
پھر گیا اور تار ترک میدانمین آیا اُس غیبی سوار نے دونو ہاتھہ سے تار ترک کی
کمر کی دوالی پکڑ کر کھینچا اور زین سے اُوٹھا اور زمین پر مارا پھر کہا کہ جا دوسرے کو بھیج
پھر کاؤس شیروانی میدان مین آیا اُس سوار نے اوسے بھی گرایا اور دیکھا کہ رات
نزدیک ہوئی پس وہین باگ گھوڑیکی منعطف کی اور پھر اکر گھوڑا راہ جنگل کی لی اور چلا
امیر نے کہا کہ ای یارو مین دنبالا اُس سوار کا کرتا ہون اور خبر لیتا ہون کہ یہہ کون ہی غرض
کہ امیر اور عمر بن عمیہ ان دونو نے پیچھا اُس سوار غیبی کا کیا اور چلے جاتے تھے جب وقت
مغرب کا ہوا تو دونو شکرون کو اُس سوار نے پھر کر دیکھا اور اپنے باغ مین گیا
وہ باغ بے نظیر تھا اور محل اُسکا بلند اور حوض پر آب تھا وہ سوار حوض کے پاس
آکر کھڑا رہا پھر اُس محل مین سے باندیان اور خوجے دوڑے اور اُس سوار کے آگے
آکر سر زمین پر رکھا امیر نے جب یہہ حال دور سے دیکھا تو عمر سے کہا کہ ای عمر جانتا ہون
کہ یہہ عورت ہی عمر نے کہا کہ مین نے میدانمین ہی جانا تھا القصہ اُس عورت نے امیر
کو دور سے دیکھکر ایک خوجے کو بھیجا اور کہا کہ جا کر خبر لا کہ وہ سوار کون ہی تب وہ خوجہ
آیا اور امیر کو سلام کیا اور کہا ای جوان گیلانی بادشاہ ماژندرانکی بیٹی کہ اسکا نام
گیلی سوار ہی تمکو پوچھتی ہی کہ تم کون ہو نام اپنا بتاؤ امیر نے فرمایا کہ نام میرا
حمزہ بن عبدالمطلب اور یہہ عمر میرا عیار اور بھائی ہی جب خوجے نے نام حمزہ کا سنا
شتابی دوڑا اور آگے گیلی سوار کے آیا اور حقیقت ظاہر کی تب گیلی سوار نے کہا کہ مجلس

سنوار و اور آپ بھی ہتھیار کھولے اور کپڑے عورتونکے پہنے اور امیر کے آگے آکر استقبال کیا اور کورنش بجالائی اور امیر کو معہ عمر بن عمیہ کے اپنے محل مین لائی اور بہت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور اپنا برقع نکالا امیر اسے دیکھکر خوشوقت ہوئے کھانا اوسنے منگایا بعد تناول طعام کے دور شراب کا چلنے لگا جب کتنے ایک پیالہ پیئے تو گیلی سوار بیکر مست ہوئی اور امیر کے زانو پر آگے بیٹھی اور اپنی رغبت دیکھائی تب امیر نے عمر سے فرمایا کہ نکاح پڑھو عمر نے بموجب حکم امیر کے عقد پڑھا تب امیر اور گیلی سوار عیش و عشرت مین چندروز مشغول تھے کہ یہہ خبر کنجال شاہ گیلانی کو پہنچی کہ حمزہ گیلی سوار سے عیش مین مشغول ہی اور شراب پیتا ہی تب کنجال شاہ کتنے ہزار سوار لیکر آیا اور نزدیک محل کے کھڑا رہا اور گیلی سوار کو خبر کی تب گیلی سوار نے حمزہ سے کہا کہ میرا باپ آیا ہی اگر حکم ہووے تو باہر جاؤن اور اوسکا سر تن سے اُتار لاؤن امیر نے فرمایا کہ وہ آخر تیرا باپ ہی تجھے اوسکا سر کاٹنا مناسب نہین ہی یہہ فرماکر امیر کشورگیر آپ اُٹھے اور بالاخانے سے نیچے اترے جب کنجال شاہ نے امیر کو دیکھا تو پکارا کہ ای عرب تیرا دماغ یہانتک پہنچا ہی کہ بادشاہونکی بیٹیونکو بازو کے زور سے اپنے خرچ مین لاتا ہی مین کچھ نوشیروان نہین ہون کہ اسباتکا تحمل کرونگا اب جان میرے ہاتھ سے کہان لیجاویگا یہہ کہکر تروار کھینچی اور امیر پر چلائی امیر نے ہاتھ اوسکا ہوا پر پکڑا اور کمان اوسکی گردن مین ایسی ماری کہ الگ گھوڑے پر سے زمین پر گرا امیر بھی کودکر اُسکے سینے پر بیٹھے اور کہا کہ بول خدا ایک ہی اور دین مہتر ابراہیمؑ کا برحق ہی کنجال شاہ گیلانی نے اقرار کیا پھر امیر نے اُسے چھوڑدیا اور اپنے محل مین تشریف لائے اور کنجال شاہ گیلانی بھی اپنے دولتخانہ مین گیا اور یہہ خبر پکڑنے اور مسلمان کرنے کی مشہور ہوئی کہ امیر کشورگیر نے کنجال گیلانی کو پکڑا اور مسلمان کیا زرانگیز کو بھی یہہ خبر ہوئی وہ مکارہ رات کو اُٹھی اور ہتھیار کمر سے لگائے پھر گھوڑے پر سوار ہوکر گیلی سوار کے محل کے نزدیک آئی اور آہستہ گھوڑے پر سے اترکر محل کے اندر گئی تو دیکھا کہ امیر کشورگیر اور وہ گیلی سوار ملکر سوتے ہین تب زرانگیز نے اپنے دلمین کہا کہ دیکھو یہہ عرب مجھے قبول نکرکے

اِسکے ساتھہ سوتا ہی اب مین بھی ایسا کرتی ہون کہ اِن دونو کو جہان سے اٹھاتی ہون یعنے جان سے مارتی ہون پس یہہ کہکر کمان ہاتھہ مین لی اور تیر کو چلّے پر لگایا اور چاہا کہ کمان کو کھینچکر تیر مارے سو خدا تعالی کے حکم سے کمان کا چلّا ٹوٹ گیا اور تیر اسکا جو جوڑا تھا سو زمین پر گرا بموجب شعر کے اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ؛ نہ بُرّد رگے تا نخواہد خدائے جا کو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئے ؛ بال نہ بنگا کر سکے جو جگ بیری ہوئے ؛ غرض آواز کمان کے ٹوٹ نیکی گیلی سوار نے سُنی ہشیار ہوئی اور زر انگیز کو دیکھا پس امیر کو تو نہ جگایا اور آپ آہستہ اُٹھکر ڈھال و تروار ہاتھہ مین لیکر چلی زر انگیز بانو نے جب اُسے آتے دیکھا تب بالاخانہ پر سے نیچے اتر کر راہ جنگل کی لی تب گیلی سوار نے بھی گھوڑے کی ننگی پیٹھہ پر سوار ہو دنبالہ اوسکا کیا اور اسیوقت امیر بھی ہشیار ہوئے سو اپنی عورت کو ندیکھا تب باہر آئے تو دیکھا کہ ایک سوار کا دنبالہ کئے جاتی ہی تب امیر بھی اشقر پر سوار ہوکر اُسکے پیچھے چلے زر انگیز جب مقدار ایک تیر کے چلی گئی تب گھوڑے کو پھر اکر گیلی سوار کو پکارکر بولی کہ ای گیسو بریدہ و شوخ دیدہ امیر کے ڈر سے تجھے یہان لائی ہون اب تو جی میرے ہاتھہ سے کہان لیجاویگی یہہ کب روا ہی کہ مین اسکے فراق سے جلتی ہون اور تو اوسکے ساتھہ عیش کرتی رہے و عشرت مین مشغول رہے یہہ بولکر گیلی سوار پر حملہ کیا سو امیر نے دیکھا کہ دونو آپس مین لڑتیان ہین تب امیر کشور گیر دور کھڑے رہکر تماشا دیکھنے لگے جب یہہ دونو خوب جنگ مین تھین اُسوقت از رانگیز نے تروار گیلی سوار پر ماری تب گیلی سوار نے ڈھال کے چھیپٹے سے ردکی اور قابو پاکر گیلی سوار نے اوسکے دوال کمر مین ہاتھہ ڈالکر پکڑا اور زور کرکے گھوڑے پر سے اٹھایا اور سر پر لیجا کر ایسا زمین پر مارا کہ زر انگیز جہنم مین گئی جب یہہ حال امیر نے دیکھا تب گیلی سوار کو پکارکر کہا کہ ای نادان اس بدبخت کو کیون مارا کہ یہہ عورت نوشیروان کی تھی گیلی سوار نے پکارکر کہا یا امیر ایسے کا مارنا ہی خوب تھا اور اب پچتانا کیا فایدہ رکھتا ہی **نظم** بودنی بود ہرچہ خواہد بود ؛ غم بدل داشتن ندارد سود ؛ گرگ از گلہ گوسفند ربود ؛ تا گئے ہوئے شبان ندارد سود ؛ تب امیر نے فرمایا کہ جب اسکے مرنے

کی خبر نوشیروان کو پہنچے گی تب وہ اور لوگ ایسا بولینگے کہ اسے حمزہ نے مارا ہی پھر نوشیروان بہت شرمندہ ہوگا یہہ کہکر امیر اور گیلی سوار دونو ملکر محل مین گئے اور ساری رات عیش مین رہے جب فجر ہوئی تو یہان نوشیروان نے اپنی عورتنکو پلنگ پر نہ دیکھا تب حکم کیا کہ دوڑو اور ڈھونڈھو تب ہرکارے اور عیار دوڑے اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے گیلی سوار کے محل کے نیچے آئے اور زرانگیز کو مرا پایا تب اٹھاکر نوشیروان کے نزدیک لائے اور کہا کہ گیلی سوار کے محل کے نزدیک موئی ہوئی پڑی تھی تب بادشاہ نے اپنے دلمین کہا کہ بیشک یہہ بدکارہ حمزہ کے نزدیک گئی ہوگی تو حمزہ نے اُسے مارا ہوگا تب بہت شرمندہ ہوا اور اپنے دلمین کہا کہ میرا کام یہان تک ابتر ہوا کہ میری عورت عاشق دوسرے کی ہوکر مجھے یہان اکیلا سوتا چھوڑکر آپ باہر گئی اب یہہ منھہ کالا مین کسکو دکھاؤنگا پس اسیوقت اپنے غلامونکو بلاکر کہا کہ ای غلامو تم اسوقت میرے ساتھی ہو یا نہین کہ مین کچھہ دنون سوداگری کیا چاہتا ہون اور اس بادشاہی کو چھوڑ دیتا ہون تب سب غلامون نے سر زمین پر رکھکر کہا کہ جو حکم بادشاہ ہی اُسپر ہم راضی ہین تب آدھی رات کو اُٹھکر مال و اسباب اور یاقوت و زمرد و جواہر ایک قسم کا لیکر اور اسّی ہزار غلام لیکر گیلی شہر سے باہر نکلا اور راہ چین کی لی تب جہان جاتا تھا وہان سوداگر کہلاتا تھا اور خوشی سے کھاتا پیتا تھا اور یہان جب فجر ہوئی تب چوکیدارون نے نوشیروان کو تخت پر نہ دیکھا تب شور و غل مچایا اور سب وزیر و امیر اور اُسکے ساتھہ کے بادشاہ جمع ہوئے اور آپس مین کچھہ کچھہ کہنے لگے تب ہرمز اور بختک نے کہا کہ حمزہ اور عمر بن عمیہ بادشاہ کو لیگئے ہوونگے تب بزرجمہر نے کہا کہ بھلا ایک نوشیروان کو تو عمر لیگیا لیکن یہہ کہو کہ اسّی ہزار غلام اور اتنا مال و اسباب کون لیگیا اور کیا ہوا تب تو ہرمز اور بختک چپ ہو رہے پھر بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ اپنی عورت کی شرمندگی کے مارے اپنے ملک سے باہر گیا ہی تب ہرمز کو سارے وزیرون اور امیرون نے ملکر تخت پر بٹھایا اور آپ نوشیروان کو ڈھونڈھنے لگے تب بھی خبر نپائی یعنے یہہ جو بادشاہ سوداگری کرتا چلا جاتا تھا قضائے کردگار راستے

مین خطا اور ختن کے ایک چور بہرام نام ہزار سوار سے چوری و رہزنی کرتا پھرتا تھا اور بہرام خود بھی بڑا سخت پہلوان تھا سو اُسنے سنا کہ بڑا قافلہ آتا ہی پس وہین راہ پکڑ کے وہ ٹھہرا رہا اور جب نوشیروان نے سُنا کہ آگے چور ہین تب پیچھے ہٹا اور وہان اُترا جب رات ہوئی تو بہرام نے ڈاکا ڈالا اور نوشیروان کو جیتا پکڑا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور کئی غلام مارے گئے اور کئی بہرام کے ہاتھ لگے اور باقی بھاگ گئے پس بہرام نوشیروان کو باندھ کر اپنے ساتھ لیگیا اور کئی ایک روز رکھا ایک روز نوشیروان سے بہرام نے پوچھا کہ ای بڈھے بول تو کون ہی اور کونسی سوداگری کرتا ہی تب نوشیروان نے کہا کہ مین قباد شہریار کا بیٹا ہون یہہ کہکر اپنی ساری حقیقت کماحقہ بیان کی تب بہرام نے کہا کہ ای بڈھے گدھے کیون جھوٹھہ بولتا ہی اور بادشاہ کو بدنام کرتا ہی کسواسطے کہ نوشیروان ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو کر تخت اور تاج چھوڑ کر سوداگری اختیار یگا جا دور ہو میرے سامنے سے مُنہہ مت دکھا تب نوشیروان اکیلا وہان سے مانند فقیرونکے بہرام کے پاس سے باہر نکلا اور باہر آکے خطا کی راہ لی بعد چند روز کے خطا کے شہر کو پہنچا اور وہان جا کر ایک جگہہ بازار مین گھر لیکر رہا تب کئی ایک آدمی اُسکے آس پاس ملے سو ایک روز ایک شخص نے پوچھا کہ ای فقیر تو کون ہی کہ تیری پیشانی پر دولت کا اثر ہی سو تیرا نام کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ میرا نام نوشیروان ہی مجھے اس چرخ بیداد گرنے گردش مین لاکر خاک مین ملایا ہی تب یہہ خبر رفتہ رفتہ خطا کے بادشاہ کو پہنچی کہ ایک بڈھا اس شکل کا آیا ہی سو کہتا ہی کہ مین نوشیروان ہون تب بادشاہ نے کہا کہ اوسے لے آؤ القصہ جب کہ نوشیروان کو لیگئے تب بادشاہ خطا کا دیکھکر حیران ہوا اور کہا ای فقیر کیون نام نوشیروانکا بدنام کرتا ہی اگر دوسری بار یون کہلاویگا تو تجھے شہر سے باہر نکالدونگا نوشیروان نے سُنا اور ایک بھٹیارے کے یہان گیا اس بھٹیارے نے اسے رکھا تب نوشیروان کیا کیا کرتا کہ جو کوئی بھٹیارے کے یہان کھانا کھا کر جاتا جو کچھہ جھوٹا جھاٹا پڑتا سو کھا لیتا کتنے دن اسیطرح سے وہان گذرے ایک روز اوس بھٹیارے نے پوچھا کہ ای بڈھے تو کون ہی تب اوسنے کہا کہ مین نوشیروان ہون تب بھٹیارے نے کہا ای بڈھے گدھے بادشاہ کا

نام کیون بدنام کرتاہی دور ہوا ورمجھے تیرا منہہ مت دکھا پھر نوشیروان خطا کے شہر سے نکلا اور ختن مین گیا تب لوگ وہانکے پوچھنے لگے تو کون ہی اُسنے کہا مین نوشیروان ہون تب لوگون نے جاکر ختن کے پادشاہ سے کہا کہ ایک بڈھا ایسی شکل کا اس شہر مین آیا ہی اور پادشاہ ہفت اقلیم کو بدنام کرتاہی کہ مین نوشیروان ہون تب شاہ ختن نے کہا کہ ایسے شخص کو شہر بدر کرو تب نوشیروان وہانسے پھر نکلا اور آتشکدہ نمرودی مین آیا اور وہان غلام نوشیروانکے لکڑہارون کے ساتھ لکڑیان لاتے تھے اور روٹی اُنکو کھانیکو ملتی تھی اور ہمیشہ وہ آگ جلتی تھی کبھی بجھاتے نہ تھے پس نوشیروان بھی اپنے غلامونکے پاس آیا تو کسی غلام نے اُسے نہ پہچانا تب اوسنے کہا مین نوشیروان ہون مجھے گردش فلک نے اس حال کو پہنچایا ہی تب غلامون نے سنکر مارتے مارتے اسکا منہہ لعل کیا غرض کہ پھر نام اپنا کبھی زبان پر نلایا اور فقیرون مین رہنے لگا جب کئی روز گذرے تو وہان کے خادمون نے اوسسے کہا کہ ای بڈھے یہان تین روز تک خیرات کا کھانا ملیگا اور بعد تین روز کے بغیر از لکڑیان لانے کے کسی کو کھانا نہین ملتاہی اگر تو بھی لکڑیان لاویگا تو تجھے کھانا دوینگے یہہ سنکر نوشیروان ضرورت کو لکڑیان لانے لگا اور لکڑیان لانے والونکے ساتھ ہمیشہ اسی طرحسے جاتا اور ہموافق بوجھ کے اُٹھا لاتا پس اوسی موافق اوسے خادم وہانکے کھانا دیتے لیکن نوشیروانکا پیٹ نہ بھرتا تھا مگر صبر کرتا تھا پس ایک مدت یونہین گذری پر ہرمز کو نوشیروان کی خبر نہ ملی کہ کہان ہی تب ایکدن ہرمز نے بزرجمہر سے پوچھا کہ ای وزیر پر تدبیر بول کہ بادشاہ فی الحال کہان ہی بزرجمہر نے کہا کہ ختن کیطرف ہی تب ہرمز نے کہا کہ کوئی بادشاہ کے پاس جاکر خبر لاوے تو مناسب ہی تب بزرجمہر نے کہا کہ اگر امیر حمزہ جاویگا تو خبر تو کیا خود نوشیروان کو لے آویگا اور تخت پر بھی بٹھاویگا وگرنہین تو تمام عمر سرگردان ہوکر مریگا تب ہرمز نے ماکی طرف سے یعنے زرینہ کفش کیطرف سے امیر کو لکھا کہ ای فرزند امیر حمزہ جان کہ مدت ایک سال کی گذری جو نوشیروان غائب ہوا ہی اور کوئی نہین جانتا کہ کہان گیا ہی اور کہان ہی اور بزرجمہر ایسا کہتے ہین لا اگر حمزہ جاویگا تو بادشاہ کو لاکر تخت پر بٹھاویگا ورنہین تو بادشاہ کو مواجانو جب یہہ نامہ

رقم

رقم ہوا تب امیر کو پہنچا یا تب امیر نے نامہ لیا اور لفافہ کھولکر پڑھا اور کہا کہ ای عمر تم جاؤ اور بزرجمہر سے پوچھو کہ کس طرف کو جاؤن جو بادشاہ کو پاؤن تب عمر بن عمیہ بزرجمہر کے پاس گئے اور پوچھا تو بزرجمہر نے کہا کہ اگر حمزہ تن تنہا پیادہ پا خطا و ختن کا سفر کریگا تو بادشاہ کو پاویگا وگرنہین تو خدا جانے کہ کیا حال اُسکا ہو ویگا تب عمر نے آکر بزرجمہر کا کہا ہوا سب امیر حمزہ کو سُنایا اُسوقت امیر نے نیک ساعت دیکھکر ہتھیار کمر سے باندھے اور اوسکے اوپر چمڑا اسمندرون کا پہنا اور لکڑی شمشاد کی ہاتھ مین لی اور یارون سے وداع ہوکر روانہ ہوئے باقی داستان فردای شب را

داستان اکسٹھوین

جب امیر حمزہ رخصت ہوکر اپنے یارون سے باہر آئے اور راہ خطا و ختن کی لی تب رات دن چلے جاتے تھے اور خبر نوشیروان کی پوچھتے تھے تب ایک شخص نے کہا کہ ایک سوداگر بہت مال و اسباب لیکر اس راہ سے جاتا تھا سو بہرام چور نے اُسے لوٹ لیا لیکن مین نہین جانتا کہ اوسے چھوڑا یا نہین چھوڑا جب یہہ حقیقت امیر نے سنی تب اوس قلعہ کے پیچھے آکر ایک ایسا نعرہ مارا کہ سارا کوٹ تھرانے لگا اور ہلنے لگا بہرام نے سُنا تب ہزار سوار سے باہر آیا تو اکیلا امیر کو دیکھکر گھوڑا میدان مین کودایا اور گرز امیر کشور گیر پر چلایا تب امیر نے اوسکا گرز ہاتھ کی لکڑی سے رد کیا اور جب امیر کی نوبت پہنچی تو اوسی شمشاد کی لکڑی سے بہرام کو مارا پس وہ لکڑی لگتے ہی بہرام کو طاقت نرہی اور زمین پر گرا وہین امیر اوسکی چھاتی پر سوار ہوئے اور کہا کہ بول خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیمؑ کا برحق ہی تب بہرام بولا کہ تو کون ہی امیر نے کہا مین حمزہ بن عبدالمطلب ہون جب بہرام نے حمزہ کا نام سُنا تب حیران ہوکر اُنگلی دانتو مین پکڑی اور مسلمان ہوا اور امیر کو قلعہ مین لیجا کر شرط مہمانی کی بجا لایا اور حقیقت مفصل پوچھی تب امیر نے احوال نوشیروان کا اور اپنا کہا تب بہرام نے سر خدمت زمین ادب پر رکھکر کہا یہہ تقصیر مجھسے البتہ ہوئی ہی امیر ہی سبب سے بادشاہ حیران ہوا ہی تب امیر نے

کہا کہ ای بہرام کچھ خبر تجھے ہی کہ نوشیروان اب کسطرف کو گیا ہی بہرام نے کہا کہ شہر
خطا کو گیا تھا تب امیر کشورگیر نے بہرام سے کہا کہ تو یہان رہ اور مین اوسے ڈھونڈھنے
کو جاتا ہون بہرام نے کہا مجھے یہان کیون چھوڑے جاتے ہو مین بھی تمھارے ساتھ
چلونگا تب امیر نے فرمایا تجھے اختیار ہی تب بہرام نے ہزار درم کمر مین باندھے اور ہتھیار
بھی لگائے پھر امیر کے ساتھ چلا تب امیر اور بہرام چلتے چلتے خطا کو پہنچے اور شہر مین
گئے اور نوشیروان کو ڈھونڈھنے لگے اور لوگون سے پوچھتے تھے کہ ایک بڈھا اس شکل کا
ہمارا ایسے گم ہوا ہی اگر کوئی خبر رکھتا ہو تو ہمکو بتاؤ تب ایک شخص نے کہا کہ اس بڈھے
گم ہوئے کو پوچھتے ہو سو یہان آیا تھا اور بھٹیارے کے یہان رہتا تھا تب امیر اس بھٹیارے
کے دوکان پر گئے اور کھانا مول لیا اور کھایا پھر بھٹیارے سے حقیقت پوچھی تو اوسنے
کہا کہ کئی روز ہمارے یہان رہا تھا اور ایسی باتین سنکر اسے ہمنے دور کیا تو وہ ختن
کیطرف گیا ہی تب امیر نے وہان سے ختن کی راہ لی اور راہ طے کر کے وہان پہنچے
تب وہانکے لوگون سے خبر پوچھے تو بتایا کہ آتشکدۂ نمرودی مین گیا ہی تب امیر بہرام دونو
آتشکدۂ نمرودی کو گئے اور لنگر خانے مین اترے جب وہانکے حوالدارون نے دیکھا کہ
آدمی آئے ہین تب کھانا پانی لاکر انکو دیا امیر اور بہرام نے کھایا اور بیٹھے تا کہ عصر کا وقت
آیا تب سارے لکڑہارے بوجھے لیکر آئے اور آتشکدہ مین لکڑیان ڈالین اور ایک
ایک روٹی اور پیالہ آش کا لیا پھر نوشیروان بھی آیا سو تھوڑی لکڑیان سر پر لایا تھا
سو اوس آتشکدہ مین ڈالکر اپنے غلامون سے روٹی طلب کی تب ایک غلام نے
تھوڑی روٹی اور پانی دیا اور کہا ای بڈھے تو لکڑیان نہین لاسکتا ہی تو تجھے روٹی
کیون کر ملیگی پس نوشیروان نے وہ روٹی لیکر صبر کیا اور پانی پیا اور ایک گوشہ پکڑ کر
بیٹھا امیر نے یہہ حال دیکھکر بہت روئے اور کہا کہ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ یعنے
خدائیتعالی جسے چاہتا ہی اوسے عزت دیتا ہی اور جسے چاہتا ہی اوسے خوار کرتا ہی یہہ
وہی نوشیروان ہی کہ جسکے آگے زربفت کا سفرہ بچھایا جاتا تھا اور اوسکے اوپر سونے
روپے کے باسن چنے جاتے تھے اور ایک کوس تک کھانا رکھا جاتا تھا سو آج ایک

نوالے کھانیکا محتاج ہوا ہی پھر ونان کے حوالدارون نے ایک خوان اچھا کھانیکا
امیر و بہرام کے آگے لائے تب امیر نے کہا ای بہرام تو جاکر نوشیروان کو بلالا اور
آپکو اور مجھے ظاہر نکرا اور اوسے بھی نوشیروان نام سے مت پکار بلکہ یون بول کہ ای
بڈھے کھانا کھانیکے واسطے میرے ساتھ آتب بہرام اٹھکر نوشیروانکے نزدیک آیا او
کہاکہ ای بڈھے ہمارے ساتھ کھانیکو چل پس نوشیروان کھانیکا نام سنتے ہی اٹھا
اور بہرام کے ساتھ امیر کے نزدیک آیا جب امیر نے نوشیروان کو دیکھا سو اٹھکر
سلام کیا اور گلے لگایا اور ملکر بہت روئے تب نوشیروان نے کہا ای جوان تو کیون
روتا ہی اور ایسی غریب نوازی کرتا ہی امیر نے کہا میرا باپ تیری صورتکا تھا اسواسطے
روتا ہون بعد ازان امیر اوسے بازو کے برابر لیکر بیٹھے اور اپنے ہاتھ سے کھانیکے نوالے
بناکر اوسکے مُنہہ مین دئے نوشیروان نے کھانا کھایا جب نوشیروان کا پیٹ بھر گیا تب
پوچھا کہ ایجوان تو کون ہی اور کیا نام ہی اور کہان سے آتا ہی امیر نے کہا کہ مین مرد
سپاہی ہون اور ہمیشہ مسافری کرتا پھرتا ہون لیکن ای بڈھے تو کون ہی اور تیرا نام
کیا ہی بڈھا بولا کہ ای جوان اگر مین اپنا نام بولونگا تو تو اسیوقت میرے تئین اپنے
نزدیک سے دور کریگا امیر نے قسم کھائی کہ مین ہرگز تجھے کبھی جدا نکرونگا بلکہ دس حصّہ زیادہ
غمخواری کرونگا لیکن سچ بول تب اُس بڈھے نے کہا کہ مین نوشیروان ہون اور قباد
شہریار کا بیٹا بادشاہ ہفت کشور ہون گردش فلکی نے میرا یہہ حال کیا ہی امیر نے کہا
ای بادشاہ تیری بادشاہت اور لشکر و حشم ہوکر تو نے آپکو کیون خواری مین ڈالا ہی تب
نوشیروان نے کہاکہ اوس بدبخت عرب کے ظلم سے مین نے اپنا ملک و مال و تخت و تاج
چھوڑکر سوداگری مین چندروز خوش گذران کی تھی لیکن یکایک ایک چور نے
آکر راہ پکڑ لی اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا تب اپنی حقیقت ابتدا سے انتہا تک
ظاہر کی اور کہا کہ اب اس خواری مین پڑا ہون امیر نے کہا کہ حمزہ نے تیرے اوپر
کیا ظلم کیا ہی کہہ نوشیروان نے کہا کہ وہ اول میرا مطیع تھا بعد از میری دختر پر عاشق
ہوکر مجھ سے پھرا امیر نے کہا کہ وہ قصد بادشاہی نرکھتا تھا مگر تمھین ہر بار اُسکے دشمن

ہوکر اُسے رنج دیتے رہے نوشیروان نے کہا کہ ایجوان سچ تو یہی ہی جو تو بولتا ہی اگرچہ حمزہ کچھ میری جانکا تو قصد نرکھتا تھا اور ملک بھی میرا میرے سے نہ چھینتا تھا لیکن بادشاہون اور وزیرون نے میرے اور اوسکے درمیان مین مخالفت ڈالکر میرے تئین شہر بشہر اور ملک بملک پھرانیکو لگایا ہی تب امیر نے کہا کہ اگر مین حمزہ کو باندھکر تجھے لادون تو تو اُسکو کیا کریگا اور مجھے کیا انعام دیویگا نوشیروان نے کہا ای فرزند وہ کونسا دن ہوگا کہ اس گردن کش کو باندھکر میرے ہاتھہ مین دیویگا تب امیر نے کہا کہ خاطر جمع رکھہ کہ مین حمزہ کو پکڑکر تجھے سونپونگا تب نوشیروان بولا کہ سوگند ہی مجھے بڑے لات کی اور قسم ہی چھوٹے منات کی اگر تو حمزہ کو پکڑکر مجھے دیویگا تو مین تجھکو اپنی چھوٹی بیٹی مہرافروز دونگا اور تجھے اپنا داماد بناؤنگا القصہ امیر نے نوشیروان سے شرط کرکے اوسکا قول کیا اور نوشیروان کی بہر وجہ غمخواری کرنے لگے راوی یون روایت کرتا ہی اور اوستاد کتابت کا حکایت کرتا ہی کہ جب نوشیروان نے چند روز امیر کے ہاتھہ سے کھانا کھایا تو پیٹ بھرنے لگا اور اُسکو لذیذ مزیدار معلوم دیا دیگر صحیح روایت یہہ ہی کہ امیر نے یہانتک خوبی کی کہ ہر روز بیس یا تیس بار نوشیروان کا جاے ضرور دھوتے لیکن وہ اپنی منافقی سے نگذرا یعنے اسیطر کہتا تھا کہ افسوس مین مسافر ہین مرجاؤنگا تو اس عرب کو سزا کون دیویگا یہہ سنکر امیر جواب دیتے کہ ای بادشاہ تو خاطر قوی رکھہ کہ اُس عرب کو مین آپ باندھکر تیرے حوالے کرونگا غرض کہ جب وہان تین دن گذرے تو وہانکی مہمانی موقوف ہوئی تب آتشکدہ کے حوالدار بولے کہ ای عزیزو تم تین دن ہمارے مہمان تھے اب بغیر لکڑیان لائے کے تمھین کھانا ندیوینگے نہین تو جہان آپکی خوشی چاہے وہان چلے جاؤ غرض امیر و بہرام و نوشیروان نے وہان سے راہ جنگل کی لی اور جاتے جاتے ایک جھاڑ کے نیچے بیٹھے اور توشہ کھایا اور سو رہے جب دوسرے لوگ لکڑیان توڑنے لگے اُسوقت نوشیروان نے کہا کہ ای فرزندو تم کیا سوتے ہو کہ دوسرے لوگ لکڑیان جمع کرتے ہین پھر تم کب جمع کروگے اور کسوقت لیجاؤگے امیر نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ اور تو بھی سو رہ تیرے واسطے ہم لکڑیان چنینگے اتنا کہکے سو رہے تب نوشیروان ایکساعت بیٹھا اور اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ یہہ

دونو کٹے جوان ہین سو اپنے زہد سے کھانا پیدا کر سکتے ہین اور مین بیچارہ غریب ناتوان ہون کہان سے پیدا کرونگا یہہ سو رہے ہے تو کچھ مضایقہ نہین مین نہ سوؤنگا یہہ سوچکر اُٹھا اور لکڑیان لیجانے والونکے ہر ایک بوجھ مین سے تھوڑی تھوڑی چرائی اور ایک جگہہ باندھکر رکھا تب امیر ہشیار تھے سو سارا تماشا نوشیروانکا دیکھکر بہت افسوس کھایا اور شکر بدرگاہ پروردگار کیا اور اپنے دلمین کہنے لگے کہ کیا نوشیروانکا حال تھا اور کیا ہوا یہانتک ناہموار اسے کردیا کہ اسنے ساری دنیا کی بادشاہی سے فقیری لی اور فقیری سے بھی چوری اختیار کی سو سب یہہ تماشا دیکھکر امیر سو رہے جب نوشیروان نے لکڑیان جمع کین اور امیر کے بازو سے آکر بیٹھا تب امیر نے اپنے تئین ہشیار کیا تو نوشیروان نے کہا ای فرزند واٹھو دن آخر ہوا کب لکڑیان جمع کروگے اور مین نے تمھارے سونے تک اپنے واسطے لکڑیان لایا ہون امیر نے فرمایا مین نے تجھے منع کیا تھا تو کاہیکو لایا اور محنت و مشقت کسواسطے اُٹھایا تب نوشیروان نے کہا کہ ایفرزند اب ہوا سو ہوا لیکن بار دیگر ایسا نکرونگا جو تم فرماؤگے وہی کرونگا القصہ امیر و بہرام اُٹھے اور پرانے سوکھے جھاڑونکو جڑ سے اُکھاڑا اور زمین پر دے مارا اور لکڑیان توڑ کر بڑے بڑے دو بوجھ باندھے اُسوقت سب لکڑہارے دیکھکر حیران ہوئے اور دلمین کہنے لگے کہ یہہ دونو دیو ہین یا غول بیابانی ہین کیونکر کہ آدمی کو اتنی قوت نہین ہی غرض امیر و بہرام لکڑہارونکے برابر بوجھ سر پر لیکر چلے نوشیروان مین طاقت نہ تھی کہ سر پر بوجھ لیکر چلے تب امیر نے اوسکا بوجھ اپنے بوجھ پر رکھکر اُسکو بھی اوسپر بٹھایا اور لیچلے جب آتشکدۂ نمرودیکے نزدیک آئے تو بادشاہ کو اُتارا اور لکڑیان آگ مین ڈالین تب حوالدارونکے امیر و بہرام کے بوجھ دیکھکر حیرت مین آئے اور اپنے دلمین کہنے لگے کہ یہہ دو بوجھ تمام آتشکدہ کو بس ہین تب اُنھونکے واسطے کھانا لذیذ و مزیدار لائے اور کہا کہ تمھارے واسطے کھانا لائے ہین سو تم کھاؤ پھر بولے کہ ای بزرگوار و تم اب تین روز تک پھر لکڑیونکے واسطے نجاؤ اب تین دن تک پیٹ بھر کے کھانا نوش کرو پھر اگر آپکی خوشی ہووے تو ایک آدمی لکڑیون کو جاوے بعد سب لکڑہارون کو بھی کھانا دیا امیر و بہرام و نوشیروان ان تینون نے پیٹ بھر کے

کھانا کھایا پس اسی روش ہمیشہ امیر و بہرام و بادشاہ لکڑیان لایا کرتے تھے اور آتشکدہ مین رہتے تھے آخر ایک روز امیر نے نوشیروان سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہی کہ آتشکدہ مین مال کہانسے خرچ ہوتا ہی اور کون تصرف کرتا ہی نوشیروان نے کہا کہ ایفرزند یہہ سب نفر میرے ہی ہین اور یہہ مال بھی میرا ہی خرچ ہوتا ہی امیر نے کہا کہ تو اپنے تئین اُنھونکے سامنے کیون نہین ظاہر کرتا ہی تب بادشاہ بولا کہ احوال اپنا مین نے اُنھون سے ظاہر کیا تھا تب اُنھون نے میرے منہہ پر تمانچے مارے یہانتک کہ سب منہہ میرا سوجھ گیا تھا تب امیر کہنے لگے کہ اگر تو قسم کھاویگا کہ دوسری بار آگ کو نمانونگا اور پوجا بھی نہ کرونگا تو مین ابھی سب حوالدارون کو آتشکدہ کے مار ڈالتا ہون اور اُس آتشکدہ کو بھی خراب کرتا ہون تب نوشیروان نے قسم کھائی اور بولا کبھی آگ کو نہ پوجونگا اور بلکہ آتش پرست کی تعظیم بھی نہ لونگا اور مین بھی نکرونگا تب امیر و بہرام آتشکدہ مین آئے اور اندر جاکر دروازے بند کئے اور ایک ایک آدمی کو اُٹھا کر آگ مین ڈالا یعنے سب آتش پرستونکو دوزخ مین بھیجے اور عمارت و ناکی سب در و دیوار توڑ تاڑ کر ویران کر ڈالے دوسرے لوگ جو اُن مین بزرگ و دانا تھے اُنھون نے امان مانگی تب امیر بولے کہ ای بدبختو بادشاہ ساری دنیا کا یہان آوے اور تم اُسکو کھانا پانی ندو اور اسکی کچھ بھی پرداشت نہ اُٹھاؤ یہہ بات کس ملک مین رواہی تب اُنھون نے کہا کہ ہم نے بادشاہ کو پہچانا نہ تھا اب یہہ قصور ہمارا معاف کرو القصہ خود نوشیروان نے باقی لوگون کو امیر کے ہاتھہ سے چھوڑوا دیا پھر آپ کوٹھیان توڑنے لگے تب اُنمین سے بہت سا مال نکلا سو وہ خزانہ لیکر ترتیب سلطنت کی درست کی تب ایک آواز آتشکدہ کی چوگرد سے آئی کہ بادشاہ ہفت کشور یہان پیدا ہوا ہی یہہ آواز سنکر ساری خلق آنے لگی اور تسلیمات بجالانے لگی پھر کتنے دن وہان سکونت کی پھر نوشیروان کو بڑے دبدبے و شان و شوکت سے لیچلے جاتے جاتے ختن کو پہنچے تب ختن کے بادشاہ کو خبر پہنچی کہ نوشیروان آیا تب اُسنے آپ جاکر استقبال کیا نوشیروان نے کہا کہ ایفرزند اس حرامزادیکو مارو کہ اُسنے میرے تئین فضیحت کیا تھا تب ختن کے بادشاہ نے امیر سے پناہ مانگی اور کہنے لگا کہ مین نے پہچانا نہ تھا کہ یہہ

نوشیروان

نوشیروان ہی یہہ گناہ مجھہ سے نادانستہ ہوا سو آپ بخشین پس امیر نے فرمایا کہ ای
بادشاہ تمھارے اس حال سے دشمن آئے تھے یقین ہی کہ کسی نے نہ پہچانا ہوگا اور
اطاعت نہ کی ہوگی اب اُسکے تئین بخشو تو مین امیر حمزہ کو باندھکر لادیتا ہون جو کچھہ تمھارا
جی چاہے سو اوسے کرنا پھر وہانسے کوچ کیا تو خطا کی سرحد مین آئے تب خطا کا
بادشاہ آیا اور استقبال کیا اور بہت عذر و معذرت درمیان لایا اور امیر سے پناہ مانگی
تب امیر نے روکر بادشاہ کے پاس سے امان دلائی اُسوقت ہرمز سارا لشکر نوشیروانکا
لیکر خطا مین پہنچا تب امیر نے کہا نوشیروان کو کہ آؤ تم اور ہم ملکر تمھارے لشکر مین
چلین اور دیکھین کہ تمھارے تئین کوئی پہچانتا ہی یا نہین غرض اپنا لشکر وہان چھوڑا اور
نوشیروانکے لشکر کے بازار مین آئے تب ایک بھٹیارے کی دوکان مین جاکر کھانا خرید
کیا اور کھانے کو بیٹھے کہ قضا کار مقبل حلبی اشقر دیوزاد کو پانی پلانے کو لئے جاتا تھا
سو یکایک اشقر کو باس امیر کی آئی پس اشقر وہین کھڑا ہو رہا مقبل نے ہر چند گھوڑے
کو چلایا لیکن اشقر مطلق وہانسے نہ ہلا تب تمام خلایق شہر کی تماشے کے واسطے جمع
ہوئی اتنے مین عمر بن عمیہ بھی وہان آیا اور یہہ تماشا دیکھا سو دریافت کیا کہ اشقر نے بو
امیر کی پائی ہی اس سبب سے یہانسے ہلتا نہین ہی تب اُسیوقت عمر بن عمیہ اُس بھٹیارے
کے بالاخانہ پر گئے تو کیا دیکھا کہ امیر و نوشیروان و بہرام یہہ تینون کھانا کھاتے ہین
دیکھتے ہی عمر پکارا کہ ای امیر آنا مبارک ہوا اُسوقت نظر نوشیروان کی عمر بن عمیہ پر پڑی
تو پہچانا اور اپنے دلمین معلوم کیا کہ اتنے دنونتک حمزہ ہی یار اپنا تھا سو وہ ابتک اپنے
ساتھہ ہی سو یہہ مقرر حمزہ ہی ہی القصہ جب تک کہ عمر بن عمیہ امیر سے ملے جلے نہین
تھے کہ ایکبار دوسری راہ سے نوشیروان کوٹھے پر سے اُتر کر بھاگا تب شور تمام لشکر
مین پڑا کہ حمزہ نوشیروان کو لایا ہی پس اُسیوقت ہاتھون ہاتھہ بادشاہ کو لیجا کر تخت
پر بٹھایا اور نقارے شادیکے اور دمامے خوشیکے بجائے اور امیر بھی اپنے دولت خانہ کو
تشریف فرما ہوئے اور سب یارون اور دوستون سے ملاقات کی اور ساری حقیقت
نوشیروان کی کہی باقی داستان فردا اے شب را

داستان باسٹھوین

جب امیر مسافر یسے آئے تب یارون کو کہا کہ مین نے نوشیروان سے اقرار کیا تھا کہ اپنے کو باندھکر تجھکو دونگا پس ای سعد بن عمرو عمر بن عمیہ اب تم مجھے باندھکر نوشیروان کے پاس لیچلو دیکھو تو وہ کیا کرتا ہی تب عمر بن عمیہ نے کہا کہ ای امیر یہہ کیا کرتے ہو امیر بولے کہ مین اپنی شرط کو بجالاتا ہون تاکہ اوسکی دختر لون تب عمر معدیکرب بولے کہ اگر نوشیروان مار ڈالے تو تم کیا کروگے اُسوقت امیر حمزہ نے کہا کہ بجز خدائے تعالیٰ کے مجھے کوئی نہ مار سکیگا تب یہہ کہکر امیر نے نوشیروان کے دربار مین جانیکے واسطے اپنے تئین باندھا اور سعد بن عمر کو بولے کہ لیچلو تب سعد بن عمر امیر کو نوشیروانکے پاس لے گئے اور دربار مین جاکر کھڑے رہے تب امیر کشورگیر نے کہا کہ مین نے شرط بادشاہ سے کی تھی کہ حمزہ کو باندھکر تجھے لادونگا سو یہہ بندہ حاضر ہے جو تیرا جی چاہے سو کر نوشیروان نے سر نیچا کرلیا تب سوچکر بختک آگے ہوا اور کہا کہ ای بادشاہ ایسا قابو تو کہان پاویگا اب حکم دے کہ اس عرب کی گردن اڑادین تب بھی نوشیروان نے دم نمارا تب امیر اپنے دلمین سوچے کہ یہہ بادشاہ ہنوز میرا دشمن ہی پس زور کیا کہ کمند توڑی اور سعد بن عمر سے کہا کہ بختک کو پکڑو اور دوسرے کافرونکو بھی مارو تب سعد بن عمر دوڑے اور بختک کو پکڑا امیر نے فرمایا کہ مار ڈالو جب سعد اُسے مارنے لگے تو وہ غلامزادہ بادشاہ کے گھر مین بھاگ گیا تب امیر نے کئی کافرون کو جہنم مین پہنچایا اور آپ اوس فوج مین سے باہر آئے اور اپنے لشکر مین گئے پس دوسرے روز عمر بن عمیہ سے کہا کہ تم نوشیروان کے پاس جاؤ اور کہو کہ حمزہ بولتا ہی کہ مین نے جو عہد کیا تھا بجالایا اور تو نے جو کچھہ شرط کی تھی سو بجا نہ لایا اب اپنی بیٹی مجھے دے تب عمر بن عمیہ نوشیروان کے پاس گیا اور پیغام امیر کا دیا اُسوقت بادشاہ نے کہا ای عمر حمزہ سے بولو کہ مین نے جو شرط کی ہی سو بجالاؤنگا تب عمرو ہان سے پھر کر آئے اور جواب نوشیروان نے کہا تھا سو امیر سے کہا پھر نوشیروان نے وزیرون اور بادشاہون کو بلاکر مجلس مقرر کی اور مشورت کرنے لگا تب بادشاہ نے حضار ان محفل مین ظاہر

کیا کہ مین نے حمزہ سے اقرار کیا تھا کہ اپنی بیٹی تجھے دونگا سو تمھاری عقل مین کیا آتا
ہی تب سب کافر ملکر بولے کہ ایک بیٹی دیکر اپنے تئین ساری جہان مین فضیحت کیا
اب دوسری کو بھی دیتا ہی سو بادشاہ اس زمانے کے تجھے کیا کہین گے تب نوشیروان
نے کہا کہ ایکبار وہ داماد میرا ہو چکا اب شرم کیا ہی اور اسّے بہتر داماد دوسرا کون
اس زمانے مین ہو گا یہہ بولکر مجلس شادی کی آراستہ کی اور مبارکباد امیر کو دی
اور نیک ساعت مین کار خیر مہر افروز کا شروع کیا تب امیر حمزہ نے بھی اپنے گھر مین
شادیکا جشن شروع کیا اور مبارک روز و ہمایون وقت مین بیٹی نوشیروان کی اپنے
گھر مین عقد کر کے لائے جب یہہ خبر چارونطرف عام ہوئی سو سبھی کافر دشمن جانی
امیر کے ہوئے اور بختک نے چارونطرف خط لکھہ کر روانہ کئے اور خطون مین یہہ
مضمون لکھا تھا کہ ای بادشاہان و ای شہزادگان تم کیا خواب غفلت مین ہو
کہ حمزہ نے اپنے بازو کے زور سے دو بیٹیان نوشیروان کی اپنے نکاح مین لائین اور
داماد نوشیروان ہوا اگر تم زور کروگے تو ابھی یہہ دختر پھیر لوگے اور جو بادشاہ
نوشیروان کے پاس کے تھے سو ایک طرف ہو کے مصلحت کر کر ہرمز کے نزدیک گئے
اور کہنے لگے کہ ای شہزادے نوشیروان تو اب بڈھا ہوا ہی اور عقل اوسکی گم ہوئی
ہی سو تو بیٹا اوسکا ہی تجھے لازم ہی کہ کوشش کرتا کہ سر ان عربونکے دھڑسے اڑا
وین وگرنہین تو ملک و بادشاہی و سرداری تمھارے گھر سے جاوے گی تب ہرمز
نے کہا اب جو تم کہو اوسبات پر مین راضی ہون پس سب کافرون نے ملکر اتفاق سے
کہا کہ اگر تو نوشیروان کو البرز کے پہاڑ پر لیجاویگا تو اتنے پہلوان و عادی پیدا ہووینگے
اور آوینگے کہ حمزہ کو ہتھیار سمیت گھوڑے پر سے اٹھاوینگے اور آپ بادشاہ کو مداین
مین بھیجکر تخت پر بیٹھاوینگے اور تو البرز کے پہاڑ پر چل اور دیکھہ کہ کیا تماشا ہوتا ہی
تب ہرمز نے قبول کیا اور نوشیروان کو بلا کر کہا کہ سارا لشکر تجھسے پھرا ہی اگر تو
حمزہ کے مارنے پر کمر باندھتا ہی تو بہتر وگرنہین تو سب لشکر نکل جاویگا اور تجھے مار
ڈالین گے تب نوشیروان نے کہا کہ مین حمزہ کے مارنے مین کیا قصور و کوتاہی

کرتا ہون دوسرا مجھسے کیا چاہتے ہو اوسنے کہا کہ سرعب کا چاہتے ہین آخر بعد مشورت کے چلنا البرز کے پہاڑ پر مقرر ہوا اور سب بادشاہونکو بلا کر ظاہر کیا تب سب یہہ بات سُنکر چپ رہے باقی داستان فردا ے شب را

داستان ترسٹھوین

جب دوسرا روز ہوا تب نوشیروان نے کوچ کرکے راہ البرز کے پہاڑ کی لی تب بادشاہ نے ایک خط امیر حمزہ کو لکھا کہ اگر تو ہزار جان رکھتا ہوگا اور البرز کے پہاڑ کو آویگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجاویگا جب امیر کو یہہ خط پہنچا اور امیر نے لفافہ اوسکا کھولکر پڑھا تب سب حقیقت ظاہر ہوئی سو امیر کو وہان جانا فرض ہوا تب پیچھے سے اوسکے آپ بھی کوچ کیا اور بعد کتنے دنون کے منزل و مراحل طے کرکے البرز کے پہاڑ کے دامن مین پہنچے تب نوشیروانکا آوازہ سُنکر ہر طرف سے بادشاہ اور وزیر آنکے حاضر ہوئے اور دو عادی بھی آئے سو ایک کا نام بہرام چوب گردان اور دوسرے کا نام عادیان چوب گردان پس یہہ دونو پہلوان نامدار سخت تھے سو بادشاہ کے نزدیک آئے تب نوشیروان کو قوت زیادہ ہوئی تب دوسرے روز نوشیروان اپنے غلامون کو اور عادیون کو اور پہلوانون کو لیکر سوار ہوا اور امیر کشورگیر بھی سوار ہوے اور کافرون کے سامنے آکر کھڑے رہے اور نقیب پکارے کہ کون مرد قصد میدان کا کرتا ہی سو آوے اور وہ آکر اپنا اور اپنے باپ دادیکا نام روشن کرے اتنے مین عادی چوب گردان میدان مین آیا اور حریف کو بلایا اور کہا کہ امیر کو خبر کرو تب امیر کو یہہ خبر ہوئی اس عرصہ مین بادشاہ ملک خاور کا قیمار خاوری امیر کی خدمت مین آیا اور رضا مانگی تب امیر نے کہا کہ جا خدا کو سونپا تب قیمار خاوری میدان مین آیا اور چوب گردان سے لڑنے لگا ویسے مین جنگل سے ایک گرد پیدا ہوئی سو اُس گرد مین سے ایک سوار نکلا اور درمیان دو نوجوان کے آکے کھڑا رہا تب قیمار اور چوب گردان میدان سے پھرے تب اُس سوار نے منہہ اپنا کافرونکے طرف کیا

اور پکارا کہ ای نوشیروان کسی پہلوان کو میدان مین بھیج تب ایک عادی میدانمین آیا اور گرز نکالا اور اُس سوار کو مارا سو اوس سوار نے گرز اوسکا اپنی ڈھال پر لیا اور اپنا ہاتھ عادی کی کمر مین ڈالا اور خوب مضبوط پکڑ کر زور کیا ایسا کہ زین پر سے اٹھایا اور سر پر پھرایا اور زمین پر ایسا پٹک کر مارا کہ چارون شانے چت جا کر گرا پھر دوسرا عادی آیا اور وہ بھی پست ہوا پس اسی روش سات عادیون کو مارا پھر اپنا رخ عربون کی طرف کیا اور لشکر کیطرف دیکھکر پکارا کہ تمہارے مین جو رستم پیلتن ہی سو وہ میدان مین آوے وہین رستم پیلتن میدان مین آئے تک وہ سوار دوڑا اور اُسکی کمر پکڑی تب تو رستم نے بھی اُسکی کمر پکڑی پھر دونو آپس مین زور کرنے لگے اور یہانتک زور کیا کہ گھوڑے چار زانو ہو گئے تھے تب اوس جنگی سوار نے دوال کمر اپنے ہاتھ سے رستم پیلتن کی چھوڑی اور کہا کہ تو جا اور سعد طوقی کو بھیج سو رستم پھر آئے اور سعد کو کہا کہ تجھے بلاتا ہی تب سعد میدان مین آیا اور گھوڑے پر سے کود پڑا تب وہ سوار صحرائی اُوسنے بھی زور کرنے لگا لیکن نہ اُسے فتح نہ اوسے ظفر تب وہ سوار صحرائی بولا کہ تو بھی جا اور سعد بن عمر کو روانہ کر جب سعد بن عمر میدان مین آیا سو اوسنے بھی دو دو ہاتھ لڑا اور کہا کہ ای سعد تو بھی جا اور حمزہ کو بھیجدے جب سعد بن عمر پھر کر آیا تو امیر کی خدمت مین ظاہر کیا کہ ای جہانگیر وہ تو آپ کو بلاتا ہی امیر یہہ خبر سنکر اوٹھے سلاح تمام بدن پر آراستہ کئے اور میدان مین آنکر اوسکے مقابل کھڑے رہے تب وہ سوار صحرائی آیا اور ایک ہاتھ سے اشقر دیوزاد کا تنگ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے امیر کی کمر پکڑی اور نعرہ مار کر اپنی طرف کھینچا راوی روایت کرتا ہی کہ امیر گھوڑے سمیت تین ڈگ پیچھے پھرے اور اشقر گھٹنے تک زمین مین گڑ گیا تب تو امیر نے پھر نعرہ مارا سو تمام لشکر مین غل پڑ گیا اور کتنے ہی مارے دہشت کے مر گئے یعنے امیر مانند اژدہے کے پکارے اور دوڑے اور اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر گھوڑے پر سے اُٹھایا اور سر پر لیجا کے ایسا پھرایا کہ تمام مردان عالم آفرین کہنے لگے پھر زمین پر پچھاڑا اور اُسکے سینہ پر بیٹھے اور خنجر نکالکر چاہا کہ

اوسکے گلے پر چلاوین تب امیر نے فرمایا کہ ایجوان سچ بول کہ تو کون ہی تب وہ جوان
بولا کہ مین بیٹا رستم پیلتن کا ہون اور نام میرا شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز
خاوری ہی اسوقت امیر نے کہا کہ اگر تو بیٹا رستم پیلتن کا نہوتا تو تجھے مار ڈالتا پھر امیر
اٹھے اور اوسکو گلے لگایا اور عمر بن عمیہ سے کہا کہ یہہ بیٹا رستم پیلتن کا ہی اسے لیجاؤ عمر
نے امیر سے سنتے ہی خوشحالی سے اپنے سر کی ٹوپی ہوا پر اڑائی اور پکارے کہ ای
رستم پیلتن بیٹا آیا سو تمکو مبارک پھر وہ لشکر امیر اوسے اپنی گود مین بٹھا کر اپنی فوج
مین لیکر آئے اور کھڑے رہے اور ملک قاسم ہنوز زمین پر اُترے بھی نہ تھے کہ ایک
سوار چالیس گز کا جنگل مین سے پیدا ہوا اور میدان مین آکر کھڑا رہا تب امیر نے قاسم
سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہہ سوار کون ہی اور کہان سے آیا ہی تب قاسم نے کہا کہ
مین نہین جانتا ہون تب وہ سوار بلند قد سیاہ عرب کے طرف پھرا اور پکارا کہ ای ہومان
خاوری اگر تو مرد ہی تو میدان مین آ سو ہومان میدان مین آیا تب امیر نے قاسم سے
کہا کہ تو نام اسکا چھپاتا ہی کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بیٹا قیمار خاوری کا ہی تب
ہومان مقابل آکر کھڑا ہوا تب وہ سوار چالیس گز کا دوڑا اور کمر مین ہاتھ ڈالا اور
گھوڑے پر سے اُٹھا کر زمین پر پچھاڑا اور کہا کہ تو جا اور قیمار کو بھیج تب ہومان پھرا
اور قیمار کو روانہ کیا قیمار میدان مین آیا تب وہ سوار دوڑا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر کھینچی
تب قیمار نے بھی اُسکی کمر پکڑی اور دونو زور کرنے لگے پس یہانتک زور کیا کہ بیحال
ہوئے پھر قیمار کی کمر چھوڑ کر کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ کو بھیج دو تب قیمار پھرا اور امیر کے
پاس آیا کہا کہ یا امیر تمکو وہ بلاتا ہی جب امیر نے یہہ سنا سو میدان مین آئے اور مقابل
اُسکے کھڑے رہے تب اُس سوار نے امیر پر حملہ کیا اور کمر امیر کی آکر پکڑی اسوقت امیر
نے بھی اُسکی کمر زور سے پکڑی اور زمین سے اٹھایا اور سر پر لیجا کے پھرا کر زمین پر دے
مارا اور چھاتی پر کھڑے رہے اور کہا کہ ایجوان سچ بول کہ تو کون ہی اور تیرا نام کیا
ہی تب اوس سوار نے کہا کہ مین بیٹا قیمار خاوری کا ہون اور نام میرا قیس بن قیمار
کہتے ہین اُسوقت امیر نے پکارا کہ ای قیمار یہہ بیٹا تیرا تجھے مبارک ہو تب قیمار نے کہا کہ

اس بے ادب کو مار و کہ اُسنے نہایت بے ادبی کی ہی کیونکہ پہلے باپ سے لڑنیکو آیا
تب امیر نے کہا ای قیمار یہہ بیٹا پہلوان کا ہی سو اپنی پہلوان گیری بتاتا ہی پھر امیر
نے اوسے اپنی گودی مین بٹھالیا اور اپنے لشکر مین لائے اور نقارا بازگشتی کا بجایا
اور نوشیروان نے بھی اپنا لشکر پھرایا تب دونو لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے اور دوسرے
روز دونو لشکر پھر مستعد جنگ ہوئے اور میدان مین آکر فوجین آراستہ کین اور نقیب و
چوبدار پکارے کہ کون جوانمرد ہی جو قصد میدان کا کریگا اور نام اپنا ظاہر کریگا تب نوشیروان
کیطرف سے چوبگردان پہلوان میدان مین آیا اور حریف کو بلاکر کھڑا رہا تب فرخاری
سرشبان امیر سے بصد عجز و آداب رضا لیکر میدان مین آیا اور چوبگردان کے مقابل کھڑا
رہا اور گرز بازی لگے کرنے پھر نیزہ بازی ہوئی بعد شمشیر زنی کی لڑتے لڑتے رات
ہوئی تب دونو لشکر پھرے اور اپنے مقام پر اُترے جب دوسرا روز ہوا پھر دونو
فوجین میدان مین آئین اور چوبگردان بھی نکلکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای حمزہ اگر تو مرد
ہی تو میدان مین آ امیر نے سنتے ہی سلاح درست کرکے بدن پر راست کئے اور اشقر
پر سوار ہوکر میدان مین آئے تب چوبگردان نے اپنی چوب پھرائی اور امیر پر چلائی امیر نے
اوسکی لاٹھی رد کی اور دونو ہاتھون سے لکڑی پکڑی تب چوبگردان نے اتنا زور کیا کہ سارا
بدن اُسکا کانپا لیکن امیر کے ہاتھ سے لکڑی چھوڑا نہ سکا پھر امیر نے آہستہ سے
اُسکی لاٹھی چھین لی اور پھرا کر اوسکے دونو شانون پر ایسی ماری کہ چوبگردان گھوڑے
پر سے زمین مین گرا تب عمر بن عمیہ نے دوڑکر اوسکو باندھا جب بہرام چوبگردان نے یہہ
حال دیکھا وہین گھوڑے کو میدان مین چلایا اور لاٹھی پھرا کر امیر پر ماری امیر نے
اوسکی بھی لاٹھی پکڑ کر چھین لی اور وہی لاٹھی اوسکو پھرا کر ایسی ماری کہ وہ بھی گھوڑے پر
سے نیچے گرا تب عمر نے اوسے بھی باندھا پھر طبل بازگشتی کا بجایا اور اپنے مقام پر آئے
تب امیر نے کہا کہ ان دونو بھائیونکو منگاؤ پس بموجب حکم امیر کے انھون کو لاکر حاضر
کیا تب امیر نے فرمایا کہ ای پہلوانو مین نے تمھین کسطرح سے زیر کیا تب دونو نے کہا کہ
جیسا مرد دونکو مرد پکڑتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ بول خدا ایک ہی اور دین ابراہیم

کابر حق ہی اور یہہ بت اور اونکی پرستش کرنے والے باطل ہین تب دونو پہلوان صدق دل سے مسلمان ہوئے اور کلمہ پڑہا تب امیر نے دونو کو اپنے ہاتھہ سے خلعت فاخرانہ مرحمت فرمائے اور بند مین سے خلاصی دی اور سونے کی کرسیون پر بیٹھایا اور عمر بن عمیہ نے حلقہ غلامی امیر کا دونو کے کانین ڈالا تب کھانا اور انواع واقسام کی نعمتین منگائین اور بعد تناول طعام سفرا اُٹھایا تب دونو پہلوانون نے اپنے لشکر کو عیارون کے ہاتھہ سے کہلا بھیجا کہ آدھی راتکو ایک طرف سے نوشیروان کے لشکر پر ڈاکا ڈالو کہ تمام لشکر اُسکا رن کھوندل ہو جاوے جب بہرام چوبگردان کے لشکریون نے یہہ ماجرا سُنا تو بعد آدھی رات کے نوشیروان کے لشکر مین ڈاکا مار کر عرب کے لشکر مین جاملے باقی داستان فردائے شب را

داستان چوسٹھوین

جب امیر گیلان سے کوچ کرکے کوہ البرز کو گئے اُسوقت گیلی سوار پیٹ سے تھی تب امیر نے اوسے کنجال شاہ کے حوالے کیا اور بڑی تاکید سے گیلی سوار سے کہا کہ تجھے اسواسطے یہان رکھتے ہین کہ تو حاملہ ہی اور کنجال شاہ کو فرمایا کہ اس کی خوبطرحسے حفاظت کرنا اور جب اسکے تئین فرزند نرینہ تولد ہوگا تو اوسکو اچھی طرحسے پرورش کرنا تب کنجال شاہ نے قبول کیا لیکن دلمین بغض رکھتا تھا کیونکہ ظاہر مین مسلمان ہوا تھا و باطن مین کینہ دلمین رکھتا تھا سو بعد چند روز کے دائیونکو اور خدمتگارون کو تاکید کی کہ اپنی بیٹی گیلی سوار کو اگر بیٹا پیدا ہو ویگا تو میرے نزدیک لانا کنجال شاہ کی بیٹی گیلی سوار کو یہہ خبر نہین تھی کہ میرا باپ مجھسے دلمین کینہ رکھتا ہی غرض جب مدت حمل کی پوری ہوچکی اُسوقت بیٹا پیدا ہوا مانند چودھوین راتکے چاند کے گویا کہ زمین کے اوپر آفتاب اُترا یا اور جہان مین یوسف ثانی دوبارا پیدا ہوا تب دائیان بموجب حکم کنجال شاہ کے اس بچے کو اُس کے آگے لے گئین تب اُسنے فرمایا کہ اُسکو زمین پر پٹکو اُسوقت ایک نیک عورت اُسکے برابر بیٹھی تھی سو اُسسے رہا نہ آئی تو کہا ای بادشاہ اس بچے نے کیا گناہ کیا ہی جو اوسے مارتا ہی بہتر یہہ ہی کہ اسے ایک جگہہ رکھہ تب اوسنے اُس بچیکو ایک

صمدوق

صندوق مین ڈالا اور قفل کیا اور دریا مین چھوڑ دیا تب وہ صندوق دریا مین تیرتا جاتا تھا
کہ یکایک اسماپری قریشیہ سلطان کا وہان گذر ہوا پریونکی نظر صندوق پر پڑی تب
اسماپری نے کئی پریونکو بھیجا کہ اس صندوق کو لے آؤ جب وہ پریان بموجب حکم کے
اسماپری کے پاس اُس صندوق کو لے گئین تب اوسنے صندوق کھولکر دیکھا کہ ایک
بچہ چاند کے مانند چہرہ چمکتا ہوا اوسمین سو یا ہی تب اُس بچیکو نکالا اور اُس پر اچھی طرح
سے نظر کی سوا ایک خال اُسکی پیشانی پر نظر پڑا تب پریون نے کہا کہ یہہ نشان خاندان
ابراہیم کا ہی القصہ آپسمین یہہ گفتگو کرتی تھین کہ اُسیوقت خواجہ خضر علیہ السلام پیدا ہوے
جب کہ پریون نے خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکھا اُٹھکر تعظیم دی تب خواجہ خضر ع نے فرمایا کہ
ای اسماپری و قریشیہ سلطان پہچانو کہ یہہ بچہ امیر حمزہ کا ہی اسے اچھی طرح سے پرورش
کرنا اور جسوقت کہ یہہ بڑا ہووے تب اُسکے باپکے پاس اوسکو پہنچانا یہہ کہا اور نام اُسکا
بدیع الزمان رکھکر خواجہ خضر تو غایب ہوگئے پھر اسماپری بدیع الزمان کو لیکر کوہ قاف
کو گئی اور پریونکے دودہ سے پرورش کرنے لگی یہانتک کہ بدیع الزمان سات برس کا
ہوا تب قریشیہ نے اوسے گھوڑے پر سوار ہونا اور ہتھیار باندھنا سکھلایا اور ہمیشہ
اپنے برابر دیؤنکو مارنے لیجایا کرتی تھی غرض جب کہ امیرزادہ سب ہنر مین طاق
ہوچکا اوسوقت عمر اوسکی دس برس کی تھی تب بدیع الزمان نے قریشیہ سے پوچھا
کہ میرے ماباپ کہان ہین تب قریشیہ نے کہا کہ باپ تو تیرا اور ایک ہی ہی اور مان
تیری کون ہی سو معلوم نہین تب حقیقت صندوق کی اور کوہ قاف مین لائی سو وہ
اور خواجہ خضر نے کہی سو سب ظاہر کی تب بدیع الزمان نے کہا کہ میرے باپکے پاس
مجھے پہنچادو پھر تو پریون نے تحفہ لئے اور بدیع الزمان کی کمر سے جواہر کے ہتھیار
باندھے اور گھوڑے پر سوار کیا اور البرز کے پہاڑ کو لے آئین اور نام امیر کے بیٹونکا
بتلادیا اور سارے پہلوانونکو ظاہر کیا پھر کہا کہ اب جاؤ اور سب بھائیونکے ساتھ
لڑو یعنے سب بھائی تمھارے اور یار امیر کے امیر سے لڑکر ملتے ہین اور زور آزمائی
کرکر رہتے ہین پس تو بھی جاکر زور آزمائی کر یہہ کہکر اُنھون نے یہانسے کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان لشکر امیر کا سنو القصہ بعد کتنے دنونکے دونون لشکرون مین نقارے لڑائیکے بجے اور صفین آراستہ ہوئین اور نقیب پکارے کہ جو کوئی مرد ہو سو میدان مین آوے اتنے مین جنگل سے ایک گرد اٹھی اور اس گرد مین سے بدیع الزمان نمودار ہوے اور میدان مین آکر بڑے ٹھاٹ سے کھڑے رہے تب دونو فوجکے لوگ اونکے گھوڑے وہتھیار ونکے طرف دیکھکر حیران ہوے تب بدیع الزمان نے اپنا رخ عرب کی فوج کی طرف کیا اور پکارے کہ ای عربو تم مین سے جسکو آرزو مرنے کی ہووے سو میدان مین آوے اسوقت کیوس نیزہ دار امیر سے رضا لیکر میدانمین آیا تب بدیع الزمان نے اسّے پوچھا کہ ای عرب تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اوسنے کہا میرا نام کیوس نیزہ دار کہتے ہین پس بدیع الزمان نے کہا کہ لا کیا نشان بہادری کا رکھتا ہی تب کیوس نے کہا کہ یہہ رسم ہمارا نہین ہی کہ حریف پر پیش دستی کرین تب بدیع الزمان نے اپنا ہاتھ لنبا کیا اور اسکی کمر پکڑی اور گھوڑے پرسے اٹھایا اور سر پر لیجا کے پھرایا پھر زمین پر پچھاڑا اور چھوڑ دیا اور کہا کہ تو جا دوسرے کو بھیج تب کیوس پھر آیا اور قیمار خاوری کو امیر کے حکم سے میدان مین بھیجا تب بدیع الزمان نے کہا کہ ای دراز قدکے تو کون ہی تب اوسنے کہا کہ میرا نام قیمار خاوری ہی بدیع الزمان نے اوسے بھی اسیطرح زمین پر ٹپکا اور کہا کہ تو جا اور دوسرے کو روانہ کر تب قیمار پھرا اور لندھور کو میدان مین بھیجا تب بدیع الزمان نے کہا ای دراز قدکے تو کون ہی اسنے کہا مین لندھور بن سعدان ہون بدیع الزمان نے سنتے ہی کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرکے قاش زین پر سے اٹھاکر زمین پر دے مارا اور کہا کہ تو جا اور حمزہ کو روانہ کر یا اسکے فرزندون مین سے کسی کو بھیج تب لندھور پھرا اور امیر کو آکر بولا کہ ای امیر یہہ بھی تیرے فرزندونمین سے ہی ایسا معلوم ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ غیب کی خبر خدا جانے یہہ کہکر ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کو بھیجا پس شہزادۂ قاسم آکر میدانمین کو دپڑا بدیع الزمان نے اسکی کمر پکڑی اور قاسم نے اسکی اور دونو آپس مین زور کرنے لگے تب دونو گھوڑونکے زانو زمین پر لگے پھر تو دونو پیادہ ہوئے اور کشتی کھیلنے لگے اسوقت بدیع الزمان

قاسم کو زانو پر لائے پھر تو قاسم نے بھی بہت زور کیا مگر ذرا بھی نہ ہل سکے تب بدیع الزمان
نے ہاتھ قاسم کا چھوڑ دیا اور کہا کہ تو جا اور رستم پیلتن کو بھیج تب ملک قاسم پھرے اور
رستم میدان مین آئے تب بدیع الزمان نے دوڑکر اُسکی کمر پکڑی اور گردن مین ہاتھ
ڈالا تب دونو آپس مین زور کرنے لگے اتنا زور کیا کہ دونو گھوڑے دونو زانو بیٹھے
پھر تو دونو پیادہ ہوکر لڑنے لگے آخر کو بدیع الزمان غالب ہوئے تب چھوڑا اور کہا
کہ جا اور سعد طوقی کو روانہ کر تب رستم پیچھے پھرے اور سعد طوقی میدان مین آیا
تب بدیع الزمان اور سعد طوقی لڑنے لگے تو دونو برابر رہے تب بدیع الزمان نے کہا تو
جا اور سعد بن عمر کو روانہ کر جب سعد طوقی پھرا اور سعد بن عمر میدان مین آیا تب بدیع
الزمان و سعد بن عمر دونو زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ گھوڑے دونو کے زمین
مین گڑے پھر تو دونو پیادہ ہوئے آخر بدیع الزمان نے سعد کو ایک زانو پر چڑھا
یا اور چاہا کہ پھینکین دلمین رحم آیا پس چھوڑ کر کہا تم جاؤ اور حمزہ کو روانہ کرو تب سعد
بن عمر امیر کے خدمت مین آئے اور ظاہر کیا کہ ای دادا آپ کو وہ شخص بلاتا ہی تب
امیر نے تمام سلاح بدن پر آراستہ کرکے میدان مین آئے اور گھوڑے کو ٹہلانے لگے
جب امیر کو بدیع الزمان نے دیکھا سو دوڑے اور کمر پکڑی امیر نے بھی اُسکی کمر پکڑی
اور باپ بیٹے آپسمین زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ دونو کے گھوڑے زمین مین
گڑ گئے اور دونو پیادہ ہوے تب امیر نے عمر سے کہا کہ مین نعرہ مارتا ہون تب عمر
نے اپنی ٹوپی ہوا پر پھینکی تب لشکر نے معلوم کیا کہ امیر نعرہ مارتے ہین تب سب نے
موزون مین ہاتھ ڈالکر روئی نکالی اور اپنے اپنے گھوڑونکے کانونمین ڈالی اور
اپنے کانونمین بھی رکھی تب امیر نے نعرہ مارا اور چاہا کہ بدیع الزمان کو الگ اٹھاوین
لیکن بدیع الزمان مطلق نہ ہلا تب تو تمام لشکر مین غل مچا اور تعجب کرنے لگے کہ امیر
نے نعرہ مارا اور اُٹھانیکو چاہا و لیکن بدیع الزمان ایک تل برابر نہ ہلے جاے تعجب ہی
اُسوقت امیر اپنے دلمین کھسیانے ہوئے اور غصہ سے صمصام ہاتھ مین لی اور چاہتے
تھے کہ سر پر مارین اتنے مین قریشیہ سلطان نے اپنے تئین ظاہر کیا اور ہاتھ امیر کا جاکر پکڑا

اور کہنے لگی کہ یہہ فرزند تمھارا ہی امیر نے فرزند کا نام سنتے ہی ہاتھہ کھینچ لیا اور کھڑے رہے بعد ازان امیر نے تروار ہاتھہ سے رکھی اور فکر مین گئے تب قریشیہ نے ہاتھہ بدیع الزمان کا پکڑکر امیر کے قدم پر جھکایا امیر نے سر اُسکا اٹھا کر گلے لگایا اور شکر خدائے تعالے کا بجا لائے اور عمر بن عمیہ کو کہا کہ ای برادر یہہ فرزند میرا ہی خدائے تعالی نے یہہ بیٹا مجھے عطا کیا ہی تا بڑے وقت مین مددگاری کریگا پس طبل بازگشت بجایا دونو فوجین اپنے اپنے مقامون پر گئین اور اُترین تب امیر و پہلوان امیر کے عیش کرنے لگے یعنے خشوقتی بدیع الزمان کے آنیکی ایسی ہتی کہ چالیس روز تک جشن مین بیٹھے باقی داستان فردا شبرا

داستان پینسٹھوین

روایت کرنے والون نے یون لائے ہین کہ جب سمندون دیو ہزار ہاتھہ کا کوہ قاف سے امیر کے ڈر سے بھاگ کر البرز کے پہاڑ مین آیا تھا اور البرز کا پہاڑ جوش کے دریا مین تھا سو وہ دیو وہان رہنے لگا غرض جسوقت اُسنے یہہ خبر پائی کہ امیر کا لشکر اور نوشیروان کا لشکر البرز کے پہاڑ کو آیا ہی اور جمع ہو رہا ہی تب کینہ پرانا اوسے یاد آیا تب ایک رات اپنی جگہہ سے باہر نکلا اور عرب کے لشکر مین آیا اور ہر ایک جگہہ ٹہلنے لگا تب یکایک ایک بڑا ڈیرا دیکھکر اُسکے اندر چلا گیا اور وہان جاکے سعد بن عمر کو سوتا پایا تب اس دیو نے دم مار کر بیہوش کیا اور تخت پر سے اُٹھایا اور اپنی جگہہ پر لایا اور ہاتھہ پاؤن محکم باندھے اور اپنی کوٹھڑی مین لیگیا جب فجر ہوئی سو لوگ سعد بن عمر کے خیمہ کے اندر گئے تو سعد بن عمر کو نپایا تب شور و غل مچایا کہ بادشاہ لشکر اسلام غائب ہوا لوگ سارے حیران رہے تب عمر بن عمیہ اور کئی پہلوان ڈھونڈھنے ہر طرف پھرنے لگے ولیکن کہین کھوج نپایا تب امیر اُس غم سے حیران و پریشان ہوئے تب عمر بن عمیہ سے فرمایا کہ تم بزرجمہر کے پاس جاؤ اور سعد کے غائب ہونے کا احوال ظاہر کرو اُسوقت عمر بن عمیہ خواجہ بزرجمہر کے نزدیک گئے اور سب احوالات ظاہر کیا تب بزرجمہر نے کہا کہ سعد بن عمر کو دیو ہزار ہاتھہ کا البرز کے دریاے جوشی مین لیگیا ہی اور وہ دریا البرز کے

پہاڑ کے نیچے گیا ہی اور اگر وہان امیر اکیلے جاوینگے تو سعد بن عمر کو لاوینگے وگرنہین تو چند روز کے بعد وہ دیو سعد کو ہلاک کریگا پس عمر نے یہہ سب حال سنکر امیر کی خدمت مین آکر ظاہر کیا تب امیر اوسیدن یارون سے وداع ہو کر البرز کے طرف چلے جب دریا کے کنارے آئے اور اشقر پر سوار ہو کر گھوڑیکو دریا مین ڈالا تب نوشیروان معہ لشکر دیکھتا تھا کہ امیر اشقر کو دریا مین تیراتے لیئے جاتے تھے اتنے مین نظر سے دیکھنے والونکے غائب ہوئے پس امیر شام کے وقت دریا سے باہر آئے اور اپنے گھوڑے کو چرنے کے واسطے چھوڑا اور آپ وہان سے آگے راہی ہوئے یعنے بزرجمہر نے جو پتا بتایا تھا اوس نشان پر چلے آخر چلتے چلتے ساری رات گذری اور فجر ہوئی تب قلعہ نظر پڑا تب امیر نے اپنے دلمین کہا کہ یہی مقام دیو کا ہی پھر امیر نے جنگل مین جاکے شکار مارا اور چقماق جھاڑی اور آگ سلگائی اور کباب بنا کے کھائے پھر دو گھڑی کے بعد سوار ہوئے اور کوٹکیطرف چلے تب سمندونکو جاکر دیون نے خبر دی کہ حمزہ آتا ہی تب سمندون دیو ہزار دیو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور میدان مین کھڑا رہا اوسوقت امیر پیادہ تھے جب امیر نے دیوونکی فوجکو دیکھا تو نعرہ مارا اور تن تنہا میدان مین کھڑے رہے اور پکارے کہ ای ملعون یہہ کیا حرکت ہی جو تو نے کی ہی اور اب تو ہزار جان رکھتا ہو گا تو بھی ایک جان سلامت نہ لیجاویگا تب سمندون نے ایک دیو کو کہا کہ میدان مین جاوے تب ایک دیو نے بڑا سا پتھر اوٹھایا اور مقابل امیر کے آیا اور بولا کہ ای عرب ہشیار رہو تب امیر نے کہا کہ مین ہشیار ہون تب اوس دیو نے پتھر پھینکا اسوقت امیر نے گھوڑیکو پیچھے سرکایا اور پتھر ٹالدیا اور تلوار کھینچی اور اوسے مارا کہ وہ دیو زمین پر گرا اور تلملانے لگا اور کہا کہ یا امیر ایک وار دوسرا بھی کرو تا کہ مین نہایت کو پہچون امیر نے فرمایا کہ ای ملعون مین نے اٹھارہ برس کوہ قاف مین دیوونکو مارا ہی اور تو مجھے بازی دیتا ہی سو مین ہرگز تجھے دوسرا زخم نہ مارونگا پس اوس دیو نے سر پتھر پر مار کے اپنی جان دی پھر دوسرا دیو آیا تو اوسے بھی اسی طرح سے مارا القصہ اسی روش سات دیو مارے پھر

دوسرے دیو مارے ڈر کے میدان مین نہ آئے اور اپنی جگھہ سے نہ ہلے پھر سمندون نے بہت کہا لیکن کوئی میدان مین نگیا پس آپہی سمندون دیو میدان مین جولان ہوا اور ایک ٹیلا پتھر کا وزن مین سو منکا تھا سو اٹھا کر امیر پر پھینکا امیر نے اوسے رد کیا اور شمشیر اوسپر ماری تو سات ہاتھ اوس دیو کے کٹ کر گر پڑے تب سمندون دیو زخم کھا کے بھاگ گیا اور تندرست ہو کے پھر آیا اور ہاتھون کو بھی تازہ کئے پھر آتا تھا اتنے مین رات ہوئی سو سارے دیو غائب ہوئے اور کوٹ مین گئے تب امیر بھی ایک جھاڑ کے سایہ تلے سو رہے تب خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ آئے اور کہا کہ ای فرزند آب حیات اس دیو کا البرز کے حصار کے اندر ہی سو تم اٹھو اور وہان جاؤ اور اُسے تلف کرو تو وہ دیو مرجاویگا پس اُسیوقت امیر کی آنکھہ کھلی سو اُٹھہ کر البرز کے حصار کو گئے اور وہان جا کر ایک حوض پر آب دیکھا تب اپنے جی مین کہا کہ تحقیق آب حیات دیو کا یہی ہی تب اوس حوض مین تھوڑی سوکھی مٹی ڈالی اور دہانہ اُسکا کھولا کہ تمام پانی اوسکا بہ گیا اور خشک ہو گیا تب امیر وہان سے پھر کر اپنی جگھہ پر آئے جب فجر ہوئی تو سمندون اپنے دیوون کو لے کر باہر کوٹ کے نکلا اور صف باندھکر کھڑا رہا تب امیر بھی میدان مین آئے اور کھڑے رہے تھے جو نہین دیو نے دیکھا سو پکارا کہ ایعرب ہنوز تو نہین بھاگا ہی تب امیر نے کہا کہ جب تک تجھے دوزخمین نہ بھیجونگا تب تک مین یہانسے نجاؤنگا تب سمندون دیو نے یہہ سخن سُنکر سنگ گران امیر پر مارا امیر نے اپنے ہنر سے اوسے رد کیا اور رتروار کا وار اوسپر ایسا مارا کہ آدھی گردن اوسکی کٹ گئی تب وہ دیو نعرہ مار کر ناپید ہوا امیر بھی اُسکے ساتھہ چلے گئے سو کیا دیکھتے ہین کہ سمندون دیو اس حوض کے پاس گیا تو پانی ندیکھا تب ایک گھڑی تک تلملایا اور اپنی جان بڑی حسرت سے چھوڑدی تب امیر نے اوسکا سر کاٹا اور اپنے شکاربند سے باندھا اور کوٹ کے قریب آئے اور سعد بن عمر کو ڈھونڈھنے لگے پھر کتنی دیر کے بعد ایک کوٹھڑی نظر پڑی تو اوس مین گئے دیکھا تو سعد بن عمر بیہوش پڑا ہی تب امیر نے

صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کا پڑھکر اوسکے منھہ پر دم کیا تب اوسیوقت سعد بن عمر ہوش مین آئے اور انکھین کھولکر دیکھا تو دا اہین تب بہت شکر خدا کا بجالایا سعد کی بند خلاص کی اور قلعہ سے باہر لائے تب امیر نے ایک شکار کیا اور کباب بنا کر کھائے اور سعد کو بھی کھلائے پھر سعد کو اشقر پر سوار کیا اور آپ پیادہ چلے سو اپنے لشکر کی راہ لی دوسرے روز دریا کے کنارے پر پہنچے تب سعد بن عمر کو کہا ای فرزند تم تیرنا نہین جانتے ہو سو تم اشقر پر سوار ہو کر دریا مین چلو اور مین دم اشقر کی پکڑ کر تیرتا ہوا چلا آؤنگا تب امیر نے اپنے گھوڑے کی دُم پکڑلی اور تیرنے لگے تب امیر و سعد و اشقر یہہ تینو دریا سے سلامت باہر آئے اور اپنے لشکر کیطرف راہی ہوئے لیکن دریا کے کھارے پانی سے تمام بدن کی کھال نکلی تھی القصہ جب امیر اپنے لشکر مین پہنچے تو سب فوج خوش ہوئی اور شکر خدا کا بجالائی تب عمر نے امیر کے بدن پر دوا لگائی سو چند روز کے عرصہ مین اچھے ہوئے اور سعد بن عمر کے آنے کی خوشی کرنے لگے اور عیش و عشرت شروع کیا کافر یہہ خبر سنکر تعجب مین رہے کہ امیر حمزہ و ناتَان بھی سلامت آیا باقی داستان فردے انشاء

داستان چھپاسٹھوین

جب چند روز گذرے امیر جشن سے فارغ ہوئے سو کافرونکے لشکر مین سے آوازہ نقاریکا شروع ہوا تب امیر نے بھی فرمایا کہ اپنے بھی لشکر مین طبل جنگی بجادین پس جب طبل جنگ دونو لشکرون مین بجا اور میدان صاف کر کے صفین آراستہ کین تب دونو طرف کے بادشاہ اور سردار آکر کھڑے رہے اُسوقت امیر آپ بھی سوار ہو کر میدان مین آئے اور چالیس قدم سردار یکے بڑھکر کھڑے رہے اور سمندون دیو کا سر میدان مین پھینکا اور نوشیروان کے لشکر کو تبلا کر کہا کہ ای کافر وہی دیو سعد کو لیگیا تھا سو خدا تعالی کے حکم سے مین چھڑالایا یہہ باتین کر رہے تھے کہ یکایک جنگل کے طرف سے گرد پیدا ہوئی جب گرد و باد مین جنگ ہوئی تب بادنے گرد کو منتشر کیا اسمین سے ایک لشکر نکلا تو جاسوس دونو طرف کے دوڑے اور

پوچھا کہ یہہ لشکر کسکا ہی تب اُس لشکر مین سے ایک نے جواب دیا کہ یہہ لشکر نجعہ اشتربان و مالک اشتربان کا ہی اور یہہ دونو نوشیروان کی مدد کو آئے ہین جب نوشیروان نے خبر نجعہ و مالک کی سُنی بہت خوش ہوا اور اپنے بیٹے ہرمز کو استقبال کے واسطے بھیجا اور وہ جاکر اُسے بڑی تعظیم و تکریم سے لایا جب وہ داخل خیمہ مین ہوئے تب نوشیروان نے خلعت دی اور سونیکی کرسیون پر بیٹھنے کو فرمایا اور مالک اشتر کو پہلوانی کی کرسی پر بٹھایا اور دونو لشکر اپنے اپنے مقام پر اُترے القصہ یہہ داستان تو یہان کی یہین رہی اب

دو کلمہ داستان معجز بیان عم رسول آخر الزمان کا سنو یعنے جب امیر کشور گیر اپنے ماباپ سے رخصت لیکے مکّے معظمے سے باہر نکلے تھے تو بعد چند روز کے امیر کا ایک بھائی پیدا ہوا اور خواجہ عبد المطلب نے اسکا نام اجلل رکھا اور اوسکی پرورش مین کوشش کی یہانتک کہ اجلل بارہ برس کا ہوا تب سب یار ہوا دار عبد المطلب کے بیٹھے تھے کہ یکایک ترکستان سے لشکر آیا اور قصد مکّے معظمے کا کیا سردار اوس لشکر کا قلمان غور تھا جب قلمان نزدیک کوٹ کے آیا تب تمام خلقت مکّے کی قلعہ بند کر کے لڑنے لگی غرض لڑتے لڑتے وہ لشکر غالب اور زور آور رہا یہانتک کہ حصار مکہ کا چھین لیوے اتنے مین یہہ خبر اجلل کو پہنچی اُسوقت اجلل یارون کے ساتھ بیٹھے تھے یارونے کہا کہ ای بے خبر ہنوز بھی تو ہشیار نہین ہوتا ہی کہ تھوڑی دیر مین کوٹ مکّے کا جاویگا تب اجلل اُٹھے اور سب دوستون کو ساتھ لیئے ہوئے باپ کے پاس آئے اور کہا کہ ای باوا جان اگر گھوڑا اور ہتھیار مجھے دوگے تو مین باہر جاکر اس کافر کو مارونگا تب باپ نے کہا یہہ بات خلاف ہی جو تو بولتا ہی کیونکہ خداتعالی نے حمزہ کو زورآور کیا ہی اور جیسا وہ لڑنا جانتا ہی تو کیا جانے اور اگر لڑنا جانتا بھی ہی تو اکیلا کیونکر جاویگا تو جا اپنے کام مین مشغول رہ ہمارا خداتعالی مددگار ہی تب اجلل نے یہہ سخن سنا اور کہا کہ بھائی میرا حمزہ ہی مرد ہی اور تمہارا جینا اوسی سے ہی اور مین تمہارا نہین ہون تب خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ مجھے بہت بیٹے ہین لیکن حق سبحانہ تعالی نے جو زور کہ حمزہ کو بخشا ہی سو دوسرے کو نہین بخشا ہی یہہ کہہ کر اپنے بیٹے

کو ہرچند منع کیا لیکن اعجل نے ہرگز نمانا تب لوگون نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ اُسکو جانے دو اور ہتھیار بھی دلا دو بھلا دیکھیں تو یہہ کیا کرتا ہی تب خواجہ عبدالمطلب نے اعجل کی کمر سے ہتھیار باندھے اور گھوڑے پر سوار کیا تب سب دوستون نے اعجل کے کہا کہ ہم بھی ساتھ چلین گے ایسا کہکر وہ بھی اُنکے ساتھ راہی ہوئے اور قلعہ کے نزدیک آکر دروازہ کھولکر یارون کو لیکر باہر نکلے اور میدان مین آکر کھڑے رہے اسوقت کافرون نے دیکھا کہ ایک سوا آدمی پیادے قلعہ سے باہر نکلے اور میدان مین آکر صف باندھکر کھڑے رہے تب قلمان غور کو خبر کی قلمان نے کہا کہ صلح کے واسطے آئے ہونگے کوئی جاوے اور تحقیق کرے تب ایک سوار گھوڑے کو دوڑاکر اونکے نزدیک آیا اور پکارا کہ تم کیا کہنے ہو اگر صلح کو آئے ہو تو آؤ تمکو بادشاہ کے پاس لیچلتا ہون اسوقت اعجل نے کہا کہ ای کافر صلح کیا چیز ہی مین اعجل عبدالمطلب کا فرزند اور امیر کشورگیر کا بھائی ہون تمکو مارنیکو آیا ہون اگر تم مرد ہو تو آگے آؤ تب ترک سوار یہہ سنتے ہی دوڑا اور تروار کھینچکر اعجل پر ماری تب اعجل نے سپر آگے کی اور وہ وار اوسکا ڈھال پر لیا اور فرصت پاکر ہاتھ اپنا اوسکی کمر مین ڈالا اور پکڑکر کھینچا غرض گھوڑے پر سے اوٹھایا اور سر پر لیجاکے پھرا کر زمین پر پٹکا تب وہ سوار اوندھے منہہ زمین پر گرا تب اعجل کے یارون نے اُسکو باندھا اُسوقت قلمان پکارا کہ ای سپاہیان غوری یہہ عرب میرے سپاہی کو جوانمردیسے لئے جاتے ہین ایسا کوئی ہی جو جاکر اُسے میرے پاس پکڑلاوے پس دوسرا سوار آیا اور تروار کا وار اعجل پر لگایا تب اعجل نے اپنا ہاتھ لنبا کرکے قبضہ تروار کا پکڑلیا اور ایک ایسی اُسکی گردن پر ایسی ماری کہ وہ گھوڑے پر سے زمین پر گرا تب یارون نے اعجل کے اوسے بھی باندھا بعدہ تمام فن وہنر جو امیر کے سیکھے تھے سو اُن پر عمل کرنے لگے اور اوسی عمل سے کافرون کو جیتا پکڑنے لگے تا چالیس کافرون کو جیتا پکڑکر باندھا تب تو سارے کافر الگ کھڑے رہے اور کوئی آگے نہ آسکتا تھا تب قلمان غور کو طاقت نرہی اپنا گھوڑا منگایا اور سوار ہوکر میدان مین آکر کھڑا رہا اور ہاتھہ مین گرز گران سنگ پکڑا اور اعجل کو پکارا اور کہا کہ ای عرب اب اگر ہزار جان

رکھتا ہو گا تو یہان سے ایک بھی سلامت نہ لیجا ویگا یہہ کہکر گرز اعجل پر زور سے
مارا کہ شور اُسکا تمام جنگل و پہاڑون مین گیا ایسا کہ جس طرحسے بادل گرجتا ہی اس
بات پر بزرگ کہتے ہین کہ اگرچہ کوئی مرد مانند سد سکندر کے ہوتا تو وہ بھی اس
گرز کی آواز سے پر خطر ہوتا و لیکن چچا نے پیغمبرعم کے ہاتھہ یا بازو بھی نہ ہلایا اور کچھ
جنبش مین نہ آیا سب کو یہہ بات عجب معلوم ہوئی غرض جب نوبت اعجل کی آئی
تب اعجل نے گرز ہاتھہ مین لیکر قلمان کے سر پر ایسا مارا کہ قلمان نے اپنی ڈھال پر
لیا تب اوس وار سے سپر قلمان کی توڑ گھوڑے کی پیٹھہ تک اُتارا تب قلمان پیادہ
ہوا اور تروار کھینچکر چاہتا تھا کہ اعجل کے بھی گھوڑے کے پیٹھے تک اُتارے وہین اعجل
دریافت کرکے گھوڑے سے اُتر پڑے اور اوسکے مقابل جاکے بازو پکڑے اور
اوسے اُٹھایا اور سر پر سے چکر دیکر زمین پر دے مارا لیکن وہ چت زمین پر گرا تب اعجل
اوسکی چھاتی پر سوار ہوئے اسوقت اوسکے لشکر نے چاہا کہ ایک دم حلہ کرین تب
قلمان نے اشارا کیا کہ نہین تب اعجل نے فرمایا کہ ای ترک بول کہ خدا ایک ہی
اور دین ابراہیم علیہ السلام کا برحق ہی پھر اعجل نے فرمایا کہ ای قلمان اگر تو کلمہ
پڑھے گا تو تجھے امیر کشور گیر کے پاس لیجا کر کوئی ایک جگہہ بادشاہی کی دلواؤنگا
تب قلمان نے اقرار کیا اور کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہوا تب اعجل اُسکی
چھاتی پر سے اترے اور گلے لگایا جب خواجہ عبد المطلب نے دیکھا کہ میرے فرزند
اعجل نے فتح کیا سجدۂ شکر خدا تعالی کا ادا کیا اور جمعیت سے قلعہ کے باہر آئے اور
اعجل فرزند کو بہت نوازا اور خلعت منگا کر اعجل اور قلمان کو پہنائے اور اپنے دربار
کو لیگئے پھر کھانا منگا کر کھلایا بعد تناول طعام کے ساقیان سیمین تن نے پیالہ ہاے
مرصع کا گردش مین لائے اور مطربان خوش آواز چنگ و دف و نے بربط درست
کرکے گانے لگے یعنے جب سبھون نے دو دو چار چار پیالے مے کے پیئے تب
ہر ایک آدمی کچھہ کچھہ باتین کرنے لگے اسوقت اعجل نے کہا کہ اب بہتر یہہ ہی کہ مین
امیر کی خدمت مین جاؤنگا تب قلمان بولا کہ مین بھی یہی آرزو رکھتا ہون اگر آپ کا

اتفاق چلنے کا ہوگا تو بہت بہتر ہی القصہ نیک ساعت دیکھکر اعجل و قلمان غور البرز کے طرف روانہ ہوے جب ایک یا دو منزل آئے تھے کہ خدا کی قدرت سے معدی کرب کے گھر مین گستہم کی بیٹی سے فرزند پیدا ہوا تھا تو اوسکی مان نے اوسکا نام کرب معدی رکھا تھا وہ کرب معدی پہلوان سخت ہوا تھا اور کوئی اوسکی قوت کو نہپنچتا تھا تب وہ بھی باپ کے ملنے کا مشتاق ہوکر مان کی خدمت مین گیا اور عرض کیا کہ ای اما جان مین چاہتا ہون کہ لشکر حمزہ مین جاؤن اور حمزہ کو دیکھون تب مان نے کہا کہ اول مکے کو جا اور کعبے کی زیارت سے فارغ ہو اور خواجہ عبد المطلب سے مل پھر اپنے باپ کو دیکھنے جا تب کرب معدی اپنے لشکر کو لیکر مکے کو چلا تھا کہ راہ مین اعجل کے لشکر سے ملاقات ہوئی تب اعجل کے لشکر کے لوگون نے کرب معدیکے لشکر والون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو سو چند سپاہی کہنے لگے کہ ہم کرب معدیکے لشکر کے ہین اور کعبۃ اللہ کی زیارت کو جاتے ہین جب یہہ خبر اعجل کو پہنچی سو استقبال کرنے کو آیا اور کرب معدی کو ملا اور گلے لگایا اور حقیقت بیان وار پوچھی تب اوسنے کماحقہ احوال ظاہر کیا بعد کرب معدی نے کہا کہ تم ایک یا دو روز اس جائے پر مقام کروگے تو مین کعبۃ اللہ کی زیارت کرکے اور حضرت عبد المطلب سے ملکر چلا آتا ہون تو ہم تم ملکر جاوینگے تب اعجل نے وہان مقام کیا کرب معدی مکے کو جاکر زیارت کرکے آیا تب دونو لشکر ہم منزل بمنزل کوچ کرکے البرز کے پہاڑ کے پاس پہنچے تب آپس مین مصلحت کی کہ سب یاور اور فرزندون سے معہ امیر زور آزمائی کیا چاہیئے پس اعجل امیر کے لشکر سے چار کوس دور اوترا اور یہہ دونو ملکر امیر کے لشکر کیطرف چلے جب نزدیک آئے تب اعجل نے کرب معدیسے کہا کہ تم یہان رہنا اول مین تنہا میدان مین جاتا ہون جب مین امیر کے ساتھہ زور آزمائی کرلونگا اسوقت تم اپنے کو ظاہر کرنا تب کرب معدینے کہا کہ مین میدانمین نہ آؤنگا اور تم میرا نام وہان تک کسی سے نہ کہنا تب اعجل نے قبول کیا آپ نوشیروانکے لشکر مین جاکر لشکر مین سے نکلکر میدانمین آکر کھڑا رہا اور

پکارا کہ ای حمزہ تیرے فرزندون مین سے کسیکو میرے طرف لڑنے کے واسطے بھیج
اُسوقت امیر نے اوسکی طرف دیکھکر کہا کہ یہہ بلائے ناگہانی کہان سے آئی ہی اور کدھر
سے پیدا ہوئی ہی تب عمر معدی نے کہا یا امیر یہہ کوتاہ قد ہی تمھارا ہم جنس ہی ہوویگا
ایسا معلوم ہوتا ہی تب رستم پیلتن امیر کی خدمت مین آئے اور قدمبوس ہوکر رضا
مانگی رضا دئے پر میدان مین آکر کھڑے رہے تب اعجل دوڑے اور رستم کی کمر پکڑی
رستم نے اوسکی کمر مین ہاتھ ڈالا پھر دونو آپس مین زور کرنے لگے یہان تک کے دونو
کے گھوڑے زمین پر بیٹھے تب رستم اور اعجل زور کرتے کرتے اعجل نے رستم کی کمر
مین سے ہاتھ نکالا اور کہا کہ تم جاؤ اور بدیع الزمان کو روانہ کرو تب رستم پھرے
اور بدیع الزمان میدان مین آکے کھڑے ہوئے پھر دونو پہلوان زور کرنے لگے
بدیع الزمان زور مین زیادہ بڑھے تب اعجل نے کہا کہ ای پسر حمزہ اب تو جا اور قاسم
کو بھیجدے پھر بدیع الزمان پس پا ہوا اور قاسم خاوریکو روانہ کیا تب وہ بھی آکے
اعجل سے زور کرنے لگے یہان تک زور کیا کہ گھوڑے دونو کے زمین پر گر پڑے
پھر دونو پیادہ ہوئے تب اعجل نے کہا ای قاسم اب تو جا اور سعد بن عمر کو بھیج جب
سعد بن عمر نے قاسم سے سنا تب میدان مین آیا اور اعجل سے زور کرنے لگا سو
دونو برابر رہے یعنے نہ اسے فتح نہ اوسے ظفر تب اعجل نے کہا کہ اب تو جا اور حمزہ
کو روانہ کر سو سعد بھیجے پھرا اور حمزہ کو جاکر کہا تب امیر نے میدان مین آکر گھوڑا
دوڑایا اور اعجل بھی مقابل امیر کے آکر کھڑا رہا اُسوقت امیر نے اعجل کی کمر مین
ہاتھ ڈالکر معلق زین پر سے اُٹھایا اور سر پر پھیرا کر زمین پر پچھاڑا اور کہا سچ
بول کہ تو کون ہی اعجل نے کہا مین تمھارا بھائی ہون اور میرا نام اعجل ہی
جونھین امیر نے سنا سو زمین سے اُٹھایا اور گلے لگایا اور کہا ای برادر یہہ کیا
نادانی کی تو نے مجھے یہہ لازم تھا کہ آگے سے تو نے کہلا بھیجا ہوتا تو مجھے تیرے
آنیکے خبر ہوتی مین بسر و چشم تمام لشکر و پہلوان لیکر استقبال کو آتا اور تجھے بڑے
تجمل و شان سے لیکر آتا تو اس حال سے کسواسطے آیا اور مجھے آگاہ نکیا تب اعجل

نے کہا ای برادر مین نے سنا تھا کہ تمھارے سب فرزند اسیطرح سے تمسے زور آزمائی
کرکے ملے ہین سو مین نے بھی اسی طرح سے کیا اب یہہ تقصیر معاف کرو غرض امیر
اور اعجل انھین باتون مین تھے کہ ایک سوار مانند شیر غران کے میدان مین آیا اور
امیر کو پکارا جونہین امیر نے سنا میدان مین آئے اُس سوار نے گرز ہاتھ مین پکڑا
اور امیر کے نزدیک آیا تب امیر نے اعجل سے پوچھا کہ تمکو کچھہ معلوم ہی کہ یہہ کون ہی
اعجل نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون پھر تو کرب معدی نے گرز امیر پر لگایا سو امیر
نے وار اوسکے گرز کا سپر پر لیا وہ وار ایسا مارا تھا کہ تمام مردان عالم حیران ہوے
اور امیر کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا تب وہ پھرا پھرتے وقت امیر نے
اوسکی کمر مین ہاتھ ڈالے اور پاؤن رکاب سے نکالکر کرب معدیکے گھوڑیکو ایک
لات ایسی ماری کہ گھوڑا اوسکا سو قدم دور جاکر گرا تب امیر نے معلق کرب معدی
کو اٹھالیا اور زمین پر پٹکا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ سچ بول تو کون
ہی اُسوقت کرب معدی نے کہا مین فرزند عمر معدی کرب کا ہون تب امیر نے
اور عمر معدیکو پکارکر کہا کہ ای عمر معدی یہہ بیٹا تیرا آیا ہی سو تجھے مبارک ہو پس
جونہین عمر معدی نے سنا کہ بیٹا آیا ہی سو ایسا خوش ہو کہ اپنے جامے سے باہر ہوے
جاتے تھے پھر دوڑکر اپنے فرزند کو گلے لگایا اور امیر کے قدم پر لاکر گرایا اور کہا ای
بے ادب تو نے امیر پر گرز چلایا تب امیر نے فرمایا مین نے اوسے بخشا کیونکہ جو
پہلوان کا فرزند ہی وہ اپنی پہلوان گری بتاتا ہی اسواسطے اوسے کچھہ نہ کہو تب
امیر نے اوسکو اپنی نظر پناہ مین رکھا پھر امیر نے اپنے بھائی کے آنیکی خوشی کے شادیانے
بجوائے اور اپنے بھائی کو بڑے تجمل سے لشکر مین لیگئے اور مجلس جشن کرنے کو فرمایا
اتنے مین قلمان بھی اسیوقت آکے امیر سے ملا اور قدم امیر کے چومے پھر دوسرے
پہلوان درجہ بدرجہ آکر امیر سے ملے امیر نے تینونکو خلعت و انعام دئے اور سونے کی
کرسیون پر بیٹھنے کو فرمایا بعد چند روز تک عیش و عشرت مین بیٹھے باقی داستان فردا شب را

داستان سینتھوین

کئی روز کے بعد دونو فوجین میدان مین ایک کے مقابل ایک کھڑی رہین اور
نقیب پکارے کہ کون مرد ہی کہ اپنا نام ظاہر کریگا اتنے مین نجعہ اشتربان میدان مین
آیا اور پکارا کہ ای خداپرستان و زبردستان ہر کسیکہ درمیان شما آرزوئے
مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادۂ دست و پا آوری دارم اتنے مین
شبان طایفی پسر قندر سر شبان کا امیر کی خدمت مین آیا اور رضا طلب کی کہ مین اگر
حکم ہو تو میدان مین جاؤن امیر نے فرمایا کہ جا مین نے تجھکو خدا کو سونپا تب شبان
طایفی میدان مین آیا سو نجعہ اشتربان نے وہین گرز لیکر طایفی پر حملہ کیا طایفی نے حملہ
اوسکا رد کیا لیکن آوازہ ایسا ہوا کہ تمام لشکر لرزا مگر شبان اپنی جگہہ سے نہ ہلا اور ایک
رونگٹا بھی جنبش نکیا پس جب باری اوسکی آئی تب ایک گرز نجعہ کے سر پر ایسا زور سے
مارا کہ نجعہ جنبش کیا نالش کرنے لگا پھر دونو لڑنے لگے اور گرز بر گرز چلایا سو لڑتے لڑتے
رات ہوئی تب دونو فوجین پھرین اور اپنے مقام پر اترین پس جب رات بسر ہوئی
اور دن نمود ہوا تب دونو طرف سے نقارے بجے اور دونو فوجین میدان مین آکر
کھڑی رہین نجعہ اشتربان فوج مین سے باہر آیا تب اودھر سے قیس بن قیمار بھی
سوار ہوکر نکلا تب تو دونو سے جنگ ہونے لگی تب نجعہ نے گرز زمین پر ڈالا اور شبان
طایفی نے کمر مین ہاتھہ ڈالا او زمین پر سے اُٹھا کے پھر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑہ
بیٹھا تب قیس بن قیمار نے اپنے دونو پاؤن جھاڑے سو نجعہ کے سینہ مین لگے
پس پاؤنکے لگتے ہی نجعہ چت زمین پر گر پڑا پھر تو قیس بن قیمار اُٹھتے ہی اوسکے سینے
پر سوار ہوا اور چاہتا تھا کہ باندھے کہ نجعہ نے بھی دونو لاتین جھٹکین سو قیس بن
قیمار اوندھا زمین پر گرا تب گرتے ہی دونو کھڑے ہوے اتنے مین مغرب ہوئی
اور اندھیارا ہوا اور رات ہو گئی جب پھر دن نمود ہوا اور دونو فوجین مقابل کھڑی
رہین تب نجعہ میدان مین آیا اور پکارا اوسوقت بدیع الزمان نے میدان مین گھوڑا
دوڑایا تب نجعہ نے پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی سو بول یعنے حمزہ تو ہی
ہی یا کوئی اور دوسرا ہی تب بدیع الزمان نے کہا مین بیٹا امیر کا ہون اور بدیع الزمان

میرا نام ہی تب نجعہ نے کہا کہ ای لڑکے مین نے سنا ہی کہ تو بھی زور باپ کے تولکا رکھتا ہی سو اب خبردار ہو اتنا کہا اور سات سو منکا گرز بدیع الزمان کے سر پہ مارا سو امیرزادے نے اپنے ہنر سے اوسکا گرز رد کیا اور کہا کہ ای کافر اور ایک وار کر کیونکہ تجھے مین نے دو وار دیے ہین تب نجعہ نے ایک گرز اور بھی تمام قوت جتنی کہ اوسکو خدا نے دی تھی خرچ کرکے مارا امیرزادے نے وہ بھی وار اوسکا رد کیا اور بدیع الزمان کو کچھہ زیان نہوا پھر تو باری بدیع الزمان کی آئی تب ہزار منکا گرز ہاتھہ مین لیکر گھوڑا دوڑایا اور نجعہ کے سر پر وہ گرز مارا سو نجعہ نے وہ وار ٹالدیا تو اوسکے گھوڑے کی کمر مین لگا سو گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور نجعہ زمین پر گرا اور اُٹھہ کر تروار کھینچی چاہتا تھا کہ امیرزادیکے گھوڑے کی کونچین کاٹے اُسوقت بدیع الزمان گھوڑے پر سے اُترے اور پیادہ ہوئے اور تروار نکالکر مانند شیر غران کے جولان ہوئے اور وہ نیزہ ہاتھہ مین لیکر لڑنے لگا تو بدیع الزمان نے نیزہ اوسکا مانند خیار کے اڑا یا جب کوئی ہتھیار نہین رہا تب امیرزادینے کہا کہ مین نعرہ مارتا ہون تب نجعہ نے کہا کہ ای پسر حمزہ مین بچہ گہوار یکا نہین ہون کہ تیرے نعرہ سے ڈرونگا جتنا تیرا جی چاہے اوتنا پکار پس بدیع الزمان نے اسکی کمر مین ہاتھہ ڈالا اور اللہ اکبر بولکر نعرہ مارا اور نجعہ کو زمین پر سے اُٹھا کے معلق سر پر لائے کہ تمام خلق اللہ نے آفرین کی پھر زمین پر پچھاڑا اور ہاتھہ پاؤن باندھکر عمر بن عمیہ کے حوالے کیا اوسوقت مالک اشتر نے امیرزادیکا یہہ تماشا دیکھکر نوشیروان کو کہا کہ ای بادشاہ امیر حمزہ یہہ بیٹا خوب رکھتا ہی کہ اس نے میرے چچا کو جوانمردی سے باندھا اسواسطے اب مین اُسکے ساتھہ جنگ کرون تو اوس پر فتح پاؤن لیکن فردا لڑونگا کیونکہ مردان عالم کہین گے کہ بدیع الزمان سُست ہوا تھا تب مالک اشتر اُسپر غالب ہوا اس سبب سے صبح کو دیکھینگے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی تب طبل بازگشت بجائے اور اپنے مقام پر آئے اسوقت بدیع الزمان باپ کی خدمت مین آئے اور قدمبوس ہوئے تب حمزہ نے اپنے فرزند کو اُٹھا کے گلے سے لگایا اور پیشانیکو بوسا دیا اور اپنے دربار مین پہلوانِ جہانکی کرسی پر

بیٹھنے کو فرمایا اور بولے کہ بخعہ کو لاؤ تب عمر بن عمیہ بخعہ کو لیکر آئے امیر نے فرمایا کہ ای بخعہ میرے فرزند نے تجھے کیونکر باندھا تب بخعہ نے کہا کہ جیسا جوانمرد جوانمردون کو باندھتے ہین پھر امیر نے فرمایا کہ ای بخعہ مرد باش یا پائے مرد باش اب بول کہ خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی تب بخعہ نے کہا ای امیر جب تک کہ مالک اشتر اسطرف آوے تب تک خاموش رہو کیونکہ جب مالک اشتر اپنی طرف آجاویگا تو جیسا وہ کہیگا سو مین کرونگا پس امیر نے بخعہ کا سخن سنکر عمر معدیکرب کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے بند مین رکھو اور خبرداری کرو پھر امیر اپنی جگہہ عیش مین رہنے لگے اتنے مین ایک قاصد دروازے پر آکے کھڑا رہا اور پکار کے فریاد کی تب امیر نے فرمایا ای عمر بن عمیہ جاؤ اور مطلب قاصد کا پوچھہ آؤ کہ یہہ کیا کہتا ہی تب عمر قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا چاہتا ہی تب قاصد نے کہا کہ داد چاہتا ہون پھر عمر نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور تجھپر کس نے ظلم کیا ہی جو داد مانگتا ہی قاصد نے کہا کہ مین خرسنہ سے آیا ہون اور خط فتح نوش کا لایا ہون تب عمر وہ خط قاصد سے لیکر امیر کی خدمت عالی مین آئے امیر نے آواز بلند سے وہ خط پڑھا اوس مین یون لکھا تھا پہلے حمد خدا کی بعد تعریف ابراہیم خلیل اللہ کے خاندانکے بعد اوسکے یہہ مضمون تھا کہ مین بندہ فتح نوش کہ غلام خاندان ابراہیمؑ کا ہون سو اوسکی طرف سے پہلوان جہانکی خدمت مین ظاہر ہوجیو کہ مرزوق فرنگی بادشاہ فرنگ کا ہی اوسنے بہت سے لشکر سے آکر ارادہ خرسنہ شہر کا کیا ہی اور مین اوسکے تاب مقاومت نہین رکھتا ہون اسواسطے سب لوگ قلعہ مین بند ہوئے ہین اور دانہ و ذخیرہ قلعہ مین کم ہی اس سبب سے وہ سارے لوگ بہت تنگ ہوئے ہین اگر تم آپ آؤ یا رستم پیلتن کو شتابی سے مدد کے واسطے بھیجوگے تو بہتر ہی کیونکہ اوس فرنگی سے یہان کے لوگ بہت ضعیف ہین اور مسکین ہین اگر مدد کروگے تو اس فرنگی کے ہاتھ سے خلاصی پاوینگے وگرنہین تو اسیر کافران ہووینگے جب امیر نے یہہ نامہ تمام و کمال پڑھا اور سب احوال معلوم کیا تب رستم پیلتن کے طرف اشارا کیا اور کہا کہ ای فرزند

تم یہان میری جگہہ پر قایم رہو مین خرسنہ شہر کو جاتا ہون اور اُس فرنگی کو سزا دیتا ہون تب رستم پیلتن اُٹھے اور ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ یہہ بات نہو گی تم وہان جاؤ اور ہم یہان رہوین اگر حکم پاویگا تو یہہ مہم تمام یہہ فدوی سر کریگا تب امیر نے فرمایا کہ تمھارا اکیلے وہان جانا مصلحت خوب نہین ہی کیونکہ فرنگی کا لشکر بہت ہی اسواسطے کئی ایک پہلوان زبردست اپنے ساتھ لیجاؤ رستم نے کہا پہلوان اپنے ساتھ ایک بھی نہ لیجاؤنگا یعنے اوسکو معہ لشکر مین اکیلا بس ہون کسواسطے کہ امیر کے اقبال سے فتح کرونگا تب امیر لاچار ہوکے بولے کہ جاؤ مین نے تم کو خدا کو سونپا پس رستم پیلتن اُسیوقت رخصت لیکر سوار ہوئے اور شہر خرسنہ کی راہ لی تب رات ودن چلتے جاتے تھے اور کہین مقام نکرتے تھے تب چندروز کے بعد شہر خرسنہ کو پہنچے تو کیا دیکھا کہ تمام لشکر فرنگی کا قلعہ کے چوگرد پڑا ہی تب رستم پیلتن نے اپنا سیدھا ہاتھ بائین بازو پر رکھا اور بایان ہاتھ سیدھے بازو پر رکھ کے نعرہ مارا بعد نعرہ کے پکارا کہ ای کافرو تم اب میری ضرب سے کہان جا سکوگے رستم کے نعرہ کی آواز فرنگ کے بادشاہ نے سنی اور پوچھا کہ حمزہ آیا ہی تب وہ فرنگی خود آپ سوار ہوا اور میدان مین آیا اور اسباب و فوج واسطے لڑائی کے مستعد کیا اور مرزوق بادشاہ فرنگ نو دگز کا قد رکھتا تھا اور بیٹے اور پوتے بھی بہت رکھتا تھا یعنے ہر ایک بیٹا اور پوتا چالیس گز یا پچاس گز او نچے تھے اُسوقت بادشاہ فرنگ نے اپنی اولاد کو پکارا اور بولا کہ اس شخص کو پہچانو تو کون ہی حمزہ ہی کہ رستم پیلتن ہی تب مالیا فرنگی یعنے بڑا بیٹا مرزوق کا تھا سو باپ کو بولا کہ اگر حکم پاؤن تو میدان کو جاؤن اور جنگ کرون تب مرزوق نے رضا دی سو مالیا میدان مین آیا اور رستم پیلتن کے مقابل کھڑا رہا اور کہا کہ ای آنے والے اپنا نام بول کیونکہ بے نام مارا جاویگا تب علمشاہ رومی نے کہا کہ مین فرزند حمزہ کا ہون اور میرا نام رستم پیلتن ہی تب مالیا نے کہا ای رستم وای عرب زادے اگر ہزار جان کا زور رکھتا ہوگا تو ایک بھی جان سلامت نلیجاویگا یہہ کہہ کر تروار کھینچکر علم شاہ رومی پر چلائی تب علمشاہ

نے ہاتھ اوسکا بڑے داؤسے پکڑا تب اُوسنے بہت بھی زور کیا کچھ فایدہ نہوا لیکن رستم
پیلتن نے اُوسکی تروار چھین لی اور گھوڑیکو چمکا کر مالیا کو وہی تروار ماری تب مالیا
نے سپر پراوسکا وار لیا سو تروار لگتے ہی سپر دو ٹکڑے ہوئے پھر تروار خود پر پہنچی
پھر تو خودکو کاٹا گدی کاٹی اور عرق چین کو کاٹ کانٹہ سر پر پہنچی سرکو کاٹا اور بیاض
گردن کو کاٹ کر صدر سینہ سے اُترتی ہوئی کمر کی ہڈی کو کاٹ کر گردگاہ کے نیچے
جاکر قاش زین کے دو ٹکڑے کر کے گھوڑی کی کمر کو کاٹ کے زمین پر بوسہ دیا تب مالیا
فرنگی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بمصداق **شعر** بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکی را دو کرد و دو را چار کرد
تب رستم پیلتن ویسے ہی غلغال مین حملہ کرتے ہوئے فرنگی کے لشکر پر جا پڑے اور مارنے
لگے جسکے سر پر ماری پس سر اوسکا مثال خیار تر کے کاٹا اور جسکے شانے پر ماری اُسے
ترچھا کاٹکر تا بہ ساق تک پہنچاتے تھے القصہ تھوڑی دیر مین کشتونکے پشتے باندھے
لوتھون کے کڑاڑے لہو کے نالے بہائے جب مرزوق فرنگی نے اوسکی تروار کا کاٹ
دیکھا تب سمجھا کہ حمزہ یہی ہی پس فی الحال پیٹھ دیکر بھاگا تب تو لشکر بھی بھاگنے لگا
اوسوقت رستم نے اونکا پیچھا کیا اور مارتے ہوئے چار کوس تک چلے گئے تب فتح
نوش نے یہہ حقیقت دیکھی سو اپنے لشکر سے باہر نکلا اور رستم پیلتن کے پیچھے کھڑا رہا تب
رستم نے پھر قصد مارنے کا کیا تب فتح نوش کہنے لگا کہ ای رستم پیلتن اب بس کرو اور پھرو
رستم پیلتن نے ہرگز نمانا اور سوگند کھا کے کہا کہ جب تک فرنگیونکو نمارونگا اور بادشاہ
فرنگ پر فتح نپاؤنگا تب تک نہ پھرونگا تب فتح نوش نے کہا مین بھی پیچھے نہ پھرونگا
اور لشکر ساتھ لے کے تمھارے برابر رہونگا تب علمشاہ نے کہا کہ تو جا اور شہر سنبھال
کیونکہ اگر کوئی شہر خالی دیکھیگا تو فوج لیکر آویگا تو مفت مین ملک جاتا رہیگا اور نوشیروان
کا سا حال ہوگا اسواسطے تیرا جانا بہتر ہی کہ شہر کی نگہبانی تو کریگا مین اکیلا انھون کو
بس ہون تب فتح نوش نے نصیحت رستم قبول کی اور ضرور جانکر خرسنہ کو پھر آیا تب فرصت
سے ساری حقیقت امیر کو لکھی اور قاصد کے ہاتھ روانہ کی القصہ رستم نے وہ ساری
رات کافرونکا دنبالہ کیا تھا اور کافرونکو مارا یعنے اس ایک رات مین اتنے فرنگی مارے

گئے تھے کہ جسکا حساب خدا جانے غرض جب تاریکی آسمان پر چھا گئی تب رستم نے اپنے گھوڑے پر سے اُتر کر ایک حوض کے کنارے پر آکے اپنا سارا بدن اور ہتھیار دھوئے اور گھوڑے کو بھی دھو دھلا کے زین اُتار کر چرنے کیواسطے چھوڑا اور آپ بھی نہا دھو کے سو رہے اور لشکر فرنگ اوس رات کو رستم کے ڈر سے تمام شب بھاگتے تھے غرض جب روز ہوا امیر زادہ ہشیار ہو کے ایک شکار کے واسطے جنگل مین گیا اور شکار مار کر لائے اور چقماق سے آگ سلگائی پھر کباب بنا کے بھونے اور کھائے اور کمر مین ہتھیار باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور جو گھوڑے لوٹ کے لائے تھے سو سب ساتھ لیکر راہ فرنگیونکے لشکر کی لی جب کئی کوس کی منزل طے کی تب وہ گھوڑے چھوڑ دئے اور اپنا گھوڑا کو واکے دنبالہ کافرونکا کیا اور فتح نوش نے جو قاصد امیر کے نزدیک روانہ کیا تھا اور یون لکھا تھا کہ رستم پیلتن نے میری بات نہ سنکر دنبالہ فرنگیون کا کیا ہی سو وہ قاصد امیر کے طرف جاتا تھا باقی داستان فردا شب

داستان اڑسٹھوین

جب کہ امیر نے رستم پیلتن کو طرف خرسنہ کے روانہ کیا اسی رات کو خبر ہمایون نیک ساعت مین پہنچی کہ مہر افروز دختر نوشیروان کی تولد ہوئی اور فرزند جگر پیوند امیر کے یہان پیدا ہوا سو نہایت خوبصورت مانند چودھوین رات کے چاند کے ہوا ہی کہ اوسکی صورت کو دیکھکر ماہ رشک لیجاتا ہی امیر یہہ بات سنتے ہی باغ باغ خوش ہو کے چمن تن مین پھولے نہ سماتے تھے بہت خوش حالی سے کتنا ہی خزانہ خیرات کیا اور نام اوسکا پری شاہ رکھا اور چالیس روز تک جشن مین رہے اور عیش و عشرت کرنے لگے اور جب کہ عیش سے فارغ ہوے اوسی دن کافرون نے نقارا لڑائیکا بجوایا اور پہلوانان کفار اپنا لشکر لیکر سوار ہوئے اور میدان مین آئے ویسے مین قاصد خرسنہ سے آیا اور خط فتح نوش کا امیر کو دیا امیر تمام اوس خط کا مطالعہ فرما کر رستم پیلتن کے واسطے بہت متفکر ہوئے اور یارون سے فرمایا کہ ای بھائیو وای پہلوانو

رستم میرا بڑا بیٹا ہی لیکن ہنوز لڑکا ہی اوسنے یہہ قصد کیا ہی کہ مین تن تنہا جاکے فرنگیون کو مارونگا اور فتح کرکے آؤنگا سو حق سبحانہ تعالے اوسکو فتح نصیب کرے اور ظفر دیوے کیونکہ فرنگیونکا لشکر بہت ہی پس اسواسطے اب مین خود جاتا ہون لیکن نہین جانتا ہون کہ میرے جانے تک کیا حال رستم کا ہوگا یہہ کہکے امیر نے بدیع الزمان کو پہلوانی جہان کی کرسی پر بٹھایا اور عمر بن عمیہ کے حوالے کیا اور کہا کہ ای عمر مین پانچ پہلوانونکو اپنے ساتھ لیجاتا ہون اور تو میری جگھہ پر خبرداری سے رہنا تب دوسرے روز امیر و لندھور اور شبان طایفی اور استفتانوش و کرب معدی و قیمار خاوری کو لیکر خرسنہ کو روانہ ہوے اور رات دن چلنے لگے بعد قطع منازل کے خرسنہ کو پہنچے فتح نوش کو امیر کے آنے کی خبر ہوئی پس اسیوقت استقبال کیواسطے آیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے امیر کو شہر مین لیگیا اور مجلس آراستہ کی اور بعد تناول طعام کے دور شراب کا چلنے لگا تب امیر نے کہا ای فتح نوش مجھے غم رستم پیلتن کا بڑا ہی اسواسطے شراب پینا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی اُسوقت تمام حضار مجلس خاموش ہو رہے اور رات کی رات وہان مقام کیا فجر کو اُٹھکر راہ فرنگستان کی لی راوی یون روایت کرتا ہی کہ جب رستم سے فرنگیونکا مقابلہ تھا اسوقت مرزوق فرنگی نے کہا کہ ای فرزند یہہ حمزہ معلوم نہین ہوتا شاید کہ رستم پیلتن ہی اور حمزہ کو نسیا خوب پہچانتا ہی کسواسطے کہ اوسنے حمزہ سے لڑائی کی ہی بعد از مرزوق نے نسیا کے تئین بھیجا تا امیر کو پہچانے اسواسطے کہ نسیا نے امیر کی لڑائی مین ایک ہاتھہ کھویا تھا تب مرزوق نے پوچھا کہ نسیا کیون تو نے پہچانا کہ حمزہ ہی یا رستم ہی تب وہ بولا کہ تحقیق یہہ رستم ہی نہ حمزہ کہ مین امیر کے گھوڑے کو خوب پہچانتا ہون اور امیر کو بھی خوب جانتا ہون یعنے یہہ نواسا فتح نوش کا ہی سو شتابی سے پہنچ اور اوسے مار تب مرزوق فرنگی نے میدان آراستہ کیا اور آپ میدان مین آیا کہ ای عرب مین خوب جانتا ہون کہ تو حمزہ نہین اول سمجھا تھا کہ تو حمزہ ہی اس واسطے چپ ہو رہا تھا اگر مین جانتا کہ فرزند رابعہ پلاس پوش کا ہی تو تجھے خرسنہ ہی مین سزا پہنچاتا یہہ کہکر تروار نکالکر گھوڑیکو دوڑا کر امیر

زادے پر وار کیا امیر زادے نے وار اوسکا رد کیا اور خود بھی مرزوق پر وار کیا غرض دونو بڑی دیر تک تلوارون سے لڑے اور رستم نے ایک زخم مرزوق کو ایسا مارا کہ مرزوق کے بازو پر لگا غرض مرزوق سست ہوا اور وہین لگام پھیر کر اپنے لشکر مین گیا اور لشکریون سے پکار کر کہا کہ مار و اس عرب کو القصہ مرزوق کے حکم سے سیاہ فرنگی کی ایکبارگی علمشاہ پر حملہ آور ہوئی اور گھیرا کر کے لڑنے لگے اور علمشاہ بھی تلوار دودستی مارنے لگے یہانتک کہ منہہ اُنکے پھرا دئے اور اُنکے سرونکے چبوترے بندھے اور رستم کے بھی بدن کو اتنے زخم لگے کہ حساب اوسکا خدا جانے راوی روایت کرتا ہی اور اُستاد اس کتاب کا حکایت کرتا ہی کہ رستم پیلتن فرنگی کے لشکر سے تین دن رات لڑے چوتھے روز گھوڑا رستم پیلتن کا موا اور رستم پیادہ ہوئے لیکن جنگ کرتے تھے اور سیاہ فرنگ نے بہت قصد رستم کے پکڑنے کا کیا لیکن نزدیک ڈر سے کوئی نہین آسکتا تھا بلکہ کتنے ہی ڈر سے مرمر گئے جب رستم پیلتن بہت تھکے تب ایک ٹھکانے آسرا پکڑ کر اور ترکش مین سے تیر نکالکر کافرونکو مارتے تھے اور ایک مین دو دو چار چار کافرون کو مارتے تھے اور مرزوق فرنگی اپنے لشکر کو پکارتا تھا کہ ہان زور کرو اور اس عرب زادے کو مارو غرض اُس لشکر نے رستم کو بھی میدان مین بہت تنگ کیا تھا اور تیر بھی علمشاہ کے تمام ہونے پر آئے تھے کہ رستم پیلتن نے خدا کو یاد کیا اور یہہ رباعی پڑہی **رباعی** ای آنکہ بملک خویش پاینده توئی ؛ وز وامن شب صبح نماینده توئی ؛ کارمن بیچاره قوی بستہ شده ؛ بکشائے خدایا کہ کشاینده توئی ؛ ہنوز یہہ لفظ مناجات کا منہہ سے تمام نہوا تھا کہ خدا تعالی کے حکم سے امیر بھی وہان یارون سمیت آپہنچے القصہ سیاہ فرنگ نے جب سوارون کو آتے دیکھا تو بھاگنے لگے کہ اتنے مین امیر قریب رستم کے آئے اور رستم کو اس حال سے دیکھا سو وہین تلوار نکالکر اپنے پانچون سوارون سمیت فرنگیون کے لشکر مین پڑے اور نعرہ مارا کہ انا حمزہ بن عبدالمطلب مرزوق نے جب نام حمزہ کا سنا تب ایکبارگی لشکر سمیت بھاگا اور قلعہ مین گیا اور دروازے محکم باندھے اور خندق پر آب کی تب امیر نے رستم پیلتن کو اٹھا کے گھوڑے پر بٹھایا اور

زخمونمین مرہم لگا کر باندھا اور آپ پہلوانون سمیت قصد قلعہ کا کیا اور دروزیکو آکر چمٹے فرنگیون نے یہہ دیکھکر نزدیک آئے امیر دروازہ کوٹ کا توڑتے تھے کہ یہہ خبر مرزوق کو پہنچی تب مرزوق معہ نبیران و فرزندان ترواریں دانتون مین پکڑ کر پگڑیان گلے مین ڈالکر الامان الامان بولتا ہوا باہر آیا اور امیر کے پاؤن پر پڑا امیر نے جب اُسے عاجز دیکھا تب غصّہ اُترا اور اُوسکا گناہ معاف کیا اور کہا کہ امان تمکو جب دونگا کہ اقرار اسطرحسے استوار کرو کہ خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی اور بت اور بت پرست باطل ہین اور حلقہ غلامی میریکا کانمین ڈالو اور اپنی بیٹی میرے فرزند کو دو مرزوق نے قبول کیا اور امیر کو شہر مین لے گیا اور تخت پر بٹھایا اور مجلس آراستہ کی اور مال خراج کا سامنے رکھا اور اپنی بیٹی رستم پیلتن کے نکاح مین دی بعد حضرت ابراہیم کے دین کے موافق امیر نے نکاح اوسکا نیک ساعت مین باندھا اور رستم پیلتن داخل محل مین ہوئے اور امیر یارون سمیت مدت تک عیش و عشرت مین رہے پھر امیر اور مرزوق وہان سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل کے خرسنہ کو پہنچے اور مرزوق کو فتح نوش سے ملایا صلح کروائی اور اور پہلوانون کو البرز کو روانہ کیا یہان مالک اشترہر روز امیر کے یارون سے بعد امیر کے لڑتا تھا اور کوئی اوسپر غالب نہوتا تھا باقی داستان فردائے شب را

داستان اٹھترویں

روایت مین یون لائے ہین کہ ایک روز قدیم عادت کے موافق دونو سپاہ مقابل ہر ایک کے کھڑے تھے اور نقیب پکارنے لگے کہ کون مرد قصد میدان کا کریگا اور کون مرد نام ظاہر کریگا ناگاہ یکایک ویسے مین گرد بیابان سے پیدا ہوئی جو دامن گرد شگاف ہوا تو اسی گرد مین امیر و یاران امیر اور بادشاہ فرنگ نمودار ہوے پہلوانون نے جب امیر کو دیکھا خوش حال ہوکے سبکے سب دوڑے اور امیر کے پاؤن پر سر رکھا امیر نے سر اونکے اُٹھا کر گلے لگایا اور بہت نوازش فرمائی اور جب امیر کے

آنے کی خبر نوشیروان کو پہنچی اور مالک اشتر نے بھی سنی وہین مالک اشتر نے میدان مین آیا اور نعرہ مارا اور کہا ای حمزہ میرے ڈر سے اتنے دنون تک کہان بھاگا تھا اب اگر مرد ہی تو میدان مین آ امیر نے اشقر دیوزاد کو ڈپٹ کر میدان مین آئے اور مالک نے گرز ہاتھ مین لیا امیر نے ڈھال سر پر لی اور مالک اشتر نے ایسا گرز مارا کہ آواز اوسکی دونون لشکر کے آدمیون نے سنی اور ایک شعلہ آگ کا ڈھال و گرز سے نکلکر ہوا سے آسمان پر گیا اشقر دیوزاد رو دیا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ ای مالک اشتر تیرے تئین دو حملہ اور بھی دئے ہین مار تب مالک اشتر نے دو گرز اور بھی قوت سے مارے کہ جتنا زور اُسے خدا نے دیا تھا اتنا خرچ کرکے مارے تھے اور امیر نے ڈھال کے جھپٹے سے رد کئے جب باری امیر کی آئی امیر نے گیارہ سومنکا گرز نکالکر مالک کے سر پر ایسا مارا کہ اُس گرز کے بوجھ سے مالک کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور مالک اشتر زمین مین گرا اور تروار نکال کر چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو پے کرے امیر نے فی الحال پیادہ ہوکے گھوڑے کو بچا لیا اور دوسرا گرز مالک کو امیر نے ایسا مارا کہ مالک اشتر بھی گھٹنون تک زمین مین گڑا تب کہا مالک نے ای حمزہ آفرین تیرے بازو پر اور ہاتھون پر بعد گرز تیسرا بھی امیر نے مالک پر مارا اور اوسنے ہزار محنت و مشقت سے ٹالا پھر دونون مین دوپہر تک اسی طرح سے گرزا گرز ہوئے بعد ازان مالک نے گرز زمین پر پھینکا اور ہاتھ تروار پر ڈالا اور امیر پر چلایا امیر نے وار اوسکا ڈھال کے جھپٹے سے رد کیا ولیکن چار انگل ڈھال کاٹی ڈھال کی گردش سے تروار ٹوٹی اور قبضہ مالک کے ہاتھ مین رہا پھر مالک نے وہ قبضہ امیر پر پھینکا امیر نے چابک کے اشارے سے رد کیا وہین عمر بن عمیہ ضمری نے دوڑکر اُسے اُٹھایا اور اپنے توبرے مین ڈالا مالک نے کہا ای عرب قبضہ تروار کا مجھے دے عمر نے کہا کہ مین حکم رکھتا ہون کہ جو کچھ مال میدان مین پڑا سو حق میرا ہی مالک نے کہا کہ دیتا ہی یا یون عمر نے کہا اگر مرد ہی تو لے مالک نے ہاتھ کمان پر ڈالا عمر نے بھی سپر کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آگے لائے مالک نے تیر چلایا عمر کو وا اور تیر ٹالکر سیدھے طرف مالک کے کھڑا رہا اور ایک پتھر مالک کو ایسا مارا کہ آواز اوسکی طراق سے آئی مالک

نے دوسرا تیر بھی مارا عمر کو دکر ڈاوین طرف گئے وہ تیر بھی مالک کا خطا ہوا لاکن پتھر عمر کا خطا نہین ہوا پھر ہاتھہ تروار پر لیگیا او رامیر کی ڈھال پر مارا امیر نے ایسی ڈھال پھرائی کہ تروار ٹوٹ گئی اور مالک نے قبضہ اوس تروار کا اپنے توبرہ مین ڈال لیا عمر نے پکار کے کہا کہ ای مالک حق میرا کیون اپنے پاس رکھتا ہی مالک نے کہا کہ مین نہین دیتا ہون عمر نے تب ایک پتھر اوسکی انگلیون پر ایسا مارا کہ مالک نے وہ قبضہ عمر کے طرف پھینکا عمر دوڑے اور وہ قبضہ زمین پر سے اٹھالیا اور مٹی اوسکی پوچھی اور زنبیل مین رکھا اور کہا کہ ای مالک پتھر کھاکے میرا مال مجھے دیا او ل سے نہین دیا مالک نے کہا ای حمزہ سخت بلا اپنے ساتھہ رکھتا ہی پھر مالک ہاتھہ نیزہ پر لیگیا اور امیر کشور گیر کے سینہ پر مارا امیر نے ہاتھہ سے وہ نیزہ پکڑکر زور کیا اور چھین لیا اور اوسکی بھال نکال کر مالک کی پیٹھہ پر ایسی ماری کہ لکڑی اوسکی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی لیکن مالک زین پر سے نہین ہلا اور پھر کمندون پر ہاتھہ ڈالے اور ایک پر ایک نے کمند پھینکی اور دونو گھوڑون کو طراق طراق مارا تا کہ دونو کمندین ٹوٹین پھر دونو پہلوان پیادہ ہوئے اور ایک کی کمر مین ایک نے ہاتھہ ڈالا اور زور کرنے لگے تو مالک کو گھٹنے تک کھینچا اور مالک نے زور کیا تو ہاتھہ چھوڑکر کھڑا ہور ہا جب رات نزدیک آئی امیر نے کہا کہ خبردار ہو مین نعرہ مارتا ہون عمر بن عمیہ نے ٹوپی اپنی ہوا پر اڑائی لشکر عرب مین سب نے جانا کہ امیر نعرہ مارتے ہین پھر اپنے موزون مین ہاتھہ ڈالکر روئی نکالی اور گھوڑون کے کان مین اور اپنے کانون مین بھی ڈالی غرض امیر نے نعرہ مارا اور مالک کو اٹھایا اور سر پر لیگئے اور اتنا پھرایا کہ تمام عالم نے آفرین کی پھر زمین پر پچھاڑے اور سینہ پر بیٹھے اور ہاتھہ پانون باندھے تب امیر نے کہا کہ بول تو جو کچھ کہتا ہی مالک نے عرض کیا حکم امیر کا ہی تب امیر نے فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ مالک اشتر نے کلمہ کا اقرار کیا امیر مالک کے سینے پر سے اترے اور گلے سے لگایا اور طبل بازگشتی کا بجوا کر دونو لشکر اترے امیر اپنے لشکر ظفر پیکر مین آکر بارگاہ گردون جاہ مین رونق افزائے دنگل نادغبر پر ہوئے اور مالک اشتر کو خلعت دیا اور زنجعہ کو بھی بلایا اور اوسے بھی مسلمان کیا اور

خلعت دیا پھر عمر بن عمیہ نے حلقہ غلامی کا اونکے کانون مین ڈالا تب امیر کے حکم سے مجلس
آراستہ ہوئی اور ساری رات عیش سے گذاری جب روز ہوا آواز طبل جنگی کی آئی
امیر نے سنکر اپنے یہان بھی نقارہ بجوا کر سوار ہوئے کہ آوازہ عرب اور عجم مین ہوا کہ
زوبین پولادکے تن کا آیا ہے اور زوبین پولادتن ایسا مرد تھا کہ قوت مین اور پہلوانی مین
کوئی اوسکا جواب نتھا یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی پس اسیوقت ہرمز کو اور دوسرے
بادشاہون کو استقبال کے واسطے بھیجکر بہزار تعظیم اوسے بلایا اور ملبوس خاص سے مرحمت
کیا یعنے اپنے پہنے ہوئے کپڑے اُتار کر اوسے اپنے ہاتھون سے پہنائے اور پہلوانی
کی کرسی پر بٹھایا اور زوبین پولادتن کے آنے سے بہت خوش حال ہوا اور دعا کی
باقی داستان فردا سے شب را

داستان ستّروین

جب امیر حمزہ مالک اشتر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور اُنھون انکو مسلمان کرکے
معہ سب یارون کے عیش مین بیٹھے القصہ ایک روز بیٹھے تھے کہ یکایک دروازے
پر ایک سوداگر آیا اور کہا کہ جاؤ اور امیر کو خبر کرو کہ تمھارا منہہ بولا باپ آیا ہے جونہین
یہہ خبر امیر کو پہنچی امیر اندیشے مین ہوئے کہ یا آلہی کونسا سوداگر ہے کہ جسے مین باپ بولا
تھا اتنے مین قندز نے عرض کیا کہ یا امیر ایک روز ہم اور تم خرسنہ کو جاتے تھے کہ راہ
مین ایک قافلہ ملا تھا اور ہمارے ساتھہ ہوا تھا امیر اوس قافلہ کے سردار کو باپ
بولے تھے تب امیر نے کہا کہ سچ کہتا ہے اگر وہی سوداگر ہے تو تم خوب پہچانو گے
پس جاؤ بلالاؤ وہین قندز باہر آیا اور نظر کی تو وہی سوداگر تھا پس قندز نے اُسے
گلے لگایا اور امیر کے پاس لے آیا امیر نے بھی اوسے پہچانا اور اٹھکر بغلگیر ہوئے اور
اپنے برابر بٹھایا اور احوال پرسی کی پس امیر نے اُسکے منہہ پر نظر کی تو کہا کہ ای باپ
اول تمھارا چہرہ مانند چاند چودھوین رات کے چمکتا تھا اب کیون زرد ہے تب سودا
گر نے کہا کہ ای فرزند قصّہ میرا دور و دراز ہے اور درد میرا لادوا ہے بموجب شعر
گر من صفت درد دل خویش کنیم ؞ صد دل چو دل خویش زغم ریش کنیم ؞ امیر نے

فرمایا کہ نچھوڑونگا جب تک کہ تو اپنے درد کا بیان نکریگا تب اُس سوداگر نے ابتدا سے
شروع کیا کہ ای امیر مین سوداگر ہون اور تجارت کے واسطے دریا مین اور خشکی
مین بھی پھرتا رہتا ہون اور جنگل و بیابان مین جاتا ہون اور پھر اپنے مقام پر آتا ہون
اور کہین اپنا دل نہین لگاتا ہون اب قضلائے کردگار یکایک گذر میرا بردع کے
ملک مین ہوا جب بادشاہ کے زیر جھروکے مین اترا اُس بادشاہ کو ہروم بردعی
کہتے ہین اور وہ پہلوان ایسا ہی کہ دنیا مین ویسا کوئی نہین ہوا اور ہروم ایک
بہن رکھتا تھا اور اوسکے باپ کی وصیت یون ہی کہ جو کوئی ہروم کی پیٹھ کو زمین
کو لگائیگا اُسسے اوسکی بہن کا بیاہ کرونگا غرض مین وہان بیٹھا تھا کہ وہ ہروم کی
بہن بالاخانہ پر آئی تھی اور جنگل کا تماشا دیکھتی تھی پس اوسیوقت میری نظر اُسپر
پڑی دیکھتے ہی اُسکے عشق کا تیر میرے جگر مین لگا اور پیکان اُسکے میرے دلمین رہا
کسی طرحسے ممکن نہین کہ مین اُس تک پہنچون پس اسطورسے زرد اور حقیر ہوا
ہون اور اسکی تصویر کھنچوا کے اپنے پاس رکھی ہی پس وہ تصویر دیکھکر قناعت کرتا
ہون امیر نے کہا کہ وہ تصویر مجھے دکھاؤ پس وہ نقش سوداگر نے امیر کو دکھایا اور
سارے پہلوانوں کو دکھایا وے سب اُسکے دیکھنے سے بیہوش ہوئے تب اون
سب نے کہا کہ ای سوداگر عاشق ہونا تیرا ہی حق ہی پس یہہ سب حال دیکھکر سعد بن
عمر مبتلا ہو کر دلمین سفر کیا کہ جب رات ہو گی تو پہلے سے نکلکر باہر جاؤنگا شاید کہ میرے
بخت یاری کرین اور سعادت منھہ دکھاوے یعنے وصل اُس بردعی کا میسر ہووے
پھر امیر شرط مہمانداری کی بجا لائے اور اُس سوداگر کو وداع کیا جب رات ہوئی
تو سعد بن عمر نے ہتھیار باندھے اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر سے باہر نکلے
اور بردع کے شہر کی راہ لی راوی یون بیان کرتا ہی کہ اُس رات کو طلاوا اور زنگ
و کو زنگ کا تھا اور یہہ دونو لشکر کے گرد پھرتے تھے کہ یکایک دیکھا کہ ایک سوار
لشکر سے باہر آیا تب یہہ دونو بھائی دوڑے اور سعد بن عمر کو دیکھا شرط خدمت بجا لائے
اور عرض کیا کہ ای شاہزادے خیریت تو ہی جو تم اکیلے باہر آئے ہو سعد نے کہا کہ اگر تم میرے

ساتھی ہوگے تو مین سب حقیقت تم سے بولونگا وہ دونو بولے کہ ہم تم پر سے قربان ہین
اور ہرگز روادار نہین ہین کہ تم اکیلے باہر جاؤ تب سعد نے سب حقیقت اپنے عشق کی اُن
دونو سے ظاہر کی تب لاچار دونو بھائی سعد کے برابر ہوئے القصہ یہہ تینون سوار کہین
دم نہ لیکر اور کہین مقام نکرکے چند روز مین داخل بردع کے شہر کے ہوئے اور ایک باغ
مین اُترے اور اُسیوقت ایک گلہ بکریونکا وہان آیا تب سعد نے یارون سے کہا کہ یہہ
بکریان ہروم کی ہونگی پس دو تین بکریان اس گلہ مین سے لیکر ذبح کرکے کباب بناوین
اور کھاوین تاکہ فریاد ہماری ہروم کے پاس جاوے تو وہ ہم پر آوے تب اور رنگ
کورنگ اوٹھے اور تین بکریان اُس گلہ مین سے پکڑلین اور ذبح کرکے کباب بنائے
اور آگ سلگائی جب چرواہے نے دھوان باغ مین دیکھا تو اندر آکے کیا دیکھتا
ہی کہ سیخین بھنتے ہین حیران ہوا اور تعجب مین رہا اور پکارا کہ ای نادانو کیون اپنی
موت پر بیٹھے ہو اور اپنے پاؤن سے تم اژدہے کے منہہ مین آئے ہو کچھ جانتے ہو
کہ یہہ باغ کسکا ہی اور تم دھوان کرتے ہو اور یہہ تینون بکریان تمنے کسکی کاٹی ہین تب
سعد بن عمر نے کہا کہ مین نہین جانتا تب چرواہے نے کہا کہ یہہ بکریان ہروم کی ہین
اور یہہ باغ خاص اوسکے تماشے کا ہی اور سیر کی جگہہ ہی تب سعد نے کہا کہ جا ہروم
سے بول کہ حمزہ کا پوتا آیا ہی اور تجھے لڑنے کے لئے بلاتا ہی یہہ سنتے ہی چرواہا شتابی
سے دوڑا اور تمام احوال عرض کیا ہروم نے جب نام حمزہ کا سُنا تو کہا کہ ای چرواہے
حمزہ آپ آیا ہی یا کوئی دوسرا ہی چرواہے نے کہا کہ مین تحقیق نہین جانتا ہون لیکن
تین سوار ہین اون مین سے ایک نے کہا کہ مین پوتا حمزہ کا ہون اور ہروم کو پکڑنے
آیا ہون ہروم قہقہہ مارکر ہنسا اور سات زرہ داؤدی بدن پر آراستہ کین اور سات
سو منکا سانگ ہاتھہ مین لیا اور شمشیر کمر سے حمایل کی اور شہر سے پاپیادہ آیا اور یہہ
بیت پڑھی

بیت

ہروم ایسا ہونگا مین یارو ہروم ؛؛ کہ ویران کرون ملک اور مرز بوم ؛؛

جب ہروم چلا جو جھاڑ کہ اپنے سے اونچا دیکھتا تو سانگ سے ایسا مارتا
کہ زمین پیوند ہوتا اور ہروم کا چالیس گز کا قد تھا کہتا کہ میرے سے اونچا کون ہوویگا

پس ایسی دیوانگی کی روش سے باغ مین آیا جب اُسکی گڑگڑاہٹ اُن تینون جوانون
نے معلوم کی کہ ہرم آیا وہین گھوڑون پر سوار ہوئے اور کھڑے رہے کہ اتنے
مین ہرم بھی آپہنچا اور پکارا کہ ای آنے والو تم کون ہو سچ کہو تب سعد بن عمر نے کہا
کہ مین پوتا امیر کشور گیر جہان ستانکا ہون اور حمزہ نے تجھے پکڑنے کے واسطے میرے تئین
یہان بھیجا ہی تب ہرم بہت ہنسا اور کہا کہ ای بچے فضولی کیون کرتا ہی مگر حمزہ
نے میرا نام اور آوازہ نہین سنا ہی جو تجھے بھیجا ہی اور آپ نہین آیا سعد نے کہا
کہ اول مجھے جواب دے بعد از امیر کی بات کر اور اگر مرد ہی تو میدان مین آ دھر سے
سعد نے چاہا کہ میدان مین جاوے اورنگ نے آکے اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور
کہا کہ یہہ کب درست ہی کہ ہمارے ہوتے تو میدان مین جاوے پہلے ہم دونو بھائی میدان
مین جاتے ہین جب تجھپر سے نثار ہو لینگے پھر تم جانا سعد ناچار کھڑے رہے اورنگ
میدان مین گیا اور مقابل ہرم کے ہوا ہرم نے سانگ اُٹھا کر پھرائی اور اورنگ
پر ڈالی اورنگ ڈھال آگے لایا اور ہرم نے سانگ مارا کہ آوازہ اُسکا بیابان
مین گیا اور ڈھال اورنگ کے سر کو لگی اور سر اوسکا صندوق سینے مین گیا سو اورنگ
شہید ہوا کورنگ نے جب یہہ حال دیکھا تب گھوڑے کو ڈپٹ کر گیا اور مقابل کھڑا
رہا ہرم نے اوسکو بھی سانگ سے سرد کیا پھر سعد بن عمر میدان مین آیا وہی سانگ
پھرا کر ہرم نے سعد کو مارا سعد نے اسے رد کیا اور ہاتھ کمان پر لے گئے اور تیر
ہرم پر چلایا سو اوس تیر نے چھہ زرہین توڑین اور ساتوین زرہ مین رہ گیا یہہ دیکھ
کر ہرم غصہ مین آیا اور دوڑا سعد نے سپر آگے کی اور ہرم نے سانگ پھرا کر بائین
ہاتھ مین لی اور سیدھا ہاتھ لنبا کر کے دوال کمر سعد کی پکڑ کر زور کیا اور اٹھا لیا اور
زمین پر پھینکا اور کہا ای بچے تجھے کیا مارون جا اور حمزہ کو بھیج یہہ کہکر آپ شہر
مین پھر گیا اور اپنی بہن کو ساری حقیقت کہی اور کہا کہ مین جانتا تھا کہ حمزہ ہوویگا
ولیکن یہہ پوتا حمزہ کا تھا اور دو پہلوان اوسکے ساتھ تھے اونکو مارا ہون یہان سعد
بن عمر اٹھے اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور حیران و غمگین یارونکو جنت مین گیا دیکھکر

آب دیدہ ہوئے اور بہت افسوس کیا اور باغ سے باہر نکلے اور مقدار دو کوس کے گئے
اور دل مین کہا کہ مین لشکر کو جاکر امیر کو کیا منہہ دکھاؤنگا بہتر تو یہہ ہی کہ کہین اس جنگل
مین سے نکل جاؤن جو کوئی میرا نشان بھی نپاوے پھر لشکر کی راہ سے لگام گھوڑے
کی پھیری اور راہ بیابان کی لی کتنے کوس چلے ہونگے جو ایک باغ اور نہایت خوب
نظر پڑا تب سعد بن عمر بن حمزہ اُس باغ مین گئے وہان جاکے ایک حوض دیکھا کہ
پانی اُسکا مانند گلاب کے تھا پس سعد نے گھوڑے کو پانی پلایا اور زین اُتار کر چرنے کو
چھوڑ کر آپ بھی ہتھیار کھول کر حوض مین جاکر نہائے اور حوض کے کنارے پر سر
رکھکر غمگین سو رہے اور یہان انکا حال یہہ ہی کہ ہرومز کی بڑی بہن تھی جو اُس باغ مین گھر
باندھکر جدا رہتی تھی اوسکا مرد مرکر دوزخمین گیا تھا سو اُسکی ایک بیٹی تھی اوسکا بیاہ
نہین ہوا تھا اور وہ لڑکی دعوی پہلوانی کا کرتی تھی اور کہتی تھی جو کوئی پیٹھہ میری زمین
کو لگائے گا اوسے مرد کرونگی قضا کار وہ لڑکی کئی ایک باندیان اپنے ساتھہ لے
کر شکار کو گئی تھی جب شکار کرکے پھری آتی تھی آتے آتے اوس باغ مین آئی تو سعد
کو دیکھا مثال چودھوین رات کے چاند کے تب ایک لونڈیسے کہا کہ اٹھاؤ اسے
تاکہ معلوم ہووے آدمی ہی یا پری ہی باندیون نے کہا اغلب تو وہ آدمی ہی کیونکہ
ہتھیار بھی ہین اور گھوڑا بھی چرتا ہی تب وہ لڑکی آپ نزدیک آئی اور پکارا تب
سعد ہشیار ہوئے تو دیکھا کہ ایک سوار ہتھیار باندھے سر پر کھڑا ہی تب سعد جلدی
سے اوٹھے وہین اوس لڑکی نے نیزہ پھرایا اور سعد کے سینے پر چلایا پس سعد نے نیزہ
اوسکا پکڑ زور کرکے چھین لیا اور بھال اوسکی دور کرکے پھرا کر اوسکے کمر مین ایسا مارا
کہ وہ لڑکی زمین پر گری پس سعد وہین دوڑ کر اوسکے سینے پر بیٹھے تو سینہ نرم پایا پھر برقع
منہہ پر سے دور کیا جو دیکھا تو رشک قمر ہی جب یہہ صورت سعد نے دیکھی تو ہرومز کی
بہن کا نقشا و صورت بھول گئے اور کہا کہ سچ بول کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ ہرومز
کی بھانجی ہون تب سعد نے کہا کہ ہرومز کی بہن کا بیاہ نہین ہوا ہی پس اوسے بیٹی
کہان سے ہوئی تب اوس لڑکی نے کہا کہ ہرومز کی بڑی بہن کی بیٹی ہون مین تب سعد

اوسکے سینے پر سے اُٹھے اور کہا کہ جب تمنے ہمسے غریبون پر مہربانی کی جو آئی ہو تو ایک گھڑی بیٹھو تب اُس لڑکی نے کہا ایک گھڑی تو کیا ہی مین ساری عمر تیری باندی ہون ؛ لیکن تو اپنا نام بتا تب سعد نے کہا مین نبیرہ حمزہ کا ہون نام میرا سعد بن عمر ہی پس وہ لڑکی نام سعد کا سنکر بہت شاد ہوئی اور سعد کو اپنے محل مین لیجا کر بٹھایا پس سعد نے اُسنے نکاح کیا اور خلوت مین لیجا کر رات دن عیش مین رہے القصہ جس رات کو سعد اپنے خیمہ مین سے غائب ہوئے تھے تو فجر کو گھر مین نپایا چارونطرف تلاش کیا کہین پتا نہ لگا تب امیر کو خبر کی امیر نے فرمایا کہ مین نے پہچانا کہ وہ ہروم کی بہن کا عاشق ہو کر گیا ہی ویسے مین لندھور نے کہا کہ اورنگ و گورنگ طلاوے کو گئے تھے سو وہ بھی غایب ہین امیر نے فرمایا کہ وہ سعد کے ساتھ گئے ہونگے تب عمر بن عمیہ نے کہا یا امیر ہروم پہلوان سخت ہی اور دیوانہ کی طور کا ہی خدا نخواستہ کہ کہین اوسکے ہاتھ سے ہلاک ہوے امیر نے کہا کہ سچ بولتا ہی پھر رستم پیلتن کو اپنی جگہہ پر بٹھایا اور عمر بن عمیہ کو اپنے برابر لیا اور سب یارون کو وداع کیا اور راہ بردع کی لی بعد از قطع منازل کے بردعی کے ملک کو پہنچے اور اوسی باغ مین آکر اترے اور اورنگ و گورنگ کو مرا ہوا پایا تب امیر نے کہا کہ سعد بھی مارا گیا عمر نے کہا اگر مرا ہوتا تو انھون مین ہوتا شاید کہ جیتا ہروم نے اُسے اپنے پاس رکھا ہوگا امیر اورنگ و گورنگ کے واسطے آبدیدہ ہوئے اور اپنے ہاتھ سے انھین دفنایا اور کہا کہ ای عمر کس کی شومیت سے یہہ دونو مارے گئے عمر نے کہا خدا کا حکم یون ہی تھا پس انہین باتون مین تھے کہ وہی گلہ بکریون کا آیا عمر نے دوڑ کر دو بکرے پکڑے اور امیر کے پاس آکر ذبح کیا اور آگ سُلگا کر سیخین بھوننے لگا امیر نے کہا ای چور خدا جانے کہ یہہ بکریان کسکی ہین بے رضا خداوند کے کیون لایا عمر نے کہا یہہ بکری ہروم کی ہین اگر خاوند اُنکا پیدا ہوگا تو قیمت اوسے دیوینگے عمر نے ہنوز سیخین تیار نہین کی تھین کہ ویسے مین چرواہا آیا اور پکارا ای دیوانے آگے بھی پوترا امیر حمزہ کا آکر یہان لت کھا کر گیا ہی بعد اُسکے تم اب آئے ہو اور کباب کی سیخین بنانے ہو امیر نے کہا یہہ کچھ تجھے معلوم ہی کہ وہ پوترا حمزہ کا کیا ہوا تب اُس چرواہے

نے کہاکہ اُسکے ساتھ والونکو ہُروم نے مارا اور اوسے جیتا چھوڑا پھر معلوم نہین کہ کہان
گیاہی امیر نے کہا الحمدللہ کہ بارے جیتا ہی پھر امیر نے کہا جا اور رہروم کو خبر کر کہ
حمزہ آیا ہی پس وہین چروا ہا دوڑا اور سر پر خاک اُڑا کر ہروم سے کہا کہ ای بادشاہ
حمزہ آیاہی ہروم نے کہا کہ تحقیق حمزہ آیاہی چرواہے نے کہا دبدبہ تو اوسیکا سا
معلوم ہوتا ہی تب ہروم نے ہتھیار باندھے اور سانگ ہاتھہ مین لیا اور گھر سے
باہر آیا اور اُچھلتا کودتا باغ مین آپہنچا امیر نے کہا ای عمر شاید کہ ہروم آتا ہی وہین
امیر بھی جلد ایسے گھوڑے پر سوار ہوئے ویسے مین ہروم پیدا ہوا اور امیر کو دیکھ کر
ہنسکر کہا ای حمزہ برسون گذرے کہ آرزو تجھہ سے لڑنے کی رکھتا ہون خوش آمدی
خبردار رہو یہہ بول کر سانگ چلایا امیر گرز آگے لائے پس زنجیرین سانگ کی گرز
مین لپٹین اور دونو پہلوانون نے زور کیا تو طراق طراق وہ زنجیرین ٹوٹین ہروم
نے سانگ کے مہرہ پر ہاتھہ لیگیا اور امیر پر چلایا امیر نے سپر کی اوجھڑ سے اوسے رد
کیا جب ہروم نے دیکھا کہ اپنے نزدیک دوسرا ہتھیار کچھہ نہین ہی تب باغ مین گھسا اور
ایک جھاڑ سرو کا جڑ سے اُکھاڑا اور اُسے اپنا ہتھیار کیا امیر نے دیکھا کہ جو مین گھوڑے
پر رہونگا تو اُسے ضرر پہنچیگا پس وہین آپ پیادہ ہوے اور ایک جھاڑ سرو کا باغ مین
سے اُکھاڑا اور ہاتھہ مین لیا ہروم جب جھاڑ کا حملہ امیر پر کرتا تو امیر بھی اُس جھاڑ
پر رد کرتے جب انھون نے جھاڑ اُکھاڑے تو عمر کھڑے رہکر تماشا دیکھتے تھے
اور حیران تھے کہ یہہ کیسی لڑائی ہی پھر امیر اور رہروم کو لڑتے لڑتے شام ہوئی
اور رہروم نے کہا کہ ای حمزہ آفرین ہو تیرے باپ پر کہ تجھے جنا ہی اور آفرین تیری
مان پر کہ تجھے پالا ہی بارے جھلم منہہ پر سے اُتار تا تیرے منہہ کو دیکھون کہ تو بڈھا ہی
یا جوان امیر نے جب دامن خود کا اٹھایا اور رہروم نے امیر کے منہہ پر نظر کی تو دیکھا کہ
ڈاڑھی تو سفید ہی لیکن چہرہ آفتاب کا سا ہی اور چمکتا ہی تب کہا کہ ای حمزہ اب تو رات
ہوئی اور رات واسطے شراب و کباب کے ہی اب مین تیرے واسطے بکری بھیجتا ہون
تو بھی قرار پکڑ اور چند روز لڑائی نکر کہ مین سانگ دوسرا بناتا ہون امیر نے کہا کہ

جا تجھے فرصت دی دو سانگ بنانے تک لیکن یہہ بول کہ میرا پوترا جو آیا تھا سو کہان
ہی ہروم نے کہا کہ ای امیر تمھارا پوترا دیوانہ ہو کر مجھسے لڑنے آیا تھا سو مین نے
تمھاری خاطر سے اوسے جیتا چھوڑا خدا جانے کہ کہان گیا ہی ولیکن تمھارے یار مفت
مین مارے گئے سو افسوس کرتا ہون امیر نے کہا تو کیا کرے گا حکم خدا کا یون ہی تھا
پھر ہروم گیا اور امیر اُترے اور عمر سے کہا کہ ہروم کا تماشا دیکھا عمر نے کہا کہ ایسا مرد
دنیا مین کم ہوگا امیر نے کہا خدا کی خدائی معمور ہی ایک سے ایک زبردست و پہلوان
پڑے ہین بموجب **شعر** خدائیکہ بالا و پست آفرید ٭ زبردست بر زیر دست آفرید
لیکن ہروم بھی بڑا پہلوان ہی اور نہایت مرد ہی جب ہروم لڑائی سے پھر کر گھر کو
گیا تو اپنی بہن سے کہا کہ ای بہن معلوم ہو کہ تیرے واسطے مرد پیدا کیا ہون وہ
بولی کہ تو سلامت ہونا چاہیئے مجھے مرد کی کیا حاجت ہی پھر ہروم نے صفتین
مردی اور پہلوانی حمزہ کی ظاہر کین اور کھانا اور شراب امیر کے واسطے بھیجا امیر
نے کہا ای عمر میرے لئے کھانا زنبیل مین سے نکالکر دے کیونکہ مین کھانا ہروم
کا نکھاؤنگا جب تک کہ وہ ایک طرف نہ ہووے گا کیونکہ مرد جسکا نمک کھاتے
ہین تو اوسپر تلوار نہین باندھتے ہین اور مجھے اُسسے ابھی لڑائی باقی ہی غرض کہ عمر نے
زنبیل مین سے کھانا نکال کر دیا اور امیر نے کھایا اور ہروم نے لوہارون کو بلا کر کہا کہ
سانگ نو سو منکا بناؤ انھون نے پہلے سانگ سے دو سو من زیادہ کر کے بنائے جب
کہ سانگ مرتب ہوا ہروم فجر ہی باغ مین آیا امیر نے جب دیکھا کہ ہروم آتا ہی تب
ہتھیار باندھے اور اشقر پر سوار ہوئے تب ہروم نے کہا کہ مین پیادہ تم سوار یہہ
لڑائی خوب نہین تب امیر بھی پیادہ ہوئے اور گرز گیارہ سو منکا ہاتھ مین لیا ٭
ہروم نے کہا ای حمزہ مین سوائے سانگ کے دوسرا ہتھیار کچھہ نہین رکھتا ہون
اور تو اسکی مار گرز پر لیتا ہی اور توڑتا ہی اور جب کہ سانگ ٹوٹے تو پھر کتنے ہی دن
چاہیئے بنانے کو امیر نے گرز ہاتھ سے رکھا اور ڈھال سر پر لی اور ایک ہاتھ مین گرز
داب لیا ہروم نے سانگ امیر پر مارا تب مہڑی ساری ایک طرف ہوئی اور امیر کے

سر پر لگی دوسری بار ہروم نے سانگ پھرایا اور امیر نے پہلی طرح سپر سر پر لی اور گرز داب لیا اوسدم ہروم نے سانگ مٹھی جدا جدا کرکے مارا تب امیر کا سر مانند انار کے کھل گیا اور امیر کی آنکھوں مین اندھیرا آیا اوسوقت امیر نے تلوار نکال کر ہروم کو مارا پس اوسکی ساتوں زرہین کاٹین اور تھوڑا زخم اوسکے بدن کو بھی لگا ہروم نے آہ کی اور کہا کہ ای حمزہ تونے مجھے زخمی کیا اور مین نے تجھے زخمی کیا اب مین جاتا ہون تاکہ اچھا ہون اور تو بھی مرہم لگا سر کو اچھا کر امیر نے کہا تیرا اختیار ہی آخر ہروم گیا اور اپنی بہن سے کہا کہ ای بہن آج حمزہ نے مجھے اور مین نے اوسے زخمی کیا تب بہن نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس اگر حمزہ نے اسکا سر کاٹا ہوتا تو بہتر تھا کہ مین اوسکا جوڑا ہوتی یہان زخم نے حمزہ کو بہت بے ہوش کیا پس عمر نے چاہا کہ اوسترے سے بال وہان کے مونڈے اور مرہم کی پٹی مضبوط باندھے القصہ امیر کو تین دن تک ہوش نہ آیا چوتھے روز آنکھ امیر نے کھولی اور اٹھ کر بیٹھے کھانا کھایا پانی پیا ہروم نے جو زخم بندھوایا تھا سو کتنے دنوں کے بعد اچھا ہوا جب کہ دونو پھر تندرست ہوئے تب ہتھیار باندھے اور ہروم سانگ لیکر امیر پر آیا اور سانگ پھرایا تب عمر نے عربی زبان مین کہا یا امیر اس سانگ سے تمکو مضرت پہنچے گی خبردار رہو ہروم نے چاہا کہ سانگ امیر پر چلاوے وہین امیر دوڑے اور ہروم کے دونو بازو پکڑ کے ایک نعرہ مارا کہ سولہ کوس زمین و زمان و پہاڑ و جھاڑ جنگل کے گرجے اور امیر نے ہروم کو اٹھایا پھر زمین پر پچھاڑا اور اوسکے سینے پر بیٹھے اور کہا بول خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی ہروم نے اقرار کیا تب امیر اوسکے سینے پر سے اترے اور ہرم کو گلے لگایا پھر ہروم امیر و عمر کو شہر مین لیگیا اور بارگاہ مین بٹھایا اور شہر کو آراستہ کیا پھر مجلس کرکے آپ خدمت مین کھڑا رہا امیر نے فرمایا کہ کیا مطلب ہی بیٹھ اور بول تب ہروم بولا کہ باپ میرا مرتے وقت مجھسے بولا تھا اور وصیت کی کہ جو کوئی تیری بیٹھ زمین کو لگاوے اسے تو اپنی بہن دینا مجھے دو سو برس گذرے ہین جو کسی آدمی زادنے میرے تئین پشت بزمین نہین کیا اور مین نے تیرے سوا کوئی بڑا پہلوان نہین

پایا سواب تومیری بہن کو قبول کرا میرنے فرمایا کہ ہزار بار قبول کیا تب عمر نے اُسیوقت بہتر ابراہیم کے دین کی موافق نکاح کیا اور امیر اوسی رات سے عیش و عشرت کرنے لگے اور مدت تک وہان رہے بعد از امیر کا آنا اور مسخر کرنا ہروم کا سعد بن عمر کو معلوم ہوا تب ہتھیار باندھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شہر بردع کو آیا اور ہروم کو پکارا اور دروازے مین ہروم کے ایسا نعرہ مارا کہ امیر و ہروم مجلس مین بیٹھے تھے سو نعرہ سُننے سے حیران ہوئے اور کہا کہ ای ہروم یہہ کون پہلوان ہی ہروم سانگ لیکر اُٹھا اور باہر آیا تو ایک سوار کو سعد دیکھا تب سانگ پھرا کر قصد اوسکا کیا تب سعد گھوڑے پر سے اُتر کر دوڑے اور اُسکے دونو بازو پکڑ کر خدا کا نام زبان پر لائے وہین ہروم کو اُٹھایا اور سر پر لیجا کر پھرایا او زمین پر پچھاڑ کر اُسکے سینے پر بیٹھے تب ہروم نے کہا ای مرد نام اپنا بول کہ تو کون ہی تب سعد نے کہا مین پوترا حمزہ کا ہون ہروم نے کہا اُٹھ اب تیرے دادا سے تجھے ملاتا ہون وہین سعد بن عمر اُٹھے اور ہروم کے ساتھ امیر کی خدمت مین آئے امیر نے جب پوترے کو دیکھا نہایت خوش وقت ہوئے اور بہت نوازش فرمائی تب ہروم نے کہا مین بہت تعجب مین ہون امیر نے کہا کیا ہی ہروم نے کہا کہ اول پوترا تیرا آیا تھا تو مین نے اُسکو اُٹھالیا تھا اور اب اُسنے مجھے اُٹھالیا اور پچھاڑ کر میرے سینے پر بیٹھا ہر چند مین نے چاہا کہ اُسے سینے پر سے دور کرون لیکن دور کر نہین سکا امیر ہنسے اور کہا ای ہروم زور اُسکا زحمت عشق نے اُسوقت سُست کیا تھا اور آج اپنی عادت پر ہی تو اوسکی برابر کب ہو سکتا ہی یہہ کہکر کھانا منگایا اور کھایا اور مطربان خوش آواز نے چنگ و دف و نے کا آوازہ بلند کیا غرض امیر شہر بردع مین مدت تک عیش کرتے رہے پھر روانہ ہونے کی تدبیر کرنے لگے باقی داستان فردا کے شب را

داستان اکہتروین

جب امیر سے سعد بن عمر ملے تب ہروم سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کو جاؤن تو کیا کہتا ہی اور تو میرے ساتھ آویگا یا نہین ہروم نے کہا کہ اب تم سے دوستی ہوئی

اب تو ایک پل تمھارے بغیر نرہون گا پس امیر ہرمز کی بہن سے رخصت ہوئے اور ہرمز و سعد و عمر و امیر روانہ بطرف لشکر ظفر پیکر کے ہوئے اور یہان کا احوال سنو کہ ہر روز طبل جنگ بجوا کر لڑتے تھے سو دوسرے روز نقارہ لڑائیکا ہوا اور دونون لشکر مقابل کھڑے رہے اور نقیب پکارے کہ کون مرد ہی جو قصد میدان کا کریگا یا کون مرد ہی جو نام اپنا عیان کریگا وہین زوبین پولادتن نوشیروان کے خدمت مین آیا اور حکم میدان کا لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای پہلوانان عرب جسے آرزو مرنے کی ہو وے سو میدان مین آوے اودھر مرزوق فرنگی رستم پیلتن کے خدمت مین گیا اور حکم لے کر میدان مین آیا اور مقابل حریف کے کھڑا رہا تب زوبین پولادتن نے گرز نکالکر حملہ مرزوق پر کیا مرزوق نے سپر سر پر لی اور زوبین نے گرز چلایا غرض گرز کے بوجھہ سے مرزوق کے گھوڑے کی کمر ٹوٹی اور مرزوق زمین پر گرا وہین تروار کھینچی اور قصد زوبین پولادتن کا کیا مگر چارون پاؤن گھوڑے کے قلم کئے تب زوبین پولادتن بھی پیادہ ہوکر دوڑا اور دوال کمر مرزوق کی پکڑ کر زمین سے اُٹھایا اور سر پر لیجاکر زمین پر پچھاڑا اور کہا ای فرنگی سست تجھے جان سے تو کیا مارون مگر جا دوسرے کو بھیجدے مرزوق میدان سے پھر آیا اور شور پہلوانون مین پڑا تب مالک اشتر میدان مین گیا اور کہا کہ ای کافر امیر کے یارون سے بے ادبی کیون کرتا ہی اب تو جان مجھے کہان لیجاویگا اور لا جو کچھہ کہ ضرب رکھتا ہی زوبین پولادتن نے مالک اُشتر پر گرز چلایا پس مالک اشتر کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا پھر مالک اُشتر نے گرز اُسکے سر پر مارا اُسنے سر آگے کیا تب ایک آواز ایسی نکلی کہ گویا کوئی برتن پیتل کا کسیکے ہاتھ سے گر پڑتا ہی زوبین کو کچھہ ضرر نہوا پھر یہہ دونو دوپہر گرزون سے لڑائی کرتے رہے تب زوبین نے گرز ڈالدیا اور تروار ہاتھہ مین لیکر مالک اشتر کے اوپر ماری مالک نے تروار اوسکی سپر کی اوجھڑ سے رد کی لیکن ڈھال ایک انگل کٹی اور کاندھا بھی مالک کا زخمی ہوا تب مالک نے تروار زوبین پولادتن پر غصے سے چلائی لیکن اوسکا ایک بال بھی نکٹا اور مالک کی تروار مانند آرہ کے ہوئی اتنے مین رات ہوئی

پھر پہلوان پھرے مالک اشتر زخم سے بے ہوش ہوا جب دوسرا روز ہوا تب دونون لشکر حاضر ہوئے اور زوبین پولادتن میدان مین آکر پکارا کہ کون مرد ہی جو میدان مین آوے نجعہ اشتربان میدان مین آیا زوبین نے جب نجعہ کو دیکھا تب ہاتھ نیزہ پر لگیا اور پھراکر نجعہ کے سینے پر چلایا نجعہ نے نیزہ اوسکا رد کیا تب وہ نیزہ گھوڑے کی گردن مین لگا گھوڑا زمین پر پڑا نجعہ نے چاہا کہ پہلے زوبین پولادتن کو نیزہ سے زخمی کرے زوبین نے کہا ای اشتربان اب تو جا اور دوسرے کو بھیج تب نجعہ پھرکر آیا اور قندز سرشبان کو میدان مین روانہ کیا اوسکو پھر زوبین پولادتن نے اپنی طرف کھینچا پھر شبان طایفی میدان مین آیا اور گرز زوبین پولادتن پر چلایا اور مارا ولیکن کچھ فائدہ نہوا تب پھرتے وقت زوبین پولادتن نے شبان طایفی کو پکڑلیا اور گھوڑے پر سے اوٹھایا اور زمین پر پچھاڑا تب لندھور کو طاقت نرہی میدان مین آیا اور زوبین پولادتن سے شام تک لڑائی کی زوبین نے شام کے وقت لندھور کو بھی زخمی کیا تب دونون لشکر اوترے اوسوقت بختک نے بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ حمزہ کا حریف زوبین پولادتن ہوگا نوشیروان نے کہا کہ دلیل سے تو معلوم ہوتا ہی پھر دوسرا روز ہوا اور دونون لشکر ایک خداواسطے کا اور ایک لات ومنات کے واسطے کا لڑائی کو آئے تب زوبین پولادتن میدان مین آیا اور پکارا کہ جلدی سے جسے آرزوے مرگ ہو وہ آوے تب بدیع الزمان گردلشکر شکن کو طاقت نرہی رستم پیلتن کے خدمت مین عرض کی اور رضا میدان کی لیکر آئے تب زوبین پولادتن نے کہا ای کوتاہ قد کے تو کون ہی اپنا نام بتا کہ بے نام مارا جائیگا امیرزادے نے کہا کہ مین بدیع الزمان پسر حمزہ ہون زوبین پولادتن بولا کہ تو خبردار ہو کیون کہ تو بیٹا حمزہ کا ہی پس بدیع الزمان نے ڈھال سر پر لی اور زوبین نے گرز ایسا اوسکے سر پر مارا کہ تین سو ساٹھ رگ جنبش مین آئین اور ہر بن مو سے پسینہ ٹپکا پھر بدیع الزمان نے کہا ای زوبین پولادتن اور بھی دو حملے تجھے دئے ہین پھر زوبین نے دو گرز اور بھی مارے شہزادے نے اونھین بھی رد کیا پھر اپنا گرز نہرارسن کا نکال کر

زوبین پولادتن پر مارا تو آوازہ اوسکا ایسا ہوا جو بلند جگہہ سے کوئی چیز تانبے یا پیتل کی یا کوئی طشت گرتا ہی پھر گرز اگرز دونوین دوپہر تک ہوئی پھر ہاتھہ تلوارون پر لیگئے اور اتنا لڑے کہ تلوارین مانند آرہ کے ہوئین پھر ہاتھہ دوال کمر مین ڈالے اور زور کیا اتنا کہ گھوڑے دونو کے زانو تک زمین مین گڑے پھر دونو پہلوان پیادہ ہوئے تب امیر زادہ نے زور کیا کہ زوبین کو زانو تک اٹھایا پھر زوبین نے زور کیا کہ بدیع الزمان کے ہاتھہ سے چھوٹ کر سیدھا ہو کر مقابل کھڑا رہا اسی روش کئی مرتبہ امیر زادے نے زور کرکے زوبین کو زانو تک کھینچا اور پھر اوسنے زور کرکے چھوٹ کر مقابل ہوا غرض کہ جب رات ہوتی تو دونو لشکر اترتے پھر جب روز ہوتا تو دونو لشکر لڑائی کی جگہہ پر آتے زوبین نے گھوڑا میدان مین ڈالا اور پکارا کہ کون پہلوان لڑیگا سو میدان مین آویگا کہ یکایک گرد جنگل مین سے نمود ہوئی اور اوس گرد مین سے دو سوار ایک پیادہ ظاہر ہوا سپاہ عرب نے جب نظر کی تو امیر کو دیکھا امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور ہرمز سے کہا کہ سب پہلوانون سے ملو تب ہرمز سب سے ملا غرض جسے بغلگیر ہوا تو وہ نزدیک مرنے کے ہوا بعد از امیر کشورگیر میدان مین آئے زوبین نے جب امیر کو دیکھا تو کہا ای عرب مین تجھے چاہتا تھا امیر نے فرمایا کہ مین بھی آپہنچا اب لا جو کچھہ نشان مردی کا رکھتا ہی وہین زوبین دوڑا اور دوال کمر امیر کی پکڑی اور امیر نے بھی اوسکی کمر کی دوال اور زنجیرین پکڑین اور دونو زور کرنے لگے اتنا زور کیا کہ دونو کے گھوڑے گھٹنون تک زمین مین گڑے تب دونو پہلوان پیادہ ہوئے اور امیر نے اللہ کا نام لیکر نعرہ مارا اور زوبین کو سر پر اُٹھایا اور اتنا پھرایا کہ مردان عالم نے آفرین کی پھر زوبین کو زمین پر پچھاڑا اور ہاتھہ پاؤن محکم باندھے پھر عمر بن عمیہ کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجواکر دونو لشکر اترے تب امیر نے عمر سے کہا ای عمر مین گھر مین جاکر تمام فرزندون سے ملتا ہون تم یہان بیٹھو القصہ عمر وہان بیٹھے تھے کہ سارے پہلوان عرب وہان آئے اور کہا ای عمر یہہ زوبین پولادتن نے ہماری آبرو لی اور اب ہم اُسے کیا منہہ دکھاوینگے کسواسطے کہ ہم مین ایسا کوئی غالب

نہوا تب عمر بن عمیہ نے اسے مارنے کی تجویز کی یہہ کہ قلعی گرم کرکے اوسکے منہہ مین ڈالی
تو وہ مرگیا جب امیر محل سے رونق افزا بارگاہ کے ہوئے اور جہان پہلوانی کی
کرسی پر بیٹھے تب حکم کیا کہ زوبین تن پولاد کو لاؤ اوس وقت عمر بن عمیہ نے امیر سے
کہا کہ ہرومہ نے اوسے مار ڈالا امیر نے غصہ سے ہرومہ کی طرف دیکھا ہرومہ نے
کہا مین کیا جانون یہہ دیوانہ ہی عمر نے مجھہ سے کہا کہ اسکا منہہ کھول مینے کھولا تب
عمر نے قلعی گرم اوسکے منہہ مین ڈالی سواسیوقت وہ بیچارہ مرگیا تب امیر کرسی پر سے
اوٹھے اور ہاتھہ عمر کا پکڑا اور کہا کہ ایسے نامور پہلوان کو مارا عمر نے کہا کہ سارے پہلوانون
کی آبرو اوسنے لی تھی اسواسطے مارا تب امیر نے کہا اگر سوائے تیرے کسی اور نے
مارا ہوتا تو اوسے جان سے مارتا یہہ کہا اور سات کوڑے عمر کو مارے اور کہا کہ بغیراز
حکم ایسا کام کرنے کی یہہ سزا ہی تب عمر باہر نکلے اور امیر کو کہا کہ اے عرب اس سات
کوڑون کے بدلے ستر کوڑے نہ مارون تو مین عمیہ ضمری کا بیٹا نہ ہونگا یہہ بول کر
نوشیروان کے پاس گیا اور کہا اے بادشاہ اس عرب کے خدمت مین ایک مدت
تک رہا آخر ایک کافر کے واسطے مجھے سات کوڑے مارے اب مین اوسکے پاس
نرہونگا اگر حکم ہو تو یہان رہون تب نوشیروان نے بہت آرزو سے اوسے
رکھکر سونے کی کرسی پر بٹھایا اور خلعت بہتر دیا اور بہت سی خاطرداری کی اور امیر
عمر کے اندیشے سے راتون کو جاگتے تھے اور عمر ہر روز آکر دیکھتا تھا مگر امیر کو ہشیار
پاتا تھا تو پھر جاتا تھا اسیطرح عمر ہمیشہ پھرتا رہتا امیر نے بھی پہلوانون کو تاکید کی تھی
ہشیار رہنے کے واسطے ایک روز اونکے اعتبار پر امیر بے خبر سو رہے ویسے مین
عمر قابو پاکر آیا اور دارو بیہوشی کی ہاتھہ مین لی اور دور ہی کھڑا رہا اور کہا کہ مین
گیا تو امیر کان میرے پکڑلیگا پس یہہ اندیشہ کرکے دارو بیہوشی کی تفنگ مین ڈالکر
ناک مین امیر کی پھونکی وہین چھینک امیر کو آئی اور بیہوش ہوئے پس عمر نے کمندون
سے باندھا اور جنگل مین لیجاکر ایک درخت سے باندھا پھر ہشیار کیا تب امیر بہت حیرت
مین ہوئے عمر نے لکڑیان امیر کو ستر گن کر مارین تب امیر نے کہا کہ سوگند کعبہ اور پروردگار

کی کہ تیرا خون کرون گا یہہ کہکر قوت کی تو کمند توڑے تب عمر دیکھتے ہی بھاگنے لگے
امیر نے فرمایا کہ تو کہان تک بھاگیگا آخر تیرا خون کرون گا تب عمر ڈر گیا تو کئی ٹپے مار
ننگے سر اگر بولا کہ امیر سنتے ہین تو ایک حکمت بتاتا ہون امیر نے فرمایا کہ کیا بتاتا ہی
عمر نے کہا تمھارے سوگند کے واسطے نشتر مار لیتا ہون لہو زمین پر پڑتا ہی تو خون کئے
کے جیسا ہوگا تب امیر نے فرمایا ای چور اچھی حکمت ڈھونڈھی نہین تو کام وشوار
ہوتا تب امیر نے نشتر عمر کو مار کر لہو زمین پر گرایا پھر دونو ملک لشکر مین آئے اور خوشی
سے رہنے لگے باقی

داستان فردا شب را

داستان بہترویں

راویان اخبار یون روایت کرتے ہین کہ ایک حکیم مردک نام کا نوشیروان کے پاس
آیا سو بختک کا سکھایا ہوا تھا تب اوس حکیم نے آکر نوشیروان سے کہا مین نے نجوم
مین دیکھا ہی کہ حمزہ معہ اپنے یارون کے میرے ہاتھ سے اندھا ہوگا نوشیروان
نے کہا اگر یون ہوا تو پھر کیا چاہیئے القصہ وہ حکیم عمر بن عمیہ کے نزدیک آیا اور کہا
مین غریب ہون ولیکن طبیبی کی حکمتین خوب جانتا ہون اگر تمہاری مہربانی ہوگی اور
سفارش کر کے کہوگے تو البتہ امیر کے پاس چند روز رہونگا تب عمر بن عمیہ نے اسکی
کیفیت سب امیر سے ظاہر کی کہ یہہ حکیم خوب ہی اور غریب ہی تمھاری خدمت مین
رہنے کو کہتا ہی امیر نے فرمایا بہتر ہی رہنے دو تب وہ حکیم امیر کے پاس رہنے لگا اور
اپنی حکمت دکھانے لگا تب امیر اعتماد اُسکا کرنے لگے ایک روز امیر کی آنکھون مین درد
تھا سو حکیم سے کہا کہ میری آنکھین درد کرتی ہین اُس حکیم نے سرمہ لاکر دیا امیر نے
آنکھون مین لگایا سو بہت فائدہ کیا تب تمام یارون اور پہلوانون سے امیر نے کہا انکھون
نے بھی سرمہ لگایا اور فائدہ دیکھا جب حکیم نے اعتماد خوب دکھایا تب دوا اندھا کرنے
کی اُس سرمہ مین ملائی اور امیر کے پاس لایا ہر روز کے اعتماد پر وہ سرمہ معہ
یاران امیر نے لگایا پس اوسیوقت وہ حکیم نوشیروان کے پاس گیا اور کہا کہ بادشاہ
کے اقبال سے امیر و عمر کو معہ سب یارون کے اندھا کیا ہون تب بختک نے اُٹھکر

حکیم کو گلے لگایا اور کہا کہ کیونکر پہچانا کہ اندھے ہوئے ہین حکیم بولا کہ نقارا جنگ کا کرو تو ابھی معلوم ہوتا ہی پس نوشیروان کے حکم سے نقارا لڑائیکا ہونے لگا امیر نے آواز نقارے کی سنی تو فرمایا کیا سبب جو غیر وقت نقارا ہوتا ہی پس وضو کو پانی مانگا اور منہہ ہاتھ اور آنکھین خوب دھوئین بصارت جاتی رہی تب امیر نے کہا ای یارو مجھے دکھائی نہین دیتا تمھین بھی نہین دکھائی دیتا ہی انھون نے کہا ہم سب ہی اندھے ہوئے تب امیر نے فرمایا دریافت کرو حکیم کہان ہی غرض ہر چند کہ تلاش کیا پر حکیم نہ ملا تو معلوم ہوا کہ وہ بھاگا امیر نے کہا خدا تعالے کا حکم یون ہین تھا نظم بودنی بود ہرچہ خواہد بود ۰ غم بدل داشتن ندارد سود ۰ گرگ از گلہ گوسفند ربود نائے ہوئے شبان ندارد سود ۰ پس اب جلد سوار ہونا نہین تو کافر پہچانینگے اور سب بیٹھے جگہہ پر مارے جائین گے القصہ سوار ہوئے اور میدان مین آکر کھڑے رہے تب نوشیروان نے کہا اگر وہ اندھے ہوتے تو میدان مین آکر کیون کھڑے رہتے بعد از مردک حکیم نے کہا ای بادشاہ ایک پہلوان کو میدان مین روانہ کرو ابھی معلوم ہوجاویگا تب ایک عادی میدان مین آیا اور پکارا کہ ای عربو اندھے ہوکر لڑنے کو میدان مین آئے ہو تب ہرومز بردعی حکم سے امیر کے میدان مین آیا عادی نے ہرومز پر حملہ کیا ہرومز نے سانگ سے اُسکا ہتھیار لپیٹا اور زور کیا اور آنکھون والون کی طرح کھڑا تھا ہرومز نے عادی کو ایسا مارا کہ جیتا خاک مین ملایا تب نوشیروان نے کہا اگر یہہ اندھے ہوتے تو مثال آنکھون والون کے کیون لڑتے القصہ دوسرا عادی آیا ہرومز نے اسے بھی مارا غرض اوس روز سات عادیون کو مارا تب عادیون کے سردار نے لشکر کو حکم کیا کہ سب ایک بار ہرومز پر حملہ کرو عادیون نے گھوڑے اُٹھائے اور ہرومز کو گھیرا تب ہرومز بھی چوطرف سانگ پھرا پھرا کر چھوڑنے لگا جسے مارتا تو گھوڑے سمیت گراتا تھا پھر ہرومز پر تیر مارنے لگے تب بختک نے کہا انکی پیٹھ پر مارو بختک کے کہنے کموافق کیا تب ہرومز نے نعرہ مارا کہ یا امیر مجھے مارتے ہین امیر نے گھوڑے کو ڈپٹا اور وہان گئے تب عادی بھاگے امیر نے ہرومز کو فوج

مین روانہ کیا اور پکار کر کہا اے کافرو نجانو تم کہ مین اندھا ہون پس اس اندھے پنے پر بھی اتنے کافرون کو مارونگا کہ حساب اسکا خدا جانے نوشیروان نے کہا کہ سارا لشکر ایک مرتبہ حملہ کرو تب سارا لشکر امیر پر ٹوٹا امیر دونو ہاتھون سے دو تروارین مارنے لگے تب امیر کے یار اور لشکر کافرون پر پڑے اور بے فکر مارتے چلے پس ایک ایک ہاتھ مین سوار کو گھوڑے سمیت چتا کرتے واویلا مردون کا اور شور پہلوانون کا اور مار تڑا تڑ گرزون کی و تروارون کی پکار ہونے لگی اور سر کافرون کے مانند گیند کے دھڑون پر سے اڑتے تھے اور دھڑون کے چبوترے بنے تھے تب نوشیروان نے اپنے لشکریون سے کہا کہ وہ اندھے ہین اوسپر بھی تم سر بر نہین ہوتے ہو تب امیر نے کہا یہہ کافر اندھا ہمین جان کر لڑتے ہین اب ہمکو حصار ہونا چاہیئے تب چوب گردان نے اور اردویل کے بادشاہ نے بھی کہا یا امیر اردویل یہان سے تین منزل ہے سو وہان کو جانا بہتر ہے امیر کے کہے سے لڑتے ہوئے چلدئے تا رات ہوئی نوشیروان نے کہا لڑائی اب مت کرو کہ جی بچے امیر نے آدھی رات کو وہان سے کوچ کیا اور راہ اردویل کی لی لیکن کافرون سے لڑتے رات دن فوج کو اپنے گرد و پیش کیا اور درمیان مین تمام اسباب لیکر لڑتے ہوئے چوتھے روز ملک اردویل مین پہنچے پس داخل قلعہ ہوئے اور دروازے قلعہ کے بند کئے و خندق پر آب پس امیر اور تمام پہلوان خدا کی یاد مین رہتے تھے اور باقی لشکر فصیلون پر چڑھکر کافرون سے لڑتا تھا نوشیروان نے وہان قلعہ کو گھیر لیا تھا باقی داستان فرداے شب را

داستان تہترویں

جب امیر کشور گیر جہان ستان شہر اردویل مین جاکر قلعہ بند ہوکر رہنے لگے تب یہہ خبر تمام ملکون مین مشہور ہوئی کہ حمزہ کو مرد ک حکیم نے دوا دیکر اندھا کیا اور سب یارون کا بھی اوس ناہنجار نے یہی حال بنایا ہے چنانچہ یہہ خبر شہر بردع کو

پہنچی وہان ہرومز کی بہن کو امیر سے بیٹا پیدا ہوا تھا اور نام اوس کا قاسم جگرخوار رکھا تھا سو وہ لڑکا ہمیشہ جنگل مین شکار کھیلتا اور اوسکے جگر کی سیخین بنا کر کھاتا اور سعد بن عمر کو بھی ہرومز کی بھانجی سے بیٹا پیدا ہوا تھا اوسکا نام حارث بن سعد رکھا تھا سو یہہ دونو وہان ایک جگہہ رہتے تھے القصہ یہہ خبر امیر کی سُنی تب دونو شہر بردع سے لشکر لیکر شہر اردویل کو پہنچے اور کافرون پر پڑے تو خوب دعوی نکالا تب شہر مین آئے امیر سے آکر ملے امیر اوس وقت بہت شاد ہوے تب سبھون نے یہہ صلاح مقرر کی کہ یہان سے بردع کو چلو گے تو آرام پاؤگے تب امیر تمام لشکر لیکر اردویل سے بردع کو چلے تب کافرون نے بھی دنبالہ امیر کا کیا امیر بھی کافرون سے لڑتے ہوئے اور مارتے ہوئے بردع کے قلعہ مین داخل ہوئے اور سب کافر بھی وہان گھبرا کے اوترے راوی یون روایت کرتا ہی کہ جب چھہ مہینے ہوئے تب امیر نے بہت تنگ دل ہوکر یارون کو بلا کر کہا میرے واسطے تم سب کا ہیکو ہلاک ہوتے ہو اب مجھے پکڑ کر نوشیروان کے حوالے کرو اور تم جہان چاہو خوشی سے رہو تب سب یار وفادار سُنکر رونے لگے اور کہا کہ اگر ہماری ہزار جان ہو گی تو بھی ہم سب تمھارے قدمون پر فدا کرینگے اور ایسا کام تم سے کوئی کم بخت ہوگا سو کریگا اور ہمارے تن مین جب تک جان ہی تمکو ہم نہ چھوڑینگے یہہ انھین باتون مین تھے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام از حکم پروردگار ایک ہرا پتا لیکر وہان پہنچے اور امیر کی آنکھون مین اوس پتے کا عرق ڈالا وہین امیر کی آنکھین روشن ہوئین امیر اُٹھکر حضرت خضر کے پاؤن پر پڑے تب حضرت خضر نے کہا ای فرزند خدا تعالے کا کرم تیرے اوپر ہوا ہے بس اب یہی پتا سب یارون کی آنکھون پر رگڑو اور تماشا خدا کی قدرت کا دیکھو یہہ کہکر حضرت خضر تشریف لیگئے اور امیر نے وہ پتا سب یارون کی آنکھون مین لگایا قدرت حق سے سب کی آنکھین روشن ہوئین سب شکر خدا تعالی کا بجالائے عمر کرسی پر سے اوٹھے اور امیر کے روبرو آکر کہا کہ یہہ کام بختک کا ہی پس اب

اوسے مین بھی سزا دیتا ہون امیر نے فرمایا کہ مرضی خدا کی یون ہی ہی عمر نے نہ مانا
اور جب رات ہوئی تو عمر شہر سے باہر نکلا اور باورچی کی صورت بناکر صبح ہوتے ہی
بختک کے پاس گیا اور دربانون سے کہا خبر کرو کہ ایک باورچی روم سے آیا ہی خبر
ہوتے ہی بختک نے کہا اندر بلاؤ عمر اندر گئے آداب بجالائے اوسنے سر سے پاؤن تک
خوب دیکھا اور دل مین کہا عمر تو اندھا تھا تب جاسوسون کو بلاکر قلعہ مین روانہ کیا
کہ عمر کو دیکھہ آؤ اون جاسوسون نے دل مین کہا کہ اگر عمر کو قلعہ مین نہین کہا تو یہہ اوسے
مار ڈالیگا اور امیر کے پاس ہی ایسا بولنا بہتر ہی یہہ مشورت جاسوسون نے کرکے
وہان سے پھرے اور آکے بختک سے کہا کہ عمر اسوقت امیر کے پاس ہی بختک نے اس
بات کو سچ جانا اور چپ رہا پھر عمر کو اسباب ہریسہ پکانے کا دلایا عمر نے ہریسہ
تیار کیا اور بختک کو دیا جس وقت وہ ہریسہ بختک نے کھایا بہت خوش ہوا اور
بادشاہ کے پاس لیگیا عمر کی تعریف اور ہریسہ کی تعریف کی نوشیروان نے پسند کیا
اور مالک تمام باورچیخانہ کا کیا تب عمر ہر روز ہریسہ پکاکر کھلانے لگے اور اعتبار اپنا
خوب جتایا ایک روز رات کو دیگ مین گھی ڈالا اور جوش دینے لگے مطبخی بولے آج
کیا سبب ہی جو گوشت دیگ مین نہین ڈالا عمر نے کہا کہ آج قصاب گوشت موٹے
تازے بکرے کا آدہی رات کو لاوے گا اس لئے خالی گھی جوش دیتا ہون تب
سب باورچی چپ رہے اور عمر آدھی رات کو بختک کے گھر مین آیا اور بختک کو سوتا
پایا تب ساڑھے سات مثقال دوا بےہوشی کی نکال کر اوسکی ناک مین ڈالی بختک
نے جب دم اوپر کا کھینچا تو چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمر معہ بچھونے لپیٹ کر اوسے
لائے اور باورچیخانے مین اوندھا ٹانگے جب دوسرے باورچیون نے یہہ حال دیکھا
اپنی جان سے ڈرکر مانند سوتون کے پڑے رہے اور عمر نے بختک کا گوشت تیز
چاقو سے کاٹ کر گھی مین ڈال کر ہریسہ پکایا اور پوست وہڈیان وغیرہ زمین مین
گاڑین اور طایف کے مویز مین دارو بےہوشی کی ملاکر سوتے ہوئے باورچیونکو
اٹھاکر کھلائے جب وہ بےہوش ہوئے تب اُن سب کے سر کاٹ کر زمین مین دفن

کئے جب صبح ہوئی تو نوشیروان کے روبرو وہ ہریسہ لایا تب بادشاہ نے منہ دوسرے بادشاہون کے کھاکر بہت تعریف کی بزرجمہر نے نجوم مین دیکھا تھا کہ عمر نے یہہ کام کیا ہی سو اسواسطے انھون نے نہ کھایا نوشیروان نے کھانے مین ہرچند بلایا بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ مین کھانا کھاکر آیا ہون اور کھانے پر کھانا حرام ہی بلکہ زہر ہلاہل ہی نوشیروان چپ رہ کر کھاتا تھا ویسے مین انگوٹھی بختک کی باسن مین سے نکلی نوشیروان نے کہا ای مطبخی انگوٹھی کیون ہریسہ مین ڈالی ہی تب عمر جست مار کر بارگاہ سے باہر آکر امیر کے حضور مین آیا اور سب حقیقت عرض کی امیر نے فرمایا اے چور آدمی کا گوشت آدمی کو کھلانا منع ہی تب نوشیروان کو وہم ہوا تو آدمی روانہ کئے کہ جاکر بختک کو بلالاؤ آدمی دوڑے اور بختک کی غائب ہونے کی خبر لائے تب نوشیروان نے سمجھا کہ یہہ گوشت بختک کا تھا اور مطبخی عمر تھا یہہ جان کر نوشیروان نے قے کرنا شروع کیا یہان تک کہ ماندہ ہوگیا باقی داستان فردا شب

داستان چوہترویں

جب نوشیروان قے کرتے کرتے بیمار ہوگیا دوسرے روز تخت پر بیٹھ کر بزرجمہر کو کہا کہ ای بزرجمہر مکار تجھے معلوم تھا کہ عمر گوشت بختک کا مجھے کھلاتا ہی کیون خبر نہ کی بزرجمہر نے کہا اگر مین تجھے خبر کرتا تو اوسیوقت عمر مجھے مار ڈالتا سو اسواسطے مین نے خبر نہ کی اور بادشاہ اور شہریار سوائے حکیمون اور وزیرون کے پوچھے کے کچھ نہین کھاتے اور کچھ نہین کرتے ہین تو نے مجھ سے بغیر پوچھے کسواسطے کھایا نوشیروان نے کہا یہہ تو تو نے بڑی تقصیر کی ہی البتہ تجھکو تعزیر دونگا بزرجمہر نے کہا یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جو کچھ خدا نے چاہا سو کیا اور چاہیگا سو کریگا پس جلاد کو بلاکر نوشیروان نے کہا کہ بزرجمہر کی آنکھین نکالو اور آپ بادشاہی کو چھوڑ کر ہرمز کو اپنے تخت پر بٹھاکر آپ مداین کو گیا اور بزرجمہر اپنی آنکھین کھوکر حمزہ کے پاس گئے اور کہا ای فرزند اب مجھے مکے معظمے کو روانہ کرو کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم

متولد ہو کر چالیس روز کے ہوئے ہین القصہ بزرجمہر مکے معظمے کو آئے اور
خواجہ عبدالمطلب سے ملاقات ہوئی تب وہ بزرجمہر کو کعبہ مین لاکر حضرت محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم کو کھڑا کیا اور حضرت کے دونو قدمون کے نیچے کی خاک بزرجمہر کی آنکھون
مین لگاکر پٹی مضبوط باندھی اور مناجات کی یا قاضی الحاجات اپنے محبوب کے قدمون
کی برکت سے میری آنکھین روشن کر تب مجیب الدعوات نے حضرت محمد مصطفے
کے نام شفا التیام کی برکت سے بزرجمہر کی آنکھین مرحمت فرمائین اور ہاتف نے
آواز دی کہ ای بزرجمہر اگر تو محمدؐ کی برکت سے مناجات کرتا تو مشرق سے مغرب
تک کے مردے زندہ ہوتے لیکن بہت تھوڑی حاجت چاہی تب تو بزرجمہر نے چہرہ
منور حضرت کا دیکھکر بوسہ دیکر قدم مبارک پر پڑے اور یہہ معجزہ تمام دنیا مین مشہور
ہوا جو کہ توریت کے عالم تھے وہ سچ بوجھے تب سے پکارا دنیا مین ہوا کہ آخری
زمانے کے پیغمبر دنیا مین پیدا ہوئے ہین جب نوشیروان مداین کو گیا اور ہرمز
بروع مین تخت پر بیٹھا تب ہرمز نے سیدھے طرف بزرجمہر کے فرزند سیاوش
اور بائین طرف بختک کے بیٹے کو کہ نام اُس کا بختیارک ناہنجار تھا اوسکو بٹھایا؛
اور وہ موذی حرامزادگی مین باپ سے سو حصہ زیادہ تھا اور ہرمز کی دولت
کو اور ملک کو اپنے حکم مین رکھتا تھا اور جو وہ مکار ناہنجار کہتا ہرمز اوسی پر
عمل کرتا تھا اور کہتا ای وزیر ایسا کام کر کہ سر اوس عرب کا کٹے تب بختیارک
کہتا ای بادشاہ خاطر جمع رکھ مین نے نامہ قضا و قدر باختر کے بادشاہون کو
لکھا ہی اور وہ پہلوانان آدم خوار ہین اگر وہ آوین تو حمزہ کے لشکر کو جیتا نگل جاوینگے
ویسے مین لشکر گرگ سوار کا پہنچا اور سردار اوسکا مرزبان زردشت داماد گاؤ
لنگی کا تھا جب فریاد نامہ نوشیروان کا گاؤ لنگی رخام کے بادشاہ کو بھیجا اس
مضمون کا کہ ای بادشاہ رخام گاؤ لنگی نام تجھے معلوم ہووے کہ نام حمزہ بن عبد
المطلب ایک عرب پیدا ہو کر اٹھارہ برس اکیلا کوہ قاف مین نو دہزار دیو ایک
شکل اور ہزار ہا دیو گھوڑے ہاتھی گینڈے بیل کی شکل کے سے لڑکر اون کو فنا کر کے

پھر سلامت دنیا مین آکر بہت بادشاہون اور پہلوانان گردن کشان کو تخت دولت پر سے تختۂ تابوت پر سلایا ہی اور جو کہ مسلمان ہوتا ہی اوس کو امان دیکر حلقہ غلامی کا پہنا کر رکھتا ہی اور مجھے نہایت فضیحت کیا ہی اگر بادشاہ رخام کا آوے تو اوسے دنیا سے اٹھاوے نہین تو وہی رخام کو آنے والا ہی اور ارادہ باختر کو آنے کا رکھتا ہی جب یہہ کاغذ نوشیروان کے نام کا گاؤلنگی کو پہنچا تب اپنے فرزندون اور داما دون کے طرف متوجہ ہو کر کہا کون اس مہم عظیم کو اختیار کریگا تب بڑا داماد کہ اوس کا نام زردہشت تھا بولا کہ اگر میرے کو حکم ہو تو حمزہ کو یہان باندھ لاتا ہون تب گاؤلنگی نے اوسکے ہمراہ تیس ہزار سوار دیکر روانہ کیا جب مرزبان شہر بروع کو پہنچا ہرمز نے استقبال کیا اور بہزار تعظیم و تکریم سے بلایا اور دوسرے روز ہرمز نے نقارا لڑائی کا بجانے کو فرمایا اور سوار ہو کر میدان مین آیا تب امیر کشور گیر جہان ستان بھی نقارا لڑائی کا بجوا کر مقابلہ مین کافرون کے آئے وہین ایک گرگ سوار میدان مین آیا اوس وقت سارے پہلوان بولے یا امیر ہمارے گھوڑے لانڈگے کی بو سے آگے بڑھنے کے نہین اگر حکم ہو تو پیادہ جا کر کافرون سے جنگ کرینگے امیر نے فرمایا تمھین پیادہ ہونا اور جانا ضرور نہین ہی مین خود جاتا ہون تب ہروم نے کہا ای جہانگیر مین ہمیشہ پیادہ جنگ کرتا ہون اگر حکم ہو تو جاؤنگا امیر نے فرمایا جا تجھے خدا کو سونپا تب ہروم مانند شیر کے غراتا ہوا میدان مین آیا اور مقابل حریف کا فر کے آکر کھڑا رہا تب گرگ سوار نے کانٹا ماہی کا ہروم پر چلایا ہروم نے اوس کا حربہ ماہیکا سانگ مین لپیٹ لیا بلکہ زور کر کے چھین لیکر سانگ سے ایسا مارا کہ وہ کافر معہ لانڈگے کے زمین مین پست ہو گیا تب عمر نے کہا ای ہروم لانڈگے کو مت مار ہروم نے کہا کیا کریگا عمر نے کہا ہمارے لشکر کے گھوڑون مین باندھون گا تو لانڈگون کی دہشت گھوڑون کے دلون سے نکل جاوے گی کسواسطے کہ ہمکو باختر کو جانا ضرور ہی ہروم نے کہا ای عمر خوب کہا جب دوسرا سوار لانڈگے کا آیا اور حربہ چلایا ہروم نے بدستور سانگ مین لپیٹ کر اور حربہ

چھین لیکر ایسا مارا کہ وہ گرگ سوار داخل النار ہوا ناچار گرگ سوار سے الگ رہا تب
عمر نے دوڑکر لانڈگے پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین لاکر گھوڑون کے نزدیک باندھا
ہروم نے میدان مین بدستور آکر چالیس گرگ سوار کو جہنم مین روانہ کیا تب اُنھون
نے چاہا کہ آتش کے لانڈگون پر سوار ہوئین ایسے مین شام ہوئی تب دونون لشکر
اُترے ہروم نے آکر امیر کے قدمون پر بوسہ دیا امیر نے ہروم کو نوازا جب صبح
ہوئی پھر دونون لشکر مستعد ہوکر میدان مین آکر کھڑے رہے پھر ادھر سے ایک لانڈگے
سوار میدان مین آیا اور ہروم نے بھی ادھر سے بدستور دس کافرون کو جہنم
مین روانہ کیا پھر کوئی کافر میدان مین نہین نکلا زردہشت پکارا کہ ای ناموران بہادر
کیون میدان مین نہین جاتے ہو سوارون نے کہا ای شاہزادے ہمکو ہمارا جان
پیارا ہی ہم نہین جاوینگے کسواسطے کہ جو رفیق جاتا ہی سو واپس نہین آتا ہی تب
زردہشت آپ بڑے لانڈگے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور ہروم پر حربہ چلایا ہروم
نے سانگ مین لپیٹ لیا زردہشت نے زور کیا تب ہروم نے جانا کہ یہہ سانگ چھین
لیویگا تب امیر کو پکارا امیر نے گھوڑا دوڑا کر نعرہ مارا اوس نعرہ سے زردہشت
کے ہاتھ پاؤن سست ہوئے اور ہروم نے سانگ چھین لیا زردہشت نے کہا
ای حمزہ ناحق میرے شکار کو چھوڑا دیا امیر نے فرمایا ای کافر لا جو کچھہ کہ نشان مردی
وپہلوانی کا رکھتا ہی سو تب کافر نے حربہ سر پر امیر کے ایسا مارا کہ اگر حمزہ سد سکندر
ہوتا تو بھی پر خطر ہی لیکن حمزہ کو ذرہ ضرر نہوا تب اُسنے کہا ای حمزہ ہنوز تو زندہ
ہی امیر نے فرمایا کہ ای کافر بفضل خدا زندہ ہون مگر دو حملے اور تجھے دیئے ہین
مار پس اوسنے اپنے زور سے دو حربے ایسے مارے کہ اگر پہاڑ ہوتا تو سرمہ ہوجاتا
جب باری امیر کی آئی تب امیر نے گیارہ سومن کا گرز ایسا مارا کہ وہ بے ہوش ہوگیا
اور دل مین کہا کہ مین حمزہ کے مقابل کا مرد نہین ہون یہہ کہکر واپس ہوا تب امیر
نے پھرتے وقت اوسکے سر پر ایک گرز ایسا مارا کہ اوسکے حلق مین سے لہو زمین
پر پڑا اور وہ بھاگ کر چلا گیا تب نقارے آسایش کے بجائے اور زردہشت نے کہا

اے ہرمز مین حمزہ کے مقابل کا مرد نہین ہون لاکن باد شاہ یہان سے چلے تو قضا و قدر کو مین لے چلتا ہون اور وہان سر سال بن زال آدم خوار سخت پہلوان بادشاہ ہی اوسکی پناہ لینا اگر حمزہ وہان آیا تو یقین ہی کہ اپنی زیست سے ہاتھ دہوئے گا تب سب کافر ایک مشورت سے بولے کہ حمزہ کا جسمین ضرر ہی وہ کام البتہ کرنا تب سیاوش سے پوچھا اوسنے کہا اے بادشاہ جانا مناسب نہین اور جو جاؤگے تو البتہ پشیمان ہوگے بختیارک ناہنجار نے کہا البتہ جانا ضرور ہی سیاوش نے فرمایا کہ بادشاہ مختار ہین القصہ دوسرے روز معہ لشکر ہرمز نے زردہشت کی رہبری سے کوچ کیا اور چند روز مین قضا و قدر کو پہنچے تب زردہشت نے آگے جاکر سرسال کو خبر کی تب سرسال بن زال آدم خوار نے آکر استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے ہرمز کو شہر مین لیجا کر تخت پر بٹھایا اور دلاسا و دلبری بہت کی اور کہا اے بادشاہ تو بے فکر رہ حمزہ کو مارنا میرا کام ہی اور جب امیر کو یہہ خبر ہوئی کہ ہرمز گیا تب امیر بھی آکر قضا و قدر سے چار کوس پر اُترے سرسال بن زال نے کھانا منگاکر روبروہرمز کے اور دوسرے کافرون کے رکھا ہرمز نے دیکھا کہ گوشت سوّر کا سفرے پر آیا ہی تب ہرمز نے کھانے کا انکار کیا زردہشت نے کہا اے بادشاہ اوسکی مجلس مین بیٹھے ہو جو آیا سو کھانا ضرور ہی اور اگر سرسال پر یہہ بات ظاہر ہوگی تو مشکل ہی تب ہرمز نے ضرورت کو ایک نوالہ سوّر کے گوشت کا کھایا پھر وہین قے کی تب سرسال اور دوسرے کافر اوسکے ہم جنس نے آکر یہہ مصلحت کی کہ بڑے لات نے ہم پر مہربان ہوکر ہمارے واسطے بکرے بھیجے ہین پس اونکے کھانے مین کوتاہی نہ کرنا یہہ مقرر کرکے ہر روز ہرمز کے لشکر سے سرسال کے سپاہی آدمیون کو لیجا کھانے لگے ہرمز نے یہہ سُن کر بختیارک کی عقل پر ہزار لعنت کہہ کر سیاوش سے کہا کہ اے خواجہ زادے آپ کا حکم نہ سننے سے پشیمان ہوا اب دستگیر ہوکر کچھہ ایسی تدبیر کرو کہ اس شیطان کے پنجے سے رہائی ہو تب سیاوش نے فرمایا کہ سوائے پناہ حمزہ کے رہائی مشکل ہی ہرمز نے کہا اول تم جاکر ہماری سفارش

گرو تب سیاوش نے جاکر سب حقیقت حمزہ سے عرض کی حمزہ نے فرمایا کہ اگر ہرمز مسلمان ہوگا تو اوسے بخشونگا سیاوش نے پیام اسلام پہنچایا تب اُس گبر زادہ بے صبر نے باطن مین نفاق رکھہ کر ظاہر مین قبول کیا پھر آدھی رات کو ہرمز معہ لشکر آکر حمزہ کے لشکر مین داخل ہوا امیر نے ہرمز کو تعظیم سے لاکر تخت پر بٹھایا اور مسلمان کیا اور کھانا کھلایا تب ہرمز نے کہا یا امیر مین مداین کو جاؤنگا اور والدین کو دیکھونگا امیر نے فرمایا تو مختار ہی جا لیکن مؤمن رہنا ہرمز نے قبول کیا اور مداین کو روانہ ہوا امیر وہین بیٹھے کہ ایک روز فجر ہوتے ہی سرسال طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا قد اوس کافر کا ایک سو ستر گز کا تھا گھوڑا میدان مین کداکر پکارا کہ ای بکریو تم مین سے جسے آرزو مرنے کی ہو سو میدان مین آوے تب لندھور امیر کے روبرو آیا اور اجازت چاہی امیر نے فرمایا جا خدا کے حوالے کیا تب لندھور میدان مین آیا سرسال نے دیکھہ کر کہا ای دراز قد تیرا نام کیا ہی لندھور نے کہا کہ میرا نام لندھور بن سعدان تاجدار ہند ضلعہ سراندیب تب سرسال نے گرز اٹھایا اور لندھور نے سپر سر پر لی اور پناہ خدا سے مانگی اُسنے گرز مارا اوسنے ہزار سختی سے رد کیا تب سرسال نے کہا ای لندھور تو مرد انہ ہی [illegible] تو مار تب لندھور نے اپنا گرز اوس پر مارا اوسنے ہنسکر کہا ای لندھور قد [illegible] وافق قوت نہین ہی موافق اس مثل کے ڈیل در گنبد آواز کھش : آخر شام تک دونو لڑے پھر رات کو دونو لشکر اترے لندھور آیا امیر نے فرمایا سرسال کیونکر ہی لندھور نے کہا یا امیر زور مین پولادتن کے برابر ہی تب امیر نے زور مین کے واسطے افسوس کیا جب فجر ہوئی پھر دونو لشکر تیار ہو کر میدان مین آئے تب سرسال بن زال آگے بڑھا ادھر سے مالک اشتر بھی حکم امیر سے لیکر اوسکے مقابلے کو آیا سرسال نے کہا ای کوتاہ قد لندھور کل آیا باوجود اس دراز قد کے برنہ آیا تو اس قد و قامت پر کیا کریگا تب مالک نے کہا قد میرا چھوٹا ہی لیکن خدا میرا بڑا ہی کہ ابھی تیرا مغز نکالونگا لا جو کچھ کہ نشان بہادری کا

رکھتا ہی تب سرسال نے گرز اٹھایا مالک نے سپر پر لی اوسنے رد کیا جب مالک نے گرز مارا تو سرسال نے بڑی محنت سے رد کیا اور کہا آفرین تیرے بازو پر کیا ہوا جو قد چھوٹا ہی لیکن قوت بڑی رکھتا ہے پھر بدستور شام تک لڑے جب رات ہوئی تو دونو لشکر اُترے اور تمام شب آرام کیا جب فجر ہوئی پھر سرسال میدان مین آیا اور یہان سے قیمار گیا تب سرسال نے گرز قیمار کی ڈھال پر مارا ایک شعلہ آتش کا نیزہ برابر آسمان پر گیا اور قیمار نے تزوار سرسال کو ماری اوسنے رد کی لیکن گھوڑے کو ایسی لگی کہ مرگیا سرسال زمین پر گرا تب اوسنے قیمار کے گھوڑے کو پی کرنا چاہا قیمار جلدی سے پیادہ ہوا اور گھوڑے کو پشت پر لیا تب سرسال نے دونو بازو پکڑکر اُٹھایا اور زمین پر پچھاڑا اتنے مین امیر نے نعرہ مارا اور مقابل اوسکے آئے پھر قیمار کو سرسال نے چھوڑ دیا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور کہا ای کوتاہ قد تو کون ہی جو میرے شکار کو چھڑا دیا امیر نے فرمایا مین حمزہ بن عبدالمطلب ہون تب سرسال نے گرز امیر پر چلایا امیر نے سپر کی اوچھڑ سے رد کیا اور فرمایا ای ملعون اور بھی دو حملہ تجھکو دئے مین نے مارا اوس موذی نے گرز اٹھاکر چلایا تب عمر نے زبان عربی مین کہا یا امیر تم باختر کے ملک کو آئے ہو اسکو جلدی سے اٹھالو تاکہ رعب تمھارا گاؤلنگی تک پہنچے امیر نے [illegible] یا سچ کہتا ہی جب سرسال نے چاہا کہ تیسرا گرز چلاوے تب امیر نے قبضہ گرز کا پکڑکر ایسا دبایا کہ ہاتھ اوس کا چھوٹ گیا اور گرز زمین پر گرا تب امیر نے کمند دیو بند اوسکے گلے مین ڈالکر کھینچی سرسال زمین پر پڑا تب امیر جست مار کر اُسکے سینے پر بیٹھے تب اُسکے لشکر نے چاہا کہ امیر پر ایکبارگی حملہ کرین لیکن سرسال نے اشارت سے منع کیا وہ کھڑے رہے امیر نے اوسکے دست و پا محکم باندھے اور عمر کے حوالے کیا اور آپ فتح و نصرت سے خیمہ مین آکر جہان پہلوانی کی کرسی پر بیٹھے تب سرسال کو بلاکر فرمایا ای سرسال مین نے تجھے کس طرح باندھا اُس نے کہا جیسا مرد کو مرد باندھتا ہی ویسا باندھا امیر نے فرمایا کہ مردان عالم نے

کہاہی کہ مرد باشش یا پائے مرد باش سرسال نے کہا تم میرے کو مت مارو جو تم کہتے ہو سو سنون گا امیر نے فرمایا تو مردار حرام کھانا چھوڑ دے اور مسلمان ہو تو تجھے نمارون گا اوسنے قبول کیا تب امیر نے کہا بول خدا ایک ہی اور وین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی بت و بت پرست باطل ہین سرسال نے کہا سچ کہ تمھارا خدا بزرگ و برتر ہی جب تو تجھہ سے مجھہ کو مجھہ سے ہاتی پر غالب کیا تو ایسے ہی خدا کی بندگی کرنا اور بت لایق خدائی کے نہین اور باطل ہین یہہ کہکر کلمہ کا اقرار کیا اور مسلمان ہوا تب امیر نے اپنے ہاتھہ سے بند اوسکے دور کئے اور خلعت سے سرفراز کیا اور لندھور سے کم مرتبہ پر بٹھایا باقی داستان فردائے شب را

داستان چھہترویں

جب امیر کشور گیر جہان ستان نے سرسال کو باندھکر مسلمان کیا تب وہ امیر کو معہ پہلوانون کے اپنے شہر مین لے گیا اور شرط مہمانی کی بجالایا تب امیر نے فرمایا ای سرسال تیرے ملک مین کیا تماشا ہی سو دکھا اوسنے کہا ای جہان گیر یہان سے تین منزل پر طلسمات جمشیدی ہی اور حقیقت اوس کی یہہ ہی کہ جمشید نے مرتے وقت اپنے شہر کو خالی کیا اور طلسم کے سوار و پیادے بنائے اور تمام اسباب دولت کا تیار کیا اور جابجا شمشیر دارون کو بٹھایا تاکہ کوئی آدمی وہان نہ آوے اور گور بناکر آپ مانند زندے کے سو رہا اسی جنگل مین اور اب اوسے بیابان بادیۂ علم کہتے ہین اوس مین دیو سفید رہتا ہی امیر نے فرمایا وہ دیو میرے ڈر کے مارے کوہ قاف سے بھاگ آیا ہی تب امیر نے لشکر کو قضا و قدر مین چھوڑا اور آپ معہ سرسال و عمر بن عمیہ کے طلسم جمشیدیہ کو چلے جب نزدیک شہر طلسم کے پہنچے تب آواز گوناگون سنے تو پوچھا ای سرسال یہہ آواز کیسی ہی اوسنے کہا یا امیر یہہ آواز طلسم ہی امیر نے چاہا کہ اندر دروازے کے جاوین وہان دربان بیٹھے سو تلوار امیر

پر لے کر دوڑے تب امیر سمجھے کہ یہہ لڑائی کو آتے ہین سرسال نے کہا ای
امیر مین نے اپنے دادا سے سنا ہی کہ تمام حکمت طلسم کی ہی اور سوائے اس
کے اس گنبد پر ایک مرغ اجلا پھرتا ہی تمام کھیل اوس کا ہی اگر کوئی ایک تیر سے
اوس مرغ کو ماریگا تو وہ طلسم تمام گر پڑے گا پس اگر مرغ کو مارا اور طلسمات
تمام لوٹ گیا تو پکارا ہو جائیگا اور دروازہ کھل جاویگا پھر عمر اور رہر ایک آدمی چوب
زمین پر مارنے لگے اور جمشید کے ہنر پر آفرین کی اور کنجیان مال کی دیکھ کر امیر
نے فرمایا ای عمر یہہ طلسم سب اوس خزانہ کی نگہبانی کو بنایا تھا پھر امیر خدا کا
نام زبان پر لائے تب قفل طلسم کا توڑے اور اندر گئے جو نظر کی تو تمام سانپ
اور بچھو پھرتے ہین تب امیر نے فرمایا ای سرسال اب دیو سفید کی جگہہ پر لے
چل تب سرسال بیابان بادیہ علم کو لے چلا امیر نے دیکھا کہ تمام جنگل پھولون
سے بھرا ہی تب امیر خدا کو یاد کرکے اسم اعظم کی تسبیح پڑھنے لگے پھر دیو مذکور
کے کوئین پر پہنچے اور گھوڑے پر سے اُتر کر سرسال کو فرمایا کہ کوئین پر کا پتھر
نکال سرسال نے بہت زور کیا لیکن نکال نہ سکا پس امیر نے ٹھوکر سے
وہ پتھر پہاڑ سا دور کیا اور سرسال و عمر کو کہا مین اندر جاتا ہون تم [illegible] سے
کسی دیو کو مت چھوڑو کہ آوے اور اشقر کو کہا تو کوئین کے منہہ پر سے [illegible]ت
ہو یہہ کہہ کر امیر کوئین کے اندر گئے اور روزن مین سے پتھر کے دیکھا تو دیو
سفید متفکر بیٹھا ہی اور دوسرے دیو روبرو تخت کے نیچے سر ڈالے ہوئے
بیٹھے ہین پھر کتنی دیر کے بعد دیو سفید نے سر اٹھایا اور کہا ای جاسوسو
اوسے بلاؤ کون ہی اور کہان دیکھا ہی تب ایک دیو نے آکر عرض کی کہ مین
جنگل مین پھرتا تھا کہ ناگاہ دو سوار ایک پیادہ پیدا ہوئے اوس مین ایک
حمزہ تھا اس لیئے مین آپ کو خبر کرنے کو دوڑا آیا دیو سفید نے کہا مین نے
اوسکے ڈر سے کوہ قاف چھوڑ دیا تو بھی وہ بلا ہم کو نہین چھوڑتی ویسے
مین امیر کشور گیر جہان ستان عم رسول آخر الزمان وہ پتھر نکال کر اندر آئے

جب دیونے امیر کو دیکھا تو پکارا ای حمزہ تو یہان آیا ہی اب جان کہان سے لیجاوگا
یہہ کہہ کر ایک پہاڑ سا پتھر اٹھا کر امیر پر چلایا امیر اوسے ٹالکر جست مار کر الگ کھڑے
رہے تب وہ پتھر زمین پر پڑا دیو سفید اوسے اٹھانے کو پھر جھکا تب امیرنے تروار
سے مارا کہ برابر آدھی کمر اوسکی کاٹی اوس نے کہا ای حمزہ دوسرا زخم بھی مار
تا مر جاؤن امیرنے کہا کچھہ حاجت دوسرے کی نہین ہی تب وہ موذی سر پتھر
پر مار کر مر گیا تب امیر اور باقی دیوون کو مارنے لگے جب بہت دیو مارے گئے
تب باقی الامان پکارے امیرنے فرمایا تم عداوت سے آدمیون کی ہاتھہ اٹھا
کر قریشی کی خدمت مین رہوگے تو امان دونگا اُنھون نے قبول کیا تب
امیر باہر آئے اور پکارے کہ ای موذیو باہر آؤ دیو سب باہر آکر امیر کی خدمت
مین سر رکھہ کر ایکبار سب غائب ہوئے اور راہ کوہ قاف کی لی تب امیرنے سر دیو
سفید کا شکار بند مین باندھا تب وہان سے جنگل اور شکار گاہ خوب دیکھہ کر
فرمایا ای یارو یہان چندروز شکار کرنا چاہیئے یہہ فرما کر چندے وہان مسلط
ہوئے رستم پیلتن نے دیکھا کہ امیر کو مدت مدید گذری تب یارون سے بلاکر
کہا ای یارو ہم یہان بیجا کس لئے بیٹھے رہین بہتر یہہ ہی کہ ہم بھی طلسمات
کو پہنچین اور جمشیدیہ کو جاوین یارون نے قبول کیا اور دو بیٹے سرسال کے رہبر ہوئے
باقی داستان فردائے شب بدا

داستان چھہترویں

القصہ چندروز مین جمشیدیہ کے طلسمات کو دیکھے اور طلسمات ٹوٹا ہوا دیکھے تب
وہان کا خزانہ لوٹے اور سانپ اور بچھو دیکھے تو مارے اور جمشیدیہ کو دیکھا کہ تخت
پر پاؤن پھیلا کر سوتا ہی وہ تخت بھی توڑا اور سرسال کے فرزندون سے
رستم نے کہا کہ راہ باختر کی کہان ہی اُنھون نے کہا ای رستم باختر کا بادشاہ
زہر شیر گردان ہی ایک سو پچیس گز کا قد ہی اور وہ سب آدمی کھانے والے
ہین جب کہ وہ ہمارے ملک مین آتا تو سرسال اُسسے ڈر کر بھاگتا تھا اور وہ

بڑازور دارہی تب رستم پلتن نے فرمایا کہ وا ماد گاؤ لنگی کا ہرمز کے پشت پناہی کو آیا تھا وہ کہان ہی سرسال کے بیٹون نے کہا جروزا میرنے سرسالکو باندھا اوسی روز بھاگ کر پناہ شیرگردان کی لی ہی تب رستم نے اپنے برادرون اور یارون سے کہا اور مشورت کی کہ حمزہ تو دیو سفید کے مارنے کو گئے ہین جب وہان سے نکلینگے تو البتہ قصد شیرگردان کا کرینگے پھر ہم ہی اونسے اول جاکرا گراوسے مارین تو فتح ہمارے نام سے ہوویگی سب پہلوان راضی ہوئے تب جمشیدیہ سے رستم نے کوچ کیا اور چند روز مین شہر شیرگردان کو پہنچے اور زرد ہشت نے اول ہی جاکر تمام حقیقت حمزہ کی کہی تھی جب شیرگردان نے سنا کہ رستم بن حمزہ آیا ہی تب ہنسا اور معہ لشکر میدان مین آیا اور آپ میدان مین آکر پکارا ای بکر یو کسے آرزو مرنے کی ہی سو میدان مین آوے تب قندز سر شبان حکم سے رستم کے میدان مین آیا اور پکارا تب زہر شیرگردان نے مثال شیطان کے گرز مارنا چاہا ویسے مین قندز نے گھوڑیکو پھراکر تلوار اوس خونخوار کے منہہ پر بڑے زور سے ماری لیکن اوسکو ذرا زخم نہین لگنے پایا اور اوس موذی نے اوس مؤمن اجل رسیدہ کو گھوڑے پر سے اٹھاکر پھراکر ایسا مارا کہ روح قندز کی قفس تن سے بطرف روضۂ رضوان کے پرواز کر گئی اور آدم خوار کفار دوڑکر قندز کو کھا گئے ایسے مین الجو اجل رسیدہ میدان مین آیا اور ہر بار جست مار کر چھری ایسی مارتا کہ دستے تک اوسکے جسم مین داخل کرتا لیکن اوس کافر کو کچھ ضرر نہوتا ایسے کتنی بار اوس خونخوار نے چھریان کھائین لیکن الجو بھی اوسکے ہاتھہ نہ لگا ناگاہ الجو کی اجل آکے موجود ہوئی تب اوس موذی نے اوسکو پکڑ لیا اور ہتھیار دور کرکے جیتا مانند مویز کے اوسے چابکر کھا گیا تب رستم کو سر سے پاؤن تک آتش غضب بھڑکی پس گھوڑا دوڑا میدان مین آیا اور شیرگردان نے گرز ایسا مارا کہ رستم کے گھوڑیکی کمر ٹوٹی تب رستم نے دوڑ کر اوس کافر کے دونو بازو پکڑکر زور کیا لیکن اٹھا نہین سکا اور انتڑیان رستم کی ٹوٹین تب ہاتھہ چھوڑکر کھڑے رہے جب اوس موذی نے دیکھا پہلوان لڑنے سے رہا چاہا کہ گرز مارے

ویسے مین قاسم خاوری نے یہ دلاوری گھوڑا دوڑا کر اپنے والد کی پشتی کیئے اور مقابل اوسکے کھڑے رہے تب شیر گردان نے کہا اے پہلوان یہہ کون ہی قاسم نے کہا یہہ فرزند حمزہ کا والد میرا ہی اوسنے کہا ہنر و رہی لیکن آپہی زور کر کے ماندہ ہوتا ہی اور حمزہ کے ہوتے ہوئے فرزند اُسکے کیون لڑتے ہین تب ملک قاسم نے کہا کہ حمزہ یہان نہین ہی دیو سفید کو مارنے کو گیا ہی اور وہ جنگل بیابان بادیٔہ علم کہلاتا ہی تب شیر گردان نے کہا کہ اگر حمزہ نہین ہی تو اوسکے فرزندون سے لڑنا مناسب نہین ہی یہہ کہکر طبل بازگشتی کا بجایا اور چلا گیا اور عیارون نے عمر کے رستم پیلتن کو لاکر تخت پر سلایا وہین روح مبارک رستم کی جنت کو پرواز کر گئی لشکر عرب مین شور محشر برپا ہوا اور پہلوانون نے ماتمی لباس پہنکر رستم کا تابوت تیار کیا باقی داستان فردائے شب را

داستان ستہترویں ۷۷

جب امیر کشور گیر شکار سے فارغ ہوے تب پھر جمشیدیہ کو آئے اور آثار لشکر کی جائے ورود کے پائے تب عمر نے کہا کہ رستم لشکر سمیت یہان آکر جمشیدیہ کو تل و پر کر گیا ہی اللہ تعالیٰ اوسکو چشم بد زمانہ سے اپنی پناہ مین رکھے یہہ فرما کر جمشید کو زمین مین دفن کیا اور وہان چراغ روشن کیا کہتے ہین کہ وہ چراغ تا حال روشن ہی **بیت** اگر دنیا سراسر باد گیرد ٭ چراغ پہلوان ہرگز نمیرد تب سرسال نے امیر سے حکم لیکر اپنے شہر سے عالم کو منگا کر وہان آبادانی کی اور امیر بھی بعد چند روز کے اپنے لشکر کو پہنچے تو دور سے آواز زاری کی سنی امیر نے فرمایا ای عمر معلوم ہوتا ہی کہ میرے دل پر داغ غم کا لگا ویسے مین پہلوان برہنہ سر و پا آکر امیر کے قدمون پر پڑکر روئے اور احوال شہادت رستم و الجو و قندز کا سنایا تب امیر اپنے گھوڑے پر سے زمین پر گرے اور بہت ماتم کیا اور حقیقت شہادت کی یارون سے تمام دریافت کیا پھر چند روز

ماتم مین رہے اور یارون و فرزندون کو غمگین پایا تب فرمایا کہ ای یارو یہان
جنگل مین شکار بہت ہی جا کر شکار کرو تا کہ غم دلونکا دور ہووے غرض سب یارو
فرزند موافق حکم امیر کے سوار ہوئے اور شکار مین مشغول تھے کہ مرزبان نے
حمزہ کے آنے کی خبر سُنکر زہرشیر گردان کو وداع کر کے اپنے شہر کو جاتا تھا
راہ مین سُنا کہ یار و برادر و فرزندان حمزہ کے اس جنگل مین شکار کھیلتے
ہین تب ایک جادوگر کو بلا کر کہا تو ایک گھوڑا جادو کا بنا کر زیور جواہر کا پہنا کر جنگل
مین کھڑا کر اوس جادوگر نے ویسا ہی کیا اور مرزبان نے اپنے کافرون کو دور
دور نگہبان بٹھایا ویسے مین سعد بن عمر ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے یارون
سے جدا ہو کر قریب اوس گھوڑے کے پہنچا تو دیکھا کہ ایک گھوڑا خوبصورت معہ زیور کے
کھڑا ہی تب اپنے گھوڑے پر سے اُتر کر پیادہ ہوئے پھر اوسپر سوار ہوتے ہی وہ
گھوڑا ہوا پر اڑنے لگا تب سعد سمجھے کہ شاید اس مین کچھ دغا ہی وہین تروار اُسکی
گردن مین ماری تب وہ گھوڑا زمین پر پڑا اور سعد نے جانا پھر اپنے گھوڑے پر اُٹھکر
کر سوار ہو ویسے مین مرزبان نے اپنے لشکر سے آکر سعد کو باندھا اور ہمراہ لیچلا اور
اپنے لشکر مین کہا اسیطرح مین حمزہ کو لاؤنگا اور ایسا اقرار گاؤلنگی سے بھی کیا تھا
لیکن حمزہ تو نہین ملا بلکہ اوسکا پوترا بادشاہ لشکر کا ملا ہی یہی فتح بس ہی یہہ کہہ کے
کتنے روز مین رخام کو پہنچا تب گاؤلنگی نے مرزبان کو کہا مین نے تجھے کب کہا تھا
کہ پہلوان کو لاؤ وہ ملعون بولا یہہ پہلوان نہین ہی یہہ پوترا حمزہ کا بادشاہ لشکر
کا ہی اسکو مردمی سے باندھ کر لایا ہون گاؤلنگی نے کہا میریکو راست و دروغ
کیونکر معلوم ہووے تب سعد نے فرمایا کہ یہہ با ہتھیار اور مین بے ہتھیار لڑتا
ہون تب میرا جھوٹھ اور اسکا سچ ظاہر ہوگا گاؤلنگی نے کہا ای بادشاہزادے
سچ کہا پھر سعد کے بند دور کر کے مرزبان کو با ہتھیار کھڑا کیا اوسنے گرز پھرایا وہین
سعد نے دوڑ کر دونو بازو اُسکے پکڑ کر اللہ کا نام زبان پر لاکر زمین سے اٹھا کر ایسا
مارا جیسا کہ اوسنے گرز پھرایا تھا ویسا ہی اوسے پھرا کر دے مارا تب اوس نے

ہلنا چاہا تو گاؤ لنگی نے اپنے ہزار منکا گرز ایسا مارا کہ وہ ملعون مرگیا تب گاؤ لنگی نے
سعد کو گلے لگایا اور کہا اے بادشاہزادے تو وہان جیسے بادشاہی کرتا تھا بدستور
یہان بھی بادشاہی کر اور خاطر جمع رکھہ مین تیرے کو سر مو تصدیع ندونگا بلکہ ہزار
حصہ وہان سے یہان خوش رکھونگا لیکن حمزہ کی ملاقات کی کمال آرزو ہی پھر
تجھکو بھی بہ خوشی روانہ کرونگا اگر تو یہان رہا تو البتہ حمزہ ادھر کو تشریف لاوینگے
یہہ کہکر سعد کو اپنے برابر تخت پر بیٹھا لیا پس اوسکی شفقت و مروت دیکھہ کر سعد بخوشی
وہان رہنے لگا اور وہان بدیع الزمان معہ پہلوانون کے شکار مارے سعد کی جا
حرکت پر پہنچکر دیکھا کہ گھوڑا سعد کا خالی ہی اور جادو کا گھوڑا تو ٹوٹا ہوا پڑا ہی تب
کہا ای یارو سعد کو وہ موذی جادو سے لیگئے ہین اور حمزہ رستم کا غم تا حال بھولے
نہین ہین یہہ تازہ داغ ہووے گا پس اب ہم کافرون کا دنبالہ کرکے سعد کو جادو
سے چھوڑا کر لاوین سب یارون نے قبول کیا تب وہان سے چلے تو آگے ایک
شہر پایا کہ بادشاہ وہانکا داماد گاؤ لنگی کا طاؤس باختری نام کا رہتا تھا بدیع
الزمان نے فرمایا البتہ اس شہر مین ہو گا یہہ سمجھہ کر اوسکو کاغذ لکھا کہ مین بدیع الزمان
فرزند حمزہ کا ہون ای بادشاہ یہان کے تجھکو معلوم ہووے کہ مرزبان شیطان
ہمارے بادشاہ کو جادو سے پکڑ کر لایا ہی تجھے لازم ہی کہ اگر یہان بادشاہ ہی
تو تو لاکر ہمسے ملا اور اوس مرزبان شیطان کو لایا تو فہو المراد نہین تو قسم ہی
پروردگار کی کہ ملک تیرا درہم و برہم کرینگے جب یہہ خط ہدایت نمط لکھا گیا تو فرمایا کہ کون
لیجاویگا تب ہرومِ بردعی نے کہا اگر حکم ہو تو مین لیجاؤنگا اور جو اوسنے حکم نہ سُنا
تو سانگ سے دماغ اوسکا سر سے دور کرونگا اور وہ لڑیگا تو میرا شور سنکر
آپ پشت پناہی کو آؤ تب بدیع الزمان نے کہا جاؤ خدا تعالی کو سونپا پس ہروم خط
لیکر شہر مین آیا اور کہا طاؤس کو خبر کرو کہ بدیع الزمان کا خط لیکر ہروم بردعی
آیا ہی اوسنے سُنکر اندر بلایا ہروم نے اندر جاکر خط دیا اوس موذی نے تعظیم
سے خط لیکر بعد از مطالعہ کے پھاڑا ہروم نے غصّے مین آکر سانگ سے ایسا مارا

کہ وہ کافر معہ تخت وچھتر چپا ہو گیا تب اور کافرون نے ہروم کو گھیرا ہُروم
سانگ قضا لزوم سے کافرون کو بیدریغ مارنے لگا اور شور شہر مین پڑا تب
بدیع الزمان معہ پہلوان دوڑے اور وہان آکر کافرون کو بہت مارا باقی کافرو
نے امان مانگی تب بدیع الزمان نے امان دیکر سب کافرون کے سرون کا برج
بناکر اوس پر طاؤس کا سر منارے کی جگہہ رکھہ کر دوسرے شہر کو گئے
وہان بھی ایک داماد گاؤلنگی کا بادشاہی کرتا تھا باقی داستان فردا شب را

داستان اٹھہتروین

راوی روایت کرتا ہی کہ گاؤلنگی کے پانسو فرزند اور داما دون سے زیادہ تھے
جب بدیع الزمان آیا تب سنا کہ نام اُس بادشاہ کا عنقاد باختری ہی پس اوسکو
بھی ہروم کے ہاتھہ سے نامہ بھیجا اوسنے بھی اندر بلایا اور خط لیکر بعد مطالعہ کے پھاڑ ڈالا
ہروم نے اوسکو بھی بدستور واصل جہنم کر دیا اور اوسکا لشکر بھی لڑنے لگا بدیع
الزمان نے اپنے کان ہروم کی آواز پر لگائے تھے جب غلغال سنا تب معہ یاران
دوڑے اور کافرون کو بہت مارا باقی نے امان مانگی اون کو امان دیکر آگے بڑھے
اور کتنے روز مین رخام کو پہنچے تب بدیع الزمان نے خط ہروم کے ہاتھہ سے گاؤلنگی
کو روانہ کیا جب ہروم بردعی دروازے پر گاؤلنگی کے گیا تب دربانون نے خبر
کی کہ ایک قاصد خونخوار تیرے دو داما دون کو مار کر اور شہر ویران کر کے کا غذ حمزہ
کے فرزند کا لایا ہی گاؤلنگی نے ہروم کو اندر بلایا ہروم نے دیکھا کہ سعد ہمراہ
گاؤلنگی کے تخت پر بیٹھا ہی لیکن ہروم نے اپنی عمر مین اس شکل کا آدمی نہین دیکھا
تھا قد اوسکا ایک سو چالیس گز کا دیکھکر ہروم ہولناک ہوا تب گاؤلنگی نے دیکھا
کہ ہروم ڈرا ہی تب کہا ای دوست یہہ گھر دوست کا ہی ڈرنا نہین چاہیئے مگر تو
نے میرے داما دون کو ناحق مارا القصہ جب ہروم گاؤلنگی کا لطف دیکھکر خوش
ہوا تو خط بدیع الزمان کا دیا گاؤلنگی نے تمام مطالعہ کر کے سعد کو کہا ای سعد

مین نے تمسے کیا بے ادبی کی ہی جو تمھارے چچا نے ایسا لکھا ہی سعد نے کہا اُنکو
تیرے الطاف سے خبر نہین تھی اس سبب سے لکھا تب گاؤ لنگی نے ہرو م سے
کہا کہ تو بدیع الزمان کو میرا اسلام بولکر یہہ کہنا کہ ای پہلوان مین نے سعد کو یہان
فراغت سے رکھا ہی فقط اس لئے کہ حمزہ سعد کے واسطے یہان آوین تو مین حمزہ
سے ملونگا کیونکہ آرزو ملاقات کی نہایت ہی کہ اگر حمزہ آوے تو مین ہمراہ سعد کے
جاکر ملونگا اور تم حمزہ کے آنے تک مجھسے خیال نکرو اور حمزہ کے آئے تک آرام
سے رہو اور کھانا پینا شراب و نقل کا اسباب مین یہان سے روانہ کرتا ہون
کھا پیکر خوشی سے رہو اور اگر میرا کہا نمان کرا ورکچھ کروگے تو پشیمان ہوگے
یہہ بولکر ہرو م کو خلعت دیکر روانہ کیا ہرو م نے آکر بدیع الزمان کی جناب شجاعت
مآب مین سُنا ہو احال مفصل بیان کیا تب بدیع الزمان نے فرمایا کہ طبل جنگی بجے
بموجب حکم کے بجنے لگا گاؤ لنگی نے آواز جنگ کے نقارے کی سُنکر سعد سے کہا کہ یہہ بدیع
الزمان فقط نادانی کرتا ہی مگر اب سوائے جنگ کے چارہ نہین ہی لیکن مین واحد
جاتا ہون اور گوشمالی دیتا ہون تو یہان بالاخانہ پر سے قلعہ کے بیٹھکر تماشا دیکھہ تب
گاؤ لنگی نے اپنے نوکرون سے کہا کہ میرے بیل پر زین کرو اور آپ چودہ ہتھیار مردی
کے باندھے اور گرز چودہ سو منکا اول کاندھے پر رکھا اور بیل پر سوار ہوا اور
شہر سے باہر آیا جب لشکر عرب نے گاؤ لنگی کو دیکھا سب نے حیران ہوکر کہا
ای بدیع الزمان اِسّے لڑنا مناسب نہین ہی تب بدیع الزمان نے فرمایا مین نے تمھارے
اعتماد پر طبل جنگ نہین بجوایا ہی مین بھی پہلوان زادہ ہون یہہ فرماکر گھوڑا بڑھانا
چاہا تب لندھور نے دوڑکر گھوڑے کی باگ پکڑکر کہا ای شاہزادے میری ہزار
جان تجھہ پر سے فدا ہی خدا نے چاہا سو ہو ویگا اب تو مین جاتا ہون یہہ کہہ کر لندھور
میدان مین آیا اور گاؤ لنگی نے کہا ای پہلوان نام اپنا بتا تو بڑی دلاوری سے آیا
ہی تو بے نام مارا نجاوے لندھور نے کہا کہ میرا نام لندھور بن سعدان بادشاہ بارہ
ہزار جزیرہ سراندیپ کا ہون تب گاؤ لنگی نے کہا مین نے تیری دلاوری کا بلند آوازہ

بہت سنا ہی لاجو کہ نشان مردیکار کھتا ہی سو لندھور نے کہا قاعدہ رستم بن حمزہ کا اور اُسکے یارونکا نہین ہی کہ حریف پر پیش دستی کرین اول تو حملہ کر تب گاؤ لنگی نے گرز اُٹھایا اور لندھور نے خدا کی یاد سے سپر سر پر لی تب گاؤ لنگی نے ایسا گرز مارا کہ ہاتھ اور بازو لندھور کے سُست ہوئے تب گاؤ لنگی نے کہا ای لندھور ہزار آفرین جو میری ضرب سہی تو نے جب سے کہ مین گرز چلاتا ہون تب سے کوئی میری مار کھا کر زندہ نہین رہتا تھا لندھور نے کہا اگر مرد ہی تو تھوڑی دور واپس جا تب گاؤ لنگی تھوڑی دور گیا تب لندھور اپنے لشکر کو آیا پھر گاؤ لنگی میدان مین آیا اور ادھر سے مالک اشتر آئے گاؤ لنگی نے ایسا گرز مارا کہ مالک بھی سست ہو کر کھڑے رہ گئے تب سر برہنہ تبسی میدان مین آیا اور گاؤ لنگی کے روبرو خالی سر سے کھڑا رہا گاؤ لنگی نے کہا ای پہلوان سر پر ڈھال لے کہ میرا گرز غیر کے گرز کے برابر نہین ہی تب سر برہنہ اجل رسیدہ نے کہا تیرے کو اس بات سے کیا غرض ہی تو بے فکر مار اور مین ہمیشہ ایسا ہی لڑتا رہتا ہون تب گاؤ لنگی نے ایسا گرز مارا کہ سر سر برہنہ کا سینہ کے صندوق مین چھپا تب دیوانہ تبسی میدان مین آیا تب گاؤ لنگی نے اسے بھی ایسا گرز مارا کہ وہ بھی شہید ہوا اور گھوڑا بھی موا تب گاؤ لنگی اپنے بیل پر سے اُترکر ہتھیار کھولکر دونو شہیدون کو ہاتھون مین لیکر روبرو بدیع الزمان کے آکر کہا ای پہلوان تیرے سبب سے یہہ دونو دلاور شہید ہوئے اب مین حمزہ کو کیا جواب دونگا ابھی کچھ نہین گیا اترا اور صبر کر جب تک حمزہ آوے کہ میرے کو حمزہ سے کام ہی اور اگر تیرا ارادہ میرے مارنے کا ہی تو مین بے ہتھیار آیا ہون مار بدیع الزمان نے کہا کہ بے ہتھیار کو کیا مارنا جا اور ہتھیار باندھکر آ تب گاؤ لنگی نے شہیدون کو وہان چھوڑا اور میدان مین آکر ہتھیار باندھکر بیل پر سوار ہوا اور بدیع الزمان کے مقابلے مین آیا بدیع الزمان نے فرمایا لاجو کہ نشان مردیکار رکھتا ہی تب گاؤ لنگی نے گرز اٹھایا اور بدیع الزمان نے ڈھال سر پر لی گاؤ لنگی نے گرز مارا امیر زادے نے روکیا اور کہا ای گاؤ لنگی اور بھی دو حملہ تجھکو دئے ہین مار تب گاؤ لنگی

نے کہا آفرین تیرے اوپر اب تو مار تب بدیع الزّمان نے گرز ہزار من کا اُٹھاکر ایسا مارا کہ گاؤلنگی کے ہر بن مو سے پسینہ ٹپکا پھر دوسرا گرز بڑی محنت سے سہا ؛ پس بدستور یہہ دونو لڑتے رہے اور یہان جب یاران امیر شکار کو گئے ہوئے نہین آئے اور سعد کو جادو سے مرزبان پکڑ کر لیگیا سو سنکر امیر متفکر ہوئے اور عمر کو فرمایا کہ ای یار مین زہر شیر گردان سے لڑتا ہون تم جاؤ سب یارون کی خیرت کی خبر لاؤ تب عمر مانند بجلی کے ایک روز مین دھاوا مار کر وہان آئے جب یارون نے عمر کو دیکھا بہت خوش ہو کر تمام حقیقت وہان کی اور گفتگو گاؤلنگی کی و بدیع الزّمان کی سُنائی بدیع الزّمان نے میدان مین سے پھر کر عمر سے کہا ای عمو صاحب ذرا بیٹھو کہ مین تمسے باتین کرنی چاہتا ہون عمر بیٹھے اور کہا ای گاؤلنگی آوازہ تیری مردی کا تمام جہان مین مشہور ہے لیکن یہہ کیا کہ امیر کی غیبت مین اوسکے فرزندون سے لڑتا ہے اور اوسکے یارون کو لڑکر شہید کیا تب گاؤلنگی نے سوگند کھاکر کہا کہ ای عمر یہہ خطا مجھہ سے نہین ہوئی ہے بلکہ بدیع الزّمان کی خطا ہے اب بھی واسطے خدا کے بدیع الزّمان کو پھرا کہ کچھہ ضرر ہوا تو حمزہ کو کیا منہہ دکھاؤنگا تب عمر نے بدیع الزمان کو میدان سے پھرایا تب گاؤلنگی نے کہا کہ ای عمر آج تو میرا مہمان ہے تیرا تماشا بھی مجھکو دکھا عمر نے قبول کیا تب گاؤلنگی نے عمر کو لیجاکر سعد سے ملایا اور تخت پر بٹھاکر شراب و کباب منگاکر کھلایا اور پلایا باقی داستان فردائے شب را

داستان اُناسیوین

جب گاؤلنگی نے عمر کو اپنے نزدیک بٹھایا اور کھانا و شراب کھلا پلاکر کہا کہ ای عمر تیری عیّاری کی صفتین بہت سنی ہین سو ڈرتا ہون کہ تو داڑھی مونڈتا ہے عمر نے کہا اگر تیری عُمر کے سال کا خراج سات سَو درم کے حساب سے دیا تو تیری داڑھی معاف کرونگا نہین تو داڑھی تیری معہ ارکان دولت کے مونڈونگا گاؤلنگی نے کہا اگر میری داڑھی مونڈیگا تو سچ جانونگا وہین عمر نے ٹوپی سر مین پہنکر غایب ہوئے

تب گاؤ لنگی نے کہا اس شخص نے جیسا کہا ویسا ہو سکیگا تب تمام رات جاگے اور بیٹھے
رہے جب تمام وزیر گئے اور آپ چوکیدارون کو تاکید نگہبانی کی کرکے شراب وکباب
لیکر روبرو رکھے اور خنجر آبدار رکھکر شراب نوشی مین مشغول تھا اوسوقت عمر دربار
مین آئے اور شراب مین دارو بیہوشی کی ڈالی گاؤ لنگی نے وہ شراب نامعلوم ہو
کرپی وہین بیہوش ہوا تب عمر نے استرا نکالکر آدھی داڑھی مونڈ ہی اور ایک
موچھ بھی اڑادی اور ناک مین گاؤ لنگی کے روغن بادام وپرا ناسر کہ ڈالکر عمر دور
جاکر بیٹھے اور گاؤ لنگی چھینک مار کر ہشیار ہوا اور گھبراکر اپنے منہہ پر ہاتھ پھرایا تو آدھی
داڑھی اور ایک موچھہ نپائی تب عمر نے ٹوپی نکالی اور روبرو گاؤ لنگی
کے آیا تب گاؤ لنگی نے کہا کہ اے عمر تجھہ سے شرط کرکے بڑی نادانی کی اب کچھہ ایسا
کرکہ پھر برابر ہو جاوین نہین تو صبح کو دربار مین شرمساری ہوگی تب عمر نے باقی
داڑھی اور موچھہ مونڈ کر اپنی زنبیل سے بالونکی داڑھی ایسی لگادی کہ اول سے بھی
بہتر تب گاؤ لنگی نے عمر کو گلے لگایا اور کہا اے عمر عیاری مین جو کچھہ صفتین سنی تھین
اُسسے بھی ہزار حصہ زیادہ پایا اور مجھکو تو نے اپنا ممنون کیا غرض جب صبح ہوئی
دربار مین گاؤ لنگی نے بیٹھکر عمر کو سات لاکھہ درم منگا دئے تب گاؤ لنگی سے وداع
ہوکر اور بدیع الزمان سے رخصت لیکر امیر کے حضور مین آکر حقیقت دیدہ وشنیدہ
عرض کی اور تمام شب آرام کیا جب صبح ہوئی زہر شیر گردان معہ لشکر وپہلوان میدان
مین آیا اور امیر نے بھی ہتھیار باندھے اور تین روز تک گرزا گرز لڑتے اور کھانا و
شراب میدان مین منگا کر کھائے پیئے چوتھے روز امیر نے کمربند اوسکا پکڑکر اللہ
کا نام زبان پر لاکر نعرہ مارا اور شیر گردان کو اٹھاکر زمین پر پچھاڑ کر ہاتھہ پاؤن استوار
باندھکر عمر کے حوالے کیا اور آپ امیر نے صمصام وقمقام نکالکر اوسکے لشکر مین پڑے
تب بہت سے کافرونکو مارا پھر باقی آدم خوارونکی فتح سے واپس آئے تب امیر نے
باقی کافرونکو مردار کھانے سے منع فرمایا جب اُنھون نے نمانا تو اون سب کو جلا دیا سو
وہ قلعہ مین بھاگ گئے اور عمر نے زہر شیر گردان کو شیشۂ نفت سے جلا یا اور امیر نے

بھی آدم خوارون پر فتح پائی تب واپس آئے تب امیر سے عمر نے کہا کہ اسکو مردار خواری سے منع کیا جب اوسنے نمانا تب مین نے اُسے جلایا امیر نے فرمایا کہ اچھا کیا جو جلایا لیکن اس قلعہ کو بھی آگ لگانا چاہیئے عمر نے بموجب حکم امیر کے قلعہ جلا دیا باقی داستان شب را فردای

داستان اسیوین

جب امیر آدم خوارونکی فتح سے فارغ ہوئے تب رخام کو آئے جب امیر کے آنے سے لشکر ظفر پیکر مین شادیانے بجے اور گاؤلنگی نے آواز نقارے کی سنکر سعد سے کہا کہ ای سعد شاید کہ تمہارا دادا آیا ہی یہہ کہکر سعد کو بہتر سے بہتر خلعت پہنا کر اچھے گھوڑے پر سوار کرکے تحفہ و ہدیہ ہمراہ دیکر بڑے کروفر و جاہ وحشم وجلوس وغیرہ سے روانہ کیا جب امیر کے لشکر مین سعد آئے تب امیر نے باہر آکر فرزندزادیکو گلے لگایا اور اندر لیجاکر کہا کہ گاؤلنگی مرد دانا ہی اور میرے تئین شرمندہ کیا القصہ اوس راتکو تو آرام کیا جب فجر ہوئی تب گاؤلنگی معہ لشکر طبل جنگ بجاتا ہوا شہر سے جائے جنگ پر آیا اور امیر بھی ہتھیار باندھہ تیار ہوکر معہ لشکر میدان مین آئے تب گاؤلنگی نے امیر کو دیکھکر کہا کہ ای پہلوان تیرا نام کیا ہی امیر نے فرمایا مین امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہون اوسنے کہا ای حمزہ مین سمجھا تھا تو کس قدوقامت سے ہوگا خدا جانے امیر نے فرمایا لا جو کچھہ کہ نشان مردی کا رکھتا ہی تب گاؤلنگی نے کہا کہ لاؤ میرا چودہ سومنکا گرز لاکر حاضر کیا اوسنے اُٹھا کر امیر کی ڈھال پر مارا اور امیر کے سر پر سے علم وار شعلہ نکلکر ہوا پر گیا تب امیر نے ڈھال کو اوپر اچھال دیا امیر نے اوس وارکو جھیل لیکر کہا کہ ای گاؤلنگی اور بھی دو حملہ مار کہ تجھکو دئے ہین تب گاؤلنگی نے دو گرز ایسے مارے کہ امیر کا گھوڑا زانو تک زمین مین غرق ہوا جب باری امیر کی آئی اُس وقت امیر نے اشقر کو دوڑا کر گیارہ سومنکا گرز گاؤلنگی کے سر پر مارا وہین بیل کی کمر ٹوٹی اور گاؤلنگی زمین پر گر پڑا اور چاہا کہ امیر کے گھوڑیکو پے کرے پس امیر نے جلدی سے جست ماری اور اشقر کو پشت کے پیچھے لیا تب گاؤلنگی نے تلوار امیر پر ماری

امیر نے سپر کی اوجھڑسے اوسے روکیا لیکن تروار گاؤلنگی کی ٹوٹ گئی گاؤلنگی نے دوڑ کر امیر کا کمربند پکڑا اور زور کرنے لگا اور امیر نے بھی اوسکا کمربند پکڑکر زور کیا کہ رات ہوگئی گاؤلنگی نے کہا اے حمزہ پھرتا ہے یا لڑتا ہے امیر نے فرمایا کہ اختیار تیرا ہے گاؤلنگی نے کہا جب تک کہ مین اور تو ایک طرف نہووین جب تک میدان سے نپھرونگا پس وہین کھانا منگا کر کھایا راوی روایت کرتا ہے کہ امیر اور گاؤلنگی اکیس روز تک لڑے اور جو ہنر مردی کے تھے سو آزمائے تب امیر نے فرمایا کہ مین کھڑا رہتا ہون اور تو زور کر اور تو کھڑا رہ مین زور کرون تب گاؤلنگی نے کہا کہ اے عرب تو مجھسے ورزندار نہوگا مین بڑے بڑے جھاڑون کو جڑسے اُکھاڑتا ہون کیا تو اُن درختون سے بھی زوردار ہے امیر نے فرمایا کہ حکم خدا کا یون ہی ہے جلد آزما تب گاؤلنگی نے کمربند امیر کا پکڑکر زور کرنے لگا تب گاؤلنگی کے دسون انگلیون سے دس قطرے خون کے ٹپکے تب گاؤلنگی نے ہاتھ امیر کے کمربند سے چھوڑا اور آپ کھڑا رہا تب امیر نے گاؤلنگی کا کمربند پکڑکر فرمایا کہ اے گاؤلنگی مین نعرہ مارتا ہون گاؤلنگی نے کہا مین بچہ نہین ہون جو تیری آواز سے ڈرونگا جتنا چاہے اُتنا پکار القصہ امیر نے نعرہ مار کر گاؤلنگی کو اُٹھایا اور پھیرا کر زمین پر پچھاڑا اور سینے پر بیٹھے اور فرمایا کہ بول خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے تب گاؤلنگی بصدق دل مسلمان ہوا اور کہا سچ ہے تمہارا خدا بڑا ہے کہ مجھ سے عادی وعتقاد پر تجھ سے مجھ کو غالب کیا یہہ کہہ کر گاؤلنگی بصدق دل مسلمان ہوا تب امیر اُسکے سینے پر سے اُترے اور اُسے گلے لگایا اور سب پہلوانون سے کہا کہ گاؤلنگی سے ملو امیر کے حکم سے سب پہلوان گاؤلنگی سے ملے اور گاؤلنگی امیر کو معہ رفقا شہر مین لیگیا اور مجلس آرائی کی اور ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے اور چالیس روز تک وہان جشن مین اور خوشی مین رہے باقی داستان فردائے شب را

داستان ایکاسیوین

جب امیر کتنے روز رخام مین رہے ایک روز گاؤ لنگی نے عرض کیا کہ ای جہان گیر آگے باختر ہی اور وہان کا بادشاہ کاخ آدم خوار ہی ایک سو ساٹھ گز کا قد ہی جب وہ ہمارے شہر مین آتا تو ہم اوسکے ڈر سے پہاڑون مین چھپتے تھے امیر نے فرمایا جب تک آدم خوارون کو اور زرد ہشت جادوگر کو آگ سے نجلاؤ نگا اور تماشا طلسمات کا نکرونگا تب تک پھر کر نہ آؤ نگا کسواسطے کہ جو بزرجمہر نے مجھے فرمایا تھا کہ تم فراش دین محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سو فراش کا کام ہی ہے کہ تمام خار و خس کو صاف کر کے فرش نفیس بچھاوے تو اوس فرش پر بادشاہ رونق بخش ہووے سو مین بھی سب بلاؤن کو دور کر کے دنیا صاف کرون تو فراشی کا خطاب کب ملیگا تب پہلوانان عرب و عجم کے نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ ای جہانگیر جو کچھہ کہ زبان شجاعت ترجمان سے تراوش پاتا ہی سو یقین کلی ہے امیر نے فرمایا ای گاؤ لنگی تو یہان رہ اور مین باختر کو جاتا ہون پھر مین واپس کر تجھکو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین لیجاؤ نگا گاؤ لنگی نے کہا میرا جسم و جان تمپر سے فدا ہی بجز آپ کے مین یہان رہکر کیا کرونگا جب تک کے دھڑ مین دم ہی تب تک تمام عمر تیری خدمت مین صرف کرونگا یہہ کہکر اپنے بڑے فرزند کو شہر رخام کی بادشاہی دیکر تخت پر بٹھا کر دوسرے روز امیر اور گاؤ لنگی معہ لشکر آگے چلے اور راہ باختر کی لی کتنے روز مین باختر کو پہنچے اور چار کوس پر قلعہ سے باہر اترے اور عباس کو فرمایا کہ کاخ کو خط لکھو اور دعوت دین محمدی کی دو جب عباس نے خط لکھنا شروع کیا اول حمد خدا کی بعد نعت حضرت ابراہیم کی شہنشاہ شاہونکا تاج بخشنے والا بادشاہونکا حلقہ ڈالنے والا سرکشونکا اور گردن کشونکا اور سیر کرنے والا کوہ قاف کا اور مارنے والا ببر کا اور اژدہا کا اور شترمرغ کا اور مارنے والا اہرمنان ناشناختیان دیوونکا حمزہ بن عبدالمطلب کے طرف سے کاخ آدم خوار کو معلوم ہووے کہ مین اٹھارہ برس کوہ قاف مین جا کر جو کہ بلائین وہان تھین مین اُن سبکو فنا کر کے پھر افضال الٰہی سے دنیا مین سلامت آیا اور ہفت اقلیم مین بادشاہ جو کہ

ضلالت قبول کی تھے اونکو تخت پر سے تختۂ تابوت پر سلایا اور جنھون نے سعادت قبول کی انکو اسلام اور دنیا کی عزت و ایمان سے مشرف کیا اور بہت جو کہ گردن کش تھے انکو حلقۂ دین پہنایا ہے جب دنیا مین کوئی دشمن نرہا اسواسطے باختر کو آیا ہون تاکہ ادھر کی بھی بلاؤنکو تمام صاف کرون جب قضا و قدر کو آیا تب سرسان بن زال کو مسلمان کیا اور وہان سے زہر شیر گردان کو جہنم مین روانہ کیا اور وہان سے رخام کو آیا اور گاؤلنگی کو مسلمان کیا اب تیرے یہان آیا ہون یہہ نامہ تجھے بھیجا ہے لازم ہے کہ دیکھتے ہی خط کے مال خراج کا اپنی گردن پر لیکر بارگاہ گردون آساس مین حاضر ہو اور آدم خواری ترک کرکے توبہ کر اور مسلمان ہو تو بہتر ہے والا تجھکو ایسی خرابی سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے القصہ جب کہ خط ارشاد نمط تمام ہوا تب عمر کے ہاتھ سے روانہ کیا عمر بن عمیہ نے تمام کسوتین عیاری کے ذات پر مرتب کرکے چوراشی زنگولہ باندھکر کاخ کے دربار مین آئے اور دربانون سے کہا کہ خبر کرو پس خبر کی کہ قاصد حمزہ کا آیا ہے کاخ نے کہا کہ اندر بلاؤ عمر اندر گئے اور کاخ کا منہہ دیکھکر خدا کو یاد کیا اور خط دیا کاخ نے وہ خط پڑھکر پھاڑکر پھینکدیا اور کہا پکڑو اس چور کو عمر نے ٹوپی سلیمانی سر پر رکھی اور سب کی نظر سے غائب ہوا کاخ اور دربار کے کفار متحیر ہوئے اور تعجب مین رہے تب عمر نے آکر حمزہ کی خدمت مین تمام حقیقت عرض کی جب دوسرا روز ہوا کاخ نے نقارا لڑائیکا بجا کر میدان مین آیا امیر کو یہہ خبر ہوئی تب امیر نے نقارا لڑائیکا بجوایا اور سوار ہوکر میدان مین معہ لشکر آئے تب کاخ نے میدان مین آکر کہا کہ ای حمزہ اگر مرد ہے تو میدان مین آ امیر ہتھیار باندھکر مقابلہ مین گئے کاخ نے کہا کہ ای ضعیف پست قد مین نے حمزہ کو بلایا تھا تو کون ہے جو آیا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ مین حمزہ ہون کاخ نے کہا کہ ای حمزہ تو جادوگر ہے جب ہی تمام دنیا کو فرمان بردار کیا ہے امیر نے فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی جادوگر پر اور تجھپر لا جو کہ نشان مردیکا رکھتا ہے تب کاخ نے گرز اٹھایا اور امیر بھی پیادہ ہوکر ڈھال عدو مال سر پر لیکر کھڑے رہے اسوقت تمام

لشکر عرب نے ہاتھہ دعا کا اٹھایا اور کہا یا اللہ تو حمزہ کو اپنے پناہ مین رکھہ کافر نے
گرز ایسا مارا کہ حمزہ زانو تک زمین مین غرق ہوئے تب وہ کافر پکارا کہ زدم وپست
کردم یعنے حمزہ کو مار کر پست کر ڈالا ایکبار امیر نے فرمایا کہ ای کافر کیون جھوٹھ
بولتا ہی مین تو خدا کے کرم وفضل سے زندہ ہون یہہ کہکر امیر نے جست مار کر اسکے
بازو کنے جاکر تروار قاتل کفار ایسی ماری کہ کاخکا بازو حمایل اُتار اتب وہ موذی
مانند جھاڑ بلکہ پہاڑ کے گر کر مردار ہو گیا تب امیر وہی شمشیر خون آلودہ سے کافرون
پر جا پڑے اور دونو ہاتھون سے تروارین مارنی شروع کین جب بہت کافر مارے
گئے تب باقی جا کر قلعہ مین بند ہوئے اُسوقت عمر نے شیشہ نفت کا نکالکر تمام کافرون
کو اور قلعہ کو جلایا اور چند روز وہان توقف کر کے پھر وہان سے ارغاش خونخوار
کے شہر کو گئے اوسنے حمزہ کی خبر سُنکر معہ لشکر باہر آیا اور میدان مین کھڑا رہا اور امیر
کو پکارا تب امیر پیادہ ہو کر میدان مین گئے تو دیکھا کہ قد ارغاش کا ایک سو اسی
گز کا بلندی مین تھا اور اوسکے گرز کا وزن خدا جانے کتنا تھا غرض جب اوسنے گرز
اٹھایا اوسوقت امیر نے خدا کو یاد کیا اور ڈھال سر پر لیکر کھڑے رہے جب اوسنے
گرز مارا تب امیر نے جست مار کر دوسرے طرف جا کر کھڑے رہے تب وہ گرز زمین
پر پڑا تو تمام زمین جنبش مین آئی پھر وہ گرز اٹھانے کو جھکا وہین امیر نے ارغاش
کو تروار خونخوار ایسی ماری کہ وہ کافر مانند لکڑی کے دو ہو گیا پھر امیر وہی
تروار خون بھری ہوئی لیکر لشکر کفار مین گھسے تب سب کفار بھاگ کر قلعہ مین
بند ہوئے اور عمر بن عمیہ نے حکم امیر سے شیشہ نفت کا نکالکر اُس قلعہ کو معہ کافرونکے
جلا دیا پھر چند روز وہان رہکر پھر نیستان کا عزم کیا باقی داستان فردائے شب را

داستان بیاسیوین

جب امیر آدم خوارون سے اور اونکے مارنے سے فارغ ہوئے تب گاؤنگی سے
پوچھا کہ آگے کون شہر ہی اوسنے کہا کہ نیستان ہی اور وہان کے بادشاہ کا ایکسونوّے ۱۹۰

گرز گاقد ہی اور سب سپاہ معہ بادشاہ پتھر مارتے ہین تب امیر نیستان کو چلے اُس راہ مین تین روز کا رستہ ایسا سخت جنگل کے سبب سے تھا کہ سوائے ایک سوار کے دو چار کا جانا محال تھا جب امیر اوس جنگل مین داخل ہوئے تب اوس خونخوار نے جنگل کو ہر طرف سے آگ لگا دی تب لشکر امیر کا جلنے لگا اور لشکر مین پکار جلے جلے کا اور رونے پیٹنے کا آغاز ہوا تب امیر نے جامۂ الیاس و کمند حضرت خضر علیہ السلام کی پہنکر فرمایا کہ سب اسکو پکڑو غرض اوسکی برکت سے ستّرو ایک پہلوان اور تین سو سپاہی بچے اور اوس جنگل سے باہر نکلے تب وہ خونخوار معہ کفار کنارے جنگل کے مستعد جنگ کھڑا ہو رہا ہی اور ہر ایک کے گلے مین پتھرون کا توبرا پڑا ہی جب امیر کو دیکھا پتھر وسنے مارنے لگے وہ تین سو سوار بھی مارے گئے باقی ستّرو ایک پہلوان رہے تب امیر معہ پہلوان لشکر کفار مین دھسے اور اتنے کافرون کو مارا کہ حساب اوسکا خدا جانتا ہی پھر مارتے مارتے اُس خونخوار تک پہنچے اُس موذی نے گرز امیر پر چلایا امیر جست مار کر دوسری جگہہ پر کھڑے رہے پس وہ گرز زمین پر پڑا جب اُس خونخوار نے گرز اُٹھانا چاہا تب امیر نے ایک صمصام الیسی اوس کی کمر پر ماری کہ وہ کافر مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر جھاڑ کی مثال زمین پر پڑا تب امیر نے باقی کافرونکو مارنا شروع کیا سب کافر بھاگ کر قلعہ مین بند ہوئے عمر نے معہ کفار قلعہ جلا دیا تب امیر نے شکرانہ خدا تعالی کا کیا اور فرمایا ای یارو سب فرزندون اور یارون اور پہلوانون کے ہاتھی گھوڑے مال و متاع خزانہ وغیرہ جلکر خاک ہوا اور بزرجمہر حکیم نے فرمایا تھا کہ ستر تن سے باہر آؤ گے سو ستر اور ایک تن باقی ہین سو خدا علیم ہی کہ اس مین کون مرتا ہی یارون نے کہا جو خدا چاہیگا سو ہوویگا باقی داستان فردائے شب را

داستان تراسیوین

جب امیر نے یارون اور فرزندونکو پردۂ عدم مین چھپایا تب گاؤلنگی کو بلا کر فرمایا ای دوست سات لاکھ اسّی ہزار تھے سو سب فنا ہو گئے اور بہت فرزندون نے بھی شربت موت کا چکھا اب بول کہ آگے کیا ہی تب اوسنے کہا کہ ای جہانگیر آگے اردویل پیل وندان و

مرزبان پیل وندان ہین پھر اوسکے آگے طلسمات زردہشت کا ہی تب امیر اردویل کے شہر کو آئے اوسنے سُنا تب وہ اپنے لشکر سمیت میدان مین آیا تب امیر بھی پیادہ آگے آئے اور اردویل پیل وندان مانند ہاتھی مست کے پکارتا ہوا امیر پر دانتون کا حملہ کرنا چاہا تب امیر نے دوڑ کر تروار سے مارا تب سر اوسکا معہ دانتونکے زمین پر پڑا اور پھر مرزبان پیل وندان نے حملہ کیا امیر نے بکرم خدا اوسے بھی دنیا سے جدا کر کے جہنم سے ملا دیا تب باقی کافر قلعہ مین بند ہوئے عمر نے شیشۂ نفت سے سب کو جلا دیا اور پھر وہان سے طلسمات کو آئے تو وہان ایک چار دیواری دیکھی اور درمیان اوس چار دیواری کے ایک گنبد نظر آیا اوسمین سے قسم قسم کا راگ گانا ناچنا سُنا امیر نے فرمایا ایگا ؤلنگی شاید کہ یہان آدمی گاتے ہین گاؤلنگی نے کہا یا امیر یہان آدمیونکا کیا کام ہی مگر یہہ طلسمات کا تماشا ہی زردہشت ساحر نے ہزارون ہنر بنائے ہین تب امیر نے فرمایا کہ ہم مین بلند قد تو ہی اول دیوار پر سے دیکھہ کہ کیا نظر آتا ہی تب گاؤلنگی دیوار سے اندر گیا وہین ہنستے ہنستے اندر گر پڑا بدستور لندھور ہنسکر گر پڑا اسیطرح جو یار دیکھنے گیا سو ہنسکر گر پڑا آخر عمر اپنا منہہ باندھکر دیکھنے گئے سو بدستور عمر بھی ہنسکر گر پڑا تب امیر تنہا رہگئے تب ہاتھہ مناجات کے واسطے بدرگاہ مجیب الدعوات اوٹھایا کہ یا عالم الغیب یہہ کیا راز ہی سو مجھپر ظاہر کر کہ وہین تیر دعا کا قبولیت کے نشانے کو پہونچا ہوا پس شام ہوئی امیر متفکر ہو کر سو رہے جب خواب مین دیکھا کہ آسمانکا دروازہ کھل کر ایک تخت آیا اوسپر ایک بزرگ بیٹھے ہین تب حمزہ نے جا کر پوچھا کہ ای حضرت تم کون بزرگ ہو انھون نے فرمایا مین تمھارا دادا ہون یعنے ابراہیم علیہ السّلام تب امیر حضرت کے قدمون پر سر رکھکر رونے لگے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ایفرزند کیون روتا ہی امیر بولے کیون نروؤن کہ میرا تمام لشکر معہ یاران و فرزندونکو کھوکر ستر تن سے یہان آیا تھا سو یہان وہ بھی گم ہوگئے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا خاطر جمع رہو وہ ستر تن بخیریت اگر تجھسے ملینگے لیکن جب طلسمات جمشید یہ کیطرحسے جیسا کہ سفید مرغکو وہان مارا تھا بدستور یہان بھی مرغ ہی اوسکو مارو گے تو سب معلوم ہوئیگا تب امیر کشور گیر جہان ستان نے

خواب رحمانی سے بیدار ہوکر جسم ولباس کو معطر پایا پس اوسیوقت کمانکو تیر لگاکر اوس
مرغکو مارا خدا کے حکم سے اوسی تیر مین وہ مرغ مرگیا اور گر پڑا تب سب آواز جاتی رہی
اور جادو لوٹ گیا اور یاران امیر اٹھکر دوڑے آئے اور امیر کے قدمون پر پڑے امیر نے
سبکو گلے لگایا اور فرمایا ای یارو وہان کیا دیکھکر ہنسکر گر پڑے تھے یارون نے کہا
یا امیر عجب عجب طرح کی صورتین دیکھائی دیتین تھین سو ہنسکر گر پڑتے تھے پر اب کچھ یاد
نہین ہے تب امیر اوس دیوار کو توڑکر اندر گئے اور قفل گنبذ کا کھول کر دیکھا تو گنبذ
خالی ہے تب ایک کوٹھری کو بڑا قفل لگا تھا اوسپر یار سب یکبار زور کرنے لگے لیکن
وہ قفل ذرا نہ ہلا تب امیر نے اللہ اکبر بولکر زور سے قفل توڑکر اندر جاکر دیکھا تو وہ بھی
خالی پایا تب یارون نے عمر سے کہا ای عمر جادو کا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا ہے
بھلا کہان ہوگا عمر نے اوپر آنکھ اٹھاکر دیکھا کہ ایک تابوت معلق لٹکتا ہے پس عمر نے
تابوت پر سوار ہوکر دیکھا کہ زردہشت جادوگر مانند زندہ آدمی کے تابوت مین سوتا
ہے تب امیر سے کہا یا امیر یہہ جادو سے آپ سوتا ہے امیر نے فرمایا دیکھو وہان کچھ
لکھا ہوگا تب عمر نے خوب دیکھا تو ایک کتاب جادو مآب اوسکے سر تلنے ہے عمر نے وہ
کتاب نکالکر اپنی زنبیل مین ڈالی پس وہین وہ تابوت اوس پلید کا زمین پر گر پڑا تب امیر
معہ یارون باہر آئے اور عمر سے فرمایا کہ گنبذ کو جلا دو تب عمر نے وہان آگ لگادی
امیر نے جب دیکھا کہ چہار طرف سے آگ سلگی تب عمر سے فرمایا کہ وہ کتاب لائے تھے
سو کہان ہے تب عمر نے دو تین کاغذ اوس مین سے نکالکر کتاب امیر کے ہاتھہ دی
امیر نے وہ کتاب بھی آگ مین ڈالکر جلادی عمر نے جو ورق اوسکے رکھے تھے اوسکا
جادو دنیا مین آج تک جاری ہے پس جب زردہشت معہ کتاب جل گیا تب امیر نے شکرانہ خدا
تعالی کا ادا کیا اور دونو ہاتھہ اٹھاکر درگاہ ایزدی مین مناجات کی باقی داستان فردا شب را

داستان چوراسیوین

جب کہ امیر نے زردہشت کو معہ کتاب جلا دیا تب یارون سے کہا کہ طلسمات کو دیکھنا

چاہیئے گاؤ لنگی نے کہا یا امیر طلسمات تمام اندھیارا ہی وہان جانا کچھ فائدہ نہین ہی تب امیر نے کنارے طلسمات کے کھڑے رہکر دیکھا کہ کچھ اور بلائین وہان ہین جب شب ہوئی تب امیر نے فرمایا کہ ای یارو یہہ دنیا کا آخری کنارا ہی یہان اور بلائین بہت ہین کتنے یارون نے کہا کہ پہرہ دیا تب عمر معدیکرب نے کہا یا امیر اول پہرہ میرا ہی مالک نے کہا دوسرا پہرہ میرا الندھور نے کہا تیسرا میرا ہی امیر نے فرمایا کہ آخری پہر کا پہرہ عہد میرا ہی تب عمر معدی پہلے پہرہ مین بیٹھے تو گوشت شکار کا بہت پایا تب ایک دیگ مین تھوڑا گوشت ڈالکر جوش دیتے تھے کہ ویسے مین ایک بڈھی رانڈ آئی عمر معدی نے دیکھا کہ مانند شیطانکے دانت پر دانت دیکر چابتی ہی تب عمر معدیکرب نے کہا ای عورت تو کون ہی اوسنے کہا مین عورت کاروان کی ہون سو مین نہایت بیمار تھی پس میرے کو مردہ جانکر میرے خویش و اقارب اس ویرانہ مین چھوڑ کر چلے گئے مگر میری تقدیر کی یاوری سے ذراسی جان جسم مین باقی تھی سو خدا نے دوبارہ زندگی بخشی اب کتنے روز سے کھانا تو کیا بلکہ اوسکی بو بھی نہین سونگھی تھی اب اس وقت گوشت کی بو آنے سے جسم مین توانائی پیدا ہوئی اس لئے آئی ہون کہ تیرا تصدق تھوڑا سا گوشت دیا تو کھا کر دعا کرونگی غرض اوسکی گفتار مکارہ پر عمر معدیکو رحم آیا پس دیگ مین ہاتھ ڈالا اوس عورت دیو سیرت نے ایسا طمانچہ مارا کہ عمر معدی بیہوش ہوگیا اور وہ عورت تمام گوشت کھا گئی اور وہ رانڈ تو گم ہوگئی جب عمر معدی ہوش مین آئے تب دیگ خالی دیکھکر مالک کو اٹھایا کہ دوسرا پہر پہنچا اٹھو تب مالک اٹھکر اپنی نگہبانی پر بیٹھے اور حقیقت عورت کی نہین بولے تب مالک نے کہا ای عمر معدی گوشت پکا کر سب توہی کھا گیا میرے واسطے تھوڑا سا نرکھا عمر معدی نے کہا گوشت تو پڑا ہی تم بھی پکا کھاؤ اور مین تو بہت بھوکھا تھا اس لئے کھا گیا تب مالک بھی گوشت دیگ مین ڈالکر پکاتے تھے اور عمر معدی مانند سوتے کے پڑے تھے اتنے مین وہ بڈھی پھر آکر مالک کو بھی مانند عمر معدی کے بولی اور گوشت مانگنے لگی تب مالک نے بھی شفقت کر کے دیگ مین ہاتھ ڈالا اور گوشت نکالکر دینا چاہا

تب وہ حرامزادی طمانچہ مار کر تمام گوشت کھا کر چلی گئی جب مالک ہشیار ہوے تب عمر
معدی سے کہا ارے او بڑ پیٹے شاید کہ تجھپر بھی یہی حال گذرا ہوگا اور میرے کو خبر نہ کی
تب عمر معدی نے کہا چپ رہو تا لندھور بھی طمانچہ کھاوے مالک نے لندھور کو اٹھایا
اور آپ مانند سوتے کے پڑ رہے جب لندھور نے دیگ خالی دیکھی تب آپ بھی تھوڑا
گوشت ڈالکر پکانے لگے اسمین وہ عورت آئی اور اپنا حال لندھور سے بولی لندھور
نے بھی بڑی مہربانی سے گوشت دینا چاہا اور دیگ مین ہاتھ ڈالا تب اوس بدذات
نے طمانچہ مار کر تمام گوشت اپنے ناپاک پیٹ مین ڈالکر چلی گئی تب لندھور بیہوش
ہوگیا جب ہوش مین آیا تب عمر معدی اور مالک دونو ہنسے تب لندھور نے کہا
ای بے مروّتو تم پر بھی یہی احوال گذرا ہوگا مگر مجھے اطلاع نہ کی جب عمر معدی نے
کہا چپ رہو تا کہ امیر بھی یہہ تماشا دیکھین لندھور نے کہا مین تو امیر کو یہہ خبر کرونگا
خدانخواستہ امیر کہین یہہ دغا نپاوین تب مالک نے کہا ای لندھور امیر کبھی
یہہ دغا نہ پاوینگے بلکہ ہمارا بدلہ اس بدذات سے لیوینگے تب یہہ تینون پہلوان
چپ ہو رہے اور امیر اٹھکر آپ بھی گوشت دیگ مین ڈالکر پکانے لگے اس
عرصہ مین وہ رانڈ اجل رسیدہ پھر آئی اور اپنا احوال قضا مآل بیان کیا امیر نے
دل مین کہا یہہ تو طلسمات ہی یہان آدمی کاہیکو رہینگے مگر یہہ کوئی دغاز مکارہ
ہی ایسا دل مین مقرر کر کے ایک ہاتھ تروار پر رکھا اور ایک ہاتھ دیگ مین گوشت
نکالنے کو ڈالا اور کن انکھیون سے اوس کی طرف دیکھتے تھے اور اوس کمبخت اجل
گرفتہ نے نادانستہ امیر کو بھی بطور دوسرونکے مارنا چاہا امیر نے تروار اوس مردار
کی گردن مین ایسی ماری کہ سر تن سے جدا ہوا اور سر دوڑنے لگا تب
امیر بھی اوسکے ہمراہ ہوئے تب سب یار بھی امیر کے ہمراہ گئے اور وہ سر
ایک کوئین مین جا پڑا تب امیر وہان کھڑے رہے اور یارون کو کہا کوئی کوئین
مین اوترو تب عمرو نان ڈھال پر بیٹھکر اندر اترے تو دیکھا کہ ایک محراب
مین ایک لڑکی اوس سر کو سونے کے طبق مین رکھکر روتی ہوئی بولتی ہی

لڑ مین تجھکو بولتی تھی کہ حمزہ کے روبرو نہ جانا تو نے میرا کہا نمانا آخر جان سے گئی تب عمر بن عمیہ نے معہ سر اوس لڑکی کو روبرو امیر کے لاکر رکھا امیر نے اوس کو پوچھا کہ تو کون ہی اور یہہ بڈھی تیری کون تھی اوسنے کہا مین دختر زر دہشت جادوگر کی ہون اور یہہ بڈھی میری دادی تھی امیر نے فرمایا کہ تو ہی ہی یا کوئی اور بھی ہی اوسنے کہا میری دو بہنین معہ لشکر طلسمات مین ہین جب کہ وہ تمہارے آنے سے خبر پاوین گی تو البتہ تم پر آوین گی تب امیر نے اوسکو عمر کے حوالے کیا باقی داستان فردا شبر

داستان پچاسیوین

دوسرے روز جادوگر کا لشکر اُس بیابان مین اُترا اور اوس لشکر کی سردار دو بیٹیان زر دہشت کی تھین ایک کا نام گلرخ جادو دوسرے کا نام فرخ جادو اور اُن دونو دخترون کی ایک دائی تھی سو وہ نہایت جادو مین استاد تھی پس اوسکو حمزہ کے لشکر ڈبونے کو نامزد کیا تب وہ دائی حمزہ کے لشکر کی پشت پر آئی اور دو مین شیشہ بارش کے باران کے تیار کرکے عرب کے لشکر کو بڑے پانی سے ہلاک کرنے کی فکر کی تب امیر نے عمر کو فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ جب عمر بموجب حکم کے لائے تب امیر نے نرم نرم زبان اور میٹھی باتون سے پوچھا کہ یہہ لشکر لڑنے آیا ہی سو اوس کا رد کیا ہی اوسنے کہا اونھون کی لڑائی جادو سے ہی اول تم پر بارا آوے گا یعنے ہوا پھر بارش تب عمر نے اوس کو کنارے لیجاکر تمام حقیقت دریافت کی اور بولے مین تجھکو نکاح مین لاؤنگا اور تمام سب حقیقت بول اور جادو کا رد کرنا سکھا عمر نے ہر چند کہ شیرین زبانی سے پوچھا لیکن اوس مردار نے نہین بتایا تب تروار سے سر اوس کا کاٹکر امیر کے روبرو لاکر بولے یا امیر بہت سی شفقت سے اوس گیسو بریدہ سے پوچھا لیکن اوسنے نہین بتایا تب مین نے اوسکو سزا دی اور اب مین جاتا ہون اور جاکر جادو کی حقیقت دریافت کرکے لاتا ہون یہہ کہکر اوس

طرف کو چلے تب ایک ساحر ادھر سے آتا تھا عمر نے اوسکو مار کر اوسکے کپڑے آپ پہنکر اور شکل اوسکی بنا کر گلرخ جادو کے روبرو جا کر دوسرے لوگون مین کھڑا رہا کہ ایک جادوگر نے اونکے روبرو آکر کہا کہ دو روز ہوئے کہ وہ دائی حمزہ کے لشکر کو جادو کرنے کو گئی ہی سو ہنوز اثر اوسکا نہین معلوم ہوتا ہی تب وہ لڑکی بولی کہ جا مغرب کو جادو تمام ہوگا اوسوقت عربون پر آفت آویگی عمر نے اوسیوقت امیر کے روبرو آکر حقیقت شنیدہ عرض کی امیر نے فرمایا ایسا ہونا چاہیئے کہ اون کا جادو اون پر پھرانا عمر نے کہا وہ ڈیرہ ہماری پشت پر ہی اب مین جا کر اوسکو پکڑ کر اون کا جادو اون پر پھراؤن یہہ کہکر اوس روز چپ رہے دوسرے روز عصر کے وقت کپڑے جادوگر کے پہنکر اور شراب مین داروے بیہوشی کی ملا کر اوس دائی کے روبرو آئے اور کہا ای دائی دو نوشاہزادیون نے میرے تئین تیرے نزدیک روانہ کیا اور کہا ہی کہ تین روز ہوئے ہین کہ مغز عربون کا نکالی نہین ہی مگر تو ان مین ملی ہی تب اوسنے کہا کہ وہ بدبے شیشے تیار ہوئے ہین اب آفتاب غروب ہوتے ہی تماشا عربون کا دیکھتی ہون تب اوسکو عمر نے ایک پیالہ شراب بیہوشی ملا ہوا دیا اوسنے وہ پیالہ پیا اور بیہوش ہوئی پس اوسیوقت عمر نے اوسکو مار کر وہ شیشے اٹھا لیئے اور امیر کے نزدیک آئے اور وہ شیشے کو پراز سحر دکھا کر کہا کہ اب مین انھین پر یہہ جادو پھراتا ہون امیر نے فرمایا جلدی کر بعد از عمر اوسکے ڈیرے کے پیچھے آیا اور وہ شیشہ ہوا کا چھوڑ دیا پس وہین ڈیرہ اُن ساحرون کا تل اوپر بیٹھتے تہ و بالا ہوا پھر عمر نے شیشہ آگ کا چھوڑا تو برخلاف اوسکے پانی برسا اور سب کو بہا کر لیگیا جب یہہ سب ساحر تمام ہوئے پھر امیر چند روز وہان رہے اور گاؤ لنگی کو بلا کر پوچھا کہ اب آگے کیا بلا باقی ہی اوسنے کہا کہ اب کچھہ دنیا مین بلا باقی نہین ہی پھر تب امیر رغام کو آئے تب فرزندنے گاؤ لنگی کے استقبال کیا اور ہزار تعظیم و تکریم سے امیر کو اور اپنے

پسرکو

باپ کو معہ یاران شہر مین لیجا کر بارگاہ مین بٹھایا امیر چند مدت وہان عیش مین رہے
پھر ایک روز امیر جنگل مین شکار کو گئے اور شکار کھیلتے تھے ویسے مین قاصد موت
ہرن بن کے بدیع الزمان کے روبرو آیا اور بھاگا تب بدیع الزمان نے دنبالہ کیا
وہ ہرن ایک حوض مین گرا تب بدیع الزمان بھی اوسکے پیچھے معہ گھوڑے حوض
مین گرے پس گرتے ہی غرق ہوئے جب امیر نے وہ حال دیکھا تب معہ یاران
حوض پر آکر بہت سا ڈھونڈھا لیکن کچھ پتا بدیع الزمان کا نپایا تب بے امید ہوکر شہر
مین آئے اور یارون سے فرمایا کہ ہم سے ایک کم ہونا تھا سو ہوا اب برابر
ستر تن رہے تب سب یارون نے رو کر کہا یا امیر حکم خدا کا ایسا ہی تھا تب
امیر خدا کی رضا پر راضی ہوکر صبر کر رہے اور درگاہ ایزدی مین دل کو متوجہ کیا
باقی داستان فردا ے شب را

داستان چھیاسیوین

جب امیر کشور گیر جہان ستان فرزند کے ماتم سے فارغ ہوئے تب گاؤ لنگی
نے کہا یا امیر تمنے فرمایا تھا کہ تجھے مکے معظمے مین لیجا کر حضرت محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے قدمبوسی سے مشرف کرواونگا سو اب اپنا اقرار ادا کرو
امیر نے فرمایا بسم اللہ چلو پھر ساعت سعید مین امیر معہ گاؤ لنگی و یاران خود طرف
مکے معظمے کے روانہ ہوئے اور قضا و قدر کو پہنچے تب پران سر سال نے آکے
استقبال کیا اور امیر کو شہر مین لیگئے لیکن سر سال نے وفات پائی تھی امیر نے
بعد تعزیت کے فرزندان سر سال کو صبر کا درس فرمایا اور کہا کہ سر سال تو خدا
کی رحمت سے ملا ہے پھر فرما کر وہان سے کوچ کیا القصہ بعد قطع منازل کہا کتنے روز
مین مکے معظمے کو پہنچے تب حضرت محمد مصطفے صلی اللہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی کہ امیر آتے
ہین تب حضرت اپنے اصحابون کے استقبال کو آئے امیر نے جب جمال مبارک حضرت
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا تو بہت خوش ہوئے تب حضرت نے
امیر کو گلے لگایا اور تمام اصحابون سے ملایا امیر نے حقیقت والدین کے وفات کی

اور بزرجمہر کے وفات کی سنی اور نوشیروان بے ایمان بھی اس جہان سے کوچ کر گیا سو بھی معلوم ہوا پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمزہ کو دعوت اپنے دین کی دی تب امیر حمزہ نے دین محمدی اختیار کیا تب نقارے خوشی کے بجائے اور دین محمدی پر مضبوط ہوئے باقی داستان فردائے شب را

داستان ستاسیوین

راوی شیرین زبان یون بیان کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مسجد مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی نے آکے عرض کیا کہ الحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر جمع ہوئے ہین اور قصد ہمارا کیا چاہتے ہین تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر حمزہ کو معہ اصحاب روانہ کیا پھر کافرون نے فوجین آراستہ کین تب ایک کافر میدان مین آیا اور یہان سے گاؤلنگی امیر کے حکم سے میدان مین آیا کافر نے مارنا چاہا تب گاؤلنگی نے اوسے پکڑ کر اٹھا کر پھرا کر ایسا زمین پر مارا کہ مغز اوس کافر کا کان سے باہر نکلا اور وہ مردار ہو گیا غرض بدستور اسی کافرون کو گاؤلنگی نے میدان مین مردار کیا پھر کوئی کافر میدان مین نہ آیا تب پورہندی میدان مین آیا اور گاؤلنگی نے اوسکو بھی اوٹھا کر مارنا چاہا کہ اتنے مین اوس موذی نے ایسا مارا کہ انتڑیان گاؤلنگی کی گھوڑے پر پڑین گاؤلنگی شہید ہوا تب امیر غصہ سے اشقر کو دوڑا کر میدان مین آئے اور پورہندی نے کہا ای بڈھے تو کون ہی امیر نے فرمایا مین حمزہ بن عبدالمطلب ہون پورہندی نے کہا حمزہ تو باختر کو جا کر گم ہوا ہی تو کہان اور حمزہ کہان تب امیر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے کو باختر سے سلامت باہر لایا ہی تب وہ پورہندی نے نیزہ امیر پر چلایا تب امیر نے پکڑ کر چھین لیکر اوسکے سینے مین ایسا مارا کہ سینے سے اوسکے نیزہ پار ہو گیا پھر امیر اشقر کو دوڑا کر اوسکے لشکر پر پڑے اور نعرہ مارا جب کہ کافرون نے نعرہ حمزہ کا سنا

تب سمجھ جانا کہ یہہ نعرہ حمزہ کا ہی تب سب کافر بھاگنے لگے اور امیر نے اُنکا دنبالہ کیا اور حضرت نے بھی لشکر کو فرمایا کہ دنبالہ ان کافرونکا کرو تب سب اصحابون نے بھی چار کوس تک دنبالہ کیا اور کافرونکو مارکر فتح و نصرت سے پھرے اور شہر مین آئے باقی داستان فردای شب را

داستان اٹھاسیوین

جب امیر حمزہ نے پور ہندی کو سردار کیا تب مان نے پور ہندی کی سارا لشکر روم و شام و ایران و توران و بلخ و بخارا و حبش و زنگبار سب جہان کا لشکر جمع کرکے او رہمراہ لیکر مداین کو آئی اور ہرمز سے کہا ای بادشاہ حمزہ باختر مین جاکر گم ہوا تھا سو اب پھر سنتر تن سے مکے کو آیا ہی اور میرے فرزند کو مارا ہی اگر تو کہے تو اُسسے انصاف فرزند کا لون تب ہرمز نے کہا بہتر ہی یہہ کہہ کر معہ لشکر سوار ہوا اور سب کافر لشکر سمیت آکر اترے تب حضرت صلعم کو خبر ہوئی کہ اب تمام لشکر جمع ہوکر آیا ہی حضرت صؐ نے فرمایا مجھے کیا غم ہی کہ اس لشکر کو مین واحد بس ہون اور ان شاء اللہ تعالی نہ کہا خدا وند غیور کو یہہ بات ناگوار گذری اس سبب سے خدا کی خفگی لشکر اسلام پر نازل ہوئی غرض امیرؓ اور علیؑ اور کئی اصحاب معہ لشکر باہر آئے اور کافرون سے مبارز طلبی کی تب ہرمز نے کہا ای پہلوانو تم اگر ایک ایک ان عربون سے لڑوگے تو بر نہ آؤگے پس تمام لشکر ایک بار حملہ کرو تب بموجب حکم ہرمز کے تمام لشکر نے ایک بار گھوڑے اُٹھائے تب امیر معہ یاران اور علیؓ تروارین نکالکر کافرون پر پڑے اور لشکر اسلام کا لشکر کفار مین ایسا تھا کہ جیسا آٹے مین نمک اوس پر بھی کافرون کو بیشمار مارا لیکن لندھور شہید ہوا اور سعد بن عمر اور عمر معدی اور دوسرے یارونے شہادت پائی اور حضرت علی رضؓ کے بھی شتالنگ مین تیر لگے پس وہین حمزہ گھوڑا اوٹھاکر ہرمز کے نزدیک گئے تب ہرمز چھتر چھوڑکر بھاگ گیا تب سب کافر بھی بھاگے پھر امیر نے دنبالہ کافرون کا کرکے چار کوس تک مارکر کافرون کے مردون کے پہاڑ کئے اور فتح و نصرت سے امیر نے باگ گھوڑے کی پھیری تب ایک عورت کا ہندہ نام تھا امیر کو دیکھکر ایک بڑے پتھر کے آسرے مین چھپ رہی جوہین امیر اُسس پتھر کے برابر آئے تب اوس ملعونہ نے ایک

ترو وار ایسی ماری کہ اشقر کے چارون پاؤن قلم ہوگئے اور امیر زمین پر گر پڑے اُٹھنے کا ارادہ کیا تب اوس مردار نے اجل کے زور سے ایسی ترو وار ماری کہ آفتاب عجم و عرب غروب ہوا یعنے امیر شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر امیر کا شکم مبارک شق کیا اور جگر نکالکر کھا گئی پھر حضرتؐ کے حضور مین آئی اور امیر کی شہادت کی خبر دے کر بولی کہ مین نے شہید کیا ہی تب حضرت نے فرمایا وہ میرا شیر کہان ہی سو دکھا تب ہندہ حضرت کو لے چلی اور امیر کی جائے شہادت دکھائی تب امیر کے ٹکڑے جمع کرنے کو حضرت نے حکم فرمایا تب ستر مرتبہ نماز جنازہ کی پڑھی اور پاؤن کے انگوٹھون پر کھڑے رہکر نماز ادا کی اس مین دو روایت ہین کہ حضرتؐ نے ہر ایک ٹکڑے پر ایک بار نماز پڑھی دوسری روایت یہہ ہی کہ اول جبرئیل علیہ السلام اپنی فوج ملائکہ سے آئے اور کہا یا رسول اللہؐ ہم نے حمزہ کے جنازہ کا ثواب نہین پایا ہی تب حضرت نے امامت کی اور جبرئیل علیہ السلام نے معہ ملائکہ اقتدا کیا بدستور ستر ملک مقرب بارگاہ کبریا نے آکر نماز کے واسطے عرض کی اور حضرت نے ستر بار امامت کرکے نماز جنازے کی پڑھائی پھر جنازے کو دفن کیا بعد اصحابون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہی جو آپ نے نماز جنازہ انگوٹھون پر کھڑے رہکر ادا کی حضرت نے فرمایا کہ ہجوم سے فرشتونکے جگہہ باقی نرہی تھی اسواسطے انگوٹھون پر کھڑے رہکر نماز پڑھائی جب حضرتؐ امیر کے نماز و دفن سے فارغ ہوئے تب ہندہ حضرتؐ کے حضور مین آئی حضرت نے اُسسے منہہ پھیر لیا ویسے ہین وحی نازل ہوئی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم جانتے ہو کہ حمزہ مر گیا ایک مرتبہ بسوئے آسمان نظر کرو جب حضرتؐ نے اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ امیر حمزہ تخت پر بہشت مین بیٹھے ہین بمصداق اس آیت کے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ پھر حکم آیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم توبہ اس عورت کی قبول ہی تب ہندہ ایمان لائی بعد از چند روز کے اسماپری اور قریشیہ سلطان کو یہہ خبر ہوئی سو نود ہزار پریان لیکر آئین اور مکے معظمے کے گرد اُترین اور قریشیہ حضرت رسالت پناہؐ کے حضور مین آئی اور آکر عرض کی کہ جسنے میرے باپ کو مارا ہی اوسے میرے حوالے کرو نہین

تو مین نجاؤن گی کہتے ہین کہ حضرت صبح کو شہر مکّے سے باہر تشریف لائے اور پریون کو پیام دیا
کہ ایمان لانے کا تم پر حکم آیا ہی تب تمام پریان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بدل
وجان لائین اور رہندہ کو حضرت سے طلب کیا اور قریشیہ نے کہا کہ میرے باپ کو اوسنے مارا ہی
سو اُسنے چھپانا حضرت روا رکھتے ہین تب حضرت ع نے فرمایا کہ ای قریشیہ تیرا باپ اگر اس خرابی
سے نہ مارا جاتا تو اس درجۂ اعلی کو نہ پہنچتا اور شاہ شہیدان نہ کہلاتا تب قریشیہ نے کہا کہ یا
حضرت میرے باپ کو مجھے دکھاؤ تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ اوپر دیکھ تب قریشیہ نے حضرت م کے
معجزے سے باپ کو جنّت کے تخت پر دیکھا تب خوش ہو گئی اور شکر خدا کا کیا کہتے ہین کہ تیر حضرت
علی ع کے پاؤن مین لگا تھا اور زخم سے بیقرار ہوئے تھے اور وہ درد سخت تھا اور کسی صورت
سے اچھا نہین ہوتا تھا تب ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز مین کھڑے تھے حضرت صلعم نے
فرمایا کہ اس حال مین علی رضی اللہ عنہ کے پاؤن سے تیر نکالو تب پہلوانون نے ملکر زور کر کے
وہ پیکان پاؤن مین سے نکالا اور حضرت علی رض نماز سے فارغ ہوئے اور لہو بہتا دیکھا اور
کہا کہ پیکان کیا ہوا تب سب نے کہا کہ کیا تمھین خبر نہین کہ کتنے یارون نے ملکر زور سے پیکان
نکالا تب کہا کہ سوگند خدا کی ہی کہ جس خدا نے مجھے جان دی ہی مجھے کچھ خبر نہین ہی کہ کب نکالا
ہی پس برکت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے وہ نماز کہ جو حضرت علی رض
پڑھتے تھے آلٰہی وہی نماز سب مسلمانون کو نصیب کر اپنے فضل و کرم سے آمین یارب العالمین

خاتمۃ الطبع

ہزار ہزار شکر و احسان بدرگاہ خالق انس و جان کہ چارون جلدین امیر حمزہ کی داستان
بوفور خواہش مشتاقان لسعی و اہتمام احقر العباد قاضی محمد ابراہیم ابن قاضی نور محمد صاحب
مرحوم و نور الدین بن جیوا خان صاحب مرحوم نہایت تصحیح سے نقل مطابق
اصل ہو کر مطبع حیدری بمبئی مین بتاریخ ١٢ ماہ ربیع الاول ١٢٩٥ سنہ ہجریہ
علے من ہاجرہا الف الف صلوٰۃ وسلام موافق ١٧ ماہ مارچ ١٨٧٨ سنہ
عیسوی کے چھپکر سرور افزائے خواہشمندان ہوئین
بقلم خوش رقم محمد ابراہیم

کتب مرقومۃ الذیل مطبوعہ بمبئی بدوکان قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد تاجر کتب مقابل کوتسہ محلہ و ملا نور الدین بن جیوا خان بہ بھنڈی بازار دستیاب ہونگی

قصص الانبیا اردو مجلد
قصہ حضرت اسمٰعیل و حضرت سلیمان
فسانہ عجایب اردو مجلد
باغ و بہار یعنے قصہ چہار درویش
ایضاً قلم جلی و جلد چرمی
مجموعہ گیارہ قصہ بخیل و پنج بی عقلان
قصہ شاہ روم
قصہ گل باصنوبر چہ کرد
دریای عشق اعجاز عشق وغیرہ
اخوان الصفا مباحثہ انسان با حیوان
مجموعہ بارہ ماسہ و تاب خیرا شاہ
قصہ چوہا بلی مع تصاویر
مجموعہ سکندر شاہ جہان وغیرہ
قصہ خواجہ اویس قرنی مع منصور
لذت عشق و فریب عشق مع تصاویر
قصہ شیخ صنعان
قصہ سپاہی زادہ
نقلیات اردو و شمس الامرا
قصہ حاجی سنگلوری شاہ اردو
قصہ بی بی مریم

تاریخ الاولیا جلد اول مجلد
الف لیلہ اردو ہر چہار جلد
مجموعہ زلیخا و بکاولی و مثنوی حسن
ایضاً خط جلی و جلد پارچہ
طوطا کہانی مجلد
و میان بی بی باندی وغیرہ
داستان امیر حمزہ چہار جلد
قصہ شیرین فرہاد
مثنوی گلزار نسیم یعنے بکاولی
و حکایات بادشاہ جن و مخالفت جن
قصہ جانی بیگم
قصہ بلی و مرغ نامہ مع تصاویر
مجموعہ جوگن نامہ
مجموعہ بڑھاپا نامہ و بڑھیا نامہ
قصہ ملک محمد و نثر
افیونی نامہ
قصہ سوداگر بچہ
لیلی مجنون نظیر
حکایات و لطائف اردو
قصہ فغفور چین

مجموعہ قصہ ابو شحمہ معہ گلشن نوبہت
نورتن اردو مجلد
بہار دانش اردو منظوم
آرایش محفل یعنے قصہ حاتم مجلد
اخلاق ہندی مجلد
مجموعہ بارہ قصہ مجلد
ایضاً خط جلی و کاغذ گندہ مجلد
مجموعہ ہفت مثنویہای میر تقی
قصہ پدماوت مع تصاویر
کلید دانش اردو
تقویم یعنے جنتری سنہ حال
شاہنامہ اردو مع تصاویر مجلد
مجموعہ سخاوت نامہ الف و جن
قصہ ماہ اختر پری پیکر
عاشق کا جنازہ وغیرہ
مثنوی زہر عشق و خنجر عشق
نقلیات یوسفی
قصہ شاہ زقوم و مصری
خوان نعمت ترکیب کھانا پکانیکا بیان
قصہ ملک محمد منظوم